

انڈیا: یہ کتاب خاص مذہب تیبہ کی ہے۔
جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

هَذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرُحْمَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ

اثارِ حیدری

اردو ترجمہ عربی تفسیر پر تنویر منسوب بہ

حضرت حجۃ اللہ فی الانام الامام الحسن العسکری علیہ السلام

مترجمہ

جناب مولوی سید شریف حسین صاحب بھمبر لوی

— ناشران —

عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباس علیہ السلام لکھنؤ۔ ۳ یوپی (انڈیا)

فون نمبر 0522-2647590 موبائل 9415102990

E-mail : abbasbookagency@yahoo.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	عرض مترجم	۳	۱	اور امت اور تمام مخلوق کے افضل	
۲	راویان تفسیر کا مختصر حال	۵	۲	ہونے کا ذکر	۲۷
۳	فضائل قاریان و سامعین قرآن	۹	۳	حدیث قدسی	۲۹
۴	قرآن کو اہل قرآن سے حاصل کرنا	۱۸	۴	رحم آل محمد جملہ ارحام کی نسبت	
۵	چاہئے نہ کہ غیر سے	۱۰	۵	اکرام کا زیادہ تر مستحق ہے	۳۰
۶	بیان فضیلت و کرامت قرآن	۱۱	۶	ہر شب اپنے نفس کے محاسبہ	
۷	مسجد نبوی سے بجز اہلبیت رسول	۱۹	۷	کرنے کا ذکر اور کیفیت محاسبہ	۳۳
۸	سب کے دروازوں کا بند ہونا	۱۳	۸	مذمت ریا کاری اور حیط اعمال	۳۳
۹	ڈوبنے جلنے اور چوری سے بچنے	۲۱	۹	صراط دو ہیں ایک دنیا میں اور ایک	
۱۰	کے لئے صبح و شام تلاوت کرنے کی دعا	۱۵	۱۰	آخرت میں	۳۹
۱۱	ذکر بعض فضائل امیر المومنین	۱۶	۱۱	ایک عالم عامہ کا قصہ	۳۹
۱۲	فضائل بسم اللہ	۱۸	۱۲	معاویہ کا بیجا اور غلط تاویل کرنا	۴۱
۱۳	ایک مومن اور ایک کافر	۲۲	۱۳	دشمنان آل محمد پر لعنت کرنے	۲۲
۱۴	بادشاہ کا قصہ	۱۹	۱۴	کا ثواب	۲۲
۱۵	امام زین العابدین کا زہری	۲۵	۱۵	حکم تقیہ	۲۳
۱۶	کو نصیحت فرمانا	۲۱	۱۶	برادران ایمانی کے حقوق ادا	۲۶
۱۷	لفظ اللہ کے معنی اور اسکی ذات	۲۱	۱۷	کرنے کا ثواب	۲۳
۱۸	واجب سے مخصوص ہونا	۲۳	۱۸	محبت اور عداوت محض رضائے	۲۷
۱۹	فضائل سورہ فاتحہ	۲۲	۱۹	خدا کے لئے ہو	۲۳
۲۰	سورہ حمد کے سننے کا ثواب	۲۵	۲۰	مذمت غلو در حق امیر المومنین	۲۶
۲۱	سورہ فاتحہ کے تلاوت کرنے	۲۵	۲۱	جن صفات سے اللہ نے اپنی ذات کو	۲۹
۲۲	کے ثواب کا بیان	۲۵	۲۲	موصوف کیا ہے انہیں اوصاف سے	
۲۳	محمد و آل محمد و اصحاب محمد و امت محمد	۱۶	۲۳	اسکو موصوف کرنا چاہئے	۳۷
۲۴	کے تمام انبیاء اور انکی آل و اصحاب	۳۰	۲۴	اہل حق و اہل باطل کی پہچان	۳۹

تفسیر امام حسن عسکری

بمعروف آثار حیدری

مولوی سید شریف حسین صاحب بھریلو

عباس بک ایجنسی لکھنؤ (انڈیا)

ایک ہزار

رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

مطابق نومبر ۲۰۰۳ء

اے۔ بی۔ آفسیٹ پرنٹرز دہلی

150/- روپے

ملنے کا پتہ:

عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباس لکھنؤ - ۳

فون نمبر: 2647590 موبائل: 9415102990

Email-abbasbookagency@yahoo.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۱	شمیر برائے اہل باطل	۵۲	۵۰	معجزہ امیر المومنین	۷۶
۳۲	حدیث قدسی در فضیلت سورۃ فاتحہ	۵۳	۵۱	جناب امیر کا زکوٰۃ ادا کرنا	۷۷
۳۳	سورۃ بقرہ یعنی وہ سورہ جس میں گائے کا ذکر کیا گیا ہے	۵۵	۵۲	امیر المومنین کا ایک مومن بھائی کی آبرو بچانا	۷۸
۳۴	مناظرہ امیر المومنین با یہود در باب افتتاح سورۃ قرآنی	۵۹	۵۳	ذکر فضیلت امیر المومنین	۷۸
۳۵	معجزہ امیر المومنین	۶۰	۸۱	قصہ بلالؓ	۸۱
۳۶	قصہ سلمان فارسی با یہود عنود	۶۲	۵۵	نادستی افعال بد ہے نہ کہ درستی کلام	۸۱
۳۷	حالات ابو ذرؓ و ادا کردن نماز بہ حضور قلب	۶۷	۵۶	بعض معجزات جناب سرور کائنات	۸۲
۳۸	ثواب ادائے زکوٰۃ و نماز و اقسام زکوٰۃ	۶۹	۵۷	فرش کا کلام کرنا	۸۳
۳۹	بلاولایت اہلبیت کوئی عمل قبول نہیں	۷۰	۵۸	کوڑے کا کلام کرنا	۸۵
۴۰	بیان مستحقین زکوٰۃ	۷۲	۵۹	گدھے کا کلام کرنا	۸۶
۴۱	بیان جہاد واجب و سنت و ثواب	۷۲	۶۰	آئمہ اطہار و لہائے کفار کی مہر وں کو آنحضرت کی طرح مشاہدہ کرتے ہیں	۸۹
۴۲	انفاق در آں	۷۲	۶۱	جناب امیر کا اپنے مومن بھائی کا قرض ادا کرنا اور سنگریزوں اور ڈھیلوں کا سونا بن جانا	۹۰
۴۳	ثواب قرض دادن	۷۳	۶۲	جناب امیر کا محض خدا اور رسول کی خاطر غضبناک ہو کر ایک شخص کا قتل کرنا	۹۲
۴۴	اندھے کی دستگیری کرنے کا ثواب	۷۳	۶۳	جناب امیر کا جو کی دو (۲) روٹیوں سے ایک مومن کی احتیاج کو رفع کرنا	۹۳
۴۵	کسی مصیبت زدہ کی اعانت کرنے کا ثواب	۷۳	۶۴	جناب امیر کا اپنی جان کو معرض ہلاکت میں ڈال کر ایک مومن کی جان بچانا	۹۶
۴۶	ثواب اعانت مظلوم	۷۳	۶۵	قصہ روز غدیر خم	۹۹
۴۷	ذکر ثواب حفظ ناموس مومن	۷۴	۶۶	بیان نفاق منافقین	۱۰۰
۴۸	جناب امیر المومنین کا محض رضائے خدا کے لئے اپنا مال صرف کرنا	۷۴	۶۷	دعائے امیر المومنین سے پہاڑوں	۷۷
۴۹	جناب امیر المومنین کے زکوٰۃ بدنی ادا کرنے کا ذکر	۷۵			
	جناب امیر کا زکوٰۃ جاہ ادا کرنا	۷۶			

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۳	کاسونے چاندی اور جواہرات اور	۸۳	۱۵۳	ذکر عنخواری برادر مومن	۱۵۳
۸۴	تھیاری بند مردوں کی شکل میں بدل جانا	۱۰۲	۱۵۴	حکم تقیہ	۱۵۴
۶۸	منافقوں کا خاص رسول سے تمسخر کرنا	۱۰۷	۱۵۵	قصہ بازوئے زہر آلود	۱۵۵
۶۹	خدا کا منافقوں سے دنیا و آخرت میں ہنسی کرنا	۱۱۰	۱۵۸	بھیڑے کا حضرت سے ہم کلام ہونا	۱۵۸
۷۰	ذکر نو اند محبت علی و آل علی	۱۱۳	۱۶۳	چوب خرم کا حضرت کے فراق میں گریا کرنا	۱۶۳
۷۱	ذکر وقت نزاع منافقین	۱۱۸		یہودیوں کا حضرت گوزہر سے ہلاک کرنے کا ارادہ کرنا اور خود ہی ضرر اٹھانا	۱۶۶
۷۲	کیفیت خلقت انسان	۱۲۲	۱۶۷	نظیر معجزہ بالا جناب امیر سے ظاہر ہوئی	۱۶۷
۷۳	بر پدہ کا آنحضرت کے حضور میں	۱۲۳	۱۶۸	حضرت کی خاطر تھوڑا کھانا بہت ہو گیا	۱۶۸
۷۴	جناب امیر کی شکایت کرنا	۱۲۳	۱۸۱	صلہ رحم آل محمد واجب ہے	۱۸۱
۷۵	قصہ سعد بن معاذ اور اس کے علو مراتب کا ذکر	۱۳۰	۱۸۲	وقت مرگ حضرت کا تشریف لانا	۱۸۲
۷۶	پہاڑوں پتھروں اور سنگریزوں کا حضرت کو سلام کرنا	۱۳۷	۱۸۶	حضرت معصومین کا قبر میں تشریف لانا	۱۸۶
۷۷	حضرت کا دشمنوں کے ہاتھ سے محفوظ رہنا اور انکا ہلاک ہونا	۱۳۹		حضرت آدم کو حضرات معصومین کے نام تعلیم کئے گئے	۱۸۹
۷۸	ضیافت یہود	۱۴۰	۱۹۱	امام حسین کا شب عاشورا اپنے اصحاب سے خطاب فرمانا	۱۹۱
۷۹	حکم حضرت سے دو درختوں کا باہم مل جانا	۱۴۳		وہ درخت جس سے آدم کو منع کیا گیا تھا، درخت علم محمد و آل محمد تھا	۱۹۴
۸۰	معجزہ ہالا کی نظیر جناب امیر سے ظاہر ہوئی	۱۴۵	۹۷	توبہ حضرت آدم، محمد و آل محمد کے توکل سے قبول ہوئی	۱۹۸
۸۱	حضرت کا درخت کو طلب فرمانا اور اسکا حاضر ہونا	۱۴۷	۹۸	فضائل نماز و زکوٰۃ	۲۰۵
۸۲	معجزہ ہالا کی نظیر جناب امیر سے ظاہر ہوئی	۱۴۸	۹۹	فضیلت تواضع	۲۰۵
			۱۰۰	معجزہ آنحضرت و فضیلت یہود	۲۰۷
			۱۰۱	مومن کا وقت نزاع اپنے پیشوایان	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۱	شمشیر برائے اہل باطل	۵۲	۵۰	معجزہ امیر المومنین	۷۶
۳۲	حدیث قدسی در فضیلت سورۃ فاتحہ	۵۳	۵۱	جناب امیرؑ کا زکوٰۃ ادا کرنا	۷۷
۳۳	سورۃ بقرہ یعنی وہ سورہ جس میں گائے	۵۴	۵۲	امیر المومنینؑ کا ایک مومن بھائی	۷۸
	کا ذکر کیا گیا ہے	۵۵	۴۸	کی آبرو بچانا	۷۸
۳۴	مناظرہ امیر المومنینؑ با یہود در باب	۵۳	۴۸	ذکر فضیلت امیر المومنینؑ	۷۸
	افتتاح سورۃ قرآنی	۵۹	۸۱	قصہ بلالؓ	۸۱
۳۵	معجزہ امیر المومنینؑ	۶۰	۵۵	نادستی افعال بد ہے نہ کہ درستی کلام	۸۱
۳۶	قصہ سلمان فارسیؑ با یہود عنود	۶۲	۵۶	بعض معجزات جناب سرور کائنات	۸۲
۳۷	حالات ابوذرؓ و ادا کردن نماز	۶۷	۵۷	فرش کا کلام کرنا	۸۳
	بہ حضور قلب	۶۷	۵۸	کوڑے کا کلام کرنا	۸۵
۳۸	ثواب ادائے زکوٰۃ و نماز و اقسام زکوٰۃ	۶۹	۵۹	گدھے کا کلام کرنا	۸۶
۳۹	بلا و لاییت اہلیت کوئی عمل قبول نہیں	۷۰	۶۰	آئمہ اطہار و لہائے کفار کی	۸۶
۴۰	بیان مستحقین زکوٰۃ	۷۲		مہروں کو آنحضرتؐ کی طرح	
۴۱	بیان جہاد واجب و سنت و ثواب		۸۹	مشاہدہ کرتے ہیں	۸۹
	انفاق در آں	۷۲	۶۱	جناب امیرؑ کا اپنے مومن بھائی	۶۱
۴۲	ثواب قرض دادن	۷۳		کا قرض ادا کرنا اور سنگریزوں اور	
۴۳	اندھے کی دیکھیری کرنے کا ثواب	۷۳	۹۰	ڈھیلوں کا سونا بن جانا	۹۰
۴۴	کسی مصیبت زدہ کی اعانت کرنے		۶۲	جناب امیرؑ کا محض خدا اور رسولؐ کی	۶۲
	کا ثواب	۷۳		خاطر غضبناک ہو کر ایک شخص کا قتل کرنا	۹۲
۴۵	ثواب اعانت مظلوم	۷۳	۶۳	جناب امیرؑ کا جو کی دو (۲) روٹیوں سے	۶۳
۴۶	ذکر ثواب حفظ ناموس مومن	۷۴		ایک مومن کی احتیاج کو رفع کرنا	۹۳
۴۷	جناب امیر المومنینؑ کا محض رضائے		۶۴	جناب امیرؑ کا اپنی جان کو معرض ہلاکت	۶۴
	خدا کے لئے اپنا مال صرف کرنا	۷۴	۹۶	میں ڈال کر ایک مومن کی جان بچانا	۹۶
۴۸	جناب امیر المومنینؑ کے زکوٰۃ		۶۵	قصہ روز غدیر خم	۶۵
	بدنی ادا کرنے کا ذکر	۷۵	۶۶	بیان نفاق منافقین	۶۶
۴۹	جناب امیرؑ کا زکوٰۃ جاہ ادا کرنا	۷۶	۶۷	دعائے امیر المومنینؑ سے پہاڑوں	۶۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۳	ذکر غمخواری برادر مومن	۱۵۳		کاسونے چاندی اور جواہرات اور	
۸۴	حکم تقیہ	۱۵۴	۶۸	ہتھیار بند مردوں کی شکل میں بدل جانا	۱۰۲
۸۵	قصہ بازوئے زہر آلود	۱۵۴	۶۹	منافقوں کا خاص رسولؐ سے تمسخر کرنا	۱۰۷
۸۶	بھیڑیئے کا حضرتؐ سے ہم کلام ہونا	۱۵۸	۷۰	خدا کا منافقوں سے دنیا و آخرت	
۸۷	چوب خرم کا حضرتؐ کے فراق میں		۱۱۰	میں نہیں کرنا	۱۱۰
۱۶۳	گریا کرنا		۷۰	ذکر نو آمد محبت علیؑ و آل علیؑ	۱۱۳
	یہودیوں کا حضرتؐ کو زہر سے	۸۸	۷۱	ذکر وقت نزاع منافقین	۱۱۸
	ہلاک کرنے کا ارادہ کرنا اور خود		۷۲	کی کیفیت خلقت انسان	۱۲۲
	ہی ضرر اٹھانا	۱۶۶	۷۳	پر پدہ کا آنحضرتؐ کے حضور میں	۷۳
	نظیر معجزہ بالا جناب امیرؑ سے ظاہر ہوئی	۱۶۷	۷۴	جناب امیرؑ کی شکایت کرنا	۱۲۳
	حضرتؐ کی خاطر تھوڑا کھانا بہت ہو گیا	۱۶۸	۷۴	قصہ سعد بن معاذ اور اس کے علو	۷۴
	صلہ رحم آل محمدؐ واجب ہے	۱۸۱	۷۵	مراتب کا ذکر	۱۳۰
	وقت مرگ حضرتؐ کا تشریف لانا	۱۸۴	۷۵	قصہ ابر	۱۳۶
	حضرتؐ مصومین کا قبر میں تشریف لانا	۱۸۶	۷۶	پہاڑوں پتھروں اور سنگریزوں کا	۷۶
	حضرتؐ آدمؑ کو حضرات مصومین کے		۷۷	حضرتؐ کو سلام کرنا	۱۳۷
	نام تعلیم کئے گئے	۱۸۹	۷۷	حضرتؐ کا دشمنوں کے ہاتھ سے	۷۷
	امام حسینؑ کا شب عاشورا اپنے	۹۵	۷۸	محموظ رہنا اور انکا ہلاک ہونا	۱۳۹
	اصحاب سے خطاب فرمانا	۱۹۱	۷۸	خیانت یہود	۱۴۰
	دہ درخت جس سے آدمؑ کو منع کیا	۹۶	۷۹	حکم حضرتؐ سے دو درختوں کا	۷۹
	گیا تھا، درخت علم محمدؐ و آل محمدؐ تھا	۱۹۴	۸۰	باہم مل جانا	۱۴۳
	توبہ حضرتؐ آدمؑ، محمدؐ و آل محمدؐ کے		۸۰	معجزہ ہالا کی نظیر جناب امیرؑ سے	۸۰
	توسل سے قبول ہوئی	۱۹۸	۸۱	ظاہر ہوئی	۱۴۵
	فضائل نماز و زکوٰۃ	۲۰۵	۸۱	حضرتؐ کا درخت کو طلب فرمانا اور	۸۱
	فضیلت تواضع	۲۰۵	۸۲	اسکا حاضر ہونا	۱۴۷
	معجزہ آنحضرتؐ و فضیلت یہود	۲۰۷	۸۲	معجزہ ہالا کی نظیر جناب امیرؑ سے	۸۲
	مومن کا وقت نزاع اپنے پیشوایان	۱۰۱	۱۴۸	ظاہر ہوئی	۱۴۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰۲	اور منازل جنت کا دیکھنا	۲۱۰	۱۱۸	اقسام عبادت	۲۹۳
۱۰۳	حضرت معصومین کا اعتراف میں مقیم ہونا	۲۱۳	۱۱۹	محمد و علی امت کے دو باپ ہیں اور ان کے حقوق کی رعایت افضل ہے	۲۹۴
۱۰۴	اور اپنے شیعوں کو داخل جنت فرمانا	۲۱۳	۱۲۰	بیان یتیمان حقیقی و احادیث وارده	۳۰۱
۱۰۵	بنی اسرائیل کا دریا سے گزرنا بوجہ	۲۱۶	۱۲۱	عالم عابد سے افضل ہے	۳۰۵
۱۰۶	تجدید اقرار ولایت محمد و آل محمد	۲۱۶	۱۲۲	بیان مسکین حقیقی و ثواب تقویت	۳۰۵
۱۰۷	حضرت موسیٰ کا کوہ طور پر جانا	۲۱۸	۱۲۳	داون آنها	۳۰۷
۱۰۸	انجام گو سالہ پرستان	۲۲۲	۱۲۳	فضائل خوش کلامی و کشادہ روئی	۳۱۳
۱۰۹	بیان باب حطہ	۲۲۸	۱۲۴	ثواب حزن و بکا بر حسین	۳۲۶
۱۱۰	قصہ اصحاب سبت	۲۳۶	۱۲۵	ذکر نظائر معجزات انبیاء سلف	۳۲۹
۱۱۱	قتل حسین کا گناہ مچھلی کے شکار سے	۱۲۵	۱۲۶	اشارہ طرف حدیث کساء	۳۳۱
۱۱۲	بزرگ تر ہے	۲۳۹	۱۲۷	حضرت علی کو اپنا خلیفہ کرنا	۳۳۵
۱۱۳	قصہ ذبح بقر اور اس کا سبب	۲۴۲	۱۲۸	مقالات منافقین	۳۳۵
۱۱۴	ظہور معجزہ بزرگ حسب درخواست	۱۲۸	۱۲۹	منافقین کا جناب امیر کے قتل کی تدبیر کرنا و ظہور معجزہ حضرت	۳۳
۱۱۵	یہود ۲۵۵	۲۰۰	۱۳۰	اصحاب عقبہ	۳۳۷
۱۱۶	اقوال منافقین بخواس مومنین	۲۶۲	۱۳۱	محبان علی ملائکہ مقربین سے افضل ہیں	۳۳۸
۱۱۷	معجزہ نبوی	۲۶۳	۱۳۲	فضیلت اہل علم	۳۳۹
۱۱۸	ذکر اقسام اخبار و ناقصین اخبار	۲۶۸	۱۳۳	حکایت عقبہ	۳۴۰
۱۱۹	محبت علی ایسی نیکی ہے کہ اسکے ہوتے کوئی بدی ضرر رساں نہیں اور بغض علی ایسی بدی ہے کہ اسکے ہوتے کوئی نیکی نفع نہ دیتی	۲۷۲	۱۳۴	ذکر توبہ آدم بتوسل محمد و آل محمد	۳۴۳
۱۲۰	بیان معنی شیعہ و اخبار دازدہ رواں	۲۷۶	۱۳۵	ظہور حضرت سے پہلے بنی اسرائیل بتوسل	۳۴۳
۱۲۱	معنی رافضی اور اس نام سے	۲۷۶	۱۳۶	محمد و آل محمد بلیات و آفات رد کرتے تھے	۳۴۳
۱۲۲	جادوگران موسیٰ نامزد ہوئے	۲۷۹	۱۳۷	قصہ اصحاب رقیم	۳۴۸
۱۲۳	احادیث در ترغیب استعمال تقیہ	۲۸۷	۱۳۷	اشعار جناب امیر	۳۵۲
			۱۳۸	علی تقسیم جنت دوزخ ہیں	۳۵۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۳۹	محمد اور علی سے معجزات موسیٰ کی نظیر	۱۵۸	۱۳۹	ظاہری ہوئی	۳۵۹
۱۴۰	نظیر عصائے موسیٰ	۱۶۰	۱۴۰	نظیر عصائے موسیٰ	۳۶۰
۱۴۱	نظیر ید بیضا	۱۶۱	۱۴۱	نظیر ید بیضا	۳۶۱
۱۴۲	نظیر طوفان	۱۶۲	۱۴۲	نظیر طوفان	۳۶۲
۱۴۳	نظیر معجزہ بلخ	۱۶۳	۱۴۳	نظیر معجزہ بلخ	۳۶۲
۱۴۴	نظیر معجزہ بئیل	۱۶۳	۱۴۴	نظیر معجزہ بئیل	۳۶۳
۱۴۵	میدکوں کے معجزے کی نظیر	۱۶۵	۱۴۵	میدکوں کے معجزے کی نظیر	۳۶۳
۱۴۶	نظیر معجزہ خون	۱۶۶	۱۴۶	نظیر معجزہ خون	۳۶۵
۱۴۷	نظیر معجزہ قحط	۱۶۷	۱۴۷	نظیر معجزہ قحط	۳۶۵
۱۴۸	نظیر معجزہ طمس	۱۶۸	۱۴۸	نظیر معجزہ طمس	۳۶۶
۱۴۹	نظیر معجزہ طمس از جناب امیر	۱۶۹	۱۴۹	نظیر معجزہ طمس از جناب امیر	۳۶۷
۱۵۰	انکار فضیلت محمد و آل محمد کے سبب بنی اسرائیل پر کوہ طور بلند کیا گیا	۱۷۰	۱۵۰	انکار فضیلت محمد و آل محمد کے سبب بنی اسرائیل پر کوہ طور بلند کیا گیا	۳۷۰
۱۵۱	انبیائے سلف کے معجزات کی نظائر	۱۷۱	۱۵۱	انبیائے سلف کے معجزات کی نظائر	۳۷۰
۱۵۲	جو آنحضرت سے ظاہر ہوئے	۱۷۳	۱۵۲	جو آنحضرت سے ظاہر ہوئے	۳۷۳
۱۵۳	مدح زید ابن حارثہ و اسامہ	۱۷۴	۱۵۳	مدح زید ابن حارثہ و اسامہ	۳۸۲
۱۵۴	مواعظ و نصائح آنحضرت	۱۷۵	۱۵۴	مواعظ و نصائح آنحضرت	۳۸۶
۱۵۵	جو فرشتے جناب امیر کو زیادہ تر دوست رکھتے ہیں وہ سب ملائکہ سے افضل ہیں	۱۷۶	۱۵۵	جو فرشتے جناب امیر کو زیادہ تر دوست رکھتے ہیں وہ سب ملائکہ سے افضل ہیں	۳۹۰
۱۵۶	ابن صورتیہ کا حضرت سے مسائل دریافت کرنا	۱۷۷	۱۵۶	ابن صورتیہ کا حضرت سے مسائل دریافت کرنا	۳۹۰
۱۵۷	مباحثہ سلمان با ابن صورتیہ	۱۸۰	۱۵۷	مباحثہ سلمان با ابن صورتیہ	۳۹۱
۱۵۸	علامت مومن ذکر آل عبا اور جبرئیل	۱۸۱	۱۵۸	علامت مومن ذکر آل عبا اور جبرئیل	۳۹۱
۱۵۹	کا ان میں داخل ہون	۳۹۳	۱۵۹	کا ان میں داخل ہون	۳۹۳
۱۶۰	کیفیت کشتی گرفتن حسنین	۳۹۵	۱۶۰	کیفیت کشتی گرفتن حسنین	۳۹۵
۱۶۱	کیفیت اسلام عبداللہ ابن سلام	۳۹۶	۱۶۱	کیفیت اسلام عبداللہ ابن سلام	۳۹۶
۱۶۲	ذکر نزول آیہ انما و لکیم	۳۹۹	۱۶۲	ذکر نزول آیہ انما و لکیم	۳۹۹
۱۶۳	قصہ شب ہجرت	۴۰۱	۱۶۳	قصہ شب ہجرت	۴۰۱
۱۶۴	آداب گفتگو با آنحضرت	۴۱۲	۱۶۴	آداب گفتگو با آنحضرت	۴۱۲
۱۶۵	مدح سعد ابن معاذ	۴۱۳	۱۶۵	مدح سعد ابن معاذ	۴۱۳
۱۶۶	امر بالمعروف و نہی واجب ہے	۴۱۶	۱۶۶	امر بالمعروف و نہی واجب ہے	۴۱۶
۱۶۷	جنگ تبوک کے کچھ حالات	۴۱۶	۱۶۷	جنگ تبوک کے کچھ حالات	۴۱۶
۱۶۸	بنائے مسجد ضرار	۴۱۸	۱۶۸	بنائے مسجد ضرار	۴۱۸
۱۶۹	ذکر تخیل قبلہ	۴۲۷	۱۶۹	ذکر تخیل قبلہ	۴۲۷
۱۷۰	سوسار کا حضرت سے گفتگو کرنا	۴۳۲	۱۷۰	سوسار کا حضرت سے گفتگو کرنا	۴۳۲
۱۷۱	حضرت گامشروں سے مناظرہ	۴۳۶	۱۷۱	حضرت گامشروں سے مناظرہ	۴۳۶
۱۷۲	حضرت ابراہیم کا سیر ملکوت کرنا	۴۳۹	۱۷۲	حضرت ابراہیم کا سیر ملکوت کرنا	۴۳۹
۱۷۳	عمار یا سر کا یہود سے مناظرہ	۴۵۲	۱۷۳	عمار یا سر کا یہود سے مناظرہ	۴۵۲
۱۷۴	فضائل و ثواب وضو و غسل	۴۵۸	۱۷۴	فضائل و ثواب وضو و غسل	۴۵۸
۱۷۵	فضائل و ثواب نماز	۴۵۹	۱۷۵	فضائل و ثواب نماز	۴۵۹
۱۷۶	نماز میں رجوع قلب نہ ہونے کی مذمت	۴۶۱	۱۷۶	نماز میں رجوع قلب نہ ہونے کی مذمت	۴۶۱
۱۷۷	زکوٰۃ میں کمی کرنے کی مذمت	۴۶۱	۱۷۷	زکوٰۃ میں کمی کرنے کی مذمت	۴۶۱
۱۷۸	برادر دینی سے نیکی کرنے کا ثواب	۴۶۱	۱۷۸	برادر دینی سے نیکی کرنے کا ثواب	۴۶۱
۱۷۹	کیفیت مجاہدہ احسن و غیر احسن	۴۶۳	۱۷۹	کیفیت مجاہدہ احسن و غیر احسن	۴۶۳
۱۸۰	پانچ مذہبوں کے لوگوں کا حضرت سے مناظرہ	۴۶۶	۱۸۰	پانچ مذہبوں کے لوگوں کا حضرت سے مناظرہ	۴۶۶
۱۸۱	کیفیت مناظرہ یہود	۴۶۷	۱۸۱	کیفیت مناظرہ یہود	۴۶۷
۱۸۲	کیفیت مناظرہ نصاریٰ	۴۶۹	۱۸۲	کیفیت مناظرہ نصاریٰ	۴۶۹
۱۸۳	کیفیت مناظرہ دہریئے	۴۷۱	۱۸۳	کیفیت مناظرہ دہریئے	۴۷۱
۱۸۴	واپٹال قدیم عالم	۴۷۱	۱۸۴	واپٹال قدیم عالم	۴۷۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و بیحد اس خدائے علیم و حکیم کو زیبا ہے جس نے انسان ضعیف البنیان کو اپنی تمام مخلوقات پر شرف عطا فرمایا اور زیورِ علم و حکمت سے اس کو زینت بخشی اور اپنے شرائع و احکام سے اپنے رسولوں کی زبانی اس کو آگاہ کیا اور ان پر عمل کرنے اور کار بند ہونے کو اپنی خوشنودی اور اس کی نجات کا باعث قرار دیا۔

اور قابلِ درود و سلام وہ فخر انبیا و رسل ہے جو باعثِ ایجادِ عالم و آدم اور ذریعہ نجات و نجاتِ بنی آدم ہے یعنی محمد مصطفیٰ خاتمِ انبیا، شفیعِ روزِ جزا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر درود و سلام ہو آپ کے وصی برحق خلیفہ بلا فصل امیر المؤمنین امام المتقین قائدِ مجاہدین نفسِ سید المرسلین قاتلِ کفار و مشرکین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کی ذریتِ طیبیں و طاہرین پر۔ جو حضرت کے بعد ہادی و پیشوائے خلقِ خدا ہیں۔ ان کا فعل عینِ حضرت کا فعل ہے اور ان کا قول حضرت کا قول۔ جو کوئی ان کے اقوال و افعال کی متابعت کرے وہ مومن اور جنتی ہے اور جو ان کے اقوال و افعال کی مخالفت کرے وہ بے ایمان اور جہنمی ہے۔

بعد از حمد و نعت بندہ سحر سحر اپنا تقصیر بیچمدان سید شریف حسین ابن سید امام علی علیہ السلام کی بیسواری ساکن بھرلی ساداتِ ضلع انبالہ حضراتِ مومنین پر تمکین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ زمانہ جو کہ روشنی کا زمانہ کہلاتا ہے حصولِ دین کے لحاظ سے بالکل تاریکی اور ضلالت کا زمانہ ہے حالانکہ بادشاہِ وقت کی طرف سے اس باب میں کسی قسم کی مزاحمت اور روک ٹوک

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۸۲	کیفیت مناظرہ مجوسی ۲۷۳	۱۹۸	۱۹۸	تفسیر امام علیہ السلام کا آخری حصہ ۵۵۸	۲۰۱
۱۸۳	کیفیت مناظرہ مشرکان عرب ۲۷۴	۵۳۶	۱۹۹	وجہ تسمیہ ماہ شعبان و فضائل ماہ مذکورہ ۵۶۰	۲۰۲
۱۸۴	باب خطبہ بنی اسرائیل ۲۸۱	۵۳۵	۲۰۰	تین شخصوں کی دعا قبول نہیں ہوتی ۵۷۱	۲۰۳
۱۸۵	جناب امیر کا قتل حسین کی خبر دینا ۲۸۱			ذکر محافظان و شاہدان اعمال ۵۷۲	۲۰۴
۱۸۶	جناب امیر کا قاتلان حسین پر مختار کے مسلط ہونے کی خبر دینا ۲۸۲			عورتوں کی مذمت ۵۷۳	۲۰۵
۱۸۷	حجاج کا مختار کے قتل کا ارادہ کرنا اور اس کا محفوظ رہنا ۲۸۲			ذکر مہلبہ و فضیلت پختن پاک ۵۷۵	۲۰۶
۱۸۸	ابوبکر کا سورہ براءت لے کر جانا اور معزول ہونا ۲۸۹			فضائل سعد ابن معاذ ۵۸۲	۲۰۷
۱۸۹	جناب امیر کا سورہ براءت کے پہنچانے پر مقرر ہونا ۲۹۰			ایک مومن اور ایک منافق کا قصہ ۵۸۲	۲۰۸
۱۹۰	جنگ تبوک کو جاتے وقت حضرت کا جناب امیر کو اپنا خلیفہ بنانا ۲۹۱			معجزہ آنحضرت ۵۸۳	۲۰۹
۱۹۱	جنگ تبوک کے سفر میں حضرت کا معجزہ ۲۹۳			قتل بنی قریظہ و وفات سعد ۵۸۵	۲۱۰
۱۹۲	جز و دروم از تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام متعلقہ پارہ سیم قول ۱۹۷ ۲۹۷			وصف گواہان علول ۵۸۷	۲۱۱
۱۹۳	منافقوں اور ناصیبوں کے پاس ملک الموت کا آنا ۵۰۱			کیفیت فصل مقدمات ۵۸۸	۲۱۲
۱۹۴	تقلید آبائی کی مذمت ۵۱۰			التماس مترجم سید شرافت حسین بھر یلوی ۵۹۲	۲۱۳
۱۹۵	معنی ہمزات ۵۱۲			جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کی اس کتاب اردو (ترجمہ) کے لئے نقل تقریظ ۵۹۳	
۱۹۶	معنی نضجات و نقشات ۵۱۳			جناب مولانا سید محمد ہارون صاحب زنگی پوری مدظلہ (اردو ترجمہ) کی صحت اور تخریف میں ۵۹۴	
	حصہ سوم تفسیر ۵۳۱			جناب مولانا سید احمد کبیر صاحب کی نقل تقریظ ۵۹۵	
۱۹۷	قصہ مومن متوکل و برکت درود ۵۳۳				

نہیں ہے اور پوری آزادی حاصل ہے۔ مگر لوگوں کے دلوں پر دنیا ایسی غالب ہو گئی ہے کہ دینیات کی تحصیل اور احکام شریعت کا سیکھنا سکھانا قریباً موقوف ہی ہو گیا ہے اور زبان عربی چونکہ آج کل کی دنیا کے مناسب حال نہیں ہے اس لیے اس کی تعلیم و تعلم بالکل منتزل کی حالت میں ہے۔ امیر ہویا غریب سب کی توجہ اس کی طرف سے ہٹ گئی، اور روز بروز ہٹتی جاتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں ضروری ہے کہ کتب دینی کو اردو زبان میں لکھا جائے تاکہ دین کی اشاعت ہو، اور اردو خواں مومنین اس سے مستفید ہو سکیں۔ بنا بریں جو کتابیں اس زمانہ میں لکھی گئی ہیں۔ اکثر اردو زبان میں ہیں چونکہ حدیث تفسیر علم کلام و فقہ وغیرہ کی اکثر کتابیں عربی زبان میں ہیں اور اشاعت عام کے لیے ان کا اردو زبان میں شائع ہونا ضروری ہے۔ اس لیے اس ناچیز کو بھی باوجود اپنی بے علمی اور کم استعدادی کے محض دینی ہمدردی کے سبب یہ خیال ہوا کہ کتاب مستطاب یعنی تفسیر قرآن منسوب بہ امام ہمام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کو عربی سے اردو میں ترجمہ کروں اور اس کے مطالب عالیہ سے جو علاوہ تفسیر قرآنی کے فضائل و محامد محمد و آل محمد و دیگر اخلاق و آداب و احکام شرعی کو شامل ہیں۔ عام مومنین کو نفع پہنچاؤں۔

چونکہ اس کتاب میں اکثر فضائل محمد و آل محمد خصوصاً فضائل امیر المومنین علیہ السلام مذکور ہیں اور تمام روایات کا سلسلہ اس جناب تک پہنچتا ہے۔ اس ترجمے کو آثار حمیدری کے نام سے نامزد کرتا ہوں۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۗ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ الشُّكْرَانُ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَثِیْرًا كَثِیْرًا
 اما بعد محمد بن علی بن محمد بن جعفر زقاق فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ فقیہ ابو الحسن محمد بن احمد بن علی بن حسن بن شاذان اور شیخ فقیہ ابو محمد جعفر بن احمد بن علی قمی علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ ہم سے شیخ فقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہم کو ابو الحسن محمد بن قاسم مفسر و خطیب استرآبادی نے خبر دی ہے کہ مجھ سے ابو یعقوب یوسف بن محمد بن زیاد اور ابو الحسن علی بن محمد بن سیار نے کہ وہ دونوں امامیہ مذہب رکھتے تھے بیان کیا کہ ہم دونوں کے باپ امامیہ مذہب تھے اور ان دنوں فرقہ زیدیہ استرآباد میں سب پر غالب و رہنمایت زور شور پر تھا اور حسن بن زید علوی لقب بہ داعی الی الحق امام الزیدری وہاں کا حاکم تھا وہ اکثر اوقات زیدیوں کی باتیں سنتا اور لوگوں کو ان کے چغلی کھانے پر قتل کر ڈالتا تھا ہم نے جب یہ حالت دیکھی تو ہم کو اپنی جانوں کے تلف ہونے کا خوف پیدا ہوا اور اپنے ال و عیال سمیت امام ابو محمد حسن بن علی بن محمد یعنی والد ماجد قائم آل محمد عجل فرجہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر اپنے بال بچوں کو ایک سرائے میں اتارا اور خود امام حسن عسکری علیہ السلام کے دولت سرا پر حاضر ہو کر اندر جانے کی اجازت طلب کی الغرض جب حضرت کی نظر ہم پر پڑی تو ارشاد فرمایا۔ مرحبا، اے ہماری طرف پناہ لینے والو اور ہماری جانب التجا کرنے والو بعد ازاں فرمایا کہ خدانے تم دونوں کی سعی و کوشش کو قبول فرمایا اور تمہارے خوف کو تبدیل بہ امن کیا اور تمہارے دشمنوں کو تمہارے سر سے ٹال دیا۔ پھر ہم دونوں بے باپوں سے

مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم دونوں اپنے وطن کو واپس چلے جاؤ تمہارے جان و مال بالکل محفوظ اور امن میں رہیں گے ہم حضرت کا یہ ارشاد سن کر کمال متعجب ہوئے حالانکہ حضرت کی راست گوئی میں ہم کو ذرا بھی شک نہ تھا اور عرض کی یا امام آپ یہ کیا فرماتے ہیں کہ ہم اسی راہ کو طے کر کے پھر اسی شہر میں چلے جائیں جہاں سے نکل کر آئے ہیں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جہاں سے بھاگ کر آئے ہوں پھر وہیں جا رہیں۔ حالانکہ اس شہر کا حاکم بڑی کوشش سے ہماری تلاش میں ہے۔ اور ہمارے واسطے سخت سخت سزائیں مقرر کر رکھی ہیں۔ امام عالی مقام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے ان دونوں بیٹوں کو ہمارے پاس چھوڑ جاؤ تاکہ میں ان کو ایسے علم سے مستفید کروں جس کے باعث سے خدا ان کو مشرف اور معزز فرمائے اور تم چنگل خوروں کی چنگل خوری اور بادشاہ شہر کی سزاؤں کی کچھ بھی پرواہ نہ کرو۔ خدائے بزرگ و برتر ان کو ایسا بد حال اور شکستہ بال کرے گا وہ تم سے اپنے باب میں اس شخص کے پاس جس کے ڈر سے تم بھاگ کر آئے ہو اپنی سفارش کرنے کے متحیی ہوں گے۔ ابو یعقوب اور ابو الحسن راویان تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے بالوں نے حضرت کے فرمان کو تسلیم کیا اور ہم دونوں کو حضرت کی خدمت میں چھوڑ خود اپنے وطن کو واپس چلے گئے ان کے جانے کے بعد ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے حضرت ہم سے اس طرح نیکی سے پیش آتے تھے جیسے باپ دادا اور نہایت قریبی رشتہ داروں کا دستور ہوتا ہے۔ ایک دن ارشاد فرمایا کہ جب تم کو یہ خبر پہنچے گی کہ خدائے عزوجل نے تمہارے بالوں کو شر اعدا سے بچالیا اور ان کے دشمنوں اور بدخواہوں کو ذلیل و خوار کیا اور میرا وعدہ سچا نکلا تو میں شکرانہ الہی میں تم کو تفسیر قرآن سے مستفید کروں گا۔ جو بعض اہادیث آل محمد کو شامل ہوگی اور خداوند کریم اس کے سبب سے تمہاری شان کو عظیم و بزرگ کرے گا۔

جب ہم نے حضرت سے یہ مرثدہ سنا تو کمال شاد و فرحناک ہو کر عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ تب تو ہم کو قرآن شریف کے تمام علوم اور اس کے سبب فی حاصل ہو جائیں گے حضرت نے فرمایا ہرگز نہیں سونو جو کچھ کہیں تم کو سکھانا چاہتا ہوں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اتنا ہی اپنے ایک لے قرآن کے معانی اور تفسیر حضرت معصومین علیہم السلام کو معلوم ہے اور وہ کہنے ہی زیادہ حاصل ہو جائیں۔ مگر پھر بھی کم ہیں ۱۲۔

اصحاب کو تعلیم فرمایا تھا۔ وہ شخص نہایت خوش ہوا اور عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ میں تو تمام علوم قرآنی کا جامع ہو گیا حضرت نے فرمایا کہ ہاں اس میں شک نہیں کہ تو خبر کثیر کا جامع ہو گیا اور فضل وسیع تجھ کو حاصل ہو گیا لیکن اس پر بھی علوم قرآنی کا کتر سے کتر حصہ تجھ کو حاصل ہوا ہے کیونکہ حق تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ قُلْ لَوْ كَانُ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنفَذَ الْبَحْرُ مَقْبَلًا اَنْ تَنْفَذَ كَلِمَاتِ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِبِشْرٍ مَدَدًا يَعْنِي اے ہمارے پیغمبر لوگوں سے کہہ دے کہ اگر سمندر میرے خدا کے کلمات کی تحریر کرنے کے لیے سیاہی بن جائے تو بھی کلمات الہی کی تحریر کے ختم ہونے سے پہلے سمندر کا پانی ختم ہو جائے اگرچہ ہم اس سمندر کی ویسے ہی اور سمندر سے مدد کریں یہ

اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے وَلَوْ اَنْ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَوْ قَلَمٍ وَاَلْبَحْرُ مِدَادًا مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةَ اَبْحُرٍ مَا نَفَذَتْ كَلِمَاتِ اللّٰهِ يَعْنِي اگر تمام زمین کے درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی ہو جائے اور ساتوں سمندر اس کے مددگار ہوں تب بھی کلمات الہی ختم نہ ہوں گے جب علوم قرآنی اور اس کے معانی اور عجائبات جو اس میں امانت رکھے گئے ہیں اس قدر ہیں تو اب تو دیکھ کہ اس تمام قرآن سے جس قدر تو نے حاصل کیا ہے اس کی مقدار کتنی ہے ہاں یہ بات ہے کہ جتنا تو نے تحصیل کیا ہے اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اس شخص پر فضیلت دی ہے جو تیرے برابر علم اور سمجھ نہیں رکھتا۔

وہ (دونوں راوی) بیان کرتے ہیں کہ ہم ابھی حضرت کی خدمت ہی میں تھے کہ ہمارے بالوں کی طرف سے ایک قاصد چھٹی لے کر آیا اس میں لکھا تھا کہ حسن بن زید حاکم استرآباد نے ان زیدیوں کے چنگلی کھلنے پر ایک شخص کو قتل کروا ڈالا اور اس کا تمام مال ضبط کر لیا اس واقعہ کے بعد تمام گرد و نواح کے شہروں سے اور زیدیوں کی تحریروں اس کے پاس پہنچیں جن میں حسن بن زید پر بیحد لعنت ملامت اور بے شمار زہر و توہین کے بعد یہ مضمون درج تھا کہ شخص مقتول روئے زمین کے تمام زیدیوں میں منتخب اور سب سے افضل اور اکمل تھا اور چنگل خوروں کے محض اسکی فضیلت اور ثروت کے باعث اس کی بربادی اور بربادی کسی کے درپے ہوئے سب اس علوی کو یہ حال معلوم ہوا تو ان سب کا نہایت شکر گزار اور سب چنگل خوروں کے

پانچ
سورہ کاف
ع ۱۸

پانچ
سورہ بقرہ
ع ۲۴

ناک اور کان کٹوانے کا حکم دیا بعض نے تو اس حکم کی تعمیل کے لیے تسلیم نہ کیا اور بعض وہاں سے بھاگ کر دوسرے ملکوں میں جا رہے اور علوی نے اپنی اس حرکت ناشائستہ پر نام و پشیمان ہو کر درگاہ النبی میں توبہ استغفار کی اور بہت سارے مال راہِ خدا میں تصدق کیا اور اس مقتول کا تمام مال و اسباب اس کے وارثوں کو واپس دے دیا اور چند در چند خونبہا ان کو عطا کیا اور ان سے اس کے خون کی معافی کی درخواست کی۔ اس کے وارثوں نے کہا کہ ہم نے خونبہا تو تجھ کو معاف کیا مگر خون کا ہم کو اختیار نہیں ہے۔ اس کا اختیار خود مقتول ہی کو ہے اور اللہ حاکم ہے۔

اس کے بعد اس علوی نے خدا سے عہد کیا کہ اب میں کسی شخص سے اس کے مذہب میں معترض نہ ہوں گا اس کے سوا اس چٹھی میں یہ بھی لکھا تھا کہ داعی الی الحق نے اپنے کسی معتبر کے ہاتھ اپنی چٹھی مہر کر کے ہمارے پاس بھیجی ہے کہ میں نے تم کو امان دی۔ اور تمہارا تمام مال تم کو واپس مل جائے گا اور تمہارے مجملہ نقصانات کی تلافی کی جائے گی۔

سواب ہم اپنے شہر کو جا رہے ہیں کہ وہاں پہنچ کر اس سے وعدہ دفاعی کی درخواست کریں۔ یہ یقین کر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔

جب اس چٹھی کو آئے ہوئے دو سو دن ہو تو پھر ہمارے باپوں کی طرف سے ایک اور چٹھی آئی اس میں لکھا تھا کہ داعی الی الحق نے اپنے سب وعدے پورے کر دیئے اور ہم کو امام عظیم البرکت کی صادق الودعہ ملازمت کا حکم دیا۔

جب امام علیہ السلام نے یہ بات سنی تو ارشاد فرمایا کہ میں نے جو تفسیر قرآن کے تعلیم کرنے کا تم سے وعدہ کیا ہے اس کے پورا کرنے کا یہی وقت ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اب میں نے مقرر کر دیا کہ ہر روز تم کو کچھ تفسیر لکھوایا کروں تم کو مناسب ہے کہ ہر وقت میرے پاس موجود رہو۔ اس کے عوض میں حق تعالیٰ تم کو سعادت کثیر سے بہرہ ور فرمائے گا۔ الغرض اول ہی اول جو کچھ حضرت نے ہم کو لکھوایا وہ چند حدیثیں ہیں جو قرآن اور اہل قرآن کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں اس کے بعد قرآن کی تفسیر لکھوائی۔ سات برس تک ہم حضرت کی خدمت بابرکت میں رہے اور حضرت ہر روز کچھ تفسیر لکھواتے رہتے اور ہم لکھتے جاتے تھے۔ پہلے پہل جو حضرت نے لکھوایا اور ہم نے

لکھا وہ یہ ہے۔

حدیث۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے میرے باپ علی ابن محمد نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ محمد بن علی نے اور ان سے ان کے والد ماجد علی بن موسیٰ نے اور ان سے ان کے والد ماجد جعفر صادق ابن محمد نے اور ان سے ان کے والد ماجد محمد باقر بن علی نے اور ان سے ان کے والد ماجد امام زین العابدین علی بن حسین نے اور ان سے ان کے والد گرامی سید الشہداء حسین بن علی نے اور ان سے ان کے والد ماجد امیر المومنین سید الوصیین خلیفہ رسول رب العالمین فاروق اُمت باب شہر حکمت وصی رسول رحمت علی ابن ابی طالب نے روایت کی ہے کہ رسول رب العالمین سید المرسلین قائد الغر المحجلین المخصوص بائسراف الشفاعات فی یوم الدین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے رحمت خدا کے ساتھ مخصوص ہیں اور اللہ کے نور سے طمس میں اول کلام اللہ کی تعلیم دینے والے اللہ کے مقرب ہیں جو ان کو دوست رکھتا ہے وہ اللہ کو دوست رکھتا رکھتا ہے جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ اللہ سے دشمنی رکھتا ہے اور قرآن کے سننے والے سے اللہ تعالیٰ دنیا کے رنج و محنت کو دور کرتا ہے اور اس کے پڑھنے والے سے آخرت کی تکالیف کو دفع کرتا ہے میں اُس ذات اقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے کہ کتاب خدا کی ایک آیت کا سننے والا اگر یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ محمد جس پر یہ قرآن خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے اپنے سب اقوال میں سچا ہے اور اپنے سب افعال میں حکیم ہے اور خدا نے جو علوم قرآنی اس کے سپرد کئے ہیں وہ اس نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے سپرد کر دیئے ہیں نیز یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ ہر امر میں اس کا پیرو اور مطیع ہے۔ وہ اُس شخص سے زیادہ اجر و ثواب پائے گا کہ جو شرفیوں کی تھیلی راہِ خدا میں تصدق کرے اور امور مذکورہ کا معتقد نہ ہو۔ بلکہ ایسے شخص کا صدقہ خود اسی کے لیے باعث وبال و نکال ہے اور کتاب خدا کی ایک آیت کا پڑھنے والا اگر امور مذکورہ کا معتقد ہے وہ اُس شخص سے جو عرض سے لے کر تحت الفرض تک کی سب چیزوں کا مالک ہو اور ان سب کو راہِ خدا میں تصدق کرے۔ مگر امور مذکورہ کا معتقد نہ ہو۔ افضل اور اشراف ہے بلکہ یہ تمام صدقہ اُس تصدق کرنے والے کے لیے باعث وبال ہو گا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو کی تم کو معلوم ہے کہ اس کے سننے والے اور پڑھنے والے کو یہ ثواب ہائے عظیم کب پورے ملتے ہیں اس وقت

جبکہ وہ قرآن میں اپنی طرف سے کچھ نہ ملانے اور نہ کچھ اس میں سے کم کرے اور نہ اس کو اپنا ذریعہ معاش بنائے۔ نہ ریاکاری کے طور پر پڑھے۔ نیز آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن کریم سے تم تک کرنا تم پر لازم اور واجب ہے۔ کیونکہ وہ شرفائے نافع اور دولت مبارک ہے۔ جو شخص اس سے تم تک کرتا ہے۔ وہ اس کا محافظ و نگہبان ہے اور جو اس کی متابعت کرتا ہے وہ اس کے لیے باعثِ نجات ہے۔ اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہے جو سیدھا کرنے کی ضرورت ہو نہ راہِ حق سے پھرا ہوا ہے کہ راہ پر لانے کی حاجت ہو اور اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور کثرت استعمال اور بار بار تلاوت کرنے سے وہ کم نہ اور خستہ نہیں ہوتا اور اس میں خشک نہیں کہ خدائے تبارک و تعالیٰ اس کی تلاوت کرنے کے صلے میں ہر حرف کے عوض دس دن نیکیوں کا ثواب عطا فرماتا ہے اور میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو کوئی اہم کو مشا پڑھے تو اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا بلکہ الف کے عوض میں دس نیکیوں کا اور لام کے پڑھنے پر دس نیکیوں کا اور میم کے پڑھنے پر دس نیکیوں کا ثواب عطا ہوگا۔

بعد ازاں فرمایا۔ آیاتم جانتے ہو کہ قرآن سے اس قسم کا تم تک کرنے والا کون شخص ہے جو اس کے ساتھ تم تک کرنے کے سبب اس شرفِ عظیم کو حاصل کرتا ہے۔ ایسا شخص وہ ہے جو قرآن اور اس کی تاویل کو ہم اہمیت سے یا ہمارے وکیلوں سے جو ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان واسطہ ہیں اور ہمارے احکام ان کو پہنچاتے ہیں۔ اخذ کرے نہ کہ وہ شخص جو مجاہدہ کرنے والوں کی راؤں اور قیاس کرنے والوں کے قیاسوں سے حاصل کرے۔ جو کوئی قرآن کے معنی اپنی رائے سے بیان کرے اور وہ اتفاق سے درست بھی ہوں۔ تو بھی اس نے غیر اہل سے اس کے اخذ کرنے میں جہالت اور نادانی کی گویا اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی ایسی راہ کو جس میں درتے جانے پاتے جاتے ہیں بغیر محافظ کے طے کرے اگر اتفاقاً صحیح سلامت منزل پر پہنچ بھی جائے تو بھی صحابان عقل و فضل کے نزدیک مذمت و ملامت اور زہر و تویخ کا سزاوار ہے اور جو درندوں نے پھاڑ کھایا تو دانشمند فاضل اور بے عقل جاہل سب کے نزدیک اس کا مارا جانا اور عرضِ بلاکت میں پڑنا متفق علیہ تھا اور اگر اپنی رائے سے قرآن کے معنی بیان کرنے والا غلطی پر ہو تو اس نے اپنی جگہ جہنم میں بنالی اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص طوفانی سمندر میں بغیر ملاح اور شایبہ کشتی کے سفر کرے جو

سزاوار ہے کہ اس سے حاصل کرنا جائز ہے نہ کرنا

کوئی اس کے مرنے کی خبر سننے گا یہی کہے گا کہ وہ اسی کا سزاوار اور مستحق تھا۔ اور جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اللہ پر ایمان لانے کے بعد علم قرآن اور اس کی تاویل کے جاننے سے بہتر اور کوئی نعمت عطا نہیں فرمائی اور جس کو خدا نے اس نعمت سے کچھ حصہ عنایت کیا ہو اور وہ یہ گمان کرے کہ کسی اور شخص کو جس کو یہ نعمت مرحمت نہیں ہوئی مجھ پر فضیلت دی ہے تو اس نے نعمتِ الہی کو حقیر اور ناچیز جانا اور آیہ **يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ** قل بفضلِ اللہ و برحمۃہ فبذلک فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون (یعنی اے لوگو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کے لیے تندرستی اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت آئی ہے۔ اے محمد ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اللہ کے فضل اور رحمت سے خوش ہوں کہ وہ فضل و رحمت تمہارے زرو مال سے جو تم جمع کرتے ہو بہتر ہے) کی تفسیر میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ فضل اللہ سے قرآن اور اس کی تاویل کا حکم مراد ہے اور رحمت سے محمد اور اس کی آل اطہار کی محبت کرنے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنے کی توفیق دینا مقصود ہے۔

پھر امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات تمام ان اشیا سے جن کو لوگ جمع کرتے ہیں بہتر اور افضل کیونکہ نہ ہو حالانکہ وہ جنت اس کی نعمتوں کی قیمت ہے اور اسی سے خوشنودی خدا حاصل ہو سکتی ہے کہ جو جنت سے بھی بہتر ہے اور اسی کے سبب سے آدمی محمد اور ان کی آل اطہار کی حضوری میں حاضر رہنے کے قابل ہو سکتا ہے جو ہر طرح جنت سے افضل ہے کیونکہ بہشت کی سب سے اعلیٰ زمین کا باعث محمد اور ان کی آل اطہار ہیں۔

بعد ازاں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن اور اس کی تاویلات کے علم اور ہم اہمیت کی محبت کرنے اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہونے کے سبب بہت سی قوموں کو ایسا معزز اور شرف فرمایا کہ وہ خیر و نیکی میں پیش رو اور رہبر ہوئے۔ امر خیر میں لوگ ان کے آثار کے پیرو ہونگے اور ان کے اعمال لوگوں کیلئے نمونہ بنیں گے اور لوگ ان کے افعال کی پیروی کریں گے اور فرشتے ان کی دوستی کے آرزو مند ہونگے اور اپنے پروں سے انکو مس کریں گے اور اپنی صلوات میں ان پر

پارہ ۱۱
سورہ بقرہ
۵۷

بیان فضیلت و اہمیت قرآن

برکتیں بھیجیں گے اور ہر تر و خشک یہاں تک کہ سمند کی مچھلیاں اور اس کے کپڑے کوٹے اور خشکی کے دزدے اور چوپائے اور آسمان اور اس کے ستارے ان کے لیے استغفار کریں گے۔

اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا وہ قل جس کے پڑھنے کے لیے تجھ کو امر فرمایا ہے اور قرآن پڑھتے وقت اس کے تلاوت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ **وَهُ اعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ** ہے یعنی میں شیطان سے جو ملعون اور زائدہ دگاہ ایزدی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو سب باتوں کا سننے والا اور تمام امور کا جاننے والا ہے۔

اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس کی تفسیر اس طرح ارشاد فرمائی ہے **اعُوذُ بِاللّٰهِ** یعنی امتنع باللہ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان چاہتا ہوں کہ السميع سب بدوں اور نیکیوں کی باتیں اور ہر ظاہر اور پوشیدہ اقوال کو سنتا ہے۔ اور العليم سب نیکیوں اور بدکاروں کے افعال کو جانتا ہے اور ہر ایک چیز جو پیدے ہو چکی اور آئندہ ہوگی اور کیونکر ہوگی اس کا حال اس کو معلوم ہے۔ **مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ** شیطان رجیم سے اور شیطان وہ ہے جو ہر خیر و نیکی سے دور ہو اور رجیم کے معنی یہ ہیں کہ وہ لعنت کے پتھروں سے لگسا کیا گیا ہے اور ہر مقام خیر سے خارج کیا گیا ہے۔

اور یہ استعاذہ وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تلاوت قرآن کے وقت جس کے پڑھنے کا امر فرمایا ہے چنانچہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے۔ **وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ** اِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَكَّلُوْنَهُ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُوْنَ ۝ یعنی جب تو قرآن پڑھے تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ طلب کر۔ کیونکہ وہ ان لوگوں پر غلبہ نہیں پاسکتا جو مومن ہیں اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں بلکہ وہ صرف انہی لوگوں پر غالب ہو کر تباہی جو اس ملعون کو دوست رکھتے ہیں اور جو خدا سے واحد کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں۔

اور شخص کہ آداب الہی اور خدائی طریقوں سے آراستہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو فلاح دائمی بخش دیتا ہے اور جو کوئی وصیت الہی کو سننے اور اس کو قبول کرے اس کو دونوں جہان کی نیکی حاصل ہوتی ہے

اس تقریر کے بعد امام عالی مقام علیہ السلام نے ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں تم کو چند حدیثیں سناؤں۔ ہم نے عرض کی کہ ہاں ارشاد فرمائیے۔ فرمایا کہ جب جناب رسول خدا نے مدینہ طیبہ میں اپنی مسجد تعمیر کرائی اور اپنے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف رکھا اور ہاجرین و انصار نے بھی اپنے دروازے اسی طرف کو نکال لیے تو اللہ تعالیٰ نے محمد اور ان کی آل افضل کی فضیلت کا اظہار کرنا چاہا اور جبریل امین یہ حکم لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے کہ اے ہاجر و انصار تم سب مسجد رسول کی طرف سے اپنے دروازے بند کر لو۔ ہمیشہ اس کے کہ عذاب الہی تم پر نازل ہو جب حکم نازل ہوا تو پہلے پہل آنحضرت نے معاذ بن جبل کی زبانی اپنے چچا عباس ابن عبدالمطلب کو کہلا بھیجا کہ تم اپنا دروازہ بند کر لو۔ انھوں نے کہا کہ مجھ کو فرمان خدا اور رسول بسرو چشم منظور ہے۔ اس کے بعد عباس حضرت فاطمہ کی طرف سے گزرے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ معصومہ حسن و حسین کو لیے اپنے دروازے پر بیٹھی ہیں یہ دیکھ کر بولے کہ اے فاطمہ تم کیسے بیٹھی ہو جیسے شیرنی اپنے بچوں کو لیے بیٹھی ہوتی ہے کیا تم یہ گمان کرتی ہو کہ رسول خدا اپنے چچا کو تو مسجد سے نکال دیں اور اپنے چچا کے بیٹے (علی) کو مسجد میں رہنے دیں۔ اسی اثنا میں آنحضرت وہاں تشریف لائے اور اپنی پارہ جگر سے فرمایا کہ تم کس طرح بیٹھی ہو۔ فاطمہ نے عرض کی کہ اے والد بزرگوار میں اس انتظار میں ہوں کہ جناب کی طرف سے میرے روانے کے بند کرنے کا حکم کب صادر ہوتا ہے حضرت نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب ہاجر و انصار کو دروازوں کے بند کرنا حکم دیا اور اپنے رسول کو اس حکم سے مستثنیٰ فرمایا اور اس میں شک نہیں کہ تم بھی جان رسول ہو۔ اس کے بعد عمر بن خطاب نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میں حضرت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا نہایت پسند کرتا ہوں۔ اس لیے ایک سو رخ ادھر کی طرف رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائیے تاکہ اس میں سے حضرت کو دیکھا کروں جناب سرور عالم نے فرمایا کہ خدا کو یہ امر منظور نہیں عمر نے عرض کی کہ اگر منظور نہیں تو اتنا ہی سہی کہ جس پر میں اپنا چہرہ رکھ سکوں۔ جواب ملا کہ یہ بھی منظور خدا نہیں پھر اس نے ایک آنکھ کے برابر سو رخ رکھنے کی اجازت طلب کی حضرت نے فرمایا کہ یہ بھی خداوند عالم کو منظور نہیں اور اگر تم سوخی کے برابر سو رخ رکھنے کی بھی اجازت مانگو تو ہرگز نہ ملے گی۔ اور میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی

جان ہے کہ نہ تو میں نے تم کو مسجد سے نکالا ہے اور نہ میں نے ان (محمد و علیؑ) کو داخل کیا ہے بلکہ اللہ ہی نے ان کو داخل کیا ہے اور اسی نے تم کو خارج کیا ہے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ کسی ایسے شخص کو جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان لایا ہو مناسب اور شایاں نہیں ہے کہ اس مسجد میں حالت جنابت میں رات بسر کرے۔ مگر محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور ان کی اولاد اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین کو اجازت ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مومنین تو اس حکم کو سن کر رضا مند اور خوشنود ہوئے اور منافقوں نے نہایت غیظ و غضب میں آکر ناک بھجوں چڑھائی اور ایک دوسرے کے پاس جا کر کہنے لگے کہ تم دیکھتے ہو کہ محمدؐ ہمیشہ اپنے چچا کے بیٹے (علیؑ) کو فضائل سے مخصوص کرتا ہے تاکہ ہم کو ان فضائل سے خالی ہاتھ نکال دے۔ ہم کو خدا کی قسم ہے۔ اگر ہم نے اس کی زندگی میں طاعت کی تو اس کی وفات کے بعد ضرور منکر ہو جائیں گے۔ اور عبد اللہ ابن ابی ان کی باتیں سنتا تھا کبھی غضبناک ہوتا تھا اور کبھی اپنے غصے کو روکتا تھا اور ان سے کہتا تھا کہ محمدؐ خدا پرست اور عبادت گزار ہے خبردار ہرگز اس سے دشمنی نہ کرو۔ کیونکہ جو کوئی کسی خدا پرست سے دشمنی کرتا ہے وہ عاجز اور در ماندہ ہوتا ہے اور اس کی زندگی تلخ اور کدر ہو جاتی ہے اور عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے غصے کو فرو کرے و سبوح کی تاک میں رہے اسی اشار میں مومنین میں سے زید ابن ارقم وہاں جا نکلے اور ان سے کہنے لگے کہ اے دشمنانِ خدا آیا تم خدا کو جھٹلاتے ہو۔ اور اس کے رسولؐ برحق پر طعن کرتے ہو اور اس کے دین پر بداندیشیاں عمل میں لاتے ہو۔ خدا کی قسم میں تمہارا حال رسولؐ خدا سے بیان کروں گا جبکہ اللہ ابن ابی اور اس کے ہمراہیوں نے جواب دیا کہ اے زید اگر تو ایسا کرے گا تو ہم تجھ کو جھٹلائیں گے اور حلف اٹھالیں گے اور جب ہم ایسا کریں گے تو رسولؐ خدا ہماری تصدیق کریں گے بعد ازاں تیرے برخلاف ایسی گواہی دلائیں گے جو تیرے قتل یا قطع اعضا یا حد شرع جاری کرنے کا باعث ہوگی۔

الغرض زید ابن ارقم نے حاضر خدمت ہو کر آنحضرتؐ سے عبد اللہ ابن ابی اور اس کے ہمراہیوں کا تمام ماجرا بیان کیا۔ اس وقت اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل کی لَا تَطْعَمُ الْكٰفِرِيْنَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَطْعَمُوْا مَعَهُمْ شَيْۤءًا مِّنْ اٰمٰلِكُمْ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعٰتُ يَوْمَ تَكُوْنُ الْاَفْوٰجُ كَالْاَفوَاجِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَتَخَفَتُوْنَ عَلَيْهِمْ يَوْمَ تَكُوْنُ الْاَفْوٰجُ كَالْاَفوَاجِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَتَخَفَتُوْنَ عَلَيْهِمْ يَوْمَ تَكُوْنُ الْاَفْوٰجُ كَالْاَفوَاجِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَتَخَفَتُوْنَ عَلَيْهِمْ يَوْمَ تَكُوْنُ الْاَفْوٰجُ كَالْاَفوَاجِ

اور میرے دشمنوں سے دشمنی رکھو۔ وَالْمُتٰفِقِيْنَ اور اے محمدؐ تو ان منافقوں کی بھی اطاعت نہ کر جو ظاہر میں تو تیری اطاعت کرتے ہیں اور باطن میں تیرے مخالف ہیں وَدَعَا اٰذٰلِكَ اَوْرٰثُہُمْ اور ان کی اذیت کو ترک کر یعنی جو تکلیف تجھ کو اور تیرے اہلبیت کو ان کے بڑا کہنے سے پہنچی ہے اس کا خیال نہ کر۔ وَتَوَكَّلْ عَلٰی اللّٰہِ اور اللہ پر توکل کر۔ یعنی اپنے امر نبوت کے پورا کرنے اور اپنی محبت کے قائم کرنے میں اللہ پر توکل کر۔ کیونکہ مومن وہ ہے جو محبت ایمانی کو ظاہر کرے اگرچہ دنیا میں مغلوب رہے مگر آخرت اسی کے لیے خاص کی گئی ہے اور دنیا میں رنج و محنت اٹھانے سے مومن کی غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ بہشت کی ابدی نعمتوں کو حاصل کرے اور یہ بات تجھ کو اور تیری آل اطہار اور اصحاب اختیار اور تیرے شیعوں کو حاصل ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے اس امر کی طرف جو منافقوں کی طرف سے ان کو پہنچا تھا کچھ التفات نہ کی اور زیدؓ سے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ ان کے شر اور کفر سے محفوظ رہو تو ہر روز صبح کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِيْمِ کی تلاوت کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے تم کو ان کے شر سے محفوظ رکھے گا اور اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ بمنزلہ شیطانوں کے ہیں کہ فریب دینے کی غرض سے باہم دیکر چینی چھری باتیں کرتے ہیں اور اگر تم چاہو کہ پانی میں ڈوبنے اور آگ میں جلنے اور مال و منال کے چراتے جانے سے محفوظ رہو تو ہر روز علی الصبح اس دُعا کا ورد کیا کرو۔ اور وہ یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا یَنْصِرُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰہُ بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا یَسُوْٓقُ الْخَیْرَ اِلَّا اللّٰہُ بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ مَا یَكُوْنُ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیْمِ الْعَظِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ وَهَلٰلِیْ اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اِلٰی الطَّیْبِیْنَ ۝

جو شخص اس دُعا کو صبح کے وقت تین بار پڑھے۔ شام تک ڈوبنے جلنے اور چوری ہونے سے امن میں رہے اور جو کوئی شام کو تین دفعہ پڑھے۔ وہ صبح تک ان بلاؤں سے بچا رہے۔ بعد ازاں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت حضرت اور ایسا ہر سال ایام حج میں باہم ملاقات کرتے ہیں اور جب ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں تو ان کلمات کو تلاوت کرتے ہیں اور یہی طریقہ میرے شیعوں کا ہے اور قائم آل محمدؐ علی اللہ فرجہ کے ظہور کے دن

میرے دوستوں اور دشمنوں میں انہی کلمات سے تمیز کی جائے گی۔
 امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرت نے اپنے چچا عباس اور دیگر صحابہ
 کو دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور علی کو اپنا دروازہ کھلا رکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ تو عباس
 اور دیگر رشتہ داران آنحضرت نے حاضر خدمت اقدس ہو کر عرض کی کہ علیؑ کس لیے مسجد میں سے آمد و
 رفت رکھتے ہیں۔ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا منشا یہی ہے تم کو چاہیے کہ اس کے حکم کو
 تسلیم کرو اور جبریل اس باب میں خدا کی طرف سے وحی لائے ہیں۔ پھر حضرت پر وہ حالت طاری
 ہوئی جو نزول وحی کے وقت ہوا کرتی تھی جب اس سے افاقہ ہوا تو فرمایا کہ اے عباس۔ اے عم
 رسول اللہ جبریل خدائے جلیل کی جانب سے خبر دیتے ہیں کہ علیؑ حالت تنہائی میں تجھ سے جدا ہو گا اور
 عالم غربت میں تیرا بیس اور چلیس ہو گا تو بھی اس کو اپنی مسجد سے الگ مت کر۔ اے چچا اگر تم علیؑ کو
 اس وقت دیکھتے جبکہ وہ میرے بستر پر لیٹا ہوا میرے دشمنوں سے مقابلہ کر رہا تھا اور اپنی جان سے
 میری جان کی حفاظت کرتا تھا اور اس بات پر خوش تھا کہ وہ کاقر نبیؑ کی طرح اس کو قتل کر دالیں تب
 تم کو معلوم ہوتا کہ وہ میری طرف سے کرامت اور فضل کا اور خدا کی طرف سے تعظیم اور بزرگی کا مستحق
 سزاوار ہے۔ چونکہ علیؑ شب ہجرت کو بستر رسول اللہ پر لیٹے اور اپنی جان کو رسول خداؑ کی جان کی
 سپر بنانے میں تمام خلقت سے منفرد ہوا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی مسجد رسول میں آنے جانے
 میں اس کو تمام خلقت سے منفرد کیا۔ اے چچا اگر تم دیکھتے کہ خدا کے نزدیک اس کی قدر و منزلت
 کس قدر عظیم ہے اور ملائکہ مقررین کے نزدیک اس کا مرتبہ کس قدر بزرگ ہے۔ اور اعلیٰ علیین
 میں اس کی شان و شکوہ کس قدر جلیل ہے تو اس کی اس قدر و منزلت کو جو تم دنیا میں دیکھ رہے
 ہو نہایت ہی کمتر خیال کرتے۔ اے چچا اس کی نسبت کسی بڑائی کو ہرگز ہرگز اپنے دل میں
 راہ نہ دینا۔ مبادا اپنے بھائی ابولہب کی طرح ہو جاؤ۔ کیونکہ تم دونوں حقیقتی بھائی ہو۔
 اے چچا اگر تمام آسمان اور زمین کے باشندے علیؑ سے بغض رکھیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو
 اس سے بغض رکھنے کے سبب ہلاک اور ہتیم واصل کرے اور اگر تمام کفار علیؑ سے محبت کریں
 تو وہ اس کی محبت کے باعث ان سب کی عاقبت نیک کرے کہ پہلے تو ان کو ایمان کی توفیق
 عطا کرے اور پھر اپنی رحمت سے بہشت عنبر سرشت میں داخل فرمائے۔ اے چچا علیؑ کی

شان عظیم ہے اور اس کا حال جلیل اور اس کا وزن ثقیل ہے اور علیؑ کی محبت کو جس کسی کے میزان
 اعمال میں رکھ کر وزن کیا جائے وہ اس شخص کے گناہوں سے زیادہ وزنی اور بھاری نکلے گی۔
 اور اس کے بغض کو جس کسی کے میزان اعمال میں رکھ کر تو لا جائے وہ اس شخص کی تمام نیکیوں سے
 وزن میں بٹھ جائے گا۔ حضرت عباس نے جب اس ہولائے مومنین کے فضائل زبان رسالت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے تو عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے قبول کیا اور خوشنود و درخشا مند ہوا
 تب حضرت نے فرمایا کہ اے چچا آسمان کی طرف نگاہ کرو جب انہوں نے ادھر کو نظر کی تو حضرت
 نے ان سے دریافت فرمایا اے چچا تم کیا دیکھ رہے ہو انہوں نے عرض کی کہ میں ایک صاف
 اور پاکیزہ آفتاب دیکھ رہا ہوں جو ایک صاف اور جلیل الشان آسمان سے طلوع ہوا ہے۔ یہ
 سن کر آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔ اے عباس۔ اے عم رسول اللہ علیؑ کے فضائل کو جو اللہ تعالیٰ
 نے اس کو عطا فرمائے ہیں تمہارے تسلیم کرنے کی خوبی اس آفتاب سے جو اس آسمان پر موجود
 ہے بہتر اور احسن ہے اور جو عظیم الشان برکتیں اس تسلیم فضائل کے باعث سے تم پر نازل
 ہوں گی وہ ان جلیل برکتوں سے بہت بڑھ کر ہیں جو اس آفتاب سے نباتات اور دھول اور
 پھلوں پر وقوع پذیر ہوتی ہیں اور ان کو پکاتی اور پرورش کرتی ہیں اور اے چچا تم کو اس ایک
 فضیلت علیؑ کے تسلیم کرنے کے باعث اس قدر ملائکہ مقررین نے اپنا دوست بنا لیا جن کی
 تعداد یارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں اور ریگستان عالج کے ریت کے ذروں اور
 حیوانات کے بالوں اور نباتات کی قسموں اور بنی آدم کے قدم رکھنے اور ان کے ساتوں
 اور لفظوں اور نظروں کی شمار سے زیادہ ہے اور وہ (ملائکہ) سب دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اپنے
 نبیؑ کے چچا عباسؑ پر رحمت نازل کر کہ اس نے تیرے نبی برحق کی بات کو اس کے بھائی
 علیؑ کی فضیلت کے بارے میں تسلیم کیا، اور اے چچا میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور اس
 کا شکر بجالاتا ہوں کہ اس نے تمہاری قدر و منزلت بڑھائی، اور اس لیے کہ تمہارا تمیز
 آسمان میں عظیم اور بزرگ ہوا۔

قولہ عزوجل - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی میں اللہ کے نام سے
 شروع کرتا ہوں کہ جو رحمن اور رحیم ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ وہ ذات ہے جس کی طرف حاجتوں اور سختیوں کے وقت اور اس وقت جبکہ غیر خدا تمام موجودات سے امید منقطع ہو جائے اور سب اسباب و مسائل سے قطعی یاس اور ناامیدی ظہور میں آئے۔ ہر شخص رجوع کرتا ہے اور کہتا ہے یا اللہ یعنی میں اپنے سب کاموں میں اُس اللہ کی مدد چاہتا ہوں جس کے سوا اور کوئی قابل عبادت و پرستش نہیں ہے اور سجدہ و خواہی کے وقت فریاد کو پہنچتا اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

اور ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا مجھے بتلائیے اللہ کیا چیز ہے کیونکہ مباحثہ اور مجاہدہ کرنے والوں نے بار بار بحث کر کے مجھ کو اس باب میں حیران کر دیا ہے۔ حضرت نے اُس سے پوچھا اے بندہ خدا تو کبھی کبھی میں بھی سوار ہوا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ ہاں۔ پھر فرمایا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ تیری کشتی ٹوٹ گئی ہو اور اُس وقت وہاں پر نہ تو کوئی دوسری کشتی ہو، جو تجھ کو ساحل نجات پر پہنچا دے اور نہ تو تیر کر اس گرداب بلا سے رہائی پاسکتا ہو۔ اُس نے عرض کی کہ ہاں ایسا بھی ہوا ہے۔ حضرت نے فرمایا ایسے وقت میں تیرے دل میں یہ خیال بھی گزرا ہے کہ ایک چیز ایسی بھی ہے جو تجھ کو اس خطرہ بلاکت سے نجات دینے پر قادر ہے۔ اُس شخص نے عرض کی کہ ہاں ایسا بھی وقوع میں آیا ہے۔ اُس شخص کا یہ جواب اُس حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہی چیز اللہ ہے جو نجات دینے پر قادر ہے۔ جبکہ کوئی صورت نجات کی نہ ہو اور فریاد رستی کی قدرت رکھتا ہے جبکہ کوئی فریاد رس نہ ہو۔

نیز جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمارا کوئی شیعیہ کسی کام کے شروع کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا کنا ترک کر دیتا ہے اس وجہ سے خدا اس کو کستی تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تاکہ وہ متنبہ ہو کر خدا کی شکر گزاری اور اس کی حمد و ثنا بجالائے اور اللہ اُس کے صلے میں اُس کے قصور کو جو ترک بسم اللہ میں اس سے سرزد ہوا تھا معاف کر دے اور عبد اللہ بن عباسی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے اپنے سامنے کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ جب وہ بیٹھے تو کرسی ایک طرف کو جھکی اور وہ سر کے بل زمین پر گر پڑے اور اس صدمے سے سر کی ہڈی پر سے کھال اتر گئی اور خون بہنے لگا۔

حضرت نے پانی منگا کر خون دھلوا دیا۔ پھر فرمایا میرے پاس آؤ۔ جب وہ نزدیک آئے تو امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنا دست حق پرست اس زخم پر پھیرا جس کے درد نے اُن کو بے قرار اور مضطرب الحال کر رکھا تھا اور آپ دہن اُس پر لگایا۔ باعجازِ مرقمِ تصوی وہ زخم فوراً بھر گیا اور اصلی حالت پر آ گیا گویا کچھ صدمہ پہنچا ہی نہ تھا۔

بعد ازاں جناب امیر نے ارشاد فرمایا۔ اے عبد اللہ تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے لیا اور سزاوار ہیں جس نے دنیا کے رنج و بلا کو ہمارے شیعوں کے لیے اُن کے گناہوں کی معافی کا وسیلہ اور ذریعہ مقرر کیا ہے تاکہ ان کی اطاعت و عبادت ان کے پاس باقی رہے اور اس کے صلے میں وہ ثواب آخرت کے مستحق ہوں۔ عبد اللہ نے عرض کی یا امیر المؤمنین کیا میں ہم دنیا ہی میں اپنے گناہوں کا عوض پالیتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تم نے رسول اللہ کا یہ قول نہیں سنا کہ دنیا مومن کے لیے بمنزلہ قید خانہ کے ہے اور کافر کے لیے باغ بہشت کا نمونہ ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کو اس دارِ پائیدار میں مبتلائے رنج و آلام اور ایسے اسباب پیدا کر کے جو ان کی مغفرت اور بخشش کا باعث ہوں۔ گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَ مَا آهَابَكُمْ مِنْهُ صِیْبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ اَیْدِيكُمْ وَ تَعَفَّوْا عَنْ كَثِیْرٍۭہ یعنی جو تکلیف کہ تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب پہنچتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہمارے شیعہ عرصہ محشر میں وارد ہوں گے تو ان کی طاعات و عبادات کو زیادہ کر دیا جائے گا اور محمد کے اور ہمارے دشمنوں کو ان کی طاعات کا عوض دنیا ہی میں مل جاتا ہے۔ اگرچہ ہمارے علمِ اخلاص کی وجہ سے وہ قابلِ قدر اور قیمتی نہیں ہوتیں۔ یہاں تک کہ جب وہ میدانِ قیامت میں پہنچیں تو ان کے گناہ اور محمد اور ان کی آل اطہار اور صحابہ اخیار کا بغض ان کے اوپر لدا ہوا ہوگا جس کی سزا میں ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اور میں نے آنحضرت سے سنا ہے کہ زمانہ سابق میں جو شخص تھے ایک تو مومن اور مطیع پروردگار تھا اور دوسرا کافر۔ جو اولیاء اللہ کو دشمن اور دشمنانِ خدا کو دوست رکھتا تھا اور وہ دونوں بڑی بڑی سلطنتوں پر حکمرانی کرتے تھے۔ اتفاقاً بادشاہ کافر ایک دفعہ بیمار ہوا اور ایسی مصلیٰ کے کھانے کی

خواہش ظاہر کی جو اس موسم میں نہایت گہرے اور عمیق دریاؤں میں رہتی تھی۔ جہاں سے کوئی اس کو پکڑ نہ سکتا تھا اور طبیبوں نے اس سے کہا کہ تیرے جینے کی اب کوئی امید نہیں ہے۔ تجھ کو سبب ہے کہ کسی شخص کو اپنا جانشین اور خلیفہ کرے کیونکہ تو ان لوگوں سے زیادہ زندہ رہنے والا نہیں ہے جو قبروں میں پڑے سوتے ہیں اور نیز تندرست ہونا اسی مچھلی پر موقوف ہے اور آج کل اس کے دستیاب ہونے کی کچھ سبیل نہیں ہو سکتی۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ اس مچھلی کو قعر دریا سے لے جا کر ایسی جگہ پہنچا دے جہاں سے اس کو آسانی شکار کر سکیں۔ القصد وہ مچھلی لاکر اس کو کھلائی گئی اور وہ تندرست ہو گیا اور اس کے بعد وہ کئی برس تک سلطنت کرتا رہا۔ بعد ازاں وہ مومن بادشاہ اسی مرض میں مبتلا ہوا اور ان ایام میں اس قسم کی مچھلیاں کنارے کے قریب رہتی تھیں۔ جہاں سے ان کا شکار کرنا نہایت آسان تھا۔ جب اس بادشاہ نے اس کے کھانے کی خواہش ظاہر کی اور طبیبوں نے بھی اسی کو بطور دوا کے تجویز کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی فرشتے کو حکم ہوا کہ اس قسم کی مچھلیوں کو کنارے سے لے جا کر قعر دریا میں پہنچا دے تاکہ کوئی شخص اس کو شکار نہ کر سکے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اور اس مومن بادشاہ نے اپنی خواہش کے پورا نہ ہونے اور دوا نہ ملنے کے باعث اس جہاں فانی سے عالم جاودانی کی طرف رعت کی۔ اس عجیب واقعہ کو دیکھ کر ملائکہ آسمان اور اس شہر کے باشندے نہایت متعجب ہوئے اور قریب تھا کہ فتنہ و فساد میں پڑ جائیں کہ کیا باعث ہے کہ خدا نے کافر پر تو اس امر کو آسان اور سہل کر دیا جس کی کوئی سبیل اور تدبیر نہیں ہو سکتی تھی اور مومن کے لیے امر سہل کو دشوار اور مشکل کر دیا۔ یہ حال دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ آسمانی اور اس زمانہ کے پیغمبر پر یہ وحی نازل کی کہ میں ہی خدائے کریم متفضل اور قادر ہوں کہ بخشش کرنے سے مجھ کو ضرر نہیں پہنچتا۔ اور بخشش نہ کرنے سے مجھ کو کچھ نفع نہیں ملتا اور میں کسی پر ذرا بھر بھی ظلم و ستم نہیں کرتا۔ سنو میں نے اس کافر پر تو غیر موسم میں مچھلی کا پکڑنا اس لیے سہل کیا کہ اس کی ایک نیکی کا جو اس نے کی تھی اس کو عوض مل جائے اور اس کا مجھ پر حق تھا کیونکہ میں کسی کی نیکی کو باطل نہیں کرتا اور یہ اس لیے کیا گیا کہ جب وہ میدان حشر میں آئے تو اس کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی باقی نہ رہے اور اپنے کفر کے عوض داخل جہنم ہو۔ اور اسی مچھلیوں کو اس عابد

بادشاہ سے ایک خطا کے باعث جو اس سے سرزد ہوئی تھی۔ تاکہ اس کی خواہش کے روکنے اور اس دوا کے نہ ملنے کے سبب اس کو اس خطا سے پاک کر دوں اور وہ میرے دربار میں بے گناہ ہو کر حاضر ہو۔ اور میرے بہشت عنبر سرشت میں داخل ہو۔

یہ واقعہ سن کر عبداللہ ابن محبی نے عرض کی کہ یا حضرت آپ نے مجھ کو فائدہ پہنچایا اور علم سکھلایا۔ اگر مناسب ہو تو میرا وہ گناہ بھی جس کے باعث میں اس مجلس میں اس رنج میں مبتلا ہوا مجھے بتلا دیں تاکہ مجھ کو بھی ایسا نہ کروں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ تم نے کئی پر بیٹھتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم کا کنا ترک کیا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس صدمہ کو تیری اس خطا کے معاف کرنے کا باعث قرار دیا۔ جو اس سنتی امر کے سہواً ترک کرنے سے تجھ سے سرزد ہوئی تھی کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ رسول خدا نے عزوجل کی طرف سے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے فرمایا ہے کہ ہر امر بزرگ جس میں اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ ابتر ہے۔ عبداللہ نے عرض کی کہ ہاں یا امیر المؤمنین میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں۔ اب میں کبھی بسم اللہ کا کنا ترک نہ کیا کروں گا۔ جناب امیر نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو تم اس کے سبب سے حظ وافر حاصل کرو گے اور کامیاب ہو گے۔ بعد ازاں عبداللہ نے عرض کی یا امیر المؤمنین بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تفسیر کیا ہے۔ فرمایا جب کوئی شخص کچھ بڑھنے یا کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے یعنی میں اس نام سے اس کام کو شروع کرتا ہوں تو جو کام بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کیا جائے خدا اس میں برکت عنایت فرماتا ہے۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ محمد بن مسلم شہاب زہری میرے والد ماجد امام زین العابدین علی ابن حسین کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ نہایت بے چین اور غمگین ہو رہا تھا۔ حضرت نے اس سے پوچھا تم کس لیے طول و حزن ہو۔ اس نے عرض کی اے فرزند رسول خدا غم ہے۔ میرے درپے مجھ پر پڑتے ہیں کیونکہ میں اپنی نعمت کے عاصدوں اور اپنے مال و زر میں طمع کرنے والوں کی طرف سے سخت تکلیف میں مبتلا ہوں اور جس سے کچھ امید رکھتا ہوں اور جس پر میں نے کچھ احسان کیا ہے۔ ان سے میرے گمان کے برخلاف ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت نے اس سے فرمایا کہ تم اپنی زبان قابو میں رکھو۔ اس سے تم اپنے بھائیوں پر قابض ہو جاؤ گے۔

زہری نے عرض کی کہ میں ہمیشہ ان سے نیکی سے کلام کرتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں خبردار کبھی اپنی اس بات پر متغور نہ ہونا اور کبھی ایسا کلام نہ کرنا جس کو لوگوں کے دل ناپسند کریں۔ اگرچہ اس کے عذرات تمہارے پاس موجود ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ناپسندیدہ کلام جو تم لوگوں کو سناؤ۔ اس کا عذر کرنا بھی تم کو ممکن ہو بعد ازاں فرمایا کہ اے زہری جس شخص کی عقل کسی امر میں کامل نہیں ہوتی۔ اس امر میں اس کا ہلاک ہونا بہت آسان ہوتا ہے۔ اے زہری تم کو لازم ہے کہ تمام مسلمانوں کو اپنے گھر والوں جیسا خیال کرو کہ اپنے سے بڑے کو بمنزلہ والد کے اور چھوٹے کو بمنزلہ بیٹے کے اور تم عمر کو مثل بھائی کے سمجھو۔ اب دیکھو کہ ان میں سے کس پر تم ظلم کرنا پسند کرتے ہو اور کس کے لیے بددعا کرنا چاہتے ہو اور کس کی پردہ دری اور ہتک حرمت منظور کرتے ہو۔ اور اگر کبھی ابلیس ملعون تمہارے دل میں یہ وسوسہ ڈالے کہ تجھ کو فلاں مسلمان پر فضیلت حاصل ہے اس وقت تم یہ دیکھو کہ اگر وہ شخص عمر میں تم سے بڑا ہے تو یہ سمجھ لو کہ اس نے ایمان لانے اور نیک عمل کرنے میں مجھ سے سبقت کی ہے اس لیے وہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر تم سے چھوٹا ہے تو یہ جانو کہ میں نے گناہ کرنے میں اس پر سبقت کی ہے اس لیے وہ مجھ سے اچھا ہے اور اگر وہ تمہارا ہم عمر ہے تو یہ خیال کرو کہ مجھ کو اپنے گناہوں کا توفیق حاصل ہے اور اس کے بارے میں مجھے شک ہے اس لیے امر یقینی کو امر مشکوک کے لیے کیونکر ترک کر دوں اور اگر تم دیکھو کہ تمام مسلمان تمہاری تعظیم اور عزت کرتے ہیں تو یہ سمجھو کہ فیضیلت ان ہی کی قرار دی ہوئی ہے مجھ میں کچھ قابلیت نہیں اور اگر تم دیکھو کہ لوگ تم پر جفا کرتے ہیں یا کچھ ناراض ہیں تو یہ جانو کہ یہ میری ہی خرابیوں کا نتیجہ ہے جب تم ایسا طریق اختیار کرو گے تو خدا زندگانی دنیا کو تم پر سہل اور آسان کر دے گا اور تمہارے دوست بڑھ جائیں گے اور دشمن گھٹ جائیں گے اور تم لوگوں کے نیک سلوکوں سے خوشحال اور فرحناک ہو گے اور ان کی جفاؤں پر تانتف نہ کرو گے۔ اور یہ جان لو کہ لوگوں کے نزدیک بزرگ تر وہ شخص ہے جس کی نیکی سے وہ فیضیاب اور بہرہ ور ہوں اور وہ ان سے بے نیاز اور مستغنی ہو اور کبھی ان سے سوال نہ کرے اور اس کے بعد وہ شخص مکرم اور بزرگ سمجھا جاتا ہے جو کبھی ان سے اپنی حاجت طلب نہ کرے۔ اگرچہ ان کا محتاج ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اہل دنیا مال ہی کو بہت

دوست رکھتے ہیں۔ اس لیے جو کوئی ان کے معشوق (مال) کے باب میں ان سے مزاحمت نہ کرے گا۔ بے شک وہ شخص ان کی نگاہ میں تعظیم و تکریم کے قابل ہوگا اور جو شخص کہ زر و مال میں ان سے مزاحم بھی نہ ہو بلکہ زیادہ یا کم اپنی طرف سے ان کو اور عطا کرے وہ ان کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم و معزز ہوگا۔

جب امام زین العابدین علیہ السلام کی تقریر یہاں تک پہنچی تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا بسم اللہ الرحمن الرحیم کے معنی بیان فرمائیے فرمایا کہ میرے باپ نے مجھ سے اپنے بھائی امام حسن کی زبانی حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا امیر المومنین مجھ کو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے معنی سے خبردار کیجئے۔ جناب امیر نے ارشاد فرمایا۔ اللہ حق تعالیٰ کے سب ناموں سے بزرگ تر نام ہے اور ایسا نام ہے کہ اس ذات باری تعالیٰ کے سوا اور کسی کو اس نام سے نامزد ہونا مناسب اور زیبا نہیں ہے اور مخلوقات میں سے کسی کا یہ نام نہیں ہوا اس کے بعد اس شخص نے عرض کی کہ لفظ اللہ کی تفسیر کیا ہے جناب امیر نے فرمایا کہ اللہ وہ ذات ہے کہ حاجتوں اور شدتوں کے واقع ہونے اور حق تعالیٰ کے سوا اور سب امیڈوں کے قطع ہو جانے اور تمام اسباب و وسائل کے گم ہونے کے وقت جس کی طرف تمام مخلوقات رجوع کرتی ہے۔ دیکھو اس دنیا کو کوئی رئیس یا سردار اگرچہ کتنا ہی غنی اور سرکش ہو اور اپنی رعایا اور دیگر مائتوں کی ضرورتوں میں اکثر کام آتا ہو لیکن ایک وقت ان کو ایسی ضرورتیں درپیش ہوتی ہیں کہ اس سردار سے مطلب براری نہیں ہوتی اور اسی طرح اس سردار کو خود بھی بعض موقع ایسے آ پڑتے ہیں جو اس کے مقدور سے باہر ہیں۔ تب وہ اپنی ضروریات اور احتیاج کے وقت اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور جب مطلب نکل چکتا ہے تو پھر مشرک بن جاتا ہے کیا تم نے حق تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ قرآن میں فرماتا ہے۔ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَاكُمْ السَّاعَةُ أَغَيْرُ اللَّهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ حَادِقِينَ ۝ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَتَّسِبُونَ مَا تُشْرِكُونَ ۝ یعنی اے مگھان سے کہہ دے کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر عذاب الہی تم پر نازل ہو یا قیامت کے عذاب

تم پر وارد ہوں تو کیا تم اللہ کے سوا اور کسی کو پکارو گے۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو بلکہ تم اسی کو پکارو گے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ اس عذابِ ذیوی کو تمہارے سر سے ٹال دے گا۔ جس کے دور کرنے کی اس سے دعا کرتے ہو۔ اگر مصلحتِ خداوندی اس کے دور کرنے کی مقتضی ہوگی اور دعا کرنے کے وقت تم ان (بتوں وغیرہ) کو بھول جاؤ گے جن کو خدا کے ساتھ شریک کرتے ہو۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا۔ اے میری رحمت کے محتاجوں نے تمہارے لیے ہر حال میں حاجتمندی اور ہر وقت میں ذلتِ عبودیت کو لازم اور ضروری ٹھہرایا ہے اس لیے تم کو مناسب ہے کہ جس کام کو شروع کرو اور اس کے پورا ہونے اور انجام تک پہنچنے کی تمنا رکھو۔ اس میں میری طرف رجوع کرو۔ کیونکہ اگر میں تم کو عطا کرنا چاہوں تو کوئی اور تم کو اس سے روک نہیں سکتا اور اگر میں روکنا چاہوں تو کوئی اور عطا نہیں کر سکتا۔ اس لیے تم ہر ایک چھوٹے یا بڑے کام کے شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا کرو یعنی میں اس کام میں اُس اللہ سے مدد چاہتا ہوں جس کے سوا اور کسی کی پرستش جائز نہیں اور جو داد خواہی کے وقت فریاد کو پہنچتا ہے اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور جو الرحمن ہم پر رحم کرتا ہے اور رزق کو فراخ کرتا ہے اور الرحمن جو ہمارے دین و دنیا اور آخرت میں ہم پر رحم کرنے والا ہے۔ خدا نے ہمارے لیے دین میں تخفیف کر کے اس کو سہل اور آسان کر دیا اور یہی اُس کا رحم ہے کہ ہم کو اپنے دشمنوں سے الگ اور جدا کر دیا۔

بعد ازاں جناب امیر نے فرمایا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے کسی امر میں جو اس کو پیش آئے متفکر و محزون ہو اور وہ خلوص نیت اور دلالت سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تلاوت کرے تو وہ یا تو اپنی ذیوی مُراد کو پہنچ جائے گا۔ یا خدا کے ہاں اُس کے لیے ذخیرہ اور سامانِ مہتیا کیا جائے گا اور جو کچھ کہ خدا کے پاس جمع ہے وہ بہتر اور مہتمنوں کے لیے باقی رہنے والا ہے۔ اور امام حسن ابن علی علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے ارشاد فرمایا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ فاتحہ کی ایک آیت ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی سات آیتیں ہیں اور میں نے جناب رسالت مآب کو یہ فرماتے

فضائل سورۃ فاتحہ

موتے سنا ہے کہ خدا نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ السَّمَانِيِّ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ہ بیشک ہم نے تجھ کو سبعِ مثنائی اور قرآنِ عظیم عطا کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے سبعِ مثنائی یعنی سورۃ فاتحہ کے احسان کو الگ بتلایا اور اس کو قرآنِ کریم کا مقابل اور ہمسر قرار دیا اور حقیقت سورۃ فاتحہ سب چیزوں سے جو عرش کے خزانوں میں موجود ہیں اشرف اور اعظم ہے اور حق تعالیٰ نے اس نعمت کے ساتھ صرف مجھ کو ہی مخصوص اور شرف کیا ہے اور انبیائے ماسلف میں سے کسی نبی کو اس میں میرے ساتھ شریک نہیں کیا۔ سوائے حضرت سلیمان کے کہ ان کو اس سورۃ میں سے صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم عطا کی ہے جس کو قرآن میں بلقیس کی زبانی اس طرح سے ذکر فرمایا ہے۔ اِنِّیْ اَلْقِیْتُ اِلَیْہَا کِتَابًا کَرِیْمًا ۙ اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَ اِنَّہٗ لِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ یعنی بلقیس نے کہا کہ مجھ پر ایک نامہ بزرگ ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِلٰی اٰخِرِہٖ۔

بعد ازاں فرمایا کہ جو کوئی اس سورۃ (حمد) کو پڑھے اور محمدؐ اور اس کی آل اطہار کی دوستی کا معتقد ہو اور ان کے حکم کا تابع اور ان کے ظاہر و باطن پر ایمان رکھتا ہو تو خدا تعالیٰ عزوجل اس پر چھنے والے کو ہر حرف کے عوض ایک ایک حصہ عطا کرے گا کہ ہر حصہ تمام دنیا اور اس کے سب اموال و خزانوں سے بہتر ہوگا اور جو کوئی کسی کو یہ سورت پڑھتے ہوئے سنے تو اس کو اس پر چھنے والے کی نسبت تہائی ثواب ملے گا۔ اس لیے تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اس حیرت کی بہتات کی خواہش کرے جو تمہارے سامنے موجود ہے کیونکہ وہ غنیمت ہے ایسا ہو کہ وقت بکل جائے اور دلوں میں حسرت باقی رہ جائے۔

قولہ تعالیٰ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ سب قسم کی تعریفیں اُس اللہ کو زیبا اور سزاوار ہیں جو کل عالموں کا پرورش کرنے والا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ قول خدا الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ کی تفسیر بیان فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے والد ماجد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے آباء کرام کی زبانی روایت کی ہے

پارہ ۱۳
سورۃ فجر
۶۷

پارہ ۱۴
سورۃ نمل
۲۷

سورۃ حمد کے ثواب کا بیان

کہ ایک شخص نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تفسیر الحمد للہ رب العالمین دریافت کی جواب میں ارشاد فرمایا الحمد للہ یعنی سب قسم کی تعریفیں اللہ کے لیے زیر ہیں۔ چونکہ حق تعالیٰ نے اپنی بعض نعمتوں کی جو اپنے بندوں کو عطا کی ہیں مجمل شناخت کرائی کیونکہ وہ نعمات الہی کی مفصل معرفت کی قدرت نہیں رکھتے۔ اس لیے کہ وہ حد شمار و تعریف سے بہت زیادہ ہیں۔ اس واسطے اللہ جل شانہ نے ان کو مجمل طور پر یہ امر فرمایا کہ الحمد للہ لہا کو یعنی ہم ان نعمتوں پر جو خدا نے ہم کو عطا کی ہیں۔ اس کی حمد کرتے ہیں۔ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہ وہ سب عالموں کا مالک اور عالمین سے تمام مخلوقات کی جماعتیں مراد ہیں۔ خواہ جمادات ہوں یا حیوانات پس حیوانات کو تو ایک حال سے دوسرے حال پر پھرتا ہے اور اپنے رزق سے ان کو غذا عنایت کرتا ہے اور انکی حفاظت فرماتا ہے اور اپنی مصلحت کے موافق ہر ایک کے کاروبار کی تدبیر کرتا ہے اور جمادات کو اپنی قدرت کاملہ سے روکے رہتا ہے اور ان کے ملے ہوئے اجزا کو جدا نہیں ہونے دیتا اور جو اجزا الگ ہیں ان کو باہم ملنے نہیں دیتا اور آسمان کو زمین پر گرنے سے اور زمین کو نیچے دھسنے سے باز رکھتا ہے۔ مگر ہاں جب اس کا حکم ہو تو ایسا وقوع میں آسکتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان اور رحیم ہے۔

تیسرے فرمایا کہ رَبِّ الْعَالَمِينَ کے معنی یہ ہیں کہ وہ ان کا مالک اور پیدا کرنے والا ہے اور ان کو رزق پہنچاتا ہے۔ اس جگہ سے جس کو وہ جانتے ہوں اور اس جگہ سے جس کو وہ نہ جانتے ہوں الغرض رزق مقسوم ہے آدمی کو ضرور ہی پہنچے گا۔ خواہ وہ دنیا میں کسی طریق پر چلے۔ نہ تو کسی ممتنعی اور پارسا کے تقویٰ اور پرہیزگاری سے زیادہ ہوتا ہے اور نہ کسی فاسق و فاجر کے فسق و فجور سے کم ہوتا ہے اور آدمی اور اس کے رزق کے درمیان ایک بالشت بھر کا فاصلہ ہے اور یہ اس کی تلاش میں پھرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے رزق کا انتظار کرے تو وہ رزق خود اس شخص کو تلاش کر لے گا۔ جیسے موت انسان کو تلاش کر لیتی ہے۔

تیسرے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا کہ الحمد للہ لہا کو یعنی شکر ہے خدا کا ان نعمتوں پر جو اس نے ہم کو عنایت کی ہیں اور اس بات پر کہ اس نے ہمارے

لہ اللہ تعالیٰ نے نام نام سب نعمتوں کا ذکر کرنا اس لیے لازم نہیں کیا کہ ان سب کا احصا اور شمار ممکن نہیں اور بعض کو ذکر کرنا اور بعض کو ترک کرنا ترجیح بلامرجح ہے۔ کذا فی بعض الشرح ۱۲ مولانا تیسرے محمد ہارونی صاحب قلمیہ اللہ تعالیٰ

وجود میں آنے سے پہلے انبیائے سلف کی کتابوں میں ہم کو نیکی سے یاد کیا ہے۔

پس اس میں محمد و آل محمد کے لیے حکم و جواب ہے کہ خدا کا شکر بجالائیں کہ اس نے ان کو تمام مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور ان کے شیعوں پر اس امر کی شکرگزاری واجب ہے کہ اس نے ان کو محمد و آل محمد کے سوا اور سب سے افضل قرار دیا ہے۔ چنانچہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو رسالت عنایت کی اور اپنا راز دار قرار دیا اور دیرا کو سکھانے کے لیے بنی اسرائیل کو غرق ہونے سے نجات دی۔ اور توبیرت اور الواح ان کو عطا فرمائیں تو حضرت موسیٰ نے اپنی یہ قدر و منزلت دیکھ کر جناب باری تعالیٰ سے عرض کی۔ اے پروردگار تو نے مجھ کو وہ کرامتیں عطا فرمائی ہیں کہ مجھ سے پہلے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئیں۔ اس کے جواب میں وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ مجھ میرے نزدیک تمام فرشتوں اور کل مخلوقات سے افضل ہے موسیٰ نے عرض کی کہ اگر مجھ تیرے نزدیک افضل خلایق ہے تو کیا کسی نبی کی آل بھی میری آل سے افضل ہے۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰ کیا تو نہیں جانتا کہ آل محمد کو تمام انبیاء کی آل پر دیسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمد کو تمام انبیاء پر پھر عرض کی کہ اگر آل محمد کو تیرے نزدیک تیسرے حاصل ہے تو کیا کسی اور نبی کے اصحاب بھی میرے اصحاب سے افضل ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اصحاب محمد کو دیگر انبیاء کے اصحاب پر دیسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمد کو تمام رسولوں پر پھر عرض کی کہ اے میرے پروردگار اگر محمد اور ان کی آل اور اصحاب ان اوصاف سے موصوف ہیں تو کیا کسی نبی کی امت بھی تیرے نزدیک میری امت سے افضل ہے کہ تو نے بادل کو مقرر کیا کہ ان پر سایہ کرے اور من و سلوئے کو ان پر نازل کیا اور دریا کو ان کے لیے ننگافنہ کیا۔

وحی ہوئی کہ اے موسیٰ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ جیسے میں اپنی تمام مخلوقات سے افضل اور اکرم ہوں۔ اسی طرح امت محمدی تمام امتوں سے اشرف اور اعلیٰ ہے حضرت موسیٰ نے جب یہ ارشاد باری تعالیٰ سنا تو عرض کی کہ کاش میں ان کو دیکھتا۔ وحی ہوئی کہ اے موسیٰ اس دنیا میں تو ان کو نہ دیکھے گا کیونکہ ابھی ان کے ظہور کا وقت نہیں آیا۔ لیکن عنقریب بہشت میں ان کو دیکھے گا کہ جنات عدن اور فردوس کے باہن محمد کے حضور میں بہشت کی نعمتوں سے خاطر خواہ بہرہ ور ہو کر وہاں کے آرام و آسائش سے خوش حال اور کامیاب ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ

محمد و آل محمد و اصحاب محمد و امت محمد کے تمام انبیاء اور ان کی آل اور اصحاب و امت اور تمام مخلوق سے افضل ہونے کا ذکر

اے موسیٰ کیا تو ان کی باتیں سُننا چاہتا ہے۔ عرض کی کہ ہاں۔ فرمایا کہ اپنے ٹپکے کو مضبوط باندھ کر اس طرح سے میرے سامنے کھڑا ہو جیسے ایک ادنیٰ غلام اپنے سردار اور جلیل الشان بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے ایسا ہی کیا۔ تب پروردگار عالم نے آواز دی اے اُمتِ محمدؐ میں نے اپنے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رگوں سے جواب دیا۔ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ۔ یعنی ہم حاضر ہیں۔ اے اللہ ہم حاضر ہیں۔ ہم حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے ہم حاضر ہیں۔ بے شک حمد اور نعمت اور بادشاہی تجھ ہی کو سزاوار ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہم حاضر ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس جواب کو طریقِ تجلج مقرر کیا اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیؐ کو پکارا کہ اے اُمتِ محمدیؐ میں نے جو تمہارے لیے مقرر کیا ہے وہ یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر اور میرا عفو میرے عذاب پر مقدم اور سبقت کرنا والا ہے۔ میں نے تمہاری دُعاؤں کو دُعا کرنے سے پہلے قبول کیا اور قبل از سوال تم پر بخشش کی کہ تم میں جو کوئی یہ شہادت دیتا ہوا مجھ سے ملاقات کرے گا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد اور لا شریک ہے اور محمدؐ بے شک اُس کا بندہ اور رسول ہے۔ اس کے اقوال سب سچ اور اس کے احوال واقعی اور حقیقی ہیں اور علیؑ ابن ابی طالب اس کا بھائی اور اس کے بعد اس کا وصی اور ولی ہے اس کی متابعت ویسی ہی لازم اور ضروری ہے جیسی محمدؐ کی۔ اور ان دونوں کی اولاد جو اولیاء برگزیدہ اور اخیار اور ظہر میں اور عجائبات آیات الہی اور دلائل حج خداوندی جن کا لباس ہے ان دونوں کے بعد اولیاء خدا ہیں، تو اس کو میں اپنی جنت میں داخل کروں گا۔ اگرچہ اس کے گناہ کف دریا تے شور کی مانند کثیر اور بے شمار ہوں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ہمارے نبی حضرت محمدؐ مبعوث بہ رسالت ہوئے تو حق تعالیٰ نے آنحضرتؐ سے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ تو اس وقت کوہ طور پر موجود نہ تھا جبکہ ہم نے اس کرامت کے ساتھ آواز دی تھی۔ پھر آنحضرتؐ کو ارشاد باری ہو کر اے محمدؐ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہ یعنی ہم تیرا شکر کرتے ہیں کہ تو نے ہم کو اس فضیلت کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اور آنحضرتؐ کی

اُمت کو بھی یہ حکم ہوا کہ تم بھی کہو الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ یعنی ہم اللہ کا جو پروردگار عالمین سے شکر کرتے ہیں کہ اُس نے ہم کو ان فضائل کے ساتھ خاص کیا۔

قوله عز وجل الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ یعنی بہت رحم کرنے والا۔ اپنی مخلوقات کو نعمتوں کا بخشنے والا اور اُس جہان میں گنہگاروں پر رحم اور بخشش کرنے والا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ الرحمن کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی تمام مخلوقات پر مہربان ہے کہ اُن کو رزق عنایت کرتا ہے اور اس کا رزق کبھی ان سے منقطع نہیں ہوتا اگرچہ وہ اُس کی فرمانبرداری اور عبادت کو ترک کر دیں۔ الرحیم یعنی وہ رحم کرنا والا ہے اپنے مومن بندوں پر تو اس بات میں کہ اپنی طاعتوں کو اُن کے لیے کم اور آسان کرتا ہے اور اپنے کافر بندوں پر اس امر میں کہ جب وہ اس کی موافقت کی دُعا میں مانگتے ہیں تو ان سے رفق و ملامت سے پیش آتا ہے۔ اور امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مومنوں پر تو اس بات میں رحیم ہے کہ اپنی اطاعت کو جو اس کی موافقت کا باعث ہے ان پر ہلکا کرتا ہے اور کافروں کے لیے رزق دینے اور ان کی دُعاؤں کے قبول کرنے میں رحیم ہے۔

تیسرے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ الرحمن کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی مخلوقات پر رزق کے دینے میں مہربان ہے اور یہ اس کی رحمت ہی ہے کہ جب بچے میں ہلنے چلنے اور غذا کھانے کی طاقت نہیں ہوتی تو اس قوت کو اس کی ماں میں پیدا کر کے اس کو اس بچے پر مہربان کر دیتا ہے تاکہ وہ اس کی پرورش کرے اور اس کو اپنی گود میں رکھے اور اگر کسی بچے کی ماں سخت دل اور نامہربان ہو تو اس بچے کی پرورش بجا مومنین پر واجب کی ہے اور چونکہ بعض حیوانوں کو اپنے بچوں کو پالنے اور اُن کی مصلحتوں کے انتظام کرنے کی قوت نہیں دی گئی۔ اس لیے یہ قوت ان کے بچوں کو عنایت کی گئی ہے تاکہ پیدا ہوتے ہی چلتے پھرنے لگیں اور اپنی غذا کی طرف جاسکیں جو ان کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ بعد ازاں الرحمن کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی کہ الرحمن رحمت سے مشتق (نکلا) ہے اور میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَنَا الرَّحْمَنُ وَرَحْمَتِي شَقِيقَةٌ لَهَا اسْمَاتِي اسْمِي هِيَ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ یعنی میں رحمن ہوں۔ اور وہ رحیم ہے۔ میں نے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے جو اس کو وصل کرے گا۔ یعنی

صلہ رحمی کرے گا۔ میں اُس کو اپنی رحمت سے وصل کروں گا اور جو قطع رحم کرے گا میں اُس کو قطع کروں گا یعنی وہ میری رحمت سے الگ رہے گا۔

پھر جناب امیر نے اپنے ایک اصحاب سے فرمایا آیا تو جانتا ہے کہ وہ کونسا رحم ہے کہ جو کوئی اس کو وصل کرے اُس کو خداوند رحمن وصل کرے اور جو کوئی اس کو قطع کرے اس کو خداوند رحمن قطع کرے۔ حاضرین نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین اس حکم سے ہر قوم کو اس بات پر آمادہ کیا گیا ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کی توقیر و عزت کریں اور ذوی الارحام سے صلہ رحمی سے پیش آئیں۔ حضرت نے فرمایا تو کیا ان کو اس امر پر آمادہ کیا ہے کہ اپنے کافر قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی عمل میں لائیں اور جن کو اُس نے ذلیل و حقیر قرار دیا ہے اور جن کا حقیر جانتا اس نے واجب کیا ہے اُن کی تعظیم و تکریم کریں۔ اصحاب نے عرض کی کہ نہیں بلکہ ایسے قریبیوں سے جو مومن ہوں صلہ رحمی کی ترغیب دلائی گئی ہے جناب امیر نے فرمایا کیا ذوی الارحام کے حقوق کا ادا کرنا اس لیے واجب کیا گیا ہے کہ ماں باپ سے ان کا نسب ملتا ہے۔ اُس شخص نے عرض کی کہ ہاں اے برادرِ رسولِ خدا۔ فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ اس صلہ رحمی میں اپنے ماں باپ کے حقوق کی رقت کرتے ہیں۔ اُس نے عرض کی کہ ہاں اے برادرِ رسول اللہ ایسا ہی ہے حضرت نے فرمایا کہ ماں باپ صرف دنیا میں خدا دیتے ہیں اور اس کے مکروہات سے بچاتے ہیں اور دنیا کی نعمتیں نہ اہل ہو جاتی ہیں اور اس کے مکروہات منقضی ہو جاتے ہیں اور رسول رب العالمین نے ایسی نعمت کی طرف ہمیں فرمائی ہے جو کبھی زوال پذیر نہ ہوگی اور تکلیف ابدی سے بچایا ہے۔ اب اب تو بتا کہ ان دونوں نعمتوں میں سے کونسی نعمت عظیم تر ہے۔ اُس نے عرض کی کہ جو نعمت رسول خدا نے عنایت فرمائی ہے وہی سب نعمتوں سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ فرمایا پھر یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ جس شخص کا حق تھوڑا سا ہو اس کے ادا کرنے کی تو ترغیب دلائی جائے اور جس کا حق بہت سا ہو اس کی دینگی کا ذکر تک بھی نہ ہو۔ اُس نے عرض کی کہ بیشک یہ تو درست نہیں۔ جناب امیر نے فرمایا جب حق رسول اللہ حق والدین سے بڑھ کر ہے تو اس کے قریبیوں کا حق بھی والدین کے قریبیوں کے حق سے بڑھ کر ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ رحم رسول اللہ کا وصل کرنا نہایت ہی اولیٰ اور انسب ہے اور اس کا قطع کرنا بہت بڑا گناہ ہے پس ملامت اور کل ضلالت اس شخص کے لیے

رحم آل محمد صلا رحمکم کی نسبت اکرام کا زیادہ ترستی ہے

ہے جو اس کو قطع کرے اور عذاب اور کل عذاب اس شخص کیلئے ہے جو اس کی حرمت کو بزرگ نہ سمجھے کیا تو نہیں جانتا کہ رحم رسول کی حرمت عین رسول اللہ کی حرمت ہے اور رسول اللہ کی حرمت گویا خدا کی حرمت ہے اور خدا کا حق اس کے ماسوا اور سب منعموں کے حقوق سے بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ کے سوا اور صاحبانِ نعمت صرف اُنسی وقت انعام و بخشش کرتے ہیں۔ حکم اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے اُن کی تائید کی ہو اور ان کو اس کی توفیق دی ہو۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران سے کیا ارشاد فرمایا ہے۔ اس نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ کیا ہے؟ جناب امیر نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد کیا کہ اے موسیٰ آیا تو جانتا ہے کہ میں تجھ پر کتنا مہربان ہوں موسیٰ نے عرض کی کہ اے پروردگار تو مجھ پر میری ماں سے زیادہ تر مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ تیری ماں نے مجھ سے قطع میری زیادتی رحمت ہی کے باعث تجھ پر رحم کیا اور میں نے ہی اس کو تجھ پر مہربان کیا تھا اور اس کو اس امر پر رضامند کیا تھا کہ تیری پرورش کے لیے اپنی خواب راحت کو ترک کر دے۔ اگر میں اس کے ساتھ یہ برتاؤ نہ کرتا تو وہ اور باقی اور عورتیں تیرے لیے یکساں تھیں۔ اے موسیٰ کیا تو جانتا ہے کہ میرا ایک مومن بندہ ہے اور اس قدر گنہگار ہے کہ اس کے گناہ اور خطا میں آسمان کے کناروں تک پہنچ گئی ہیں اور میں اس کو بخش دیتا ہوں اور کچھ پرودا نہیں کرتا۔ موسیٰ نے عرض کی کہ اے پروردگار اس لیے پروائی کا کیا باعث ہے۔ فرمایا ایک بزرگ نخصلت کی وجہ سے جو میرے اس بندے میں موجود ہے اور وہ مجھ کو پسند ہے۔ اُس کا نام ہوں اور وہ یہ ہے کہ وہ شخص اپنے برادرانِ دینی محتاج مومنین سے محبت کرتا ہے اور ان کے حال کی خبر گیری کرتا ہے اور اپنے نفس کو ان کے برابر سمجھتا ہے اور ان سے تکبر و غرور سے پیش نہیں آتا جب وہ ایسا کرتا ہے تو میں بھی بے دریغ اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں۔ اے موسیٰ عظمت اور جلالت گویا میری چادر ہے اور کبریاہی گویا میرا لنگ ہے جو کوئی ان دونوں میں مجھ سے منازعت اور جھگڑا کرے گا میں اس کو آتشِ جہنم کے عذاب میں مبتلا کر دوں گا۔ اے موسیٰ منجملہ میری عظمت و جلالت کی تعظیم کے ایک یا امر ہے کہ میرا مال دانا اور دولت مند بندہ میرے کسی مومن بندے پر جو تنگ دست اور محتاج ہے لطف و اکرام

کرے اور جو وہ اس سے بکتر سے پیش آئے تو درحقیقت اُس نے میری عظمت و جلالت کو حقیر اور خفیف جانا۔

اس کے بعد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ رحم جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مشتق کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ اَنَا الرَّحْمٰنُ وَهُوَ الرَّحْمٰنُ اس سے رحم آل محمد مراد ہے اور محمد کی تعظیم اللہ جل جلالہ کی تعظیم ہے اور محمد کے خویش و اقارب کی تعظیم خود محمد کی تعظیم ہے اور تمام مومنین و مومنات جو ہمارے شیعہ ہیں۔ رحم آل محمد میں داخل ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر بعینہ محمد کی تعظیم و توقیر ہے پس عذاب ہے اُس شخص کے لیے جو ذرا بھی حرمت محمد کو خفیف اور حقیر سمجھے اور خوشحال اُس شخص کا جو آنحضرت کی حرمت کی تعظیم اور ان کے رحم کی تکریم کرے اور اس کو وصل کرے۔

قولہ۔ الرحیم۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیر نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق سبحانہ اپنے مومن بندوں پر رحیم ہے اور یہ اُس کی رحمت ہے کہ اُس نے سو رحمتیں پیدا کیں اور ان میں سے ایک رحمت کو تمام مخلوقات کے لیے مقرر فرمایا کہ اُس کے سبب سے لوگ باہم ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور مال اپنے بچے پر رحم کرتی ہے اور اسی کے باعث سے حیوانات کی مائیں اپنے بچوں پر مہربان ہوتی ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کو باقی بچاؤں کے رحمتوں میں شامل کرے گا۔ پھر اس تمام مجموعہ رحمت سے اُمت محمد پر رحم فرمائے گا۔ اور جس اہل ملت کے لیے وہ شفاعت کریں گے اُس کے لیے انکی شفاعت کو قبول کریگا یہاں تک کہ ایک شخص ہمارے ایک مومن شیعہ کے پاس آکر اپنے لیے طالب شفاعت ہوگا وہ مومن اس سے سوال کریگا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وہ جواب دے گا کہ میں نے تجھ کو ایک روز پانی پلایا تھا۔ اُس کے یاد آنے پر وہ مومن اس کی شفاعت کرے گا اور خدا اُس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ اسی طرح ایک اور شخص آکر طالب شفاعت ہوگا اور اپنا حق بتلائے گا۔ وہ مومن اُس سے دریافت کرے گا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وہ جواب دے گا کہ ایک روز گرمی کے موسم میں تو نے میری دیوار کے سایہ میں آرام کیا تھا۔ یہ سن کر وہ اس کی شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول ہو جائے گی۔ اسی طرح بارگاہ ایزدی میں اس مرد مومن کی شفاعت برابر قبول ہوتی رہے گی۔

یہاں تک کہ اُس کے ہمسایوں اور دوست آشناؤں سب کے لیے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی قدر و منزلت اس قدر ہے کہ تمہارے خیال و گمان میں نہیں آسکتی۔

قولہ عزوجل مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ یعنی روزِ جزا (قیامت) کا مالک ہے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ کے یہ معنی ہیں کہ روزِ جزا کے جو روزِ حساب جمعِ خلائق سے قائم کرنے پر قادر ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ اس کو وقت مقررہ سے مقدم یا مؤخر کر دے، اور روزِ جزا میں بھی وہی مالک و مختار ہے اور وہ حق کے ساتھ حکم کرے گا اور اُس دن کسی جو روستہ کرنے والے کو حکم دینے اور فیصلہ کرنے کا اختیار نہ ہوگا جس طرح بعض وقت دنیا کے حاکم ظلم و ستم کیا کرتے ہیں۔

جناب امیر المؤمنین امام المتقین عیسویب الدین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ یَوْمِ الدِّينِ سے روزِ حساب مراد ہے اور میں نے سنا ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں خبر دوں کہ سب سے زیادہ تر عاقل و دانا اور سب سے بڑھ کر احمق کون شخص ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ! فرمایا کہ سب سے زیادہ دانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور ایسے اعمال کرے جو مرنے کے بعد کارآمد ہوں اور سب سے زیادہ احمق وہ شخص ہے جو نفسانی خواہشوں کا تابع ہو اور خدا سے اپنی آرزوؤں کی تمنا کرے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین آدمی اپنے نفس کا محاسبہ کیونکر کرے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر روز شام کے وقت اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہے۔ اے نفس یہ آج کا دن گزر گیا اور پھر کبھی واپس نہیں آئے گا اور جو اعمال اس میں تُو بجالایا ہے اللہ تعالیٰ اُن کی نسبت تجھ سے سوال کرے گا۔ اب تو بتا کہ آج تو نے کیا کیا کام کئے۔ آیا ذکرِ الہی یا حمدِ خدا بجالایا۔ آیا کسی مومن کی حاجتوں کو پورا کیا۔ آیا اس کی تکلیف کو دور کیا۔ آیا اس کی غیبت اور عدم موجودگی میں اس کے اہل و عیال اور بال بچوں کی حفاظت کی آیا اس کے مرنے کے بعد اس کے سپہاندوں سے کچھ نیک سلوک کیا۔ آیا اپنی زیادتی منصب و جاہ سے کسی مومن کی عدم موجودگی سے اس کے متعلقین کو مستغنی کیا۔ آیا کسی مسلمان کی امداد کی۔ الغرض اپنے تمام

کرے اور جو وہ اس سے تکبر سے پیش آئے تو درحقیقت اُس نے میری عظمت و جلالت کو حقیر اور خفیف جانا۔

اس کے بعد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ رحم جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مشتق کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ اَنَا الرَّحْمَنُ وَرَحْمَةُ الرَّحْمَنِ اس سے رحم آل محمد مراد ہے اور محمد کی تعظیم اللہ جل جلالہ کی تعظیم ہے اور محمد کے خویش و اقارب کی تعظیم خود محمد کی تعظیم ہے اور تمام مومنین و مومنات جو ہمارے شیعہ ہیں۔ رحم آل محمد میں داخل ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر بعینہ محمد کی تعظیم و توقیر ہے پس عذاب ہے اُس شخص کے لیے جو ذرا بھی حرمت محمد کو خفیف اور حقیر سمجھے اور خوشحال اُس شخص کا جو آنحضرت کی حرمت کی تعظیم اور ان کے رحم کی تکریم کرے اور اس کو وصل کرے۔

قولہ۔ الرحیم۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیر نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق سبحانہ اپنے مومن بندوں پر رحیم ہے اور یہ اُس کی رحمت ہے کہ اُس نے سوارِ حمتیں پیدا کیں اور ان میں سے ایک رحمت کو تمام مخلوقات کے لیے مقرر فرمایا کہ اُس کے سبب سے لوگ باہم ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور ماں اپنے بچے پر رحم کرتی ہے اور اسی کے باعث سے حیوانات کی مائیں اپنے بچوں پر مہربان ہوتی ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کو باقی بنائے گا۔ رحمتوں میں شامل کرے گا۔ پھر اس تمام مجموعہ رحمت سے اُمت محمد پر رحم فرمائے گا۔ اور جس اہل ملت کے لیے وہ شفاعت کریں گے اُس کے لیے انکی شفاعت کو قبول کریگا۔ یہاں تک کہ ایک شخص ہمارے ایک مومن شیعہ کے پاس آکر اپنے لیے طالب شفاعت ہوگا وہ مومن اس سے سوال کریگا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وہ جواب دے گا کہ میں نے تجھ کو ایک روز پانی پلایا تھا۔ اُس کے یاد آنے پر وہ مومن اس کی شفاعت کرے گا اور خدا اُس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ اسی طرح ایک اور شخص آکر طالب شفاعت ہوگا اور اپنا حق بتلائے گا۔ وہ مومن اُس سے دریافت کرے گا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وہ جواب دے گا کہ ایک روز گرمی کے موسم میں تو نے میری دیوار کے سایہ میں آرام کیا تھا۔ یہ سن کر وہ اس کی شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول ہو جائے گی۔ اسی طرح بارگاہِ ایزدی میں اس مرد مومن کی شفاعت برابر قبول ہوتی رہے گی۔

۳

یہاں تک کہ اس کے ہمسایوں اور دوست آشناؤں سب کے لیے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی قدر و منزلت اس قدر ہے کہ تمہارے خیال و گمان میں نہیں آسکتی۔

قولہ عزوجل مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ یعنی روزِ جزا (قیامت) کا مالک ہے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ کے معنی ہیں کہ روزِ جزا کے جو روزِ حسابِ جمیع خلائق سے قائم کرنے پر قادر ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ اس کو وقت مقررہ سے مقدم یا مؤخر کر دے، اور روزِ جزا میں بھی وہی مالک و مختار ہے اور وہ حق کے ساتھ حکم کرے گا اور اُس دن کسی جو روستہ کرنے والے کو حکم دینے اور فیصلہ کرنے کا اختیار نہ ہوگا جس طرح بعض وقت دنیا کے حاکم ظلم و ستم کیا کرتے ہیں۔

جناب امیر المؤمنین امام المتقین عیسوی الدین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ یَوْمِ الدِّينِ سے روزِ حساب مراد ہے اور میں نے سنا ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں خبر دوں کہ سب سے زیادہ تر عاقل و دانا اور سب سے بڑھ کر احمق کون شخص ہے صحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ فرمایا کہ سب سے زیادہ دانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور ایسے اعمال کرے جو مرنے کے بعد کار آمد ہوں اور سب سے زیادہ احمق وہ شخص ہے جو نفسانی خواہشوں کا تابع ہو اور خدا سے اپنی آرزوؤں کی تمنا کرے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین آدمی اپنے نفس کا محاسبہ کیونکر کرے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر روز شام کے وقت اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہے۔ اے نفس یہ آج کا دن گزر گیا اور پھر کبھی واپس نہیں آئے گا اور جو اعمال اس میں تُو بجالایا ہے اللہ تعالیٰ ان کی نسبت تجھ سے سوال کرے گا۔ اب تو بتا کہ آج تو نے کیا کیا کام کئے۔ آیا ذکرِ الہی یا حمدِ خدا بجالایا۔ آیا کسی مومن کی حاجتوں کو پورا کیا۔ آیا اس کی تکلیف کو دور کیا۔ آیا اس کی غیبت اور عدم موجودگی میں اس کے اہل و عیال اور بال بچوں کی حفاظت کی آیا اس کے مرنے کے بعد اس کے سپہاندوں سے کچھ نیک سلوک کیا۔ آیا اپنی زیادتی منصب و جاہ سے کسی مومن کی عدم موجودگی سے اس کے متعلقین کو مستغنی کیا۔ آیا کسی مسلمان کی امداد کی۔ الغرض اپنے تمام

بیشاپہ نفس کے عا سیر کرنے کا اور کثرتِ عبادت

کاروبار سے مجھ کو مطع کر۔ اسی طرح پھر اپنے اعمال کو یاد کرے اگر کوئی کار خیر ہو جو اس روز اس سے ہوا ہے یاد آجائے تو تکبیر و تحمید الہی بجالاتے کہ اُس نے اس کی توفیق عطا فرمائی اور کسی گناہ یا تقصیر کو یاد کرے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور یہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا اور اس خطا کو اپنے نفس سے محو کرے۔ اس طرح پر کہ از سر نو محمدؐ اور اُن کی آل اطہاؑ پر درود بھیجے اور امیر المؤمنینؑ کی بیعت اور اس کے قبول کرنے کو اپنے نفس کے سامنے پیش کرے اور اس کے دشمنوں اور بغض رکھنے والوں اور اس کو اس کے حق سے محروم کرنے والوں پر لعنت کا اعادہ کرے۔ جب وہ شخص اس طرح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے فرماتا ہے کہ میں تجھ سے تیرے کسی گناہ کی بابت مواخذہ نہ کروں گا۔ کیونکہ تو میرے دوستوں سے دوستی رکھتا ہے اور میرے دشمنوں کا دشمن ہے۔

قوله عز وجل اِيَّاكَ تَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ اے میری مخلوقات جس کو میں نے طرح طرح کی نعمتیں بخشی ہیں کہو اِيَّاكَ تَعْبُدُ یعنی اے ہم پر انعام اور بخشش کرنے والے ہم فقط تیری ہی عبادت اور پرستش کرتے ہیں اور یہ خشوع و خضوع غلوص نیت سے بلا باہ و سمعہ تیری اطاعت بجالاتے ہیں اور کہو اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ یعنی تیری طاعت اور بندگی کے بجالاتے ہیں تجھی سے مدد چاہتے ہیں تاکہ ہم اس کو تیرے حکم اور منشا کے مطابق ادا کریں۔ اور دُنیا میں جن کاموں کے کرنے سے تو نے ہم کو منع فرمایا ہے اُن سے بچیں اور شیطان رحیم اور گمراہ کریں والے سرکشان جن و انس اور ایذا رساں ظالموں سے تیرے حفظ و امان میں رہیں۔

اور ایک شخص نے جناب امیر سے سوال کیا کہ ثقادت عظیم کیا چیز ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دُنیا کو دُنیا کے لیے ترک کرے تو دُنیا اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے اور آخرت میں بھی خسارہ اٹھاتا ہے اور اگر کوئی لوگوں کے دکھانے کے لیے عبادت خدا کرے اور طرح طرح کی تکلیفیں گوارا کرے اور روزے رکھے تو وہ لذات دنیوی سے بالکل محروم رہا اور اس نے اتنی سختیاں بھیسیں کہ اگر خالصتہً لِقَدِّ ان مشقتوں کا تحمل ہوتا تو آخرت میں اجر و

مذمت ریاکاری اور ضبط اعمال

مذمت ریاکاری اور ضبط اعمال

اسی طرح ایک دفعہ کسی شخص نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ آخرت میں سب سے زیادہ حسرت و افسوس کس شخص کو ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص اپنا مال کسی اور شخص کی ترازو میں رکھے گا اور اللہ تعالیٰ اُس کو بے سرو سامانی کی وجہ سے جہنم میں ڈالے گا اور اس کے وارث کو اللہ تعالیٰ کے سبب بہشت میں داخل کرے گا۔ یہاں تک کہ اس کی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ ایک مومن بھائی نے مجھ سے کسی شخص کا حال بیان کیا۔ کہ میں حالت نزع میں اس شخص کے پاس گیا۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ اے فلاں اس صندوق میں ایک لاکھ روپے جمع کر کے ان میں سے نہ تو میں نے کبھی زکوٰۃ نکالی اور نہ کسی صلہ رحمی میں صرف کیا ان کے باب میں کبھی کیا اصلاح ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر تو نے یہ روپیہ کس غرض سے جمع کیا تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ بادشاہ کے ظلم و ستم کی روک تھام اور فراخی عیش کے حصول کے واسطے اور اپنے مال و اطفال کی محتاجی کے خوف اور انقلاب زمانہ کے ڈر سے اس کو جمع کیا تھا۔ راوی نے کہا کہ میں ابھی وہیں موجود تھا کہ اس کی جان نکل گئی۔ اس حکایت کے نقل کرنے کے بعد ایک امیر نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اس شخص کو اس روپے سے ایسی حالت میں جدا کیا۔ کہ وہ سلامت زندہ اور قابل سرزنش تھا۔ اُس نے اس روپے کو امر باطل کے لیے جمع کیا اور اس میں اس کو صرف نہ کیا اور اکٹھا کر کے تھیلوں اور برتنوں میں بھر کر رکھا اور مضبوطی سے بند کر کے ان کو سر بہر ہو گیا۔ اس کے کمانے اور حاصل کرنے کی فکر میں نسیان جنگلوں اور پھانسیوں کا رستہ روٹ گیا۔ اے اس مال کے وارث خبردار اس روپے کے دام فریب سے بچنا۔ جیسے کل تیرا رفیق اس کے فریب میں آ گیا۔ کیونکہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اور افسوس اس شخص کو ہوگا جو اپنا مال غیر کے ہاتھ میں پڑا ہوا دیکھے گا کہ اس نے بزرگ و بزرگ اس (غیر شخص کو اس مال کے سبب بہشت میں داخل کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو اسی مال کے سبب جہنم میں جگہ دے گا۔

کاروبار سے مجھ کو مطیع کر۔ اسی طرح پھر اپنے اعمال کو یاد کرے اگر کوئی کار خیر ہو جو اس روز اس سے ہوا ہے یاد آجائے تو تکبیر و تحمید الہی بجالائے کہ اُس نے اس کی توفیق عطا فرمائی اور کسی گناہ یا تقصیر کو یاد کرے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور یہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا اور اس خطا کو اپنے نفس سے محو کرے۔ اس طرح پر کہ از سر نو محمدؐ اور ان کی آل اطہاؑ پر درود بھیجے اور امیر المؤمنینؑ کی بیعت اور اس کے قبول کرنے کو اپنے نفس کے سامنے پیش کرے اور اس کے دشمنوں اور بغض رکھنے والوں اور اس کو اس کے حق سے محروم کرنے والوں پر لعنت کا اعادہ کرے۔ جب وہ شخص اس طرح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے فرماتا ہے کہ میں تجھ سے تیرے کسی گناہ کی بابت مواخذہ نہ کروں گا۔ کیونکہ تو میرے دوستوں سے دوستی رکھتا ہے اور میرے دشمنوں کا دشمن ہے۔

قوله عز وجل اِيَّاكَ تَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ اے میری مخلوقات جس کو میں نے طرح طرح کی نعمتیں بخشی ہیں کہ **اِيَّاكَ تَعْبُدُ** یعنی اے ہم پر انعام اور بخشش کرنے والے ہم فقط تیری ہی عبادت اور پرستش کرتے ہیں اور **نَسْتَعِينُ** و خضوع و خلوص نیت سے بلا پایا و سمعہ تیری اطاعت بجالاتے ہیں اور **اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** یعنی تیری طاعت اور بندگی کے بجالانے میں تجھی سے مدد چاہتے ہیں تاکہ ہم اس کو تیرے حکم اور منشا کے مطابق ادا کریں۔ اور دنیا میں جن کاموں کے کرنے سے تو نے ہم کو منع فرمایا ہے ان سے بچیں اور شیطان و حیم اور گمراہ کریوالے برکشان جن و انس اور ایذا رساں ظالموں سے تیرے حفظ و امان میں رہیں۔

اور ایک شخص نے جناب امیر سے سوال کیا کہ تفاوت عظیم کیا چیز ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دنیا کو دنیا کے لیے ترک کرے تو دنیا اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے اور آخرت میں بھی خسارہ اٹھاتا ہے اور اگر کوئی لوگوں کے دکھانے کے لیے عبادت خدا کرے اور طرح طرح کی تکلیفیں گوارا کرے اور روزے رکھے تو وہ لذات دنیوی سے بالکل محروم رہا اور اس نے اتنی سختیاں بھیلیں کہ اگر خالصتہً لِّلْفَقْدِ انْ شَقْتُوْنَ کا متحمل ہوتا تو آخرت میں اجر و

ثواب کا مستحق ہوتا۔ مگر جب وہ عالم آخرت میں وارد ہوگا تو اُس کو یہ گمان ہوگا کہ میں نے اس قدر نیک اعمال کئے ہیں کہ ان سے میرے میزان عمل کا پلہ بہت بھاری ہوگا لیکن حقیقت میں وہ اُس کو خشک گھاس کی طرح ہلکا اور ادھر ادھر اڑتا ہوا دیکھے گا۔

اسی طرح ایک دفعہ کسی شخص نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ آخرت میں سب سے زیادہ حسرت و افسوس کس شخص کو ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص اپنا مال کسی اور شخص کی ترازو میں دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ اُس کو بے سرو سامانی کی وجہ سے جہنم میں ڈالے گا اور اس کے وارث کو ان اعمال کے سبب بہشت میں داخل کرے گا۔ یہ سائل نے عرض کی کہ اس کی کیفیت بیان فرمائیے فرمایا جیسا کہ میرے ایک مومن بھائی نے مجھ سے کسی شخص کا حال بیان کیا۔ کہ میں حالت نزع میں اس شخص کے پاس گیا۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ اے فلاں اس صندوق میں ایک لاکھ روپے ہیں کہ ان میں سے نہ تو میں نے کبھی زکوٰۃ نکالی اور نہ کسی صلہ رگی میں صرف کیا ان کے باب میں تیری کیا صلاح ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر تو نے یہ روپیہ کس غرض سے جمع کیا تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ بادشاہ کے ظلم و ستم کی روک تھام اور فراخی عیش کے حصول کے واسطے اور اپنے عیال و اطفال کی محتاجی کے خوف اور انقلاب زمانہ کے ڈر سے اس کو فراہم کیا تھا۔ راوی ناقل ہے کہ میں ابھی وہیں موجود تھا کہ اس کی جان نکل گئی۔ اس حکایت کے نقل کرنے کے بعد جناب امیر نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اس شخص کو اس روپے سے ایسی حالت میں جدا کیا۔ جبکہ وہ ملامت زدہ اور قابل سرزنش تھا۔ اُس نے اس روپے کو امر باطل کے لیے جمع کیا اور راہ حق میں اس کو صرف نہ کیا اور اکٹھا کر کے تھیلیوں اور برتنوں میں بھر کر رکھا اور مضبوطی سے بند کر کے ان کو سر بہ گھر کیا۔ اس کے کمانے اور حاصل کرنے کی فکر میں انسان جنگلوں اور نلیہ پیدا کنارہ مندروں کو طے کیا۔ اے اس مال کے وارث خبردار اس روپے کے دام فریب میں نہ پھینسا جیسے کل تیرا رفیق اس کے فریب میں آگیا۔ کیونکہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اور افسوس اس شخص کو ہوگا جو اپنا مال غیر کے پلہ میزان میں پڑا ہوا۔ دیکھے گا کہ خدا سے بزرگ و برتر اس (غیر) شخص کو اس مال کے سبب بہشت میں داخل کرے گا اور اس مالک اصلی کو اسی مال کے سبب جہنم میں جگہ دے گا۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بھی زیادہ حسرت اس شخص کو ہوگی جس نے سخت تکلیفیں جھیل کر اور بڑی بڑی کوششیں کر کے اور معرض خوف و خطر میں بڑھ کر بہت سا مال جمع کیا ہو۔ پھر اس کو صدقوں اور نیک کاموں میں صرف کیا ہو اور عبادت کرنے اور نمازیں پڑھنے میں اپنی جوانی اور قوت زائل کی ہو مگر علی ابن ابی طالب کے حق کو نہ جانتا ہو اور اسلام میں ان کے مرتبے اور محل کو نہ پہچانتا ہو بلکہ جو شخص مدارج و مراتب میں ان کا دسواں تو کہاں ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔ اس کو ان سے افضل اور اشرف خیال کرتا ہو اور جب ان کی فضیلت کی دلیلوں سے اس کو مطلع کیا جائے تو ان میں غور اور غوض نہ کرے اور جب آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے ثبوت دیا جائے تو اپنی گمراہی اور سرکشی کے باعث ان کا منکر ہو جائے پس ایسا شخص قیامت کے دن سب سے زیادہ متانت اور پر حسرت ہوگا۔ اور اس کے صدقات سانپوں کی صورت میں متمثل ہو کر اس کو ڈسیں گے اور اس کی نمازیں اور دیگر عبادتیں شعلہ آتش کی صورت بن کر اس کو ہٹائیں گی اور بہت سختی سے دوڑائی ہوئی اس کو ہمت میں لے جائیں گی۔ یہ حال دیکھ کر وہ شخص کہے گا۔ وائے بر حال من کیا میں نماز گزار نہ تھا۔ کیا میں زکوٰۃ ادا نہ کرتا تھا۔ کیا میں لوگوں کے مال اور ان کی عورتوں سے پرہیز نہ کرتا تھا۔ کس سبب سے مجھ کو مصیبت عظمیٰ میں گرفتار کیا گیا۔ آواز آئے گی کہ اے بد بخت تیرے اعمال نے اس واسطے تجھ کو کچھ فائدہ نہ دیا کہ توجید الہی کے قابل ہونے اور نبوت محمد پر ایمان لانے کے بعد جو بڑا فرض تھا اس کو تو مٹنے بالکل ترک کر دیا۔ اور ولی خدا علی ابن ابی طالب کے حق کی معرفت جو تجھ پر لازم اور واجب تھی اس کو ضائع کیا اور دشمنان خدا کی پیروی جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا تو نے اس کو لازم اور ضروری جانا۔ اس حالت میں تجھ کو بجائے ان اعمال کے اگر ابتدائے دنیا سے آخر دنیا تک تمام زمانے کے اعمال بھی حاصل ہوں اور بجائے ان صدقات و خیرات کے جو تو نے راہ خدا میں دیئے ہیں تمام دنیا کے مال تصدق کرے۔ بلکہ اگر تمام زمین کو سونے سے بھر کر بھی صدقہ کر ڈالے تو بھی اس کے سوا اور کچھ فائدہ نہ ہوگا کہ رحمت الہی سے دوری اور غضب و قہر خداوندی سے نزدیکی حاصل ہو۔

اور امیر المؤمنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا نے بزرگ و برتر نے حکم دیا ہے کہ اے میرے بندو کہو و ایتاک نشتبعین یعنی ہم تیری عبادت اور طاعت کے بجالانے اور تیرے دشمنوں کی شرارتوں کو اپنے نفسوں سے رفع کرنے اور تیرے احکام کی تعمیل کرنے میں صرف تجھ سے ہی امداد طلب کرتے ہیں اور میں نے جبریل کی زبانی سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم سب کے سب گمراہ ہو۔ سوا اس شخص کے جس کو میں ہدایت دوں۔ اس لیے تم کو چاہیے کہ مجھ سے ہدایت کی درخواست کرو۔ تو میں تم کو ہدایت دوں گا اور تم سب محتاج ہو سوا اس شخص کے جس کو میں غنی کروں۔ مجھ سے اپنے غنی ہونے کی خواہش کرو تو میں تم کو غنی کر دوں گا اور تم سب گنہگار ہو۔ مگر ہاں جس کو میں بخش دوں تم کو چاہیے کہ مجھ سے مغفرت طلب کرو، تو میں تم کو بخش دوں گا۔ اور جو کوئی مجھ کو مغفرت پر قادر جان کر مجھ سے طالب مغفرت ہوتا ہے میں اس کو بخش دیتا ہوں اور کچھ پروا نہیں کرتا اور اگر تمہارے گزشتہ اور آئندہ اور زندہ اور مردہ لوگ اور تمام تر و خشک کسی بندے کے دل کے پاکیزہ کرتے پر اتفاق کریں تو میری حکومت اور سلطنت میں پریشہ کے برابر بھی زیادتی نہ ہوگی اور اسی طرح اگر سب کے سب کسی دل کے شقی کرنے پر متفق ہوں تو میری بادشاہی میں پریشہ کے برابر کسی نہ ہوگی اور اگر تمام گزشتہ اور آئندہ اور زندہ اور مردہ لوگ اور دنیا کے تمام تر و خشک جمع ہوں اور ہر ایک اپنی اپنی آرزو مجھ سے طلب کرے اور میں اس کو عطا کروں تو اس کی مقدار میری سلطنت کے آگے اتنی بھی نہیں۔ جیسے کوئی سمندر کے کنارے جا کر ایک ٹونٹی کو اس میں ڈبو کر نکال لے اور ان سب کا باعث یہ ہے کہ میں سخی بزرگ اور غنی ہوں۔ میری عطا ایک لفظ کے کہنے سے ہوتی ہے اور میرا عذاب بھی ایک کلمے کے کہنے سے واقع ہوتا ہے۔ اس لیے میں جب کسی شے کا ارادہ کرتا ہوں تو صرف لفظ کن یعنی ہو جا کہہ دیتا ہوں۔ فوراً وہ شے منظر میں آجاتی ہے۔ اے میرے بندو سب سے افضل اور اعظم طاعت کو بجالانے تاکہ میں تم سے مسامحہ اور نرمی برتوں۔ اگرچہ اس کے سوا اور طاعات میں تقاضا ہی کیوں نہ ہو۔ اور سب سے بڑے اور بڑے گناہ کو ترک کرو، تاکہ اس کے سوا اور

گنہگاروں کے مرتکب ہونے میں تم سے مناقشہ اور جھگڑا نہ کروں اور سب سے بڑی طاعت
یہ ہے کہ مجھ کو واحد جانو۔ اور میرے نبی کی تصدیق کرو اور جس کو اُس نے اپنا جانشین اور
خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اس کو تسلیم کرو۔ اور وہ علی ابن ابی طالب اور دیگر ائمہ طاہرین ہیں جو
اس کی نسل سے ہوں گے۔ اور میرے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ میرا اور میرے نبی
کا انکار کرو اور علی ابن ابی طالب سے جو محمد کے بعد اس کا ولی اور جانشین ہے اور دیگر
ائمہ اطہار سے جو بعد علی کے اس کے ولی اور جانشین ہیں عناد اور دشمنی رکھو۔ اگر تم میرے
پاس مقام رفیع اور شرف عظیم کے حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو تم کو مناسب ہے کہ
کسی شخص کو محمد پر اور اس کے بعد اس کے بھائی علی پر اور اس کے بعد ان دونوں کی اولاد
اطہار پر جو ان کے بعد میرے بندوں کے امور کے منظم ہیں۔ تزییح اور فرقیّت مت دو جس
شخص کا یہ عقیدہ ہوگا میں اس کو اپنی جنت کے ذمی شرف بادشاہوں میں مقرر کروں گا۔
اور میں سب سے زیادہ اُس شخص کا دشمن ہوں جو میرا ہمسر بننا چاہے اور خدائی کا دعوے
کرے۔ اس کے بعد سب سے زیادہ دشمن اُس شخص کا ہوں جو محمد کی ہمسری کرے اور
عہدہ نبوت میں اس سے نزاع کرے اور نبوت کا دعویٰ کرے۔ بعد ازاں سب سے زیادہ
دشمن اُس شخص کا ہوں جو اس کے وصی برحق سے ہمسری اور برابری کرے اور مرتبے اور
شرف میں اس سے نزاع کرے اور اپنے لیے اس منصب کا دعویٰ کرے۔ ان سب معویداروں
کے بعد (جو اپنے باطل دعوؤں کے سبب میرے قہر و غضب سے متعرض ہوئے ہیں اور عذاب
شعلہ دار کے سزاوار ٹھہرے ہیں) اُن لوگوں کا زیادہ تر دشمن ہوں جو ان جھوٹے دعوے داروں کے
ان کے افعال میں معاون و مددگار ہیں اور ان کے بعد ان لوگوں کا سخت دشمن ہوں جو ان
مدعیان الوہیت و نبوت و خلافت کے افعال سے رضامند ہیں گو کسی طرح سے ان کی
اعانت نہیں کرتے۔ اسی طرح محبوب ترین خلائق میرے نزدیک وہ لوگ ہیں جو میرے
حق کو قائم کرتے ہیں اور ان سب میں میرے نزدیک سب سے افضل و اشرف
سید الوریٰ محمد ہے۔ اور اس کے بعد اشرف و افضل خلق میرے نزدیک
علی مرتضیٰ برادر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور اس کے بعد شرافت اور

فضیلت میں سب سے بڑھ کر ائمہ برحق ہیں جو عادل اور منصف ہیں اور ان کے بعد افضل
خلایق وہ لوگ ہیں جو ان کے حق کے باب میں ان کی امداد کرتے ہیں اور پھر سب سے زیادہ
میں ان کو دوست رکھتا ہوں جو ان سے محبت کریں اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھیں
گو ان کی معاونت پر قادر نہ ہوں۔

قوله تعالیٰ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ یعنی ہم کو سیدھے رستے پر
ثابت اور قائم رکھ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ کہے کہ اے خدا اپنی توفیق کو جس کے باعث
سے زمانہ گزشتہ میں ہم نے تیری اطاعت کی ہے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمارے لیے قائم رکھ
تا کہ آئندہ عمر میں بھی اسی طرح ہم تیرے مطیع فرمان ہیں۔

اور صراط مستقیم دو ہیں ایک صراط تو دنیا میں سے اور دوسری آخرت میں۔ دنیا کا
صراط مستقیم تو وہ راہِ راست ہے جو غلو اور زیادتی سے کوتاہ ہو۔ اور تقصیر اور کمی سے بلند
اور مرتفع ہو اور ایسی سیدھی اور مستقیم ہو کہ باطل کی طرف ذرا بھی مائل نہ ہو۔ اور صراطِ آخرت
وہ راستہ ہے جو مومنوں کو بہشت میں پہنچائے گا اور وہ ایسا سیدھا ہے کہ اس کے طے
کرنے والے نہ تو جنت سے آتش جہنم کی طرف مائل ہوں گے اور نہ جنت کے سوا کسی اور
مقام کی طرف جھکیں گے بلکہ ناک کی سیدھ بہشت عنبر سرشت میں جا پہنچیں گے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کے
یہ معنی ہیں کہ ہم کو راہِ راست کی طرف رہبری کر۔ اور اس راہ کے لازم کر لینے کی ہدایت کر جو
ہم کو تیری محبت کی طرف لے جائے اور جنت میں پہنچائے اور نفسانی خواہشوں کی پیروی
اور متابعت اور اپنی ناقص راؤں پر چلنے سے جو ہمارے ہلاکت اور عذاب کا باعث ہیں
باز رکھے۔ بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص ہوائے نفسانی کا تابع ہو اور اپنی رائے پر مغرور ہو اس
کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس کی بابت میں نے سنا کہ عام بے سمجھ اور ناکس لوگ اس سے
نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتے ہیں اور اس کی تعریف اور توصیف کرتے ہیں۔ میں نے
مجھے شوق ہوا کہ میں اس کو دیکھوں مگر ایسے ڈھنگ سے کہ وہ مجھ کو نہ پہچانے تاکہ اس کی

صراطِ دو ہیں۔ ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں

ایک عالم عام کا قصہ

قدر و منزلت کا مشاہدہ کروں۔ چنانچہ ایک روز میں نے دیکھا کہ عام لوگوں نے اس کے گرد
 ہجوم کر رکھا ہے۔ میں بھی اپنا سر اور منہ کپڑے سے ڈھانپ کر ایک ایک کوٹے میں جا کھڑا
 ہوا اور اس کو اور ان سب کو دیکھتا رہا جب وہ بہت دیر تک ادھر ادھر کی داستانیں سنا
 چکا تو ان لوگوں سے الگ ہو کر ایک طرف کوچلا اور سب نے اپنا اپنا راستہ لیا مگر میں اس کے
 پیچھے روانہ ہوا آخر کار وہ چلتے چلتے ایک نان بانی کی دکان پر پہنچا اور اُس کو غافل پا کر دو
 روٹیاں اس کی دکان سے چرائیں میں اس کے اس فعل کو دیکھ کر نہایت متعجب ہوا مگر میں نے
 اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید اس نان بانی سے اس کا لین دین ہوگا۔ پھر وہ ایک انار فروش
 کی دکان پر پہنچا اور موقع کی تاک میں کھڑا رہا آخر کار اس کو غافل پا کر دو انار چیرا لیے اُس
 پر مجھے اور بھی زیادہ تعجب ہوا مگر میں نے دل میں سوچا کہ شاید اس سے بھی اس کا لین دین
 ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی خیال آیا کہ اگر لین دین ہوتا تو چوری کرنے کی کیا حاجت تھی مگر
 تاہم میں نے اس کا ساتھ نہ چھوڑا اور پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ وہ ایک بیمار کے پاس
 پہنچا اور جاتے ہی دونوں روٹیاں اور وہ انار اس کے آگے رکھ دیئے اور آپ وہاں سے
 چل دیائیں بھی اس کے پیچھے چلا آخر کار وہ چلتے چلتے جنگل میں ایک جگہ جا کر ٹھہرا تب
 میں نے اس سے کہا کہ اے بندہ خدا تیرے اوصاف سن کر مجھ کو تیری ملاقات کا شوق ہوا
 تھا مگر تیری حرکتیں دیکھ کر میرا دل کمال متزد ہوا اس لیے رفع تردد کی غرض سے میں کچھ دریا
 کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بولا پوچھ کیا پوچھنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا تو نے نان بانی کی دکان
 سے دو روٹیاں چرائیں اور انار والے کے دو انار اڑائے جب میں اتنا بیان کر چکا تو
 بجائے اس کے کہ وہ ان باتوں کا جواب دے مجھ سے پوچھنے لگا تو کہن ہے میں نے کہا کہ میں
 اولادِ آدم اور امت محمد سے ایک شخص ہوں۔ بولا کس خاندان سے ہے۔ میں نے جواب دیا
 کہ اہلبیت رسول اللہ کے خاندان سے ہوں۔ بولا کس شہر کا رہنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ
 مدینے کا بولا کیا تو جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب سے۔ میں نے جواب دیا
 کہ ہاں بولا تو پھر تجھ کو تیرے جد اور اصل اور خاندان کی شرافت سے کیا فائدہ ہوگا جبکہ تو
 اس چیز سے جو تیری شرافت کا باعث ہے ناواقف ہے اور اپنے جد و پدر کے علم کو چھوڑے

ہوئے ہے اگر اس سے واقف ہوتا تو اس امر کا انکار نہ کرتا جو تعریف اور مدح کے قابل ہے
 میں نے پوچھا کہ وہ کونسی چیز ہے جس کو میں نے ترک کر رکھا ہے اُس نے جواب دیا کہ قرآن
 جو کتاب خدا ہے میں نے کہا کہ میں اس کی کس بات سے ناواقف ہوں۔ وہ بولا کہ آیت من جَاء
 بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِّثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَاؤُ إِلَّا مِثْلُهَا یعنی
 جو کوئی ایک نیکی کرے اُس کو ویسی ہی دس نیکیوں کا ثواب عطا ہوگا۔ اور جو بدی کرے تو اُس
 کو صرف ایک بدی کا عوض ملے گا پس میں نے جو دو روٹیاں چرائیں اُس کے دو گناہ ہوئے
 اور دو انار چرانے کے بھی دو گناہ کل چار گناہ میں نے کئے اور جب میں نے ان کو راہِ خدا میں
 تصدق کر دیا تو چالیس نیکیاں شمار کی گئیں چار نیکیاں تو ان چار بدیوں کے عوض میں وضع ہو
 گئیں اور چھتیس نیکیاں میرے واسطے باقی رہیں یہ سن کر میں نے کہا تیری ماں تجھے
 روئے۔ درحقیقت تو خود ہی کتابِ خدا سے جاہل اور ناواقف ہے نہ کہ میں۔ کیا تو نے
 یہ آیت نہیں سنی کہ خدا فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ
 صرف متقی اور پرہیزگار لوگوں کے اعمال کو قبول کرتا ہے۔ جب تو نے دو روٹیاں چرائیں
 تو وہ دو بدیاں شمار کی گئیں اور دو انار چرانے کی بھی دو بدیاں ہوئیں۔ اور جب ان
 کو ان کے مالکوں کی بے اجازت کسی اور کو دے ڈالا۔ تو حقیقت میں چار بدیوں پر
 چار بدیاں اور زیادہ کر دیں نہ یہ کہ چار بدیوں پر چالیس نیکیاں اضافہ کی گئیں اور ان
 چار بدیوں کے عوض چار نیکیاں وضع ہو کر چھتیس نیکیاں تیرے لیے باقی رہیں۔ جب
 اُس شخص نے میرا یہ کلام سنا تو حیران ہو کر میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے اس کو
 اسی حال میں چھوڑ کر اپنی راہ لی۔

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لوگ اسی قسم کی بیجا اور قبیح تاویلیں کر
 کے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔
 اور اسی قسم کی تاویل معاویہ علیہ السلام نے کی تھی جبکہ عمار یا مہر شہید ہوئے اور
 اس ہولناک واقعہ کے سننے سے بہت سے لوگ گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ
 عمار کو ایک باغی گروہ قتل کریگا جب عمر و عاص نے اپنے لشکریوں کی یہ گھبراہٹ اور صلِ چل دیھی

پارہ ۸
 سورہ انعام
 ع اخیر

پارہ ۶
 سورہ مائدہ
 نصف پارہ

معاویہ کا بیجا اور غلط تاویل کرنا

تو معاویہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ امیر ہمارے لشکر والے کمال برائیگیختہ اور مضطرب الحال ہو رہے ہیں معاویہ نے پوچھا کہ کیوں اس نے جواب دیا کہ عمارؓ کے مارے جانے سے کیونکہ حضرت رسولؐ نے فرمایا ہے کہ عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کر گیا۔ معاویہ نے اس سے کہا کہ تو غلطی پر ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ ہم نے عمارؓ کو قتل کیا ہے۔ بلکہ اس کو تو علیؓ ابن ابی طالب نے قتل کیا ہے۔ کیونکہ اسی نے اس کو ہمارے نیزوں کے سامنے بھیجا۔ جب امیر علیہ السلام نے اس نااہل کا یہ قول سنا۔ فرمایا اگر یہی بات ہے تو حضرت حمزہؓ کو بھی جناب رسولؐ خدا ہی نے قتل کیا ہے کیونکہ آنحضرتؐ ہی نے ان کو مشرکوں سے رٹنے کے لیے بھیجا تھا۔

بعد ازاں جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب سالتماہ نے فرمایا ہے یحتمل ہذا العلم من کل خلف عدو لہ یعنی اس علم کے اٹھانے والے کل پیچھے آنے والے لوگوں میں وہ لوگ ہونگے جو ان میں زیادہ عادل ہونگے۔ یہ بشارت ان لوگوں کے لیے ہے جو غایبول کی تعریف اور جھوٹ بولنے والوں کے جھوٹے دعووں اور جاہلوں کی تاویلوں کو قرآن سے دُور کریں گے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ خدا میں اپنے بدن کے ساتھ تمہاری امداد کرنے سے عاجز ہوں اور سو اس کے کہ تمہارے دشمنوں سے بیزار ہوں اور ان پر لعنت کروں اور کچھ مقدور نہیں رکھتا میری نسبت کیا ارشاد فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے روایت کی کہ انھوں نے اپنے باپ سے اور انھوں نے اپنے باپ سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہم اہلبیت کی نصرت کرنے سے عاجز ہو اور خلوت میں بیٹھ کر ہمارے دشمنوں پر لعنت کرے اللہ تعالیٰ اس کی آواز کو زیر زمین سے لے کر عرش اعظم تک کے تمام فرشتوں کو پہنچا دیتا ہے اور تمام ملائکہ اس امر میں اس کے معاون ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ شریک ہو کر اس شخص پر جس پر وہ لعنت کرتا ہے لعنت کرتے ہیں بعد ازاں اس شخص (محب اہلبیت) کی تعریف کرتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ یا اللہ تو اس شخص پر اپنی رحمت کو نازل کر کہ اس نے اپنے مقدور کو تیری راحت میں صرف کیا اور اگر وہ اس سے زیادہ کچھ کر سکتا تو ضرور کرتا اس وقت بارگاہ الہی سے ندا آتی ہے کہ فرشتوں نے تمہاری دُعا قبول کی اور تمہاری آواز سن لی اور اس کی روح پر رحمت نازل کی

اور اس کو اپنے برگزیدہ اور نیک بندوں میں داخل کیا۔
قوله عز وجل - هٰرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ لِيَعْنِي اُنْ لُّوْكَوْلُ كِي
 راہ کی ہدایت کر جن پر تو نے انعام اور بخشش کی ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے۔ **هٰرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** یعنی تم کو کہ ہم کو ان لوگوں کی راہ کی ہدایت کر جن کو تو نے اپنے دین اور اپنی طاعت کی توفیق کی نعمت عطا فرمائی ہے اور انہی کے باب میں حق تعالیٰ فرماتا ہے **وَمَنْ يُطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلًا فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالشّٰهِيْدِ الْكٰذِبِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا** یعنی جو لوگ کہ خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ہمراہ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام اور بخشش فرمائی ہے کہ وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیکوکار لوگ ہیں اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں اور جناب امیر سے اسی طرح منقول ہے۔ اس کے بعد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نعمت دینے کے وہ لوگ نہیں ہیں جن کو مال اور صحت بدنی کی نعمت دی گئی ہے اگرچہ یہ چیزیں بھی نعمت ظاہرہ الہی ہیں لیکن یہ چیزیں کافروں اور کاسقوں کو بھی دی گئی ہیں تم کو اس امر کی دعوت نہیں کی گئی کہ تم ان کے طریق کی ہدایت کئے جانے کی دُعا کرو۔ بلکہ تم کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان لوگوں کے طریق کی طرف ہدایت کئے جانے کی دُعا کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا کی ہے کہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے رسولؐ کی تصدیق کرتے ہیں اور جناب محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار اور اصحابِ اخیار و متبجین سے دوستی رکھتے ہیں اور ایسے تقیہ حسنہ کو بجالاتے ہیں جو تم کو دشمنانِ خدا یعنی کفار کے زمانہ میں لوگوں کی شرارت اور زندیقوں کی بدی سے محفوظ رکھتا ہے اس طرح سے کہ ان سے فرحی اور مدارات برتو تاکہ تمہارا یہ حسن سلوک (تقیہ حسنہ) ان کو تمہاری ایذا رسانی اور دیگر مومنین کو اذیت پہنچانے پر براگیختہ نہ کرے اور وہ لوگ ہیں جو مومن بھائیوں کے حقوق کو پہچانتے ہیں۔

الغرض جو مرد یا عورت محمدؐ اور ان کی آلؑ اور اصحابؑ سے دوستی رکھے اور ان کے دشمنوں سے

دشمنی کرے وہ عذابِ خدا سے محفوظ رہنے کے لیے ایک بزرگ قلعہ اور مضبوط ڈھال کا مالک ہو جاتا ہے اور جو مرد یا عورت بندگانِ خدا سے ایسی پسندیدہ اور نیکو تمہد رات سے پیش آئے جس کی وجہ سے نہ تو مذہبِ باطل میں داخل ہو جائے اور نہ دینِ حق سے خارج ہو (یعنی تقیہِ حسنہ کو عمل میں لائے) تو حق تعالیٰ اس کے رانس لینے کو منزلاً تسبیح کے قرار دیتا ہے اور اس کے عمل کو پاکیزہ کرتا ہے اور اس کو بصیرت عنایت فرماتا ہے تاکہ وہ ہمارے راز کو ہمارے دشمنوں سے پوشیدہ رکھے اور ان کی باتوں پر غیظ و غضب میں نہ آئے اور اس کو شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے جو راہِ خدا میں جہاد کر کے اپنے خون میں لوٹا ہو۔ پھر فرمایا جو شخص اپنے مقدور کے موافق اپنے برادرانِ ایمانی کے حقوق کو پورا کرے اور ان کو قوت اور قدرت دے اور ان کی لغزشوں اور خطاؤں کے عوض لینے سے درگزر کرے اور ان کے قصور معاف کر کے ان سے رضامند ہو جائے حق تعالیٰ قیامت کے دن اس سے ارشاد فرمائے گا۔ اے میرے بندے تو نے اپنے مومن بھائیوں کے حقوق ادا کئے اور ان کی خطاؤں کو معاف کیا اور عوض نہ لیا میں تو سب سے زیادہ ترسخی اور کریم ہوں اور فروگزاشت کرنے اور عزت دینے میں تجھ سے اولیٰ اور افضل ہوں سو آج اس حق کو جس کا تجھ سے وعدہ کیا ہے پورا کروں گا اور اپنے فضل وسیع سے تجھ کو زیادہ عطا کروں گا اور میرے بعض حقوق کے ادا کرنے میں جو کچھ تجھ سے تقصیر ہوئی ہے اس کا عوض نہ لوں گا۔

بعد ازاں حق تعالیٰ اس کو محمدؐ اور ان کی آلؑ اور اصحابؓ سے ملحق کرے گا اور ان کے نیک شیعوں میں شامل فرمائے گا۔

پھر فرمایا کہ ایک دن جناب رسولؐ خدا نے اپنے کسی دوست سے ارشاد فرمایا کہ خدا کے لیے دوستی کرو اور اسی کے لیے دشمنی رکھو اور اسی کے لیے محبت کرو اور اسی کے لیے عداوت کرو کیونکہ کوئی شخص بغیر اس طریق کے ولایتِ الہی کو حاصل نہیں کر سکتا اور کوئی شخص ذائقہ ایمان نہیں پاسکتا۔ اگرچہ اس کی نمازیں اور روزے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔ جب تک کہ اس طریق کو اختیار نہ کرے اور آج لوگوں میں باہم بھائی چارہ بہت

برادرانِ ایمانی کے حقوق ادا کرنے کا ثواب

محبت اور عداوت محض رضائے خدا کے لیے ہو

ہو رہا ہے کہ اس کا اکثر حصہ دنیا کے لیے ہے کہ اسی کے واسطے آپس میں دوستی کرتے ہیں اور اسی کے لیے باہم دیگر دشمنی کرتے ہیں سو اس قسم کے بھائی چارے سے ان کو اللہ میاں کے ہاں کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا حضرت کا یہ ارشاد سن کر اس شخص نے عرض کی مجھے کیونکر معلوم ہو کہ میری دوستی اور دشمنی خدا کے لیے ہے اور کون ولی خدا ہے جس کو میں دوست رکھوں اور کون دشمن خدا ہے جس سے میں دشمنی کروں۔ حضرت نے میری طرف (یعنی علیؑ کی طرف) اشارہ کر کے فرمایا۔ اس کو دیکھتے ہی اس نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہاں فرمایا جو اس کا دوست ہے وہ خدا کا دوست ہے تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو کوئی اس کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے۔ تو بھی اس کو دشمن رکھ اور اس کے دوست سے دوستی رکھ۔ اگرچہ اس نے تیرے باپ اور بیٹے کو ہی کیوں نہ قتل کیا ہو اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھ خواہ وہ تیرا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

قوله تعالیٰ عَذْرَاءٌ مَّغْضُوبٌ عَلَيْهَا مَوَالِ الصَّالِيْنَ ه ان لوگوں کی راہ کی (بہا) جن پر تو غضبناک ہے اور نہ ان لوگوں کی راہ کی کہ جو گمراہ ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس سے ان لوگوں کی راہ کے پانے اور اس پر قائم رہنے کی درخواست کریں جن پر حق تعالیٰ نے انعام اور بخشش فرمائی ہے اور وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیکو کار بندے ہیں اور یہ درخواست کریں کہ ان کو ان لوگوں کی راہ سے بچائے رکھے جن پر وہ غضبناک ہے اور وہ لوگ جن پر خدا غضبناک ہے قوم یہود ہے جن کے بارے میں خدا قرآن میں فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرِّ مِمَّنْ ذَلِكُمْ هَتُوْبَةٌ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبْنَا عَلَيْهِ ه یعنی اے ہمارے پیغمبرؐ تو ان یہودیوں سے کہہ دے کہ آیا میں تم کو اس سے خیر دوں جو از روئے جزا خدا کے نزدیک اس سے بھی بدتر ہے وہ وہ شخص ہے جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور وہ اس پر غضبناک ہے) نیز یہ درخواست کریں کہ ان کو گمراہیوں کی راہ سے اپنے حفظ و امان میں رکھے جن کے باب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي

پارہ ۶
سورہ مائدہ
۸ ع

پارہ ۶
سورہ مائدہ
۹ ع

ذُنُوبِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا
وَكَلَّوْا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ یعنی اے پیغمبر تو ان سے کہہ دے کہ اے اہل کتاب تم
اپنے دین میں حق کے سوا غلو اور زیادتی مت کرو اور ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی
مت کرو جو تم سے پہلے خود بھی گمراہ ہوئے اور بہت سے لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور راہِ راست
سے گمراہ ہو گئے۔

بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی کافر ہو اور اللہ پر ایمان نہ لائے وہ غضبِ الہی میں
گرفتار اور خدا کی راہ سے گمراہ اور بھٹکا ہوا ہے۔

اور امام رضا علیہ السلام نے مضمون مذکورہ بالا میں اتنا اور اضافہ فرمایا ہے کہ جو کوئی
امیر المؤمنین کے حق میں درجہ عبودیت سے تجاوز کرے وہ بھی گروہِ مخصوب علیہم اور
ضالین میں داخل ہے اور امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے ہم کو عبودیت کے
درجے سے مت بڑھاؤ۔ پھر جو چاہو سو کہو اور مبالغہ مت کرو اور جس طرح نصاریٰ نے
عیسیٰ کو درجہ عبودیت سے درجہ اکوہیت پر پہنچا دیا تم ایسے غلو اور زیادتی سے پرہیز کرو
کیونکہ میں غالبوں سے بیزار اور ناراض ہوں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب امام رضا علیہ السلام کی تقریر یہاں تک
پہنچی ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے فرزندِ رسولِ خدا اپنے پروردگار کی تعریف
ہمارے سامنے بیان فرمائیے کیونکہ اگلے لوگ ہمارے مذہب اور رائے کے مخالف رائے
دے گئے ہیں تب حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی قیاس اور رائے سے خدا کی تعریف کرے وہ ہمیشہ
شک و شبہ میں گرفتار اور راہِ راست سے منحرف رہتا ہے اور پھر ہی راہِ کوٹے کرتا اور سیدھے
لاستے سے بھٹکتا پھرتا ہے اور ناپسندیدہ قول کا قائل رہتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ جن اوصاف سے اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف کی ہے انہی سے تم بھی
اس کی تعریف کرو۔ اس کو دیکھ نہیں سکتے اس کی کوئی صورت اور شکل نہیں ہے اس کو جو اس خمسم
سے نہیں پاسکتے لوگوں پر اس کو قیاس نہیں کر سکتے وہ اپنی نشانیوں سے شناخت کیا گیا ہے۔
وہ دور ہے مگر اس صفت میں کوئی اس کے مشابہ نہیں اور باوجود دوری کے نزدیک ہے۔

ذرت غلو در حق امیر المؤمنین

مگر اس میں بھی کوئی اس کا نظیر نہیں۔ اس کی ہمیشگی وہم و خیال میں نہیں آسکتی اس کی مخلوقات
سے اس کو تمثیل نہیں دے سکتے وہ اپنے احکام و قضایا میں ظلم نہیں کرتا جو کچھ کہ اس کے
علم میں گزرا ہے تمام خلقت اسی کی پیروی اور متابعت کرتی ہے اور جو کچھ کہ اس کی کتاب
مکنون میں ہے سب اسی پر عمل رہے ہیں جو کچھ کہ اس نے ان کی بابت معلوم کیا ہے اس کے
برخلاف وہ کچھ عمل نہیں کرتے اور نہ اس کے سوا کچھ اور ارادہ کرتے ہیں۔ وہ تمام مخلوقات سے
قریب ہے مگر ان کے ساتھ چمپکا ہوا نہیں اور سب سے بعید ہے مگر اس بعد نے اس کو
کچھ نقصان نہیں پہنچایا وہ درست اور راست ہے مگر اس کو کسی سے تمثیل نہیں دے سکتے
اور وہ واحد ہے مگر کوئی اس سے بغض اور دشمنی نہیں کر سکتا۔ اپنی نشانیوں سے پہچانا جاتا
ہے اور اپنی علامتوں سے ثابت کیا جاتا ہے۔ الغرض اس کے سوا اور کوئی معبود
نہیں ہے اور وہ بزرگ و بزرگ ہے۔

جب حضرت اس بیان سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے عرض کی کہ اے فرزندِ
رسولِ خدا میرے بعض ساتھی ایسے ہیں کہ وہ تمہاری دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں اور گمان کرتے
ہیں کہ یہ تمام صفتیں علی علیہ السلام میں پائی جاتی ہیں اور وہی اللہ ہے جو تمام مخلوقات کا
پروردگار ہے۔ جب امام ثامن علیہ السلام نے اس شخص کی یہ تقریر سنی تو جسم مبارک
میں لرزہ پڑ گیا اور تمام بدن عرق عرق ہو گیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام ان باتوں سے
پاک اور منزہ ہے جو کافر اور ظالم لوگ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں کیا علی کھانا نہ
کھاتے تھے، پانی نہ پیتے تھے، نکاح نہ کرتے تھے، کیا پیشاب اور پاخانے وغیرہ
کی حاجت ان کو نہ ہوتی تھی۔ اور باوجود ان لوازماتِ بشری کے وہ خدائے بزرگ و
برتر کے حضور میں بہ خشوع و خضوع تمام نمازیں پڑھتے تھے اور اس کی جناب میں
توبہ و استغفار کرتے تھے جس شخص میں یہ صفات موجود ہوں کیا وہ خدا ہو سکتا ہے؟ اگر
بالفرض ایسا شخص خدا ہو سکتا ہے تو تم میں سے کوئی فرد بشر بھی ایسا نہیں جو خدا نہ ہو کیونکہ
ان صفات میں جو اپنے موصوف کے حادث ہوتے پر دلالت کرتی ہیں تم سب
اس کے ساتھ شریک ہو۔

جن صفحات سے اشرے اپنی ذات کو موصوف کہتے۔ انہی اوصاف سے اس کو موصوف کرنا چاہیے۔

اور مجھ سے میرے باپ موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے آباؤ کے کلام کی زبانی روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا کو اس کی خلقت سے مشابہ کرتا ہے وہ اس کو نہیں پہچانتا اور جو کوئی بندوں کے گناہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے وہ اس کو عادل نہیں جانتا اُس شخص نے عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ جب علیؑ نے ایسے معجزات اپنی ذات بابرکات سے ظاہر کئے جن کے ظاہر کرنے پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے تو اُس وقت اپنے خدا ہونے کا ثبوت دیا اور جب عاجز مخلوقات کی یہی صفات ان کے سامنے ظاہر فرمائیں۔ اس وقت اپنے احوال کو ان پر پوشیدہ کر دیا اور ان کو امتحان میں ڈالا تاکہ وہ اس کو پہچانیں اور اپنے اختیار سے اُس پر ایمان لائیں یہ کلام اس شخص کا سن کر حضرت نے فرمایا کہ اول تو یہ کہ وہ لوگ اس شخص کا بالکل جواب نہیں دے سکتے جو ان کی اس تقریر کو الٹ دے دینی معارضہ بالقلب کرے اور یوں کہے کہ جب اس جناب سے فقر و فاقہ ظاہر ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس شخص میں یہ صفات پائی جائیں اور ضعیف اور محتاج لوگ ان صفات میں اس کے ساتھ شریک ہوں معجزات اس سے ظاہر نہیں ہو سکتے اس سے معلوم ہوا کہ معجزات جس کسی سے ظاہر ہوں وہ صرف اُس قادر مطلق کا فعل ہیں جو مخلوقات کے مشابہ نہیں ہے نہ کہ بندہ محمدؐ و محتاج کا جو کہ صفات ضعیف اور عاجز بندوں کا شریک ہے۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اے شخص تو نے اس وقت مجھ کو جناب رسول خدا اور امیر المؤمنین اور امام زین العابدین کے اقوال یاد دلانے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول تو یہ ہے جس کو مجھ سے میرے باپ نے سلسلہ وار اپنے آباؤ کے کلام علیہم السلام کی زبانی روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم دین پر اپنے بندوں کو اس طرح قابض نہیں کرتا کہ لوگوں سے چھین کر کسی کو دیدے بلکہ اس کو علمائے دین کے قبضے میں دیتا ہے جب کسی عالم کا کوئی اور عالم جانشین نہیں ہوتا تو زرد مال دنیوی اور اس کے امور حرام کے طالب اس کی جگہ پر متصرف ہو جاتے ہیں۔

اے گویا یہ مطلب ہے کہ جب علیؑ میں خود اظہار معجزہ کی قدرت نہ ہوئی تو وہ خالق کیونکر ہو سکتے ہیں اگر اس تقریر سے کوئی شخص ان کے دعویٰ کو قلب کر ڈالے تو اس کا وہ لوگ کیا جواب دے سکتے ہیں۔ مولانا دامت برکاتہما علیہما السلام صاحب ممتاز الافاضل زنگی پوری مدظلہ العالی ۴

اور حقدار سے حق کو روکتے ہیں بلکہ اس (حق) کو غیر مستحق کے لیے قرار دیتے ہیں لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اور ان سے مسائل شرعی دریافت کرتے ہیں۔ وہ اٹکل پچو فتوے دیتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعو اور اے ہمارے دوستی کے دعوے کرنے والو خبردار خود رائے لوگوں سے پرہیز کرنا کیونکہ وہ سنت ہائے نبویؐ کے دشمن ہیں۔ احادیث ان کے حلقے سے یکایک فرار کر گئیں اور سنت نبویؐ کی نگہبانی اور پاسداری سے وہ عاجز اور دماندہ ہو گئے ہیں۔ بندگان الہی کو اپنا خادم و چشم قرار دیا ہے اور اس کے مال کو اپنی دولت بنا بیٹھے ہیں۔ یہ دیکھ کر بہت سے لوگ ان کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور بہت سی غلقت کتوں کی طرح ان کی تابعدار ہو گئی۔ حق کو اہل حق سے چھین لیا اور سچے اماموں کی مثال بن بیٹھے۔ حالانکہ وہ جاہل اور کافر اور ملعون ہیں جب ان سے ایسے مسائل جو ان کو معلوم نہیں دریافت کئے جاتے ہیں تو تکبر و غرور کے باعث اپنی نادانیت اور لاعلمی کا اقرار نہیں کرتے بلکہ دین حق میں رائے اور قیاس سے کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پاؤں کے ٹوڑوں پر مسج کرنا ان کے اوپر کی طرف مسج کرنے سے اولیٰ اور انسب ہے۔

اور امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اُس کی رفتار اور کردار نیک ہے اور گفتار نرم ہے اور حرکات میں عجز و انکسار پایا جاتا ہے خبردار ہرگز اُس کو دیکھ کر فریفتہ نہ ہو جانا اور اس کے دام فریب میں گرفتار نہ ہو جانا کیونکہ اکثر لوگ ضعیف جسمانی اور کمی رعب و داب اور بزدلی کے سبب دنیا کے حاصل کرنے اور اُس کے محرمات میں پڑ جانے سے عاجز ہوتے ہیں اس لیے دین کو حصول دنیا کے لیے جال بناتے ہیں اور اپنے ظاہری اعمال سے ہمیشہ لوگوں کو فریب دیتے رہتے ہیں۔ اس قسم کا آدمی جب کسی امر حرام پر قابو پاتا ہے تو جھٹ اُس کا تمکب ہو جاتا ہے اور جب تم منہ ہوتے ہو تو مال حرام سے پرہیز کرتا ہے خبردار ایسے شخص کو دیکھ کر فریفتہ نہ ہونا۔ کیونکہ خلقت کی خواہشیں مختلف اور جدا جدا ہیں۔ بہت سے لوگ مال حرام سے تو پرہیز کرتے ہیں خواہ وہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو اور اپنے نفس کو ایک بکار اور بدصوت عورت پر راغب و گنجہ کرتے ہیں اور اس سے کالا منہ کرتے ہیں اور جب تم سامنے ہوتے ہو تو اس فعل شنیع سے اجتناب کرتے ہیں خبردار

کبھی ایسے شخص پر فریفتہ نہ ہو جتنا کہ اس کے عقیدہ عقلی کو نہ جانچ لو کہ بہت لوگ عقل سے بالکل دستبردار ہو جاتے ہیں اور پھر کبھی عقل متین کی طرف رجوع نہیں کرتے اور جو کچھ وہ اپنی جہالت سے خراب کرتے ہیں اسکی مقدار ان کی عقل کی صلاح اور دستی سے بہت زیادہ ہوتی ہے اور جب تم اسکی عقل کو متین اور درست پاؤ تب بھی ہرگز ہرگز اس پر فریفتہ نہ ہونا جب تک یہ آزمائش نہ کر لو کہ وہ اپنی نفسانی خواہشوں کو عقل کا مطیع کرتا ہے یا عقل کو ان کا فرمانبردار اور پیروکار بناتا ہے اور ریاست باطلہ سے اس کو کیسی محبت ہے اور اس سے اجتناب اور کنارہ کشی کرنے میں اس کا کیا حال ہے کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں جگہ گھٹے اور ٹوٹے میں ہیں دنیا کو دنیا کے لیے ترک کر دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ریاست باطلہ کی لذت دنیا کی مباح اور حلال نعمتوں اور مالوں کی لذت سے افضل اور بہتر ہے اس لیے وہ اس ریاست کی بوس میں سب دستبردار ہو جاتے ہیں فترتہ یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ **وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمَلَأُ** یعنی جب اس سے کہا جائے کہ خدا سے ڈر تو عزت اس کو گناہ پر آمادہ کرتی ہے اور بسبب غیرت اور حمیت جاہلیت کے گناہ زیادہ کرتا ہے پس اس کے واسطے جہنم کافی ہے اور وہ بہت بُرا چھوٹا ہے۔ العرض شب کو رُوٹھنی کی طرح بے موقعہ ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور اس کا ابتدائی باطل خیال اس کو نقصان اور گھاتے کے پر لے سرے کی طرف کھینچنے لیے جاتا ہے اور وہ اپنی سرکشی اور طغیان کی حالت میں ایسی چیزوں کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے جو اس کے مقدور سے باہر ہیں۔ آخر وہ محرمات الہی کو حلال ٹھہراتا ہے اور حلال کو حرام کر دیتا ہے جب اس کو وہ ریاست اور عزت کی بوی کہ جس کی وہ تلاش میں تھا ہاتھ آجاتی ہے تو اس کو اپنے دین کے فوٹ ہونے کا ذرا بھی غم نہیں ہوتا یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ غضبناک ہے اور لعنت کرتا ہے اور جن کیلئے عذاب نہیں تمنا کیا ہے۔ لیکن ہونے کو تو سب ہی مرد ہیں۔ لیکن مردِ کامل وہ ہے جو ہوائے نفسانی کو حکم خدا کا فرمانبردار اور ماتحت بنائے اور اپنے فوائے جسمانی کو رضائے الہی میں صرف کرے اگر کسی مرتحق میں فترت حاصل ہوتی ہے تو وہ اس ذلت کو امر باطل کی عزت کی نسبت عزت ابدی سے قریب تر سمجھتا ہے اور

۱۲۔ یعنی لوگوں کے نزدیک بزرگ مرتبہ سمجھا جاتا جیسے بنے ہوئے صوفی اور بنے ہوئے طلا کرتے ہیں۔
مولانا مقتدا مولوی سید محمد ہارون صاحب مدظلہ العالی

بارہ ۲
نصف

مانتا ہے کہ یہ تھوڑی سی دنیاوی سختیاں جھیلنا مجھ کو دائمی نعمتوں میں پہنچا دے گا جو ایسے گھر میں میں جو کبھی برباد اور خراب نہ ہوگا اور نہ وہ نعمتیں کبھی ختم ہوں گی اور اس شخص کو یہی معلوم ہے کہ اگر میں ہوائے نفسانی کے تابع ہوں تو اس حالت میں جو بہت سی دنیاوی خوشیاں اور آرام مجھ کو حاصل ہوں گے وہ آخر کار ایسے عذاب میں مجھ کو مبتلا کرینگے کہ وہ نہ تو کبھی منقطع ہوگا اور نہ اس میں کبھی زوال آئے گا جس شخص کے خیالات اس قسم کے ہوں وہ مردِ کامل اور پسندیدہ ہے تم کو مناسب ہے کہ ایسے شخص سے تمسک کرو اور اس کا طریق اختیار کرو اور اس کی پیروی کرو اور اپنے پروردگار کی طرف اس کو اپنا وسیلہ بناؤ کیونکہ حق تعالیٰ ایسے شخص کی دعا کو رد نہیں کرتا اور اپنے دروازے سے اس کو لیے نیل مرام اور محروم نہیں پھرتا۔

اس کے بعد امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان گمراہوں اور کافروں سے جو کچھ ظہور میں آتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنی حیثیت اور درجے سے ناواقف ہیں یہاں تک کہ اپنے نفوسِ رذیلہ کی کارروائی پر نہایت متعجب ہوتے ہیں اور اس کو بڑی وقعت اور عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں آخر کار فقط اپنی فاسد اور ناقص راؤں پر کار بند ہونے لگے اور اپنی ان عقلوں سے جن کے سبب وہ کسی راہ پر چل سکتے تھے غیر خدا کی راہ پر چلنے پر اقتضار اور اکتفا کر لی رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ قدر الہی کو کمتر جاننے لگے اور اس کے احکام کو بے نظر حقارت دیکھنا شروع کیا اور اللہ جل جلالہ کی شانِ عظیم کو خوار اور حقیر سمجھنے لگے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہ قادرِ مطلق ہے اور بذاتِ خود غنی اور بے پروا ہے اس کی قدرت مستعار نہیں ہے اور اس کی بے پروائی کسی سے عاریتہ لی ہوئی نہیں جس کو چاہتا ہے فقیر اور محتاج کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے غنی کر دیتا ہے اور جس صاحبِ قدرت کو چاہتا ہے عاجز کر دیتا ہے اور جس غنی کو چاہتا ہے تنگ دست اور فقیر کر دیتا ہے۔ ان لوگوں نے خدا کے ایک برگزیدہ بندے کو دیکھا جس کو اس نے ایک خاص قدرت عطا کی ہے تاکہ معلوم ہو کہ اس کے نزدیک اس بندے کی فضیلت کس قدر ہے اور اسکو کچھ کرامت عطا فرمائی ہے تاکہ خلقِ خدا پر موجبِ حجت ہو اور شرفِ کرامت کو اسکی طاعت گزاروں کی کا ثواب ٹھہرائے اور اپنے احکام کی متابعت کا ذریعہ قرار دے اور ان لوگوں پر اس بندے کو منصوب کرنے اور پیشوا بنانے سے اپنے مکلف بندوں کو اس غلطی میں پڑنے سے بچائے کہ کون شخص حجتِ خدا اور ہمارا امام ہے اور ان

لوگوں کی حالت اُس وقت اُن لوگوں کی سی تھی جو کسی دنیاوی بادشاہ کی جستجو میں تھے اور اُس کے فضل و عطا کی تمنا کرتے تھے اور اُس کے انعام و اکرام کے امیدوار تھے اور اِس آرزو میں تھے کہ اس کے عطایائے گراں بہا (جو دنیا کی تکالیف اور اُس کی سختیوں سے نجات دین اور اُنے درجہ کے پیشے کرنے اور کیمینہ کا روبا میں پڑنے سے چھڑادیں) لے کر اپنے اپنے گھروں کو مراجعت کریں اسی اثنا میں کہ وہ اس بادشاہ کے آنے کا راستہ دریافت کر رہے تھے کہ وہاں جا کر انتظار میں بیٹھیں اور اُن کی رغبتیں اس کی طرف مائل ہو رہی تھیں اور اُن کے دل اس کی زیارت کے مشتاق اور آرزو مند تھے کہ ناگاہ کسی شخص نے آکر اُن کو خبر دی کہ بادشاہ اپنے لاؤ لشکر اور سوار اور پیادوں سمیت تمھاری طرف آیا ہے جیٹ تمھارے پاس پہنچے تو جو حق تعظیم و تکریم اور اقرار سلطنت وغیرہ تم پر واجب ہے بجالانا اور خبردار کسی اور کو اس کے نام سے نامزد نہ کرنا اور ویسی تعظیم کسی اور کی نہ کرنا اگر تم نے ایسا کیا تو گویا بادشاہ کے حق کو گھٹا دیا اور اس کی حقارت اور بے عزتی کی اور تم اس خطا کے عوض سخت سزا کے مستوجب اور سزاوار ہو گے۔ بیشن کر وہ سب کے سب متفق لفظ پکارے کہ حتی المقدور ایسا ہی کریں گے بھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اُس بادشاہ کا ایک غلام بہت سوار اور پیادے جن کو اس بادشاہ نے اس کے ماتحت کیا تھا اور مال و اسباب جو سرکار شاہی سے اُس کو عطا ہوا تھا لے کر وہاں آ پہنچا۔ اس گروہ نے جو بادشاہ کے منتظر تھے جب اس کو دیکھا تو اُن بادشاہی نعمتوں کو جو اس کے ہمراہ تھیں۔ اُس کے آقا کی نعمت سے بڑھ کر گمان کیا اور اس مال اور لشکر کے سبب بجائے اس کے کہ اس کو منعم علیہ (نعمت دیا گیا) سمجھتے۔ درجہ غلامی سے بلند و برتر سمجھا اور شاہانہ تجرید سلام کی رسم بجالاتے اور اس کو بادشاہ کے نام سے نامزد کرنے لگے اور اس امر کے منکر ہو گئے کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی بادشاہ ہو گا یا اس کا کوئی مالک بھی ہے۔ جب اس غلام اور اس کے خیل و حشم نے یہ حال دیکھا تو اُن کو زجر و توبیخ کی اور سمجھایا کہ اس نام سے اس غلام کو مت نامزد کرو اور اُن کو جتلا یا کہ بادشاہ دراصل وہ ہے جس نے یہ مال اور لشکر اس کو عطا کیا ہے اور اس شخص عہدے اور عزت سے اس کو مشرف اور سرفراز فرمایا ہے اور تمہارا یہ بے جا کلام بادشاہ کی راضی اور عقاب کا باعث ہو گا اور اس کی سزا بھگتو گے اور یہ تمہارا اس غلام کی تعظیم و تکریم کرنا اور ماتھے رگڑنا بیکار جاتے گا۔ گوان عنہ گساروں اور نمک خواروں نے

میں برائے ال باطل

ان ناہنجاروں کو بہت کچھ سمجھایا۔ مگر یہ ناعاقبت اندیش لوگ برابر ان کو جھٹلاتے اور ان کے قتل کی تردید ہی کرتے رہے۔ آخر کار جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی کہ اُنھوں نے میرے غلام خاص کو آرزوہ خاطر کیا ہے اور باب سلطنت میں میری توہین اور بے عزتی کی ہے۔ اور میرے حق تعظیم کو گھٹا دیا ہے تو نہایت غضب ناک ہوا۔ اور ان سب کو قید کر دیا اور چند آدمیوں کو مقرر کیا کہ ان کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچایا کرو۔ اسی طرح اس قوم نے بھی خدا کے ایک خاص بندے کو پایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے لطف و اکرام سے اس کو سرفراز کیا ہے تاکہ اس کی فضیلت کو خلقت پر ظاہر فرمائے اور اپنی محبت کو ان پر قائم کرے۔ پس ان لوگوں کے نزدیک ان کے خالق کا درجہ اس سے کمتر ہے کہ وہ علیٰ کو خلق کر سکے اور وہ اس کا بندہ ہو، اور علیٰ کی شان اُن کے خیال میں اس سے بڑھ کر ہے کہ خدائے عز و جل اُس کا پروردگار ہو۔ اس خیال سے اُنھوں نے اس (علیٰ) کو اس کے غیر نام سے نامزد کیا۔ جب جناب امیر المومنین اور ان کے شیعوں اور تابعین اہل ملت نے اس قوم کی یہ ناشائستہ حرکت دیکھی تو ان کو اس امر سے منع کیا اور ان سے کہا کہ علیٰ اور اُس کی اولاد خدائے بزرگ و برتر کے مکرّم اور معزز بندے ہیں اور اس کی مدبر مخلوقات میں داخل ہیں وہ خود کسی چیز پر قادر نہیں ہیں۔ مگر ہاں جس پر خدائے رب العالمین نے ان کو قدرت دی ہے اور وہ خود کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے، سوا اس چیز کے جس کا خدا نے ان کو مالک و مختار کیا ہے اور ان کو مرنے پسینے اٹھنے تنگی فراخی ہجرت اور سکون پر کچھ دسترس نہیں ہے۔ مگر جس قدر خدا نے ان کو طاقت اور قدرت دی ہے اور ان کا پروردگار اور پیدا کرنے والا اہل حدود (مخلوقات) کی صفات سے بزرگ تر ہے اور صاحبان حدود کی تعریفوں سے بلند و برتر ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا ان سب کو یا ان میں سے کسی ایک کو خدا سمجھے وہ شخص زمرہ کفار میں داخل اور راہ راست سے گمراہ ہو گا۔ یہ گفتگو سن کر اس قوم نے سرکشی اور منہ زوری کی راہ سے اس امر سے انکار کیا اور اپنی طعنان اور سرکشی میں زیادتی کی اور اسی میں حیران اور سرگردان ہیں انجام یہ کہ ان کی تمنائیں اور آرزوئیں باطل ہوئیں اور اپنے مطالب سے محروم رہے

اور عذاب دردناک میں گرفتار ہوئے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امیر المؤمنین علیہ السلام سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ یہ سورت حضرت محمدؐ اور ان کی امت کیلئے اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے کہ اس کا ابتدائی حصہ تو حمد خداوندی اور ثنائے الہی ہے اور دوسرا حصہ خدا سے دعا کرنے ہے اور میں نے جناب رسول خدا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے خدا نے بزرگ و بے تر نے فرمایا ہے کہ میں نے سورۃ حمد کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان آدھوں آدھ تقسیم کر دیا ہے اس سورت کا نصف حصہ تو میرے واسطے ہے اور نصف میرے بندے کے لیے اور میرے بندے کے لیے وہ چیز ہے جو وہ مجھ سے سوال کرے جب بندہ یَسْمِعُ اللّٰهُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمَ کہتا ہے تو خدا نے عز و جل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرے نام سے ابتدا کی اب مجھ پر واجب ہے کہ اس کے تمام کاموں کو پورا کروں اور اس کے احوال اور مال میں برکت دوں اور جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور میرا شکر ادا کیا اور اس بات کو معلوم کیا کہ جو نعمتیں اس کو ملی ہیں وہ میری طرف سے ہیں اور جو بلائیں کہ اس سے دور ہوئی ہیں وہ بھی میری بخشش اور کرم کے باعث ہیں۔ پس اے فرشتوں میں تم کو اپنے فضل و کرم پر گواہ کرتا ہوں کہ میں اس کی دنیاوی نعمتوں پر آخرت کی نعمتیں زیادہ کرونگا اور جس طرح میں نے اس سے دنیاوی بلاؤں کو دفع کیا ہے اسی طرح آخرت کی بلائیں بھی دور کرونگا۔ اور جب بندہ کہتا ہے الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو پروردگار عالم فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرے رحمن اور رحیم ہونے کی گواہی دی۔ اے فرشتوں میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں بھی اپنی رحمت سے حصہ وافر اس کو عطا کرونگا اور اپنی بخشش کا بہت بڑا حصہ اس کو عنایت کرونگا اور جب بندہ کہتا ہے مَا لِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ تو خدا فرماتا ہے کہ اے فرشتوں میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ جس طرح اس نے میری نسبت بادشاہ روز جزا ہونے کا اقرار کیا ہے اسی طرح میں بھی حساب کے دن اس پر حساب اعمال آسان کرونگا اور اس کی نیکیوں کو بھاری اور گراں بار کرونگا۔ اور اس کی بدیوں سے درگزر کروں گا۔ اور جب بندہ کہتا ہے اِنَّا لَنْ نَعْبُدُكَ تَوْحٰقِیْ تَعَالٰی فرماتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ وہ فقط میری ہی

عبادت کرتا ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس کو اس عبادت کا اتنا ثواب دوں گا کہ جو شخص اس عبادت کرنے میں اس کا مخالف ہے وہ اس پر رشک کھائے اور جب بندہ کہتا ہے اِنَّا لَنْ نَعْبُدُكَ تَوْحٰقِیْ تَعَالٰی تو خدا نے عز و جل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے صرف مجھ ہی سے مدد طلب کی اور مجھ ہی سے التجا کی میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس کی تمام سختیوں میں مدد کروں گا اور مصیبت کے دن اس کی دستگیری کروں گا اور جب بندہ کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ آخر سورۃ تک، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے واسطے وہ چیز ہے جو وہ مجھ سے سوال کرے۔ بیشک میں نے اس کی دعا قبول کی اور جو آرزو وہ رکھتا ہے وہ میں اس کو عطا کروں گا۔ اور جس چیز سے وہ خائف و ترساں ہے اس سے اس کو امن دوں گا۔

کسی شخص نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یا حضرت آیا یَسْمِعُ اللّٰهُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سورۃ فاتحہ میں داخل ہے۔ فرمایا کہ ہاں جناب رسول خدا اس کو تلاوت فرماتے تھے اور اس سورت کی ایک آیت شمار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ فاتحہ الکتاب (سورۃ حمد) ہی سبع مثانی ہے جس کو یَسْمِعُ اللّٰهُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے فضیلت دی گئی ہے اور اس سورت کی سات آیتیں ہیں۔ ساتویں آیت یَسْمِعُ اللّٰهُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔

سورۃ بقرہ

یعنی وہ سورت جس میں کلمے کا ذکر کیا گیا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ قرآن شریف مدرسہ تعلیم الہی ہے۔ اس لیے جس قدر تم سے ہو سکے اس تعلیم گاہ سے حصہ لو اور سیکھو کیونکہ یہ نور ظاہر اور شفا کے نافع ہے اس کو سیکھو کیونکہ حق تعالیٰ اس کے سیکھنے کی برکت تم کو شرف دنیا و آخرت عطا فرمائے گا۔ سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران کو سیکھو کیونکہ ان دونوں کا حاصل کرنا باعث برکت ہے اور ان کا ترک کرنا حسرت و افسوس کا موجب اور باطل فرقہ یعنی جاڈوگر لوگ ان ہر دو سورتوں کی

تھیں نہیں کر سکتے جب قیامت برپا ہوگی تو یہ دونوں سوزیں اس طرح نمودار ہوں گی گویا دو بادل ہیں یا تاریکی کے دو ٹکڑے یا پندوں کے دو جھکڑ ہیں کہ برابر صفت باندھے ہوئے ہیں اور اپنے پڑھنے والے کی طرف سے پروردگار عالمین کی جناب میں محبت پیش کریں گے اور حق تعالیٰ بھی ان سے محبت اور مباحثہ کریگا۔ وہ دونوں عرض کریں گے کہ اے رب الارباب تیرے اس بندے نے ہماری تلاوت کی دن کو ہمیں آرام دیا اور راتوں کو ہمیں بیدار کیا اور اپنے سامنے قائم کیا اس وقت اللہ تعالیٰ خطاب کریگا کہ اے قرآن میں نے محمد رسول اللہ کے بھائی علی ابن ابی طالب کی جو فضیلتیں تجھ میں نازل کی تھیں ان کو اس شخص نے تسلیم کیا یا نہیں؟ وہ دونوں سوزیں عرض کریں گے اے سب پالنے والوں کے پالنے والے اے تمام معبودوں کے معبود۔ یہ اس کو اور اس کے دوستوں کو دوست رکھتا تھا اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کرتا تھا اور جب مقدور ہوا تو اپنے اس عقیدے کو ظاہر کیا اور جب اسکے اظہار سے عاجز اور معذور ہوا تو لقیہ کرتا اور چھپاتا رہا۔ یہ شہادت سن کر پروردگار عالم فرمایا گیا۔ تب تو اس نے میرے حکم کے مطابق تم دونوں پر عمل کیا اور تمھارے جس حق کو میں نے بزرگ و عظیم کیا تھا وہ اس کو بزرگ اور عظیم سمجھا اس کے بعد ندا آئیگی کہ اے علی تو نے اپنے اس دوست کے حق میں قرآن کی شہادت سنی وہ عرض کریں گے کہ اے پروردگار ہاں سنی تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے علی جو تیرے جی میں آئے اس شخص کیلئے مجھ سے طلب کر یہ فرمان رب العزت سن کر وہ حضرت ایسی ایسی چیزیں اس قاری کیلئے طلب کریں گے جو اس کی آرزوؤں اور تمناؤں سے چند در چند زیادہ ہوں گی کہ ان کا شمار خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں۔ اس وقت ندا آئیگی کہ اے علی میں نے تیری درخواست اس شخص کے حق میں قبول کی۔

نیز جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن قرآن پڑھنے والوں کے والدین کے سر پر ایسا تاج رکھیں گے کہ اس کی روشنی دن ہزار برس کی راہ تک پہنچگی اور ایسا گلہ ان کو پہنائیگی کہ دنیا کی تمام نفیس چیزوں کا ہزار گنا بھی اس کے ادنیٰ اتار سے لگانا نہیں کھا سکتا اور بادشاہی بہشت پرل کا پروانہ اس کے دائیں ہاتھ میں اور حیات ابدی کا فرمان بائیں ہاتھ میں ہینگے۔ دائیں ہاتھ والے پرولنے میں یہ تحریر ہوگا کہ ہم نے تجھ کو جنت کے بزرگ بادشاہوں میں داخل کیا اور ستر تاج انبیاء اور سید اوصیاء اور ان کے جانشین امہ اطہار سرداران انقیاء کا رفیق کیا اور بائیں ہاتھ کے پرولنے میں یہ لکھا ہوگا کہ تیرے اس ملک میں زوال اور تغیر کبھی راہ نہ پائے گا اور تو نے مرنے اور بیمار

ہونے سے نجات پائی اور مضمون اور علتوں سے چھوٹا اور حاسدوں کے حسد اور مکاروں کے مکر و فریب سے رہا ہوا۔ پھر اس سے کہا جائیگا کہ تو قرآن پڑھنا شروع کر اور اوپر کی طرف چڑھتا جا کہ تیری منزل تیری تلاوت کی آخری آیت کے پاس ہوگی جب اس قاری کے ماں باپ اپنے اپنے خلوں اور تاجوں کو دیکھیں گے۔ تو عرض کریں گے کہ خداوند بے شرف اور بزرگی ہم کو کہاں سے حاصل ہوئی۔ ہمارے اعمال تو اس قابل نہ تھے تب فرشتے جانب پروردگار سے ان کو جواب دیں گے کہ یہ شرف تم کو اپنے فرزند کو قرآن کی تعلیم دینے کے باعث سے حاصل ہوا۔

قولہ تعالیٰ **اللہ ذلک الكتاب لا ریت فیہ ہدایا للمتقین** یعنی وہ کتاب ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ وہ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت کرنے والی ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ قریش اور یہودی قرآن کو جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ظاہر جادو ہے کہ اس (محمد) نے اس کو اپنی طرف سے بنالیا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کے لیے فرمایا کہ **اللہ ذلک الكتاب** یعنی اے محمد اس کتاب کو میں نے نازل کیا ہے جسکی ابتدا حروف مقطعات سے ہے کہ وہ حروف لامیم ہیں اور وہ تمھاری زبان میں ہے اور تمھاری زبان کے حروف تہجی سے مرکب ہے اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو ایسی ہی کتاب اپنی طرف سے بنا لاؤ اور اس کے بنانے میں اپنے تمام حاضرین سے مدد لو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ وہ ایسی کتاب کے بنانے کی قدرت نہیں رکھتے چنانچہ فرمایا ہے **قل لئن اجتمعت** **الانس والجن علی آت یأتوا بمثل هذا القرآن لآیاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظہیرا** یعنی اے محمد تو ان کافروں سے کہہ دے کہ اگر تمام انسان اور جن مل کر اس قرآن جیسی کتاب بنانی چاہیں تو وہ ایسی نہ بنا سکیں گے۔ اگرچہ وہ اس کام میں ایک دوسرے کے معین و مددگار ہوں اب خدا فرماتا ہے کہ اللہ یعنی قرآن جس کی ابتداء اللہ سے ہے **ذلک الكتاب** یہ وہی کتاب ہے جس کی بابت موسیٰ اور اس کے بعد کے اور پیغمبروں کو خبر دی گئی تھی اور ان پیغمبروں نے نبی اسرائیل کو مطلع کیا تھا کہ میں عنقریب محمد پر ایک کتاب نازل کروں گا۔ **لا یأتیہ الباطل من جنابین یدیدہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید** اس میں آگے اور پیچھے کسی طرف سے باطل اور دروغ کو دخل نہیں ہے اور وہ خداوند صاحب حکمت اور تائش کے لئے کی طرف سے

پارہ ۱۵
سورہ بنی اسرائیل
۹۷

پارہ ۲۳
سورہ عم سورہ
۲۷

نکالیں گے تو پھر ان سے اس کی تاویل پر جنگ کرے گا۔ یہاں تک کہ اہل بیت لعین جو ان کو اغوا کرتا تھا۔ ذلیل و خوار اور مغلوب و مطرود ہوگا۔

چنانچہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت محمد کو مبعوث کیا اور ان کو مکہ میں ظاہر کیا اور پھر وہاں سے مدینہ میں لے گیا اور ان کی نبوت کی شہرت ہی اور قرآن مجید کو آنحضرت پر نازل کیا اور اس کی سورت کلاں کو اللہ سے شروع کیا۔ یعنی الف لام میم ذالک الکتاب یعنی یہ وہی کتاب ہے جس کی بابت میں نے انبیائے سابقین کو خبر دی تھی کہ میں عنقریب محمد پر اس کتاب کو نازل کروں گا لَارِیْبَ فِیْہِ کہ اس میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے تب یہودیوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے پیغمبروں نے اسی نبی کے آنے کی خبر دی تھی اور محمد پر ایسی مبارک کتاب نازل ہوئی ہے کہ پانی اس کو محو نہیں کر سکتا اور وہ حضرت خود اور اسکی امت ہر حال میں اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر یہودی اس میں تحریف و تبدیل کرنے لگے اور یہ خلافت تادلیس کرنی شروع کر دیں اور جس علم کو اللہ تعالیٰ نے ان سے پوشیدہ کیا تھا۔ اس میں غوص کرنے لگے اور وہ یہ تھا کہ اس امت کی مدت کتنی ہے اور ان کی بادشاہی کب تک رہے گی۔ آخر کار یہودیوں کا ایک گروہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے ان کے معاملے کو جناب امیر کے حوالے کیا کہ جو چاہو ان سے سوال کرو۔ تب ایک یہودی نے عرض کی کہ اگر حضرت محمد اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ہم نے جان لیا کہ اس کی امت کی بادشاہی کب تک رہے گی۔ ہمارے حساب میں فقط اکتر برس ہوتے ہیں کیونکہ الف کا ایک اور لام کے تیس اور میم کے چالیس عدد ہوتے ہیں اور ان کا مجموعہ اکتر ہوتا ہے۔ جناب امیر نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم ان کی بابت کیا کہتے ہو کہ وہ بھی آنحضرت ہی پر نازل ہوئے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ یہ تو بلحاظ اعداد کے اس سے زیادہ ہیں کیونکہ اس کے ایک سو اکتھ برس ہوتے ہیں۔ تب حضرت نے فرمایا تو اللہ سے کیا مراد لیتے ہو کہ وہ بھی آنحضرت پر نازل ہوتے ہیں۔ انھوں نے عرض کی کہ اس کے عدد اس سے بھی زیادہ ہیں اور یہ دو سو اکتیس برس ہوتے ہیں۔ تب جناب امیر نے فرمایا کہ اللہ کے باب میں کیا کہتے ہو انھوں نے جواب دیا کہ یہ اس سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ اس کے دو سو اکتھ برس ہوتے ہیں۔ اس پر جناب امیر نے فرمایا کہ ان میں سے ایک آنحضرت

سابقہ امیر المؤمنین یا یہود و رباب افتتاح حکمران

نازل ہوئی ہے۔ لَارِیْبَ فِیْہِ اور اس میں ان لوگوں کو کچھ بھی شک نہیں ہے کیونکہ ویسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ انبیائے گزشتہ نے ان کو خبر دی تھی کہ حضرت محمد پر ایسی کتاب نازل ہوگی کہ اس کو پانی بھی نہ مٹا سکے گا۔ وہ حضرت خود بھی اس کو پڑھا کریں گے اور ان کی امت بھی سب حالتوں میں اس کی تلاوت کیا کرے گی ہُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ اور وہ پرہیزگار اور متقی لوگوں کو گمراہی سے جدا اور الگ کرنے والی ہے اور متقی وہ لوگ ہیں جو ان چیزوں سے ڈرتے ہیں جو ہلاکت اور عذاب کا موجب ہیں اور اپنے نفسوں کو سفاہت اور نادانی کے تسلط سے بچاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جس چیز کا جاننا ان پر واجب ہے۔ اس کا جب ان کو علم ہو جاتا ہے تو اس پر اس طرح عمل کرتے ہیں جس سے پروردگار عالم ان سے خوشنود اور رضامند ہو۔

اس کے بعد امام عالی مقام نے ذکر فرمایا کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ کے الف سے مراد اللہ ہے اور حرف لام سے ملک عظیم قاہر غالب جمیع خلق مراد ہے اور حرف میم اس امر پر دل ہے کہ وہ مجید یعنی بزرگ اور محمود فی کل افعالہ یعنی اپنے جمیع امور میں تعریف اور ستائش کیا گیا ہے اور یہ قول یہودیوں پر حجت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ بن عمران کو مبعوث کیا اور ان کے بعد اوروں پر یہودیوں کو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے بھیجا تو ہر ایک نے ان سے یہ عہد لیا کہ محمد عربی پر ایمان لائیں جو مکے میں مبعوث ہوگا۔ اور وہاں سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیں گا اس پر ایسی کتاب نازل ہوگی جس کی بعض سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہوں گی اسکی امت کے بعض آدمی اس کتاب کو حفظ کریں گے اور اٹھتے بیٹھتے صبح و شام ہر حال میں اسکی تلاوت کیا کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس کا حفظ کرنا ان پر آسان کریگا اور وہ لوگ محمد کے ساتھ اسکے بھائی اور وصی علی ابن ابی طالب کو ملحق کریں گے جو اس سے ان علوم کو جو وہ اس کو تعلیم کریگا اخذ کریگا اور اسکی امانتوں کے ادا کرنے کا ذمہ دار ٹھہریگا اور اپنی شمشیر بھلان سے اس کے دشمنوں کو زیر کریگا اور اپنی قاطع دلیل سے ہر مجادلہ اور مخالفہ کرنے والے کو ساکت اور لاجواب کریگا اور کافروں اور مشرکوں سے کتاب خدا کی تنزیل پر لڑائی کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ طوعاً اور کرہاً اس کو قبول کر لیں گے اور جب حضرت محمد کی رحلت ہو جائے گی اور بہت سے لوگ جو دل سے ایمان نہ لائے تھے مُزید ہو جائیں گے اور قرآن کی تاویلات میں طرح طرح کی تحریفیں کریں گے اور اسکے معنوں کو بدلیں گے اور ان سے اٹاپنا مطلب

بارے میں ہے یا سب کے سب؟ یہ سوال سن کر ان کے اقوال میں اختلاف پڑ گیا اور اپنی اپنی ہاتھ لگے بعض کہتے تھے کہ صرف ایک آنحضرت کے واسطے ہے اور بعض کہتے تھے کہ وہ سب انہی کے حق میں ہیں اور ان کا کل مجموعہ سات سو تیس برس ہوتے ہیں۔ بعد ازاں بادشاہی ہم یہودیوں کی طرف رجوع کرے گی جناب امیر نے فرمایا کہ تمہارے اس بیان پر کوئی کتاب خدا ناطق ہے یا کہ اپنی عقل ہی سے کہتے ہو تب بعض ان میں سے بولے کہ کتاب خدا اس پر شاہد ہے بعض نے کہا کہ ہماری رائے اس امر پر دال ہے حضرت نے گروہ اول سے فرمایا تم وہ کتاب خدا لا کر ہمیں دکھاؤ جو تمہارے اس بیان کی شاہد ہے۔ یہ ارشاد حضرت کا سن کر وہ عاجز ہو گئے اور خاموش رہ گئے پھر باقی لوگوں سے جو اپنی رائے کو دلیل ٹھہراتے تھے۔ فرمایا کہ تمہاری اس رائے کے صائب اور درست ہونے کی کیا دلیل ہے۔ اس کا ثبوت دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ حساب جمل ہے حضرت نے ان سے فرمایا کہ یہ تمہارے قول کی کیونکر دلیل ہو سکتا ہے اور ان حروف سے وہ عدد بیشک نکلتے ہیں جن کا تم نے دعویٰ کیا ہے۔ مگر یہ کہ تم ان اعداد سے مدت بادشاہی مراد لیتے ہو۔ اسکی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اور دعویٰ بغیر دلیل کے باطل ہوتا ہے بجائے اس کے اگر ہم یہ کہیں کہ یہ حروف امت محمدی کی بادشاہی کی مدت پر دلالت نہیں کرتے بلکہ ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک اسی قدر درہم اور دینار کا قرضہ سے یا تم میں سے ہر ایک کے ذمے علی کا اتنا اتنا قرض ہے یا یہ کہ تم میں سے ہر ایک پر اتنی اتنی دفعہ لعنت کی گئی ہے تو بتاؤ تم اس کا کیا جواب دو گے۔ انہوں نے عرض کر لے ابو الحسن یہ جو جو کچھ تم نے کہا اس کا الہ اور المص اور الہ میں کہیں نص نہیں ہے امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تو بس تمہارے دعویٰ کا بھی ان حروف میں کہیں نص موجود نہیں۔ اگر بقول تمہارے ہمارا قول باطل ہے تو بقول ہمارے تمہارا دعویٰ بھی باطل ہے ان کا خطیب بولا کہ اے علیؑ اس بات سے خوش مت ہو کہ ہم اپنے دعوے پر کچھ دلیل نہ لا سکے تمہارے پاس بھی سوا اس کے اور کوئی دلیل نہیں ہے کہ ہم اپنے دعویٰ پر دلیل لانے سے عاجز اور قاصر رہے تو بس نتیجہ یہ نکلا کہ نہ ہمارے قول کی کچھ دلیل ہے اور نہ تمہارے قول کی۔ اس لیے دونوں باطل ہوئے اس کے جواب میں جناب امیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ ٹھیک نہیں

بلکہ ہمارے دعویٰ پر معجزہ روشن دال ہے یہ کہ حضرت نے یہودیوں کے اوتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم حضرت محمدؐ اور ان کے وصی کی شہادت دو۔ یہ سنتے ہی اوتوں نے صدا دی کہ اے وصی محمدؐ سچے ہو، تم سچے ہو اور یہ یہودی سب جھوٹے ہیں تب حضرت نے فرمایا کہ ان یہودیوں سے ان کے اوت بہتر ہیں پھر ان کے لباسوں سے شہادت طلب کی وہ بھی گویا ہوئے کہ یا علیؑ تم سچے ہو، تم سچے ہو، ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ کا سچا پیغمبر ہے اور تم ان کے وصی برحق ہو۔ جو بزرگی محمدؐ کے لیے ثابت ہے۔ اس میں تم بھی ان کے قدم بقدم ہو، دونوں اللہ تعالیٰ کے نور بزرگ کے دو برابر برابر بڑھ کر ہو اور فضیلت میں تم دونوں شریک ہو لیکن اتنا فرق ہے کہ محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے یہ معجزے دیکھ کر وہ یہودی نہایت شرمندہ اور ذلیل و خوار ہوئے اور ناظرین میں سے بعض لوگ یہ معجزے دیکھ کر رسول خدا پر ایمان لائے اور یہود غنود اور باقی ناظرین پر شقاوت غالب ہوئی۔ پس قول خدا لا ریب فیہ اسی پر شاہد ہے یعنی جو کچھ محمدؐ نے پروردگار عالم کی طرف سے اور علیؑ نے آنحضرت کی طرف سے بیان کیا وہ بالکل ٹھیک اور درست ہے اور اس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ہے اس کے بعد خدا فرماتا ہے ہُدًی لِّلْمُتَّقِينَ یعنی وہ پرہیزگاروں کے واسطے بیان اور شفا ہے کہ جو شیعہ محمدؐ و علیؑ ہیں اور اقسام کفر سے پرہیز کرتے ہیں اور اس کو ترک کرتے ہیں اور سب قسم کے گناہوں سے جو موجب ہلاکت و عذاب ہیں بچتے ہیں اور ان سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور اسرار خدا و رسول اور اس کے پاک بندوں یعنی اوصیاء محمدؐ کے پوشیدہ رازوں کے ظاہر کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور ان کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور علوم دین کو ان کے اہل اور مستحق لوگوں سے پوشیدہ رکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ بلکہ ان علوم کو ایسے لوگوں میں پھیلاتے ہیں۔

قوله عز وجل الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ یعنی جو کہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان متقی لوگوں کا وصف بیان کرتا ہے جن کے لیے یہ کتاب ہادی اور رہنما ہے اور فرماتا ہے کہ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَهُوَ متقی وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں یعنی ان چیزوں پر جو ان کے حواس سے غائب اور پوشیدہ ہیں اور ان پر ایمان لانا لازم اور ضروری ٹھہرایا گیا ہے۔ جیسے مرنے کے بعد معجزات ہونا

اور زندہ ہونا اور حساب دینا اور بہشت اور دوزخ اور توحید الہی اور چیزیں جو مشاہدہ میں نہیں آسکتیں بلکہ صرف ان دلیلوں سے پہچانی جاتی ہیں جو خدا کے بزرگ و بزرگوار نے ان کی شناخت کے لیے قائم کی ہیں۔ مثلاً آدم اور حوا اور نوح اور ابراہیم اور وہ انبیاء جن پر حج الہی سے ایمان لانا لازم ہے اگرچہ انھوں نے ان کو مشاہدہ نہیں کیا اور پوشیدہ باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور روز قیامت سے ڈرتے اور ہول کھاتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ سلمان فارسی علیہ الرحمۃ گروہ یہود میں سے گزرے انھوں نے ان سے التماس کی کہ اے سلمان! ہمارے پاس بیٹھو اور آج جو کچھ تم نے محمد سے سنا ہے اس کو بیان کرو۔ سلمان نے ان یہودیوں کے مسلمان ہوجانے کی طرح پران کی درخواست کو قبول کیا اور وہاں بیٹھ کر بیان کرنے لگے کہ میں نے آج حضرت محمد سے سنا ہے کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! آیا ایسا وقوع میں نہیں آتا کہ کوئی شخص تمہارے پاس ایک بڑی حاجت لے کر آتا ہے اور تم اس کو پورا کرنا نہیں چاہتے مگر ہاں جب وہ شخص کسی ایسے شخص کو جس کو تم سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو تمہارے پاس سفارش لاتا ہے تب تم اس کی حاجت بر لاتے ہو اور اس کی درخواست کو قبول کر لیتے ہو۔ اے میرے بندو! آگاہ ہو کہ محمد اور اس کا بھائی علی اور اس کے بعد آئمہ برحق جو خلائق کیلئے میری طرف آنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں میرے نزدیک تمام مخلوقات سے افضل اور اشرف ہیں اس لیے جس کو کوئی حاجت در پیش ہو اور وہ اس سے منتفع ہونا چاہے یا کوئی مصیبت واقع ہو اور وہ اس کے ضرر سے بچنا چاہے تو مجھ سے محمد اور اس کی آل افضل و طیب و طاہر کا واسطہ دے کر دعا کرے میں بہ نسبت اس شخص کے جس کے پاس تم اپنی حاجت میں اس کے سب سے گہرے دوست سے سفارش کرتے ہو۔ عمدہ اور پسندیدہ طور پر اس بندے کی دعا کو قبول کرو گا اور اس کی حاجت پوری کرونگا۔ یہ سن کر ان یہودیوں نے مستح اور ہنس کی راہ سے سلمان سے کہا کہ اے ابو عبد اللہ تو پھر تم ان حضرات کا واسطہ دے کر خدا سے یہ دعائیں نہیں کرتے کہ وہ تم کو تمام اہل مدینہ سے زیادہ مال اور غنی کر دے سلمان نے جواب دیا کہ میں نے خدا کے عزوجل سے تمہاکی ہے اور اس چیز کا سوال کیا ہے جو تمام دنیا کی بادشاہی سے بڑھ کر اور افضل ہے اور اس کا نفع بہت زیادہ ہے اور یہ درخواست کی ہے کہ مجھ کو ایسی زبان دے جو اس کی حمد و ثنا کرے اور ایسا دل دے جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور سخت

محببتوں میں صبر کرے۔ اُس خدا نے جلیل الشان نے میری اس التماس کو قبول فرمایا اور وہ چیز عطا کی جو کل دنیا اور اس کی تمام نعمیں اشیاء سے دس کروڑ دفعہ افضل ہے۔ جب ان یہودیوں نے سلمان کی یہ تقریر سنی تو ہنسی اڑانے لگے اور کہنے لگے کہ اے سلمان! تم نے بڑے بھاری مرتبے کی درخواست کی ہے ہم چاہتے ہیں کہ تمہارا امتحان کریں تاکہ معلوم ہو کہ تم سچ کہتے ہو یا جھوٹ۔ اور یہ لو اب ہم کوڑے لے کر تم کو مارتے ہیں تم اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ وہ ہمارے ہاتھوں کو تمہارے مارنے سے روک دے۔ تب سلمان دعا کرنے لگے کہ اے خدا مجھ کو اس بلا میں صبر و تحمل عطا فرما اور ان یہودیوں نے ان کو اپنے کوڑوں سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ مارتے مارتے تھک گئے اور سلمان اس دعا کے سوا اور کوئی کلمہ زبان پر نہ لاتے تھے کہ یا اللہ مجھ کو اس بلا میں صبر عطا کر جب وہ ملعون مارتے مارتے عاجز ہو گئے تو کہنے لگے کہ اے سلمان! ہم گمان نہ کرتے تھے کہ کوئی جاندار اس قسم کی تکلیف کو جو اس وقت تم پر وارد ہوئی ہے برداشت کر سکے اور اس کی جان جسم میں باقی رہے۔ کیا سبب ہے کہ تم نے اپنے پروردگار سے اس امر کی درخواست نہ کی کہ وہ ہم کو تمہاری ایذا رسانی سے باز رکھے سلمان نے جواب دیا کہ میرا یہ التماس کرنا صبر کے خلاف ہے بلکہ میں اس مہلت پر جو حق تعالیٰ نے تم کو دے رکھی ہے راضی ہوا اور میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ مجھ کو اس بلا پر صبر عنایت کرے جھوڑی جبر آرام لیکر ان یہودیوں نے پھر کوڑے سنبھالے اور سلمان کی طرف آئے اور کہنے لگے کہ ہم تم کو اتنی دیر تک کوڑے ماریں گے کہ تم یا تو ان کے صدمے سے مر جاؤ یا محمد کی نبوت کا انکار کرو۔ سلمان نے جواب دیا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کرنے کا کہ حضرت کی نبوت کا انکار کروں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت پر آیۃ الذین یؤمنون بالغیب نازل کی ہے اور تمہاری اس تکلیف کا برداشت کرنا مجھ و نہایت سہل ہے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے اس زمرہ میں داخل کرے جن کی اس آیت شریفہ میں شرح کی گئی ہے یہ سن کر نا اہلوں نے اس مرد خدا کو کوڑوں سے یہاں تک مارا کہ مارتے مارتے ہاتھ رہ گئے پھر بیٹھ کر کہنے لگے کہ اے سلمان! محمد پر ایمان لانے کے سبب اگر خدا کے نزدیک تمہاری کچھ قدر و منزلت ہوتی تو ضرور تمہاری دعا کو قبول کرتا اور ہم کو تمہارے مارنے سے منع کرتا۔ سلمان نے جواب دیا کہ تم لوگ بڑے جاہل ہو وہ حق سبحانہ میری اس دعا کو کیوں قبول کرے اگر وہ ایسا کرے تو یہ میری

درخواست کے برخلاف ہے۔ حالانکہ میں نے اس سے یہ التماس کی ہے کہ وہ مجھ کو صبر عطا کرے اور اس نے میری اس دعا کو قبول فرمایا ہے اور مجھ کو صبر عطا کیا ہے اور میں نے تمہارے روکنے کی اس سے دعا نہیں کی۔ اگر ایسا ظہور میں آئے تو یہ میری دعا کے برخلاف ہوگا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو۔

اس کے بعد تیسری دفعہ پھر ان کو کوڑوں سے مارنے لگے اور مسلمان برابر ہی کہے جاتے تھے کہ یا اللہ مجھ کو اپنے حبیب برگزیدہ حضرت محمدؐ کی محبت میں اس بلا کے برداشت کرنے پر صبر عطا فرما۔ اس وقت ان یہودیوں نے پوچھا کہ وائے تو تم پر۔ کیا محمدؐ نے تم کو اس امر کی اجازت نہیں دی کہ تم از روئے تقیہ کے اپنے عقیدے کے برخلاف کلمہ کفر زبان سے نکالو۔ مسلمان نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس امر کی بیشک اجازت دی ہے۔ مگر فرض نہیں کیا۔ بلکہ جائز کیا ہے کہ میں تمہارے فاسد ارادے کو پورا نہ ہونے دوں، اور تمہاری اس تکلیف کو برداشت کرتا ہوں اور ایسا کرنا بہتر اور افضل ہے اور مجھ کو یہی پسند ہے۔ یہ سن کر اس گروہ ملاعنہ نے پھر کوڑے سنبھالے اور ان کو بہت ہی مارا اور لوہا مان کر دیا اور پھر ہنسی سے کہنے لگے کہ تم اپنے خدا سے دعا کیوں نہیں کرتے کہ وہ تم کو تمہارے مارنے سے روک دے اور جو کچھ تم سے کہلو اگر چھوڑنا چاہتے ہیں وہ تم کو نہ کہنا پڑے اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ وہ تمہاری دعا کو جو محمدؐ اور ان کی آل اطہار کا واسطہ دے کر مانگو گے رد نہیں کرے گا۔ تو تم ہماری ہلاکت کے لیے بددعا کرو۔ مسلمان نے جواب دیا کہ میں تمہاری ہلاکت کے لیے بددعا کرنے کو برا سمجھتا ہوں اور یہ خوف ہے کہ شاید تم میں کوئی ایسا شخص ہو جس کی نسبت خدا کو معلوم ہو کہ وہ کچھ عرصے کے بعد ایمان لائے گا۔ اگر میں ایسا کروں تو گویا میں نے اس کے ایمان سے محروم رکھنے کا خدا سے سوال کیا۔ یہ سن کر وہ مردود ان بارگاہ الہی کہنے لگے کہ تم یہ دعا کرو کہ اسے خدا اس شخص کو ہلاک کر جس کی بابت تم نے معلوم ہے کہ وہ مرتے دم تک اپنی سرکشی اور طغیان پر قائم رہے گا۔ اس قسم کی دعا کرنے سے تم اس بات سے بچے رہو گے جس کا تم کو ڈر ہے۔

الغرض جب ان یہودیوں نے یہ درخواست کی تو جس گھر میں وہ لوگ اور مسلمان موجود تھے اسکی دیوار شق ہو گئی اور مسلمان نے جناب رسول خدا کو مشاہدہ کیا کہ وہ حضرت فرار ہے میں کہ مسلمان نے تم اس قوم کے ہلاک ہونے کی دعا کرو کیونکہ ان میں کوئی بھی راہ راست پر آنے والا نہیں جیسا کہ

حضرت نوحؑ کو جب تحقیق معلوم ہوا کہ ان کی قوم میں سے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور کوئی ایمان نہیں لانے کا تو انھوں نے ان کے حق میں بددعا کی۔ یہ ارشاد نبویؐ سن کر مسلمان نے ان یہودیوں سے کہا کہ تم کس قسم کے عذاب سے ہلاک ہونا چاہتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ تم خدا سے دعا کرو کہ وہ ہمارے ان سب کوڑوں کو اژدہاؤں کی صورت میں تبدیل کر دے کہ ان میں سے ہر ایک سر اٹھا کر اپنے مالک پر حملہ کرے اور اس کے بدن کی ہڈیوں کو چبا جائے تب مسلمان نے خدا سے اسی طرح دعا کی اور حق تعالیٰ نے ہر ایک کوڑے کو ایک افعی کی شکل میں بدل دیا جس کے دوسرے تھے ایک سر سے تو ہر ایک نے اپنے مالک کے سر کو پکڑا اور دوسرے سر سے اس کے دائیں ہاتھ کو جس میں وہ کوڑے لیے تھا پھر ان سانپوں نے ان کی ہڈیوں کو توڑ کر چبایا اور ان کو لقمہ کر کر نگل گئے۔ اس وقت رسول خدا نے اپنی مجلس کے حاضرین سے خطاب ہو کر فرمایا کہ اے گروہ مومنین اس وقت اللہ تعالیٰ نے مینس یہودیوں اور منافقوں کے مقابلے میں تمہارے بھائی مسلمان کی نصرت کی کہ اس گروہ کے کوڑے افعی بن کر ان کو چور چور کر کے چبا گئے اور ان کی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر کے ان کو نگل گئے اور چل کر ان افعیوں کو دیکھیں جو خدا کی جانب سے مسلمان کی نصرت کے لیے مقرر ہوئے ہیں۔ غرض جناب رسالت مآب مع اصحاب اس گھر کی طرف روانہ ہوئے اور جب وہ افعی ان لوگوں کو نگلنے لگے تو انھوں نے چیخا اور شور و غل مچانا شروع کیا۔ ان کی چیخیں سن کر بہت سے یہودی اور منافق جو ہمسائے میں رہتے تھے وہاں آگئے تھے۔ مگر ان اژدہاؤں کے خوف سے دور کھڑے تھے اور کسی کو ان کے نزدیک جانے کی جرات نہ پڑتی تھی۔ جب رسول خدا وہاں تشریف لائے تو سب کے سب اس گھر میں سے نکل کر گلی میں آگئے اور وہ گلی نہایت تنگ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے قدم کی برکت سے اس کو وسیع کر دیا اور وہ بہ نسبت سابق دن گئی فراخ ہو گئی۔ ان سانپوں نے جب آنحضرت کو دیکھا تو یہ زبان فصیح گویا ہوئے۔ السلام علیک یا محمدؐ یا سید الاولیاء والآخرین یعنی سلام ہو تجھ پر اے محمدؐ اے سردار اولین و آخرین۔ پھر جناب امیر کو اس طرح سے سلام کیا السلام علیک یا علیؑ یا علیؑ یا سید الوصیین یعنی سلام ہو تجھ پر اے علیؑ اے سردار اصحاب بعد از ان آنحضرت کی عزت طاہرہ پر سلام کیا اور کہا السلام علی ذیبتک الطیبین الطاہرین

الَّذِينَ جَعَلُوا عَلَى الْخَلْقِ قَوَّامِينَ ۚ يَعْنِي آدَمَ كِي اَوْلَادِيَّتِ و طَابِرِيَّتِ كِي حَقِّ تَعَالَى نِي
 تَمَامِ خَلْقَتِ كِي اُمُورِ كَا قَامَمُ كَرْنِي وَا لِبَنِيَا يِي ۚ بِهَارِ اِسْلَامِ سِيچِي ۚ بِهَمِ اِن مِّنَا فَعُولِ كِي كُوڑِي
 يِي كَر اَللّٰهُ تَعَالَى نِي اِس مَوْنِ (سَلْمَانُ) كِي دُعَا سِي بِهَمِ كُو اَفْعِي بِنَا دِيَا يِي ۚ تَب رَسُوْلُ خُدَا نِي فَرِيَا
 كَر تَمَامِ تَعْرِيفِي اِس خُدَا كُو زِيَا و اِس رَسُوْلِي يِي ۚ جِي سِي تِي اِس بِنْدِي كُو مِي رِي اَمْتِ مِي كِيَا
 شُرُوعِ مِي بَدُوعَا سِي بَا زَرِي مَنِي اَو رِصِي رَكْنِي اَو اَخْرَا رِنَا اَمِي تِي مَوْنِي كِي بَعْدِ دُعَا كَرْنِي مِي
 لُوْحِ سِي مَشَا هِي ۚ بِچَر اَفْعِيوْنِ نِي عَرْضِ كِي كَر يَارَسُوْلِ اَللّٰهُ ۚ بِهَمِ اِن كَا فِرُوْنِ پَر نِهَائِيَّتِ بِغَضِبِنَا كِي
 اَو رِ خُدَا كِي بَا دِشَاهِي مِي اِس اِس كِي و صِي كِي اَحْكَامِ بِهَمِ پَر جَارِي يِي ۚ بِهَارِي اَر زُو يِي
 كَر اِس اَللّٰهُ تَعَالَى سِي دُعَا كَرِي كَر بِهَمِ كُو جَهَنَّمِ كِي اَفْعِي بِنَا رِي ۚ جَوَانِ كَا فِرُوْنِ پَر مُسَلِّطِ مَوْنِ كِي
 تَا كَر جِي سِي طَرَحِ اِس دُنْيَا مِي بِهَمِ اِن كُو نِي گَلِ كِي يِي و هَا لِي مِجِي اِسِي طَرَحِ اِن كُو اَزَارِ بِهِنچَا مِي ۚ رَسُوْلُ خُدَا
 نِي فَرِيَا يَا كَر تَهَارِي دَر خَوَاسْتِ قَبُوْلِ مَوْنِي ۚ اِب تَمِ اِن كَا فِرُوْنِ كِي بَدَلُوْنِ كِي مَكْرُوْنِ كُو جُو تَهَا سِي
 پِيْطُوْنِ مِي يِي اُ گَلِ دُو ۚ اَو رِ بَعْدِ اَزَا نِ جَهَنَّمِ كِي سَبِ كِي بِسِيچِي وَا لِي دَر جِي مِي چَلِي جَا و تَا كَر اِن
 كِي زِيَا دِه تَر رُسُوَانِي اَو رِ بَدَنَامِي مَو اَو رِ نِي گَلِ و عَارِ بِسْتِ عَرِصَتِي تَا كَر اِن كِي لِي بَاتِي رِي ۚ جَب
 وُه مِي دَانِ مِي لُو گُوْنِ كِي دَر مِيَا نِ دَفِنِ كِي جِيَا مِي كِي تُو بِسْتِ سِي مَو مَنُوْنِ كُو اِن كِي قَبْرِ مِي دِي كِي كَر عِبْرَتِ
 رِي كِي كَر يِي لُو گُو مَنِي نِي كُو اَر جِي سِي بِهَمِ اِن كِي بَدُوعَا سِي هَلَا كِ مَوْتِي يِي جِي سِي جِي اِس رَا دُو سُنِ
 كَر اِن اَفْعِيوْنِ نِي اِن كَا فِرُوْنِ كِي بَدَلُوْنِ كِي مَكْرُوْنِ كُو اِسِي پِيْطُوْنِ سِي اُ گَلِ دِيَا اَو رِ اِن كِي عَزِيْزِي
 اَتَا رِي نِي اِن كُو اُ مْطَا كَر دَفَرِ ۚ اَكْر دِيَا ۚ بِسْتِ سِي كَا فِرِ اِس وَا تَعَرُّوْرِ دِي كِي مَسْلَمَانِ مَو كِي اَو رِ بِسْتِ سِي
 مِّنَا فَعُولِ نِي اِسِي نِفَاقِ كُو دُوْرِيَا اَو رِ خَالِصِ اِسْلَامِ اَخْتِيَارِ كِيَا اَو رِ بِسْتِ سِي كَا فِرُوْنِ دَر مِّنَا فَعُولِ
 پَر شَقَاوَتِ ۚ غَالِبِ ۚ بُوْنِي اَو رِ كِنِي لِي كَر يِي تُو كَهْلُمِ كَهْلُمِ جَا دُو يِي ۚ بِچَر جِنَابِ سَا لَتَا يِي نِي سَلْمَانِ كِي
 طَرَفِ مَخَاطَبِ مَو كَر فَرِيَا كَر اِس اَبُو عِيْبَادِ اَللّٰهُ تَعَالَى بِهَمِ اِس مَوْنِ بَهَانِي مَو اَو رِ خُدَا كِي مَقْرَبِ فَرِشْتِي
 تَمِ كُو دِلِ سِي دُو سْتِ رَكْنِي يِي ۚ اَو رِ اِن كِي زِيَدِي كِي تَهَارِي فُضِيْلَتِ اَسْمَانُوْنِ و رِ جِيَا يِي تُوْرِ اَو رِ كِي
 اَو رِ عَرِشِ سِي لِي كَر تَحْتِ اَلشَّرِي تَا كَر كِي تَمَامِ سُلْطَنَتِ مِي اِس سِي زِيَا Dِه شَهُورِي يِي جِي اَفْقَا بِي دِنِ مِي
 جِي مِي كِي سِي قِسْمِ كَا عِبَارِ اَو رِ اَبْرَا و رِ تَارِي كِي نِي مَو اَو رِ نِ اَفْتِ مِي عِبَارِ مَو ظَاهِرِ اَو رِ رُوْشِ مَو تَابِي اَو رِ جِي لُو گُو
 كِي آيَةُ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ مِي مَرَجِ كِي كِي يِي تَمِ اِن سَبِ مِي اَفْضَلِ مَو ۚ

قوله عز وجل - وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ يَعْنِي اَو رِنَا زُو قَامَمُ كَرْتِي يِي ۚ

اِمَامِ حَسَنِ عَسْكَرِي عَلِيهِ السَّلَامِ نِي فَرِيَا كَر اَللّٰهُ تَعَالَى پُھَرَا نِ تَعَقِي لُو گُوْنِ كَا و صِفْتِ بِيَا نِ كَر تَابِي
 اَو رِ فَرِيَا تَابِي و يُقِيمُوْنَ الصَّلَاةَ يَعْنِي نَمَا زُو كُو اَدَا كَرْتِي يِي ۚ اَو رِ رُكُوْعِ اَو رِ جُو دِ كَا لِ طَوْرِ پَر بِجَا لَاتِي
 يِي ۚ اَو رِ اِس كِي اَوْقَاتِ اَو رِ حُدُو دِ كِي پُوْرِي پُوْرِي پَابِنْدِي كَرْتِي يِي ۚ و رِ جُو جِي زِي نَمَا زُو كُو فَا سِدِ اَو رِ نَا قِصْ
 كَر دِي تِي يِي ۚ اِس سِي پَر سِي زِي كَرْتِي يِي ۚ اَو رِ مَجْدُ سِي مِي رِي وَا لِدِ بَزَرِ گُو اَرِ نِي اِسِي اَبَا نِي كَر اَمِ كِي نَبَا تِي
 رُوَا يَتِ كِي يِي ۚ كَر اَبُو ذَرِ غَفَارِي نِي جُو جِنَابِ رَسُوْلِ خُدَا كِي نِي كِ اَو رِ بِرِ گَزِي دِه اَصْحَابِ مِي سِي تَحِي اِي كِ
 دِنِ حَضْرَتِ كِي خَدْمَتِ بَا بَرَكَتِ مِي حَا ضَرِ مَو كَر عَرْضِ كِي كَر يَارَسُوْلِ اَللّٰهُ مِي پَانِ سَا طَهْرِ اِس مُنْبِيَا
 يِي ۚ اِ كَر مِي اِن كُو جِي گَلِ مِي چَر اِن لِي جَانَا مَوْنِ تُو حَضْرَتِ كِي مُجْدَانِي مَجْدِ پَر شَاقِ كُو رَتِي يِي ۚ اَو رِ مِي اِس
 بَاتِ كُو بِي پَسِنْدِ نِي مِي كَر تَا كَر اِن كُو كِي سِي چَر وَا يِي كِي حَوَالِي كَر دُوْنِ اَو رِ وُه اِن پَر سِي خِي كَر يِي اَو رِ بَرِي
 طَرَحِ سِي چَر اِن لِي فَرِيَا يِي كِيَا تَدْبِيْرِ كَرُوْنِ جِي حَضْرَتِ نِي جَوَابِ دِيَا كَر تَمِ مَو مَوْنِي چَر اِن لِي جَا و ۚ اَلْقِصَّةُ وُه
 مَو مَوْنِ كُو لِي كَر جِي گَلِ مِي چَلِي كِي ۚ سَا نُوْنِ رُو ذِ خَدْمَتِ اَقْدَسِ مِي حَا ضَرِ مَوْتِي جِي حَضْرَتِ نِي
 فَرِيَا كَر اِس اَبُو ذَرِ عَرْضِ كِي كَر هَا لِي يَارَسُوْلِ اَللّٰهُ ۚ فَرِيَا تَمِ نِي اِسِي دُؤْبِيُوْنِ كُو كِيَا يِي ۚ عَرْضِ كِي كَر اِن كَا
 عَجِيْبِ يِي ۚ فَرِيَا وُه كِيَا ۚ اَبُو ذَرِ نِي عَرْضِ كِي كَر يَارَسُوْلِ اَللّٰهُ مِي نَمَا زُو پُھَرِ رِهَا تَهَا كَر نَا گَا هِ اِي كِ
 بِهِيْطَرِي يِي نِي اِن پَر حَلَكِيَا تَبِ مِي اِس مَرِ مِي مَتَرُو دِ مَو اَكْر نَمَا زُو كُو قَطْعِ كَر كِي دُؤْبِيُوْنِ كِي حِفَا ظَتِ كَرُوْنِ
 يَا نَمَا زُو خَتْمِ كَرُوْنِ اَو رِ دُؤْبِيُوْنِ سِي دَر گَزَرِ كَرُوْنِ بَكْرِي مِي نِي نَمَا زُو يِي كُو تَزِي جِ دِي اِس وَقْتِ شَيْطَانِ
 نِي مِي رِي دِلِ مِي يِي دُو سُو سَه اَلَا كَر اِس اَبُو ذَرِ اُ تَجِدُ كُو كِيَا مَو اَكْر تُو نَمَا زُو پُھَرِ رِهَا يِي ۚ اَو رِ اَدُھَرِ بِهِيْطَرِيَا
 دُؤْبِيُوْنِ پَر حَلَكِيَا كَر كِي سَبِ كُو بِهِيْطَرِ كَهَا يِي گَا اَو رِ تِي رِي لِي دُنْيَا مِي كِيچِي ذَرِيْعِي مَعَا شِ بَاتِي نِي رِهِي كَا ۚ
 تَبِ مِي نِي شَيْطَانِ سِي كَمَا كَر مِي رِي وَا سَطِي تُو حِيْدِ بَارِي تَعَالَى اَو رِ اِس كِي رَسُوْلِ مُحَمَّدِ پَر اِيْمَانِ
 لَانَا اَو رِ اِن كِي بَهَانِي اَو رِ اِن كِي بَعْدِ سَرِ وَا رِ خَلَقِ عَلِي ابْنِ اَبِي طَالِبِ اَو رِ اِن كِي ذَرِيْعَتِ طَاهِرَةِ اَلْمَرِ
 بِدِي سِي دُو سْتِي رَكْنِي اَو رِ اِن كِي دُشْمَنُوْنِ سِي دُشْمَنِي كَر نَا بَاتِي رِي مِي كِي اَو رِ اِن سَبِ كِي مَوْتِي دُنْيَا
 كِي بِرِشْتِي كَا فَوْتِ مَو نَا اَسَانِ اَو رِ سَهْلِ يِي ۚ يِي كَر كَر مِي نَمَا زُو پُھَرِ مِي مَصْرُوْفِ مَو اَو رِ بِهِيْطَرِي
 نِي اَكْر اِي كِ بِچِي گُو سِي پِنْدِ كُو كُو پَر يَا اَو رِ مِي اِس بَاتِ كُو مَحْسُوْسِ كَر رِهَا تَهَا كَر اَتِنِي مِي اِي كِ شِيْرِ اِس
 بِهِيْطَرِي يِي پَر جِيْطَا اَو رِ بِهِيْطَرِ كَر دُو مَكْرِي كَر دَالَا ۚ اَو رِ نِيچِي كُو چِيْطَرِ اَكْر رِيُوْطِي مِي بِهِنچَا دِيَا اَو رِ مَجْدُ كُو

آواز دی کہ اے ابو ذر تم اپنی نماز میں مصروف رہو اور دُبیوں کی کچھ فکر نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہے جب تک کہ تم نماز سے فارغ نہ ہو لو۔ یہ صدائیں کہیں نماز میں مشغول ہو کر اس واقعہ سے مجھ کو اس قدر تعجب ہوا کہ اس کا حال خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں۔ الغرض جب میں نماز سے فارغ ہوا تو وہ شیر میرے پاس آیا اور یوں کہ تم جاؤ اور حضرت محمد کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے صاحب اور آپ کی شریعت کے محافظ کو عزت بخشی اور ایک شیر کو اس کی دُبیوں کی رکھوالی کے لیے مقرر کیا۔

اس واقعہ کو سُن کر حاضرین مجلس نہایت متعجب ہوئے اس وقت جناب سالتماہ نے فرمایا کہ اے ابو ذر مجھ کو اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو تمہاری بات کا یقین ہے۔ بیٹن کر بعض منافق کہنے لگے کہ یہ بات محمدؐ اور ابو ذرؓ کے باہمی مشورہ کا نتیجہ ہے وہ چاہتا ہے کہ اس قسم کی باتوں سے ہم کو (معاذ اللہ) اپنے دامن فریب میں پھنساتے اور ان میں میں آدمیوں نے باہم مذاق کیا کہ باہر چل کر ابو ذرؓ اور اسکی دُبیوں کا حال معلوم کریں اور دیکھیں کہ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو کیا سچ سچ شیر اس کے ریوڑ کی رکھوالی کرتا ہے تاکہ اس کا جھوٹ ظاہر ہو۔ القصہ جب وہ منافق وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابو ذرؓ تو نماز میں مصروف ہیں اور شیر ان کے ریوڑ کے ارد گرد پھرتا ہے اور ان کو چرا رہا ہے اور جو دُبی ان میں سے پھڑپھڑ جاتی ہے اس کو ہانک کر ریوڑ میں شامل کر دیتا ہے یہاں تک کہ جب ابو ذرؓ نماز سے فارغ ہوئے تو شیر نے ان کو آواز دی کہ یہ لو تمہارا گھر جو ان کا توں صحیح سلامت ہے۔ بعد ازاں ان منافقوں کو پکارا کہ اے گروہ منافقین آیاتم اس امر کے منکر تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کے دوست اور بارگاہ باری تعالیٰ میں ان حضرات سے توکل کرنے والے کا مطیع و فرمانبردار کرے کہ میں اس کی دُبیوں کی رکھوالی کروں میں اس ذات پاک کی قسم کھاتا ہوں کہ جس نے محمدؐ اور انکی آل اطہار کو شرافت اور کرامت عطا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ابو ذرؓ کا خادم اور مطیع فرمان قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ مجھ کو تمہارے پھاڑ لگانے اور ہلاک کرنے کا حکم دے تو ابھی تم سب کو ہلاک کر ڈالوں۔ میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس سے بڑھ کر اور کسی کی قسم نہیں ہے کہ اگر ابو ذرؓ محمدؐ اور انکی آل اطہار کا واسطہ ہے کہ خدا سے دعا کرے کہ تمام زندوں کے پانی کو زخم اور زبان کا روغن کر دے اور پہاڑوں کو مٹی کا۔ عنبر اور کانور بندے اور تمام درختوں

کی شاخوں کو زمرہ اور زبرد کی شاخیں کر دے تو حق تعالیٰ ہرگز اس کی دعا کو رد نہ کرے۔ اور ایسا ہی ظہور میں آئے۔

جب ابو ذرؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے ان سے فرمایا کہ اے ابو ذرؓ چونکہ تم نے طاعت خدا کو بوجہ احسن ادا کیا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس حیوان کو تمہارا فرمانبردار اور ماتحت کیا تاکہ تمہارے دشمنوں اور تم پر حملہ کرنے والوں کو تم سے باز رکھے اور تم ان لوگوں میں سب سے افضل ہو جن کی حق سبحانہ نے آیہ یُقیمون الصلوٰۃ میں صرح فرمائی ہے۔

قوله عز وجل وَمَتَّازٌ قُنُطُلَهُمْ يَنْفَقُونَ یعنی اور جو چیز کہ ہم نے ان کو دی ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو مال اور قوائے بدنی اور جاہ و منصب ہم نے ان کو عطا کیا ہے ان میں سے خرچ کرتے ہیں اور مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور صدقات دیتے ہیں اور عیال و اطفال کی تکالیف کے تحمل ہوتے ہیں اور ضروری حقوق کو ادا کرتے ہیں جیسے خرچ کرنا جہاد میں جبکہ وہ لازم اور واجب ہو نیز جبکہ وہ مستحب ہو اور جیسے اور واجب نفقات جیسے اہل و عیال اور فریبی رشتہ داروں اور والدین کا نفقہ اور سنتی نفقات جیسے شہداء و کافقہ جس کا ادا کرنا فرض نہیں ہے اور نیکی کرنا مثلاً کسی کی حاجت واکرنا اور فرض دینا اور مسکین مرد اور عورتوں کی دستگیری کرنا اور قوائے بدنی سے امداد کرتے ہیں۔ جیسے کوئی شخص کسی اندھے آدمی کو ہاتھ پکڑ کر لے جائے یا اس کو کسی ہلاکت کی جگہ سے چھڑا دے یا کسی مسافر یا غیر مسافر کو اس کا بوجھ اٹھوانے میں مدد دے اور جاہ و کافر خرچ یہ ہے کہ کسی شخص کی عزت کو بدگویوں کی زبان سے بچائیں یا کسی عاجز اور بیکس کی حاجت پوری کریں یہ سب کچھ رزق خدا داد کے خرچ کرنے میں شمار کیا گیا ہے اور جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی زکوٰۃ اس کے مستحقوں کو ادا کرے اور نماز کو اس کی شرطوں کے موافق بجالاتے اور اپنے کسی عمل سے ان کو باطل نہ کرے تو وہ شخص روز قیامت کو اس حال میں وارد ہوگا کہ سب اہل محشر اس کے منبجے کی آرزو کریں گے یہاں تک کہ نسیم جنت اسکو اٹھا کر بہشت بریں کے بلند ترین غرفوں میں اس شخص کے حضور میں پہنچا دے گی کہ محمدؐ اور ان کی آل اطہار میں سے جس کو وہ عزیز رکھتا تھا اور جو کوئی زکوٰۃ دینے میں نخل کرے اور نماز کو ادا کرے اسکی نماز زبیر آسمان بند رہتی ہے جب تک کہ اس کی زکوٰۃ ادا

کتاب اوائلی زکوٰۃ و نماز و تقاسم زکوٰۃ

کرنے کی خبر آئے اگر وہ زکوٰۃ ادا کرے تو ایک عمدہ گھوڑے کی طرح اسکی نماز کے لیے ایک سواری سجا جاتی ہے اور وہ اُس کو اٹھا کر ساق عرش تک لے جاتی ہے تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے کہ اس کو جنت میں لے جا اور اس میں جا کر روز قیامت تک ڈھتی رہ۔ جہاں تک کسی دور ختم ہوگی وہ کل جگہ اور اسکی دائیں و بائیں طرف سب تیے واسطے ہے تب وہ سواری جنت میں دوڑے گی کہ ایک لمحہ میں ایک برس کی راہ طے کریگی اور قیامت تک اسی طرح دوڑتی رہے گی یہاں تک کہ اسکی دوڑ اس حد تک منہتی ہوگی جہاں تک کہ خدا کا منشا ہے اور یہ کل جگہ اور اتنی ہی دائیں اور بائیں اور اوپر اور نیچے کی تمام جگہ اس شخص کے لیے قرار پائے گی اور اگر اُس نے زکوٰۃ دینے میں بخل کیا اور ادا نہ کی تو حکم ہوتا ہے کہ نماز کو واپس کر دو، تب اسکو پرانے کپڑے کی بڑی تہ کر کے اُس کے منہ پر سے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بے بندہ خدا تو اس نماز کو زکوٰۃ کے بغیر کیا کریگا۔ اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کا سال بہت ہی بڑا ہے حضرت نے فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایک شخص کے حال سے خبر دوں جو اس سے بھی بڑا ہے۔ اصحاب نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ فرمائیے۔ فرمایا کہ جو شخص خدا کی راہ میں لڑنے جائے اور میدان جنگ سے منہ نہ موڑے اور مقابلے کے وقت لڑتا ہو اور دشمنوں کے ہاتھ سے قتل کیا جائے نہ یہ کہ میدان سے فرار کرتا ہو یا مارا جائے اور خوریاں اسکی منتظر ہوں اور بہشت کے خزانچی اُس کی روح کے وارد ہونے کا انتظار کرتے ہوں اور آسمان اور زمین کے فرشتے اسکی طرف خوردگی نازل ہونے کی راہ تکتے ہوں اور فرشتے اور بہشت کے خزانچی اس پر وارد نہ ہوں اور اس کے پاس نہ آئیں یہ حال دیکھ کر زمین کے فرشتے جو اس مقتول کے آس پاس موجود ہوں کہیں کیا بسبب کہ خوریاں اس پر نازل نہیں ہوئیں اور خاندان جنت اس پر وارد نہیں ہوتے تب ساتویں آسمان کے کناروں سے ندا آئے کہ اے فرشتو تم آسمان کے کناروں سے نیچے کی طرف نظر کرو جب وہ نظر اٹھائیں تو دیکھیں کہ اس شخص کا خدا کو واحد جاننا اور رسول خدا پر ایمان لانا اور اسکی نماز اور زکوٰۃ اور صدقہ اور سب قسم کی نیکیاں آسمان کے نیچے لڑی پڑی ہیں اور انھوں نے آسمان کے تمام کناروں کو چر گردیا ہے گویا ایک بڑا بھاری قافلہ ہے جو مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک پھیلا ہوا ہے اور وہ فرشتے جو ان بوجھوں کو اٹھاتے ہوئے ہیں پکارتے ہیں کیا ہوا کہ آسمان کے دروازے ہمارے لیے نہیں کھلتے کہ ہم اس شہید کے اعمال کو لے کر اندر داخل ہوں تب خدا کے حکم سے آسمان کے دروازے کھل جائیں اور

بلاد ایت اہلیت کوئی عمل قبول نہیں

ان ملائکہ کو آواز دی جائے۔ اگر تم کو قدرت ہے تو اندر آؤ۔ تب ان فرشتوں کے بازو ان بوجھوں کو اٹھا سکیں اور ان اعمال کو لے کر اوپر نہ جا سکیں اور عرض کریں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ان اعمال کو اٹھا کر اوپر نہیں لاسکتے اس وقت خدا نے بزرگ و بتر کی طرف سے ایک ندا دی انکو ندا ہے کہ اے فرشتو ان بوجھوں کا اٹھانا تمہارا کام نہیں ہے بلکہ ان کو اوپر لے کر چڑھنے والی خاص اونٹنیاں ہیں جو عرش کے قریب لیجا کر ان کو درجات بہشت میں پہنچادیں گی پھر ان کو درجات بہشت میں جگہ دی جائیگی تب فرشتے عرض کریں کہ وہ اونٹنیاں کونسی ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرے کہ تم کیا چیز اس شخص کے پاس سے اٹھا کر لائے ہو وہ جواب میں عرض کریں کہ اس شخص کا تجھ کو واحد جاننا اور میرے نبی پر ایمان لانا تب خدا ان سے فرماتے کہ ان بوجھوں کے اٹھانے والی میرے نبی کے بھائی علیؑ اور آئمہ طاہرین کی دوستی ہے اگر وہ اسکے اعمال میں موجود ہے تو دوسری ان اعمال کو اٹھائے گی اور اوپر لے جا کر جنت میں پہنچائے گی یہ سن کر وہ فرشتے اس کے اعمال کو دیکھیں اور باوجود کثرت اعمال کے علیؑ اور آل اطہار کی دوستی رکھنے اور انکے دشمنوں سے دشمنی کرنے کا کہیں نشان تک بھی نہ پائیں تب حق تعالیٰ ان فرشتوں سے جو ان اعمال کو اٹھاتے ہوئے ہوں۔ فرمائے ان کو چھوڑ دو۔ اور اپنی اپنی جگہ کو مراجعت کرو تا کہ جو ان اعمال کو اٹھانے کے سزاوار ہیں ان کو اٹھائیں اور لیجا کر ان کے مناسب مقام پر رکھیں یہ حکم پاتے ہی وہ فرشتے اپنے اپنے مقدرہ مقاموں کی طرف چلے جائیں پھر پروردگار عالم کی طرف سے ایک منادی ندا کرے کہ اے شعلہ جہنم تو ان کو سنبھال اور جہنم میں لے ڈال کیونکہ اس نے علیؑ اور آل اطہار کی دوستی کی اونٹنی ان کے اٹھانے کے لیے تیار نہیں کی تب وہ شخص ان فرشتوں کو پکارے درآخالیکہ اللہ تعالیٰ ان اعمال کو ان کے کریو لے کیلئے بوجھ اور بلاؤں کی صورت میں تبدیل کرے کہ ان کو دوستی امیر المؤمنین کی اونٹنی نے کیوں نہ اٹھایا اور وہ فرشتے اس شخص کی علیؑ سے مخالفت کرنے اور ان کے دشمنوں کو دوست کھنے کو پکاریں اور اللہ تعالیٰ اس (مخالفت علیؑ و محبت دشمنان علیؑ) کو کہ وہ کالے سانپوں کی صورت ہوگی ان اعمال پر کہ وہ کوؤں اور قوسوں کی صورت میں ہونگے مستط فرمائے اور ان سانپوں کے منہ سے آگ نکل کر ان سب کو جلادے۔ اسی طرح اس شخص کے تمام نیک اعمال ضائع اور برباد ہو جائیں اور دشمنان علیؑ کی دوستی اور اس ولی خدا کی دوستی کے انکار کے سوا اور کوئی عمل

لے قوس ایک پرندہ ہے جس کے گلے میں کنٹھ ہوتا ہے۔ صراح ۱

باقی نہ رہے اس سبب جہنم کے درمیان اس کا مقام ہو عرض اس کے اعمال حسنہ ضبط ہو جائیں اور اس کے
 بوجھ اور تکالیف بہت بڑھ جائیں۔ ایسے شخص کی حالت اس شخص کی نسبت جو زکوٰۃ نہ دینے کے سبب
 اپنی نماز کو ضائع کرے، بہت ہی بُری ہے صحابہ میں سے کسی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کون شخص
 زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے فرمایا کہ محمد اور آل محمد کے ضعیف شیعہ جو بصیرت کامل نہیں رکھتے مگر جس کو بصیرت
 کامل حاصل ہو اور دوستانِ محمد سے دوستی کرنے اور اس کے دشمنوں سے بیزار ہونے کو اچھی طرح جانتا
 ہو۔ وہ شخص دین میں تمھارا بھائی ہے اور قربت میں ماؤں و باپوں سے زیادہ ترقیب ہے باقی رہا
 مخالف مذہب سوا اس کو نہ تو زکوٰۃ دو، اور نہ صدقہ کیونکہ میرے شیعہ اور دوستدار ہم میں سے ہیں
 اور ہم سب گویا ایک جسم واحد ہیں اور ہماری جماعت پر زکوٰۃ اور صدقہ دونوں عرام ہیں۔ لیکن جو کچھ
 کہ تم اپنے صاحب بصیرت بھائیوں کو دیتے ہو وہ شمش و حسان میں داخل ہے اور زکوٰۃ اور صدقہ
 ان کو مت دو۔ اور اپنی میل کچیل کو ان کے اوپر مت گراؤ اور اس سے ان کو پاک صاف رکھو کیا تم میں سے
 کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ میں نجاست لگ جائے اور وہ اپنے کسی دوست بھائی
 پر اس نجاست کو گرا دے۔ نیز اپنی زکوٰۃ اور صدقات مخالفین اور معاندین آل محمد اور ان کے دشمنوں کے
 دوستداروں کو بھی مت دو۔ کیونکہ ہمارے دشمنوں کو صدقہ دینا گویا عرم خدا اور عرم رسول میں چوری
 کرنا ہے۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی کہ ضعیف الاعتقاد اور جاہل مخالفین کے بارے میں کیا
 حکم ہے کہ نہ تو ہماری مخالفت کی بصیرت ان کو حاصل ہے اور نہ ہم سے وہ کچھ عناد رکھتے ہیں۔
 فرمایا ان میں سے ہر ایک کو اگر نقد ہو تو ایک درہم سے کم اور اگر کھانا ہو تو ایک روٹی سے کم دیں۔
 بعد ازاں آنحضرت نے فرمایا کہ اس کے بعد تمام قسم کی نیکیاں جن سے تم اپنی عزتوں کو بچاؤ
 اور گنتے کی سی صفت والے آدمیوں کی زبانوں سے ان کو نگاہ رکھو۔ جیسے وہ شاعر جو لوگوں کی
 آبروریزی کے درپے ہوتے ہیں ان کو کچھ دے کر اس حرکت ناشائستہ سے باز رکھو۔ اس قسم کے
 تمام اخراجات تمھارے صدقوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ جہاد واجب اور سنت میں کون
 کونسا ہے فرمایا کہ جہاد واجب کی صورت تو یہ ہے کہ مسلمان اس قدر نہ ہوں جو کافروں کے مقابلے میں
 باقی مسلمانوں کے قائم مقام ہو سکیں۔ ایسے موقع پر ایک درہم کے صرف کرنے میں سات لاکھ کا ثواب ملتا ہے

بیان تحقیق زکوٰۃ

بیان جہاد واجب و ثواب اتفاق و رکاز

اور مستحب کی صورت یہ ہے کہ مرد خود ارادہ کرے۔ حالانکہ جو لوگ اس سے پہلے جا چکے ہیں وہ اس
 کے قائم مقام ہو چکے ہیں اور اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس موقع پر ایک درہم خرچ کرنے پر سات
 سو نیکیاں شمار کی جاتی ہیں کہ ہر نیکی دنیا و مافیہا سے لاکھ دفعہ بہتر ہے۔
 اور قرض کا دینا ایسا ہے کہ اگر کوئی کسی کو ایک درہم قرض دے تو گویا اس نے دو درہم تصدق کئے۔
 اور میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ صدقہ صرف اغنیاء اور مالداروں ہی پر لازم ہے۔
 نیز جناب امیر نے روایت کی ہے کہ جناب سالت مآب نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی اندھے کا ہاتھ
 تھام کر اس کو ایسی زمین میں چالیں قدم لے جائے کہ ہوا اور میدان ہو اس میں کسی قسم کا خوف و خطر نہ
 ہو اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہر قدم کے عوض بہشت عنبرِ مرثت میں ایک محل عطا فرمائے گا
 کہ اس کا طول اور عرض ہزار ہزار برس کی راہ ہوگی اور تمام زمین بھر سونا اس محل میں سُوی کے برابر
 سُورخ کے لیے بھی کافی نہیں ہے اور اگر اس کو کسی ایسی راہ سے گزرنا پڑا جس میں قدرے خوف
 بھی تھا تو اس کا ثواب یہ ہے کہ وہ شخص قیامت کے دن اپنی نیکیوں کے پلہ بزمینان کو دنیا کی
 نسبت لاکھ گناہ وسیع پائے گا اور وہ اس کی تمام بدیوں پر غالب ہوگا اور ان کو محو کر دے گا۔
 اور بہشت کے اعلیٰ محلوں اور عرفوں میں اس کا مقام ہوگا۔

اور جو کوئی کسی مصیبت زدہ کو راہ میں دیکھے کہ وہ اپنی سواری پر سے گر پڑا ہے اور فریاد کرتا
 ہے اور جو کوئی اس کی فریاد کو نہیں سنتا۔ یہ حال دیکھ کر وہ اس غمزدہ اور درویشیدہ کے حال پر تڑپ
 کھائے اور اس کی فریاد کو پہنچے اور اس کو اس کی سواری پر درست طور پر سوار کرادے اُس وقت
 اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے تو نے اپنی جان کو رنج و تعب میں ڈالا اور اپنے بھائی
 کی فریاد رسی میں بڑی کوشش کی۔ اس کے صلے میں میں بھی فرشتوں کو جن کی تعداد تمام انسانوں
 سے جو ابتدائے زمانہ سے آخر زمانہ تک پیدا ہوں گے زیادہ ہے حکم دیتا ہوں کہ وہ تیرے
 واسطے جنت میں محل اور جویلیاں تعمیر کریں اور تیرے درجات بلند کریں اور تو بہشت میں
 بڑے عظیم الشان اور جلیل القدر بادشاہ کی طرح معلوم ہوگا۔

اور جو کوئی کسی مظلوم کے مال یا جان سے ظالم کے ضرر کو دور کرے اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ
 اس شخص کے اقوال کے حدود اور اسکے افعال کے حرکات و سکنات فرشتے خلق کرتا ہے اور ان کی تعداد

ثواب قرض وادان

آندھ کی دیکھ کر سے کا ثواب

کسی مصیبت زدہ کی اعانت کر کے کا ثواب

ثواب اعانت مظلوم

فائدہ اٹھانا ان کو حلال ہو، اور اولاد حلال پیدا ہو اور ان کی اولاد، اولاد حرام نہ ٹھہرے یہ کلام جناب امیر کائنات نے فرمایا کہ تمہارے صدقے سے بڑھ کر اور کسی نے صدقہ نہیں دیا۔ میں نے بھی اس فعل میں تمہاری متابعت کی اور غنیمت کا اپنا نکل حصہ تمہارے حصے سمیت اپنے شیعوں پر حلال کیا اور نہ میں اور نہ تم ان کے سوا اور شخص پر اس کو حلال نہیں کرتے۔

اس کے بعد آنحضرت نے صحابہ سے خطاب کیا کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس نے آج اپنے کسی مومن بھائی کی آبرو کو بچایا ہو جناب امیر نے عرض کی یا رسول اللہ آج عید اللہ ہے کی طرف میرا گزر ہوا ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ زید بن حارثہ کو برا بھلا کہہ رہا ہے میں نے اس سے کہا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے خاموش ہو تو میرا اس کی طرف نظر کرنا ایسا ہے جیسے آفتاب کی طرف آنکھ اٹھانا اور اس کی باتیں کرنا ایسا ہے جیسے دنیا کے لوگ جنت کا ذکر کیا کرتے ہیں (یعنی جس کو دیکھا بھالانا ہو اس کی بابت کیا ذکر کر سکتے ہیں... مترجم) اس کو تیرے بڑا کہنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر لعنتوں پر لعنتیں کی ہیں۔ میری یہ بات سن کر نادم ہوا اور غیظ میں آکر کہنے لگا کہ اے ابوالحسن میں تو ہنسی سے کہہ رہا تھا میں نے جواب دیا کہ اگر تو اصلی طور پر کہتا تھا تو میں بھی اصلی طور پر کہتا ہوں اور اگر تو ہنسی سے کہتا تھا تو میں بھی ہنسی سے کہتا ہوں یہ بات سن کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اس کو لعنت کرتے وقت خدا نے بھی اس پر لعنت کی اور آسمانوں اور زمینوں اور پردہ ہائے نور اور کرسی اور عرش کے فرشتوں نے بھی اس پر لعنت کی کیونکہ تمہارے غضبناک ہونے سے اللہ تعالیٰ غضب میں آجاتا ہے۔ اور تمہاری خوشنودی سے وہ خوشنود ہوتا ہے اور جب تم درگزر کرتے ہو تو وہ بھی درگزر فرماتا ہے اور جب تم حملہ آور ہوتے ہو تو وہ بھی حملہ آور ہوتا ہے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا اے علی تم کو معلوم ہے کہ میں نے معراج کی رات عالم بالا میں تمہاری بابت کیا سنا، میں نے سنا کہ وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کو تمہاری قسم دیتے ہیں اور اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں اور تمہاری محبت سے قرب خدا حاصل کرتے ہیں اور مجھ پر اور مجھ پر درود بھیجتے کو سب عبادتوں سے بڑھ کر عبادت جانتے ہیں نیز میں نے ان کی ایک بڑی مجلس میں ان کے خطبہ خوان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ علی میں سب قسم کی خوبیاں جمع ہیں اور سب طرح کی بزرگیاں اس میں پائی جاتی ہیں۔ وہ ایسا شخص ہے کہ جو خوبیاں اور نیکی

امیر مومنین کا ایک مومن بھائی کی آبرو بچانا

ذکر فضیلت امیر المومنین

خصالتیں تمام مخلوقات میں متفرق طور پر موجود ہیں وہ سب کی سب اس میں ایک جگہ جمع ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود اور برکتیں اور سلام پہنچیں۔ اور ان فرشتوں کو جو اس خطیب کے سامنے موجود تھے اور دیگر ملائکہ کو جو آسمانوں اور نور کے پردوں اور عرش اور کرسی اور بہشت اور دوزخ میں تھے۔ اس خطیب کے فارغ ہونے کے بعد یہ کہتے سنا کہ خدایا ایسا ہی کر اور ہم کو اس پر اور اس کی ذریت طاہرہ پر درود بھیجنے کے سبب پاک اور طاہر کر۔

قوله عز وجل - وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ یعنی اور وہ لوگ ہیں جو اس کتاب اور شریعت پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر نازل ہوئی ہے اور ان کتابوں پر جو تجھ سے پہلے پیغمبروں پر نازل ہوئی ہیں اور روز قیامت کا وہ یقین رکھتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پھر ان متقیوں کی تعریف بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ لوگ وہ ہیں جو اس کتاب اور شریعت پر جو اے محمد تجھ پر نازل کی گئی ہے ایمان لاتے ہیں اور جو کتابیں اور صحیفے انبیائے گذشتہ پر نازل ہوئے ہیں جیسے توریت۔ انجیل۔ زبور اور صحف ابراہیم اور باقی اور کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر اتاری ہیں۔ ان پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ وہ سب برحق اور درست ہیں اور پروردگار عالمین کی طرف سے جو غالب اور صادق اور صاحب حکمت سے نازل ہوئی ہیں۔ اور عالم آخرت پر جو اس دنیا کے بعد ہوگا یقین رکھتے ہیں اور اس بات میں ان کو ذرا بھی شک نہیں کہ دار آخرت وہ جگہ ہے جہاں نیک عملوں کی ان عملوں سے بڑھ کر چیز ملے گی اور اعمال بد کی صرف ان کے قصور کے موافق سزا دی جائے گی۔

اور امام حسن بن علی نے فرمایا ہے کہ جو کوئی امیر المؤمنین علیہ السلام کو آنحضرت کے بعد سب سے افضل نہیں جانتا وہ توریت۔ زبور اور صحف ابراہیم اور جمع کتب سماویٰ کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ ان سب میں توحید و خداوندی پر ایمان لانے اور نبوت کا اقرار کرنے کے بعد جو ضروری امر ہے وہ علی اور اصل اطہار علیہم السلام کی دوستی کا اقرار کرنا ہے۔

اور امام حسین بن علی نے فرمایا ہے کہ اگر ایک نابہ خدا پرست آنحضرت کے بعد علی کے سب سے افضل ہونے کا قائل نہ ہو اور ان کی افضلیت کو رد کرے تو اس کا فعل ایسا ہو جاتا جیسے آندھی کے

دن آگ کا شعلہ ہوتا ہے اور تمام خلیفوں پر علیؑ کی افضلیت کو رد کرنے والے کے سب اعمال اگرچہ ان کی کثرت کے باعث تمام صحرا بھر جائیں۔ آگ کے شعلے کی مانند ہو جائیں گے اور وہ آگ ان میں بھڑک اٹھے گی اور وہ آندھی ان کو گھیرے گی۔ یہاں تک کہ وہ آگ ان سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دے گی اور ان کا ذرہ بھر بھی باقی نہ چھوڑے گی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت یا بکرت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا حضرت آپ اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جو قرآن اور کتب سابقہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ اور نماز پڑھتا ہو اور زکوٰۃ دیتا ہو اور صلہ رحمی کرتا ہو اور نیک اعمال سجالاتا ہو۔ مگر باوجود اس کے یہ کہتا ہو کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ حق علیؑ کی طرف ہے یا فلاں کی طرف حضرت نے اس شخص سے فرمایا کہ تم اس شخص کے حق میں کیا کہتے ہو، جو تمام افعال جسے مذکورہ بالا عمل میں لانا ہو۔ مگر یہ کہتا ہو کہ میں نہیں جانتا کہ محمدؐ نبی ہے یا مسلمان کذاب آیا اس شخص کو ان اعمال نیک سے کچھ نفع حاصل ہوگا۔ عرض کی کہ نہیں فرمایا جس طرح وہ شخص جس کو یہ خبر نہیں کہ آیا محمدؐ پیغمبر خدا ہے یا مسلمان کذاب۔ ان کتابوں پر ایمان نہیں لا سکتا۔ اسی طرح جس شخص کو معلوم نہیں کہ آیا علیؑ حق پر ہے یا فلاں۔ وہ کیونکر ان کتابوں پر ایمان لا سکتا ہے۔

قوله عز وجل **أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ** یعنی

یہ لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر چلتے ہیں اور یہی لوگ نجات پائیں گے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ ان (ممتقی) لوگوں کے علو شان اور جلالت قدر کو بیان کرتا ہے جو ان صفات شریفہ مذکورہ بالا سے موصوف ہیں اور فرماتا ہے۔ **أُولَئِكَ** یہ لوگ جو ان صفات سے موصوف ہیں۔ **عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ** اپنے پروردگار کی ہدایت اور سخن روشن اور راہ صواب پر چلتے ہیں اور جس چیز کا ان کو امر کیا ہے اس کا علم رکھتے ہیں۔ **وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ** اور وہی لوگ، رستگاری پائیں گے اور جس چیز سے ڈرتے اور خوف کرتے ہیں اس سے چھوٹ جائیں گے اور جس چیز کی آرزو رکھتے ہیں اس پر فائز ہوں گے اور اس کو حاصل کریں گے۔

اور ایک شخص نے جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آج بلال (مؤذن رسول) فلاں شخص سے مناظرہ کرتے تھے اور اثنائے گفتگو میں غلطیاں کرتے جاتے تھے اور وہ فلاں صحیح گفتگو کرتا تھا اور بلال کی غلطیوں پر ہنستا تھا۔ یہ بات سن کر جناب امیرؑ نے اس شخص سے فرمایا اے بندہ خدا کلام کی صحت اور اس کی درستی کی صرف اعمال کی درستی کے لیے ضرورت ہوتی ہے اور فلاں کو صحت و درستی کلام سے کیا حصول ہوگا جبکہ اس کے افعال سراسر خطا اور نہایت خراب ہیں اور بلال کا کلام میں غلطیاں کرنے سے کیا نقصان ہے جبکہ اس کے تمام افعال درست اور نہایت پسندیدہ ہیں۔ اس شخص نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنینؑ اس کا کیا باعث ہے! ارشاد فرمایا کہ بلال کی درستی اعمال کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ کسی کو محمدؐ رسول خدا کی نظیر نہیں جانتا اور آنحضرت کے بعد کسی کو علیؑ ابن ابی طالب کی مثل خیال نہیں کرتا اور اس کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کوئی علیؑ سے دشمنی اور عناد رکھتا ہے وہ دشمن خدا اور رسولؐ ہے اور جو علیؑ کی اطاعت کرتا ہے وہ خدا و رسول کا مطیع اور فرمانبردار ہے۔ اور فلاں کے افعال (کہ ان کے ہوتے اس کو عربی زبان کا صحیح بولنا اور گفتگو کا درست ہونا کچھ سود مند اور مفید نہیں ہے) کی نادرستی اور ناراستی کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ پشت کو سینے پر اور مقعد کو منہ پر مقدم کرتا ہے اور سر کو مٹھاس میں شہ پر تزیین دیتا ہے۔ اور حنظل (جو نہایت تلخ اور ناخوشگوار ہوتا ہے) کو دودھ سے بڑھ کر لذیذ اور خوشگوار جانتا ہے۔ اور اس دشمن خدا کو ولی خدا پر مقدم کرتا ہے کہ اس کو فضائل اور فضائل میں اس ولی خدا سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے۔ اس امر میں وہ اس شخص سے مشابہ ہے جو نبوت اور فضیلت میں مسلمان کذاب کو حضرت محمدؐ پر تزیین دیتا ہے اور وہ ان لوگوں میں داخل ہے جن کے حق میں خدا فرماتا ہے۔ **قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا** الَّذِينَ هُمْ كَفَلُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (یعنی اسے محمدؐ ان لوگوں سے کہہ دے کہ آیا تم تم کو ان لوگوں کی خبر دینا چاہتے ہو جو اپنے اعمال میں سب سے زیادہ نقصان اٹھائیں گے۔ وہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیاوی زندگی کی سعی و کوشش بیکار گئی اور وہ یہ خود سمجھتے ہیں کہ ہم نیک عمل کرتے ہیں اور بلاشبہ وہ فرقہ خوارج سے ہے۔

فصل بلال

تاریخ افعال بدیہ از حضرت امام

پارہ ۱۴
سورہ کہف
ع اخیر

قوله عز وجل **إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ** یعنی جو لوگ کہ کافر ہو گئے ہیں خواہ تو ان کو ڈرائے خواہ نہ ڈرائے برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مومنوں کا ذکر کر چکا اور خدا کو واحد جاننے اور رسول خدا حضرت محمد کی نبوت اور ولی خدا علی کی وصایت کا اقرار کرنے پر ان کی مدح و ثنا کر چکا تو کافروں کا جو کفر کے باعث ان کے مخالف میں ذکر کیا اور ارشاد فرمایا **إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ** جو لوگ کافر ہیں اور ان امور کا انکار کرتے ہیں جن پر یہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ وہ توحید الہی اور نبوت رسالت پناہی اور علی اور ائمہ طاہرین علیہم السلام (کہ جو خدا کے مبارک اور بزرگ بندوں میں منتخب اور مصاح خلق اللہ کے منتظم اور مہتمم ہیں کی وصایت اور امامت ہے) سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ خواہ تو عذاب خدا سے ان کو ڈرائے یا نہ ڈرائے۔ ان کے لیے یکساں ہے وہ کبھی ان امور پر ایمان نہ لائیں گے۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب رسول خدا مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور ان کی سچائی کے آثار اور ان کی حقیقت کے نشان اور ان کی نبوت کے دلائل ظاہر اور آشکار ہوئے تو یہودیوں نے ان کے ساتھ بڑے بڑے مکر و فریب کئے اور ان کی ایذا رسانی کے واسطے بڑے بڑے قصد کئے اور وہ چاہتے تھے کہ ان کے نور کو مٹا دیں اور ان کے دلائل کو باطل کر دیں بجز ان لوگوں کے جو آنحضرت کے رد کرنے اور جھٹلانے کا قصد رکھتے تھے ہاک ابن ضعیف اور کعب ابن اشرف اور حمی ابن اخطب اور جدی ابن اخطب اور ابویاسر ابن اخطب اور ابولبابہ ابن الہٰثمندی اور اس کے پیرو تھے۔ الغرض ایک زمانہ تک نے رسول خدا سے عرض کی کہ اے محمد تو اپنے آپ کو خدا کا رسول سمجھتا ہے حضرت نے جواب دیا۔ ہاں خدا نے عزوجل نے جو تمام مخلوقات کا خالق ہے ایسا ہی فرمایا ہے اس نے کہا کہ اے محمد ہم تجھ کو کبھی پیغمبر نہیں مانیں گے جب تک کہ یہ فرشتہ جو ہمارے نیچے بچھا ہے تیری رسالت پر ایمان نہ لاتے اور تم ہمارے خدا کی طرف سے آنے کی کبھی شہادت نہ دیں گے جب تک کہ یہ

فرشتہ تیرے حق ہونے کی گواہی نہ دے اور ابولبابہ ابن الہٰثمندی نے کہا کہ اے محمد ہم تیری پیغمبری پر سرگرم ایمان نہ لائیں گے اور اس امر کی شہادت نہ دیں گے جب تک کہ یہ کوڑا جو میرے ہاتھ میں ہے تجھ پر ایمان نہ لائے اور تیری رسالت کی شہادت نہ دے اور کعب ابن اشرف نے کہا کہ ہم تیری رسالت پر ایمان نہ لائیں گے اور اس کی تصدیق نہ کریں گے جب تک کہ یہ میری سواری کا گدھا تجھ پر ایمان نہ لے آئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بندوں کو حجت کے واضح ہونے اور معجزات کے ظاہر ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس قسم کے سوال کرنا شایان اور زیبا نہیں ہے بلکہ ان کو یہی مناسب ہے کہ خدا کی بات کو تسلیم کریں اور اس کے حکم کی پیروی کریں و حسن چیز پر اس نے اکتفا کی ہے۔ اسی کو کافی سمجھیں آیا تمہارے لیے یہ بات کافی نہیں ہے کہ اس نے تو بیت اول انجیل اور زبور اور صحف ابراہیم کو میری نبوت پر ناطق کیا ہے اور ان کو میری سچائی کی دلیل ٹھہرایا ہے اور ان میں علی ابن ابی طالب کا ذکر کیا ہے جو میرا بھائی اور وصی اور میری اُمت میں میرا جانشین اور میرے بعد تمام خلق خدا سے افضل اور بہتر ہے اور کیا تم کو یہ معجزہ کافی نہیں ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن روشن کو تمام خلقت کے لیے نازل کیا جس نے ان سب کو اس کی نظیر کے لانے اور اس کی مثل کتاب بنانے سے عاجز کر دیا اور یہ جو کچھ کہ تم نے مجھ سے طلب کیا ہے اس کے بارے میں خدا سے سوال کرنے کی مجرات نہیں کرتا۔ بلکہ یہ کہتا ہوں کہ جو دلائل اس نے مجھ کو عطا کئے ہیں وہی مجھ کو اور تم کو کافی اور وافی ہیں اور جو اس نے تمہاری درخواست کے موافق ظاہر کر دکھایا تو یہ مجھ پر اور تم پر اس کی زائد بخشش اور انعام ہے اور اگر ہم کو اس سے باز رکھا تو اس کا باعث یہ ہو گا کہ وہ جانتا ہے کہ جو کچھ اس نے ظاہر کیا ہے وہ اس امر میں اتمام حجت کے لیے کافی ہے جو وہ ہم سے چاہتا ہے۔ الغرض جب رسول خدا یہ فرمایا چکے تو اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ کو گویا کیا اور اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ خدا ہے واحد ہے یکتا ہے بے نیاز ہے اور بلا تغیر و زوال ہمیشہ تک قائم رہے گا۔ نہ اس کی بیوی ہے نہ بیٹا اور اس نے کسی کو اپنے حکم میں شریک نہیں کیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمد تو اس کا بندہ اور رسول ہے اس نے تجھ کو ہدایت

فرشتہ گواہی دیتا ہے

اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ کل دینوں پر تیرے دین کو غالب کرے۔ اگرچہ مشرک لوگ اس بات کو ناپسند کریں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدمناف تیرا بھائی اور تیری امت میں تیرا جانشین ہے اور تیرے بعد تمام خلقت سے بہتر اور افضل ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے اس کو دوست رکھا اُس نے تجھ کو دوست رکھا اور جس نے اس سے دشمنی کی اس نے تجھ سے دشمنی کی اور جس نے اس کی اطاعت کی، اُس نے تیری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اُس نے تیری نافرمانی کی اور جس نے تیری اطاعت کی، اُس نے درحقیقت خدا کی اطاعت کی اور اُس کی خوشنودی کے باعث سعادت کا مستحق ہوا اور جس نے تیری نافرمانی کی اُس نے درحقیقت خدا کی نافرمانی کی اور آتش جہنم کے عذاب دردناک کا سزاوار ہوا۔

جب یہودیوں نے یہ معجزہ دیکھا تو نہایت حیران ہوئے اور آپس میں کہنے لگے یہ تو کھلم کھلا جادو ہے۔ جب ان یہودیوں نے یہ بات کہی تو وہ فرشِ حرکت میں آیا اور زمین سے بلند ہوا۔ اور مالک ابن ضیف اور اس کے ہمراہی اس پر سے اُٹ کر منہ اور سر کے بل زمین پر گر پڑے پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس فرش کو بولنے کی طاقت عطا کی اور وہ بولا کہ میں فرش ہوں مجھ کو اللہ تعالیٰ نے گویا کیا ہے اور یہ کرامت عطا فرمائی ہے کہ اس کی توحید و تمجید کو بیان کروں اور اُس کے نبی برحق کے لیے شہادت دوں۔ جو اُس کے تمام بیٹوں کا سردار اور خلقِ خدا کی طرف اس کا رسول اور بندگانِ خدا کے درمیان حق کو قائم کرنے والا ہے اور اس کے بھائی اور جوی او وزیر جو اس کے نوڑے سے پیدا ہوا ہے اور اس کے خلیل اور اس کے قرضوں کے ادا کرنے والے اور اس کے وعدوں کے پورا کرنے والے اور اس کے دوستوں کے مددگار اور اس کے دشمنوں کی بیخ کنی کرنے والے کی امامت کی گواہی دوں اور میں اُس شخص کا پیرو اور مطیع ہوں جس کو آنحضرت نے امام اور ولی مقرر کیا ہے اور ان لوگوں سے بیزار ہوں جو اس سے لڑیں اور اس کے دشمن ہوں۔ اس لیے کسی کا فر کو مجھ پر قدم رکھنا اور بیٹھنا مناسب نہیں ہے اب مجھ پر صرف یومین لوگ بیٹھیں گے۔ تب رسول خدا نے سلمان اور مقداد اور ابوذر اور عمارؓ سے ارشاد فرمایا جاؤ تم اس پر بیٹھو کیونکہ تم ان سب چیزوں پر ایمان لاتے ہو۔ جن کی اس فرش نے شہادت دی

ہے حضرت کا فرمان واجب الاذعان سن کر وہ سب اس فرش پر جا بیٹھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ابولبابہ بن منذر کے کوڑے کو گویا کیا اور وہ بولا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی قابلِ عبادت نہیں ہے جو تمام مخلوقات کا خالق اور رزق کا وسیع کرنے والا اور امورِ بندگان کا مدبر اور سب چیزوں پر قادر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمدؐ تو اس کا بندہ اور پیغمبر اور برگزیدہ اور خلیل اور حبیب اور ولی اور رازدار ہے اور اُس نے تجھ کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان سفیر اور رسول مقرر کیا ہے تاکہ تیرے سبب نیک بندے حجات پائیں اور بد بخت ہلاک ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی ابن ابی طالب کا ذکر عالم بالا میں اس طرح کیا جاتا ہے کہ وہ تیرے بعد سردارِ خلق ہے اور کتابِ خدا کی تنزیل پر جنگ کرتا ہے تاکہ اُس کے مخالفوں کو طوعاً اور کرہاً اُس کے قبول کرنے پر لے آئے پھر تیرے بعد اس کی تاویل پر ان منافقوں سے لڑائی کرے گا جو دین سے منحرف ہو گئے ہیں اور ان کی نفسانی خواہشیں کی عقلوں پر غالب آگئی ہیں۔ اس لیے انھوں نے کتابِ خدا کے معنوں میں تحریف کی ہے اور ان میں تغیر و تبدل کر دیا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ علیؑ اپنی زیادتی عطا کے باعث دوستانِ خدا کو خوشنودی خدا کی طرف لے جائے گا اور دشمنانِ خدا اور اس کی نافرمانی اور مخالفت کے اختیار کرنے والوں کو اپنی شمشیرِ آبرار سے جہنم داخل کرے گا۔ اس کے بعد کوڑا نیچے کو جھکا اور ابولبابہ کو اس زور سے کھینچا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ وہ پھر اٹھ کھڑا ہوا مگر کوڑے نے اس کو کھینچ کر پھر زمین پر اوندھا گرا دیا اور کئی بار ایسا ہی وقوع میں آیا۔ یہاں تک کہ ابولبابہ نے کہا کہ افسوس مجھے کیا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کوڑے کو پھر طاقت گویائی عطا فرمائی اور وہ بولا کہ اے ابولبابہ یہ میں کوڑا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے ساتھ مجھ کو گویا کیا اور اپنی تمجید کے ساتھ مجھ کو معزز فرمایا اور اپنے تمام بندوں کے سردار حضرت محمدؐ کی نبوت کی تصدیق کا شرف مجھ کو عنایت کیا اور مجھ کو اس شخص کا دوست بنایا جو آنحضرت کے بعد تمام خلقت سے بہتر ہے اور مخلوقات میں تمام دوستانِ خدا سے افضل ہے اور وہ آنحضرت کا بانی اور اُس کی بیٹی کا (جو تمام عورتوں کی سردار ہے) شوہر ہے اور جس کو شبِ ہجرت آنحضرت کے بستر پر سونے کے سبب افضل جہاد کا ثواب ملا اور جو اپنی سیفِ انتقام سے آنحضرت کے

کوڑے کا نام کرنا

دشمنوں کو ذلیل و خوار کرنے والا اور اُس کی اُمت میں علومِ حلال و حرام اور شرایع و احکام کا پھیلانے والا ہے۔ کسی کافر کو جو کھلم کھلا حضرت محمدؐ کا مخالف ہو۔ مناسب نہیں ہے کہ مجھ کو اپنے استعمال میں لائے میں تجھ کو اسی طرح کھینچ کھینچ کر اتاروں گا۔ یہاں تک کہ تجھ کو زخموں سے چور کر کے ہلاک کر ڈالوں اور تیرے ہاتھ سے نکل جاؤں یا تو محمدؐ اور اُن کی آل اطہار پر ایمان لا۔

جب ابولہب نے اُس کی گفتگو سنی تو کہا کہ اے کوڑے میں بھی ان تمام امور کی گواہی دیتا ہوں جن کی تو نے شہادت دی ہے اور ان سب کا اعتقاد کیا اور ایمان لایا۔ کوڑا بولا تو میں بھی تیرے ہاتھ میں ٹھہر گیا۔ کیونکہ تو نے ایمان کو ظاہر کیا اور تیرے دل کا حال خدا ہی جانتا ہے اور وہی قیامت کے دن تیرے موافق یا مخالف حکم کرے گا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس یہودی کا اسلام اچھا نہ ہوا اور اعمال بد اس سے ظہور میں آئے۔

جب وہ لوگ حضرت کے پاس چلے گئے تو پوشیدہ طور پر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ محمدؐ، اقبال مند اور صاحبِ نصیب ہے، اور سچا پیغمبر نہیں ہے۔

کعب بن اشرف نے جب اپنے گدھے پر سوار ہونے کا ارادہ کیا تو وہ گودنے اور اچھلنے لگا۔ اور اُس کو سر کے بل زمین پر پڑے ٹھکا کر اُس کو سخت چوٹ آئی۔ وہ اٹھ کر اُس پر سوار ہوا۔ اول گدھے نے اس کو اسی طرح زمین پر گرا دیا۔ وہ پھر چڑھ بیٹھا اور گدھے نے ویسا ہی کیا۔ آخر جب ساتویں یا آٹھویں بار ہوئی تو خدا کی قدرت سے گدھا گویا ہوا اور بولا کہ اے بندہ خدا تو بہت بُرا آدمی ہے کہ خدا کی نشانیوں کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا، اور کافر ہی رہا۔ اور میں گدھا ہوں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی توحید سے مجھ کو مشرف فرمایا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ایک ہے اور کوئی اُس کا شریک نہیں۔ وہ کل مخلوق کا پیدا کرنے والا اور صاحبِ جلالت و کرمیت ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے اور تمام اہل بہشت کا سردار ہے اور وہ اس لیے مبعوث ہوا ہے کہ ان لوگوں کو جن کا سید اور نیک نعت ہونا علمِ الہی میں گزر چکا ہے۔ سید اور نیک نعت بندے اور ان لوگوں کو شفقی اور بد نعت کرے جن کی شقاوت پہلے ہی لکھی جا چکی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ

علیؑ ابن ابی طالب وہ شخص ہے کہ جس کو وہ نیک نعت کرے حق تعالیٰ اس کو نیک نعت کریگا کہ اس کو اس کی وعظ و پند کے قبول کرنے اور اس کے آداب کے سیکھنے اور اس کے احکام کے ماننے اور اس کی منہیات سے باز رہنے کی توفیق عطا کرے گا۔ کیونکہ حق تعالیٰ اس کی سطوت کی تلواروں اور انتقام و نعمت کے حملوں سے محمدؐ کے دشمنوں کو ذلیل و خوار کرے گا۔ یہاں تک کہ یا تو اُس کی شمشیر بُران اور ذلیل روشن وغالب سے عاجز آکر آنحضرتؐ پر ایمان لے آئیں یا اگر وہ ایمان نہ لائیں اور اپنی گمراہی میں پڑے رہیں اور طُغیان اور سرکشی میں زیادتی کریں تو ان کو تلوار کے گھاٹ جہنم واصل کرے۔ اب کسی کافر کو میری پشت پر سوار ہونا مناسب نہیں ہے بلکہ وہی شخص سوار ہو سکتا ہے جو خدا سے واحد پر ایمان لایا ہو اور رسولِ خداؐ کے جمیع اقوال کی تصدیق کرتا ہو اور اس کے تمام افعال کو درست جانتا ہو خصوصاً اس کے اپنے بھائی علیؑ کو جو کہ اس کا وصی اور ولیعہد اور اس کے علوم کا وارث اور اس کے دین کا محافظ اور اس کی اُمت کا نگہبان اور اس کے قرضوں کا ادا کرنے والا اور اس کے وعدوں کا پورا کرنے والا اور اُس کے دوستوں کا دوست اور اُس کے دشمنوں کا دشمن ہے۔ اپنا جانشین مقرر کرنے میں آنحضرتؐ کو صواب اور درستی پر مانتا ہو اور اس اعتقاد کی بدولت اشرف طاعات بجالاتا ہو۔ اس وقت رسولِ خدا نے کعب بن اشرف سے فرمایا کہ اے کعب تیرا گدھا تجھ سے بہتر ہے۔ چونکہ وہ تجھ کو سوار نہیں ہونے دیتا اس لیے تو اس کو ہمارے کسی مومن بھائی کے ہاتھ فروخت کرے کعب بولا کہ مجھ کو بھی اب اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ (معاذ اللہ) تیرا جادو اس میں اثر کر گیا ہے۔ یہ بات سن کر گدھے نے اس کو لٹکا کر اے دشمنِ خدا۔ خدا کی قسم رسولِ خدا کے بُرا کہنے سے اپنی زبان کو بند کر خدا کی قسم اگر آنحضرتؐ کی مخالفت کا ڈر نہ ہوتا تو میں تجھ کو قتل کرتا اور اپنے گمبوں سے پامال کر ڈالتا اور دانتوں سے کاٹ کاٹ کر تیرے سر کو ریزہ ریزہ کر دیتا۔ یہ سن کر کعب نہایت شرمندہ ہوا اور خاموش رہ گیا۔

اگرچہ اپنے گدھے کی باتیں سن کر اُس کا دل بیاب ہوا۔ مگر تاہم شقاوت اُس پر غالب ہوئی اور ایمان نہ لایا اور اس گدھے کو ثابت ابن قیس نے سو دینارے کر خرید لیا اور اس پر سوار ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور وہ اُس کے نیچے نہایت نرم رفتار اور فرمانبردار اور ہوا رہتا تھا۔

منہ سے اُفت کا اظہار کرتا اور اُس کو اپنے مالک کے لیے نرم رکھتا تھا حضرت نے فرمایا کہ یہ ثابت یہ گدھاتیرے ایمان کے سبب یا نرم رفتار اور فرمانبردار اور ہموار ہو گیا ہے۔

الغرض جب وہ یہودی حضرت کے پاس سے چلے گئے اور کوئی ایمان نہ لایا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَّآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ یعنی اے محمد جو لوگ کہ کافر ہو گئے ہیں ان کے واسطے کیساں سے خواہ تو ان کو عذاب خدا سے ڈرائے اور وعظ کرے اور خوف دلائے اور خواہ نہ ڈرائے وہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور تیری تصدیق نہ کریں گے جبکہ وہ ان معجزات کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اور کافر ہی رہے تو تیرے بیان اور دعوتِ اسلام پر کیونکر ایمان لے آئیں گے۔

قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى ابْصَارِهِمْ دِغْشًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ یعنی گویا اللہ تعالیٰ نے ان (کافروں) کے دلوں اور کانوں پر پتھر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر ایسے نشان کر دیے ہیں کہ جو فرشتے ان کو شناخت کرنا چاہتے ہیں ان نشانات کو دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہ لائیں گے اور اسی قسم کے نشانات ان کے کانوں پر ہیں اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے۔ اس لیے کہ جن امر کی ان کو تکلیف دی گئی ہے اس میں غور و تامل کرنے اور اس کو دیکھنے سے انھوں نے روگردانی کی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کا ان سے مقصود تھا اس کے بجالانے میں کوتاہی کی اور جس چیز پر ایمان لانا لازم اور ضروری ٹھہرایا گیا تھا اس سے جاہل اور بے خبر رہے اور اس شخص کی مانند ہو گئے جس کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہو کہ وہ اپنے آگے کی چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتا چونکہ اللہ تعالیٰ فساد اور برا بیختم کرنے اور بندوں سے اس چیز کا جس سے ان کو خود منع کیا ہے زبردستی سے مطالبہ کرنے سے بری اور پاک ہے۔ اس لیے ان کو جاہلانہ طور پر حکم نہیں دیتا اور نہ جبراً اس طرف جانے کا حکم دیتا ہے۔ یہاں کے جانے سے ان کو منع کیا ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے کہ ان کے لیے عذابِ عظیم ہے یعنی عذابِ آخرت جو کافروں کے واسطے تیار کیا گیا ہے اور دنیا میں بھی عذاب دیتا ہے۔ جسے عذابِ استصلاح جس کو اس شخص پر

نازل کرتا ہے جس کی بہتری منظور ہوتی ہے تاکہ اس کو اپنی طاعت کے بجالانے کے لیے تنبیہ کرے یا عذابِ اصطلام یعنی جڑ سے اکھڑنے والا عذاب۔ اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کو اپنے عدل و حکمت کی طرف رجوع کرائے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب رسول خدا نے ان لوگوں کو جو آیہ گوشتہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى اٰخِرَةٍ مِّنْ مَّقْصُوْدِيْنَ۔ دعوتِ اسلام کی اور ان آیاتِ معجزات کو ان کے سامنے ظاہر کیا اور وہ پھر بھی کافر ہی رہے اور ایمان نہ لائے تو اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب کو ان کے حال سے مطلع فرمایا اور یہ آیت نازل کی خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَلْحٰقِیْنِ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر پتھر لگا دی ہے کہ جو ملائکہ مقربین کے لیے جو ان لوگوں کے حال کو جو لوح محفوظ میں مسطور اور مذکور ہیں پڑھتے ہیں۔ ایک علامت ہے کہ جب وہ ان کے احوال اور ان کے دلوں اور کانوں کی طرف نظر کرتے ہیں اور ان لوگوں کو جن کے اعضا پر پتھر لگی ہیں مشاہدہ کرتے ہیں تو جو کچھ انھوں نے لوح محفوظ میں پڑھا ہے۔ اس کے مطابق پاتے ہیں اور اس کو ان کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں میں دیکھ لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ نعمتوں پر ان کا یقین اور بڑھ جاتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آیا فرشتوں کی طرح کوئی آدمی بھی اس پتھر کو دیکھ سکتا ہے۔ فرمایا ہاں میں اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ کرنے سے اس کو مشاہدہ کرتا ہوں اور میری امت میں سے وہ شخص بھی اس کا مشاہدہ کرتا ہے جو سب سے بڑھ کر خدا کا فرمانبردار اور سب سے زیادہ طاعت گزار۔ اور دینِ خدا میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرت وہ کون ہے اور ان میں سے ہر شخص اس وجہ

علیٰ کی آرزو کرتا تھا حضرت نے فرمایا کہ تم دعا کرو جس کو خدا چاہے گا اس عہدے سے ممتاز فرمائے گا کیونکہ کسی شخص کو مرتبہ جلیل محض اس شخص کے متنا کرنے یا اپنے دل میں کہہ لینے اور گھر بیٹھے خوش کرنے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ تو اس کا فضل ہے جس کو اس عہدے سے ممتاز کرنا چاہتا ہے اس کو ایسے اعمال نیک کی توفیق عطا کرتا ہے جن کے سبب اس کو مکرّم اور معزز فرمائے اس طرح اس کو سب سے افضل دے اور بزرگ تر مرتبے پہنچا دیتا ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس مرتبہ جلیل سے اس شخص کو مشرف فرمائے گا جسکی تم سب کل کے روزِ تعظیم و تکریم کرو گے اس لیے تم نیک عملوں کے

بجالاتے ہیں کہ شمش کرو جس کو اللہ تعالیٰ اس امر کی توفیق دیکھا جو زیادتی کرامت کا باعث ہو
 اسی کو وہ فضیلت عظیم حاصل ہوگی۔ الغرض جب صبح ہوئی اور مجلس رسول لوگوں سے پڑھو گئی
 اور گل کے روز ہر ایک نیکو کار نے نیک عمل کرنے اور خدا کی راہ میں نیکی کرنے میں بہت کوشش
 کی تھی اور ہر ایک اسی امید پر مجلس میں آیا تھا کہ وہ افضل اور نیکو کار میں ہی ہوں الغرض حاضرین
 نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم نے اس شخص کے اوصاف کو تو پہچان لیا اگرچہ آپ نے اس
 کے نام کی تصریح نہیں فرمائی۔ فرمایا سب بزرگیوں اور فضیلتوں اور نیکیوں کا جامع وہ شخص
 ہے جس نے اپنے مومن بھائی کا قرض ادا کیا اور عیب جو قرضخواہ کا سامنا کیا۔ اور رضائے
 خدا کے لیے غضب ناک ہوا اور اس کے غضب کے سبب اس کے دشمن کو قتل کر ڈالا اور
 جس نے مومن سے حیا کی اور شرم کے مارے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس کی بابت
 شیطان تہیم سے مقابلہ کرنے کی زحمت اٹھائی یہاں تک کہ اس کو ذلیل و خوار کر دیا اور بند مومن
 کی جان کی اپنی جان سے حفاظت کی۔ یہاں تک کہ اس کو اس ہلاکت سے چھڑا دیا۔ بعد ازاں
 ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کس نے آج کی رات ایک تزار سات سو درہم ادا کئے ہیں علی ابن ابی طالب
 نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے ادا کئے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اس قرض کو اپنے مومن بھائیوں
 کے سامنے بیان کرو میں تمھاری تصدیق کرتا ہوں کیونکہ خدا سے بزرگ و بڑے نے تمھاری تصدیق
 کی ہے یہ سامنے روح الامین موجود ہیں اور خدا کی طرف سے خبر دیتے ہیں کہ اس نے تم کو سب
 بڑائیوں سے صاف اور پاک کر دیا ہے اور افضل اور اشرف فضیلتوں سے تم کو مخصوص کیا
 ہے کافر اور اس شخص کے سوا جو اپنے بہرہ نفس سے ناواقف ہے کوئی تم کو کذب سے متہم کرے گا
 تب علی علیہ السلام نے عرض کی کہ میں شب گزشتہ فلاں ابن فلاں مومن پر گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ
 فلاں شخص جس کو میں منافی جانتا ہوں اس کو پکڑے ہوئے ہے اور اس کو تنگ کر رکھا ہے اس
 مومن نے مجھ کو آواز دی کہ اے رسول اللہ کے بھائی اور اس کے سامنے سے سختیوں کے دفع
 کرنے والے اور حبیب خدا سے دشمنوں کو ہٹانے والے میری فریاد کو پہنچو اور میری سختی کو دور کرو
 اور مجھ کو اس غم سے چھڑاؤ اس قرضخواہ سے میری سفارش کیجئے شاید وہ آپ کی سفارش کو
 مان لے اور مجھ کو کچھ ہمت دے کیونکہ میں مفلس اور تنگ دست ہوں میں نے اس سے کہا واللہ کیا

خدا پر ملا ہے مومن بھائی کا قرض ادا کرنا اور سنگرزوں اور دشمنوں کو ہٹانا

تم سچ تنگ دست ہو۔ وہ شخص بولا کہ اے برادر رسول اگر میں جھوٹ بولنے کو حلال جانتا ہوں تو
 آپ میری قسم پر بھی اعتبار نہ کریں گے میں محتاج ہوں اور سچ عرض کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی
 عزت و جلالت اس سے بڑھ کر ہے کہ میں اس کی سچی یا جھوٹی قسم کھاؤں یہ سن کر میں بھی اسکی
 طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں نہ تو اس شخص کا احسان خود اٹھانا چاہتا ہوں اور نہ یہ منظور ہے کہ تم
 پر اس کا کچھ احسان ہو۔ اس لیے میں اس شہنشاہ سے سوال کرتا ہوں جو اپنے سائلوں سے کبھی
 ناراض نہیں ہوتا اور جو کوئی اس کے ثواب کے حاصل کرنے کا قصد کرے وہ اس سے حیا
 نہیں کرتا پھر میں نے دعا کی کہ اے خدا محمد اور ان کی آل اطہار کا واسطہ ضرور اپنے اس
 بندے کا قرض ادا کر اُس وقت میں نے آسمان کے دروازوں پر نگاہ کی کہ وہاں کے فرشتے
 پکارتے ہیں۔ اے ابوالحسن اس بندے کو حکم دو کہ جو پتھر اور ڈھیلے اور کنکریاں اور مٹی اس
 کے سامنے ہے ہاتھ مار کر اٹھالے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ میں ان کو سونا کر دے پھر اس میں
 سے کچھ تو اپنا قرض ادا کرے اور باقی کو اپنا نفقہ اور سرمایہ بنائے جس کے سبب فاقہ کشی سے
 محفوظ رہے اور اپنی تنگ دستی کو دور کرے۔ یہ ندا سن کر میں نے اس شخص سے کہا اے بندہ خدا اللہ
 تعالیٰ میرے قرض کے ادا کرنے اور محتاجی کے بعد تیرے دولت مند ہونے کا حکم فرما دیا ہے اپنے
 سامنے کی جس چیز کو چاہے ہاتھ مار کر اٹھالے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو خالص سونا کر دے گا۔ اُس
 نے پتھروں اور کنکروں کو اٹھالیا۔ وہ ہاتھ میں آتے ہی سرخ سونا ہو گئے تب میں نے اُس سے
 کہا کہ اس میں سے اس کے قرض کی مقدار کے موافق جدا کر کے اس کو دیدے اس نے ایسا ہی کیا
 پھر میں نے اس سے کہا کہ یہ باقی سونا تیرا رزق ہے جو خدا نے تجھ کو بھیجا ہے۔ الغرض جو سونا اس
 نے قرض میں دیا وہ ایک تزار سات سو درہم کا مال تھا اور جو باقی رہا وہ ایک لاکھ درہم سے زیادہ
 کا تھا۔ اب وہ شخص اہل مدینہ میں سب سے زیادہ خوش حال ہے۔ رسول خدا نے ارشاد فرمایا
 کہ خدا ہی اس کا حساب جانتا ہے اور مخلوقات کی عقلیں وہاں تک نہیں پہنچتیں کہ وہ ایک ہزار
 سات سو کو ایک ہزار سات سو میں ضرب دیکھا پھر اس کے حاصل ضرب کو آپس میں ضرب
 دے گا پھر اس کے حاصل ضرب کو اسی میں ضرب دے گا۔ اسی طرح ہزار دفعہ عمل کرے گا جو کچھ خیر
 حاصل ضرب ہوگا اس قدر محل تم کو بہشت میں عطا فرمائے گا۔ ایک محل سونے کا ہوگا اور

ایک چاندی کا اور ایک موتی کا اور ایک زمر کا ایک زبرد کا اور ایک جوہر کا اور ایک محل نور پروردگار عالم کا ہوگا اور ان سب سے چند در چند غلام اور خدمت گار اور مرکب جو جنت کے آسمان اور زمین کے درمیان پرواز کرتے ہوں گے عطا کرے گا۔ یہ مژدہ سن کر جناب امیر محمد پروردگار بجالائے حضرت نے فرمایا کہ یہ تعداد ان لوگوں کی ہے جن کو تمہاری محبت کے باعث اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا اور ان سے رضامند ہوگا۔ اور اس سے چند در چند شیطاں جن و انس کو جہنم واصل کرے گا کیونکہ وہ تم سے بغض رکھتے تھے اور تمہارے درجے کو گھٹاتے تھے اور تم کو کم سمجھتے تھے۔

بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ تم میں ایسا کون شخص ہے جس نے شب گزشتہ کو غضبِ خدا اور رسول کے سبب کسی شخص کو قتل کیا ہے علی علیہ السلام نے عرض کی کہ فرمایا اس کی حقیقت اپنے مومن بھائیوں کے زور و بیان کرو۔ تب علی علیہ السلام نے بیان کیا کہ میں اپنے گھر میں تھا کہ میں نے سنا کہ دو شخص باہر لڑ رہے ہیں۔ اتنے میں وہ دونوں میرے پاس آئے ایک تو قلال یہودی تھا اور دوسرا فلان مشہور آدمی انصاری میں سے تھا۔ یہودی بولا کہ اے ابوالحسن منویر اور اس شخص کا کچھ مقدمہ تھا۔ اس کو ہم نے تمہارے صاحبِ محمد کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے میرے حق میں فیصلہ کیا، مگر یہ شخص کہتا ہے کہ میں آنحضرت کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوں کیونکہ وہ مجھ سے ڈر گئے اور تیری رعایت کی۔ میں کعب ابن اشرف یہودی کو مُتصِف مقرر کرتا ہوں میں نے اس امر سے انکار کیا۔ تب وہ مجھ سے کہنے لگا کہ تو علیؑ کا مُتصِف بننا منظور کرتا ہے۔ میں نے اس بات کو منظور کر لیا سو یہ مجھ کو آپ کے پاس لایا ہے۔ تب میں نے یہودی کے اس ساتھی سے پوچھا آیا حقیقت حال اسی طرح ہے جیسا کہ یہ بیان کرتا ہے۔ وہ بولا ہاں میں نے کہا پھر وہ ہوا۔ اس نے اول سے آخر تک پھر دہرایا جیسا کہ یہودی نے بیان کیا تھا پھر مجھ سے کہا کہ ہم دونوں کے درمیان حق ہی فیصلہ کرو میں نے اس سے کہا کہ میں گھر جاتا ہوں۔ وہ بولا کس لیے میں نے کہا وہ چیز لینے جاتا ہوں جس سے تم دونوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حکم کروں گا پھر میں گھر میں جا کر اپنی

جناب امیر محمد پروردگار عالم کی خدمت میں

تلوار اٹھالایا اور اس زور سے اس شخص کی گردن پر ماری کہ اگر پہاڑ بھی اُس وقت میرے آگے ہوتا تو اس کو چیر ڈالتا اور اس کا سر جدا ہو کر سامنے آ پڑا۔ جو نبی علی علیہ السلام اس واقعہ کے بیان کرنے سے فارغ ہوئے۔ اس مقتول کے وارثوں نے آکر عرض کی کہ آپ کے اس چیرے بھائی نے ہمارے آدمی کو قتل کر ڈالا۔ اس سے قصاص لیجئے حضرت نے فرمایا کہ اس کا قصاص نہیں ہونے کا۔ انہوں نے عرض کی کہ خون بہا ہی سہی۔ فرمایا خون بہا بھی نہیں بلکہ خدا کی قسم اس کا خون بہا نہیں دیا جائیگا، کیونکہ علیؑ نے تمہارے آدمی کے برخلاف گواہی دی ہے اور اللہ تعالیٰ علیؑ کی شہادت کے سبب اس پر لعنت کرتا ہے اور بالفرض اگر علیؑ ہر دو عالم کے برخلاف گواہی دے تو خدا اُس کی گواہی کو قبول کرے، کیونکہ وہ راست گواہ اور امانت گزار ہے تم اپنے اس آدمی کو اٹھا کر لے جاؤ اور یہودیوں کے قبرستان میں دفن کر دو۔ کیونکہ وہ ان ہی میں سے تھا۔ حضرت کا یہ ارشاد سن کر وہ لوگ اس مقتول کو اٹھا لے گئے اور خون اُس کی گردن سے جاری تھا اور تمام بدن بالوں سے چھپا ہوا تھا جناب امیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس شخص کے بال سوراخوں سے کس قدر مشابہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ یا علیؑ اگر تم کل بالوں اور دنیا کے ریت کے ذروں کی تعداد کے برابر حسنات کو شمار کرو تو وہ زیادہ نہیں ہیں۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ بیشک زیادہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ابوالحسن اللہ جل شانہ نے تمہارے اس شخص کو قتل کرنے کا ثواب یہ مقرر کیا ہے کہ گویا تم نے ریگستان عالج کے ذرات اور اس مُنافق کے کل بالوں کی تعداد کے برابر غلام راہِ خدا میں آزاد کئے اور ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب کم سے کم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر بال کے عوض اس آزاد کرنے والے کو ہزار نیکیاں عطا کرتا ہے اور ہزار گناہ معاف کرتا ہے۔ اگر وہ گناہ نہ رکھتا ہوتا تو اس کے باپ کے ہزار گناہ معاف فرماتا ہے۔ اگر وہ بھی گناہ نہ ہوتا تو اس کی ماں کے اگر وہ بھی گناہ نہ رکھتی ہوتی تو اس کے بھائی کے اور اگر وہ بھی خطا کار نہ ہوتا تو اُس کے اہل و عیال اور ہمسایوں اور قریبی رشتہ داروں کے گناہ معفو فرماتا ہے۔

بعد ازاں صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں ایسا کون ہے جس نے آج رات کو راہِ خدا میں اپنے مومن بھائی سے حیا کی ہے جبکہ اس کو محتاج اور تنگ دست پایا اور اسکی حمایت میں شیطان سے

جناب امیر محمد پروردگار عالم کی خدمت میں

مقابلہ کیا اور انجام کار اس پر غالب ہوا۔ جناب امیر نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایسا کیا ہے حضرت نے فرمایا علی تم اس کی حقیقت اپنے مومن بھائیوں کے روبرو بیان کرو تا کہ وہ سچی المقدور تمہارے نیک اعمال کی پیروی کریں۔ اگرچہ ان میں سے ایک بھی تمہاری تعریف کو نہیں پہنچ سکتا اور تمہارے غبار کو شوق نہیں کر سکتا (یعنی تمہارے حقیقت حال کو نہیں سمجھ سکتا) اور تم سے سبقت لے جانے میں تمہارے فضائل کی طرف نگاہ نہیں کر سکتا۔ مگر جس طرح زمین سے آفتاب کی طرف دیکھ سکتے ہیں اور انتہائے مغرب سے انتہائے مشرق کی طرف نگاہ کر سکتے ہیں تب علی نے عرض کی یا رسول اللہ آج رات منزلہ یعنی فلاں پر میرا گزر ہوا۔ وہاں انصار میں سے ایک مرد مومن کو دیکھا کہ بھوک کے مارے اس منزلہ پر سے خربوزے۔ ککڑی اور انجیر کے چھلکے اٹھا اٹھا کر کھا رہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے شرم کے مارے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا کہ ایسا نہ ہو یہ مجھ کو دیکھ کر شرمندہ ہو اور وہاں سے ہٹ کر اپنے گھر پہنچا اور جو کی دو روٹیاں جو میں نے اپنی سحری اور افطار کے لیے رکھی تھیں لاکر اس شخص کو دے دیں اور کہا کہ جس چیز کی تجھ کو خواہش ہو کرے ان سے حاصل کر لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان میں برکت دے گا اس شخص نے مجھ سے کہا کہ اے ابوالحسن میں اس برکت کا امتحان کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کی راست گفتاری کا مجھ کو یقین ہو جائے۔ اس وقت خربوزے کے گوشت کو میرا جی چاہتا ہے۔ میرے گھر والوں کی بھی یہی خواہش ہے۔ تب میں نے اس سے کہا کہ جتنے خربوزے کی تجھ کو خواہش ہے۔ اتنا ہی کھا اس روٹی میں سے توڑ لے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس کو خربوزے کی صورت میں تبدیل کر دے گا۔ کیونکہ میں نے اس سے محمد اور ان کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ دے کر یہ درخواست کی ہے اس وقت شیطان نے میرے دل میں گزر کیا اور کہنے لگا کہ اے ابوالحسن اس شخص کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہو۔ شاید یہ منافق ہی ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اگر یہ مومن ہے تو اس سلوک کا سزاوار اور مستحق ہے اور اگر منافق ہے تب بھی میں نے احسان ہی کیا۔ اور یہ ضرور نہیں کہ ہر احسان اسکے مستحق ہی کو پہنچے پھر میں نے اس سے کہا کہ اگر وہ منافق ہے تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ محمد اور ان کی آل اطہار کا واسطہ اس کو خالص مومن ہونے کی توفیق عطا کرے اور کفر سے اس کو پاک کر دے۔ اس دعا کا صدقہ میرے اس بزرگ خوراک کے

صدقے سے جو مالدار اور تو گرنے کا باعث ہے بہتر ہوگا۔ آخر کار میں نے شیطان کی سختی کو تحمل لیا اور اس شخص سے پوشیدہ خدا سے دعا کی کہ مرتبہ محمد و آل محمد کا واسطہ اس کے ایمان کو خالص کرے اسی اثنا میں اس کے اعضا لرزنے لگے اور وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا میں نے اس کو اٹھا کر کھڑا کیا اور پوچھا کہ تجھ کو کیا ہوا۔ وہ بولا میں منافق تھا اور محمد کی اور تمہاری باتوں میں شک کرتا تھا اس وقت آسمانوں اور جبالوں کو میرے سامنے کھولا گیا۔ جن جن لوگوں کا تم دونوں وعدہ دیا کرتے ہو ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا پھر جہنم اور اس کے عذابوں کو جن کا تم دونوں وعدہ دیا کرتے ہو میں نے دیکھا اس وقت ایمان سے میرا سینہ معمور ہو گیا اور میرا دل صاف ہو گیا اور وہ تمام شکوک جو مجھ کو پیش آیا کرتے تھے اور مضطرب کیا کرتے تھے دور ہو گئے پھر اس شخص نے وہ دونوں روٹیاں لے لیں اور میں نے اس سے کہا کہ جس چیز کی تجھ کو خواہش ہو پھوڑا سا کھڑا روٹی میں سے توڑ لے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس کو تیری خواہش کے موافق تبدیل کر دے گا الغرض وہ کھڑا برابر گوشت اور چربی اور حلوسے اور رطب اور خربوزے اور گرمی سردی کے پھلوں کی صورت میں تبدیل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو روٹیوں میں عجیب غریب چیزیں ظاہر کیں اور وہ شخص خدا کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں کی بدولت آتش جہنم سے آزاد ہوا۔ اس وقت میں نے جبریل۔ میکائیل۔ اسرافیل اور ملک الموت کو دیکھا کہ ہر ایک کو وہ ابوقیس کی مانند کوئی چیز لے کر شیطان کی طرف بڑھا اور ہر ایک نے یکے بعد دیگرے ان چیزوں کو نیچے اوپر اس طعون کے سر پر دھر دیا اور ان کے بوجھ سے اس کے اعضا ٹوٹنے لگے۔ تب اس نے جناب باری میں عرض کی کہ اے پروردگار تو نے وعدہ کیا ہے کیا تو نے روز قیامت تک مجھ کو جہنم نہیں دی۔ بارگاہ احدیت سے ندا آئی کہ میں نے تجھ کو موت سے جہنم ہی ہے نہ کہ اس امر کی کہ تجھ کو کھڑے کھڑے اور ریزہ ریزہ نہ کیا جائے۔

جناب امیر کی یہ سرگزشت سن کر جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالحسن تم نے شیطان کی سختی گوارا کی، اور جس سے وہ منع کرتا تھا اس کو راہ خدا میں کچھ عطا کیا اور اس پر غالب آئے اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ شیطان کو تمہارے پاس آنے سے منع کرے گا اور جو کچھ تم نے اس شخص کو عطا کیا ہے اور جو کچھ اس سے ظہور میں آئے گا اس کے ہر ذرے کے عوض

تم کو ایک درجہ بہشت میں عطا فرمائے گا کہ ہر ایک درجہ دنیا سے بہت بڑا ہوگا اور زمین سے لے کر آسمان تک بلند ہوگا اور اس کے مردانے کے عوض اتنا ہی بڑا ایک چاندی کا پہاڑ اور ایک یا قوت کا اور ایک جوہر کا اور ایک فور پروردگار کا اور ایک زمر کا اور ایک زبرجد کا اور ایک مُشک کا اور ایک عنبر کا پہاڑ عنایت فرمائے گا اور بہشت میں تمہارے خادموں کی تعداد بارش کے قطروں اور نباتات اور حیوانات کے بالوں کی شمار سے زیادہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام نیکیوں کا تم پر خاتمہ کرے گا اور تمہارے دوستوں کے گناہوں کو محو فرمائے گا اور تمہارے سبب سے مومنوں کو کافروں سے اور مخلصوں کو منافقوں سے اور حلال زادوں کو حرام زادوں سے جدا کرے گا۔

بعد ازاں حضرت نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج کی رات تم میں سے کسی شخص نے اپنی جان کو معرض ہلاکت میں ڈال کر کسی مومن کی جان بچائی ہے چناں امیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے ایسا کیا ہے حضرت نے فرمایا اپنے مومن بھائیوں کے سامنے اس قصہ کو بیان کرو اور اس مناقب کے نام کو جو بہارا مخالفت ہے ظاہر مت کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اسکی بدی سے محفوظ رکھا۔ اور اس (منافق) کو توبہ کرنے کے لیے نہلت دی کہ شاید وہ نصیحت قبول کرے اور خدا سے ڈرے علی علیہ السلام نے عرض کی کہ میں مدینے کے باہر محلہ بنی فلان میں جا رہا تھا اور میرے آگے کچھ دور کے فاصلہ پر ثابت بن قیس چلا جاتا تھا چلتے چلتے وہ ایک بہت گہرے اور عمیق کوئیں پر پہنچا کہ وہاں ایک منافق رہتا تھا اس لیے جہاں نے ثابت کو دھکا دیا تا کہ وہ کوئیں میں جا پڑے مگر ثابت اس کو چمپٹ گیا اس منافق نے اسی طرح پھر اس کو دھکا دیا مگر اس کو میرے آنے کی خبر نہ تھی جب تک میں وہاں پہنچا ثابت کوئیں میں جا پڑا اس وقت میں نے اس منافق کے درپے ہونا مناسب نہ سمجھا کہ ایسا نہ ہو کہ ثابت کو کچھ ضرر پہنچے اور جھٹ اسکے پڑنے کیلئے کوئیں میں کود پڑا اور اس سے پہلے تر پہنچا یہ بات سن کر آنحضرت نے فرمایا تم پہلے کیوں نہ پہنچتے کہ اس سے زیادہ وزن دار تھے اور تمہارے زیادہ وزنی ہونیکا باعث یہ ہے کہ علوم اولین و آخرین جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے سپرد کئے ہیں وہ اس تم کو سونپے ہیں اس لیے سب چیزوں سے وزن را اور بھاری ہونا تمہارا حق ہے! اب بتاؤ کہ آگے کیا ہوا عرض کی یا رسول اللہ میں کوئیں کی تہ پر پہنچا یہاں پہنچا ہوا اور

بغایب امیر کا اپنی جان کو معرض ہلاکت میں ڈال کر ایک مومن کی جان بچانا

یہ امر (یعنی کوئیں میں کودنا) مجھ کو اپنے زمین پر آہستہ آہستہ چلنے سے بھی آسان اور سہل معلوم ہوا پھر ثابت میرے ہاتھوں پر آکر گر کر میں نے اس کے تھامنے کے لیے انکو پھیلا رکھا تھا اور مجھے یہ خوف تھا کہ اس کے گرنے سے مجھ کو یا اس کو کہیں کچھ ضرر نہ پہنچے۔ گروہ مجھ کو ایسا معلوم ہوا گویا وہ ایک پھول ہے جس کو میں ہاتھ میں لیے ہوں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہی منافق اپنے دو ہر اہمیوں سمیت کوئیں کی مینڈ پر کھڑا ہے اور ان سے کہہ رہا ہے ہم تو ایک ہی کو مارنا چاہتے تھے مگر یہ تو دو ہو گئے۔ یہ کہہ کر وہ ایک پتھر اٹھا لائے جس میں دو سو من وزن تھا اور اس کو ہم پر پھینک دیا مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں ثابت کو کچھ ضرر نہ پہنچے۔ اس خیال سے میں نے اس کو اپنی نعل میں دبایا اور اس کا سر اپنے سینہ کی طرف رکھا اور اس پر اونڈھا پڑ گیا اور وہ پتھر میری گدی میں آکر لگا اور ایسا معلوم ہوا جیسے گرمی کی شدت میں نیکھے کی ہوا اس کے بعد وہ ایک اور پتھر لائے جو تین سو من کا تھا، اور اٹھا کر کوئیں میں پھینک دیا میں پھر ثابت کے اوپر اونڈھا پڑ گیا اور وہ پتھر میری گدی میں لگا اور ایسا معلوم ہوا جیسے نہایت گرمی کے دن میں سر پر پانی پڑتا ہو۔ پھر وہ تیسرا پتھر لائے جس میں پانچ سو من وزن تھا اور اس کو لڑکاتے ہوئے لائے اور اس کے لٹنے کی ان میں طاقت نہ تھی اس کو ہم پر دے مارا میں پہلے کی طرح ثابت کے اوپر جھک گیا اور وہ میری گدی اور پیٹھ میں لگا اور ایسا معلوم ہوا گویا ایک نفیس کپڑا ہے جو میں نے اپنے بدن میں پہن لیا ہے اور اس کو پہن کر خوش ہوا ہوں۔ پھر میں نے رُنا کہ وہ آپس میں ذکر کر رہے ہیں کہ اگر ابن ابی طالب اور ابن قیس میں ہزار ہزار جانیں بھی ہوں گی تو بھی ان پتھروں کی بلا سے ایک بھی نجات نہ پائیں گا۔ یہ کہہ کر وہاں سے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے شر کو ہم سے دفع کیا پھر خدا کے حکم سے اس کوئیں کی مینڈ نیچے کو جھکی اور اس کی تہ اوپر کو اٹھی اور دونوں ایک سیدھی ل کر زمین کے برابر ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر ہم نے قدم اٹھایا اور باہر نکل آئے۔

حضرت نے فرمایا ابے ابوالحسن پروردگار عالم نے اس کی عوض میں تمہارے لیے رُو فضائل اور ثواب مقرر کئے ہیں کہ اس کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں۔ قیامت کے دن ایک مندا کر گیا کہ علی ابن ابی طالب کے محب کہاں ہیں یہ آواز سن کر نیکو کاروں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا اور ان سے کہا جائیگا کہ میدان قیامت سے جس کو چاہو پوچھ کر جنت میں لے جاؤ ان میں جو چھوٹے سے چھوٹا بھی آدمی ہوگا

اس کی شفاعت سے میدانِ حشر میں سے دن لاکھ آدمی نجات پا جائیں گے اسکے بعد ایک اور منادی ندا کرے گا کہ علیؑ ابن ابی طالب کے باقی محبت کہاں ہیں۔ اس آواز پر متوسط درجہ کے لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا۔ ان کو خطاب ہوگا کہ جو چاہو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ تب وہ اپنی اپنی آرزو میں بیان کریں گے اور سب کی تمنائیں پوری کی جائیں گی۔ پھر ہر ایک کو اسکی آرزو سے لاکھ گنا اور عطا ہوگا۔ اس کے بعد تیسرا منادی ندا کرے گا کہ علیؑ ابن ابی طالب کے باقی دوستدار کہاں ہیں یہ آواز سن کر ایک قوم اٹھے گی جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم اور تعدی کی ہوگی۔ تب حکم ہوگا کہ علیؑ ابن ابی طالب سے بغض رکھنے والے کہاں ہیں۔ یہ سن کر ایک لشکر عظیم اور گروہ کثیر حاضر ہوگا۔ پھر ندا آئے گی کہ ہم ایک محبت علیؑ ابن ابی طالب کے عوض ان میں سے ایک ہزار کو فدا کرتے ہیں۔ تاکہ وہ (محبت) جنت میں داخل ہو۔ اے علیؑ اس طرح سے اللہ تعالیٰ تمھارے محبتوں کو بہشت میں داخل فرمائے گا اور تمھارے دشمنوں کو ان پر فدا کرے گا۔

بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا اس افضل و اکرم کا دوست اللہ اور اس کے رسول کا دوست ہے اور اس کا دشمن خدا اور اس کے رسول کا دشمن ہے اور محبتان علیؑ اہمیت محمدیؐ میں تمام خلق خدا سے افضل اور اشرف ہیں۔

پھر جناب امیر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو انھوں نے نظر اٹھا کر عبد اللہ ابن ابی اور اس اور یہ بولیوں کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر غمراہی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے تب حضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ تم زمین میں میرے بعد شہداء خدا (یعنی وہ لوگ جو ذات باری تعالیٰ کی گواہی دیتے ہیں) میں سب سے افضل ہو۔

الحاصل آیۃ تختہ اللہ۔ الخ کا یہ مطلب ہے کہ ان نشانوں کو ملا کر دیکھتے ہیں اور ان کو پہچان لیتے ہیں اور رسول خدا ان نشانات کو دیکھتے ہیں اور ان کے بعد خیر خلق اللہ علیؑ ابن ابی طالب ان کو دیکھتے ہیں۔ پھر خدا فرماتا ہے **وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ** یعنی ان کے لیے آخرت میں سخت عذاب جہنم کا لگا ہے اس لیے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے کاذب تھے۔

قوله عز وجل وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ہ یعنی بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان

لائے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام عالم موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتناہ نے امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو غدیر کے دن مشہور و معروف جگہ پر کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے بندگانِ خدا بتاؤ میں کون ہوں اور میرا نسب بیان کرو۔ حاضرین نے جواب دیا کہ آپ محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ہیں۔ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ اے لوگو! کیا میں تمھاری جانوں کا تم سے زیادہ مختار اور مالک نہیں ہوں۔ سب نے عرض کی یا رسول اللہ بیشک آپ کو ہم سے زیادہ ہماری جانوں کا اختیار حاصل ہے پھر فرمایا آیا تمھارا مالک تم سے زیادہ تم پر اختیار نہیں رکھتا۔ حاضرین نے عرض کی یا رسول اللہ مالک اور آقا کو زیادہ اختیار ہے۔ اس وقت آنحضرت نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور جناب باری میں عرض کی کہ یا اللہ ان لوگوں کی اس بات کا گواہ رہنا۔ اسی طرح آنحضرت نے تین بار اپنے گل کلام کو دھرایا اور حاضرین نے بھی ویسا ہی کیا۔ بعد ازاں فرمایا۔ اے لوگو! خبردار ہر شخص کا میں مالک اور مختار ہوں۔ یہ علیؑ بھی اس کا مالک اور مختار ہے۔ اے خدا اس شخص کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے۔ اور اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے اور اس شخص کی نصرت کر، جو اس کی نصرت و یاری کرے اور اس شخص کی مدد نہ کر، جو اس کی مدد نہ کرے پھر حضرت ابو بکر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ علیؑ سے سرداری مومنین پر بیعت کرو (یعنی ان کو امیر المؤمنین سمجھ کر بیعت کرو) ابو بکر نے اٹھ کر بیعت کی پھر عمر سے فرمایا کہ تم بھی ان سے سرداری و حکومت مومنین پر بیعت کرو۔ اس نے بھی کھڑے ہو کر بیعت کی بعد ازاں باقی سات کو امیر المؤمنین سے بیعت کرنے کا حکم دیا۔ ان کے بعد رسول نے ہماجرین و انصار کو فرمانِ بیعت کا ملا۔ اور اسی طرح سب نے بیعت کی آخر کار عمر ابن خطاب نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے علیؑ ابن ابی طالب مبارک ہو کہ آپ سے اور ہر ایک مومن مرد اور عورت کے آقا اور مختار ہو گئے۔ اس کے بعد سب متفرق ہو گئے اور سب پختہ عہد و پیمانہ لے گئے۔ پھر ان میں سے ایک کشتی اور نافرمان گروہ نے آپس میں صلح کی کہ جب حضرت کا انتقال ہو جائے گا تو اس امر حکومت کو علیؑ سے ضرور بالضرور ہٹا دیں گے اور اس کو اس عہدے پر ہرگز نہ رہنے دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ

حضرت اور انصار

اس کی شفاعت سے میدانِ حشر میں سے دس لاکھ آدمی نجات پا جائیں گے اسکے بعد ایک اور منادی ندا کرے گا کہ علیؑ ابن ابی طالب کے باقی محبت کہاں ہیں۔ اس آواز پر متوسط درجہ کے لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا۔ ان کو خطاب ہوگا کہ جو چاہو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ تب وہ اپنی اپنی آرزو میں بیان کریں گے اور سب کی تمنائیں پوری کی جائیں گی۔ پھر ہر ایک کو اسکی آرزو سے لاکھ گنا اور عطا ہوگا۔ اس کے بعد تیسرا منادی ندا کرے گا کہ علیؑ ابن ابی طالب کے باقی دوستار کہاں ہیں یہ آواز سن کر ایک قوم اٹھے گی جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم اور تعدی کی ہوگی۔ تب حکم ہوگا کہ علیؑ ابن ابی طالب سے بخش رکھنے والے کہاں ہیں۔ یہ سن کر ایک لشکر عظیم اور گروہ کثیر حاضر ہوگا۔ پھر ندا آئے گی کہ ہم ایک محبت علیؑ ابن ابی طالب کے عوض ان میں سے ایک ہزار کو فدا کرتے ہیں۔ تاکہ وہ (محبت) جنت میں داخل ہو۔ اے علیؑ اس طرح سے اللہ تعالیٰ تمھارے محبوبوں کو بہشت میں داخل فرمائے گا اور تمھارے دشمنوں کو ان پر فدا کرے گا۔

بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا اس افضل و اکرم کا دوست اللہ اور اس کے رسول کا دوست ہے اور اس کا دشمن خدا اور اس کے رسول کا دشمن ہے اور محبت علیؑ اہمیت محمدی میں تمام خلق خدا سے افضل اور اشرف ہیں۔

پھر جناب امیر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو انھوں نے نظر اٹھا کر عبد اللہ ابن ابی اوستا اور یہودیوں کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر حیرنگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے تب حضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ تم زمین میں میرے بعد شہداء خدا (یعنی وہ لوگ جو ذات باری تعالیٰ کی گواہی دیتے ہیں) میں سب سے افضل ہو۔

الحاصل آیۃ تختہ اللہ الخ کا مطلب ہے کہ ان نشانوں کو ملائکہ دیکھتے ہیں اور ان کو پہچان لیتے ہیں اور رسول خدا ان نشانات کو دیکھتے ہیں اور ان کے بعد خیر خلق اللہ علیؑ ابن ابی طالب ان کو دیکھتے ہیں۔ پھر خدا فرماتا ہے **وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ** یعنی ان کے لیے آخرت میں سخت عذاب جہنم کا لیا گیا ہے اس لیے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے کاذب تھے۔

قوله عز وجل وَرَمَتِ النَّاسَ مِنْ يَتَقُولُ امْتَابَا لِلَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ یعنی بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان

لائے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام عالم موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتآب نے امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو غدیر کے دن مشہور و معروف جگہ پر کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے بندگانِ خدا بتاؤ میں کون ہوں اور میرا نسب بیان کرو۔ حاضرین نے جواب دیا کہ آپ محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ہیں۔ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ اے لوگو! کیا میں تمھاری جانوں کا تم سے زیادہ مختار اور مالک نہیں ہوں۔ سب نے عرض کی یا رسول اللہ بیشک آپ کو ہم سے زیادہ ہماری جانوں کا اختیار حاصل ہے پھر فرمایا آیا تمھارا مالک تم سے زیادہ تم پر اختیار نہیں رکھتا۔ حاضرین نے عرض کی یا رسول اللہ مالک اور آقا کو زیادہ اختیار ہے۔ اس وقت آنحضرت نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور جناب باری میں عرض کی کہ یا اللہ ان لوگوں کی اس بات کا گواہ رہنا۔ اسی طرح آنحضرت نے تین بار اپنے گل کلام کو دھرایا اور حاضرین نے بھی ویسا ہی کیا۔ بعد ازاں فرمایا۔ اے لوگو! خیر و اہم جو شخص کا میں مالک اور مختار ہوں۔ یہ علیؑ ہی اس کا مالک اور مختار ہے۔ اے خدا اس شخص کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے۔ اور اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے اور اس شخص کی نصرت کر، جو اس کی نصرت و یاری کرے اور اس شخص کی مدد نہ کرے جو اس کی مدد نہ کرے۔ پھر حضرت ابو بکر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ علیؑ سے سرداری مومنین پر بیعت کرو (یعنی ان کو امیر المؤمنین سمجھ کر بیعت کرو) ابو بکر نے اٹھ کر بیعت کی پھر عمر سے فرمایا کہ تم بھی ان سے سرداری و حکومت مومنین پر بیعت کرو۔ اس نے بھی کھڑے ہو کر بیعت کی بعد ازاں باقی سات کو امیر المؤمنین سے بیعت کرنے کا حکم دیا۔ ان کے بعد رسول نے نہاجرین و انصار کو فرمانِ بیعت کا ملا۔ اور اسی طرح سب نے بیعت کی آخر کار عمر ابن خطاب نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے علیؑ ابن ابی طالب مبارک ہو کہ آپ سے اور ہر ایک مومن مرد اور عورت کے آقا اور مختار ہو گئے۔ اس کے بعد سب تفرق ہو گئے اور سب نے پختہ عہد و پیمانہ لیا۔ پھر ان میں سے ایک کسش اور نافرمان گروہ نے آپس میں صلح کی کہ جب حضرت کا انتقال ہو جائے گا تو اس امر حکومت کو علیؑ سے ضرور بالضرور ہٹا دیں گے اور اس کو اس عہدے پر برگزینہ رہنے دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ

عبدالرزاق

اور اُس کی مخالفت پر کمر بستہ ہونے کا حال تم کو معلوم ہوا ہے باہر لے جاؤ تاکہ علیؑ منجھان کر اہل
 کے جن سے اللہ تعالیٰ نے اس کو مشرف فرمایا ہے کہ زمین اور پہاڑوں اور آسمان اور تمام مخلوقات
 کو اس کا مطیع کیا ہے اور اسی واسطے اس کو تمہارا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا ہے چند عجائبات
 ان کے زور و ظاہر کرے تاکہ ان کو معادوم ہو کہ علیؑ کو ان کی کچھ پروا نہیں ہے اور وہ ان سے انتقام
 لینے سے صرف اُس خداوند متعال کے حکم سے باز رہتا ہے جو اس کے اور ان کے امور کا مدبر ہے
 اور اس تدبیر کے انتہا تک پہنچنے والا ہے اور ہمیشہ حکمت سے کام لیتا ہے اور جو کچھ حکمت کا
 منشا اور مقتضا ہوتا ہے اس کو جاری کرتا ہے۔

جب یہ حکم نازل ہوا تو حضرت نے اس جماعت کو جن کی طرف علیؑ کے امر خلافت میں طرح طرح
 کی باتیں اور ان کی مخالفت کرنے کی تجویزیں اور سازشیں کرنے کی خبریں پہنچی تھیں۔ حکم دیا کہ باہر
 چل کر علیؑ کا حال دیکھو اور علیؑ سے جب کہ وہ مدینہ کے کسی پہاڑ کی گھاٹی پر کھڑے تھے۔ فرمایا کہ
 اے علیؑ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو حکم دیا ہے کہ تمہاری نصرت اور یادری کریں اور ہمیشہ تمہاری
 خدمت گزاروں میں مشغول رہیں اور نہایت کوشش سے فرمانبرداری کا حق ادا کریں اگر یہ لوگ
 تمہاری اطاعت کریں تو ان کے لیے بہتر ہے کہ ملک جنان میں ابد تک سلطنت کریں گے اور
 خوش حال رہیں گے اور اگر مخالفت کریں تو ان ہی کے حق میں بُلا ہے کہ ہمیشہ آتش جہنم میں مبتلا
 رہیں گے۔ بعد ازاں اس جماعت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو آگاہ ہو اور خوب سمجھ لو
 اگر تم علیؑ کی تابعداری کرو گے تو کامیاب اور بہرہ ور ہو گے اور اگر ان کی مخالفت کرو گے تو شقی
 اور ناکام رہو گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ان چیزوں کے باعث جو عنقریب تم مشاہدہ کرو گے
 تمہاری موافقت اور مخالفت سے بے پروا کر دیا ہے۔ پھر جناب امیرؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تم
 محمدؐ اور اس کی آلؑ اطہار کے مرتبے کا جن کے محمدؐ کے بعد تم سردار ہو واسطے کہ خدا سے
 دُعا کرو کہ ان پہاڑوں کو تمہاری مطلوب چیزوں کی شکل میں تبدیل کر دے۔ الغرض وہ پہاڑ تمام
 چاندی کے ہو گئے پھر ان پہاڑوں نے آواز دی کہ اے علیؑ۔ اے وصی رسول رب العالمین
 اللہ جل شانہ نے ہم کو آپ کے لیے بُتیا کیا ہے۔ اگر آپ اپنے کام میں ہم کو صرف کرنا
 چاہیں تو جب آپ بلا میں ہم فوراً جواب دینگے تاکہ آپ اپنا حکم ہم پر جاری کریں۔ پھر

دُعا ہے اور اللہ تعالیٰ سے پہاڑوں کا سہنے چاہی اور پھر اس وقت اور پھر ہندو اور دیگر اشکال

سرخ سونے کی صورت میں بدل گئے اور وہی باتیں کہیں جو چاندی نے کی تھیں اُس کے بعد شک
 اور خیر اور جواہر اور یا قوت کی شکلوں میں منقلب ہوئے اور ہر چیز آپ کو آواز دیتی تھی۔ اے
 ابو الحسنؑ اے برادرِ رسولؐ ہم آپ کے محکوم ہیں۔ جب آپ کہیں یا ہم کو خرچ کرنا چاہیں تو
 آواز دیں ہم فوراً جواب دیں گے اور جو چیز آپ کو مطلوب ہوگی۔ اسی صورت میں پلٹ جائیں
 گے۔ بعد ازاں آنحضرتؐ نے ان منافقوں کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا آیا تم نے دیکھا کہ
 خدائے بزرگ و برتر نے علیؑ کو یہ خزانے جو تم نے مشاہدہ کئے عطا فرما کر تمہارے مالوں سے مستغنی
 اور بے پروا کر دیا ہے۔ پھر امیر المؤمنین علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علیؑ اللہ تعالیٰ سے محمدؐ اور اُس
 کی آلؑ اطہار کا جن کے محمدؐ کے بعد تم سردار ہو واسطے کہ سوال کرو کہ وہ ان پہاڑوں کے
 درختوں کو ہتھیار بند مردوں کی صورت میں اور پتھروں کو شیروں اور چیتوں اور اڈھاؤں کی صورت
 میں تبدیل کر دے۔ حضرت کا یہ ارشاد سن کر جناب امیرؑ نے دُعا کی اور تمام پہاڑ اور ٹیلے
 اور زمین ہتھیار بند دلاوروں سے کہ دُنیا کے دن ہزار آدمی ان میں سے ایک کا بھی مُقابلہ
 نہیں کر سکتے اور شیروں اور چیتوں اور اڈھاؤں سے بھر گئی۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ اور زمینیں
 اور ٹیلے ان سے پٹ گئے اور ہر ایک ندا دیتا تھا کہ اے علیؑ اے وصی رسولؐ خدا۔
 اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ کا فرماں بردار بنا لیا ہے۔ اور ہم کو حکم دیا ہے کہ جب آپ ان لوگوں
 کی بیخ کنی کے لیے جن پر ہم کو مسلط کیا ہے حکم دیں تعمیل کریں۔ آپ حکم دیجئے فوراً تعمیل
 ہوگی اور جو چاہیں فرمائیں اطاعت کو حاضر ہیں۔ اے علیؑ اے وصی رسولؐ خدا۔ اللہ جل شانہ
 کے نزدیک آپ کی اس قدر قدر و منزلت ہے کہ اگر آپ خدا سے سوال کریں کہ
 تمام زمین کی اطراف و جوانب کو میرے واسطے کیسے زر کی طرح ایک سونے کا ڈلا کر
 دے، تو بیشک وہ ایسا ہی کر دے۔ یا یہ دُعا کریں کہ آسمان کو زمین پر گرا دے تو
 فوراً آپ کی دُعا قبول ہو۔ یا آپ خدا سے سوال کریں کہ میری خاطر زمین کو آسمان کی
 طرف بلند کر تو وہ رحیم و کریم ایسا ہی ظہور میں لائے، یا یہ درخواست کریں کہ ہند کے
 کھارے پانی کو میری خاطر سے میٹھا پانی یا پارہ یا روغن بان کر دے یا اور کسی قسم کی پینے
 کی چیز یا کسی قسم کا روغن بنانے کی درخواست کریں تو اللہ تعالیٰ ضرور ویسا ہی

کردے اور اگر آپ یہ التماس کریں کہ سمندروں کو منجھ کر دے اور باقی خشک زمین سمندر بنا دے تو پیر و درگاہ عالم آپ کی خاطر سے ایسا ہی ظہور میں لائے جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی یہ قدر و منزلت اور عزت و وقار ہے۔ تو آپ ان سرکشوں کی سرکشی اور ان مخالفتوں کی مخالفت سے کچھ بھی محزون و غمگین نہ ہوں اور ان کی ذرا پردانہ کریں اور ایسا خیال کریں کہ گویا ان کی مدت دنیا تو ختم ہو گئی ہے اور وہ اس میں کبھی موجود ہی نہ تھے اور گویا خانہ آخرت ان پر وارد ہو چکا ہے اور وہ اس میں ہمیشہ سے تھے یا علیٰ ان لوگوں کو آپ کی اطاعت سے سرکشی کرنے کے باعث ان کے فاسق اور کافر ہونے کے باوجود اسی قادر مطلق و احکم الحاکمین نے مہلت دے رکھی ہے جس نے ذوالاوتاد اور نیرودان کنعان اور دیگر سرکشان و رعایا الوہیت اور سرتان سرکشان اور سر شہیدان صلاوات یعنی انیس عین کو مہلت دی ہے آپ اور وہ اس دایرہ یا تدار کے لیے پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو اس گھر کے لیے خلق کیا ہے تم ہمیشہ رہے گا اور کبھی فنا نہ ہوگا۔ ہاں یہ بات ہے کہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہو اور اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں ہے کہ کسی کو اپنی مخلوقات کا محافظ اور نگہبان قرار دے لیکن اس نے آپ کو ان پر شرف دیتے اور آپ کی فضل و کرامات کے انہار کا ارادہ کیا ہے اور اگر وہ چاہتا تو ان سب کو ہدایت کی توفیق دیتا۔

القصد جب اس قوم نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے یہ فضائل اور مدارج متناہیہ کئے تو ان کے مرض جسمانی پر مرض قلوب کا اور اضافہ ہو۔ اس لیے حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ **فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ** ان سرکشوں اور شک کرنے والوں اور اس بیعت علی کے توڑنے والوں کے دلوں میں بیماری ہے۔ **فَزَادَ اللَّهُ مَرَضَنَا** اور خدا نے ان کی بیماری کو اور زیادہ کر دیا کہ ان کے دل اس کے لیے متکبر اور مغرور ہو گئے۔ ان آیات و معجزات کے عوض جو اس نے ان کے سامنے ظاہر کئے۔ **وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ** ہمتا کا نہ ایک ذیون اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے کیونکہ وہ حضرت محمد کی تکذیب کرنے میں اور جھوٹ موٹ کہتے ہیں کہ ہم اس بیعت اور عہد پر قائم رہیں گے۔

قوله عز وجل **وَإِذْ قِيلَ لَهُمْ لَا تَقْسِدُوا فِى الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ**

إِنَّمَا أَنهَمُ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَّا يَشْعُرُونَ۔ یعنی اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت کرو تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ آگاہ ہو کہ فقط وہی فساد کرنے والے ہیں مگر ان کو اس بات کی خبر نہیں ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ **وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ** جب روز غدیر کی بیعت کے توڑنے والے لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ **لَا تَقْسِدُوا فِى الْأَرْضِ** خدا کے ضعیف الاعتقاد بندوں کے سامنے بیعت کے توڑنے کا اظہار کر کے زمین میں فساد مت برپا کرو کہ وہ بیچارے تمہاری باتوں کو سن کر اپنے دین و مذہب میں شوش اور حیران ہو جائیں تو **قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ** وہ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح اور درست کرتے ہیں کیونکہ ہم نہ تو دین محمدی کے معتقد ہیں اور نہ اس کے سوا کسی اور دین کو مانتے ہیں اور دین کے بارے میں حیران و سرگردان ہیں اس لیے یہ ظاہر دین و شریعت محمدی کو تسلیم کر کے آنحضرت کو خوش کرتے ہیں اور باطن میں اپنی خواہشوں کو پورا کرتے ہیں اور یہ اور مردہ الحال ہوتے ہیں اور اپنی جانوں کو محمد کی غلامی سے آزاد کرتے ہیں اور اس کے چچا کے بیٹے علی کی متابعت سے بچتے ہیں۔ اگر وہ دنیا میں صاحب دولت و حشمت ہوا تو اس کی طرف متوجہ ہوں گے اور اگر اس کا کام بگڑ گیا تو اس کے دشمنوں کی قید سے محفوظ رہیں گے اس لیے خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے۔ **إِنَّمَا أَنهَمُ هُمُ الْمُفْسِدُونَ** آگاہ ہو کہ وہی لوگ مفسد ہیں کہ وہ ایسے کام کرتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ اپنے نبی کو ان کے منافق ہونے کی اطلاع دیکھا اور وہ ان کو لعنت کرے گا اور دیگر مومنین کو بھی ان پر لعنت کرنے کا حکم دے گا اور مومنین کے دشمن بھی ان پر اعتماد نہ کریں گے کیونکہ وہ گمان کرینگے کہ جس طرح یہ اصحاب محمد سے نفاق رکھتے ہیں۔ اسی طرح ہم سے بھی نفاق رکھیں گے۔ اس لیے ان کو ان کی نظروں میں بھی کچھ وقار حاصل نہ ہوگا اور ان کا ذرا بھرا اعتبار نہ کریں گے۔

قوله عز وجل **وَإِذْ قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ** **إِنَّمَا أَنهَمُ هُمُ السُّفَهَاءُ** وَلَكِنْ لَّا يَعْلَمُونَ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ جس طرح مومن لوگ ایمان لاتے ہیں۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم جو فوہوں کی

طرح ایمان لائیں۔ آگاہ ہو کہ وہ خود ہی بیوقوف ہیں لیکن وہ نہیں جانتے۔
 امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
 وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِحِبِّ مَرْضُوعٍ مِنْ سُلْمَانَ أَوْ مَقْدَادٍ أَوْ أَبُو ذَرٍّ
 جیسے برکزیہ مومنوں نے کہا کہ تم رسول خدا اور علیؑ پر جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کا جانشین اور
 قائم مقام مقرر کیا ہے اور دین و دنیا کی کل مصلحتوں کو اس سے متعلق کیا ہے ایمان لاؤ اور اس
 نبی پر ایمان لاؤ اور اس امام کو تسلیم کرو اور ظاہر اور باطن میں اس کو قبول کرو۔ کَمَا آمَنَتِ
 النَّاسُ بِحِسِّ طَرَحٍ سَعَى كَمُؤْمِنٍ لَوْ كُنَّ سُلْمَانَ أَوْ مَقْدَادًا أَوْ ذَرًّا أَوْ عِمَارَةَ إِيْمَانٍ لَأَنَّ فِي تَوَهُ
 منافی اس کے جواب میں اپنے واقف کاروں اور رفیقوں سے قالُوا أَلَمْ نَكُنْ كَمَا آمَنَتِ
 السُّفَهَاءُ كَمَا كُنْتُمْ كُنْتُمْ كَمَا كُنْتُمْ كَمَا كُنْتُمْ كَمَا كُنْتُمْ كَمَا كُنْتُمْ كَمَا كُنْتُمْ كَمَا كُنْتُمْ
 نہیں ہے لیکن اپنے معتقد منافقوں سے جو ان کے واقف کار اور ہمراز ہیں اور ضعیف الاعتقاد
 لوگوں اور ان مومنوں سے جن پر ان کو یہ اعتماد ہے کہ وہ ہماری پرورداری نہیں کریں گے۔ ذکر
 کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا ہم سیفہ اور نادان لوگوں کی طرح ایمان لے آئیں اور سفہاء سے
 سلمان اور اس کے ہمراہی مراد لیتے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے علیؑ کی سچی محبت اور خالص فرمانبرداری
 اختیار کی ہے اور اس کے دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی دشمنی اختیار کر کے اپنے رازوں
 کو ایسا فاش کیا ہے کہ اگر محمدؐ کے کام میں کچھ خرابی پڑ جائے تو اس کے دشمن ان کو پامال اور
 برباد کر ڈالیں اور دیگر سلاطین اور محمدؐ کے مخالف ان کو ہلاک کر دیں یعنی ان کے زعم میں وہ
 مومن دشمنان محمدؐ کی اس داروگیر سے بالکل نا آشنا اور انجان ہیں (اس لیے وہ منافق
 لوگ ان کو بیوقوف کہتے ہیں) اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ
 آگاہ ہو کہ وہ منافق ہی نادان اور بیوقوف اور ناقص العقول ہیں کہ انھوں نے محمدؐ کے محلے کو
 نظر غور سے نہیں دیکھا جو وہ اس کی نبوت کو پہچانتے جس سے ان کو معلوم ہوتا کہ امر دین و دنیا
 کو جو علیؑ کے سپرد کیا ہے یہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ اب وہ دلائل الہی میں فکر و تامل نہ کر سیکے
 بسبب جاہل اور بخیر ہے اور محمدؐ اور اس کے اصحاب سے ڈرتے ہیں اور ان کے مخالفوں سے بھی امن نہیں
 ہیں معلوم نہیں کون غالب ہوگا جو ان کو ہلاک کریگا۔ اس لیے وہ خود ہی بیوقوف اور نادان ہیں کیونکہ

اس نفاق کے سبب نہ تو وہ محمدؐ اور دیگر مومنین کے طرفدار تسلیم کئے جاتے ہیں اور نہ یہودیوں اور
 دیگر کافروں کے حامی و مددگار مانے جاتے ہیں کیونکہ وہ آنحضرتؐ اور ان کے مخالفین ہر دو سے نفاق
 رکھتے ہیں حضرت کے زور و ظاہر کرتے ہیں کہ ہم ان کو اور ان کے بھائی علیؑ کو دوست رکھتے ہیں
 اور ان کے دشمنوں یہود و نواصب دشمنی رکھتے ہیں۔ اسی طرح حضرت کے مخالفوں سے کہتے ہیں
 کہ ہم محمدؐ اور علیؑ کے دشمن ہیں اور ان کے دشمنوں کے دوست اس لیے وہ مخالف بھی جانچ لیتے
 ہیں کہ یہ لوگ جس طرح محمدؐ اور علیؑ سے نفاق رکھتے ہیں اسی طرح ہم سے بھی وَلَعَنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيَكُونَ
 ان منافقوں کو علم نہیں ہے کہ امر واقعی یہ ہے اور خدا اپنے نبی کو ان کے بھیدوں پر مطلع کر دیگا
 اور وہ ان کو شناخت کر لے گا اور ان پر لعنت کرے گا اور اپنی نظر سے گرا دے گا۔

قوله عز وجل وَإِذْ الْقَوَّالَتَيْنِ آمَنُوا قَالُوا آمَنُوا وَإِذَا حَلَّوْا إِلَى الشُّبَّانِيَّةِ
 قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِؤُونَ اللَّهُ يَكْفُرُ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا لَهُمُ فِيهِ غِيبَاتٌ
 يَعْتَلَمُونَ یعنی اور جب وہ منافقین مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان
 لائے ہیں اور تمہاری طرح مومن ہیں اور جب خلوت میں اپنے مثل شیاطین گمراہ کرنے والے
 یاروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں اور یہ جو ہم اظہار ایمان کرتے ہیں تو
 یہ تو فقط ہم ان سے ہنسی اور مسخر کرتے ہیں۔ خدا ان کو ان کے ہنسی اڑانے کی جزا دیگا۔ اور
 ان کو ان کی سرکشی میں پڑا رہنے دیکھا کہ وہ اسی میں حیران و سرگردان رہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے بیان کیا کہ امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام نے ارشاد
 فرمایا ہے کہ وَإِذْ الْقَوَّالَتَيْنِ آمَنُوا قَالُوا آمَنُوا بِحِبِّ مَرْضُوعٍ مِنْ سُلْمَانَ أَوْ مَقْدَادٍ أَوْ أَبُو ذَرٍّ
 قائم رہنے والے اور امر خلافت کو ان سے ہٹانے والے منافق لوگ مومنوں سے ملاقات کرتے
 ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہاری طرح ایمان لائے ہیں اور جب سلمانؓ، مقدادؓ، ابو ذرؓ اور عمارؓ سے
 ملتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ یا خدا ہم محمدؐ پر ایمان لائے ہیں اور علیؑ کی بیعت اور اسکی فضیلت
 کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے علم کے مطیع و فرمانبردار ہیں جس طرح سے کہ تم لوگ ایمان لائے ہو اور
 اس کا باعث یہ تھا کہ ان منافقوں کا پہلا اور دوسرا اور تیسرا انوں تک کبھی کبھی راستے میں سلمانؓ
 اور اس کے ہمراہیوں سے دوچار ہوتے تھے اور جب ان کو دیکھتے تھے تو ناک جھول چڑھا کر یہ

منافقوں کا خاص رسول سے مسخر کرنا

کلمہ زبان پر لاتے تھے کہ یہ لوگ (معاذ اللہ) اس جاؤ گے یعنی محمد اور اس جنگجو یعنی علی کے اصحاب ہیں پھر آپس میں کہتے تھے کہ ان سے پرہیز اور کنارہ کشی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ علی کے باب میں جو کچھ محمد نے کہا ہے اور ہم اس کے منکر ہیں اس بارے میں کوئی بات بے سوچے اچانک تمہارے منہ سے نکل جائے اور یہ لوگ واقف ہو جائیں اگر ایسا ہوا تو یہ جا کر تمہاری نجلی کھائیں گے اور یہ تمہاری ہلاکت کا باعث ہوگا۔ تب اول کہتا تھا کہ تم دیکھنا آج میں ان کی کیسی سنسی اڑاتا ہوں اور ان کے شر کو تمہارے سر سے ٹالتا ہوں۔ الغرض جب ملاقات ہوتی تھی تو ایک کہتا تھا اے سلمان خوش آمدی تم وہ فرزند اسلام ہو کہ جس کے باب میں سید الانام حضرت محمد نے فرمایا ہے کہ اگر دین خدا ٹریا پر معلق ہو تو بھی فارس کے لوگ اس کو حاصل کر لیں گے اور یہ یعنی سلمان ان سب میں افضل ہوگا نیز آنحضرت نے فرمایا ہے کہ سلمان ہم اہلبیت میں سے ہے۔ اس طرح سے اے سلمان تم کو آنحضرت نے حیریل امین کا ہمسر اور ہم زبہ قرار دیا۔ جس کے بارے میں روزِ عبا جبکہ اس نے رسول خدا کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا میں بھی تم اہلبیت میں سے ہوں۔ حضرت نے فرمایا ہاں تو بھی ہم میں سے ہے اور حیریل کو اس ارشاد کے سننے سے اس درجہ خوشی ہوئی کہ وہ عالم بالا میں جا کر فخر کرتے تھے اور کہتے تھے واہ واہ اب فرشتوں میں میرا مثل و نظیر کون ہو سکتا ہے کہ میں اہلبیت محمد کی شمار میں داخل ہوں۔

پھر اس (منافق) نے مقداد سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے مقداد خوش آمدی تم وہ شخص ہو جس کے بارے میں رسول خدا نے علی سے فرمایا کہ اے علی مقداد تمہارا دوستی بھائی ہے اور تم کو دوست رکھتے اور تمہارے دشمنوں کو دشمن رکھتے اور تمہارے دوستوں سے محبت کر نیکی باعث ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ تم سے شکافہ کیا گیا ہے اور تمہارے ہی جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ لیکن اے مقداد آسمانوں اور جبابوں کے فرشتے تم کو تمہارے علی کو دوست رکھنے کی نسبت زیادہ دوست رکھتے ہیں اور جس قدر تم دشمنانِ علی سے بغض رکھتے ہو وہ اس کی نسبت بہت زیادہ تمہارے دشمنوں سے عداوت رکھتے ہیں۔ اے مقداد تم کو مبارک ہو اور پھر مبارک ہو۔

بعد ازاں ابوذر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے ابوذر خوش آمدی تم وہ شخص ہو جس کے باب میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ روئے زمین پر اس چرخ نیلی کے نیچے ابوذر سے زیادہ کوئی راستگو نہیں ہے

حضرت کا یہ ارشاد سن کر بعض اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ کیا سب سے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس شرافت اور فضیلت سے ممتاز فرمایا۔ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ میرے بھائی علی ابن ابی طالب کے فضائل کو کثرت سے بیان کرتا ہے اور ہر حالت میں اس کی تعریف اور مدح سرائی میں مشغول رہتا ہے اور اس کے دشمنوں کا دشمن اور اس کے دوستوں اور محبوبوں کا دوست اور محبت سے عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو ساکنانِ جنت میں سب سے افضل اور اشرف درجہ عطا کرے گا اور اس قدر کینز اور غلام اور لڑکے خدمت کیلئے عنایت فرمائے گا جن کی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں۔

پھر عمارؓ یا سر کی طرف متوجہ ہو کر کہا آئیے آئیے تشریف لائیے۔ اے عمار باوجود اسکے کہ تم واجب اور سنتی عبادتوں سے زیادہ اور کسی قسم کی عبادت بجا نہیں لاتے اور سب کو ترک کر رکھا ہے۔ مگر تاہم تم نے رسول خدا کے بھائی کی محبت کے باعث وہ عالی درجہ حاصل کیا ہے کہ کوئی ریاضت کرنے والا جو راتوں کو محراب عبادت میں کھڑا رہے اور دنوں کو روزہ رکھے اور کوئی سخاوت کرنے والا جو اپنے مالوں کو راہِ خدا میں صرف کر دے اگرچہ تمام دنیا بھر کے مال اس کے تصرف میں ہوں اس درجہ کو نہیں پاسکتا تم کو مبارک ہو کہ حضرت نے تم کو علیؓ کا مخلص دوست اور اس کی طرف سے جنگ کرنے والا منتخب فرمایا ہے اور خیر دین ہے کہ تم عنقریب اس کی محبت میں قتل کئے جاؤ گے اور قیامت کے دن اس کے گروہ کے منتخب اور پسندیدہ لوگوں میں محصور ہو گے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی تمہارے اور تمہارے ان ہمراہیوں کے اعمال کی توفیق عطا کرے جو پیغمبر خدا محمدؐ اور ولی خدا برادر رسول علیؓ ابن ابی طالب کی خدمت گزار اور ان کے دشمنوں کی دشمنی اور ان کے دوستوں اور محبتوں کی دوستی اور رفاقت میں نہایت سرگرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آج کی طرح پھر بھی عنقریب تمہاری ملاقات سے ہم کو کامیاب و رہبرہ و درگاہ کا۔ ان منافقوں کی ان ظاہری باتوں کو سلطان اور اسکے ہمراہی حکم خدا کے موافق قبول کر لیتے تھے اور وہاں سے چلے جاتے تھے۔ ان کے جانے کے بعد منافق اول اپنے ہمراہیوں سے کہتا تھا تم نے دیکھا میں نے کیسی ان کی سنسی اڑائی اور ان کے شر کو اپنے در تمہارے نفس سے باز رکھا تب وہ کہتے کہ جب تاک تو زندہ سے ہم چین سے ہیں گے اس کے جواب میں وہ ان سے کہتا کہ تم بھی ان سے ایسا ہی سلوک کیا کرو اور ان کے باب میں اس قسم کی فرصت کو عنایت جانا کرو۔ کیونکہ عاقل اور دانایا

وہ شخص ہے جو اپنے غم و غصہ میں صابر رہے۔ یہاں تک کہ فرصت پاتے۔

وَإِذَا اخَلَوْا إِلَىٰ شَيْطَانِهِمْ ۖ اس کے بعد وہ اپنے منافق اور کفرش یا اونکے پاس آتے تھے جو ان احکام میں جن کو رسول خدا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امیر المؤمنین علیہ السلام کے فضل پہونے اور ان کو تمام خلق کا امام مقرر کرنے کے باب میں ان کے سامنے بیان کرتے تھے آنحضرت کی تکذیب کرنے اور جھٹلانے میں ان کے شریک تھے وَقَالُوا ۗ اور اگر ان سے کہتے تھے کہ اتنا ہم اس تجویز اور مشورے میں جو بعد انتقال محمد کے علی سے امر خلافت کے رفع کرنے کے باب میں کیا گیا ہے مَعَكُمْ تمہارے ساتھ شامل ہیں اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِؤْنَ اور یہ جو ہمارا ان سے درگزر کرنا اور مدارات سے پیش آنا تم سننے اور دیکھتے ہو۔ اس سے کہیں دھوکے میں نہ پڑجانا ہم تو یہ سب کچھ فقط سنسی اور مستخر کی راہ سے کرتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لے محمدًا ۗ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهٖمْ ۗ خدا ان کو دنیا اور آخرت میں ان کو اس سنسی اڑانے کا عوض دے گا۔ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ ۗ اور ان کو مہلت دے گا اور اپنی نرمی کے سبب ان کو فرصت اور تاخیر عطا کریگا اور ان کو توبہ کرنے کی دعوت فرمائے گا اور جب وہ رجوع کریں گے تو ان کو بخشش کا وعدہ دیگا۔ يَعْطَاهُمُ ۗ اور وہ حیران اور سرگشتہ رہیں گے کہ نہ تو امر قبیح سے بچیں گے اور محمد اور علیؑ کو جو اذیت پہنچانا ان کے امکان میں ہوگا ضرور پہنچائیں گے اور سرگز ترک نہ کریں گے۔

امام عالم یعنی موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا میں تو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی سنسی کرنے کا طریق یہ ہے کہ ان کے اظہار اسلام کی وجہ سے ان پر احکام اسلام کو جاری کیا ہے اور تعریف اور کنایت رسول خدا ان کے ساتھ موافقت اور مراقت برتتے ہیں یہاں تک کہ مخلص مؤمنین اس تعریف و کنایہ کا مطلب سمجھ لیتے ہیں اور حکم خدا سے پیغمبر خدا ان پر لعنت کرتے ہیں۔

اور آخرت میں یہ طریق برتا جائیگا کہ جب اللہ تعالیٰ خانہ لعنت و ذلت میں ان کو جگہ دے گا اور طرح طرح کے عذابوں سے معذب کریگا اور ان مؤمنین کو بہشت میں جناب محمد پرگزیدہ بادشاہ و منتقم حقیقی کے حضور میں مقیم فرمائے گا۔ تو ان منافقوں کو جو دار دنیا میں ان سے خزان کرتے تھے دکھلائیگا یہاں تک کہ جب وہ ان منافقوں کو عیب لعنتوں اور عذابوں میں مبتلا دیکھیں گے تو ان کو اس حال میں دیکھ کر ان پر سنسی اور طعنہ زنی کر کے عجب لذت اور سرور حاصل کریں گے جیسے اپنے

خدا کے منافقوں سے دنیا و آخرت میں سنسی کرنا

یور و گار کی نعمت تھے جنت سے متلذذ اور سرد رہوں گے اُس وقت وہ مؤمن ان کافروں اور منافقوں کے نام اور صفات کو پہچان لیں گے اور وہ طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہونگے بعض کو تو جہنم کے اژدہا اپنے دانتوں سے کاٹتے ہونگے اور بعض کو وہاں کے درندے اپنے پنجوں میں لیے ہوں گے اور ان سے کھلاڑیاں کرتے اور ان کو بھاڑ بھاڑ کر کھاتے ہونگے اور بعض کو شعلہ ہائے جہنم کے کوڑے اور گرز اور موگرے لگ رہے ہونگے اور ان پر پڑ پڑ کر ان کے عذاب اور ذلت کو اور بڑھا رہے ہونگے اور بعض گرم پانی کے دریاؤں میں غرق ہوں گے اور اور ان میں کھینچے جاتے ہونگے اور بعض سپ اور گندی آلائش میں پڑے ہونگے کہ شعلہ ہائے جہنم اس سے ان کو دھکیلتے ہونگے اور بعض اور اور قسم کے عذابوں میں مبتلا ہوں گے جب وہ کافر اور منافق اور ہر نظر کریں گے تو ان مؤمنوں کو جن پر وہ دار دنیا میں محمد اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کی محبت و ولا کے معتقد ہونے کے سبب سننے تھے۔ دیکھیں گے کہ بعض تو فرشتہ تھے جنت پر لوٹ رہے ہیں اور وہاں کے میوے کھا رہے ہیں اور بعض بہشت کے درختوں اور باغوں اور سیرگاہوں میں مزے اڑا رہے ہیں اور حویلی اور کنیزوں اور لڑکے اور لونڈیاں اور غلام ان کے سامنے حاضر ہیں اور گرد پیش خدمت کے لیے جمع ہیں اور فرشتگان النبی اس کی طرف سے طرح طرح کے عطایا اور کرامات اور عجیب و غریب تحفے اور ہدیے اور احسانات لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں سلام علیکم ۖ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ ۗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۗ اور صبر کیا اور خانہ آخرت بہت اچھی جگہ ہے اور وہ مؤمن جو ان منافقوں کو دیکھ رہے ہونگے کہیں گے۔ اے فلاں اے فلاں اے فلاں اسی طرح سب کو نام بنام پکار کر کہیں گے تم کیوں اس ذلت و خواری میں پڑے ہو۔ ادھر آؤ بہشت کے دروازے تمہارے لیے کھولتے ہیں تاکہ تم اس عذاب سے چھوڑو اور نعمتہائے جنت میں ہمارے شریک ہو جاؤ۔ یہ سن کر وہ منافق اور کافر جواب دیں گے۔ افسوس ہم کو یہ بات کیونکر میسر ہو سکتی ہے وہ مؤمن کہیں گے ان دروازوں کو دیکھو۔ تب وہ بہشت کے دروازوں کو اس جہنم کی طرف جس میں وہ مبتلائے عذاب ہوں گے کھلا ہوا خیال کریں گے اور گمان کریں گے کہ ہم اس عذاب سے چھوٹ کر وہاں جا سکیں گے۔ یہ خیال کر کے وہ ان گرم پانی کے دریاؤں میں تیرنے لگیں گے اور شعلہ ہائے جہنم ان کے سامنے دوڑیں گے اور ان سے ملتی ہو کر

ان گرزوں اور کوزوں اور ٹوکریوں سے مایل گے۔ وہ اسی طرح ان عذابوں کی برداشت کرتے ہوئے ادھر کو چلتے جائیں گے جب معلوم کریں گے کہ ہم دروازوں پر پہنچ گئے تو ان کو بند پائیں گے اور شعلہ ہائے جہنم اپنے گرزوں سے ہانکتے ہوئے اٹھے پاؤں لے جا کر وسط جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ مومن اپنے اپنے جلسوں میں اپنے فرشوں پر لیٹ کر ان پر نہیں گے اور ان سے مسخر اپن کریں گے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کے قول **اللّٰہُ یَسْتَهْزِئُ بِہِمۡہُ** اور قول **قَالِیۡوۡمَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الْکٰفِرِیۡنَ یُضٰحَکُوۡنَ عَلٰی اَلۡاٰرَآئِکَ یَنظُرُوۡنَہٗ** (یعنی آج کے دن مومن تخت ہائے جنت پر بیٹھے ہوئے کافروں سے ہنسی کریں گے اور ان کی طرف دیکھیں گے کہ وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہیں) کا یہی مطلب ہے۔

پارہ سوم
سورہ طفقین

قوله عز وجل اولئک الذین اشتروا الضلالتۃ بالہدی فمآزیحۃ تجارۃلہم و ما کانوا ملئتدینہ یعنی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے عوض گمراہی کو خریدیا ہے۔ غرض ان کی سوداگری نے ان کو کچھ نفع نہ دیا اور وہ ہدایت پانے والے نہیں ہیں۔

ابوہم حسن عسکری علیہ السلام نے بیان کیا کہ امام عالم یعنی موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ **اولئک الذین اشتروا الضلالتۃ بالہدی** یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کو ضلالت کے بدلے دے ڈالا یعنی دین خدا کو ذبح کر کے اس کی عوض کفر کو بدل لیا فمآزیحۃ تجارۃ لہم ان کو اپنی اس سوداگری سے آخرت میں کچھ نفع حاصل نہ ہوگا کیونکہ انہوں نے جنت کے عوض جو ایمان لانے پر ان کے لیے تھی آتش جہنم اور اس کے عذاب ہائے گوناگوں کو خرید لیا ہے **و ما کانوا ملئتدینہ** اور وہ طریق حق و صواب کی طرف ہدایت نہ پائیں گے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک جماعت نے رسول خدا کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ رازق پاک اور منزہ ہے اپنے سنا ہوگا کہ فلاں شخص کم ہار اور قلیل البضاعۃ تھا وہ ایک قوم کے ساتھ ان کا خدمتگار ہو کر سمندر کے سفر میں گیا انہوں نے اسکی خدمتگاری کا حق اُس کو ادا کیا اور اُسے اپنے ہمراہ ملک چین کو لے گئے اور اس کیلئے اپنے مال میں کچھ حصہ مقرر کیا اور باہم چندہ جمع کر کے وہاں سے اس کے لیے کچھ اسباب خرید کر دیا اور تمام اسباب صحیح سلامت پہنچ گیا اور ہر ایک چیز میں دس گنا اس کو نفع ہوا۔ اور اب وہ اہل مدینہ میں ایک لدا اور فارغ البال شخص ہے۔

اسی طرح ایک اور جماعت نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ اپنے فلاں شخص کو دیکھا ہوگا کہ اس کی حالت بہت اچھی تھی اور نہایت مالدار اور مرفہ الحال تھا اور اس کے ذریعے اور وسیلے بہت عمدہ تھے اور اس کے پاس کچھ مال و متاع موجود تھا اور ہر طرح سے اسکی خاطر جمع تھی کہ ناگاہ اُس کو مال کثیر کی طلب ہوئی اور اس کی طرح میں ایسا بخود اور از خود رفتہ ہو کر عین طوفان اور طغیانی کے موسم میں سمندر کا سفر اختیار کیا اور کشتی غیر مستوار اور ملاح نا تجربہ کار تھے جب اُس کی کشتی منجھار میں پہنچی تو باد مخالف کے جھونکوں نے اس کو سمندر کے کڑاڑ سے دے مارا اور شب تاریک میں وہ کشتی اس ٹکڑے کے صدے سے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئی اور تمام مال و متاع غرق ہو گیا۔ مگر وہ شخص خود نہایت فقیر و محتاج ہو کر نیم جان کنارے پر جا لگا اور حسرت کی نگاہ سے دنیا کو دیکھتا تھا۔

یہ دونوں واقعے سن کر حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا **آیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایک ایسے شخص کے حال سے مطلع کروں جس کی حالت شخص اول سے بہت اچھی ہو اور ایک ایسے شخص کا حال بیان کروں جس کی حالت شخص دوم سے بھی بدتر ہو۔** حاضرین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ شخص جس کی حالت شخص اول سے بہتر ہے وہ ہے جو صدق دل سے خدا کے رسولؐ پر اعتقاد رکھتا ہو اور اُس کے بھائی اور ولی اور جانشین اور میوہ دل یعنی علیؑ ابن ابی طالب کی تعظیم و تکریم صدق نیت سے بجالاتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا نبی اور اس کے نبی کا وصی اُس شخص کے شکر گزار ہوتے ہیں اور خدا اس شخص اعتراف کے صلے میں دنیا اور آخرت کی بہتری اس کو عنایت فرماتا ہے اور ایسی زبان اس کو عطا کرتا ہے جو نعمتہائے الہی کا ذکر کرتی رہے اور ایسا دل دیتا ہے جو اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اُس کے احکام پر خوشنود اور رضامند ہو اور محمدؐ و آل محمدؑ کے دشمنوں کی تکلیفیں اور زحماتیں برداشت کرنے پر اپنے نفس کو تسلیم دے الغرض اللہ تعالیٰ اپنے آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت میں اس کو منصب جلیل پر سرفراز کرتا ہے اور اپنی خوشنودی اور کرامتیں اس کو عنایت فرماتا ہے۔ ایسے شخص کی تجارت سب سے زیادہ نفع دینے والی اور اس کا نفع سب سے بڑھ کر اور بزرگ تر ہے۔

اور وہ شخص جس کی حالت شخص دوم سے نہایت بدی اور بدتر ہے وہ ہے جو برادر رسولؐ علیؑ

ذکر از حضرت علیؑ

ابن ابی طالب کی بیعت کرے اور اس کی موافقت اور دوستی اور اس کے دشمنوں کی دشمنی اور مخالفت کا اظہار کرے بعد ازاں اس بیعت کو توڑ ڈالے اور اس کی مخالفت اختیار کرے اور اس کے دشمنوں کا دوست بن جائے اور اعمال بد پر اس کا خاتمہ ہو اور آخر کار وہ عذاب جہنم میں مبتلا ہو جو نہ تو اس کو ہلاک کرے اور نہ کبھی اس کو اس سے خلاصی اور نجات ملے ایسا شخص دنیا اور آخرت دونوں جگہ خسارے اور گھٹنے میں ہے اور یہی کلمہ کھلا نقصان اور خسارہ ہے۔

بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ خدا کا نیکو خادم کو لازم ہے کہ اس شخص کی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدگی اور برگزیدگی سے مکرّم و مشرف فرمایا ہے اور سردارِ انبیا محمد کے بعد تمام باشندگان زمین و آسمان سے افضل قرار دیا ہے یعنی علی ابن ابی طالب کی خدمت بجا لاؤ اور اس کے دوستوں اور محبوں سے دوستی رکھو اور اس کے دشمنوں سے دشمنی کرو۔ اور اپنے مومن بھائیوں کے کہ جو اسکی دوستی اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کرنے میں تمھارے شریک ہیں حقوق ادا کرو کیونکہ علی کی رعایت کرنی ان سوداگروں کے تمھارے اس رفیق کی رعایت کرنے سے بہتر ہے جس کا تم نے ابھی ذکر کیا کہ وہ اس کو لے کر عین کی طرف گئے اور اس کے مالدار اور غنی کرنے کی تجویز کی اور مال سے اس کی امداد کی۔ اے لوگو! میدانِ حشر میں قیامت کے روز ایک شیعہ وارد ہوگا کہ اس کے میزانِ اعمال کے پلٹے میں اس قدر گناہ رکھے ہونگے جو چوٹی دار پہاڑوں اور موج خیز دریاؤں سے بہت بڑے ہونگے اور سب لوگ کہیں گے کہ یہ گناہ اس بندے کو ہلاک کر دینگے اور کسی شخص کو بھی اسکے ہلاک ہونے اور ابد تک عذابِ خدا میں مبتلا رہنے میں ذرا بھر شک نہ ہوگا۔ اسی اثنا میں جناب باری سے ندا آئے گی کہ اے میرے خطا کار اور ان ہلاکتوں اور گناہوں کے مرتکب ہو جو اے بندے آیا ان گناہوں کے مقابلے میں کچھ نیکیاں بھی تیرے پاس موجود ہیں جو ان کا عوض ہو سکیں اور تو رحمتِ خدا کے باعث داخل بہشت ہو یا ان کے عوض سے کچھ زاد ہوں تو اس صورت میں تو وعدہ الہی کے بموجب جنت میں داخل ہو یہ ندا سن کر وہ بندہ عرض کرے گا کہ مجھے کوئی نیکی معلوم نہیں ہوتی تب مناد ہی پروردگار اس کو ندا کرے گا کہ تو میدانِ قیامت میں آواز دے کہ میں فلاں ابن فلاں اور فلاں شہزاد اور فلاں گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ میں اپنے گناہوں میں گھرا ہوں جو مثل پہاڑوں اور دریاؤں کے ہیں اور ان کے مقابلے میں کسی قسم کی نیکی میرے پاس موجود نہیں آیا اہل قیامت

میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کے پاس میرے لیے کسی قسم کا احسان یا نیکی موجود ہو تاکہ وہ میری فریاد کو پہنچے اور اس کے عوض میں مجھ کو ان گناہوں کے بوجھ سے چھڑائے۔ مجھے اس وقت اس نیکی کی نہایت سخت ضرورت ہے۔ یہ ندا سن کر وہ شخص اہل محشر کو یہ طرز مذکور پکارے گا۔ سب سے پہلے علی ابن ابی طالب اس کو جواب دیں گے لیتیک لیتیک۔ ہاں اے میری محبت میں محنت و رنج اٹھانے والے اور میرے دشمنوں کے ظلم و ستم سہنے والے پھر وہ اس کے پاس آئیں اور ان کے ہمراہ لوگوں کی بھیڑ بھارت اور کثرت ہوگی۔ تاہم وہ اس کے مدعیوں کی تعداد سے جن کو اس شخص پر دعوتے اور شکایتیں ہیں بہت ہی کم ہوں گے۔ یہ لوگ عرض کریں گے کہ اے امیر المؤمنین ہم اس کے مومن بھائی ہیں۔ وہ ہم سے احسان اور مروت سے پیش آیا کرتا تھا اور نہایت تعظیم و مکرم بجا لاتا تھا اور جب ہم اس کی صحبت میں شریک ہوتے تھے تو باوجود کثرت احسان کے ہم سے نہایت تواضع اور منکسر مزاجی سے سلوک کرتا تھا اس وقت ہم اپنی تمام طاعات و عبادات اس کو مہمانی میں پیش کرتے ہیں اور دے ڈالتے ہیں تب علی ان لوگوں سے کہیں گے تو پھر تم خود کس طرح جنت میں جاؤ گے وہ عرض کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و اسعہ کے ذریعہ سے کہ جو اے رسول اللہ کے بھائی آپ کے اور آپ کی اولاد کے محبتوں سے کبھی الگ نہیں ہوتی۔ اس وقت خدائے بزرگ دیر تر کی طرف سے ندا آئے گی کہ اے برادرِ رسول! خدا اس شخص کے لیے اس کے مومن بھائیوں نے تو اس قدر صرف کیا تم اس کو کیا دیتے ہو کیونکہ میں حاکم ہوں اور اسکے وزیر کے درمیان جو معاملہ ہے یعنی میرے جو گناہ اس نے کئے ہیں وہ تو میں نے تمھاری محبت کے سبب ق کر دیئے اور اسکے اور دیگر بندوں کے درمیان جو جھگڑے اور نزاع ہیں ان کا فیصلہ کرنا نہایت ضروری اور لایمپی ہے تب علی عرض کریں گے کہ اے میرے پروردگار! ارشاد فرما مجھے کیا حکم ہے! اللہ تعالیٰ فرمایا کہ اے علی! تم اس کے مدعیوں کے اس شخص پر جو دعویٰ ہیں ان کو عوض دینے کے ضامن ہو جاؤ۔ یہ ارشاد جناب باری سن کر علی اسکی ضمانت کر لیں گے اور ان مدعیوں سے کہیں گے کہ تم کو اس شخص پر جو دعویٰ ہیں اسکے عوض جو چاہو مجھ سے سوال کرو میں وہی تم کو دوں گا تب وہ عرض کریں گے کہ اے برادرِ رسول! خدا اس شخص پر جو ہمارے دعویٰ ہیں آیا آپ انکے عوض ہم کو اس رات کے اپنے ایک سانس کا ثواب دیں گے جبکہ آپ بسترِ رسول خدا پر سوئے علی جواب دینگے کہ میں نے اس

رات کے ایک سانس کا ثواب تم کو بخشا اُس وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ارشاد ہوگا کہ اے میرے بندو اب تم دیکھو کہ علیؑ نے اپنے دوست کے عوض تمہارے دعویوں کا بدلہ کیا تم کو دیا ہے پھر اس ایک سانس کے جواب میں عجیب و غریب محل اور بہشت اور نسیس چیزیں ان کو دکھائی جائیں گی اور یہ وہ چیزیں ہوں گی جن پر اللہ تعالیٰ ان دعویدار مومنوں کو رضامند کرے گا۔ بعد ازاں ان کو وہ درجے اور منزلتیں مشاہدہ کرائی جائیں گی جو کسی نے دیکھی اور سنی نہ ہوں اور کسی بشر کو ان کا خیال تک بھی نہ آیا ہو یہ حال دیکھ کر وہ مومن عرض کریں گے۔ اے پروردگار کوئی اور بہشت بھی باقی ہے؟ جبکہ یہ سب ہم کو مل گیا تو میرے باقی بندگان مومن اور انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیکو کار لوگ کہاں رہیں گے۔ کیونکہ ان لوگوں کا یہ خیال ہوگا کہ ساری جنت ہمیں کو مل گئی۔ اُس وقت جانب رب العزت سے ندا آئے گی کہ اے میرے بندو۔ یہ سب کچھ جو تم کو ملا ہے علیؑ کے اُس ایک سانس کا ثواب ہے جس کی تم نے اس سے درخواست کی تھی اور اُس نے تم کو دے دیا۔ اب تم اس کو لو اور دیکھو۔ یہ سب دعویدار اور وہ مومن جس کا معاوضہ علیؑ نے ان کو دیا ہے۔ ان بہشتوں میں چلے جائیں گے۔ پھر وہ دیکھیں گے کہ خدا نے علیؑ کے ممالک جنت میں اس قدر اضافہ فرمایا ہے جو اس بہشت کی مقدار سے اتنے گنا زیادہ ہیں کہ ان کی مقدار کو اسکے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

اس کے بعد جناب سالمتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذ الیک خیر من ثلاث ام شجرة الزقوم یعنی آیا یہ (بہشتیں جو مومنین اور مخلصین و مجتہدین اہلبیت کو مرحمت ہوگی) اچھی جگہ ہے یا درخت زقوم کہ جو میرے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کے مخالفوں کیلئے تہمتا کیا گیا ہے۔

قوله عز وجل مثلهم كمثل الذي استوقد نارا فلما اضاءت ما حوله ذهب اللہ بنورہم و ترکلہم فی مظلمت لا یبصرون ہم بکم و انھی ذلکم لا یجوعو یعنی ان منافقوں کی مثال ان شخصوں کی سی ہے (جو اندھیری رات میں) آگ روشن کریں جہاں کے ارد گرد کی چیزیں روشن ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو دور کر دے اور ان کو اندھیرے میں چھوڑ دے کہ وہ سمجھ نہ دیکھتے ہوں۔ وہ (منافق) بہرے گونگے اور اندھے ہیں اور وہ کبھی ایمان کی طرف رجوع نہ کریں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

مثلهم كمثل الذي استوقد نارا فلما اضاءت ما حوله ذهب اللہ بنورہم و ترکلہم فی مظلمت لا یبصرون ان منافقوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو آگ روشن کرے تاکہ اُس کو اپنے ارد گرد کی چیزیں نظر آنے لگیں۔ جب اُس کو وہ چیزیں دکھائی دینے لگیں تو اللہ تعالیٰ اس آگ کی روشنی کو دور کر دے کہ ہوایا بارش بھیج کر اُس کو بجھا دے۔ یہی حال ان بیعت شکن منافقوں کا ہے جنہوں نے علیؑ کی بیعت کو جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لی تھی توڑ ڈالا اور ظاہر ا شہادت دی کہ خدا ایک ہے اور کوئی اُس کا شریک نہیں اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے اور علیؑ اُس کا ولی عہد اور وصی اور وارث اور اُس کی اُمت میں سکا جانشین اور اسکے فرزند کا ادا کرنے والا اور اُس کے وعدوں کو پورا کرنے والا اور اُس کی جگہ بندگانِ خدا کا نگہبان اور حاکم ہے۔

اس ظاہری شہادت کے ادا کرنے سے وہ منافق مسلمانوں کی میراث کے وارث ہوئے اور مسلمانوں میں نکاح کیا اور مسلمانوں نے اسی شہادت کے باعث ان کو دوست رکھا اور اسی جہ سے بلاؤں اور تکلیفوں کو بوجہ احسن ان سے دفع کیا اور ان کو اپنا دینی بھائی قرار دیا اور جن بُرائیوں سے وہ اپنے انفس میں کو بچاتے تھے ان سے انکو بچائے رکھا اس لیے کہ وہ (مسلمان) ان کی زبان سے اس شہادت (خدا و رسول) کو سنتے تھے مگر جب پنچہ اجل میں گرفتار ہوتے تو پروردگار عالمین کے حکم میں اہل ہو جائیں گے جو سب رازوں اور ہجید ذکا عالم ہے اور کوئی چیز اس پر پوشیدہ نہیں ہے چونکہ وہ منافقوں میں کفر کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ اس لیے عذابِ خدا میں مبتلا ہوں گے۔ یہ وہ وقت ہے کہ ان کی روشنی جاتی رہے گی اور احکامِ آخرت کی تاریکیوں میں گرفتار ہونگے اور وہاں سے نکلنے کی راہ نہ پائیں گے اور اس جگہ سے واپس آنے کی کوئی سبیل ان کو ہاتھ نہ آئے گی۔

پھر خدا فرماتا ہے **ہم** یعنی عذابِ آخرت میں بہرے ہونگے بکم یعنی آتشِ جہنم کے طبقوں میں گونگے ہونگے عجب یعنی آخرت میں اندھے ہونگے چنانچہ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے **وَنَحْشُرْہُمْ یَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰی وُجُوْہِہِمْ عُمِيًا وَّ بَکْمًا وَّ مَسْمًا وَّ مَآوَا ہُمْ جَہَنَّمُ ہُ كَلَّمَا حَبَّتْ زَہَنَاتُہُمْ سَعِيْرًا** یعنی قیامت کے دن ہم ان کو منہ کے بل محسوس کریں گے کہ وہ اندھے گونگے اور بہرے ہونگے اور ان کا مقام جہنم میں ہوگا جب اُس کی آگ مدھم ہونے لگے گی تو ہم اُس کو اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔

اور جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مرد یا عورت ظاہر میں امیر المؤمنین کی بیعت کرے اور باطن میں اس کو توڑ ڈالے اور ان سے نفاق رکھے جب ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لیے اس کے پاس آتا ہے اس وقت ابلیس و اس کے یار و دو گار اس کے سامنے صوف پتیلے ہوتے ہیں اور آتش ہائے جہنم اور اس کے عذاب ہائے گونا گوں جو اسکے آنکھوں، دل اور کانوں کے واسطے مقرر ہیں اور جہنم کے تنگ مقامات میں جو اسکی نشست گاہیں ہیں اس کے سامنے متمثل ہوتے ہیں اور جنت اور اس کی منزلیں جو اس شخص کے تا این دم مومن اور امیر المؤمنین علیہ السلام کی بیعت پر قائم رہنے کی صورت میں اس کو ملتیں اس کے آگے شکل پذیر ہوتی ہیں اور ملک الموت اس سے کہتا ہے دیکھ یہ جنت جس کی خوشبو دل و رشاد مایوں کے دریچے کو بجز خدا کے جو پروردگار عالمین ہے اور کوئی نہیں جانتا تیرے واسطے مہیا کی گئی تھی اگر تو برادر رسول خدا کی ولایت اور محبت پر قائم رہتا تو قیامت کے دن تیری بازگشت اس کی طرف ہوتی۔ مگر تو نے اس کے رشتہ ولایت کو توڑ ڈالا اور اس کی مخالفت کی۔ اس لیے یہ آتش ہائے جہنم اور اس کے عذاب ہائے گونا گوں اور اس کے شعلے اور موگیاں اور اژدہا جو اپنے منہ کھولے ہوئے ہیں اور کچھو جو اپنی ذیلیں اٹھائے ہیں، اور دزدے جو اپنے پنچوں کو کھولے ہوئے ہیں اور باقی اور طرح طرح کے عذاب تیرے لیے تیار ہیں اور تیری بازگشت ان کی طرف ہوگی اس وقت وہ شخص کہتا ہے۔ **يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ مِجْهًا** لازم کی گئی تھی اس کو اپنے اوپر لازم اور واجب ٹھہراتا۔

بزرگوار حضرت امیر المؤمنین

ان

قوله عز وجل **أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَسَرَعْدٌ وَأَسَاقِطٌ** **يَجْعَلُونَ أَهْلًا يَعْلَمُونَ فِي إِذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ** **يَكَادُ الْبَرْقُ يَحْطِفُ أَبْصَارَهُمْ هُمْ كَلِمَاتُ أَهْلَاءٍ لَهُمْ مَسَّوْا فِيهِ ط وَإِذَا أَنْظَلَهُمْ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَكَلِمَاتُ اللَّهِ لَذَهَبٌ بِسَمْعِكُمْ وَأَبْصَارِكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ** **كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** یہ یعنی یا ان منافقوں کی مثال ان شخصوں کی سی ہے جن پر آسمان سے مینہ برس رہا ہو اور کالی گھٹا چھاتی ہو۔ بادل گرج رہا ہو۔ بجلی چمک رہی ہو اور وہ بجلی کی کڑک سے ہلاک ہونے کے ڈر سے آنکھیاں کانوں میں دیتے ہوں اور اللہ سب

کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو چندھیانے جب اس (بجلی) کی چمک سے رستہ روشن ہو جاتا ہے تو وہ چلنے لگتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو پھر جاتے ہیں اور اگر خدا چاہے تو ان کے کانوں کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت کو نازل کرے کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے لیے دوسری مثال بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس قرآن کی مثال جس میں ان منافقوں کی طرف خطاب کیا گیا ہے اور اسے محمد جس کو ہم نے تجھ پر نازل کیا ہے اور اس میں میری وحدانیت کا بیان اور تیری نبوت کی دلیل کی وضاحت اور اس امر کی روشن دلیل موجود ہے کہ تیرا بھائی علی ابن ابی طالب اس منصب اور عہدے کا جس پر تو نے اس کو مقرر کیا ہے اور اس مرتبے کا جس پر اسکو مقرر کیا ہے اور اس ملک رانی اور حکومت کا جس پر اس کو متعین کیا گیا ہے مستحق اور متزا د ہے ان منافقوں کے حق میں ایسی ہے **أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَسَرَعْدٌ وَأَسَاقِطٌ** **يَجْعَلُونَ أَهْلًا يَعْلَمُونَ** **فِي إِذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ** یہ جیسے بارش جس میں کالی گھٹا سے اندھیرا چھایا ہو اور بادل گرج رہا ہو اور بجلی چمک رہی ہو جس طرح اس بارش میں یہ چیزیں موجود ہیں اور جو شخص ان میں مبتلا ہے وہ خوف کرتا ہے۔ ایسا ہی ان منافقوں کا حال ہے کہ وہ بیعت علیؑ کو رد کرتے ہیں اور اس بات سے خوف کرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ اے محمد تو ان کے نفاق سے وقت ہو جائے جس طرح وہ شخص جو اس قسم کے مینہ اور کڑک اور بجلی میں مبتلا ہو ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اس کے دل نکل پڑے یا بجلی اس پر گر پڑے۔ اسی طرح یہ منافق خوف کرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو تو ان کے کفر سے مطلع ہو جائے اور ان کے قتل و قمع کا باعث ہو جو شخص اس بارش میں گرفتار ہوتے ہیں وہ اپنی آنکھیاں کانوں میں دیتے ہیں تاکہ کڑک کے صدمے سے ان کے دل باہر نہ نکل پڑیں اور وہ موت کے خوف سے ایسا کرتے ہیں جس طرح یہ لوگ جو اس بارش میں مبتلا ہیں اپنے کانوں میں آنکھیاں دیتے ہیں کہ کس کڑک کے صدمے سے انکے دل باہر نہ نکل پڑیں اسی طرح یہ منافق جب سنتے ہیں کہ تو بیعت علیؑ کے توڑنے والوں پر لعنت کرتا ہے اور ان لوگوں کے حالات کھلنے پر عقاب عذاب کا وعدہ دیتا ہے تو اپنی موت کے خوف سے آنکھیاں اپنے کانوں میں دیکھتے ہیں کہ ایسا نہ ہو تیرے ان پر لعنت کرنے

اور عقاب و عذاب کا وعدہ دینے کو سن کر ان کے چہرہ متغیر ہو جائیں اور ان کا یہ حال دیکھ کر تیرے اصحاب ان کو شناخت کر لیں کہ وہ یہی لوگ ہیں جن پر لعنت کی گئی ہے اور ان کے لیے وعدہ عذاب دیا گیا ہے کیونکہ جب چہروں کے متغیر ہونے اور ان کے پیچ و تاب کھانے سے ان کا حال کھل جائیگا تو نفاق کا الزام ان پر پختہ ہو جائیگا اور پھر وہ تیرے ہاتھ سے یا تیرے حکم سے قتل ہونے سے امن میں نہ رہیں گے پھر خدا فرماتا ہے **وَاللّٰهُ مُخِيطٌ بِالْكَافِرِيْنَ** یعنی اللہ تعالیٰ کافروں پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس کو ان پر قدرت حاصل ہے۔ اگر وہ چاہے تو ان میں سے منافقوں کے نفاق کو تجھ پر ظاہر کر دے اور ان کے رازوں سے تجھ کو واقف کر دے اور ان کے قتل کرنا تجھ کو حکم دے بعد ازاں فرمایا **يَا كَاذِبُ** یعنی قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو چندھیا دے اور یہ اس قوم کی مثال ہے جو بجلی کی چمک میں مبتلا ہوں اور انھوں نے اسکی طرف سے اپنی آنکھوں کو بند نہ کیا ہو اور ان کو اس کی چمک سے بچانے کیلئے اپنے چہروں کو نہ ڈھانپا ہو اور اپنی راہ کو جس کو وہ بجلی کی روشنی میں طے کرنا چاہتے ہیں نہ دیکھا ہو بلکہ انھوں نے فقط بجلی ہی کی طرف نگاہ کی ہو اس حال میں فریبک کہ بجلی انکی آنکھوں کو چندھیا دے اسی طرح ان منافقوں کا حال ہے کہ قرآن کی جو آیات محکمات تیری نبوت پر دلالت کرتی ہیں اور اپنے بھائی علی کو امام مقرر کرنے پر تیری بیچانی کو ظاہر کرتی ہیں اور جو مجھ سے تجھ سے اور تیرے بھائی علی سے مشابہہ کرتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ تیرا امر نبوت اور اسکا امر امامت بالکل حق اور درست ہے اور اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے پھر بھی وہ ان دلیلوں میں جو وہ آیات قرآنی اور تیرے اور تیرے بھائی علی ابن ابی طالب کے معجزات و آیات سے مشابہہ کرتے ہیں غور و تامل نہیں کرتے اور تیری محبتوں اور دلیلوں میں ان کا حق سے درگزر کرنا عنقریب ان کے اور تمام اعمال کو جن کو وہ سوچ سمجھ کر اور درست طور پر بجا لاتے ہیں باطل کر دیکھا کیونکہ جو کوئی ایک حق کا انکار کرتا ہے یہ انکار کرنا اس کو ہر ایک حق کے انکار پر پہنچا دیتا ہے اور اس کا منکر اس کے تمام حقوق کے باطل ہونے میں منکر اس شخص کے ہے جو آفتاب کی طرف نظر کرے اور اس سے اسکی آنکھوں کا نور جاتا رہے۔ بعد ازاں فرمایا **كَلِمَاتٍ اَنْشَأَ لَهَا** یعنی جب بجلی کی چمک رستہ روشن ہو جاتا ہے یعنی جب وہ امر ظاہر ہوتا ہے جس کے تحت ہونے کا ان کو اطمینان ہے **مَشْرُؤًا** یعنی تو اس پر قائم ہو جاتے ہیں اور ان منافقوں کا یہ دستور تھا کہ جب

ان کی گھوڑیاں پھیریاں یعنی تھیں اور ان کی عورتوں کے ہاں لڑکے پیدا ہوتے تھے اور ان کے نخلستان بارور ہوتے تھے اور کھیتیاں خوب بھلتی پھولتی تھیں اور تجارت میں نفع ہوتا تھا اور اوستیاں بہت دودھ دیتی تھیں تو کہتے تھے کہ یہ سب کچھ علی سے ہمارے بیعت کرنے کا نتیجہ ہے کیونکہ وہ خوش نصیب اور صاحب اقبال آدمی ہے اس لیے مناسب ہے کہ ظاہر میں ہم اس کی اطاعت کریں تاکہ اس کے اقبال سے نیک زندگی بسر کریں **وَإِذْ اَظْلَمْنَا عَلٰی لِقَامِہٖمْ قَامُوْا** اور جب تاریکی ہو جاتی ہے کھڑے ہو جاتے ہیں یعنی جب ان کی گھوڑیاں پھیریاں اور عورتیں لڑکے نہ جنیتیں اور تجارتوں میں نفع نہ ہوتا اور نخلستان کی کھجوریں کھل نہ لائیں اور کھیتیاں اچھی طرح نہ بھلتی پھولتیں تب وہ اس کلمہ نیک سے باز رہتے اور کہتے کہ یہ سب کچھ علی سے ہمارے بیعت کرنے اور محمد کی تصدیق کرنے کی بدبختی اور شامت کا نتیجہ ہے اور یہ آیت ایک اور آیت کی نظیر ہے جس میں خدا اپنے حبیب کو مخاطب کر کے فرماتا ہے **وَإِنْ تُصِبْہُمْ حَسَنَةٌ یَّقُوْلُوْا اٰھٰذِہٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَإِنْ تُصِبْہُمْ سَیِّئَةٌ یَّقُوْلُوْا اٰھٰذِہٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ** یعنی اگر ان کو کوئی نیک پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر کوئی بدی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ بدی تیری طرف سے ہے۔ اے محمد تو ان کافروں سے کہہ دے کہ یہ نیک اور بدی سب خدا کی طرف سے ہے یعنی اسی کے حکم اور رضا سے جاری ہوتی ہے اور میری بدبختی اور برکت سے نہیں۔ پھر خدا فرماتا ہے **وَلَوْ شَاءَ اللّٰہُ لَذَہَبَ بِسَمِیْعِہُمْ** یعنی اور اگر خدا چاہے تو ان کے کانوں کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت کو دور کر دے تاکہ ان کو اس بات سے بچنا مہتر نہ ہو جو وہ چاہتے ہیں کہ کہیں تو اور تیرے اصحاب اور دیگر مومنین کے کفر سے واقف نہ ہو جائیں کیونکہ اگر ایسا ہوا تو تو ان کو (کفر کے باعث) قتل کر دیکر **اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ** کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور کسی شے کے عمل میں لانے سے قاصر اور عاجز نہیں ہے۔

قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ یٰۤاٰیہٰمَ النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ یعنی اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے گزرے ہیں پیدا کیا ہے تاکہ تم عذاب و دوزخ سے بچو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام نے اس

پارہ
تخصیصت
سورۃ نسا
۱۰۷

میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو کونسی ایذا دی۔ حضرت نے جواب دیا کہ اے بریدہ کیا تیرا گمان یہ ہے کہ مجھ کو صرف وہی شخص ایذا پہنچاتا ہے جو مجھ کو ہی ایذا دے کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور جو کوئی علیؑ کو ایذا دیتا ہے وہ مجھ کو ایذا دیتا ہے اور جو مجھ کو ایذا دیتا ہے وہ خدا کو ایذا دیتا ہے اور جو خدا کو ایذا دے اسکو آتش جہنم کے دردناک عذاب سے ایذا دینا خدا پر واجب اور لازم ہے۔ اے بریدہ تجھ کو زیادہ معلوم ہے یا خدا زیادہ واقف ہے یا وہ فرشتے جو لوح محفوظ کو پڑھتے ہیں تو زیادہ واقف ہے یا فرشتے ارحام پھر فرمایا کہ اے بریدہ تو کیونکر اس کو خطا کا بتلاتا ہے اور ملامت اور سرزنش کرتا ہے اور اس کے فعل پر طعن و تشنیع کرتا ہے اور یہ جبرئیلؑ امین موجود ہیں اور اس کے حافظان اعمال کی طرف سے خبر دیتے ہیں کہ انھوں نے وقت ولادت سے لے کر تائیں دم کوئی خطا اس کے نامہ اعمال میں درج نہیں کی اور فرشتہ ارحام نے مجھ سے بیان کیا کہ اسکی پیدائش سے پہلے جبکہ اسکو ماں کے پیٹ میں مستحکم کیا گیا انھوں نے لکھا کہ اس سے ہرگز کوئی خطا سرزد نہ ہوگی اور قاریان لوح محفوظ نے شب معراج مجھ کو خبر دی کہ انھوں نے لوح محفوظ میں لکھا ہوا دیکھا کہ علیؑ ہر خطا اور لغزش سے معصوم اور پاک ہے اے بریدہ تو کیونکر اس کو خطا کا بتلاتا ہے حالانکہ پروردگار عالمیں اور فرشتگان مقررین اس کو صواب اور درست پر بتاتے ہیں اے بریدہ علیؑ سے نیکی اور خوبی کے سوا کبھی مت پیش آؤ کیونکہ وہ تمام مومنوں کا حاکم اور تمام اوصیاء کا سردار اور مسلمانوں کا شہ سوار اور بزرگان روشن رو کا پیشوا اور بہشت و دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہے۔ قیامت کے دن آتش جہنم سے مخاطب ہو کر کہے گا۔ ہذا الی و ہذا الی یہ میرے واسطے ہے اور یہ تیرے لیے اور اے بریدہ کیا تم سب مسلمانوں پر واجب نہیں ہے کہ علیؑ سے بھگڑا مت کرو اور اس سے عناد مت رکھو اور اس کو غضب میں مت لاؤ مگر یہ بات تم سے بہت بعید ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ علیؑ کی جو قدر و منزلت تمھاری نظروں میں ہے خدا کے نزدیک اس کا تیرا اس سے بہت زیادہ ہے کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو بتاؤں کہ خدا کے نزدیک اس کی قدر و منزلت کتنی سے اصحاب نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ بیان فرمائیے نب فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ قوموں کو مبعوث کریگا کہ ان کے میزان اعمال گناہوں سے پر ہوں گے ان سے کہا جاگا کہ یہ تو بدیاں ہیں نیکیاں کہاں ہیں ان کو لاؤ۔ ورنہ تم ہلاک ہو گے وہ عرض کریں گے کہ اے

ہمارے پروردگار ہم کو اپنی نیکیاں تو معلوم نہیں اس وقت جانب پروردگار سے نہ آئیگی کہ اے میرے بندو اگر تم اپنی نیکیوں کو نہیں جانتے تو میں تو ان کو جانتا ہوں اور میں ان کو تمھارے لیے زیادہ کرونگا پھر ہوا ایک چھوٹے سے رقعہ کو اڑا کر انکے نیکیوں کے پیمانے میں ڈال دے گی اور وہ پلہ ان کے گناہوں کے پتے سے آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ نیچے کو جھک جائیگا پھر ان میں سے ایک شخص کو علم ہوگا کہ اپنے ماں باپ بھائیوں خواصوں قریبیوں یاروں اور آشناؤں کا ہاتھ پکڑا اور ان کو جنت میں داخل کرے گا دیکھ کر اہل محشر عرض کریں گے کہ ہمارے پروردگار ہم نے اسکی بدیوں کو تو پہچان لیا مگر نیکیوں کو نہیں دیکھا کہ وہ کیا کچھ ہیں ان کے جواب میں خدا فرمایا کہ اے میرے بندو ان میں سے ایک شخص کے ذمے اپنے بھائی کا کچھ قرض باقی تھا وہ اس بقایا قرض کو لے کر اس قرضخواہ بھائی کے گھر گیا اور جا کر اس سے کہا کہ یہ اپنا باقی قرض مجھ سے لے لے کیونکہ میں تجھ کو علیؑ کا دوست دار ہوں نیکی وجہ سے دوست رکھتا ہوں یہ بات سن کر اس قرضخواہ نے اس سے کہا کہ میں نے تجھ کو دوستدار علیؑ ہونے کے سبب قرض چھوڑ دیا اور یہ میرا مال حاضر ہے جتنا تیرا جی چاہے اس میں سے لیجا اور اپنے کام میں لا اس لیے اللہ تعالیٰ ان دونوں کا شکر گزار ہوا اور اس سبب سے انکی خطاؤں کو معاف کر دیا اور اس کو ان کے اعمال مول و ریزانوں میں داخل کیا اور ان کے لیے اور ان کے ماں باپ اور ان کے اہل و عیال کے لیے بہشت کو واجب کیا۔

بعد ازاں حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا اے بریدہ جو لوگ کہ بغض علیؑ کے باعث داخل جہنم ہوئے ان کی تعداد کنکریوں سے بہت زیادہ ہوگی جو پھر اتار کے قریب پھینکی جاتی ہیں خبردار تو ان میں سے نہ ہونا الغرض آیہ اَعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَرُوحٍ مِنْ اَبْنِ اٰدَمَ طَالِبُ كِتَابِكُمْ كِتَابُكُمْ مَعَ رَبِّكُمْ فَاسْتَجِيبُوا لِحُكْمِ رَبِّكُمْ فَارْتَدُّوا عَلٰی اَعْقَابِهِمْ مَرْجُوۡمًا وَاُولٰٓئِكَ سَمِعُوا لِقَاءَ رَبِّهِمْ اِنَّ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَرُوحٍ مِنْ اَبْنِ اٰدَمَ طَالِبُ كِتَابِكُمْ كِتَابُكُمْ مَعَ رَبِّكُمْ فَاسْتَجِيبُوا لِحُكْمِ رَبِّكُمْ فَارْتَدُّوا عَلٰی اَعْقَابِهِمْ مَرْجُوۡمًا

امام فرماتے ہیں کہ اس اخیر آیت کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو اس لیے پیدا کیا تاکہ تم سب کے سب متقی اور پرہیزگار بنو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اور مقام میں فرمایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف

اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری معرفت حاصل کریں۔
دوم یہ کہ تم اس ذات کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم آتس جہنم سے محفوظ رہو۔

اور لَعَلَّ کلام خدا میں واجب کے معنی میں آتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ اس بات سے برتر ہے کہ اپنے بندے کو بے فائدہ تکلیف و مشقت میں ڈالے اور اپنے فضل و کرم کی طمع دلائے اور پھر اس کو اس سے محروم رکھے۔ دیکھو جب کوئی بندہ کسی شخص سے کہے کہ تو میری خدمت کر تاکہ تو مجھ سے اور میری خدمت سے کچھ نفع پائے اور میں اس خدمت کے عوض تجھ کو کچھ فائدہ پہنچاؤں اور وہ شخص اس کی خدمت کرے پھر وہ شخص اس (خدمتگار) کو فائدہ سے محروم رکھے اور اس کو کچھ نفع نہ پہنچائے یہ فعل اس شخص کا کس قدر قبیح اور ذلیل سمجھا جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ کے افعال تو اپنے بندوں کے افعال سے بہت بزرگ و برتر اور قبیح اور ذلیل ہونے سے نہایت بعید ہیں۔

قوله عز وجل الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مِنْ فَرَاشٍ وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِيشًا قَالِكُمْ فَلَا تَجْحَلُوا لِلَّهِ أَنْذَادًا قَرَأْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ یعنی وہ خدا جس نے تمہارے واسطے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور بادلوں سے پانی برسایا اور اس سے تمہارے واسطے بہت سے پھولوں کا رزق زمین سے پیدا کیا پس تم خدا کے لیے شریک مت قرار دو۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ جن کو تم خدا کا شریک بناتے ہو وہ کچھ بھی مقدور نہیں رکھتے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فَرَاشًا یعنی وہ خدا جس نے زمین کو تمہارے لیے فرش بنایا ہے یعنی اس کو تمہاری طبیعتوں کے مناسب اور جسموں کے موافق بنایا ہے تو زیادہ گرم ہے کہ تم کو حلاوت اور نہ زیادہ سرد ہے کہ تم کو جمافے اور نہ زیادہ خوببودار ہے جو تمہارے سروں میں درو پیدا کرے اور نہ اتنی بدبودار ہے کہ تم کو ہلاک کرے اور نہ پانی کی طرح اتنی نرم ہے کہ تم کو ڈوبنے اور نہ ایسی سخت ہے جو تم کو کھیتی باڑی کرنے مکان بنانے اور مردوں کے دفن کرنے سے مانع ہو۔ بلکہ اس میں ایسی استواری اور متانت ہے کہ تم اس سے منتفع ہوتے ہو اور اس پر ٹھہرتے اور قیام کرتے ہو اور تمہارے بدن

اور مکان اس پر قائم ہوتے ہیں اور اللہ جل شانہ نے اس میں ایسی نرمی رکھی ہے جو کھیتی باڑی کرنے اور قبریں بنانے میں تمہاری مطیع فرمان ہے اور اسی طرح اور بیشمار فوائد اس سے حاصل کرتے ہو۔ اسی واسطے خدا نے زمین کو تمہارے لیے فرش قرار دیا ہے پھر فرماتا ہے وَالسَّمَاءَ بِنَاءً یعنی آسمان کو تمہارے اوپر محفوظ چھت کی طرح بنایا کہ اس میں سورج چاند اور دیگر ستارے و کواکب کے فوائد کے لیے گردش دیتا ہے وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً یعنی بارش کو بلندی سے نازل کیا تاکہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں اور گھاٹیوں اور نشیب زمین میں ہر جگہ پانی پہنچ جائے پھر اس کو جدا جدا کیا کہ کبھی تو بچھو ہار کی طرح برستا ہے کبھی موسلا دھار پڑتا ہے کبھی بڑی بڑی بوندیں ہو کر گرتا ہے کبھی کم کم برستا ہے تاکہ اس سے تمہاری زمینوں کو سیراب کرے اور اس مینہ کو ایک ہی ٹکڑے کی صورت میں تم پر نہیں برساتا۔ اگر ایسا ہو تو تمہاری زمینیں درخت کھینٹیاں اور پھل سب خراب اور برباد ہو جائیں فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِيشًا قَالِكُمْ یعنی پھر اس بارش کے سبب زمین سے طرح طرح کی چیزیں اُگائیں جو تمہارا رزق ہیں فَلَا تَجْحَلُوا لِلَّهِ أَنْذَادًا پس تم کو مناسب ہے کہ تمہارے وجود کو جو کچھ سمجھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ خدا کے نظیر اور اس کے شبیہ اور مثل مت بناؤ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ اور تم جانتے ہو کہ وہ بہت ان نعمتوں میں سے جو پروردگار نے تم کو عنایت فرمائی ہیں کسی ایک کے پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتے۔

اور امیر المؤمنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے آیۃ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فَرَاشًا کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا تو آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پہلے اپنے عرش کو اس پر قائم کیا چنانچہ ارشاد فرمایا ہے هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى السَّمَاءِ یعنی وہ خدا وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ روز میں پیدا کیا اور ان کی پیدائش سے پہلے اس کا عرش پانی پر قائم تھا۔

پھر ہواؤں کو پانی پر بھینچا ان سے اس میں لہریں اٹھیں اور بخارات بن کر اوپر کو بلند ہوتے اور جھاگ پیدا ہوئی۔ ان بخارات سے تو سائلوں آسمان پیدا کئے اور اس جھاگ سے زمینیں خلق فرمائیں اور زمین کو پانی کے اوپر پھیلا دیا اور پانی کو سخت پتھر پر قائم کیا اور اس پتھر کو مچھلی پر اور مچھلی کو بیل پر اور بیل کو اس سنگ بزرگ پر جس کا ذکر کفیمان نے اپنے بیٹے سے کیا ہے چنانچہ خدا

تُفْهَانُ كِي زبَانِي فَرَمَاتَا هِيَ يَا بِنْتَا اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي مَخْلُوقَاتِ
 اَرْضِي السَّمَوَاتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ هِيَ يَا بِنْتَا بِلَهَا اللّٰهُ يَعْنِي اِسے بیٹے وہ گناہ یا نیکی اگر یہ
 پھٹانی میں رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ سنگ سخت و بزرگ کے بیچ میں ہو
 خواہ آسمانوں میں یا زمین میں ہو۔ اُس کو اللہ تعالیٰ مقام حساب میں لے آئے گا۔
 اور اس پتھر کو ٹرے پر ٹھہرایا اور خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں کہ ٹرے کے نیچے کیا ہے
 الغرض جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو خلق فرمایا تو اُس کو کعبہ کے نیچے بچھایا پھر اس کو پانی پر پھیلا یا
 اور وہ سب چیزوں پر محیط ہو گئی۔ یہ حال دیکھ کر زمین فخر کرنے لگی اور کہنے لگی کہ میں نے سب چیزوں کو
 گھیر لیا ہے کہ اب مجھ پر کون غالب ہو سکتا ہے اور مچھلی کے کانوں میں ایک ایک سونے کی زنجیر
 پٹی ہوئی تھی جس کا ایک سر اعروش سے ملا ہوا تھا تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے مچھلی حرکت میں آئی اس
 کے متحرک ہونے سے زمین اپنی تمام چیزوں سمیت ملنے لگی جیسے کشتی پانی کی سطح پر ہلا کرتی ہے جبکہ
 اس میں بڑے زور کی لہریں اٹھا کرتی ہیں اور زمین اس لہل چل کو روک نہ سکی زمین کا یہ حال دیکھ
 کہ مچھلی فخر سے کہنے لگی کہ میں زمین پر بھی غالب آگئی جو سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے ایسا کون
 ہے جو مجھ پر غالب آسکے۔ اُس وقت خدا نے پہاڑوں کو خلق کیا اور ان کو زمین پر گاڑ دیا اور ان
 کے سبب زمین اس قدر بھاری ہو گئی کہ پھر مچھلی اس کو نہ ہلا سکی یہ حال دیکھ کر پہاڑ فخر کرنے لگے
 اور بولے کہ ہم مچھلی پر بھی غالب آگئے جس نے زمین کو مغلوب کیا تھا۔ اب ہم پر کون غالب آ
 سکتا ہے تب خدا نے لہے کو پیدا کیا اور پہاڑ اُس سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور اُس کا کچھ دفعیہ
 اور روک تھام نہ کر سکے۔ یہ دیکھ کر لہا فخر سے کہنے لگا کہ میں پہاڑ پر غالب آیا جس نے مچھلی کو مغلوب
 کیا تھا۔ اب مجھ پر کون ور ہو سکتا ہے۔ تب خلاق عالم نے آگ کو خلق فرمایا اور اُس نے
 لہے کو پگھلا کر ریزہ ریزہ کر ڈالا اور لہے سے اس کا کچھ چارہ نہ بن پڑا۔ آگ نے جب یہ حال
 مشاہدہ کیا تو فخر سے کہنے لگی کہ میں لہے پر غالب ہوئی جس نے پہاڑ کو مغلوب کیا تھا۔ ایسا
 کون ہے جو مجھ پر غالب ہو سکے۔ تب اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا اور اُس نے آگ کو بجھا دیا۔ پھر
 پانی ازراہ فخر پکارا کہ میں آگ پر غالب آیا جسے لہے کو مغلوب کیا تھا۔ اب مجھ پر کون غلبہ پاسکتا ہے
 اُس وقت خدا نے ہوا کو خلق فرمایا اور اُس نے پانی کو اڑایا یہ حال دیکھ کر ہوا کو بھی فخر ہوا کہ میں نے

پانی کو مغلوب کیا جو آگ پر غالب آیا تھا اب مجھ پر کون ور ہو سکتا ہے تب خلاق عالم نے انسان
 کو پیدا کیا اس نے عمارتیں بنا کر ہوا کو اُس کی گزرگاہوں سے بھیر دیا اس پر حضرت انسان بھی اکتانے
 لگے اور فخر و تکبر کی راہ سے کہنے لگے کہ میں ہوا پر بھی غالب ہوا جس نے پانی کو مغلوب کیا تھا اب مجھ پر
 کون غالب ہو سکتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو خلق فرمایا اور اُس نے انسان کو مار ڈالا
 جب ملک الموت نے یہ حال دیکھا تو فخر یہ کہنے لگا کہ میں انسان پر غالب آیا جس نے ہوا کو مغلوب
 کیا تھا اب مجھ پر کون مغلوب ہو سکتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بہت فخر کر نیوالا اور بہت
 غلبہ پانے والا اور بہت بخشش کر نیوالا ہوں اور سب چیزوں پر غالب ہوں (میں تجھ پر بھی غالب ہوں)
 چنانچہ فرمایا ہے اَلَيْهٖ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهُ یعنی سب امور اسی کی طرف رجوع ہوں گے۔
 امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی یا رسول اللہ
 وہ مچھلی نہایت عجیب ہے اور اس میں کتنی بڑی طاقت ہے کہ زمین کو اس کی تمام چیزوں سمیت لیا
 متحرک کیا کہ وہ اس حرکت کو روک نہ سکی حضرت نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسی چیز کی خبر دوں
 جو اس مچھلی کی نسبت زیادہ قوی اور بہت بڑی اور وسیع ہے صحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ
 بیان فرمائیے جب خدا نے عرش کو پیدا کیا تو اس کے ساٹھ ہزار تین سو ستون خلق فرمائے اور ہر
 ستون کے پاس ساٹھ ہزار تین سو فرشتے ایسے قوی اور عظیم الجثہ پیدا کئے کہ اگر ان میں سے چھوٹے
 سے چھوٹے فرشتے کو حکم دے تو وہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو لقمہ کر جلتے اور یہ
 اس کے خلق کے سوراخ میں ایسے معلوم ہوں جیسے ایک وسیع بیابان میں ریت کا ایک ٹیلہ
 پھر اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو حکم دیا کہ اے میرے بندو میرے اس عرش کو اٹھاؤ۔ ان سب
 نے مل کر ہر چند زور لگایا اٹھانا تو کہاں حرکت تک بھی نہ دے سکے تب اللہ تعالیٰ نے ہر ایک
 فرشتے کے پاس ایک ایک فرشتہ اور پیدا کیا پھر بھی عرش کو جنبش تک نہ ہوئی بعد ازاں
 خدا نے ہر فرشتے کے پاس دس دس فرشتے اور پیدا کئے تب بھی نہ ہلا سکے پھر ہر ایک فرشتے
 کے پاس اس تمام تعداد کے برابر برابر فرشتے خلق فرمائے پھر بھی ان کو اتنی قدرت نہ ہوئی کہ عرش
 کو ہلا سکیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ تم اس کو چھوڑ دو میں خود اپنی قدرت کا مظہر ہے
 اس کو اٹھاؤ لگتا غرض اُس قادر مطلق نے اپنی قدرت سے اس کو تھاما پھر ان میں سے آٹھ فرشتوں کو

پارہ ۱۲
 سودہ نمودار

امر فرمایا کہ اب تم اس کو اٹھاؤ انھوں نے عرض کی کہ اے پروردگار جبکہ ہم اس تمام خلق کثیر اور
 جم غفیر کے ساتھ ہو کر نہ اٹھا سکے تو بھلا ہم انھوں کو کیوں کر اٹھا سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ نے ارشاد
 فرمایا کہ میں اللہ ہوں کہ دور کو نزدیک اور سرکش کو سزگوں اور شدید کو خفیف اور مشکل کو آسان کر
 دیتا ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور جو چاہتا ہوں حکم دیتا ہوں میں تم کو ایسے کلمات تعلیم کروں گا
 کہ ان کے کہنے سے اس کا اٹھانا تم پر سہل ہو جائے گا۔ فرشتوں نے عرض کی کہ اے ہمارے
 پروردگار وہ کون سے کلمات ہیں۔ فرمایا تم کہو **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْحَوْلُ وَلَا
 قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَحَسْبِيَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ وَّالْحَسْبُ اللّٰهُ** ان کلمات کو تلاوت کر کے
 عرش کو اٹھایا اور وہ ان کے کندھوں پر ایسا ہلکا پھلکا معلوم
 ہوتا تھا جیسے کسی قوی اور طاقتور آدمی کے کندھے پر بال اگے ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان
 باقی فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ عرش کو انہی آٹھ فرشتوں کو اٹھائے رہنے دو اور تم اس کے گرد
 طواف کرو اور میری تسبیح اور تہجد اور تقدیس میں مصروف رہو۔ کیونکہ میں وہ خدا ہوں جو اس چیز
 پر قدرت رکھتا ہوں جو تم نے مشاہدہ کی اور میں ہر ایک چیز پر قادر ہوں۔

یہ سن کر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ان عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کا حال نہایت عجیب ہے
 کہ وہ کس قدر قوی اور کتنے عظیم الجثہ ہیں فرمایا کہ یہ فرشتے باوجود اتنی بڑی طاقت کے ان صحیفوں کو
 نہیں اٹھا سکتے جن میں میری امت کے کسی شخص کے حسنات درج ہوں۔ صحابہ نے عرض کی یا حضرت
 فرمائیے ایسا شخص کونسا ہے تاکہ ہم اس کو دوست رکھیں اور اس کی تعظیم و تکریم بجالیں اور اس کی دوستی
 سے قرب خدا حاصل کریں۔ فرمایا وہ شخص وہ ہے جو اپنے ہمنشینوں سمیت بیٹھا تھا کہ میرے اہمیت
 میں سے ایک شخص اپنے سر کو پٹے سے ڈھانپے ہوئے اس کے پاس سے گزرا اور اس نے اسکو ٹھپکانا
 جب وہ گزر گیا تو اسکی پشت کو دیکھ کر پہچان لیا اور اٹھ کر ننگے سرننگے پاؤں اس کی طرف دوڑا اور اس
 کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا پھر اسکے سر بیٹہ اور پیشانی کو چوما اور کہا کہ اے برادر رسول اللہ میرے ماں باپ
 تجھ پر سے خدا ہوں تیرا گوشت اس کا گوشت ہے اور تیرا خون اس کا خون ہے اور تیرا علم اس کا علم ہے
 اے یعنی میں خدا نے رحمن و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں اور خدا نے بلند اور بزرگ کے سوا اور کسی کو طاقت
 اور قوت نہیں ہے اور خدا محمد اور ان کی آل اطہار پر درود بھیجے۔ (مترجم)

اور تیرا علم اس کا علم ہے اور تیری عقل اسکی عقل ہے میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو تم اہمیت کی محبت
 سے بہرہ ور کرے۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے اس کے اس فعل اور اس قول کا اس قدر ثواب اس کے لیے مقرر
 کیا ہے کہ اگر اس کی تفصیل صحیفوں میں درج کی جائے تو یہ تمام فرشتے جو عرش کے گرد طواف کرتے
 ہیں اور جو عرش کو اٹھا رکھے ہیں ان صحیفوں کو نہ اٹھا سکیں اور جب وہ اپنے مصاحبوں کے پاس وہاں سے
 واپس آئے تو وہ اس سے کہنے لگے کہ تو باوجود اس اپنی جاہ و جلالت اور اسلام میں اپنے مرتبے اور رسول خدا
 کے نزدیک اس قدر تقرب حاصل ہونیکے ایسی ناموزوں اور نازیبا حرکت کرتا ہے اس نے جواب دیا کہ
 اے جاہلو اسلام لانے سے محمد اور اس شخص کی محبت کے بغیر کچھ حصول نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس
 قول کے عوض بھی اتنا ہی ثواب عنایت فرمایا جتنا اس کے اس فعل و قول کے عوض پہلے محبت کیا تھا
 پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خدا اپنے قول میں بالکل صادق اور راستی پر ہے مثلاً اگر خدا کسی
 شخص کو تمام دنیا کی عمر سے لاکھ گنی عمر دے اور دنیا کے تمام مالوں سے لاکھ گنا مال اس کو عنایت
 کرے اور وہ شخص ان تمام مالوں کو راہ خدا میں صرف کرے اور اپنی عمر کو عبادت الہی میں فنا کر دے
 اس طرح ہر کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت پروردگار میں کھڑا رہے اور ان کے بجالانے
 میں ذرا کمی اور مستی نہ کرے پھر وہ شخص اس عبادت اور سخاوت کے بعد ایسے حال میں اللہ تعالیٰ
 سے ملحق ہو کر محمد یا اس شخص (جس کی تعظیم کیلئے وہ شخص گیا تھا) کی دشمنی دل میں رکھتا ہو خدا اس کے
 نکتھوں کے بل سزگوں آتش جہنم میں ڈالے گا اور اسکے اعمال کو اسی کی طرف لوٹائے گا اور انکو ضبط کرے گا۔ صحابہ
 نے عرض کی یا رسول اللہ وہ دونوں شخص کون کون ہیں۔ فرمایا اس فعل کا بجالانے والا تو یہ شخص ہے جو سر پہ
 کپڑا ڈالے آ رہا ہے۔ لوگ دیکھنے کیلئے اسکی طرف چھپے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سعد بن معاذ اوسی انصاری ہے
 اور وہ شخص جس کے حق میں یہ کلمات کہے گئے وہ دوسرا شخص ہے جو سر پہ کپڑا ڈالے ادھر کو آ رہا ہے ناگاہ
 کیا دیکھتے ہیں کہ وہ علی ابن ابی طالب ہے پھر فرمایا کہ بہت سے لوگ ان دونوں کی محبت کے سبب سعید
 اور نیک بخت ہونگے۔ اور بہت سے لوگ ان میں سے ایک کی دوستی کا دعویٰ کریں گے اور دوسرے
 کی دشمنی کا۔ اس سبب سے شقی اور بد بخت ہوں گے۔ کیونکہ وہ دونوں ایسے شخص کے دشمن ہونگے اور
 جس کے یہ دونوں دشمن ہیں۔ محمد بھی اس کا دشمن ہے اور جس کا محمد دشمن ہے خدا بھی اس کا دشمن ہے
 اور وہ اس پر غالب ہے۔ اور اس نے اپنے عذاب کو اس پر لازم اور واجب کیا۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اے خدا کے بندو اہل فضل کی فضیلت کو اہل فضل ہی پہچان کر تین
پھر سعد سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے سعد تجھ کو بشارت ہو کہ خدا تیرا خاتمہ شہادت پر کرے گا اور تیرے
سبب سے کافروں کی ایک جماعت جہنم میں جائیگی اور تیرے مرنے سے عرشِ خدا حرکت میں آئے گا اور تیری
شفاعت سے اس قدر لوگ بہشت میں داخل ہوں گے جنکی تعداد بنی کلب کے حیوانات کے برابر ہوگی۔
پھر فرمایا کہ آیۃ یجعل لکم الأرض فیراشا کے یہ معنی ہیں کہ زمین کو تمہارے لیے فرش بنایا
کہ تم رات کو سوتے وقت اور قبو لو کہتے وقت اس پر لیٹے ہو و السماء بقاء اور آسمان کو چھت
بنایا یعنی مضبوط چھت کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت سے زمین پر گرنے سے محفوظ ہے اور سورج چاند
اور دیگر ستارے اس میں گردش کرتے ہیں جو لوگوں کے نفع کیلئے مسخر کئے گئے ہیں بعد ازاں حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم خدا کے اس فعل سے متعجب اور حیران مت ہو کہ وہ آسمان کو زمین پر گرنے سے
محفوظ رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ اس سے بھی بڑی شے کی حفاظت کرتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ وہ کیا ہے
فرمایا اس سے بزرگ تر شے محمد و آل محمد کے محبوبوں کی طاعتوں اور عبادتوں کا ثواب ہے و انزل
میت السماء ماء یعنی آسمان کی طرف سے پانی نازل کیا۔ اس آیت میں ماء سے مراد بارش
ہے۔ ہر ایک قطرے کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس کو اس کی مقرہ جگہ میں رکھتا ہے جہاں خدا
نے اس کو حکم دیا ہے۔ یہ بات سن کر حاضرین نہایت متعجب ہوئے تب حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم فرشتوں
کی اس تعداد کو زیادہ گمان کرتے ہو۔ جو فرشتے علی ابن ابی طالب کے دوستوں کیلئے استغفار کرتے ہیں
ان کی تعداد ان فرشتوں سے بہت زیادہ ہے اور دشمنان علی پر لعنت کرنے والے فرشتوں کی تعداد
ان سے بھی زیادہ ہے۔ پھر خدا فرماتا ہے ق اخرج بہ من السموات رزقا لکم یعنی اس
بارش کے سبب تمہارے لیے پھلوں کا رزق زمین سے پیدا کیا جتنا اب رسالتاً نے اصحاب
کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ آیاتم دیکھتے ہو کہ یہ پتے اور دانے اور گھاس کس کثرت سے ہیں عرض کی
کہ یا رسول اللہ بیشک ان کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے فرمایا جو فرشتے آل محمد کی خدمت کرتے ہیں۔
ان کی تعداد ان کی نسبت بہت زیادہ ہے کیا تم جانتے ہو؟ کہ وہ ان کی کیا خدمت کرتے ہیں۔ وہ نور
کے طبق اٹھاتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان (آل محمد) کے لیے تحفے چھنے ہوتے ہیں
اور ان (طبقوں) کے اوپر نور کی قندیلیں ہوتی ہیں نیز آل محمد جو تحفے ان میں سے اپنے شیعوں اور محبوبوں کو

بھیجتے ہیں وہ اٹھا کر لے جاتے ہیں اور ایک طبق میں اس قدر نفیس چیزیں ہوتی ہیں کہ دنیا کے تمام
مال ان کے اونے بجزو کی قیمت کو بھی پورا نہیں کر سکتے۔

قوله عز وجل وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ
وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ مُصِدِّقِينَ ۚ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ
تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۗ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۗ وَ
لَيُبَشِّرَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
كُلَّمَا رَزَّوْقًا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رَزَّوْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رَزَّوْنَا مِنْ قَبْلُ ۗ وَأَنزَلِ
مِثْلَهَا لَنَا ۗ وَلَهُمْ فِيهَا أَنْجَارٌ مُّطَهَّرَةٌ ۗ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۗ یعنی اگر تم کو
اس کتاب کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے محمد پر نازل کی ہے یہ شک ہے کہ ہم نے اس
کو نازل نہیں کیا بلکہ اس نے خود بنالی ہے تو تم کو چاہیے کہ تم بھی ویسی ایک سورت بنا لاؤ اور
خدا کے سوا اپنے تمام حاضرین مجلس سے جو بڑے ادیب اور فصیح ہیں یا اپنے بھتیوں سے اس
کام میں مدد لو۔ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو اور اگر تم نہ کر سکو اور قیامت تک تم ہرگز ہرگز
ایسا نہ کر سکو گے تو تم آتش جہنم سے خوف کرو جس میں ایندھن کی جگہ آدمی اور گندھک کے پتھر
جھونکے جائینگے جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اور اے محمد تو بشارت دے ان لوگوں کو جو ایمان
لائے ہیں اور انھوں نے نیک عمل کئے ہیں کہ ان کو ایسی بہشتیں ملیں گی جن کے نیچے نہریں جاری
ہیں جب ان کو وہاں سے میوے کھانے کو دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے یہ تو وہی میوے ہیں جو ہم
کو پہلے دنیا میں کھانے کو ملتے تھے اور ان کو ایسے میوے دیئے جائیں گے جو شکل اور رنگ میں باہم
ملتے جھلتے ہونگے اور وہاں ان کو پاکیزہ عورتیں مرحمت ہونگی اور وہ ہمیشہ وہیں رہیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کیلئے رضائیں بیان کر چکا
جو اپنے کفر کو ظاہر کرتے تھے اور انحضرت کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور ان ناصیبوں کے لیے
جو حضرت سے نفاق رکھتے تھے اور جو کچھ اپنے اپنے بھائی علی کے حق میں بیان کیا تھا اس کے منکر
تھے اور جو آیات و معجزات حضرت نے دکھائے تھے اور جو نشانیاں حضرت نے علی کیلئے مکہ اور
مدینہ میں ظاہر فرمائی تھیں اور ارشاد فرمایا تھا کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں ان کی نسبت کہتے تھے کہ

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں اور ان کے دیکھنے سے ان کی سرکشی اور نافرمانی اور زیادہ ہو گئی تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے سرکشان مکہ و مدینہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ **وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا لَعَلِّي أَمْرٌ كَثِيرٌ** یعنی اگر تم کو اس چیز میں جو ہم نے اپنے بندے محمد پر نازل کی ہے شک ہے یہاں تک کہ تم کہتے ہو کہ محمد خدا کا رسول نہیں ہے اور قرآن جو اس پر نازل ہوا ہے وہ میرا کلام نہیں ہے باوجودیکہ میں نے تم میں اس پر آیات روشن کو ظاہر کیا چنانچہ سفروں میں ابراہیم کے سر پر سیاہ کئے رہتا تھا اور پہاڑوں اور پتھروں اور درختوں اور سنگریزوں نے جو جمادات کی قسم سے ہیں اس پر سلام کیا اور ان لوگوں کو جو اس کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے اس نے اپنے قتل سے باز رکھا بلکہ خود ان کو ہی قتل کیا اور دوزخ جو ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے باہم مل گئے اور اس نے ان کی آڑ میں بیٹھ کر رخ حاجت کی پھر وہ دونوں اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے اور ایک مسخت کو اس نے پکارا وہ فوراً قرآن بردار غلاموں کی طرح سر جھکائے حاضر ہوا پھر اسکو واپس جانیکا حکم دیا وہ حکم سنتے ہی تابعدار غلاموں کی طرح اپنی جگہ پر واپس چلا گیا **فَأَنزَلْنَا** اے گروہ قریش یہود اور اے گروہ نواصب کہ تم ظاہر میں اسلام کا دعویٰ کرتے ہو اور باطن میں اس سے بیزار اور ناخوش ہو۔ اور اے عرب کے فصیحوں ' **بَلِيغُونَ** اور زبان دانوں کے گروہ **بِسُورَةِ قُرْآنٍ مِّثْلِهِ** ایسی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ جیسی کہ محمد لایا ہے کہ جو تم ہی جیسا ایک شخص ہے اور نہ پڑھتا ہے اور نہ لکھتا ہے اور اس نے کوئی کتاب نہیں پڑھی اور کسی عالم کی صحبت میں نہیں گیا اور کسی شخص سے اس نے کچھ نہیں سیکھا اور سفر اور حضر میں تم اس کو دیکھتے رہے ہو اور اس حالت میں اس نے چالیس برس اپنی عمر کے گزار دیئے۔ پھر وہ ایسی کتاب لایا جو علوم اولین و آخرین کی جامع ہے۔ اگر تم کو اس کی ان نشانیوں میں کچھ شبہ ہے تو تم بھی کسی ایسے ہی آدمی سے ایسا ہی کلام بنا لاؤ تاکہ اس کا کاذب ہونا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو ظاہر ہو جائے کیونکہ جو چیز کسی بندے کی طرف سے ہوتی ہے باقی مخلوق میں کوئی نہ کوئی اور بھی ایسا ہوگا جو ویسی چیز بنا سکے اور اے گروہ قاریان کتب یہود و نصاریٰ اگر تم کو اس شریعت میں جو محمد تمہارے پاس لایا ہے اور اس امر میں کہ اس نے اپنے بھائی علی کو جو تمام وصیا کا سردار ہے اپنا وصی مقرر کیا ہے یا وجود ان معجزوں کے مشاہدہ کرنے کے جو اس نے تمہارے سامنے ظاہر کئے چنانچہ باز دے گو پسند جیسا کہ زہر ملا یا گیا تھا اس سے ہم کلام ہوا اور پھر یہی ہے اس باتیں کیں اور جب وہ

منبر پر وعظ میں مصروف تھا۔ لکڑی (جس کے سہارے حضرت قبل از تیاری منبر کھڑے ہو کر وعظ فرمایا کرتے تھے) اس کے فراق میں رونے لگی اور اللہ تعالیٰ نے اس زہر کے اثر کو جو (خیمہ میں) زن یہود نے اس کے کھانے میں ملا دیا تھا اس سے دور کیا اور بلا کو انہی (یہودیوں) پر پھیر دیا اور وہ سب ہلاک ہو گئے اور تھوڑے سے کھانے کو زیادہ کر دیا کچھ خشک سے تو تم بھی ویسی ایک سورت لے آؤ یعنی تورات۔ انجیل۔ زبور۔ صحف ابراہیم اور دیگر ایک گلو جو وہ کتب سماوی میں سے قرآن جیسی کوئی ایک سورت نکال لاؤ کیونکہ تم کو ان سب کتابوں میں قرآن جیسی ایک سورت بھی نہ ملے گی اور اے گروہ یہود و نصاریٰ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ محمد کا کلام جو تمہارے زعم میں مقبول یعنی جھوٹی باتیں بنانے والا ہے اللہ تعالیٰ کے سب کلاموں اور اسکی تمام کتابوں سے افضل ہو۔ بعد ازاں سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ **وَإِذْ نَادَىٰ آدَمُ بَنِي آدَمَ أَنْ خُذُوا زِينَتَكُمْ** یعنی اے مشرکوں اپنے بیٹوں کو جن کی تم پرستش کرتے ہو بلاؤ اور اے یہود و نصاریٰ تم اپنے شیطانوں کو پکارو اور اے منافق مسلمانو جو آل اطہار کے مخالف ہو تم اپنے ہم صحبت ملحدوں کو اور ان سب کو جو تمہارے منشا کے پورا کرنے میں تمہارے معین و مددگار ہیں بلاؤ۔ **إِنْ كُنْتُمْ حٰدِقِينَ** اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ محمد نے اس قرآن کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اس پر نازل نہیں کیا اور یہ جو علی کا تمام امت سے افضل ہونا بیان کیا ہے اور اس کو ان کا حاکم اور فرمانروا مقرر کیا ہے۔ یہ خدائے حکم الحاکمین کے حکم سے نہیں ہے۔ اس کے بعد خدا فرماتا ہے **فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا** یعنی اے حجت خدا کے نہ ماننے والو اگر تم ایسا کلام نہ لا سکو اور حقیقت یہ ہے کہ **وَلَوْ تَفَعَلُوا** تم سے یہ کام ہرگز نہ ہوسکے **كَفَأَتَقُوا النَّارَ الَّتِي ذُكِرْتُهَا النَّاسُ وَالْحِجَابَةَ** اس لیے تم اس آگ سے ڈرو جس میں لکڑیوں کی جگہ آدمی اور گندھک کے پتھر ڈالے جائیں گے اور وہ آگ بھڑکے گی اور اہل جہنم کو عذاب دے گی۔ **أَعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ** جو کہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے جو کلام خدا اور اس کے نبی کو جھٹلاتے ہیں اور اس کے ولی اور وصی سے عداوت رکھتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ ان کافروں کو جھٹلاتا ہے کہ تم اس قرآن کی نظیر کے لانے میں اپنے عاجز ہونے سے جان لو کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اگر خلق خدا کی طرف سے ہوتا تو تم ضرور اس سے مقابلہ کر سکتے اور ویسا بنا سکتے۔

۱۵۹
میں

آخر کار جب وہ سرزنش اور معارضہ کے بعد عاجز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ
لَيْسَ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ يَّاتُوْا بِشَيْءٍ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِشَيْءٍ
وَلَوْ كَانَتْ بِغَضَلِهِمْ لِبَعْضِ ظَلْمِيْراً یعنی اے محمدؐ تو ان سے کہہ دے کہ اگر تمام انسان
اور جن جمع ہو کر ایسی کتاب بنانا چاہیں تو ویسی نہ بنا سکیں گے۔ اگرچہ وہ باہم دیگر ایک دوسرے
کی امداد کریں۔

امام حسن عسکری نے بیان فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت
میں عرض کی کہ جو آیات و محجزات جناب رسول خدا سے نکلے اور زمین میں ظاہر ہوئے انکی تفصیل بیان فرمائیے
ارشاد فرمایا کہ کل صبح بیان کرونگا۔ عرض جیت صبح ہوئی تو فرمایا کہ اے میرے بیٹے ابراہیم کا قصہ اس طرح سے
ہے کہ جب رسول خدا خدیجہ بنت خویلد کی طرف سے تجارت کرنے شام کی طرف تشریف لے گئے اور
مکہ سے بیت المقدس تک ایک مہینے کی راہ ہے اور وہ موسم نہایت گرم تھا اور ان جنگلوں کی گرمی اہل
قافلہ کو بہت ستانی تھی اور اکثر شہر ہوائیں چلتی تھیں اور ریت اور مٹی اڑا کر ان پر پڑتی تھی۔
ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لیے ایک بادل کو بھیجتا تھا کہ وہ آنحضرت پر سایہ
رہتا تھا جب آپ ٹھہرتے تو وہ بھی ٹھہر جاتا اور جب چلتے تو چلنے لگتا آگے بڑھتے تو وہ بھی آگے بڑھتا
پھینکتے تو وہ بھی پھینکے کو ہٹ جاتا۔ اگر دائیں کو مڑتے تو وہ بھی دائیں کو مڑتا اگر بائیں کو مڑتے
تو وہ بھی بائیں کو مڑتا اور آفتاب کی گرمی کو ان پر نہ پڑنے دیتا تھا اور جو ریت اور مٹی ہواؤں سے
اڑتی تھی وہ قریش اور ان کی اوثینوں کے منہ میں پڑتی تھی اور جب ہوا آنحضرت کے قریب
پہنچتی تھی تو بہت ہلکی پڑ جاتی تھی اور اس سے ذرا سی ریت اور مٹی بھی نہ اڑتی تھی بلکہ ان پھنڈکی
اور ہلکی ہو کر چلتی تھی۔ یہاں تک کہ قافلے والے کہتے تھے کہ محمدؐ کا پرؤں خمیر سے بہتر ہے۔ اس لیے
وہ حضرت کے پاس پناہ لیتے تھے اور ان کے نزدیک بہتے تھے اور ان کے قریب منے سے ان کو
راحت پہنچتی تھی مگر بادل صرف آنحضرت ہی کے سر پر رہتا تھا۔ اور جب اور مسافر اس قافلے میں
آتے تھے تو بادل کو اپنے سے فاصلے پر چلتا ہوا پاتے تھے یہ دیکھ کر وہ کہتے تھے کہ یہ بادل جس
شخص کے قریب ہے وہ نہایت مشرف اور معزز ہے تب قافلے والے ان (مسافروں) سے
کہتے تھے بادل کی طرف دیکھو کہ اس پر اس کے مالک اور اس (مالک) کے صاحب اور خالص

۱۶۰

دوست اور بھائی کے نام لکھے ہیں جب وہ دیکھتے تو اس پر یہ کلمہ لکھے ہوئے پاتے لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَيْدِيْهِ بَعَلِي سَبِيْلًا لِّوَصِيَّتِيْنَ وَشَرَفْتَهُ بِاَهْتَابِهِ الْمَوَالِيْنَ
لَهُ وِلْعَلِيْ وَلاَ اُوْلِيَا لِيْلَهُمَا وَالمُعَادِيْنَ لِاَعْدَائِهِمَا یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ
خدا کا رسول ہے میں نے علیؑ کو اور اس کا مددگار بنا لیا ہے اور ان اصحاب کے ساتھ اس
کو معزز اور مشرف کیا ہے جو اس کو اور علیؑ کو اور ان دونوں کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں
اور ان کے دشمنوں سے عداوت رکھتے ہیں۔

غرض ہر شخص خواہ صاحب سواد ہو یا بے سواد، اس تحریر کو پڑھ لیتا اور سمجھ لیتا تھا۔
اور پہاڑوں اور بڑے بڑے پتھروں اور سنگی زروں نے جو آنحضرت کو سلام کیا اس کا قصہ اس
طرح پر ہے کہ جب آنحضرت نے تجارت شام سے مراجعت فرمائی اور جو کچھ ان تجارتوں سے نفع ہوا
تھا وہ سب راہ خدا میں تصدق کر دیا۔ ہر روز صبح کو عرا پر جا چڑھتے اور دیدہ دل سے رحمت
خداوندی کے آثار اور مخلوقات الہی کے عجائبات اور اسکی حکمت کے نادرات کو مشاہدہ کرتے اور آسمان
اور زمین کے کناروں اور سمندروں اور سیلابوں اور صحراؤں کے اطراف پر نظر ڈالتے اور ان آثار الہی کو
دیکھ کر بصیرت حاصل کرتے اور ان آیات سے نصیحت پکڑتے اور معبود حقیقی کی عبادت کا حق ادا
کرتے جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کی طرف نظر کیا تو اس کو نہایت
افضل اور بزرگ تر اور نہایت فرمانبردار اور سب سے زیادہ خشوع و خضوع کرنا والا پایا اسوقت حکم
الہی سے آسمانوں کے دروازے کھل گئے اور حضرت ادر دیکھنے لگے اور ملائکہ کو نازل ہونے کا حکم ہوا
اور آپ انکو دیکھتے تھے نیز اپنی رحمت کو نازل ہونے کا امر فرمایا۔ وہ ساق عرش سے لے کر حضرت کے
سر تک نازل ہوئی اور ان کو ڈھانپ لیا پھر دیکھا کہ روح الامین یعنی جبریل جو طو اوس ملائکہ میں
نور کا طوق پہنے ان کی طرف نازل ہوئے اور ان کے دونوں بازو تھام کر ان کو ہلایا اور عرض
کی کہ اے محمدؐ پڑھو حضرت نے فرمایا کیا پڑھوں عرض کی کہ یا محمدؐ اقرا یا سحر ربناک الذی
خَلَقَ وَه خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَاقٍ اقرا وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَمَ بِالْقَلْبِ عَلَمًا
الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ یعنی اپنے پروردگار کا نام پڑھ جس نے سب کو پیدا کیا ہے انسان کو
جھے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے اے محمدؐ پڑھ اور تیرا پروردگار بہت بزرگ ہے جس نے قلم کو

یہاں پر پتھروں اور سنگی زروں کا حضرت کو سلام کیا

پارہ عم
سورہ علق
مکثہ

لکھنا سکھایا اور انسان کو وہ چیز تعلیم کی جو اس کو معلوم نہ تھی۔
 العرض اللہ تعالیٰ کو آنحضرتؐ پر جو کچھ وحی کرنی تھی اور جبریلؑ آسمان کی طرف پرواز کرتے
 اور حضرت پہاڑ پر سے نیچے تشریف لائے اور آثارِ جلال و عظمت الہی سے جو حضرت کو گھیرے
 ہوئے تھے اور اُس خدا نے بزرگ و بزرگی بزرگی شان کے مشاہدہ کرنے سے تپ لرزہ کی سی حالت
 آپ پر طاری ہو رہی تھی اور بڑا فکر یہ ہو رہا تھا کہ جب میں پیغام الہی پہنچاؤنگا تو قریش میری بات
 کا یقین نہ کریں گے اور مجھوں اور دیوانہ بتلان میں گے اور کہیں گے کہ اس کو آسیب کا حمل ہو گیا ہے
 حالانکہ آپ ابتدائے عمر سے لوگوں کے نزدیک تمام خلق خدا سے زیادہ عاقل اور سب سے بڑھ کر معزز اور مکرم
 تھے اور آنحضرتؐ شیطان اور دیوانوں کے فعل و قول کو سب سے بدتر جانتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے
 ارادہ کیا کہ ان کے سینے کو فراخ کرے اور ان کے دل کو قوی اور شجاع کرے۔ اس لیے پہاڑوں
 پتھروں اور ڈھیلوں کو گویا کیا اور ان میں سے جس چیز کے پاس آپ پہنچتے تھے وہ پکارتی تھی السَّلَامُ
 عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ آپ کو
 بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فضل و جمال اور زینت عطا فرمائی ہے اور تمام مخلوقات اول و
 آخر سے آپ کو مکرم و معزز کیا آپ قریش کی اس بات سے مغموم و محزون نہ ہوں کہ وہ آپ کو دیوانہ بتلان میں
 یا یہ کہیں کہ دین کی بابت فتنہ میں پڑ گیا ہے کیونکہ صاحبِ فضیلت وہ شخص ہے جس کو خدا فضیلت
 دے اور صاحبِ کرامت وہ ہے جس کو حق سبحانہ کرامت عطا فرمائے یا حضرت آپ قریش اور دیگر
 سرکشانِ عرب کے جھٹلانے سے تنگ دل نہ ہوں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو کرامتوں اور بزرگیوں
 کے اعلیٰ ترین مرتبے پر پہنچا دے گا اور بلند تر درجہ عنایت فرمائے گا اور عنقریب آپ کے دو حمت آپ کے
 وصی علیؑ ابن ابی طالب کے سبب خوشحال اور فرحتناک ہونگے اور تھوڑے عرصے میں علیؑ ابن ابی طالب
 جو شہرِ علوم کے دروازے اور آپ کی کلید ہیں آپ کے علوم کو تمام بندگانِ الہی اور سب شہروں میں پھیلا
 دیں گے اور عنقریب آپ کی بیٹی فاطمہؑ سے آپ کی آنکھ خنک ہوگی اور اس سے اور علیؑ سے حسنؑ اور حسینؑ
 جو جوانانِ بہشت کے سردار ہیں پیدا ہونگے اور عنقریب آپ کا دین تمام شہروں میں پھیل جائے گا
 اور عنقریب آپ کے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کے دوستوں اور محبتوں کے اجر و ثواب بڑھائے
 جائیں گے اور عنقریب حق تعالیٰ کی طرف سے لواؤ حمال آپ کے ہاتھ میں یا جائیگا اور آپ اپنے ہاتھ سے

اپنے بھائی علیؑ کے ہاتھ میں دو گے اور تمام نبی اور صدیق اور شہید اس علم (لواؤ حمال) کے نیچے
 ہوں گے اور ان سب کو لے کر جنت میں داخل ہوں گے۔
 یہ بشارت سن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے پروردگار وہ علیؑ ابن ابی طالب کون ہے
 جس کا مجھ کو وعدہ دیا گیا ہے اور یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ علیؑ پیدا ہو چکے تھے اور وہ خرد سال تھے
 اور وہ میرے چچا کے بیٹے تھے جب علیؑ کچھ چلنے پھرنے لگے اور وہ آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے اس وقت
 حضرت نے عرض کی کہ یا خدا کیا یہ وہی ہے جس کا تو نے مجھ کو وعدہ دیا ہے العرض ہر دفعہ جب ایسا
 خیال حضرت کو آتا تھا میزبانِ جلال آنحضرتؐ پر نازل ہوتی تھی اور آنحضرتؐ کو اس کے ایک پلٹے
 میں رکھا جاتا اور علیؑ اور باقی تمام امت کو جو قیامت تک ہوگی۔ اتنے لیے مثل کیا جاتا اور ان سب
 کیساتھ آنحضرتؐ کو تولد جانا آپ ہی ان سب سے بھاری نکلتے تھے پھر جس پلٹے میں آنحضرتؐ کو تولد کیا
 تھا۔ اس میں سے ان کو نکال کر علیؑ کو اس میں رکھا اور تمام امت کیساتھ وزن کیا گیا۔ علیؑ سب سے وزنی
 نکلے تب رسولِ خداؐ نے ان کی ذات اور صفات کو پہچانا اور دل میں پروردگار عالم کی جانب سے
 یہ ندا آئی کہ اے محمدؐ یہ علیؑ ابن ابی طالب میرا برگزیدہ بندہ ہے جس سے اس دین کی مدد کروں گا اور یہ
 تیرے بعد تیری تمام امت سے افضل اور برتر ہے یہ حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا ہے کہ یہ
 وقت وہ تھا جبکہ ادائے رسالت کے لیے میرے سینے کو فراخ اور کشادہ کیا اور امت کے کاروبار
 کو مجھ سے ہلکا کیا اور قریش کے جابروں اور سرکشوں کے مقابلے کو مجھ پر آسان کیا۔
 اس کے بعد امام علیؑ نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو لوگ آنحضرتؐ کے قتل کے درپے تھے اور
 اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی برحق کی کرامت کے باعث اور امن نبوت میں آنحضرتؐ کی تصدیق کرنے
 کیلئے ہلاک کیا اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جناب رسالتؐ مکہ معظمہ میں تشریف رکھتے تھے اور سنِ شریف
 سات برس کا تھا اور اپنے خیر و سعادت میں ایسی نشوونما پائی تھی کہ اطفالِ قریش میں کوئی بچہ آپ کی
 مثل نہ تھا ان ہی دنوں میں کچھ یہودی شام مکہ معظمہ میں وارد ہوئے اور حضرت کی غیبیوں و صفاتوں کو
 دیکھ کر خلوت میں کہنے لگے خدا کی قسم یہ وہی محمدؐ ہے جو آخری زمانہ میں غروب کرے گا اور یہودیوں اور دیگر
 مذاہب کے لوگوں کو ذلیل و خوار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں دولت یہود کو نازل کرے گا اور
 ان کو ذلیل کرے گا اور ان کی بیخ کنی کرے گا اور انھوں نے اپنی مذہبی کتابوں میں یہ لکھا دیکھا

تھا کہ وہ پیغمبر اُمّی، فاضل اور راست گو ہے۔ قصہ آپ کے حسد نے انکو اس بات پر آمادہ کیا کہ اس امر کو پوشیدہ رکھیں اور باہم مشورہ کیا کہ اس کی بادشاہی جاتی رہے گی اور آپس میں کہنے لگے کہ آؤ کچھ تدبیر کر کے اس کو قتل کر ڈالیں کیونکہ حق تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم کرتا ہے۔ شاید ہمارے کچھ تدبیر کرنے سے وہ محو ہو جائے اور اس بات کا انھوں نے پختہ ارادہ کر لیا اور آپس میں کہنے لگے کہ اس کام میں جلدی مت کرو پہلے ہم اس کا امتحان کر لیں اور اس کے افعال کو آزما لیں کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شکل و صورت اور چہال ڈھال میں ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا جلتا اور بالکل مشابہ ہوتا ہے اور ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد کو حرام اور مشتبہ چیز سے باز رکھے گا۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ اس سے ملاقات کرو اور اسکو دعوت میں بلا کر حرام اور مشتبہ چیز کھانے کیلئے اسکے آگے رکھو اگر وہ دونوں کی طرف یا کسی ایک کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اسکو کھا جائے تو جان لینا کہ یہ وہ نہیں ہے جس کا تم کو گمان ہے بلکہ صرف شکل و صورت اور خط و خال میں اس کے مشابہ ہے اور اگر ایسا ظہور میں نہ آیا اور اس نے ان میں سے کوئی چیز نہ کھائی تو تم سمجھ لینا کہ یہ وہی ہے پھر تم کوئی ایسی تدبیر کرنا کہ زمین اس سے خالی اور پاک ہو جائے تاکہ یہود کی سلطنت سلامت رہے۔

آخر کار اس مشورہ کے بعد وہ حضرت ابوطالبؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے ملاقات کر کے دعوت میں قدم رنجہ فرمانے کی درخواست کی۔ الغرض جب رسول خدا وہاں تشریف لائے تو انھوں نے ایک بہت موٹی مرغی جس کو کٹری سے مارا کر مار ڈالا تھا اور پھر کباب کیا تھا۔ آنحضرتؐ اور ابوطالبؓ اور دیگر بزرگان قریش کے سامنے رکھی حضرت ابوطالبؓ اور دیگر اہل قریش نے کھانا شروع کیا اور آنحضرتؐ جب اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھاتے تھے وہ دائیں یا بائیں آگے یا پیچھے اوپر یا نیچے کی طرف پھر جاتا تھا اور اس گوشت پر نہیں پہنچتا تھا یہ حال دیکھ کر وہ یہودی بولے اے محمد تم اس گوشت کو کیوں نہیں کھاتے اپنے بھائیوں کے یہودیوں نے ہر چند گوشت کی کہ میں اسکو کھاؤں۔ مگر میرا ہاتھ اس کی طرف سے پھر جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کھانا حرام ہے اور میرا پروردگار مجھ کو اس سے بچاتا ہے یہودیوں نے عرض کی کہ نہیں یہ تو حلال کھانا ہے پھر بولے کہ تم خود لقمہ بنا کر آپ کے منہ میں ڈالیں فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو کر دیکھو تب وہ خود اپنے

ہاتھ سے نوالہ بنا کر کھلانے پر مستعد ہوئے مگر ان کے ہاتھ بھی اسی طرح ادھر ادھر پڑتے تھے جیسے آنحضرتؐ کے ہاتھ اسکی طرف پھرتے تھے یہ حال دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ اس کا کھانا میرے لیے منع ہے تمہارے پاس موجود ہو تو کوئی اور کھانا لاؤ۔ تب وہ ایک ذریعہ مرغی لائے جو کسی بڑی کی بھتی اور وہاں موجود نہ تھا اور انھوں نے (بلا اجازت) پکڑ کر اسکو کباب کر لیا تھا اور دام دے کر خریدنے کیا تھا اور یہ قصد تھا کہ جب اسکا مالک آئے گا تو اس کی قیمت ادا کر دینگے جب وہ کباب حضرت کے سامنے رکھے گئے اور اپنے ایک لقمہ اس میں سے لے لیا جب اسکو اٹھانا چاہا تو وہ بھاری ہو کر آپ کے اوپر گرا اور ہاتھ سے چھوٹ کر جا پڑا اور اسی طرح جب آپ نوالہ اٹھاتے تو وہ بوجھل ہو کر ہاتھ سے چھوٹ پڑتا یہ حال دیکھ کر یہودیوں نے عرض کی تم کھاتے کیوں نہیں حضرت نے فرمایا اس کا کھانا بھی میرے لیے ممنوع ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مشتبہ مال ہے اور میرا پروردگار اس سے مجھ کو بچاتا ہے وہ بولے یہ مشتبہ مال نہیں ہے فرمائیے تو ہم آپ کو کھلائیں۔ فرمایا اگر ممکن ہو تو کھلاؤ۔ جب انھوں نے لقمہ بنا کر آپ کے منہ میں ڈالنا چاہا تو اسی طرح ان کے ہاتھ میں بوجھل ہو گیا اور وہ اس کو نہ اٹھا سکے تب حضرت نے فرمایا بیشک جیسا کہ میں نے کہا یہ مشتبہ مال ہے اور میرا پروردگار اس سے مجھ کو بچاتا ہے اس واقعہ کو دیکھ کر اہل قریش نہایت حیران ہوئے اور منجملہ ان اسباب کے جو آنحضرتؐ سے ان کے عداوت کرنے کے ہوئے جس کو انھوں نے آپ کے اظہار نبوت کے وقت ظاہر کیا ایک سبب یہ بھی تھا اور یہودی بھی اس واقعہ سے نہایت متعجب ہوئے اور سرداران قریش کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے ہم جانتے ہیں کہ اس لڑکے کی طرف سے تم پر بہت کچھ بلائیں وارد ہوں گی کہ وہ تمہاری نعمتوں اور جانوں کو برباد اور تباہ کرے گا اور عنقریب اس کو شان عظیم اور رتبہ جلیل حاصل ہوگا

اور امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان یہودیوں نے مشورہ کیا کہ آنحضرتؐ کو کوہ حرا پر آتے جاتے راستے میں قتل کر ڈالیں اور وہ ستر آدمی تھے غرض انھوں نے اپنی تلواروں کو زہر میں بچھایا اور ایک روز اندھیری رات میں کوہ حرا پر حضرت کی راہ میں بیٹھ گئے جب آنحضرتؐ پہاڑ پر چڑھے تو وہ بھی چڑھ گئے اور تلواروں کو کھینچ لیا اور وہ ستر آدمی تمام یہودیوں میں نہایت کیر و شجاع اور نامی پہلوان تھے جب انھوں نے تلواریں سونت کر حضرت پر وار کرنے کا ارادہ کیا

تو پہاڑ کے دونوں کنارے باہم مل گئے اور ان کے اور آنحضرت کے درمیان حامل ہو گئے جب ان کو حضرت تک اپنی تلواروں کے پہنچنے کی آس نہ رہی تو لاچار ہو کر میان میں کر لیا تب پہاڑ کے دونوں کنارے جو مل گئے تھے جدا جدا ہو گئے یہ دیکھ کر انھوں نے پھر تلواریں سونت لیں اور حضرت پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا جب انھوں نے یہ قصد کیا تو پہاڑ کے دونوں کنارے پھر باہم مل گئے اور ان کے اور حضرت کے درمیان حامل ہو گئے یہ حال مشاہدہ کر کے انھوں نے تلواریں میان میں کر لیں وہ پھر کھل گئے اور انھوں نے پھر تلواروں کو کھینچ لیا اور برابر ایسا ہی وقوع میں آتا رہا یہاں تک کہ آنحضرت پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے اور سنتا لیس دفعہ پہاڑ کا حامل ہونا اور کھلنا ظہور میں آیا اس کے بعد وہ یہودی بھی پہاڑ پر چڑھے اور اوپر پہنچ کر حضرت کے گرد احاطہ کر لیا تاکہ ان کو قتل کریں تب رستہ ان کیسے لہا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو بہت دراز کر دیا۔ اور وہ اس کو طے نہ کر سکے۔ یہاں تک کہ حضرت ذکر و ثنائے پروردگار اور عورتوں کے حاصل کرنے سے فارغ ہوئے اور پہاڑ سے نیچے اترے یہ دیکھ کر وہ یہودی بھی آپ کے پیچھے اترنے لگے اور نزدیک آ کر تلواریں سونت حضرت پر حملہ آور ہوئے فوراً پہاڑ کے دونوں کنارے مل گئے تب انھوں نے تلواریں میان میں رکھ لیں پھر پہاڑ نیچے سے ہٹ گیا انھوں نے پھر تلواریں کھینچ لیں پھر پہاڑ مل گیا اور انھوں نے تلواروں کو میان میں کر لیا غرض سنتا لیس بار ایسا ہی وقوع میں آیا کہ جب پہاڑ کے کنارے کھل جاتے تھے تو تلواریں سونت لیتے تھے اور جب مل جاتے تھے تو ان کو میان میں رکھ لیتے تھے۔ اخیر دفعہ جب آنحضرت پہاڑ سے اتر کر پائین کوہ کے قریب پہنچے تو پھر انھوں نے تلواریں کھینچ کر آپ پر حملہ کرنا چاہا کہ ناگاہ پہاڑ کی دونوں طرفیں آپس میں مل گئیں دوران کو دیا دیا کر اور کچل کچل کر مار ڈالا پھر آواز آئی کہ اے محمد پیچھے مڑ کر دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے تاہتجاڑوں کا کیا حال کیا۔ جب حضرت نے مڑ کر نگاہ کی تو دیکھا کہ پہاڑ کے دونوں کنارے اپنے قریب کی تمام چیزوں سمیت مل گئے ہیں بعد ازاں حضرت نے دیکھا کہ پہاڑ کے دونوں کنارے کھل گئے اور وہ یہودی تلواریں ہاتھوں میں لیے نیچے آئے اور ان کے چہرے اور ٹپھیں، پہلو، رانیں پنڈلیاں اور پاؤں چور چور ہو گئے تھے اور مردہ ہو کر زمین پر گرے اور ان کی گردن کی رگوں سے ہویاری تھا اور آنحضرت اس جگہ سے صحیح سلامت نکل آئے اور دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ اور

مصنون رہے اور پہاڑ اور اس کے درخت اور پتھر آپ کو پکار پکار کر کہتے تھے آپ کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے مقابلے میں ہم سے آپ کی امداد کی اور عنقریب جب حضرت کا امر نبوت ظاہر ہوگا تو جابران و سرکشان امت کے مقابلے میں علی ابن ابی طالب آپ کی نصرت فرمائیں گے اور آپ کے دین کے ظاہر کرنے اور اس کو عزت دینے اور آپ کے دوستوں کو کرم اور معظّم فرماتے اور آپ کے دشمنوں کے دفع کرنے میں اس جناب کی شدت انتہام و سعی بلیغ سے حضرت کی امداد کریں گے اور بہت جلد اس کو آپ کا جانشین اور نظیر اور جان جو کہ آپ کے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے اور کان جس سے آپ سنتے ہیں اور آنکھ جس سے آپ دیکھتے ہیں اور ہاتھ جس سے کسی چیز کو پکڑتے ہیں اور پاؤں جن پر کھڑے ہوتے ہیں قرار دیا اور قریب ہے کہ وہ آپ کے قرضوں کو ادا کرے اور وعدوں کو پورا کرے اور عنقریب وہ آپ کی امت کی آرائش اور آپ کے اہل ملت کی زینت ہوگا اور عنقریب حق تعالیٰ اس کے سبب اس کے دوستوں کو شاد کام اور بہرہ ور اور اس کے دشمنوں کو ہلاک اور تباہ کرے گا۔

اور ان دو درختوں کا جو اگر باہم مل گئے قصہ اس طرح پر ہے کہ آنحضرت ایک وزمکہ اور مہینے کے مابین راستے میں تھے اور آپ کے لشکر میں مہینے کے منافی اور مکہ کے کافر اور منافق موجود تھے اور وہ آپس میں محمد اور ان کی آل اطہار اور صحابہ چیار کا ذکر کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک نے دوسرے سے کہا یہ ہماری طرح کھا تا کھا تا ہے اور ہماری طرح پاخانہ اور پیشاب کرتا ہے اور اس پر دعویٰ نبوت کرتا ہے یہ بات سن کر ایک منافق بولا کہ یہ جنگل ہموار میدان ہے جب وہ رفع حاجت کے لیے بیٹھے گا تو میں اس کی مقعد کی طرف نظر کرونگا اور دیکھوں گا کہ اس میں سے جو چیز خارج ہوتی ہے وہ ہماری طرح ہوتی ہے یا نہیں۔ دوسرے نے کہا اگر تو اسکی طرف دیکھے گا تو وہ وہاں نہ بیٹھے گا کیونکہ وہ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلا ہے جو غیر وکی طرف نگاہ کرنے سے روکی ہوتی ہو اور اسکی طرف کسی غیر نے نظر نہ کی ہو اللہ تعالیٰ نے اس حال سے اپنے نبی کو مطلع فرمایا اور حضرت نے زید ابن ثابت کو حکم دیا کہ ان دو درختوں کے پاس جاؤ جو ایک دوسرے سے دور کھڑے ہیں اور دو درختوں کی طرف جو ایک دوسرے سے دور جنگل میں آگے ہوتے تھے اور ایک دوسرے سے آدھ میل کے فاصلے پر تھے اشارہ کر کے فرمایا کہ تم ان دونوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر آواز دو کہ رسول خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ دونوں یہاں کر مل جاؤ تاکہ رسول اللہ تمہاری آڑ میں بیٹھ کر رفع حاجت کریں زید ابن ثابت نے فوراً تعمیل کی اور حضرت کا

پیغام درختوں کو پہنچا دیا اس خدائے پاک کی قسم ہے جس نے محمد کو نبی برحق کر کے بھیجا ہے کہ وہ دونوں درخت
اپنی جڑوں سمیت اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کرے اور ایک دوسرے کی طرف اس طرح دوڑے جیسے دو دوست
مدت کے پھڑپھڑے ہوئے نہایت اشتیاق سے دوڑ کر ملاقات کرتے ہیں اور وہاں آکر ایک دوسرے سے
اس طرح پوچھتے ہو گئے گویا عاشق و معشوق ہیں کہ شدت سرمای میں ایک دوسرے کے ساتھ چمٹ کر
لیٹے ہیں الغرض آنحضرت ان کی آڑ میں جا بیٹھے یہ دیکھ کر منافق بولے کہ وہ تو ہماری نظر سے پوشیدہ
ہو گیا تب ایک نے دوسرے سے کہا کہ درختوں کے پیچھے کی طرف چل کر دیکھو جب وہ منافق اس طرف
گئے تو وہ درخت اسی طرف پھر گئے غرض وہ درخت ادھر ہی پھر جاتے تھے جدھر وہ منافق جاتے
تھے اور ان کو آنحضرت کی شرمگاہ پر نظر ڈالنے کا موقع نہ دیتے تھے بعد ازاں انھوں نے صلاح کی کہ
آؤ چل کر اس کے گرد حلقہ کر لیں تاکہ چند آدمی تو ہم میں سے اسکو دیکھ لیں تب انھوں نے حلقہ باندھا
اور درختوں نے بھی حضرت کے گرد حلقہ کر لیا اور خالی نرسل کی طرح آپکو احاطہ میں لے لیا یہاں تک کہ
آپ رفح حاجت سے فارغ ہوئے اور وضو کر کے وہاں سے نکلے اور لشکر میں واپس تشریف لائے
اور اگر زید ابن ثابت سے فرمایا کہ جا کر ان درختوں سے کہو کہ رسول خدا تم کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی اپنی
جگہ پر واپس چلے جاؤ۔ زید نے حضرت کا فرمان ان کو پہنچایا۔ وہ فوراً اپنے اپنے مقام کی طرف دوڑے
اس خدائی قسم ہے جس نے محمد کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ وہ دونوں ایسی تیزی سے بھاگتے تھے جس طرح
وہ شخص جس کے پیچھے ایک سوار تلوار سونتے ہوئے دوڑا آتا ہوا اپنی جان بچانے کیلئے بھاگا کرتا ہے
اور دونوں اپنی اپنی جگہ پر واپس آ گئے۔ یہ حال دیکھ کر وہ منافق کہنے لگے کہ محمد نے اپنی شرمگاہ کے دیکھنے
کا تو ہمیں موقع نہ دیا چلو یہ تو دیکھیں کہ اس میں سے کیا چیز خارج ہوئی ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ اور ہم
برابر ہیں۔ قصہ جب وہ وہاں پہنچے تو انھوں نے کسی چیز کا نشان تک بھی وہاں نہ پایا۔
جب اس امر کے مشاہدہ کرنے سے اصحاب رسول متعجب ہوئے تو ان کو آسمان کی طرف سے آواز
آئی کہ کیا تم ان دو درختوں کے ایک دوسرے کی طرف دوڑنے سے متعجب ہوئے؟ محمد اور علی کے دوستوں
کی طرف خدا کی کرامتیں لے کر فرشتوں کا دوڑنا۔ ان درختوں کے ایک دوسرے کی طرف دوڑنے کی نسبت
بہت تیز اور تند ہے اور قیامت کے دن علی کے دوستوں و اس کے دشمنوں سے بیزار ہونے والوں سے
شعلہ ہائے جہنم کا بھاگنا ان دونوں درختوں کے ایک دوسرے سے بھاگنے کی نسبت زیادہ تیز ہوگا۔

اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی معجزہ جناب امیر علیہ السلام سے بھی ظہور میں
آیا جبکہ آپ نے جنگ صفین سے مراجعت فرمائی اور ہمراہیوں کو اس پانی سے سیراب کیا جو ایک
پڑے پتھر کے نیچے سے نکلا تھا جسکو آپ نے اس غرض سے لٹا تھا کہ اسکی آڑ میں بیٹھ کر رفع حاجت کرینگے
آپ کے لشکر کے کسی منافق نے کہا کہ میں اسکی شرمگاہ اور اس چیز کو جو اس میں سے نکلتی ہے دیکھوں گا کیونکہ وہ
نبی کے مرتبے کا دعویٰ کرتا ہے پھر اپنے ساتھیوں کو اس کے چھوٹے سے خبردار کر دیا تب جناب امیر نے
قبر کو حکم دیا کہ اے قبر اس درخت اور اس کے سامنے کے درخت کے پاس جاؤ (اور ان دونوں میں ایک
فرسخ سے زیادہ کا فاصلہ تھا) اور جا کر کہو کہ محمد کا وصی تم کو حکم دیتا ہے کہ دونوں آکر باہم مل جاؤ قبر
نے عرض کی کہ یا حضرت کیا میری آواز ان دونوں درختوں تک پہنچے گی؟ فرمایا جو تمہاری نظر کو
آسمان تک پہنچاتا ہے جو تم سے پانچ سو برس کی لڑ ہے وہی تمہاری آواز کو بھی ان دونوں درختوں تک
پہنچا دے گا۔ آخر کار قبر نے جا کر ان کو آواز دی اور وہ ایک دوسرے کی طرف اس تیزی سے دوڑے گئے
دو دوست ہیں جو مدت سے پھڑپھڑے ہوئے ہیں اور ملنے کا نہایت اشتیاق ہے اور دونوں آکر باہم مل گئے
یہ معجزہ دیکھ کر لشکر کے منافقوں کا ایک گروہ کہنے لگا کہ علی اپنے آپکو (معاذ اللہ) سحر و جادو میں رسول خدا
کی مثل گمان کرتا ہے نہ وہ رسول تھا اور نہ یہ امام ہے بلکہ حقیقت میں دونوں کے دونوں جادو گر ہیں
لیکن ہم اس کے گرد چکر لگائیں گے تاکہ اس کی شرمگاہ اور جو کچھ اس میں سے نکلتا ہے اس کو دیکھیں اللہ تعالیٰ
نے منافقوں کے اس کلام کو حضرت کے کان میں پہنچا دیا اور اپنے حکم کھلا قبر سے فرمایا کہ منافقوں نے
وصی رسول سے مکرو فریب کا ارادہ کیا ہے اور ان کا گمان یہ ہے کہ میں ان کے سامنے صرف دو درختوں
کی آڑ کر سکتا ہوں اور کچھ تدبیر نہیں کر سکتا اس لیے تم جا کر ان درختوں سے کہہ دو کہ وصی رسول تم کو
حکم دیتا ہے کہ تم اپنی اپنی جگہ واپس چلے جاؤ۔ قبر نے ایسا ہی کیا اور وہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ
واپس چلے گئے اور اس طرح ایک دوسرے سے جدا ہوئے جیسے کوئی بزدل شخص کسی دلیر اور
شجاع بہادر سے ڈر کر بھاگتا ہے پھر جناب امیر علیہ السلام نے جا کر بیٹھنے کیلئے اپنے کپڑے کو اٹھایا
اور منافقوں کی ایک جماعت ان کی طرف تگنے کیلئے گئی جب حضرت نے اپنا کپڑا اٹھا تو وہ سب گسے نابینا
ہو گئے اور ان کو کچھ بھی نظر نہ آیا۔ تب انھوں نے اپنے منہ ادھر سے پھیر لیے اور ان کی آنکھیں اسی طرح
روشن ہو گئیں جیسی پہلے تھیں پھر انھوں نے حضرت کی طرف نگاہ کی اور اندھے ہو گئے اور برابر

ایسا ہی وقوع میں آتا رہا کہ جب آپ کی طرف نظر اٹھاتے تھے اندھے بوجھتے تھے اور جب منہ پھیر لیتے تھے دکھائی دینے لگتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت رفع حاجت کر کے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے مقام پر واپس تشریف لے آئے اور اسی دفعہ ہر ایک کو ایسا ہی واقعہ پیش آیا اس کے بعد انھوں نے ارادہ کیا کہ اس جگہ جا کر دیکھیں کہ کیا چیز خارج ہوئی ہے۔ تب وہ اپنی اپنی جگہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور وہاں سے قدم نہ اٹھاسکے اور جب واپس آنے کا ارادہ کیا تو قدم اٹھنے لگے اور سٹوپا ایسا ہی وقوع میں آیا۔ یہاں تک کہ وہاں سے کوچ کرنے کا حکم صادر ہوا اور وہاں سے روانہ ہوئے اور اپنی مراد کو نہ پہنچے اور اس بات سے ان منافقوں کو سوا اس کے اور کچھ حاصل نہ ہوا کہ ان کی سرکشی اور نافرمانی زیادہ ہوئی اور کفر و عناد اور بڑھ گیا۔ القصد وہ منافق باہم ذکر کرنے لگے کہ دیکھو یہ بات کس قدر عجیب و غریب ہے کہ باوجود ان معجزات و آیات کے معاویہ اور عمرو اور یزید کے مقابلے سے عاجز رہا۔ اللہ تعالیٰ نے انکی یہ بات امیر المؤمنین کے کان میں پہنچائی اور حضرت نے حکم دیا کہ اے میرے پروردگار کے فرشتو معاویہ اور عمرو اور یزید کو لے آؤ اور ان منافقوں نے ہوا میں دیکھا کہ فرشتے جستی سپاہیوں کی صورت میں ہیں اور ایک ایک نے ان مینوں میں سے ایک ایک کو پکڑ رکھا ہے پھر ان فرشتوں نے ان مینوں کو حضرت کے روبرو پیش کیا۔ ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تو معاویہ ہے اور ایک عمرو اور ایک یزید ہے۔ جناب امیر نے ان منافقوں سے فرمایا تم انکو دیکھو اگر میں چاہتا تو ان کو قتل کرتا مگر میں نے خود ہی ان کو چھوڑ رکھا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے وقت معلوم تک اہلبیس ملعون کو نہلت و رکھی ہے جو کچھ تم نے اپنے صاحب یعنی مجھ سے دیکھا یہ عاجزی اور کمزوری کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ تم لوگوں کا امتحان بنا کہ معلوم ہو کہ تم کیا کچھ کرتے ہو اور اگر تم علی پر طعن کرتے ہو تو کیا ہوا تم سے پہلے کافروں و منافقوں نے رسول خدا پر بھی طعن کیا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص آسمانوں کی سلطنت اور تمام جنت کی ایک رات میں میرے کے واپس آجائے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ بھاگنے کی تدبیر کرے اور غار میں چھپے اور مکہ سے مدینہ تک کی راہ کو گیارہ روز میں طے کرے اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جب چاہتا ہے اپنی قدرت تم کو دکھا دیتا ہے تاکہ تم خدا کے پیغمبروں اور ان کے وصیوں کی راستگویی اور صدق بیانی معلوم ہو جائے اور جب چاہتا ہے تو ایسی چیزوں سے تمہارا امتحان لیتا ہے جو تم کو مکروہ اور ناپسندیدہ معلوم ہوتی ہیں تاکہ دیکھے کہ تم کیونکر عمل کرتے ہو۔ نیز اس واسطے کہ حجت خدا تم پر ظاہر ہو جائے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو درخت کو اپنی طرف بلایا۔ اسکی حکایت اس طرح ہے کہ بنی نقیف میں ایک شخص حارث ابن کلدہ ثقفی بڑا نامی طبیب تھا اس نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے محمد میں تیرے (معاذ اللہ) جنون کا علاج کرنے آیا ہوں کیونکہ مجھ کو دیوانوں کے علاج میں کمال حاصل ہے اور اکثر میں نے ان کا معالجہ کیا ہے اور وہ میرے ہاتھ سے تندرست ہو گئے ہیں۔ اسکی گفتگو سن کر حضرت نے فرمایا۔ اے شخص تو خود تو دیوانوں کے سے کام کرتا ہے اور پھر مجھ کو دیوانہ بتاتا ہے۔ حارث نے کہا کہ میں نے کونسا کام دیوانوں کا سا کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ مجھ کو دیوانہ بتاتا ہے۔ حالانکہ نہ میری آزمائش کی اور نہ میرے سچ اور جھوٹ میں کچھ عور کی۔ حارث نے جواب دیا کہ کیا اب بھی میں نے آپکے جھوٹ اور جنون کو نہیں پہچانا۔ حالانکہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس پر قادر نہیں ہیں۔ فرمایا کہ تیرا یہ قول کہ میں اس پر قادر نہیں ہوں دیوانوں کا فعل ہے کیونکہ تو نے مجھ سے یہ نہیں دریافت کیا کہ تو ایسا دعویٰ کیوں کرتا ہے اور نہ اسکی کوئی دلیل مجھ سے طلب کی جس کے بتلانے سے میں عاجز اور قاصر رہا ہوں۔ حارث نے عرض کی کہ یہ تو آپ سچ فرماتے ہیں۔ لیجئے میں ایک معجزہ آپ سے طلب کرتا ہوں اور اس سے آپکا امتحان کرتا ہوں۔ اگر آپ پیغمبر ہیں تو اس درخت کو بلائیے اور ایک بڑے درخت کی طرف اشارہ کیا جس کی جڑیں زمین میں بہت نیچے تک گئی ہوئی تھیں۔ اگر وہ آپکے پاس آگیا تو میں جانوں گا کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور آپکے لیے اس امر کی شہادت دوں گا ورنہ میں سمجھ لوں گا کہ آپ دیوانہ ہیں جیسا کہ میں نے سنا ہے تب حضرت نے اپنا ہاتھ اس درخت کی طرف اٹھایا اور اس کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا اسی وقت وہ درخت اپنی جڑوں اور ریشوں سمیت وہاں سے اٹھا اور بڑے زور سے زمین کو بھاڑتا اور نہر کی طرح اس کو گہرا کھودتا ہوا چلا اور قریب آکر حضرت کے سامنے ٹھہر گیا اور فصیح آواز سے پکارا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ فرمایا کیا ارشاد ہے حضرت نے فرمایا میں نے تجھے اس لیے بلایا ہے کہ وحدانیت خدا کی شہادت دینے کے بعد میری نبوت کی شہادت دے۔ بعد ازاں اسکی (یعنی علی کی) امامت کی شہادت ادا کرے۔ نیز اس امر کی گواہی دے کہ وہ میرا معتمد علیا اور پشت پناہ و مددگار اور باعث فخر ہے اور اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس مخلوقات میں سے کسی کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اس ارشاد کے سنتے ہی درخت پکارا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی

حضرت کا درخت اطلب فرماتا اور اس کا صاحب ہوتا

معمود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمد تو اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اُس نے تجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ فرمان برداروں کو بشارت (جنت) دے اور گنہگاروں اور نافرمانوں کو عذاب (دوزخ) سے ڈرائے اور خدا کے حکم سے اسکی طرف اسکی خلقت کو دعوت کرے اور راہ ہدایت کا روشن چراغ بنے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے چچا کا بیٹا علی بن ابی طالب تیرا دینی بھائی اور اسلام اور دین میں تمام خلق خدا سے زیادہ اور بڑھ کر حصہ لینے والا ہے اور وہ حضرت کا معتمد علیہ اور پشت پناہ اور آپکے دشمنوں کی بیخ کنی کر نیوالا اور دوستوں کی نصرت کرنے والا اور آپ کی امت میں آپ کے علوم کا دروازہ ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپکے دوست جو اس کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں جنت میں داخل ہوں گے اور آپ کے دشمن جو آپ کے دشمنوں کو دوست رکھتے ہیں اور آپکے دوستوں کے دشمن ہیں جہنم میں بھرتی ہوں گے اس وقت جناب رسالت مآب نے عارث مذکور کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے عارث جس شخص کے ایسے معجزے ہوں کیا وہ دیوانہ ہو سکتا ہے عارث نے عرض کی یا رسول اللہ خدا کی قسم ہرگز نہیں بلکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے پروردگار کے رسول اور تمام مخلوقات کے سردار ہیں اور اس کا اسلام بہت اچھا ہوا۔

اور امام زین العابدین علی ابن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی ایک معجزہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے بھی ظاہر ہوا ہے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص یونانی جو علم فلسفہ اور طب کا دعویٰ کرتا تھا خدمت میں حاضر ہوا اور آکر عرض کی اے ابو الحسن میں نے سنا تھا کہ تمہارے صاحب (رسول خدا) کو جنوں ہے اس لیے میں اسکا علاج کرنے آیا تھا یہ وہ تو انتقال کر گیا اور میں اپنے ارادے میں ناکام رہا اور میں نے سنا ہے کہ تم اسکے چچا زاد بھائی اور داماد ہو میں دیکھتا ہوں کہ زردی تم پر چھا گئی ہے اور دونوں پنڈلیاں ایسی پتلی ہیں کہ میں خیال نہیں کرتا کہ وہ تمہارے جسم کے بوجھ کو اٹھا سکیں سو اس زردی کی دوا تو میرے پاس ہے مگر ان پتلی پنڈلیوں کے موٹا کر نیکی کوئی تہذیب نہیں ہو سکتی مگر بہتر یہ ہے کہ چلنے پھرنے میں کمی کیا کرو اور جب کوئی بوجھ چلنے پر اٹھاؤ یا بغل میں دباؤ تو اس میں کمی کرو اور زیادتی نہ کرو کیونکہ تمہاری پنڈلیاں بہت کمزور ہیں اور بجاری بوجھ اٹھانے کی حالت میں ان کے ٹوٹ جائیں گا انزلیشہ ہے اور زردی کی دوا تو یہ

معجزہ بالائی نظر جناب امیر سے ظاہر ہوئی

میرے پاس ہے یہ کہہ کر اُس نے وہ دوا نکالی اور بولا کہ اس سے آپ کو کچھ تکلیف نہ ہوگی اور کسی قسم کا ضرر نہ پہنچائے گی مگر چالیس روز گوشت سے پرہیز کرنا ضروری ہے پھر آگے زردی زائل ہو جائیگی جناب امیر نے اس سے فرمایا کہ تو نے میری زردی کے لیے اس دوا کا مفید ہونا تو بیان کیا کوئی دوا ایسی بھی تجھ کو معلوم ہے جو اس زردی کو زیادہ کر دے اور نقصان پہنچائے وہ بولا کہ ہاں یہ دوا (اور ایک اور دوا کی طرف اشارہ کیا) اگر زردی والا آدمی اس کو کھلے تو فوراً مرنے جائے اور اگر اس کی رنگت زرد نہ ہو تو اس کو زردی ہو جائے اور فوراً مرنے جائے حضرت نے فرمایا کہ وہ ضرر رساں دوا مجھے دکھلا اُس نے وہ دوا حضرت کے حوالے کی آپ نے پوچھا کہ یہ دوا کتنی ہے عرض کی دو مشقال اور ایک جہہ بھر نہر قائل تھے اور آدمی کو مار ڈالتی ہے یہ سنتے ہی حضرت نے اس ساری دوا کو منہ میں رکھ لیا اور یوں ہی نکل گئے اس کے کھانے سے کچھ کچھ پسینہ آگیا یہ حال دیکھ کر وہ شخص خوف کے مارے کانپنے لگا اور دل میں کہتا تھا اب میں سپر ابوطالب کے عوض میں پکڑا جاؤنگا۔ سب یہی کہیں گے کہ تو نے اس کو مارا اور کوئی بات نہ سنے گا کہ دراصل وہ خود ہی اپنے قائل ہیں۔ اس یونانی کا یہ اضطراب دیکھ کر حضرت مسکرائے اور فرمایا کہ آئندہ خدا میں اب پہلے سے زیادہ تندرست ہوں تو جس دوا کو نہر قائل گمان کرتا تھا اُس نے کچھ کچھ بھی ضرر نہ پہنچایا اب تو اپنی آنکھیں بند کر۔ اُس نے آنکھیں بند کر لیں پھر فرمایا کھولنی جب اُس نے آنکھیں کھولیں اور حضرت کے رُوئے انور کی طرف نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ آپ کی رنگت سرخ و سفید ہے کہ سرخی بھری ہوئی ہے۔ یہ سنا خمد دیکھ کر وہ شخص لرزنے لگا اور جناب امیر نے اس سے مسکرا کر فرمایا۔ اب وہ میری زردی کہاں گئی۔ اُس نے عرض کی خدا کی قسم مجھ کو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ وہ نہیں ہیں جن کو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ پہلے آپ کا رنگ زرد تھا۔ اب گلاب کے پھول کی مانند ہے۔ فرمایا میری زردی کو اس زہر نے زائل کر دیا جس کو تو مار ڈالنے والا خیال کرتا تھا۔ پھر پاؤں پھیلا کر پنڈلیوں کو کھول دیا اور فرمایا کہ تو گمان کرتا ہے کہ میں اپنی پنڈلیوں کی کمزوری کے سبب چلنے پھرنے میں کمی کروں اور بجاری چیز اپنے جسم پر نہ اٹھاؤ تاکہ وہ ٹوٹ نہ جائیں۔ اب میں تجھ کو دکھلاتا ہوں کہ طبابت خدا تیری طبابت کے برخلاف ہے۔ یہ کہہ کر ستوں کلاں پر ہاتھ مارا جس کے اوپر اس مکان کی چھت ٹکی ہوئی

تھی اور اس کے اوپر دو حجرے اوپر تلے بتے ہوئے تھے اور اس کو حرکت دے کر اوپر اٹھایا اور چھت اور دیواریں دونوں بالا خانوں سمیت زمین سے بلند ہوئیں یہ حال دیکھ کر یونانی پر غشی طاری ہوئی حضرت نے فرمایا کہ اس پر پانی چھڑکو، جب پانی کے چھڑکتے سے اس کو عیش سے آفاقہ ہوا تو بولا خدا کی قسم آج جیسا عجیب واقعہ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ امیر المومنین نے فرمایا اے یونانی ان پتلی پنڈلیوں کی قوت اور ان کا بوجھ کو اٹھانا اور اس کا برداشت کرنا دیکھا اب وہ تیری طب کمال گئی۔ یونانی نے عرض کی کہ محمد بھی کیا آپ ہی جیسے تھے آپ نے فرمایا کہ میرا علم ان کے علم سے ہے اور میری عقل ان کی عقل سے ہے اور میری قوت انکی قوت سے ہے قبیلہ نبی نقیث کے ایک شخص نے جو تمام عرب میں نامی طیب تھا آنحضرت کے پاس آکر عرض کی کہ اگر آپ کو جنوں ہے تو میں اس کا علاج کرونگا۔ حضرت نے اس سے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ایک ایسی نشانی تم کو دکھاؤں جس سے معلوم ہو جائے کہ مجھ کو تمھاری طبابت کی کچھ حاجت نہیں ہے بلکہ تم کو میری طبابت کی ضرورت ہے۔ وہ بولا ہاں فرمایا کونسی نشانی دیکھنا چاہتے ہو اس نے کھجور کے ایک بہت اونچے درخت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ اس کو بلائیں حضرت نے اس کو پکارا وہ درخت زمین سے اپنی جڑ کو اکھاڑ کر زمین کو پھاڑتا ہوا حضرت کے سامنے آکھڑا ہوا تب حضرت نے اس سے فرمایا کیا یہ نشانی تم کو کافی ہے؟ اس نے عرض کی کہ نہیں فرمایا اور کیا چاہتے ہو بولا اس کو حکم دیجئے کہ یہ جہاں سے آیا ہے وہیں چلا جائے اور اپنی اصلی جگہ پر جا کھڑا ہوا اپنے اسکو واپس جانے کا حکم دیا وہ جا کر اپنی جگہ قائم ہو گیا۔ یہ ارشاد جناب امیرسن کر وہ یونانی بولا کہ یہ تو آپ آنحضرت کا ذکر کرتے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ مگر میں آپ سے بھی ادنیٰ بات پر کفایت کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں آپ سے دور جا کر کھڑا ہوتا ہوں آپ مجھے بلائیں اور میں خود آپ کے بلانے کو قبول نہ کرونگا اگر آپ نے مجھ کو اپنی طرف بلا لیا تو یہ ایک نشانی ہوگی۔ جناب امیر نے فرمایا کہ یہ نشانی فقط تمھارے ہی لیے مفید ہوگی کیونکہ تم کو اپنے نفس کا حال معلوم ہوگا کہ تم نے اپنے ارادے سے ایسا نہیں کیا اور میں نے ہی تمھارے اختیار کو زائل کیا ہے کہ نہ تو میں نے خود تم کو پکڑا ہے اور نہ کسی کو اس امر کا حکم دیا ہے اور نہ کسی اور نے جس کو میں نے حکم نہیں دیا تھا ایسا کیا ہے بلکہ جو کچھ ظہور میں آیا ہے خدا کے قادر و غالب کی قدرت سے ہوا ہے لیکن ممکن ہے کہ تم ہی کہنے لگو یا

کوئی اور کہے کہ میں نے تم سے اس امر پر اتفاق کر لیا تھا اس لیے مناسب ہے کہ تم ایسی چیز طلب کرو جو تمام اہل عالم کے لیے ایک نشانی ہو۔ یونانی نے عرض کی کہ اگر آپ مجھ کو میری درخواست کرنے کا اختیار دیتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اس کھجور کے اجزاء الگ الگ ہو جائیں اور جدا ہو کر دور دور جا پڑیں۔ پھر آپ ان کو بلا کر ایک جگہ جمع کر دیں اور درخت بھول کاٹوں ہو جائے۔ علی نے فرمایا یہ نشانی ہے اور تم ہی کھجور کے پاس میرا پیغام لے کر جاؤ اور اس سے کہو کہ رسول خدا محمد کا وہی تجھ کو حکم دیتا ہے کہ تیرے اجزاء جدا ہو کر دور دور جا پڑیں۔ اس نے جا کر حضرت کا پیغام اس کھجور کو پہنچایا، وہ فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑی اور تمام اجزاء ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اور ایسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوئے کہ نشان تک بھی نظر نہ آتا تھا اور یہ حال ہو گیا کہ گویا کبھی وہاں کھجور تھی ہی نہیں۔ یہ حال دیکھ کر یونانی کے اعضا خوف کے مارے کانپنے لگے اور عرض کی اے وصی رسول اپنے میری پہلی درخواست تو منظور فرمائی۔ دوسری عرض بھی قبول فرمائی اور اس کھجور کو حکم دیجئے کہ فراہم ہو کر بدستور سابق پھر اپنی جگہ پر جا کھڑی ہو۔ حضرت نے فرمایا اب بھی تم ہی میرا پیغام پہنچاؤ اور جا کر کہو کہ اے کھجور کے ٹکڑے وصی رسول تم کو حکم دیتا ہے کہ تم سب جمع ہو کر اپنی اصلی صورت اور مقام پر عود کر جاؤ۔ الغرض یونانی نے حضرت کا پیغام ان کو پہنچایا۔ فوراً وہ اجزاء پھیلے ہوئے غبار کی طرح ہوا میں بلند ہوئے پھر ایک جڑ دوسرے جڑ سے ملنے لگا۔ یہاں تک کہ شاخیں پتے ڈنٹھلوں کی جڑوں اور خوشوں کی ڈنڈیاں صورت پذیر ہوئیں۔ پھر ایک جگہ جا کر لمبی چوڑی ہوئیں اور جڑوں اپنے مقام پر جا لگیں پھر ان پر تتر کھڑا ہوا، اور تتر پر ٹہنیاں اور ٹہنیوں پر پتے لگ گئے اور خوشے اپنے مقام پر جا گئے اور اس سے پہلے ڈنڈیاں خالی پڑی تھیں۔ کیونکہ اس وقت یہ کھجوروں کا موسم تھا نہ گرمی اور کچی کا۔ پھر یونانی نے عرض کی کہ میری ایک درخواست یہ ہے کہ اس کھجور کی ڈنڈیوں میں کچا پھل نکلے اور سبز سے زرد ہو جائے، پھر لال ہو کر سُخت ہو جائے اور اپنے کمال پر آجائے تاکہ حضرت خود بھی کھائیں اور مجھ کو اور دیگر حاضرین کو بھی کھلائیں فرمایا یہ کام بھی تمھارے ہی سپرد ہے تم ہی جا کر اس کو میرا پیغام پہنچاؤ اور ایسا ہونے کا حکم دو یونانی نے امیر المومنین کا فرمان کھجور کو پہنچایا وہ فوراً بار در ہوئی پہلے کچے پھل نکلے پھر گدے ہوئے اور درجہ بدرجہ

زرد اور سُرخ ہو کر پختہ ہو گئے اور خوشے طب تازہ سے لہ گئے اُس وقت یونانی نے عرض کی کہ اب میری یہ گزارش ہے کہ اس کے خوشے یا تو میرے ہاتھ سے قریب ہو جائیں یا میرا ہاتھ اس قدر دراز ہو جائے کہ میں ان کو پکڑ سکوں اور میں اس بات کو نہایت ہی پسند کرتا ہوں کہ ایک خوشہ تو میرے پاس آتا ہے اور دوسرے کی طرف میرا ہاتھ لبا ہو کر جا پہنچے۔ حضرت نے فرمایا جس ہاتھ سے تم خوشے کو پکڑنا چاہتے ہو اس کو پھیلاؤ اور یہ کلمات زبان پر جاری کرو **يَا مُنْتَرِبِ الْبَعِيدِ قَرِيبِ بِيَدِي مَنهَا** یعنی اے دور کو نزدیک کرنے والے میرے ہاتھ اس کے قریب کرے۔ اور جس ہاتھ کی طرف خوشے کا اثر آنا چاہتے ہو اس کو سمیٹ لو اور کہو **يَا مُسْتَلِكِ الْعَبِيدِ سَلِيكِ لِي تَنَاوُلْ مَا تَبَدَّ مَعِي مَنهَا** یعنی اے مشکل کے آسان کرنے والے اس خوشے کا جو مجھ سے دور ہے پکڑنا میرے واسطے آسان کر۔ یونانی نے ایسا ہی کیا اور ان دعاؤں کو پڑھا۔ اُس کا دایاں ہاتھ لبا ہوا اور خوشے پر پہنچا اور دوسرے خوشے لٹک کر زمین پر آ پڑے اور انہی شاخیں لمبی ہو گئیں۔ اس وقت جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے یونانی اب اگر تم ان کھجوروں کو کھا کر اس شخص پر ایمان نہ لائے جس نے ان عجائبات کو تیرے سامنے دکھایا ہے تو اللہ تعالیٰ جلد تر تم کو ایسے عذاب میں مبتلا کرے گا کہ اس کی مخلوق میں سے عالم اور جاہل سب اس سے عبرت حاصل کریں گے۔ یونانی نے عرض کی کہ یا حضرت اگر ان آیات الہی کے مشاعرہ کرنے کے بعد بھی کافر رہوں اور ایمان نہ لاؤں تو درحقیقت میں عناد میں زیادتی کروں گا اور اپنی ہلاکت میں ساعی ہوں گا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں اور اپنے تمام اقوال میں جو خدا کی طرف سے بیان کرتے ہیں راست گو اور صادق ہیں جو آپ چاہیں مجھ کو حکم دیں میں اطاعت کروں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کو واحد جانو اور اس امر کی شہادہ دو کہ وہ بخشش کرنے والا اور صاحب حکمت ہے اور عیث اور فساد سے پاک ہے اور اپنے بندوں اور کینزوں پر ظلم نہیں کرتا اور یہ شہادت دو کہ حضرت محمد جن کا میں دھی ہوں تمام خلقت کے سردار اور اہل بہشت میں درجات و مراتب کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں اور یہ شہادت دو کہ علی جس نے یہ عجائبات تم کو مشاہدہ کرائے ہیں اور ان نعمتوں سے مالا مال کیا ہے محمد کے بعد تمام خلق خدا سے بہتر ہیں۔ ان کے بعد سب خلقت سے بڑھ کر ان کی

جانشینی کے حقدار اور خدا کے شراعی اور احکام کے جاری کرنے کے مستحق اور سزاوار ہیں اور اس امر کی گواہی دو کہ اس کے دوست خدا کے دوست ہیں اور اس کے دشمن خدا کے دشمن اور جو مومن ان امور میں جو میں نے تم کو تعلیم کے تمہارے شریک ہیں اور ان احکام میں تمہارے معین و مددگار ہیں وہ تمام اُمت محمدی میں برگزیدہ اور شیعیانِ علی میں چیدہ ہیں اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے بھائیوں سے جو حضرت محمد کی اور میری تصدیق کرنے اور ان کی اور میری پیروی کرنے میں تمہارے مطابق اور موافق ہوں۔ اس چیز میں جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عنایت کی ہے اور جس سے تم کو ان پر فضیلت دی ہے عنخواری اور سردی کرنا ان کی تنگدستی اور احتیاج کو دور کرنا اور ان کی شکستگی اور مستہ حالی کی اصلاح کرنا اور ان کی محتاجی کو رفع کرنا اور جو شخص درجہ ایمانی میں تمہارے برابر ہو۔ اس کو اپنے مال و اسباب میں اپنے نفس کے برابر جانا اور جو کوئی مرتبہ ایمانی میں تم پر فوقیت رکھتا ہو اس کو اپنے زرو مال میں اپنے نفس پر ترجیح دینا یہاں تک کہ حق تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ تم دین خدا کو اپنے مال سے افضل جانتے ہو اور اس کے دوستوں کو اپنے اہل و عیال سے عزیز سمجھتے ہو اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم اپنے دین کی اور ان علوم کی جو تمہارے پیروں کے گئے ہیں اور ہمارے اسرار کی جو تم کو بتائے گئے تھے نہ کرنا اور ہمارے علوم کو ایسے شخص کے زور و ظاہر نہ کرنا جو عناد سے انکا مقابلہ کرے اور ان کے سبب سے تم کو گالی گلوچ سے پیش آئے اور لعنت ملامت کرے اور تمہاری بے عزتی اور جسمانی ایذا کے درپے ہو اور ہمارے بھید کو ایسے شخص پر ظاہر نہ کرنا جو ہم کو برا بھلا کہے اور ہمارے حالات سے ناواقف ہو اور جاہلوں کے عطایا کی طرح میں ہمارے دوستوں کے ساتھ بدی سے پیش آئے اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے دین میں تقیہ سے کام لینا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنِينَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۤءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ جَوْ مِنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا اَنْ يَتَّقُوْا اٰمَنًا تَقٰةً ۗ يَعْنِيْ مٰمِنُوْنَ كُوْجٰبِيْتِيْ كَرُوْه كٰفِرُوْنَ كُوْا پِنَادُوْسْت كَرِيْگَا۔** وہ محبت خدا کا کچھ بھی حصہ نہ پائے گا۔ مگر یہ تم ان کافروں سے اپنا مال و جان بچانے کے لیے ان سے دوستی کرو (تو کچھ مضائقہ نہیں)

تاریخ حدیثی برادران مومن

پارہ ۳
سورہ آل عمران
ع ۳

تاریخ حدیثی

اور میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ اگر خوف و خطر کے سبب کبھی ضرورت پڑے تو بیشک
غیر و کونہم پر فضیلت دینا اور ہم سے بیزاری ظاہر کرنا اور اگر کبھی تم کو اپنی جان پر آفات و بلیات
کے وارو ہونے کا خوف ہو تو بیشک واجباً نماز و نکتہ ترک کر دینا کیونکہ خوف کے وقت تمہارا ہمارے
دشمنوں کو ہم پر فوقیت دینا نہ ان کو کچھ نفع دیتا ہے اور نہ ہم کو کچھ ضرر پہنچاتا ہے اور حالت تقیہ میں
تمہارا ہم سے بیزاری ظاہر کرنا ہماری فضیلت اور درجے میں کچھ کمی نہیں کرتا صرف اتنی بات ہے
کہ تم ایک ساعت بھری زبان سے ہم سے بیزاری ظاہر کرتے ہو اور دل سے ہم کو دوست کہتے
ہو تاکہ اس کے بعد ہمیں اور برسوں تمہاری جان ہلاکت سے محفوظ رہے جو تمہاری حیات کا
باعث ہے اور مال تلف ہونے سے بچا رہے جو تمہارے نفس کی بقا کا سبب ہے اور جاہ و منصب
معرض زوال سے نجات پاتے جو تمہاری نگہداشت کا ذریعہ ہے اور ہمارے ان دوستوں اور
بھائیوں اور بہنوں کو جو تمہارے سبب شناخت کے جلتے ہیں اور تم ان کے سبب شناخت کے
جاتے ہو محفوظ رکھو۔ یہاں تک کہ یہ سختی اور مصیبت رفع ہو جائے اور یہ رنج و کلفت آئل ہو
پس یہ امر اس بات سے بہتر ہے کہ تم اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں ڈالو اور اس سبب اعمال دین
کے بجالانے اور اپنے مومن بھائیوں کی اصلاح حال سے رہ جاؤ اور پھر میں بار بار تم کو تاکید
کرتا ہوں۔ خبردار اس تقیہ کو جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے۔ ہرگز نہ ترک نہ کرنا ورنہ تم اپنے آپ کو
بھی معرض ہلاکت میں ڈالو گے اور اپنے مومن بھائیوں کو بھی اور اپنی اور انکی نعمتوں و رمالوں کو
تلف اور ضائع کرو گے اور اپنے آپ کو اور انکو دشمنانِ خدا کے ہاتھوں میں ذلیل و خوار کرو گے۔
حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو امر فرمایا ہے کہ اپنے دینی بھائیوں کی عزت کرو۔ اب اگر تم میری اس
وصیت کے برخلاف عمل کرو گے تو اس مخالفت سے تم کو اور تمہارے دینی بھائیوں کو جو ضرر پہنچے گا
وہ ہمارے دشمن اور منکر کی ضرر رسانی سے بہت سخت ہوگا۔

اور بازوئے زہرا کو دکھنا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب جناب سالتماب نے فتح خیبر کے بعد
مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی تو ایک یہودیہ عورت حاضر خدمت ہوئی اور اظہار ایمان کیا اور
ایک بازوئے زہرا کو جس کو کباب کر کے ہمراہ لائی تھی حضرت کے سامنے رکھا آنحضرت نے فرمایا
یہ کیا چیز ہے یہودیہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں میں

آپ کے خیبر کی طرف تشریف لے جانے سے نہایت غمگین ہوئی تھی اس لیے کہ میں جانتی تھی کہ وہ
لوگ بڑے دلاور اور بہادر ہیں اور اس بکبری کے بچے کو میں نے اپنے بچوں کی طرح پالا تھا اور سنا تھا کہ
حضرت جھٹے ہوئے گوشت کو نہایت پسند کرتے ہیں خصوصاً بازوئے ہریاں بہت ہی بھاتا ہے۔
اس لیے میں نے خدا کے واسطے یہ نذرمانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے ہاتھ سے نجات دے اور
ان پر ظفر پاب کرے تو اس بچہ کو ذبح کر کے اس کا بازو حضرت کے کھانے کے لیے حاضر کروں گی
اس لیے اب میں اس کو لے کر حاضر خدمت ہوئی ہوں تاکہ اپنی نذر کو پورا کروں۔

اس وقت حضرت کے پاس علی ابن ابی طالب اور برعابن معرور موجود تھے برع نے اپنا
ہاتھ بڑھا کر ایک نغمہ اس میں سے اٹھایا اور منہ میں رکھ لیا۔ اس پر جناب امیر نے اس سے کہا کہ
برع رسول خدا پر سبقت مت کر۔ برع نے جو کراہی تھا جواب دیا اے علی کیا تم رسول خدا کو نخیل
جانتے ہو۔ علی نے فرمایا میں حضرت کو نخیل نہیں بتاتا۔ بلکہ آپ کی تعظیم و تکریم کی راہ سے کہتا ہوں۔
کیونکہ نہ مجھ کو اور نہ مجھ کو اور نہ جملہ مخلوقات میں سے کسی اور کو قول میں یا فعل میں یا کھانے میں
پینے میں رسول خدا پر سبقت کرنی جائز نہیں ہے برع نے جواب دیا میں رسول خدا کو نخیل نہیں جانتا
تب جناب امیر نے اس سے فرمایا میں نے اس سبب منع نہیں کیا۔ بلکہ اس گوشت کو یہ عورت لائی
ہے اور یہ یہودیہ ہے اور ہم کو اس کے حالات سے کچھ واقفیت نہیں ہے۔ اس لیے اگر تم
حضرت کی اجازت سے کھاؤ گے تو وہ اس میں تمہاری سلامتی کے ضامن ہوں گے اور اگر
بلا اجازت کھاؤ گے تو اپنی جان کے خود ہی ضامن ہو جناب امیر تو یہ فرما رہے تھے اور برع اس
نغمہ کو چبا رہا تھا کہ ناگاہ وہ بازو قدرتِ خدا سے گویا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ مجھ کو نہ
کھاتیے گا۔ کیونکہ مجھ میں زہر ملا یا گیا ہے۔ اسی اشارہ میں برابر سکراتِ موت میں مبتلا ہو کر گرا اور
مگر یہی اٹھا تب حضرت نے اس عورت کو بلوایا جب وہ حاضر ہوئی تو فرمایا تو نے کس لیے
ایسا کام کیا عرض کی کہ حضرت نے مجھ پر ظلم کیا ہے کہ میرے باپ چچا بھائی شوہر اور بیٹے کو
قتل کر ڈالا اس لیے میں نے ایسا کیا اور میں اپنے دل میں کہتی تھی کہ اگر بادشاہ ہے تو میں بہت جلد
اس سے بدلہ لے لوں گی اور اگر پیمبر ہے جیسا کہ وہ دعویٰ کرتا ہے اور فتح مکہ اور نصرت و کامیابی
کا وعدہ بھی کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس زہر سے اس کو محفوظ رکھے گا اور کچھ ضرر نہ پہنچنے دے گا۔

حضرت نے فرمایا یہ تو سچ کہتی ہے اب تو براء کے مرنے سے مغرور نہ ہونا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول خدا پر اس کے سبقت کرنے کے سبب اس کا امتحان کیا ہے اور اگر وہ اجازت رسول سے لکھتا تو اس کا شر اور زہر اس سے رفع ہو جاتا پھر حضرت نے اپنے نیک اصحاب میں سے دن شخصوں کو طلب فرمایا کہ منجملہ ان کے سلمان مقداد بن عمرو، عمار بن صہیب، ابوذر اور بلال تھے اور علیؑ بھی وہاں موجود تھے حضرت نے سب کو بیٹھنے کا حکم دیا اور وہ حلقہ کر کے بیٹھ گئے پھر حضرت نے اپنا ہاتھ اس بازو سے زہر آلود پیر رکھ کر دم کیا۔ اور فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الشّٰفِیِّ بِسْمِ اللّٰهِ الْکَافِیِّ بِسْمِ اللّٰهِ الْمُعَافِیِّ بِسْمِ اللّٰهِ الذِّیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اَسْمِهِ شَیْءٌ وَّ اِلٰدَآءٌ فِی الْاَرْضِ وَ فِی السَّمٰوٰتِ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اس دعا کے بعد حاضرین کو حکم دیا کہ اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔ پھر حضرت نے خود بھی اس میں سے کھایا اور اصحاب نے بھی کھایا۔ یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ اس کے کھانے کے بعد سب نے پانی پیا بعد ازاں فرمایا کہ اس عورت کو بند رکھو۔ دوسرے دن جب وہ حضرت کے سامنے حاضر ہوئی تو آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا تو نے دیکھا کہ ان سب نے تیرے سامنے زہر کھایا اور خدا نے اپنے فضل و کرم سے اپنے نبی اور اس کے اصحاب سے اس کے شر کو دفع کیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ اب تک مجھ کو آپ کی نبوت میں شک تھا مگر اب مجھ کو یقین ہو گیا کہ آپ خدا کے سچے پیغمبر ہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی پرستش کے لائق نہیں اور وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور آپ اس کے بندے اور پیغمبر ہیں اور اس عورت کا اسلام بہت اچھا ہوا۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے آباء کے کرام سے روایت کی ہے کہ جب ابن مہرود کے جنازے پر رسول خداؐ کو نماز کے واسطے بلایا گیا تو فرمایا کہ علیؑ ابن ابی طالب کہاں ہیں اصحاب نے

اس میں شروع کرتا ہوں خدائے رحمن و رحیم کے نام سے میں شروع کرتا ہوں خدائے شافی کے نام سے میں شروع کرتا ہوں خدائے کافی کے نام سے میں شروع کرتا ہوں خدائے عافیت دہندہ کے نام سے میں شروع کرتا ہوں اس خدا کے نام سے جس کے ساتھ کوئی چیز اور کوئی دکھ ضرر نہیں پہنچتا۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں اور وہ سننے والا اور جانتے والا ہے۔ مترجم عقی عنہ

عرض کی وہ کسی مسلمان کے کام کے لیے قبا کی طرف گئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت بیٹھ گئے اور نماز نہ پڑھی۔ اصحاب نے عرض کی کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں نماز پڑھنے میں اس قدر تاخیر کروں کہ علیؑ آجائیں اور ان کلمات کو جو اس میت نے رسول خدا کے سامنے ان کو کہے ہیں مُعَافِ کر دیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس زہر سے اس کے مرنے کو اس کا کفارہ ٹھہرائے کسی شخص نے جو براء کی اس گفتگو کے وقت حاضر خدمت تھا عرض کی اس نے تو علیؑ سے مزاح (ہنسی) کیا تھا اور وہ باتیں حقیقی اور واقعی نہ تھیں حضرت نے فرمایا اگر وہ باتیں واقعی ہوتیں تو اللہ تعالیٰ اس (براء) کے تمام اعمال کو جیٹ کر دیتا اگرچہ وہ ثرے سے لے کر عرش تک کے فاصلے کو سونے اور چاندی سے بھر کر راہِ خدا میں خیرات کرتا لیکن وہ مزاح تھا۔ اور علیؑ نے اس کو مُعَاف کر دیا ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ علیؑ اس سے ناراض ہیں۔ اس لیے وہ آکر تمہارے سامنے پھر مُعَاف کر دیں ورا سکے لیے خدا سے سخت مش طلب کریں تاکہ اس کا قُرب منزلت خدا کے نزدیک اور زیادہ ہو۔ اسی اثنا میں علیؑ وہاں تشریف لائے اور جنازے کے برابر کھڑے ہو کر فرمایا۔ اے براء خدا تجھ پر رحمت کرے کہ تو بہت روزے رکھتا تھا اور بہت نماز گزار تھا اور راہِ خدا میں تو نے وفات پائی۔ بعد ازاں جناب رسالتؐ نے فرمایا اگر کوئی مردہ رسول اللہ کی نماز سے مستغنی ہوتا تو تمہارا یہ رفیق (براء) ہوتا کیونکہ علیؑ نے اس کے حق میں دعا کی۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر اسکے جنازے پر نماز پڑھی اور دفن کیا جب وہاں سے واپس آکر اس کی تعزیت کے لیے بیٹھے تو فرمایا اے براء کے وارثو اور دوستو تم تعزیت کی نسبت مبارکباد اور تہنیت کے زیادہ مستحق ہو۔ کیونکہ تمہارے صاحب براء کے لیے آسمان اول سے لے کر ساتویں آسمان تک اور کرسی سے لے تا ساقِ عرش قبے اور سراپے لگائے گئے اور ان میں اسکی رُوح کو اوپر لے گئے پھر اس کو بہشت میں داخل کیا اور بہشت کے تمام خزانچی اس کے استقبال کو نکلے اور سب مورانِ جنت نے غرفوں سے سر نکال کر اس کو دیکھا اور ان سب نے اس سے کلام کیا کہ خدا ہی اس کو سمجھتا اور جانتا ہے اے براء کی رُوح تجھ کو بشارت ہو کہ رسول خدا نے تیری خاطر علیؑ کا انتظار کیا تاکہ وہ آکر تیرے حق میں رحمت اور مغفرت کی دعا کریں۔ آگاہ ہو کہ حاملانِ عرش نے پروردگارِ عالم کی طرف سے

ہم کو خبر دی ہے کہ وہ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے اور اے میری راہ میں مرنے والے اگر تیرے گناہ سنگریزے اور خاک کے ذروں اور بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں اور حیوانات کے بالوں اور ان کی نظروں اور سانسوں اور ان کی حرکات و سکنات کی شمار کے برابر بھی ہو تو بھی تیرے حق میں علیؑ کے دعا کرنے کے سبب معاف کر دیتا۔

پھر حضرت نے حاضرین سے متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے بندگانِ خدا علیؑ کی دعا کے مستحق بنو۔ اور اسکی بددعا سے پرہیز کرو کیونکہ جس کیلئے وہ بددعا کرینگے وہ ہلاک ہوگا۔ اگرچہ اسکی نیکیاں مخلوق خدا کی شمار کے برابر ہوں۔ اسی طرح جس کے حق میں وہ دعا کریں اللہ تعالیٰ انکو سعادت مند اور شاد کام کرے گا اگرچہ اُس کے گناہ تمام مخلوقات کی شمار کے برابر ہوں۔

اور بھیڑ یا جو آپ سے ہمکلام ہوا اُس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ جناب رسول خدا ایک روز بیٹھے تھے یکایک ایک چرواہا حاضر خدمت ہوا کہ ایک عجیب قدر کے دیکھنے سے اس کے تمام اعضا لرز رہے تھے جب حضرت نے دُور سے اُس کو آتے دیکھا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ شخص جو آیا ہے اس کا قصہ عجیب ہے جب وہ نزدیک آیا تو حضرت نے اس سے فرمایا کہ تمہارے خوف کا کیا باعث ہے چرواہے نے جواب دیا۔ ایک بڑے اچھے کی بات ہے اور وہ یہ ہے کہ میں اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑ یا آیا اور ایک بچے کو اٹھا کر لے چلا میں نے گویے میں پتھر رکھ کر اُس کو مارا اور بچے کو چھڑا لیا۔ پھر وہ دائیں طرف سے آیا اور ایک اور بچے کو اٹھا کر لے چلا میں نے پھر ایک پتھر کو پھینچے میں رکھ کر اس کو مارا اور بچے کو اُس کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور دوسری طرف سے آکر ایک اور بچہ اٹھا کر لے چلا۔ مگر میں نے پتھر مار کر چھڑا لیا۔ اسی طرح چار دفعہ اس نے کیا۔ آخر پانچویں بار اپنی مادہ سمیت آیا اور چاہتا تھا کہ بچے کو اٹھا لے جائے میں نے بھی اس کو پتھر مارنا چاہا۔ یہ حال دیکھ کر وہ اپنی دم کے بل بیٹھ گیا اور بولا کہ تجھ کو شرم نہیں آتی کہ مجھ کو اپنے لائق سے منع کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے واسطے مقرر کیا ہے۔ کیا مجھ کو غذا کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بھیڑیے کی یہ بات سن کر میں نے کہا۔ نہایت تعجب کا مقام ہے کہ یہ بھیڑیا بے زبان ہو کر آدمیوں کی طرح کلام کرتا ہے تب اس بھیڑیے نے مجھ سے کہا۔ اگر تو چاہے تو میں ایسی بات بتاؤں جو

بھیڑیے کا حضرت سے ہمکلام ہونا

میرے کلام کرنے سے بھی زیادہ تعجب ہے حضرت محمد رسول رب العالمین دو پتھر ملی زمینوں کے مابین لوگوں کو گزشتہ اور آئندہ کی خبریں دیتے ہیں اور یہود یا وجود اس کے کہ ان کو معلوم ہے کہ وہ حضرت راست گو ہیں۔ اور پروردگار عالمین کی کتابوں میں ان کا حال پڑھتے ہیں کہ وہ حضرت سب سے زیادہ راست گو اور تمام فاضلوں سے زیادہ فاضل ہیں ان کو جھٹلاتے ہیں اور ان کی نبوت کا انکار کرتے ہیں اور وہ ان دنوں مدینہ منورہ میں تشریف رکھتے ہیں اور وہ ہر درد کو شفا اور فائدہ دینے والے ہیں۔ اے چرواہے جا اور ان پر ایمان لایا تاکہ عذاب خدا سے نجات پائے اور مسلمان اور ان کا فرمانبردار ہوتا کہ عذاب دردناک کی سختی سے رہائی پائے یہ سن کر میں نے اس بھیڑیے سے کہا۔ خدا کی قسم میں تیری باتوں سے سخت حیران ہوں اور مجھے شرم آتی ہے کہ تجھ کو اس بکری کے کھانے سے منع کیا۔ اب یہ بکریاں موجود ہیں جس کو تیرا جی چاہے کھالے میں تجھ کو منع نہیں کرتا بھیڑیا بولا۔ اے بندہ خدا خدا کا شکر کر کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو ان بندوں میں سے کیا جو آیات الہی کو دیکھ کر عبرت پکڑتے ہیں اور اس کے امر کی پیروی کرتے ہیں لیکن بدترین اشقیاء و شخص ہے جو آیات محمدؐ کو ان کے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کی حقیقت کے بارے میں اور ان فضائل کو جو وہ خدا کی طرف سے پہنچاتے ہیں مشاہدہ کرتا ہے اور ان کے وفور علم کو جس میں کوئی بھی ان کا ہمسر نہیں ہے اور ان کی شجاعت کو جس میں کوئی ان کا ہم پلہ نہیں ہے اور ان کی یاورئی اسلام کو کہ ان کے برابر اس میں کسی نے حصہ نہیں لیا دیکھتا ہے اور باوجود ان سب امور کے یہ بھی دیکھتا ہے کہ رسول خدا ان سے اور ان کے دوستوں سے دوستی کرنے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنے اور بزار نبوی کا حکم دیتے ہیں اور اس کو اس امر سے مطلع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مخالف کے کسی عمل کو قبول نہ کرے گا۔ اگرچہ وہ کتنا ہی بزرگ و بڑتر کیوں نہ ہو۔ اور پھر بھی وہ شخص باوجود اس کے ان کی مخالفت اختیار کرے اور ان کے حق کا منکر ہو اور ان پر ظلم کرے اور ان کے دشمنوں کو دوست رکھے اور ان کے دوستوں سے دشمنی کرے اور یہ امر تیرا مجھ کو اپنی بکریوں کے کھانے سے منع کرنے کی نسبت بہت ہی عجیب ہے۔ چرواہا کہتا ہے کہ میں نے بھیڑیے سے کہا کیا ایسا بھی وقوع میں آئے گا اُس نے جواب دیا کہ ہاں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر عنقریب ان کو اور ان کے فرزندوں کو

بے گناہ قتل کریں گے اور ان کے اہل حرم کو قید کریں گے اور باوجود اس فعل شنیع کے مسلمانوں کا دعویٰ کریں گے اور یہ امر سب امروں سے عجیب تر ہے اس لیے حق تعالیٰ نے مقرر کیا ہے کہ ہم تمام بھیڑیے آتش جہنم میں ان لوگوں کو پھاڑ پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے اور ان کا عذاب ہمارے سرور اور لذت کا باعث ہوگا اور ان کے غم و الم سے ہم شاد اور فرخناک ہونگے۔ تب میں نے کہا کہ اگر بعض بکریاں جو میرے پاس اور لوگوں کی امانت میں موجود نہ ہوتیں تو میں ان کو چھوڑ کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان کی قدمبوسی سے مشرف ہوتا۔ بھیڑیا بولا تو آنحضرت کی خدمت میں جا اور بکریاں میرے حوالے کر جا کہ تیری طرف سے میں ان کو چراؤنگا میں نے اس سے کہا مجھے تیری امانت داری پر کیونکر اعتماد ہو۔ اس نے جواب دیا کہ جس خدا نے مجھ کو تیری ہدایت کے لیے بولنے کی طاقت عنایت فرمائی۔ وہی مجھ کو امانت داری کی قوت عطا کرے گا۔ کیا تو حضرت محمد پر ایمان نہیں لایا اور جو آنحضرت نے اپنے بھائی علی کے بارے میں خبر دی ہے۔ اس میں ان کا فرمانبردار اور مطیع نہیں ہوا اب تو جا کہ میں تیری جگہ رکھوالی کروں گا اور خدا اور اس کے ملائکہ مقررین میری حفاظت کریں گے کیونکہ میں علی ولی خدا کے دوست کا خادم ہوں۔ الغرض میں نے اپنی بکریاں اس بھیڑیے اور بھیڑنی کے حوالے لیں اور آپ کی طرف روانہ ہوا۔

اس وقت جتنا رسالتا نے اپنے اصحاب کی طرف نگاہ کی اور ملاحظہ فرمایا کہ بعض تو اس واقعہ کو راست اور درست جان کر خوش ہوئے ہیں اور بعض نے اس کو جھوٹ سمجھا ہے اور ان کو اسکی صحت میں شک ہے اس لیے ترش زو ہو رہے ہیں اور منافق پوشیدہ طور پر باہم ذکر کرنے لگے کہ محمد نے اس مرد سے پہلے سے یہ صلاح کر رکھی تھی تاکہ عنعنوں اور جاہلوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے جب آنحضرت وحی کے ذریعہ ان منافقوں کی اس بات پر مطلع ہوئے تو مسکرا کر فرمایا۔ اگر تم لوگوں کو اس چرواہے کی گفتگو میں شک ہے تو ہو کر مجھے تو یقین ہے کہ وہ سچ کہتا ہے اور اس کی بات کا اس شخص نے بھی یقین کر لیا ہے جو عالم ارواح میں عرش خداوند جبار کے اعلیٰ مقام میں میرے ہمراہ تھا اور دارالقرار (بہشت) میں بھی زندگانی کی نہروں میں میرے ساتھ پھرے گا اور بہشت کی طرف نیکیوں کے لیے جانے میں میرا پیرو

ہوگا اور اصحاب طاہرہ اور ارحام طہیرین اس کا نور میرے نور کے ساتھ تھا اور ہر ترقیادت فضل میں میرے ساتھ ساتھ چلتا ہے اور علم علم اور عقل کے جو خلعت مجھ کو پہنائے گئے ہیں وہی اس کو پہنائے گئے ہیں اور میرا بھائی ہے جو کہ مجھ سے اس وقت جدا ہوا جبکہ میرا نور بہشت بعد اذن میں منتقل ہوا اور اس کا نور صلب ابوطالب میں گیا اور محمد و مناقب کے حاصل کرنے میں میرا ہمسرا اور عدیل ہے یعنی علی ابن ابی طالب جو صدیق اکبر اور ساقی حوض کوثر ہے اور فاروق اعظم اور سید اکرم ہے اور اس کی محبت اور عداوت حلال زادے اور حرام زادے کی علامت ہے اور اس کی ولایت اور مودت مومنوں کے لیے ذخیرہ اور توشہ ہے وہ میرے دین کا ستون اور باعث قیام ہے اور میرے علوم کا زیادہ تر جاننے والا اور لڑائی میں بدقت کرنے والا ہے اور میرے دشمنوں کے مقابلے میں شیر ولی اور اسد مقام ہے جو سب سے پہلے ایمان لایا اور رضنا خداوند رحمان میں سب سے بڑھا ہوا ہے اور سرکشوں اور منافقوں کی بیخ کنی کرتے ہیں سب منفرد ہے اور اپنی روشن اور شافی دلیلوں سے اہل بہتان کے عذرات کو قطع کرنے والا ہے میں اور وہ شخص اس چرواہے کے کلام کی تصدیق کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے کان اور آنکھ اور ہاتھ کی مانند قرار دیا ہے اور میرا یا اور معین و مددگار مقرر فرمایا ہے جب وہ میرا موافق ہو تو اور لوگوں کے ساتھ چھوڑنے اور ترک امداد کرنے سے مجھ کو کچھ اندیشہ نہیں ہے اور جب وہ میری یاوری کرے تو اوروں کے منحرف ہونے سے میں غمگین نہیں ہوتا۔ میں اور وہ شخص اس چرواہے کے کلام کی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہشت کو اس سے اور اس کے دوستوں سے زمینت ہے گا اور جہنم کو اس کے دشمنوں سے پر کرے گا میری امت کے کسی فرد بشر کو اس کی ہمسری اور برابر جانتے نہیں ہے جبکہ یہ خوش اور کشادہ زو ہو۔ تو مجھ کو اوروں کی ترش زوئی اور ناک بھوں چڑھانے کی ذرا پروا نہیں ہے اور جب وہ مجھ سے خالص محبت کرتا ہو تو اوروں کی روگردانی سے مجھ کو کچھ خوف نہیں یہ علی ابن ابی طالب ہے کہ اگر تمام اہل زمین و آسمان کافر ہو جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ اس اکیلے ہی سے اس دین کی مدد کرے گا اگر تمام خلق خدا اس کی دشمن ہو جائے تو وہ تنہا ان کے مقابلے میں کھڑا ہوگا اور اپنی جان کو دین رب العالمین کی مدد کرنے اور راہ ابلیس کے باطل کرنے میں کھپائے گا۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اس چرواہے کا شانہ کچھ دور نہیں ہے آؤ گلے میں جا کر لگن و لوں
بھیلوں کو دیکھیں اگر انھوں نے ہم سے باتیں کیں اور ہم نے ان کو گلہ چراتے دیکھا تو اس کی
تصدیق ہو جائے گی۔ ورنہ ہم پہلی بات پر قائم رہیں گے۔ الغرض جناب رسول خداؐ کو وہ
ہماجرین و انصار سمیت اس گلے کی طرف روانہ ہوئے جب دور سے وہ گلہ نظر آیا تو چرواہے نے
عرض کی یہ میرا گلہ ہے منافی بولے وہ بھیلے کہاں ہیں جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ دونوں بھیلے
ایوڑ کے گرد پھرتے ہیں اور جو بکری الگ ہو جاتی ہے اسے ہانک کر گلے میں ملا دیتے ہیں تب
حضرت نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ظاہر کر دوں کہ اس بھیلے کی کلام کرنے سے سوائے میرے
اور کچھ غرض نہ تھی صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہاں (ظاہر فرمائیے) فرمایا تم میرے گرد حلقہ
کرو، تاکہ یہ بھیلے مجھ کو نہ دیکھیں صحابہ نے حضرت کے گرد احاطہ کر لیا۔ اس وقت آپ
نے چرواہے سے فرمایا۔ تو اس بھیلے سے جا کر کہ جس محمدؐ کا تو نے مجھ سے ذکر کیا تھا وہ
ان میں سے کونسا ہے۔ عرض بھیلے ہاں آیا۔ اور ایک شخص کے پاس آتا تھا اور اس سے
الگ ہو کر دوسرے کے پاس جاتا تھا۔ پھر اس سے جدا ہو کر تیسرے کے پاس پہنچتا تھا اسی
طرح رفتہ رفتہ ان کے بیچ میں داخل ہوا اور اپنی مادہ سمیت رسول خداؐ کے پاس پہنچا اور دونوں
قدرت خدا سے بولے ہمارا سلام ہو۔ آپ پر اے رسول رب العالمین اور اے بہترین جمیع
خلوقات اور اپنے زخساروں کو خاک پر رکھ کر حضرت کے سامنے لوٹنے لگے اور بولے ہم
لوگوں کو حضرت کی طرف دعوت کرتے ہیں اور ہمیں نے اس چرواہے کو آپ کی طرف بھیجا ہے
اور آپ کی خبر اس کو پہنچائی ہے تب حضرت اپنے ہمراہ والے منافقوں کی طرف متوجہ ہوئے اور
فرمایا اب کافروں اور منافقوں کو عذر و حیلہ کی گنجائش نہیں رہی۔ بعد ازاں فرمایا اس چرواہے
کی ایک بات تو (یعنی میری پیغمبری کی بابت) سچ نکلی اب اگر چاہو تو دوسری بات (یعنی اور
باب علی) میں بھی اسکی راست گوئی کی تصدیق کرو۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ ہاں فرمایا
ہم سب علیؑ کے گرد حلقہ کرو۔ جب صحابہ نے ان کو حلقہ میں لے لیا حضرت نے ان بھیلوں
سے مخاطب ہو کر فرمایا جس طرح تم نے میری طرف اشارہ کیا اور ان لوگوں کو میرا نشان دیا اسی
طرح علیؑ کا بھی نشان دو تاکہ یہ لوگ جان لیں کہ جو کچھ تم نے اس کی شان میں بیان کیا ہے حق ہے

یہ ارشاد من کر بھیلے آگے بڑھے اور لوگوں کے چہروں اور پاؤں میں غور اور تامل کر کے دیکھنے
تھے اور چھوڑتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ علیؑ کے پاس پہنچے جب انکو دیکھا تو اپنے زخساروں کو
خاک پر رکھ کر ان کے سامنے لوٹنے لگے اور پکارے ہمارا سلام ہو آپ پر اے محمدؐ کو سنا۔
اور محل تعقل و ذکا اور عالم صحفِ اولیٰ اور صبی مصطفیٰ اور سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ خدا نے
آپ کے دوستوں کو سعادتمند کیا ہے اور آپ کے دشمنوں کو شقی ابدی قرار دیا ہے اور آپ کو حضرت محمدؐ
کی آل اور طبیعت کا سردار بنایا ہے سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ اگر سب اہل زمین و آسمان
کی طرح آپ کو دوست رکھتے تو وہ نیک اور برگزیدہ ہو جاتے اور اے وہ شخص کہ اگر کوئی عرش
اور فرش کے مابین کی اشیاء کو راہ خدا میں صرف کرے اور آپ کا ذرا سا بغض دل میں رکھتا ہو تو
اس کو سوائے عذاب نارا اور غضب جبار کے اور کچھ عوض نہ ملے۔ یہ دیکھ کر اصحاب نہایت
متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم یہ جانتے تھے کہ حیوانات بھی علیؑ کے ایسے محبت اور فرمانبردار
ہیں حضرت نے فرمایا کہ تم صرف ایک ہی حیوان کی فرمانبرداری دیکھ کر متعجب ہوتے ہو۔
اگر تمام حیوانات برسی و بحری اور ملائکہ زمین و آسمان اور فرشتگان حجاب و کرسی و عرش
اعظم کے نزدیک ان کی قدر و منزلت کو دیکھو تو نہ معلوم تمہارا کیا حال ہو۔ خدا کی قسم میں
نے آسمان پر سدرة المنتہی کے نزدیک علیؑ کی صورت دیکھی ہے کہ خدا نے فرشتوں کے
ان کے دیدار کا نہایت مشتاق ہونے کے سبب اس کو خلق فرمایا ہے اور میں نے دیکھا
ہے کہ فرشتے اس صورت کے آگے اس قدر عجز و انکسار کرتے ہیں جو یہاں ان دو بھیلوں
کے ان کے سامنے تواضع اور عاجزی کرنے سے بہت بڑھ کر ہے اور فرشتے اور تمام اہل
عقل ان کے سامنے کیونکر تواضع اور عاجزی نہ کریں۔ جبکہ اللہ جل جلالہ نے اپنی ذات پاک
کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو کوئی علیؑ کے سامنے بال برابر بھی فروتنی اور تواضع کریگا میں بہشت
بریں میں لاکھ برس کی راہ کے برابر اس کے درجات بلند کروں گا اور یہ تواضع جو تم نے اس وقت دیکھی
ان کی اس قدر و منزلت کے نزدیک جو تم کو تائی جاتی ہے بہت سی کم ہے۔
اور رسول خداؐ کیلئے جو خبا کے گریہ کرنے کا قصہ اس طرح ہے کہ آنحضرتؐ مدینہ منورہ میں
جب خطبہ فرمایا کرتے تھے تو محجور کے ایک ستون سے جو مسجد میں تھا پیٹھ لگا لگا کرتے تھے صحابہ نے

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اس چرواہے کا شانہ کچھ دور نہیں ہے آؤ گلے میں جا کر لٹو لوں
بھیلوں کو دیکھیں اگر انھوں نے ہم سے باتیں کیں اور ہم نے ان کو گلہ چراتے دیکھا تو اس کی
تصدیق ہو جائے گی۔ ورنہ ہم پہلی بات پر قائم رہیں گے۔ الغرض جناب رسول خداؐ کو وہ
مہاجرین و انصار سمیت اس گلے کی طرف روانہ ہوئے جب دور سے وہ گلہ نظر آیا تو چرواہے نے
عرض کی یہ میرا گلہ ہے منافی بولے وہ بھیلے کہاں ہیں جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ دو لون بھیلے
ایوڑ کے گرد پھرتے ہیں اور جو بکری الگ ہو جاتی ہے اسے ہانک کر گلے میں ملا دیتے ہیں تب
حضرت نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ظاہر کر دوں کہ اس بھیلے کی کلام کرنے سے سوائے میرے
اور کچھ غرض نہ تھی صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہاں (ظاہر فرمائیے) فرمایا تم میرے گرد حلقہ
کرو، تاکہ یہ بھیلے مجھ کو نہ دیکھیں صحابہ نے حضرت کے گرد احاطہ کر لیا۔ اس وقت آپ
نے چرواہے سے فرمایا۔ تو اس بھیلے سے جا کر کہ جس محمدؐ کا تو نے مجھ سے ذکر کیا تھا وہ
ان میں سے کونسا ہے۔ عرض بھیلے ہاں آیا۔ اور ایک شخص کے پاس آتا تھا اور اس سے
الگ ہو کر دوسرے کے پاس جاتا تھا۔ پھر اس سے جدا ہو کر تیسرے کے پاس پہنچتا تھا اسی
طرح رفتہ رفتہ ان کے بیچ میں داخل ہوا اور اپنی مادہ سمیت رسول خداؐ کے پاس پہنچا اور دونوں
قدرت خدا سے بولے ہمارا سلام ہو۔ آپ پر اے رسول رب العالمین اور اے بہترین جمیع
مخلوقات اور اپنے زخساروں کو خاک پر رکھ کر حضرت کے سامنے لوٹنے لگے اور بولے ہم
لوگوں کو حضرت کی طرف دعوت کرتے ہیں اور ہمیں نے اس چرواہے کو آپ کی طرف بھیجا ہے
اور آپ کی خبر اس کو پہنچائی ہے تب حضرت اپنے ہمراہ والے منافقوں کی طرف متوجہ ہوئے اور
فرمایا اب کافروں اور منافقوں کو عذرو حیلہ کی گنجائش نہیں رہی۔ بعد ازاں فرمایا اس چرواہے
کی ایک بات تو (یعنی میری پیغمبری کی بابت) سچ نکلی اب اگر چاہو تو دوسری بات (یعنی اور
باب علی) میں بھی اسکی راست گوئی کی تصدیق کرو صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ ہاں فرمایا
ہم سب علیؑ کے گرد حلقہ کرو۔ جب صحابہ نے ان کو حلقہ میں لے لیا حضرت نے ان بھیلوں
سے مخاطب ہو کر فرمایا جس طرح تم نے میری طرف اشارہ کیا اور ان لوگوں کو میرا نشان دیا اسی
طرح علیؑ کا بھی نشان دو تاکہ یہ لوگ جان لیں کہ جو کچھ تم نے اس کی شان میں بیان کیا ہے سچ ہے

یہ ارشاد من کر بھیلے آگے بڑھے اور لوگوں کے چہروں اور پاؤں میں غور اور تامل کر کے دیکھنے
تھے اور چھوڑتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ علیؑ کے پاس پہنچے جب انکو دیکھا تو اپنے زخساروں کو
خاک پر رکھ کر ان کے سامنے لوٹنے لگے اور پکارے ہمارا سلام ہو آپ پر اے محمدؐ کرم و سخا۔
اور محل تعقل و ذکا اور عالم صحف اولیٰ اور وصی مصطفیٰ اور سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ خدا نے
آپ کے دوستوں کو سعادتمند کیا ہے اور آپ کے دشمنوں کو شقی ابدی قرار دیا ہے اور آپ کو حضرت محمدؐ
کی آل اور اہلبیت کا سردار بنایا ہے سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ اگر سب اہل زمین و آسمان
کی طرح آپ کو دوست رکھتے تو وہ نیک اور برگزیدہ ہو جاتے اور اے وہ شخص کہ اگر کوئی عرش
اور فرش کے مابین کی اشیاء کو راہ خدا میں صرف کرے اور آپ کا ذرا سا بغض دل میں رکھتا ہو تو
اُس کو سوائے عذاب نارا اور غضب جبار کے اور کچھ عوض نہ ملے۔ یہ دیکھ کر اصحاب نہایت
متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نہ جانتے تھے کہ حیوانات بھی علیؑ کے ایسے محبت اور فرمانبردار
ہیں حضرت نے فرمایا کہ تم صرف ایک ہی حیوان کی فرمانبرداری دیکھ کر متعجب ہوتے ہو۔
اگر تمام حیوانات بری و بھری اور ملائکہ زمین و آسمان اور فرشتگان حجاب و کرسی و عرش
اعظم کے نزدیک ان کی قدر و منزلت کو دیکھو تو نہ معلوم تمہارا کیا حال ہو۔ خدا کی قسم میں
نے آسمان پر سدرة المنتہی کے نزدیک علیؑ کی صورت دیکھی ہے کہ خدا نے فرشتوں کے
ان کے دیدار کا نہایت مشتاق ہونے کے سبب اس کو خلق فرمایا ہے اور میں نے دیکھا
ہے کہ فرشتے اس صورت کے آگے اس قدر عجز و انکسار کرتے ہیں جو یہاں ان دو بھیلوں
کے ان کے سامنے تواضع اور عاجزی کرنے سے بہت بڑھ کر ہے اور فرشتے اور تمام اہل
عقل ان کے سامنے کیونکر تواضع اور عاجزی نہ کریں۔ جبکہ اللہ جل جلالہ نے اپنی ذات پاک
کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو کوئی علیؑ کے سامنے بال برابر بھی فروتنی اور تواضع کریگا میں بہشت
بریں میں لاکھ برس کی راہ کے برابر اسکے درجات بلند کروں گا اور یہ تواضع جو تم نے اس وقت دیکھی
ان کی اس قدر و منزلت کے نزدیک جو تم کو بتائی جاتی ہے بہت ہی کم ہے۔
اور رسول خداؐ کیلئے جو خبا کے گریہ کرنے کا قصہ اس طرح ہے کہ آنحضرتؐ مدینہ منورہ میں
جب خطبہ فرمایا کرتے تھے تو کھجور کے ایک ستون سے جو مسجد میں تھا پیٹھ لگا یا کرتے تھے صحابہ نے

عرض کی کہ یا رسول اللہ لوگوں کی کثرت ہو گئی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ خطبہ بیان فرماتے وقت آپ کی طرف دیکھیں۔ اگر اجازت ہو تو ہم چند یایوں کا ایک منبر بنوائیں اور آپ اس پر تشریف لے جا کر خطبہ فرمایا کریں تاکہ سب لوگ آپ کو دیکھ سکیں حضرت نے ان کو اجازت دی اور منبر تیار ہو گیا جب جمعہ کا دن آیا اور حضرت مسجد میں تشریف لائے اور ستون کے پاس سے گزر کر منبر پر تشریف لے گئے۔ وہ چوب خرمائے حضرت کی مفارقت میں رونے لگا۔ جسے وہ عورت رویا کرتی تھی جس کا بچہ مر جاتا ہے اور اس طرح چھیننے لگا جس طرح عورت جنت کے وقت در بیتاب ہو کر ڈھاریں مارا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی گریہ وزاری سے تمام اہل مسجد رونے لگے اور بیتاب ہو کر فریاد کرنے لگے جب آنحضرت نے یہ حالت دیکھی منبر سے اترے اور اس ستون کو بغل میں لیا اور اپنا دست شفقت اس پر پھیرا اور فرمایا کہ رسول خدا نے تیری ذلت و استحقاق عزت کے لیے تجھ کو ترک نہیں کیا۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ بندگان خدا کی مصلحت کامل طور پر انجام پائے اور تیری عزت و جلالت کسی طرح بر طرف نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تو ایک عرسک رسول خدا کا نیکہ گاہ رہا ہے۔ آخر کار وہ ستون خاموش ہوا اور حضرت پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔ اے گروہ مسلمین دیکھو یہ ستون رسول رب العالمین کی مفارقت سے روتا ہے اور اسکی جدائی سے محزون ہوتا ہے اور بندگان خدا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اور رسول خدا کی نزدیکی یا دوری کی ان کو ذرا بھی پروا نہیں کریں اس ستون کو اپنی بغل میں نہ لیتا اور اپنا ہاتھ اس پر نہ پھیرتا تو قیامت تک بھی یہ خاموش نہ ہوتا اور برابر روتا رہتا اور خدا کے بندوں اور کینزوں میں بعض ایسے ہیں جو رسول خدا محمد اور ولی خدا علی کی جدائی سے اس ستون کی طرح گریاں ہوتے ہیں اور مومن کیلئے یہی بات کافی ہے کہ اسکا دل محمد اور علی اور انکی آل اطہا کی محبت سے وابستہ ہو مگر نے دیکھا کہ مفارقت رسول خدا میں یہ ستون چوبی کس طرح نالہ وزاری کرتا تھا اور جب محمد نے اسکو اپنی بغل میں لیا تو کیسا خاموش ہو گیا اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیشہ فرمایا مجھ کو قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے سچا پیغمبر کر کے اپنی خلقت کی طرف بھیجا ہے بہشت کے خزانچیموں اور خور و غلمان اور اسکے محلوں اور باغوں اور منزلوں کا اشتیاق وزاری محمد اور اس کی آل اطہار کے دوستداروں واران کے دشمنوں سے بیزار ہونے والوں کی طرف

رسول خدا کی طرف اس ستون کے اشتیاق وزاری سے کہیں بڑھ کر ہے اور جو چیز انکی گریہ وزاری کو تسکین دیتی ہے۔ وہ ہمارے شیعوں کا محمد اور اس کی آل اطہار پر رورود بھیجنا ہے یا نماز ہائے نافلہ جو وہ ادا کرتے ہیں یا روزے جو وہ رکھتے ہیں یا صدقات جو وہ دیتے ہیں اور سب سے زیادہ تر تسکین ان کو اس وقت ہوتی ہے جب وہ سنتے ہیں کہ شیعہ مومنین نے اپنے برادران ایمانی سے کسی طرح کا احسان کیا یا مصیبت میں ان کی امداد کی جب یہ خبریں ان کو پہنچتی ہیں تو آپس میں کہتے ہیں تم جلدی مت کرو کہ تمہارے صاحب نے آنے میں اس لیے دیر لگائی ہے کہ اپنے مومن بھائیوں سے نیکی کرنے کے سبب اس کے درجات بریں میں اور زیادہ ہوں اور مفارقت مومنین کے عزم میں سب سے زیادہ تسلی ان کو اس بات سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ساکنان و خازنان جنت اور خوران و غلمان بہشت کو خیر دیتا ہے کہ شیعہ جو تمہارے مالک ہیں دشمنوں اور ناصبیوں کے پنجے میں گرفتار ہیں اور ان کے ہاتھ سے بڑی بڑی تکلیفیں اور سختیاں برداشت کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ تقیہ سے گزارہ کر رہے ہیں اور ان کی سختیوں پر صبر کرتے ہیں یہ بات سن کر وہ کہتے ہیں ہم بھی ان کی مفارقت میں صبر کرتے ہیں جس طرح وہ اپنے پیشوا اول اور بزرگوں کے حق میں مکروہ اور نازیبا باتیں سن کر صبر کرتے ہیں اور اپنے غصہ کو دبا لیتے ہیں اور اظہار حق سے سکوت کرتے ہیں جب ظالموں کے ظلم و ستم کو دیکھتے ہیں ورنہ ان کے فرج کر نیکی قدرت اپنے آپ میں نہیں پاتے ہیں اس وقت ہمارا پروردگار ان کو نرا کرتا ہے اے میرے بہشت کے رہنے والو اے میری رحمت کے خزینہ دار میں نے تمہارے شوہروں اور آقاؤں و دیاروں کے تمہاری طرف آنے میں نخل کے سبب تاخیر نہیں کی ہے۔ بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مومن بھائیوں نیکیاں کر کے اور بیچاروں کی فریادیں اور مظلوموں کی دادیں کر کے اور فاسقوں اور کافروں سے تقیہ پر صبر کر کے میری کرامت اور رحمت کے حصہ کو اپنے لیے کامل اور پورا کر لیں اس لیے جب وہ ان اعمال حسنہ کے سبب میری بزرگ کرامتوں کے مستحق ہو جائیں گے اس وقت ان کو بہت اچھی حالت میں تمہاری طرف منتقل کروں گا پس تم کو خوشخبری ہو جب یہ آواز ان کو سنائی دیتی ہے تو ان کی نالہ وزاری موقوف ہو جاتی ہے۔

اور جن یہودیوں نے حضرت کو زہر سے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ ان پر اس ہر کے پلٹنے

صحابہ نے جو حضرت کے ہمراہ تھے اس کھانے کو کھایا۔ یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور وہاں سے بخیریت واپس آئے۔

جب عبد اللہ ابن ابی کے موصیوں نے دیکھا کہ اسکے کھانے سے آنحضرت اور ان کے صحابہ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا تو گمان کیا کہ وہ نہر ملا نا بھول گیا۔ یہ سچ کر انھوں نے وہ بچا ہوا کھانا نہر مارا اور عبد اللہ ابن ابی کی لڑکی نے جس کے ہاتھ سے اکثر یہ تجویزیں عمل میں آئی تھیں جب دیکھا کہ اس گڑھے کا منہ بند ہو گیا اور زمین کی طرح سخت ہو گیا ہے تو اگر اس فرشتہ پر بیٹھ گئی جب وہ بیٹھ چکی تو اللہ تعالیٰ نے اس گڑھے کو اصل حالت پر لپٹ دیا اور وہ طعونہ اس میں گر کر ہلاک ہوئی اور فریاد و اولاد کی صدا میں اس گھر سے بلند ہوئی۔ عبد اللہ ابن ابی نے اپنے گھر والوں کو تاکید کی کہ خبر داریہ نہ کہنا کہ وہ گڑھے میں گر کر مری ہے نہ ہماری رسوائی ہوگی اور محمد کو معلوم ہو جائیگا کہ ہم نے اسے مارنے کیلئے یہ تجویزیں کتنی بغرض وہ لوتے تھے اور کہتے تھے کہ عروس مگری جسکے ولیمہ کی تقریب میں حضرت کی دعوت کی تھی اور جن لوگوں نے وہ بچا کھیا کھانا کھا یا تھا سب کے سب مر گئے۔

جب عبد اللہ ابن ابی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے اس سے اس لڑکی اور ان لوگوں کے مرنے کا سبب دریافت کیا۔ اس نے عرض کی کہ لڑکی تو کوٹھی سے گر پڑی اور ان لوگوں نے کھانا بہت کھایا اور امتلا کے باعث ہلاک ہوئے حضرت نے فرمایا کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ کس سبب سے ہلاک ہوئے ہیں اور اصل حقیقت کونہ بتلایا اور خاموش ہو رہے۔

امام زین العابدین علی ابن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی واقعہ علی ابن ابی طالب کو جد ابن قیس کے ساتھ پیش آیا ہے اور وہ نفاق میں عبد اللہ ابن ابی کا پیرو تھا جس طرح علی ابن ابی طالب کمال و جمال میں رسول اللہ کے پیرو تھے۔ جد ابن قیس نے اس واقعہ کے بعد جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو ان کے اصحاب سمیت سلامت رکھا اور اس بلا کو عبد اللہ ابن ابی پر پھیر دیا۔ عبد اللہ ابن ابی سے خلوت میں ملاقات کی عبد اللہ نے اس سے کہا کہ محمد جاؤ میں بڑا ماہر ہے اور علی اس جیسا نہیں ہے اے جد تو علی کی دعوت کر اور اپنے باغ کی دیواریں بنیادیں کھدو اور کچھ آدمیوں کو دیوار کے پیچھے کھڑا کر دے کہ وہ لکڑیوں کے سہارے دیوار کو تھامے رہیں اور جب علی اپنے اصحاب سمیت کھانے میں مصروف پھل تو اس دیوار کو ان پر گرا دیں تاکہ وہ سب اسکے نیچے دب کر مر جائیں چنانچہ

تقریباً محمد بن ابی بکر سے ملا ہوئی

اور اللہ تعالیٰ کے ان پیروؤں کو اس نہر سے ہلاک کرنے کی حکایت اس طرح ہے کہ جب جناب رسول خدا نے مدینہ منورہ میں دین اسلام کو ظاہر کیا تو عبد اللہ ابن ابی نے کو آنحضرت سے نہایت حسد پیدا ہوا۔ اس لیے اس نے یہ تدبیر کی کہ اپنے گھر میں ایک گڑھا کھودے اور اسکی تہ میں نہر میں بچائے ہوئے نیزے اور چھریاں نصب کرے اور اس کے منہ پر ایک فرشتہ بچائے اور اس فرشتہ کے ایک کنا سے کو دیوار سے باز رکھے تاکہ جب رسول خدا اور علی اپنے خاص اصحاب سمیت وہاں آئیں اور آنحضرت اس فرشتہ پر پاؤں رکھیں اس گڑھے میں جا پڑیں چنانچہ اس نے ایسا ہی انتظام کیا اور کچھ آدمیوں کو تنگی تلواریں دے کر گھر کے حجروں میں پوشیدہ کر دیا تاکہ جب آنحضرت اس گڑھے میں گر پڑیں یہ باہر نکلیں اور علی اور اصحاب خاص کو جو آپ کے ہمراہ ہوں قتل کر ڈالیں اور دوسری تجویزیں کی کہ کچھ کھانا نہر ملا کر پکوا یا تاکہ اگر پہلی تجویز کارگر نہ ہو اور وہ اس فرشتہ پر بیٹھنا منظور نہ کریں تو سب کے سب یہ کھانا کھا کر ہلاک ہوں۔

جب یہ تجویزیں عمل میں لا چکا تو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو مع اصحاب دعوت میں تشریف لیجانے کی درخواست کی۔ اس وقت جبریل امین نازل ہوئے اور اسکی تمام تجویزیں حضرت کے سامنے ظاہر کیں اور عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو امر فرماتا ہے کہ جہاں وہ عبد اللہ (ابن ابی) کہنے بیٹھیں اور جو کھانا پیش کرے اسکو کھائیں تاکہ تمہاری نشانیاں اور معجزے ظاہر ہوں اور جن لوگوں نے تمہارے قتل کی تجویز کی ہے ان میں سے بہت سے ہلاک ہوں۔ الغرض رسول خدا علی اور صحابہ سمیت اس منافق کے گھر تشریف لے گئے اور اس فرشتہ پر رونق افروز ہوئے اور صحابہ آپکے گرد بیٹھ گئے اور قدرت خدا سے اس گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہے۔ حال دیکھ کر عبد اللہ ابن ابی نہایت متعجب ہوا اور اس نے دیکھا کہ اس فرشتہ کے نیچے زمین برابر ہو رہی ہو گئی ہے۔ پھر وہ نہر ملا ہوا کھانا آنحضرت اور علی اور صحابہ کے سامنے رکھا۔ جب رسول خدا نے کھانے کا ارادہ کیا تو اپنا ہاتھ اس کھانے پر رکھ کر جناب امیر سے ارشاد فرمایا کہ اس تعویذ نافع کو اس پر لکھو حضرت نے اسکو تلاوت کیا اور وہ یہ ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِیِّ بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِیِّ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَیْءٌ وَاَدَّاءُ فِی الْاَرْضِ وَفِی السَّمَاوٰتِ هُوَ السَّیِّعُ الْعَلِیْمُ بعد ازاں آنحضرت اور امیر المؤمنین اور دیگر

یہودیوں کا حضرت کو لڑنے سے باز کرنے کا ارادہ کرنا اور توہمی ہزار اٹھانا

اس شقی انہی نے ایسا ہی کیا جب جناب امیر اس دیوار کے نیچے جلوہ افروز ہوئے تو بایں ہاتھ سے اس دیوار کو تھام لیا اور گرنے سے روکے رہے۔ جب کھانا سامنے رکھا گیا تو ہر ایسوں سے فرمایا پس تم ذکر کے کھانا شروع کرو۔ اور آپ بھی ان کے ساتھ کھانے لگے۔ یہاں تک کہ سب کھا کر فارغ ہو گئے اور آپ بایں ہاتھ سے برابر دیوار کو تھامے رہے اور وہ دیوار تیس گز لمبی اور پندرہ گز اونچی اور دو گز اتار میں تھی حضرت کے صحاب کھاتے وقت کہنے لگے آپ کو تھامے میں اور کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ کو اس دیوار کے ہم پر سے ٹٹانے میں بڑی تکلیف ہو رہی ہے حضرت نے فرمایا مجھے یہ دیوار اپنے بایں ہاتھ میں ڈالیں ہاتھ کے اس ٹٹمے سے بھی ملکی معلوم ہوتی ہے درجہ ان قس ڈر کے ماسے وہاں سے بھاگ گیا کہ علیؑ اور اسکے صحاب دیوار کے تلے دب کر مر جائیں گے اور آنحضرت ان کا عرض لینے کے لیے مجھ کو طلب کرینگے اور عبد اللہ ابن ابی کے ہاں جا کر چھپ رہا۔ آخر کار ان کو خبر پہنچی کہ علیؑ نے دیوار کو اپنے بایں ہاتھ سے تھام رکھا ہے اور وہاں ہاتھ سے اپنے صحاب کے ہمراہ کھانا تناول فرما رہے ہیں اور دیوار کے نیچے نہیں دبے یہ بات سنکر ابوالشور اور ابوالدواہی جو دراصل اس تجویز کے بانی مبنی تھے۔ بولے علیؑ محمد کے جادو سے خوب ماہر ہے اس لیے ہم اس پر کسی طرح قابو نہیں پاسکتے الغرض جب لوگ کھانا کھا چکے تو علیؑ نے بایں ہاتھ سے سہارا دے کر اس دیوار کو سیدھا کھڑا کر دیا اور اس کے شکافوں اور دراڑوں کو درست کر دیا اور اپنے ہمراہیوں سمیت وہاں سے چلے آئے جب رسول خدا نے ان کو دیکھا تو فرمایا۔ اے ابوالحسن تم آج دیوار کے دست کرنے میں بھائی حضرت کے مشابہ ہو گئے کہ انھوں نے بھی ایک دیوار کو درست کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس امر کو ان کے واسطے ہم اہمیت کی دعا سے سہل کیا تھا۔

اور اللہ تعالیٰ نے تھوڑے سے کھانے کو جو حضرت محمدؐ کی خاطر سے بہت سا کیا ہے اس کا قصہ اس طرح یہ ہے کہ ایک دن آنحضرت اپنے صحاب سمیت بیٹھے ہوئے تھے اور بہت نیکو کار مہاجر و انصاف بھی وہاں حاضر تھے کہ ناگاہ حضرت نے فرمایا کہ میرا جی حریرے کو چاہتا ہے جو گھی اور شہد سے تیار کیا گیا ہو جناب امیر نے عرض کی کہ میرا دل بھی اسی چیز کو چاہتا ہے جسکی آنحضرت نے خواہش کی ہے پھر حضرت نے ابوالفضل سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو عرض کی کہ برو گو سفند کا بھنا ہوا پیلو اور ابوالشور اور ابوالدواہی سے دریافت کیا تم کس چیز کی خواہش رکھتے ہو عرض کی کہ برتے کا

بھنا ہوا سینہ پھر حضرت نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ اس مومن آج رسول خدا اور اس کے اصحاب کی ضیافت کر لیا اور ان کی خواہشوں کے مطابق انکو کھلا گیا۔ یہ سن کر عبد اللہ ابن ابی نے دل میں سوچا کہ آج موقع ہے کہ محمدؐ اور اسکے اصحاب کے کچھ مکر کروں اور ان کو قتل کر ڈالوں اور دنیا کو اس کے شر سے نجات دوں۔ یہ سوچ کر اٹھا اور عرض کی یا رسول اللہ میں کی ضیافت کرتا ہوں میرے پاس گھیوں اور گھی حریرے کے لیے موجود ہے اور یہ بھی ہے اسکوریاں کر لوں گا حضرت نے ارشاد فرمایا منظور ہے الغرض عبد اللہ ابن ابی اپنے گھر گیا اور اس حریرے اور تیرہ بریاں میں بہت سا زہر ملا یا پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کی تشریف لے چلتے کھانا تیار ہے حضرت نے فرمایا کس کس کو ہمراہ لے چلوں۔ عبد اللہ نے عرض کی کہ آپ اور علیؑ اور سلیمانؑ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اور عمارؓ چلیں حضرت نے ابوالشور اور ابوالدواہی اور ابوالملہاسی اور ابوالنکت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ لوگ نہ چلیں اس نے عرض کی کہ نہیں اور اس کے اس انکار کا باعث یہ تھا کہ یہ سب نفاق میں اس کے ساتھ شریک تھے حضرت نے فرمایا میں ان سب اور ان مہاجرین و انصار کی شمولیت کے بغیر کھانا نہ کھاؤں گا اس نے عرض کی یا رسول اللہ کھانا بہت کم ہے چار یا پانچ آدمیوں سے زیادہ کے لیے کافی نہ ہوگا۔ فرمایا اے عبد اللہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ پر ایک خوان نانل کیا تھا کہ اس میں چند چھلیاں اور چند روٹیاں تھیں اور پھر اس میں تنی برکت دی کہ چار ہزار سات سو آدمی اس کو کھا کر سیر ہو گئے۔ عبد اللہ نے عرض کی کہ خیر آپ کو اختیار ہے حضرت نے آواز دی اے گروہ مہاجرین و انصار عبد اللہ ابن ابی کے ہاں کھانا کھانے چلو غرض سات ہزار آٹھ سو آدمی صحابہ میں سے آنحضرت کے ہمراہ اس منافق کے گھر کی طرف روانہ ہوئے عبد اللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب کیا تدبیر کریں ہم تو صرف محمدؐ اور اس کے چند اصحاب خاص کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور سب کے مارنے کا ارادہ نہیں ہے اور یہاں سب موجود ہیں کیونکہ جب محمدؐ وفات پا جائیگا تو سب میں پھوٹ پڑ جائے گی اور کوئی سے دو بھی متفق نہ رہیں گے (اس لیے ان سب کے مارنے سے کیا فائدہ) پھر اپنے ساتھیوں کو کھلا بھیجا کہ سب ہتھیار باندھ لیں تاکہ جب آنحضرت زہر سے ہلاک ہو جائیں اور ان کے اصحاب انتقام لینے کا ارادہ کریں تو ان سے جنگ کر سکیں آخر کار جب حضرت اسکے گھر میں داخل ہوئے

تو ایک چھوٹی سی کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا اور بولا کہ آپ ان چاروں یعنی علیؑ، سلمانؑ، مقدادؑ اور عمارؑ سمیت اس میں داخل ہوں اور یہ باقی صحابہ گھر اور حجرہ اور باغ میں بویٹھیں اور کچھ لوگ دروازے پر بٹھریں۔ جب کچھ لوگ کھانا کھا کر چلے جائیں تو اور ان کی جگہ آ بیٹھیں حضرت نے فرمایا جو خدا اس تھوڑے کھانے میں برکت دے سکتا ہے وہ اس تنگ گھر کو فراخ بھی کر سکتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا اے علیؑ اے سلمانؑ اے مقدادؑ اے عمارؑ اور اے گروہ مہاجرینؑ انصافاً اس گھر میں داخل ہو۔ وہ سب اس میں داخل ہوئے اور سب نے حضرت کے گرد حلقہ کر لیا جس طرح کعبہ کے چارہ دور کے گرد چکر لگایا کرتے ہیں اور سب کے سب اس گھر میں آگے یہاں تک کہ دو آدمیوں کے بیچ میں ایک ایک آدمی کی جگہ خالی پڑی تھی۔ پھر عبداللہ ابن ابی اندر آیا اور اس تنگ کوٹھڑی کی فراخی کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ حضرت نے اس سے فرمایا جو کچھ تو نے ہمارے لیے تیار کیا ہے۔ اس نے حریرہ جو بھی اور شہدیں چرب کیا گیا تھا اور برہہ بریان حاضر کیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ پہلے آپ کھائیں بعد ازاں علیؑ پھر آپ کے اصحاب خاص۔ حضرت نے فرمایا اسی طرح ہوگا۔ بعد ازاں اپنا ہاتھ اس کھانے پر رکھا اور آپ کے ساتھ علیؑ نے بھی اپنا ہاتھ اس پر رکھا یہ دیکھ کر عبداللہ نے کہا کہ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ کھائیں اور حضرت کو ایک لہی کھانے دیں۔ حضرت نے فرمایا اے عبداللہ علیؑ اللہ اور اس کے رسولؐ سے تیری نسبت زیادہ تر واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی امر میں مجھ میں اور اس میں جدائی نہیں ڈالی ہے اور مجھ کو اور اس کو ایک نور سے پیدا کیا ہے اور ہمارے نور کو اہل زمین و آسمان و حجب و حنّان و ہوا کے سامنے پیش کیا اور ان سے ہمارے واسطے عہد و پیمان لیا کہ ہمارے دوستوں کے دوست ہوں اور ہمارے دشمنوں کے دشمن اور جن کو ہم دوست رکھیں ان کو دوست رکھیں اور جن کو ہم دشمن رکھیں ان کو دشمن رکھیں میرا اور علیؑ کا ارادہ ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے اور جس چیز کا میں ارادہ کرتا ہوں وہ بھی اسی کا ارادہ کرتا ہے اور جس چیز کو وہ نہیں چاہتا میں بھی اس چیز کی خواہش نہیں کرتا جس چیز سے وہ خوش ہوتا ہے میں بھی اسی سے خوش ہوتا ہوں اور جس چیز سے وہ غمگین ہوتا ہے میں بھی اسی سے غمگین ہوتا ہوں پس اے عبداللہ علیؑ میرے ہمراہ کھانے کا کیونکہ وہ اپنے اور میرے حال سے تیری نسبت زیادہ

واقف ہے۔ عبداللہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ بہت اچھا اور جدا بن قیس اور حضرت کے پاس کھلا بھیجا کہ ہم نے تو ایک کے مارنے کا ارادہ کیا تھا یہ تو دو ہو گئے۔ اب دونوں اسی دم مر جائیں گے اور ہم ان کے شر سے نجات پائیں گے اور یہ ان کی شامت اور ہماری سعادت کا وقت ہے۔ اگر علیؑ اس کے بعد زندہ رہتا تو شاید ہمارے ہمراہیوں سے جنگ کرتا۔ اور عبداللہ ابن ابی نے اپنے اصحاب اور تابعین کو اپنے گھر کے گرد جمع کر رکھا تھا کہ جب آنحضرتؐ زہر سے انتقال کر جائیں تو وہ اصحاب رسولؐ اللہ پر حملہ کریں۔ الغرض رسولؐ خدا اور علیؑ نے اس حریرے کو کھایا۔ یہاں تک کہ دونوں سیر ہو گئے پھر جن شخصوں نے پہلو اور سینے کے گوشت کی خواہش کی تھی ان کے آگے بھی وہ دونوں چیزیں کھیں کئی انھوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا اور عبداللہ انکی طرف دیکھتا جاتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ اب زہر انکو ہلاک کرے گا۔ مگر وہ خوش و خرم تھے۔ بعد ازاں حضرت نے فرمایا وہ برہہ (بچہ گو سفند) بھی لاؤ۔ جب وہ آیا تو فرمایا اے ابوالحسنؑ اس کو اس گھر کے چوں بیچ رکھو۔ جناب امیر نے اس کو بیچ میں دھر دیا۔ عبداللہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ ان لوگوں کے ہاتھ اس تک کس طرح پہنچیں گے۔ فرمایا جس نے اس گھر کو اتنا فراخ اور وسیع کر دیا ہے کہ وہ سب اس میں سما گئے اور پھر بھی جگہ خالی رہی وہی ان کے ہاتھوں کو بھی لمبا کرے گا۔ القصہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو اس قدر لمبا کر دیا کہ اس برے تک پہنچ گئے اور کھانے لگے اور خدا نے اس برے میں اسی برکت دی کہ ان کے لیے کافی ہوا۔ اور سب سیر ہو گئے اور صرف ہڈیاں باقی بچیں جب سب کھا چکے تو حضرت نے اپنا رومال ان ہڈیوں پر ڈالا اور فرمایا اے علیؑ اس کے اوپر حریرہ ڈالو۔ اپنے ڈال دیا اور سب نے حریرہ کھایا اور سیر ہو گئے۔ پھر اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہؐ اب ہمارا جی دودھ پینے کو چاہتا ہے۔ فرمایا تمہارے پیغمبر کا وفاق خدا کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کی نسبت بہت زیادہ ہے اور حق تعالیٰ نے انکی خاطر مرنے کو زندہ کیا ہے تمہارے پیغمبر کی خاطر بھی ایسا کریگا۔ پھر حضرت نے اپنا دست مال ان ہڈیوں پر پھیلایا اور دعا کی کہ اے خدا جس طرح تو نے اس حیوانات میں برکت دی اور ہم کو اس کے گوشت سے سیر کیا۔ اسی طرح اب پھر اس میں برکت دے اور ہم کو اس کے دودھ سے سیراب کر اسی وقت قدرت خدا سے ان ہڈیوں پر گوشت نمودار ہوا اور وہ حرکت میں آئی اور کھڑی

ہوگئی اور اس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ تب حضرت نے فرمایا کہ مشکیں اور برتن لے آؤ جب وہ لائے تو اپنے ان کو دودھ سے بھر دیا اور سب کو پلا کر سیراب کر دیا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ میری امت گمراہ ہو جائے گی اور گو سالہ بنی اسرائیل کی طرح اسکی پرستش کرنے لگے گی تو بیشک میں اس کو چھوڑ دیتا کہ زندہ رہے اور زمین میں ادھر ادھر گھاس چرتی پھرے یہ فرما کر دعائی کہ اے خدا اس کو پھر بڑیاں بنا دے وہ اسی طرح پھر خالی بڑیاں ہوگئی اور حضرت اپنے اصحاب سمیت وہاں سے رخصت ہوئے اسکے بعد صحابہ اس گھر کے وسیع ہونے اور اس طعام قلیل کے زیادہ ہو جانے اور اس زہر کے اثر کے دفع ہونیکا آپس میں ذکر کرنے لگے حضرت نے فرمایا کہ ان حالات کا مشاہدہ مجھ کو یاد دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح گلزار ہائے جنت میں ہمارے شیعوں کی منزلوں کو اور جنت عدن اور جنت فردوس میں ان کی نعمتوں کو زیادہ کریگا اور بعض شیعہ ایسے ہیں کہ حق تعالیٰ ان کو جنت میں منزلیں، محل، درجات، خوریں اور نفیس چیزیں اس قدر عطا کرے گا کہ تمام دنیا اور اس کی نعمتیں ان کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے بیابان بے پایاں میں ریت کا ایک ذرہ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی مومن کی بہشت میں ایک منزل ہوتی ہے اور پھر وہ (دنیا میں) مثلاً کسی محتاج مومن بھائی کو دیکھتا ہے اور اس سے تواضع پیش آتا ہے اور اس کی تعظیم و تکریم بجالاتا ہے اور اسکی اعانت کرتا ہے اور اس کو کسی شخص سے سوال کر کے اپنی آبروریزی کرنے کا موقع نہیں دیتا تو حق تعالیٰ اسکے صلے میں جنت میں اسکی منزل کو وسیع اور کئی گنا زیادہ کرتا ہے جیسا کہ تم نے اس تنگ گھر اور تھوڑے سے کھانے کا زیادہ ہونا دیکھا وہ فرشتے جو ان مکانات کی خدمات پر مامور ہیں انکی وسعت اور کثرت کو دیکھ کر عرض کرتے ہیں اے پروردگار ہم ان منزلوں میں خدمت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور فرشتوں کو مقرر فرمائیے تاکہ اس کام میں وہ ہمارے جتن دہر دگار ہوں اس وقت خدا فرماتا ہے اے فرشتو! میں تم پر اتنا کام نہیں ڈان چاہتا جس کی تم سے برداشت نہ ہو سکے کہ تم کو کس قدر امداد کی ضرورت ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ ہماری تعداد سے ہزار گنا فرشتے اور مقرر کیجئے اور بعض مومن ایسے ہیں کہ ان کی منازل جنت کے خدمتگار فرشتے اپنی تعداد سے دس لاکھ گنی امداد طلب کرتے ہیں اور بعض فقہ مومن کی قوت ایمانی اور اپنے مومن بھائی سے زیادتی احسان کے موافق اس سے بھی بڑھ کر

منازل و مراتب میں زیادتی ہوتی ہے اور حق تعالیٰ اسی قدر فرشتوں سے ان کی امداد کرتا ہے اور پھر جب کبھی وہ مومن اپنے کسی مومن بھائی سے ملتا ہے اور اس سے احسان و مروت سے پیش آتا ہے۔ خدا اسی طرح جنت میں اسکے مالک اور خادموں میں زیادتی کرتا ہے بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جب میں اس زہر آلود کھانے اور اس پر اپنے صبر کرنے اور خدا کے اس کے ضرر کو ہم سے دفع کرتے اور اس میں برکت دینے کو یاد کرتا ہوں تو مجھ کو اپنے شیعوں کا تقیہ پر صبر کرنا یاد آ جاتا ہے اور حق تعالیٰ اس صبر کے صلے میں ان کو بہت بڑا آرام اور کامل تر سعادت عطا فرمائے گا کہ ان پاکیزہ نعمتوں کے باعث سے جنت میں اور لوگ ان پر رشک کریں گے اور جانب پروردگار سے ان کو خطاب ہوگا تم کو یہ لذتیں، آرام اور نعمتیں مبارک ہوں۔ جو ان تکلیفوں اور ظلموں کے عوض میں تم کو مرحمت ہوئی ہیں جو مخالفان دین کے ہاتھ سے تم نے اٹھائے اور تقیہ کیا اور صبر کرتے رہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے **وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا لَعَلِّي أَمْرٌ مِّثْلُ مَا يُرْسِلُ** اور اے نبی! اگر تم میں شک ہے کہ جو کچھ قرآن کے بارے میں جھٹلاتے ہو اور اپنے بھائی علی کو جو کہ جملہ اہل علم و فضل پر فوقیت رکھتا ہے اور جس کو تمام جہاد کرنے والوں پر فضیلت حاصل ہے اور پرہیزگاروں کو امداد دینے اور فاسقوں اور بدکاروں کی بیخ کنی کرنے اور کافروں کے ہلاک کرنے اور اہل عالم کے درمیان دین خدا کے پھیلانے میں کوئی شخص بھی جس کا مثل و نظیر نہیں ہے سب پر فضیلت دینے میں اس کی تکذیب کرتے ہو۔ اگر تم کو اس چیز میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے کچھ شک ہے یعنی قرآن میں جس میں درج ہے کہ اللہ کے سوا بتوں کی پرستش مت کرو اور دشمنان خدا سے دوستی اور دوستان خدا سے دشمنی نہ کرو اور جو اس امر کی ترغیب دلاتا ہے کہ برادر رسول اللہ کی بیروی کرو اور اس کو اپنا امام مانو اور اسکو سب فضل اور برتر جانو کیونکہ حق تعالیٰ کسی شخص کے ایمان اور طاعت کو اسکی دوستی کے بغیر قبول نہ کریگا اور تم گمان کرتے ہو کہ محمد اپنی طرف سے کہتا ہے اور خدا کی طرف اسکو منسوب کرتا ہے اگر بالفرض ایسا ہی ہے جیسا کہ تم گمان کرتے ہو فاتحہ **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** میں **مِثْلِهِ** تو محمد جیسے کسی آدمی سے ایسی ایک صورت ہی ہوا لاؤ، جو کبھی کسی صاحب

کتاب اور اہل علم کی صحبت میں نہیں بیٹھا اور اس نے کسی سے کچھ نہیں سیکھا اور حضر اور سفر میں
 تم ہمیشہ اس کے ہمراہ رہے ہو اور تم سے الگ ہو کر کبھی کسی شہر میں نہیں گیا اگر کہیں سفر کو جاتا تھا
 تو تم میں سے بہت سے لوگ اسکے ساتھ ہوتے تھے جو اس کے حالات کو دیکھتے بھالتے تھے اور
 اسکے احوال سے خبردار اور واقف ہوتے تھے پھر اب ایسی کتاب تھامے پاس آیا جس میں عجائبات جو
 میں پس اگر تمہارے گمان میں محمد متقول ہے یعنی قرآن کو خود بنایا ہے اور خدا کی طرف منسوب کرتا ہے
 تو تم بھی تو بڑے فصیح و بلیغ اور شاعر و ادیب ہو کہ دیگر اقوام میں تمہارا مثل و نظیر نہیں ہے اگر وہ کا
 ہے تو یہ لغت بھی تمہارا ہی لغت ہے اور وہ (محمد) بھی تمہاری ہی جنس سے ہے اور تم ہی جیسی
 طبیعت رکھتا ہے اور ممکن ہے کہ مقابلے کے وقت تم میں سے بہت سے شخصوں یا بعض شخصوں کا کلام
 اس سے بڑھ جائے یا اس کے برابر ہو۔ کیونکہ اگر وہ بشر کا کلام ہے اور خدا کی طرف سے نہیں ہے تو یہ بات
 ناممکن ہے کہ کوئی بشر ویسا کلام نہ بنا سکے پس تم بھی ایسا کلام بنا کر لاؤ تا کہ تم اور وہ لوگ جو تمہارے
 تمام حالات کے دیکھنے والے ہیں پہچان لیں کہ وہ جھوٹا ہے اور خدا پر افترا اور بہتان لگانا ہے
 وَإِنْ كُنْتُمْ شٰهِدًا عَلٰى كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْ رُحٰمًا لِّوَالِدٰىكُمْ اَوْ لِوَالِدٰىكُمْ اَوْ لِوَالِدٰىكُمْ اَوْ لِوَالِدٰىكُمْ
 گمان کے موافق گواہی دیں کہ تم سچے ہو اور جو کلام تم لائے ہو۔ وہ اس کلام (خدا) کی مانند
 ہے جو محمد لایا ہے اور تمہارے شاہد وہ ہیں جن کی نسبت تم یہ گمان کرتے ہو کہ وہ خدا کے حضور
 میں تمہاری بابت اس امر کی گواہی دیں گے کہ یہ لوگ ہماری پرستش کرتے تھے اور اس سے
 تمہاری شفاعت کریں گے اِنْ كُنْتُمْ حٰدِثِيْنَ اِذْ قُلْتُمْ اِنَّا سَمِعْنَا اللّٰهَ يَدْعُوْنَا لِيُخْرِجَنَا مِمَّا نَدْعُوْنَ
 خود ہی بنالیا ہے اور خدا کے نام لگا دیا ہے فَاِنْ كُنْتُمْ تَفْعَلُوْا اِنَّا سَمِعْنَا اللّٰهَ يَدْعُوْنَا لِيُخْرِجَنَا مِمَّا نَدْعُوْنَ
 کر سکو و لٰكِنْ تَفْعَلُوْا اِنْ كُنْتُمْ اِنَّا سَمِعْنَا اللّٰهَ يَدْعُوْنَا لِيُخْرِجَنَا مِمَّا نَدْعُوْنَ
 سمجھ لینا کہ تم جھوٹے ہو اور محمد صادق اور امین اور رسالت رب العالمین سے مخصوص ہے اور
 رُوْحِ الْاٰمِيْنَ (جبریل) اور اس کا بھائی امیر المؤمنین سید الوصیین اسکے مؤید و مددگار ہیں اس لیے
 جن اوامر و نواہی کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو خبر دیتا ہے اور اپنے وصی اور بھائی کے جو فضائل
 بیان کرتا ہے ان میں سبکی تصدیق کرو۔ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ
 اور اس عمل کے سبب اس آتش بہنم کے عذاب سے بچو جس میں نیند من کی جگہ آدمی اور گندھک کے

پتھر جو حرارت میں سب چیزوں سے تیز تر ہیں ڈالے جائیں گے اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ جہان لوگوں کے
 لیے تیار کی گئی ہے جو محمد کا انکار کرتے ہیں اور اس کی نبوت میں شک کرتے ہیں اور اسکے بھائی
 علی کے حق کا انکار کرتے ہیں اور اس کی امامت کے منکر ہیں بعد ازاں فرماتا ہے وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ
 اٰمَنُوْا اَوْرِثٰتُكُم مِّنْ اٰمَنُوْا لَكُمْ جہان لوگوں کو جو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور انھوں نے تیری نبوت کی
 تصدیق کی ہے اور تم کو پیغمبر جانتے ہیں اور تیری تمام باتوں کو سچ مانتے ہیں اور تیرے تمام
 افعال کو درست سمجھتے ہیں اور تیرے بھائی علی کو تیرے بعد اپنا امام اور تیرا پیغمبر وصی جانتے
 ہیں اور سب احکام میں اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور جو کچھ وہ ان کو حکم دیتا ہے ویسا
 ہی عمل میں لاتے ہیں اور نبوت کے سوا جو صرف تمہاری سے مخصوص ہے اور سب فضائل اور
 فضائل میں اس کو تیرا ہمسر اور ہم مرتبہ جانتے ہیں اور جنت انکو بھی ملے گی جبکہ وہ اس کو اور
 اس شخص کو جس کے لیے وہ اپنی اولاد میں سے نص کرے اور اسکے تمام دوستوں کو دوست کہیں گے
 اور اسکے مخالفوں سے دشمنی کریں گے اور دوزخ کی آگ ان پر بھی سرد ہوگی اور وہ اس کے عذاب
 سے بھی محفوظ رہیں گے جبکہ وہ اس کے مخالفوں کی دوستی اور اس کے دشمنوں کی مدد کرنے سے
 کنارہ کشی اختیار کریں گے وَتَعْمَلُوا الصّٰلِحٰتِ اُوْرِيْكُم كَمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور ان کو اس کا
 امور حرام سے کنارہ کشی اور اجتناب کرتے رہے اور ان لوگوں کی طرح نہیں ہوئے جو تیرے
 منکر میں ان کو اس امر کی خوشخبری دے کہ اِنَّ لَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
 ان کے لیے ایسی بہشتیں ہیں جن کے درختوں اور محلوں کے نیچے نہریں جاری ہیں كَلِمًا
 رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا حَتّٰى اِذَا جَبَّ اَنْ يُّسْقٰتِهَا اَسْقٰتِهَا اَسْقٰتِهَا اَسْقٰتِهَا
 کھانے کو ملیں گے تو قالوا اٰلٰھِ الَّذِیْ رَزَقَنَا مِنْ قَبْلُ وہ بہشتی کہیں گے یہ تو وہی چیز
 ہیں جو ہم کو دنیا میں دی گئی تھیں اور ان کے نام بھی وہی دنیا کے پھلوں کے سے ہوں گے
 مثلاً سیب۔ ہی۔ انار وغیرہ وغیرہ اگرچہ وہاں کی چیزیں دنیاوی چیزوں سے بالکل مختلف
 ہوں گی کیونکہ وہ نہایت لطیف اور خوشبودار ہوں گی اور جس طرح دنیا کے پھل مستحیل ہو کر گندگی
 بن جاتے ہیں اور صفراء سودا لہو اور بلغم کی حالت میں منقلب ہو جاتے ہیں وہ اس طرح نہیں
 ہوتے بلکہ ان کے کھانے سے ایساعرق پیدا ہوتا ہے جس میں سے لوگوں سے بہتے وقت

مُشک سے بھی پاکیزہ تر خوشبو آتی ہے وَأَتُوبُهُ مُتَشَابِهًا اور ان کو جو ان باغوں کے پھل کھانے کو ملیں گے وہ باہم متشابہہ اور ملتے جلتے ہوں گے اس لئے کہ وہ سب عمدہ اور پسندیدہ ہونگے اور کوئی شراب اور کم درجہ کا نہ ہوگا اس کا باعث یہ ہے کہ ان میں ہر ایک قسم کے میوے نہایت خوشبودار اور لذیذ ہیں اور ان کا دنیا کے میووں کا سا حال نہیں ہے کہ بعض تو کچھے رہ جاتے ہیں اور بعض سختگی کی حد سے بھی بڑھ جاتے ہیں اور فاسد ہو کر ترش و تلخ ہو جاتے ہیں اسی طرح قسم قسم کی خرابیاں ان میں پڑ جاتی ہیں نیز بہشت کے میوے اس بات میں باہم متشابہ ہونگے کہ سب کا رنگ تو ایک ہوگا اور ذائقہ ہر ایک کا جدا جدا وَلَهُمْ فِيهَا أَنْزَاةٌ مُّطَهَّرَةٌ اور ان کو ان بہشتوں میں ایسی بیویاں ملیں گی جو تمام آلاشوں اور مکروہات سے پاک ہیں اور حیض و نفاس سے بالکل بری ہونگی اور وہ نہ تو سب کے گھروں میں گھسنے والیاں ہوں گی۔ اور نہ باہر پھرنے والیاں ہوں گی اور نہ شوہر دیدہ ہونگی اور نہ مکارہ اور مست کار ہونگی اور نہ اپنے شوہروں سے دشمنی کرنے والی اور نہ ان کو فریب دینے والی ہوں گی اور نہ ان پر غضبناک ہونگی اور نہ بدکار اور فاحشہ ہوں گی اور تمام عیبوں اور خرابیوں سے برتر ہونگی وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اور وہ ان باغوں اور بہشتوں میں ہمیشہ تک رہیں گے۔

اور امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعوں خدا سے ڈرو اور اس آتش جہنم کا ایندھن بننے سے بچو اور کافر نہ بنو اور اپنے مومن بھائیوں پر ظلم نہ کرو تاکہ اس آگ سے محفوظ رہو۔ اور جو کوئی اپنے مومن بھائی پر جوہم سے دوستی کرنے میں اسکا شریک سے ظلم کریگا۔ خدا اس کو آتش جہنم میں ڈالے گا، اور بھاری بھاری بیڑیاں اور طوق اس کو پہنائیگا اور ہماری شفاعت کے بغیر اس سے نجات پائے گا، اور ہم ہرگز خدا سے اسکی شفاعت نہ کریں گے جتنک کہ اس کا وہی مومن بھائی اسکی شفاعت نہ کریگا۔ اگر وہ اسکی خطا معاف کر دیکے تو پھر بیشک ہم اسکی شفاعت کریں گے، ورنہ ایک عرصہ دراز تک اسی عذاب میں مبتلا رہیگا۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعوں جنت تم کو ضرور ملے گی۔ جلدی ملے یا دیر میں مگر تم بلندی درجات کے حاصل کرنیکی خواہش کرو اور جان لو کہ سب سے بلند درجہ اس شخص کو حاصل ہوگا اور عمدہ محل اور مکانات اس کو نصیب ہونگے جو سب سے بڑھ کر

اپنے مومن بھائیوں کی درخواستوں کو قبول کریگا اور انکی آرزو میں برائے گا اور محتاج مومنین سے زیادہ تر غمخواری اور بھاری سے پیش آئے گا۔ اس لیے کہ اگر کوئی اپنے کسی محتاج مومن بھائی سے خوش ہو کر ایک بات کرتا ہے تو خدا اس کے صلے میں یہ ثواب عطا فرماتا ہے کہ بہشت عنبر شربت کو لاکھ برس کی راہ سے بھی زیادہ اس شخص کے قریب کرتا ہے اور وہ اس میں داخل ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ بندہ عذاب جہنم کا نر اور ہی کیوں نہ ہو۔ پس تم کو مناسب ہے کہ اپنے دینی بھائیوں سے نیکی کرنے کو حقیر نہ جانو، کیونکہ وہ نیکی عنقریب تم کو ایسے مقام میں نفع پہنچائے گی۔ جہاں اس کے سوا کوئی اور شے اس کی قائم مقام نہ ہو سکے گی۔

قوله عز وجل إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الضَّالِّينَ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غُيُوبَ الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا امْتَلَاهُ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَ يَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَيَقْعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِمْ أَنْ يُوْهَبُوا وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ لَهُمُ الْخِزْيُومُونَ یعنی اللہ تعالیٰ مثال کے بیان کرنے میں جیسا نہیں کرتا خواہ وہ مثال مچھر کی ہو یا اس سے کسی بڑی چیز کی ہو۔ پس جو لوگ مومن ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ حق ہے کہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس مثال کے بیان کرنے سے خدا کا منشا کیا ہے ان کا فساد کے جواب میں فرماتا ہے کہ خدا کی غرض یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کو اس کے سبب گمراہ کرتا ہے (یعنی وہ امر حق میں غور و تامل نہیں کرتے اور اس کے منکر ہو کر خود گمراہ ہو جاتے ہیں) اور بہت کو اس کے ساتھ ہدایت کرتا ہے (یعنی جو امر حق کو قبول کر لیتے ہیں وہ ہدایت پا جاتے ہیں اور اس (مثال) سے صرف ان بدکاروں کو گمراہ کرتا ہے جو خدا کے عہد کو پختہ اور مضبوط کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور جس چیز کے جوڑنے اور وصل کرنے کا خدا نے ان کو حکم دیا ہے اس کو قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب

اللہ تعالیٰ نے یٰٰئہا الناس ہریت مثل فاستمعوا لہ ان الذین تدعون من دون اللہ
 لن یخلفوا اذ یاباؤ لواء اجتمعوا لہ (یعنی اے لوگو! مثال بیان کی گئی ہے تم اس کو سنو۔
 کیونکہ تم جن کو اللہ کے ماسوا پکارتے ہو، اور انکی پرستش کرتے ہو وہ ایک مکھی کو بھی ہرگز پیدا
 نہیں کر سکتے اگرچہ وہ سب اس کے پیدا کرنے اور بنانے پر متفق ہو جائیں) نازل فرمائی اور
 اس میں مکھی کا ذکر کیا اور آیہ ذیل نازل کی۔ مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء
 کمثل العنکبوت اتخذت بیتا و ان اوهن البیوت لبتت العنکبوت ہ کو
 کانوا یعلمون ہ (یعنی جن لوگوں نے خدا کے سوا اوروں کو دوست یعنی معبود مقرر کیا ہے
 ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جو جال بنتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ مکڑی کا جال سب گھروں
 سے زیادہ کمزور ہوتا ہے۔ اگر وہ کفار جانتے ہیں کہ یہ مثال واقعی اور درست ہے اور اسی
 سورہ بقرہ میں دو مقام پر تمثیلیں بیان کیں۔ ایک جگہ تو الذی استودعنا انما یعنی کفار
 کو آگ روشن کرنے والے سے تشبیہ دی اور دوسری جگہ او کصیب من السماء یعنی اس
 مرو سے مثال دی جو بارش سے گہرا ہو۔ یہ مثالیں جب کفار و نواصب نے نہیں تو بولے کہ یہ کیا
 مثالیں بیان کی گئیں ہیں اور اس بات سے ان کو رسول خدا پر تعین کرنا مقصود تھا اس لیے
 اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ان اللہ ان یشیحی ان یشیب مثلاً یعنی اے محمد خدا
 مثال کے بیان کرنے میں شرم نہیں کرتا یعنی حیا کے سبب اس بات کو ترک نہیں کرتا کہ امر
 حق کے لیے مثال بیان کرے اور اس طرح سے اس کو اپنے مومن بندوں کے لیے واضح کر دے
 ما بعوضہ فمافوقہا یعنی خواہ وہ مثل مچھر کی ہو یا اس سے بڑی چیز کی ہو کہ وہ مکھی سے
 جب اس مثال کے بیان کرنے میں اپنے بندوں کی بہتری اور نفع معلوم کرتا ہے تو اس کو
 بیان کرتا ہے۔ فاما الذین امنوا پس جو لوگ اللہ پر اور محمد اور علی اور ان کی آل اطہار
 کی ولایت پر ایمان لاتے ہیں اور رسول خدا اور ائمہ اطہار کے احکام اور اخبار اور احوال کو
 تسلیم کرتے ہیں اور ان کے امور میں ان سے مقابلہ نہیں کرتے اور ان کے اسرار میں دخل
 نہیں دیتے اور جس راز سے واقف ہوتے ہیں اس کو ان کی اجازت بغیر ظاہر نہیں کرتے
 فیعلمون ایسے مومن جو صفات مذکورہ سے موصوف ہیں وہ جانتے ہیں کہ انہم الحق ہیں

زیلہ یہ مثال جو بیان کی گئی ہے حق ہے جو ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اس کے بیان
 کرنے سے اس کا منشا یہ ہے کہ امر حق کو ظاہر اور واضح کر دے و اما الذین کفروا لیکن
 جن لوگوں نے کفر کیا کہ انہوں نے حضرت محمد سے علی کی قدر و منزلت کے باب میں بچوں و چہرا
 کے ساتھ معارضہ کیا اور جن امور میں ان کو اس ولی خدا کی پیروی کرنی کا حکم دیا گیا تھا ان میں اس
 کی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کیا فیقولون ماذا اراد اللہ بہذا امثلاً یضیل بہ
 کثیراً و یلحدی بہ کثیراً یعنی کافر کہتے ہیں کہ اللہ اس مثال سے بہت لوگوں کو گمراہ کرتا
 ہے اور بہت کو اس سے ہدایت کرتا ہے تو اس مثل سے کچھ بھی حصول نہ ہوا کیونکہ اگر اس سے
 ان لوگوں کو نفع پہنچا یا جن کو وہ اس سے ہدایت کرتا ہے تو جن کو اس سے گمراہ کرتا ہے ان کو
 نقصان بھی تو پہنچا یا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کی تردید میں فرماتا ہے و ما یضیل بہ
 الا القاسیقین یعنی خدا اس مثال کے بیان کرنے سے صرف فاسقوں ہی کو گمراہ کرتا ہے جو امر
 حق میں غور و تامل نہیں کرتے اور خدا نے اپنی ذات پاک کو جن صفات سے موصوف کرنا حکم دیا
 ہے ان کے سوا اور صفتوں سے اس کو موصوف کرتے ہیں اور اس کے مرکب ہو کر اپنے نفسوں پر
 ظلم کرتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ ان فاسقوں کے اوصاف بیان کرتا ہے جو دین خدا سے غا رج ہیں
 اور اس کی متابعت نہیں کرتے چنانچہ فرماتا ہے الذین ینقضون عہد اللہ یعنی وہ لوگ
 ہیں جو اللہ کے پروردگار ہونے اور محمد کی نبوت اور علی کی امامت اور ان دونوں کے شیعوں
 کے عہتی اور معزز ہونے کے عہد کو جو ان سے لیا گیا ہے پختہ اور مضبوط کرنے کے بعد توڑ
 ڈالتے ہیں و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل اور خدا نے جن ذوی الارحام
 اور قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا ہے کہ ان کی رعایت اور حمایت کرو اور
 ان کے حقوق کو ادا کرو وہ ان کو قطع کرتے ہیں (یعنی قطع رحمی عمل میں لاتے ہیں اور ان کے حقوق
 کو ادا نہیں کرتے) اور جو رحم سب ارحام سے افضل ہے اور جس کے حقوق کا ادا کرنا سب سے
 زیادہ واجب ہے وہ محمد کا رحم ہے کیونکہ ان (ارحام محمد) کا حق محمد کیساتھ ایسا ہے جیسے انسان
 کی قرابتوں کا حق اس کے ماں باپ کے ساتھ ہوتا ہے اور آنحضرت ماں باپ کی نسبت زیادہ
 حق رکھتے ہیں۔ اسی طرح ان کے رحم کا حق سب جموں سے بڑھ کر ہے اور اسکا قطع کرنا سب جموں کے

۱۷۹

۲۰

قطع کرنے سے بڑا اور نہایت زبوں ہے وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ اور وہ فاسق وہ لوگ ہیں جو اس شخص سے جسکی امامت کو خدا نے فرض کیا ہے۔ بیزار ہو کر اور جس کی مخالفت کو فرض کیا ہے اسکی امامت کا اعتقاد کر کے زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اُولَئِكَ لَهُمُ الْعَذَابُ سَرُودًا یہ لوگ جو ان صفات مذکورہ بالا سے موصوف ہیں یہی نقصان اٹھانوالے ہیں کہ انھوں نے اپنے نفسوں کو نقصان پہنچایا کہ وہ ان افعال کی بدولت آتش جہنم کی طرف جائیں گے اور بہشت سے محروم رہیں گے پس یہ بہت بڑا نقصان ہے کہ عذاب ابدی کیلئے لازم کیا گیا اور نعم ابدی سے محروم رہے۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے جمع کئے ہوئے مال کو یہ سمجھ کر ہمالے حوالے کرے کہ ہم اس کے مستحق ہیں اور ایسے عالم ہیں کہ اس مال کو پسندیدہ طریقوں پر صرف کرینگے اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ اس قدر قصر ہائے جنت اس کو عطا فرمائے گا کہ وہ شخص ان کا اندازہ نہ کر سکے گا اور خود وہ خالق اور واسب مطلق ہی ان کا اندازہ کر سکتا ہے۔

نیز جو کوئی جھگڑے رگڑے اور جنگ وجدال کو ترک کرے اور اپنے معاملات کو ہمالے حوالے کرے اور بخش و آزار سے باز رہے جب وہ پل صراط پر روکا جائیگا اور فرشتے آکر اس کے اعمال کی بابت اس سے جھگڑیں گے اور گناہوں کے سبب اس سے روک ٹوک کریں گے تو ناگاہ جانب پروردگار سے ندا آئے گی۔ اے میرے فرشتو میرے اس بندے نے جھگڑا نہیں کیا اور اپنے معاملہ کو اپنے پیشواؤں کے سپرد کر دیا تھا تم بھی اس سے جھگڑا مت کرو اور بہشت میں لے جا کر اس کے اماموں کے حوالے کر دو تاکہ جس طرح دنیا میں وہ ان کو مانتا تھا اور ان کی فرمانبرداری کرتا تھا۔ اسی طرح بہشت میں ان کے قرب سے شادمان و مفتخر ہو۔

اور جو کوئی ہمارے معاملات میں چون و چرا کیسا تمہ معارضہ کرے (یعنی اعتراض یا یہ کہے کہ یہ بات کیوں ہے اور یہ بات کیونکر ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ) یا ہمالے کسی کلام پر نقص تفصیلی کرے (یعنی اسکے کسی خاص جملہ کو تسلیم نہ کرے) جب وہ پل صراط سے گزے گا تو فرشتے اس سے کہیں گے کہ اے بندہ خدا اپنے اعمال کی بابت ہم سے مجادلہ کر لے جس طرح دنیا میں اپنے اماموں سے جو تم پر حکم تھے مجادلہ کیا کرتا تھا۔ اُس وقت خدا کی طرف سے ندا آئیگی کہ اے فرشتو تم اس کے معاملے میں راستی پر ہو تم بھی اس سے ویسا ہی معاملہ کرو اور اعمال میں جرح قدر کرو۔ پھر

اس سے جرح قدر ہوگی اور اس کا حساب طول کھینچے گا اور اس حساب میں اس کا عذاب بہت سخت اور شدید ہوگا اُس وقت اس شخص کو نہایت شرم اور پشیمانی دامنگیر ہوگی اور اس قدر سخت تاسف و حسرت میں گرفتار ہوگا کہ خبر رحمت پروردگار کوئی بھی اس کو اس تکلیف سے نجات نہ دے گا۔ اگر وہ دنیا دار دنیا میں اپنے دین سے بالکل دست کش نہ ہو گیا ہوگا ورنہ ابد تک آتش جہنم کے عذاب میں مبتلا رہے گا۔

نیز جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے دنیا میں اپنی نذروں اور قسموں اور وعدوں کے عہدوں کو پورا کیا ہے اس کے واسطے خدا اپنے فرشتوں سے فرمائے گا کہ میرے اس بندے نے دنیا میں اپنے عہدوں کو پورا کیا ہے اس لیے ہم نے جو وعدے اس سے کئے ہیں تم ان کو اس جگہ (آخرت میں) پورا کرو اور اس سے نرمی اور مسامحت برتو اور جھگڑا مت کرو۔ یہ نذرانے اس کو فرشتے اس کو جنت کی طرف لے جائیں گے۔

لیکن جس شخص نے قطع رحم کیا ہے (یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہیں کئے) اگر اس نے حضرت محمد کے رحم کو وصل کیا ہے اور اپنے رحم کو قطع کیا ہے تو ارحام محمد اسکے خوبی ارحام سے اس کی شفاعت کریں گے اور ان سے کہیں گے کہ تم ہماری طاعات و حسنات میں سے جس قدر چاہو لے لو اور اس کو معاف کر دو۔ تب جس قدر طاعات و حسنات کے وہ ارحام محمد سے طالب ہونگے وہ ان کو عطا کریں گے اور ان کے عوض میں اس شخص کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی عنایت بے غایت سے ان عطا کرنے والوں کو ان کی اس عطا کا عوض عنایت فرمائے گا اور ان کے احسانات میں کمی نہ کرے گا۔

اور اگر کسی شخص نے اپنے ارحام کو وصل کیا ہے اور ارحام محمد کو قطع کیا ہے اس طرح پر کہ ان کے حقوق کا انکار کیا اور ان کو ان کے درجہ حقوق سے دور رکھا اور ان کے غیر کو ان کے ناموں سے مشوم کیا اور ان کے لقبوں سے غیروں کو ملقب کیا اور ان کے دوستوں و محبتوں کو جو اس شخص کے مخالف تھے بڑے القاب سے پکارا قیامت کے دن فرشتے اس سے کہیں گے اے بندہ خدا تو نے ان اغیار کی سچائی اور صداقت کے لیے آنحضرت کی آل اطہار سے جو تیرے امام اور پیشوا تھے عداوت کی اب تو انہی سے اعانت طلب کرتا کہ وہ تیری امداد کریں الغرض وہ کوئی مددگار اور فریادرس نہ

صدور آمل محمد واجب ہے

اور حق سے موافق اور حق تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ اور جہاد کی طرف سبقت کرنے والا اور اپنے تمام احوال میں خدا سے موافقت کرنے والا اور نیک فضائل و مکارم کا جامع اور دشمنانِ خدا کے مقابلے میں نصرتِ الہی سے کامیاب ہوئی والا اور تمام علوم پر حاوی اور اس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن اور اعمالِ خیر کا بجالانے والا اور اعمالِ بد کا ترک کرنے والا اور شیطان کا ذلیل و خوار کرنے والا اور سرکش بدکاروں کو دفع کرنے والا اور محمدؐ کا نفس اور مصیبتوں کے وقت اس کی سپر بنالی ہے کہ میں اور میرا بھائی علیؑ ابن ابی طالب جو وحدۃ رب الارباب اور تمام صاحبانِ عقل و ہوش سے افضل اور علوم قرآنی پر حاوی اور بعد محمدؐ کے خدائے عزیز و وہاب کا برگزیدہ ہے۔ دونوں اس بات پر ایمان لائے ہیں کہ قبر میں نعمتیں ملتی ہیں اور خدا ان سے اپنے دوستوں کو حظ وافر عطا فرماتا ہے نیز قبر میں عذاب ملتے ہیں کہ اس سے اپنے دشمنوں کی ثقافت اور بدبختی کو زیادہ کرتا ہے کیونکہ شخص مومن جو محمدؐ اور اس کی آل اطہار کو دوست رکھتا ہے اور بعد محمدؐ کے علیؑ کو اپنا امام اور پیشوا اقرار دیتا ہے کہ اس کی مانند رفتار کرتا ہے اور اس کو اپنا ایسا سردار مقرر کرتا ہے کہ اس کے اقوال کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے افعال کو پسندیدہ اور درست جانتا ہے اور امور دین کی حفاظت اور گنہگاری کیلئے جو امام اسکی ذریت اطہار میں سے ہیں انکی اطاعت فرمانبرداری کر کے اسکی اطاعت بجالاتا ہے جب حکمِ خدا (موت) جس کو کوئی نہیں ٹال سکتا اسکے پاس آتا ہے اور فضلے الہی جو کبھی رو نہیں ہو سکتی۔ اس پر وارد ہوتی ہے اور ملک الموت اپنے احوال انصار سمیت اسکے پاس آتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ محمدؐ رسول اللہؐ اس شخص کے سر کے ایک طرف موجود ہیں اور علیؑ سید اوصیا دوسری طرف ہیں اور پاؤں کے پاس ایک طرف سبط سید الانبیاء حسنؑ اور دوسری طرف سید الشہداء حسینؑ موجود ہیں اور ان کے بعد ان کے برگزیدگان خاص اور وہ دوست جو سدا آل محمدؐ کے بعد اس امت کے سردار ہیں اس کے ارد گرد موجود ہیں اور وہ بیمار مومن ان کو دیکھتا ہے اور ان سے ہم کلام ہوتا ہے۔ مگر خدا اس کی آواز کو حاضرین کے کانوں تک نہیں پہنچنے دیتا جیسا کہ ہم اہلبیت اور ہمارے خاص اصحاب کی رویت کو ان کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھتا ہے تاکہ اس بات پر ان کے ایمان لانے کا ثواب اس امر میں ان کی محنتِ شدید کے

متحمل ہونے کے باعث بہت بڑھ جائے پس وہ مومن کہتا ہے یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اور اے وصی رسولؐ رحمت میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اور اے حضرت محمدؐ کے شیرو اور اس کے ضرغامو اور اس کے بیٹو اور نواسو اور جو انان بہشت (جود رحمت الہی اور رضوان خداوندی کے مقرّب ہیں) کے سردار و میرے ماں باپ آپ دونوں پر سے فدا ہوں۔ پھر اصحاب کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ اے حضرت محمدؐ اور علیؑ اور ان کے دونوں بیٹوں کے اصحاب و مرہون جن میں تمہاری زیارت کا کمال مشتاق تھا اور اس وقت تمہارے تشریف لانے سے مجھ کو نہایت خوشی ہوئی۔ یا رسول اللہؐ ملک الموت قبضِ روح کے لیے میرے پاس آیا ہے اور مجھے اس امر میں کچھ شک نہیں ہے کہ میری جلالت قدر اس فرشتے کے سینے میں موجود ہے اس لیے کہ میں آپ کو اور آپ کے بھائی علیؑ کو دوست رکھتا ہوں۔ نبی رسول اللہؐ ملک الموت سے فرماتے ہیں ہمارے غلام اور خادم اور محبت اور ہماری عزت کرنے والے سے احسان کرنے میں وصیتِ خدا پر عمل کرو۔ ملک الموت عرض کرتے ہیں یا رسول اللہؐ آپ اس مومن کو حکم دیں کہ وہ نظر اٹھا کر ان نعمتوں کو دیکھے جو بہشت میں اس کے لئے مہیا کی گئی ہیں۔ حضرت اس کو اوپر کی طرف دیکھنے کا حکم فرماتے ہیں۔ جب وہ آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے تو اس قدر نعمتیں نظر آتی ہیں کہ عقل ان پر حاظہ نہیں کر سکتی اور شمار و حساب میں نہیں آسکتیں۔ پھر ملک الموت کہتا ہے کہ میں ایسے شخص سے نرمی کیونکر نہ برتوں جس کا ثواب اس قدر بڑھتا ہے جتنا ہے اور حضرت محمدؐ اور ان کی عزت اطہار اس کی ملاقات کے لیے قدمِ رخبر فرمائیں اگر اللہ تعالیٰ نے موت کو ایک سخت مرحلہ نہ بنایا ہوتا کہ اس کے عبور کئے بغیر جنت میں نہیں پہنچ سکتے تو میں برگزیدہ مومن کی روح کو قبض نہ کرتا مگر حضرت کے اس خادم اور محبت کے لیے آپ اور دیگر انبیاء و رسل اور اولیاء کا سا طریقہ عمل میں لایا جائیگا کہ ان کو حکمِ خدا سے موت کا ذائقہ چکھایا گیا پھر آنحضرتؐ ملک الموت سے فرماتے ہیں ہم اپنے اس بھائی کو تیرے حوالے کرتے ہیں۔ اس سے اچھا سلوک کرنا یہ فرما کر آپ اپنے ہمراہیوں سمیت جنت کی طرف تشریف لے جاتے ہیں اور اس مومن کی آنکھوں کے سامنے سے حجاب اور پردے اٹھ جاتے ہیں اور وہ ان حضرات کو اپنے بستر سے چلے جانے کے بعد دیکھتا ہے اور ملک الموت سے کہتا ہے۔ اے

ملک الموت میری رُوح کو بہت جلد قبض کر لے اور مجھ کو یہاں مت بٹھرا کیونکہ اب مجھ کو آنحضرت اور ان کی عمرت اطہار کی تاب مفارقت نہیں ہے اور جلد ان سے ملحق کر تب ملک الموت اس کی رُوح کو قبض کر لیتا ہے اور اس کو اس کے بدن سے ایسی آسانی سے کھینچتا ہے جیسے آٹے میں سے بال کھینچ لیتے ہیں اگرچہ بظاہر تم دیکھتے ہو کہ وہ نہایت تکلیف میں مبتلا ہے مگر دراصل نہایت آرام اور لذت میں ہے اور جب بندہ مومن قبر میں داخل ہوتا ہے تو اسی طرح ان حضرات کو وہاں بھی موجود پاتا ہے اور جب منکر و نکیر اس کے پاس آتے ہیں تو ایک دوسرے سے کہتا ہے یہ حضرت محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ان کے نیک اصحاب اس شخص کے پاس موجود ہیں ہم کو لازم ہے کہ ان حضرات کی تعظیم و تکریم بجالائیں یہ کہہ کر دونوں آتے ہیں اور پہلے جداگانہ محمد پر کمال سلام و درود عرض کرتے ہیں پھر علی پر بعد ازاں ہمارے باقی ہمراہیوں پر جو اصحابوں میں سے ہمارے ساتھ ہوتے ہیں سلام کرتے ہیں پھر کہتے ہیں یا رسول اللہ ہم نے آپ کا اپنے اصحاب خاص سمیت اپنے خادم اور غلام کی ملاقات کو تشرف لانا معلوم کیا مگر جو اللہ تعالیٰ کو اس شخص کے فضائل کا اظہار ان فرشتوں کے سامنے جو یہاں موجود ہیں اور جو اسکے بعد ہم سے سنیں گے مد نظر نہ ہوتا تو ہم ہرگز اس سے سوال نہ کرتے لیکن امر الہی کا بجالانا ضروری ہے۔ اس لیے مجبوراً ہم اس سے سوال کرتے ہیں آخر کار وہ اس سے کہتے ہیں تیرا پروردگار کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے اور تیرا امام کون ہے اور تیرا قبلا کونسا ہے اور تیرے بھائی کون ہیں وہ شخص جو اب دیتا ہے اللہ میرا پروردگار ہے اور محمد میرا نبی ہے اور علی وصی محمد میرا امام ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے اور اسلام میرا دین ہے اور مومنین جو محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور انکے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں وہ میرے بھائی ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی قابل پرستش نہیں ہے وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے اور اس کا بھائی علیؑ ولی خدا ہے اور جن کو اس کی عمرت اطہار اور ذریت اختیار میں سے امامت پر نصب کیا ہے وہ سب امت کے خلیفہ اور حق کے والی اور عدل کے بہت قائم کرنے والے ہیں اس مومن کی یہ تقریریں کر منکر و نکیر اس سے کہتے ہیں تو نے اسی اعتقاد پر زندگی بسر کی اور اسی پر

حضرت مصعب بن عمیر کا قبر میں تشریف لانا

قوت ہوا اور انشاء اللہ اسی پر قیامت میں اٹھایا جائیگا۔ اور جس کو تو دوست کہتا ہے اس کے ہمراہ کرامت و رحمت الہی کی منزل میں جاگزیں ہوگا پھر آنحضرت نے فرمایا کہ جو کوئی ہمارے دوستوں کا دشمن اور ہمارے دشمنوں کا دوست ہوا اور ہمارے مخالفوں کو ہمارے القاب سے لقب کرتا ہو جب ملک الموت قبض رُوح کیلئے اس کے پاس آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مرد فاجر کے سامنے اس کے سر اروں کو جن کو وہ ماسوا خدا کے اپنا پروردگار مانتا تھا ایسی حالت میں پیش کرتا ہے کہ وہ ایسے سخت عذاب ہائے گوناگون میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا ہی اس کو ہلاکت کے قریب کر دیتا ہے اور ان کے عذاب کی حرارت برابر اسکو پہنچتی رہتی ہے جس کی وہ تاب نہیں لاسکتا۔ تب ملک الموت اس سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ اے فاجر و کافر تو نے دوستان خدا کو ترک کیا اور دشمنان خدا کو اختیار کیا آج وہ کچھ بھی تیری امداد نہیں کر سکتے اور تیری خلاصی کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ اس وقت اس پر اس قدر عذاب الہی نازل ہوتا ہے کہ اگر وہ تمام اہل دنیا پر تقسیم کیا جائے تو سب کو ہلاک کر ڈالے پھر جب قبر میں ڈالا جاتا ہے تو اپنی قبر کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوا دیکھتا ہے اور اس میں سے بہشت کی نعمتیں اور اس کی نفیس چیزیں اس کو نظر آتی ہیں تب منکر و نکیر اس سے کہتے ہیں ادھر دیکھو جس کے لیے تو ان نعمتوں سے محروم کیا گیا ہے۔ بعد ازاں اس کیلئے قبر میں دوزخ کا ایک دروازہ کھولا جاتا ہے جس میں سے آتش جہنم کا عذاب اس کی قبر میں داخل ہوتا ہے تب وہ شخص کہتا ہے اے پروردگار قیامت نہ قائم کر (یعنی وہ شخص اس عذاب کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ قیامت قائم ہو گئی۔ اس لیے اس سے احتراز کی دعا کرتا ہے۔

قوله عز وجل هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۹ یعنی وہ خداؤہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر آسمان کے پیدا کرنے کا قصد کیا اور ان کو سات آسمان درست کیا اور وہ ہر چیز کا عالم ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے بیان کیا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ جَمِيعًا يَعْنِي وَهُوَ خَدَاؤُهُ هِيَ جَسَدٌ لِيْهِ زَيْنٌ كِي

تمام چیزیں پیدا کیں تاکہ تم ان کو دیکھ کر عبرت پکڑو اور اسکی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرو اور عذاب و دوزخ سے محفوظ رہو ثَمَّ اسْتَوَىٰ اِلَى السَّمَاءِ يَعْنِي پھر آسمانوں کا پیدا کرنا اور ان کو مضبوط کرنا شروع کیا اور ان کو سات آسمان بنایا وَهُوَ يَكُلُ شَيْءًا عَالِمًا يَعْنِي اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے اور اس کو کل اشیا کا علم ہونے سے علم مصباح مراد ہے پس ایسی آدم جو کچھ کہ زمین میں موجود ہے وہ سب کچھ تمہاری مصلحتوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

قوله عز وجل وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ط قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ مُّصَدِّقِينَ ه قَالُوا اسْبِّحْ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ه قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ الْغَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ

یعنی اور یاد کر اے محمد اس وقت کو جبکہ تیرے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب مقرر کرنے والا ہوں۔ انھوں نے عرض کی کیا تو اس شخص کو نائب کرے گا جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے اور ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ فرمایا میں اس بات کو جانتا ہوں جو تم کو معلوم نہیں ہے اور خدا نے حضرت آدم کو تمام چیزوں کے نام تعلیم کئے پھر حضرت نے وہ نام ملائکہ کے سامنے پیش کر کے کہا کہ مجھ کو ان چیزوں کے ناموں سے مطلع کرو۔ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو انھوں نے عرض کی کہ اے خدا ہم سوائے اس کے کہ جو تو نے ہم کو سکھایا ہے اور کچھ نہیں جانتے بے شک تو ہی صاحب علم و حکمت ہے۔ فرمایا اے آدم ان کو ان ناموں سے مطلع کر جب حضرت آدم نے ان کو ان ناموں سے خبردار کیا تو خدا نے فرمایا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں اور جو باتیں تم ظاہر کرتے ہو اور جن چیزوں کو تم چھپاتے ہو ان کو بھی جانتا ہوں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ان سے کہا گیا۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَسَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا آخر آیت۔۔۔ تو انھوں نے عرض کی کہ یہ کب وقوع میں آیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ یہ تمام چیزیں جو زمین میں موجود ہیں یہ سب تمہارے لیے اس وقت پیدا کی گئی تھیں جبکہ تیرے پروردگار نے ان فرشتوں سے جو ابلیس کے ہمراہ زمین پر رہتے تھے اور انھوں نے جنوں کو جو بنی جان میں زمین سے نکالا تھا اور عبادت خدا ان پر ملکی اور آسان ہو گئی تھی فرمایا تھا إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً میں تمہارے عوض زمین میں اپنا نائب مقرر کر رہا ہوں اور تم کو وہاں سے الگ کر کے آسمان پر بلاؤنگا۔ یہ بات ان کو نہایت شاق گزری اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ جب ہم آسمان پر واپس چلے جائیں گے تو عبادت خدا ہم پر بہت ثقیل اور دشوار کر دی جائیگی فقالوا بنا بئری انھوں نے عرض کی کہ اے پروردگار أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ آیا تو ایسے شخص کو نائب اور خلیفہ مقرر کرے گا جو زمین میں فساد برپا کرے گا اور خونریزی کرے گا جیسا کہ نبی جان کیا کرنے تھے جن کو ہم نے زمین سے نکالا ہے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ حالانکہ ہم تیری ذات پاک کی ان صفات سے جو تیرے لائق اور سزاوار نہیں ہیں پاکی بیان کرتے ہیں وَنُقَدِّسُ لَكَ اور تیری زمین کو ان لوگوں سے پاک کرتے ہیں جو تیری نافرمانی اور عصیان کے مرتکب ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کا یہ کلام سنا تو قال۔ ان کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ اس غیبی اور بہتری کو جو اس شخص کے مقرر کرنے میں ہے جس کو میں تمہارے عوض خلیفہ کرونگا میں ہی جانتا ہوں جو تم کو معلوم نہیں ہے نیز مجھ کو یہ بھی معلوم ہے کہ تم میں ایک شخص ایسا موجود ہے جو باطن میں کافر ہے اور تم نہیں جانتے اور وہ ابلیس ملعون ہے وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا اور آدم کو کل نام تعلیم کئے یعنی تمام انبیاء اور محمد علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ اور باقی ائمہ طیبین و طاہرین اور ان کے برگزیدہ شیعوں و ران کے سرکش اور نافرمان دشمنوں کے نام خدا نے حضرت آدم کو سکھائے ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ پھر ان کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا۔ یعنی محمدؐ اور علیؑ اور ائمہ اطہار کے بتوں کو جو عالم ارواح میں چند نور تھے۔ ملائکہ کے سامنے پیش کیا فقال۔ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ

هُوَ الْأَعْرَابُ كُنْتُمْ مُصَلِّينَ اور فرمایا کہ ان کے نام بتاؤ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ تم تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اور ہمارا زمین میں رکھنا ان لوگوں کی نسبت بہتر ہے جو ہمارے بعد مقرر ہوں گے یعنی جیسا کہ تم اس شخص کے پوشیدہ حال سے واقف نہیں ہوئے جو تم میں موجود ہے تو ان لوگوں کے پوشیدہ حالات جو ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے بدرجہ اولیٰ نہ پہچانو گے جس طرح ان چند اشخاص کے ناموں کو جو تمہارے سامنے ہیں نہیں پہچانتے ہو قَاتِلُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ تب ملائکہ نے عرض کی اے خدا تو پاک ہے ہم کو سوائے اس کے جو تو نے ہم کو سکھایا ہے اور کسی چیز کا علم نہیں ہے اور تو ہی علیم یعنی سب چیزوں کا جانتے والا اور حکیم یعنی ہر کام میں درستی اور صواب کو عمل میں لانے والا ہے تب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے ارشاد فرمایا يَا آدَمُ أَنْزَلْنَاهُ جَنَّةً يَا سَمَٰئِيلُ اهبط معك آمنًا وآمنين اور ناموں کے ناموں سے مطلع کرو قُلْنَا يَا آدَمُ اس میں جب حضرت آدمؑ نے ان کو ان کے ناموں سے خبردار کیا تب انہوں نے پہچانا بعد ازاں ان سے عہد و پیمانہ کیا کہ ان حضرات پر ایمان لائیں اور ان کو اپنے سے افضل اور برتر سمجھیں قَالَ اللَّهُ أَقْبَلْتُ لَكُمْ إِيَّيْ ذَا عِلْمٍ وَعَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ أَسْ وَتِ اللَّهُ تَعَالَى لَنْ أَنْ فَرِشْتُونَ سے فرمایا کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ میں ہی آسمان اور زمین دونوں کے پوشیدہ امور کو جانتا ہوں وَأَعْلَمُ مَا تَبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ اور ان چیزوں کو جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم پوشیدہ رکھتے ہو اور ابلیس کے اس عقیدے سے بھی واقف ہوں کہ اگر اس کو آدمؑ کی متابعت کا حکم دوں گا تو وہ انکار کرے گا اور اگر اس مردود کو آدمؑ پر مسلط کروں گا تو اس کو ہلاک کرے گا اور تمہارے اس اعتقاد کو بھی جانتا ہوں کہ ہمارے بعد کوئی مخلوق ایسی پیدا نہ ہوگی جو ہم سے افضل ہو بلکہ محمدؐ اور اس کی آل اطہار جن کے ناموں سے آدمؑ نے تم کو واقف کیا ہے تم سب سے افضل اور بہتر ہیں۔

قوله عز وجل وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ اور اے محمدؐ اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو سب فرشتوں نے توجہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور

تکبر کیا اور وہ مردود پہلے ہی کا فر تھا۔

امام ابو محمد حسن عسکری نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ جو چیزیں زمین میں موجود ہیں اور وہ سب تمہارے لیے پیدا کی گئی ہیں وہ اس وقت پیدا کی گئی تھیں جبکہ تم نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں یعنی اس وقت یہ سب چیزیں تمہاری خاطر پیدا کی گئیں۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امام حسینؑ اپنے ہمراہیوں سمیت لشکرِ شام کی محنت رنج میں مبتلا ہوئے جنھوں نے اس مظلوم کو شہید کیا اور ان کے سراقہ کو نینے پر علم کیا اس وقت اس جناب نے اپنے لشکریوں سے مخاطب ہو کر فرمایا میں نے تم کو اپنی بیعت سے خلاص کیا تم یہاں سے چلے جاؤ اور اپنے ال و عیال اور احباب سے جا ملو۔ اور اپنی اہلیت سے فرمایا تم کو بھی میری مفارقت حلال ہے کیونکہ دشمن کی جمعیت کثیر اور انکی قوت بہت ہے تم کسی طرح ان کے مقابلے کی تاب نہیں لاسکتے نیز ان کو میرے سوا کسی اور سے کچھ سروکار بھی نہیں ہے اس لیے تم کو مناسب ہے کہ مجھ کو تنہا چھوڑ کر یہاں سے چلے جاؤ۔ کیونکہ حق تعالیٰ میری اعانت کرے گا اور اپنی نظر رحمت سے مجھ کو محفوظ رکھے گا جیسا کہ ہمارے اسلاف طاہرین پر ہمیشہ اپنا لطف کرم کرتا رہا ہے۔ امام مظلوم کا یہ ارشاد سن کر لشکریوں نے تو آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ محمدؐ ال و عیال اور قریشی رشتہ داروں نے اس امر سے انکار کیا اور عرض کی کہ ہم آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے کیونکہ آپ کے غمگین ہونے سے ہم غمگین ہوتے ہیں اور آپ کے رنج سے ہم کو رنج ہوتا ہے اور آپ کی خدمت میں رہنا ہی ہمارے لیے قرب خدا کے حصول کا باعث ہے جب امام مظلوم نے ان کا یہ کلام سنا تو فرمایا کہ اگر تم نے اپنے نفسوں کو اس امر پر قائم کر لیا ہے جس پر کہ میں نے اپنے نفس کو قائم کیا ہے تو تم جہان لو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رنج و تکلیف کے متحمل ہونے پر ہی منازلِ شریفہ عطا فرماتا ہے اور اگرچہ اس نے مجھ کو میرے بزرگان اہلیت کے ساتھ جن میں سے فقط ایک میں ہی دنیا میں باقی رہ گیا ہوں۔ ایسی کرامتوں و برکتوں سے مخصوص کیا ہے کہ ان کے ہوتے سختیوں اور تکلیفوں کا جھیلنا مجھ پر آسان اور سہل ہے مگر کراماتِ الہی سے تم کو بھی کچھ حصہ ضرور ملے گا اور یہ بھی سمجھ لو کہ دنیا کی شیرینی و رنجی بمنزلہ خواب کے ہے اور بیداری آخرت میں ہوگی اور کامگار اور بہرہ ور وہ شخص ہے جو آخرت

میں بہرہ مند ہو۔ اور بد بخت اور شقی وہ شخص ہے جو آخرت میں بد بخت اور شقی ہو۔ اور اے میرے دوستو اور محبتو اور ہمارے دامن کو مضبوط پکڑنے والو۔ اگر تم مچا ہو تو میں تم کو اپنے اور تمہارے ابتدائی امر سے مطلع کروں تاکہ تم کو ان تکالیف شاقہ کا جن کا تم نے سامنا کیا ہے برداشت کرنا آسان اور سہل ہو جائے۔ سب نے عرض کی کہ اے فرزند رسول ہاں بیان فرمائیے فرمایا جب خداوند متعال نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور درست کر کے تمام اشیاء کے نام ان کو تعلیم کئے اور ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا تو محمد علیؐ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے پانچوں پستلوں کو حضرت آدم کی پشت میں رکھا اور ان کے نور آسمانوں کے کناروں اور حجابوں اور بہشت اور کرسی اور عرش کو منور رکھتے تھے۔ پھر خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو تعظیمی سجدہ کریں اس لیے کہ میں نے ان اشیاء خمسہ یعنی پانچوں پستلوں کو جن کے نور نے تمام عالم کو منور کر رکھا ہے۔ اس کی پشت میں قرار دے کر۔ اس کو فضیلت دی ہے یہ حکم رب العزت پاتے ہی سب فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے حق تعالیٰ کی جلال عظمت اور ہم اہلیت کے انوار کے آگے متواضع ہونے سے انکار کیا۔ حالانکہ سب فرشتوں نے ان کے آگے عاجزی اور فروتنی کا اظہار کیا۔ مگر اُس نے تکبر کیا اور اپنے آپ کو بلند رتبہ خیال کیا اور اسی انکار اور تکبر کی وجہ سے کافروں میں شامل ہوا۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھ سے میرے باپ حسینؑ منظر موم علیہ السلام نے حدیث بیان کی ہے کہ جناب سالتحاب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے بندگان خدا جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے اشیاء خمسہ کو بالائے عرش سے پشت آدم میں منتقل کیا تو انھوں نے ہمارے نوروں کو تو دیکھا۔ مگر متیکے نظر نہ آئے۔ تب بارگاہ الہی میں عرض کی۔ اے خدایہ انوار کیسے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ان کے پتلوں کے نور ہیں جن کو میں نے اپنے عرش سے جو اشراف مقامات سے تیری پشت میں منتقل کیا ہے اور چونکہ تو ان پتلوں کا ظرف قرار دیا گیا۔ اس لیے میں نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ تجھ کو سجدہ کریں۔ یہ ارشاد باری تعالیٰ اس کر آدم نے بارگاہ احدیت میں عرض کی میں ان کے دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں۔ ارشاد ہوا۔ اے آدم عرش کی طرف آنکھ اٹھا۔ انھوں نے اوپر کو نگاہ کی اور ہمارے پتلوں کا نور پشت آدم سے بالائے عرش پر پڑا اور ان کا عکس

اس میں صورت پذیر ہوا جیسے انسان کا چہرہ صاف آئینہ میں منعکس ہو کرتا ہے۔ تب آدم نے ہمارے اشیاء کو دیکھا اور عرض کی یا اللہ یہ اشیاء کیسے ہیں۔ فرمایا اے آدم یہ ان شخصوں کے اشیاء ہیں جو میری تمام مخلوقات سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ یہ محمد ہے اور میں محمود ہوں کہ اپنے تمام افعال میں تعریف کیا گیا ہوں میں نے اس کے لیے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور یہ علیؑ ہے اور میں علیؑ عظیم ہوں۔ اس کے لیے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور میں فاطمہؑ السّموات والارض (یعنی آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہوں) اور یہ فاطمہؑ یعنی قیامت کے دن میرے دشمنوں کو میری رحمت سے الگ کرنے والی ہے اور میرے دوستوں کو ان اسباب سے جدا کرنے والی ہے جو ان کے لیے عیب اور بدکاری کا باعث ہیں۔ پس اس کے لیے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور یہ حسنؑ ہے اور میں حسنؑ احسان کرنے والا اور محل (نیکی کرنے والا) ہوں۔ ان دونوں کے نام بھی اپنے نام سے مشتق کئے ہیں۔ یہ پانچوں تن میری مخلوق میں منتخب اور سب سے افضل اور اکرم ہیں ان ہی کے سبب میں طاعات و عبادات خلافت کو قبول کرونگا اور انہی کے سبب بخشش کرونگا اور انہی کی خاطر عذاب کروں گا اور انہی کے باعث ثواب دوں گا پس اے آدم تو بھی میری درگاہ میں ان کو اپنا وسیلہ بنا اور جب تو کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو ان کو میری جناب میں اپنا شفیع کر اس لیے کہ میں نے قسم حق کھائی ہے کہ جو کوئی ان کے توسل سے اپنی آرزو مجھ سے طلب کرے گا۔ اس کو کبھی محروم نہ رکھوں گا اور جو سائل ان سے متوسل ہو کر سوال کریگا۔ اُس کے سوال کو کبھی رد نہ کروں گا۔

امام فرماتے ہیں کہ یہی سبب ہے کہ جب حضرت آدم سے خطا (ترکِ اولیٰ) سرزد ہوئی اور اس نے ان حضرات خمسہ (پنجتن) کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کو قبول کیا۔ اور خطا معاف کر دی۔

قَوْلُهُ خَرَّوَجَلَّ وَقُلْنَا يَا دَمَّ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكَلَامِهَا رَعَدَا عَصَا لَهَا لَآ تَكْفُرْ يَا اٰدَمُ اِنَّكَ كَاذِبٌ كَلِيمٌ

اے اشارت صحیح صحیح معنی والا (مترجم)

فَمَنْ يَتَّبِعْ هَذَا يَفْزَحْ خَوْفًا عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا اس کو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا۔ جبکہ مخالفت کرنے والے غائف اور ترسان ہونگے اور نہ وہ غمگین ہونگے جبکہ مخالفت کرنے والے اندوہناک اور مغموم ہوں گے۔

امام عالی مقام فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدمؑ سے ترکِ اولیٰ سرزد ہوا اور انھوں نے پروردگار عالم کی جناب میں اپنی تقصیر کا عذر کیا تو عرض کی اے میرے پروردگار میری توبہ قبول کر اور میرا عذر پذیرا فرما اور مجھ کو پھر میرا پہلا مرتبہ عطا کر اور اپنے نزدیک میرا درجہ بلند کر کیونکہ اس خطا کا نقص اور اس کی ذلت میرے اعضا اور تمام جسم میں ظاہر ہو گئی ہے۔ اس وقت خداوند متعال نے ارشاد فرمایا اے آدمؑ آیا تجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ شدا بد و مصائب کے وقت اور ایسی بلیات میں جو تجھ کو مضطر اور بے قرار کر دیں مجھ اور اسکی آل اطہار کا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کیا کر حضرت آدمؑ نے عرض کی ہاں اے پروردگار یاد ہے۔ ارشاد فرمایا کہ محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ سے خاص کر کے متوسل ہو اور مجھ سے دعا کر میں تیری دعا کو قبول کرونگا اور تیری مراد سے بڑھ کر عطا کرونگا آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار اور اے اللہ ان کا مرتبہ تیرے نزدیک اس درجہ کو پہنچا ہے کہ ان کے توسل سے میری توبہ قبول ہوگی اور ان کے واسطے سے میری خطا معاف کی جائیگی حالانکہ تو نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ مجھے سجدہ کریں اور اپنی جنت کو میرے واسطے مباح کیا اور اپنی کینز خواہ سے میرا نکاح کیا اور اپنے ملائکہ کرام کو میرا خادم مقرر فرمایا۔ اس کے جواب میں خدا نے فرمایا اے آدمؑ میں نے فرشتوں کو صرف اس وجہ سے تجھے تعظیمی سجدہ کرنا حکم دیا تھا کہ تو ان (پنجتن) کے توروں کا ظرف تھا اور اگر تو اس خطا کے سرزد ہونے سے پہلے ان کا واسطہ دیکر مجھ سے درخواست کرتا کہ مجھ کو خطا سے بچا اور میرے دشمن ابلیس کی خواہشوں سے مجھ کو خردا کر دیتا کہ میں اس سے محفوظ رہوں تو ضرور میں تیری اس دعا کو قبول کرتا۔ لیکن جو کچھ میرے علم میں پہلے گزر چکا ہے۔ ویسا ہی ظہور میں آتا ہے۔ اب تو ان کا واسطہ دے کر دعا کر میں ضرور قبول کرونگا۔ تب حضرت آدمؑ نے اس طرح سے دعا کی یا اللہ محمدؐ اور ان کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ اور محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ اور ان کی آل طاہرین کا واسطہ میری توبہ قبول کر کے اور میری لغزش کو معاف فرما کر اور مجھ کو میرے مرتبہ پر جو تو نے اپنی کرامتوں سے

عطا کیا ہے پہنچا کر تفضل و احسان کر اس کے جواب میں خدائے عزوجل نے فرمایا اے آدمؑ میں نے تیری توبہ قبول کی اور میں تجھ سے رضامند اور خورسند ہوا اور اپنی بخششوں و نعمتوں کو تیری طرف پھیر دیا اور تجھ کو تیرے اصلی مرتبہ پر جو میں نے اپنی کرامتوں اور بزرگیوں سے تیرے لیے مقرر کیا ہے پھر مشرف و ممتاز کیا اور اپنی رحمتوں سے بہرہ وافر تجھ کو عطا کیا پس قول خدائے عزوجل قَتَلْنَا اٰدَمَ مِنْ رِبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ کا یہی مطلب ہے جو بیان ہوا۔ پھر خدا ان شخصوں سے جن کو جنت سے زمین پر اتارا ہے کہ وہ آدمؑ و حواؑ اور ابلیس اور سانپ میں مخاطب ہو کر فرماتا ہے وَ لَكُمْ فِي الْاٰرْضِ مَسْتَقَرٌّ اور تمھارے لیے زمین میں قرار گاہ اور جگہ ہے قیام سے کہ اس میں تم زندگی بسر کرو اور اس کے راتوں اور دنوں میں تحصیلِ آخرت کے لیے سعی کرو خوش نصیب وہ شخص ہے جو اس عالم فانی میں رہ کر عالم باقی کے لیے توشہ اور سامان متیار کرے وَ مَتَاعٌ اِلَىٰ حَيٰثِیْنِ اور تمھارے لیے زمین میں مرتے دم تک نفع ہے کیونکہ خدا اس سے تمھاری کھیتیاں اگائے گا اور میوے پیدا کرے گا اور زمین میں تم کو ناز و نعمت سے رکھیگا اور وہیں تم کو بلاؤں میں مبتلا کر کے تمھارا امتحان کرے گا۔ اور کبھی دنیاوی نعمتوں سے تم کو متلذذ کرے گا تاکہ تم آخرت کی نعمتوں کو یاد کرو کہ جو ان عیبوں سے بالکل پاک ہیں اور جو دنیاوی نعمتوں کو ناقص اور باطل کر دیں گے اور ان کو ترک کرادیں گے اور حقیر و ذلیل کر دیں گے اور کبھی تم کو ایسی دنیاوی بلاؤں سے آزمائے گا کہ ان میں رحمتیں ملی ہوں گی جو صاحبانِ بلا سے ان کے مکر و ہات کو رفع کریں گی تاکہ تم کو ان بلاؤں کا مزہ چکھا کر عاقبت کے عذابِ ابدی سے بچائے جس میں ذرا بھر آرام بھی مخلوط نہ ہوگا اور اس کے درمیان کسی قسم کی راحت اور رحمت وقوع میں نہ آئے گی۔ یہاں تک آیۃ قَتَلْنَا اٰدَمَ . . . وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا . . . کی تفسیر ختم ہو چکی۔

اب خدا فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بَايٰتِنَا اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اور انھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا جو محمدؐ کی صداقت پر دلالت کرتی ہیں کہ اس نے جو گزشتہ زمانوں کے حالات بیان کئے ہیں اور جو کچھ کہ اس نے علیؑ اور اسکی آلِ طیبینؑ جو سردارِ مخلوقات محمدؐ کے بعد سب فاضلین و فاضلات سے بہتر ہیں کی فضیلت کا ذکر بندگانِ خدا کو پہنچایا ہے وہ

سب صحیح اور درست ہے اُولَئِكَ يَهْتَدُونَ اور اسکی ذریت طیبین و طاہرین کے برگزیدگان کی نسبت محمد کی راست گفتاری اور صدق بیانی کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کی مدافعت کرتے ہیں اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اہل دوزخ میں اور وہ ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔

قوله عز وجل يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوا بِعَهْدِي اَوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِتِيَايَ فَارْتَقِبُوا (ترجمہ) اے بنی اسرائیل تم میری نعمت کو جو میں نے تم کو دی ہے یاد کرو اور میرے عہد کو پورا کرو۔ میں بھی اپنے عہد کو جو میں نے تم سے کیا ہے پورا کروں گا اور مجھ سے خوف کرو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ اور اسکی اولاد اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ تم میری نعمت کو جو میں نے تم کو عطا کی ہے یاد کرو اور وہ نعمت یہ ہے کہ میں نے محمد کو پیغمبر کر کے بھیجا ہے اور اسکو تمہارے شہر میں مقیم کیا ہے اور تم کو اسکی طرف جانے اور سفر کرنے کی تکلیف نہیں دی اور اسکی رسالت کی سلامتوں اور اسکی سچائی کی دلیلوں کو واضح اور روشن کیا تاکہ اس کا حال تم پر مشتبہ نہ ہو۔ وَاَوْفُوا بِعَهْدِي اور تم میرے عہد کو پورا کرو جو میں نے تمہارے باپ دادا سے لیا تھا یعنی میری طرف سے اس زمانے کے پیغمبروں نے لیا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ اس کو اپنی آئندہ نسلوں کو پہنچائیں اور وہ یہ تھا کہ وہ محمد عربی قرشی ہاشمی پر ایمان لائیں جسکی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں اور معجزات باہرہ سے ہم نے اس کی تائید کی ہے کہ مجملہ ان آیات و معجزات کے چند یہ ہیں کہ بکری کے بازو سے بریان نے جس میں زہر ملا یا گیا تھا۔ اس سے کلام کیا اور پھیرنے سے اس سے باتیں کیں اور منیر کے ستون نے اس کی مفارقت کے الم میں نالہ و تڑاری کی اور خد نے تھوڑے سے کھانے کو اسکی خاطر سے بہت سا کر دیا اور سخت پتھروں کو اس کے لیے نرم کیا اور بہتے پانی کو اسکی خاطر جا کر سخت کر دیا اور انبیائے گزشتہ کو جو آیات و معجزات عنایت کئے گئے تھے وہی معجزے یا ان سے بہتر اسکو دیتے گئے اور علی ابن ابی طالب کو جو کہ اس کے نور کا شریک بھائی اور اس کا رفیق ہے اور اسکی عقل اسکی عقل سے ہے اور اسکا علم اس کے

علم سے ہے اور اس کا علم اُس کے علم سے ہے جو اُس کے دشمنوں اور معاندوں کو اپنی دلیل قابل اور علم فاضل اور فضل کامل سے قطع کرنے کے بعد شمشیر بران سے اس کے دین کی حمایت اور اعانت کرنا والا ہے۔ اس کے لیے سب سے اعلیٰ نشانی قرار دیا۔ اَوْفِ بِعَهْدِكُمْ میں تمہارے اس عہد کو پورا کرونگا۔ جس کے سبب میں نے اپنے خانہ کرامت اور مقام رحمت میں تمہارے لیے ایسی نعمتیں واجب کر رکھی ہیں وَاِتِيَايَ فَارْتَقِبُوا اور محمد کی مخالفت کرنے میں مجھ سے خوف کرو کیونکہ میں تمہارے دشمنوں کی بلا کو جو مجھ سے تمہاری موافقت رکھنے کی حالت میں تم سے عداوت کریں تم پر سے دور کرنے کی قدرت رکھتا ہوں اور جب تم میری مخالفت کو اختیار کرو تو وہ مجھ کو تم سے انتقام لینے سے منع نہیں کر سکتے۔

قوله عز وجل وَاٰمَنُوا بِمَا اَنْزَلْنَا مِنْكُمْ لِقَايَ الْاِنْبِيَايَ فَتَتَّقُوا (ترجمہ) اور تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جس کو میں نے نازل کیا ہے اور وہ اس کتاب کی جو تمہارے پاس موجود ہے تصدیق کرتی ہے اور تم اس کے ساتھ کافر ہونے اور اس کا انکار کرنے میں سبقت نہ کرو اور میری آیتوں کو کم قیمت میں مت بیچو اور مجھ سے ڈرو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے اسکی تفسیر اس طرح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں سے خطاب کر کے فرماتا ہے وَاٰمَنُوا بِمَا اَنْزَلْنَا لِقَايَ الْاِنْبِيَايَ اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے محمد پر نازل کی ہے جس میں اسکی نبوت کا ذکر اور اس کے بھائی علی اور اسکی ذریت طاہرہ کی امامت کی خبر مندرج ہے مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ اور وہ اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس موجود ہے کیونکہ ایسا ہی ذکر تمہاری کتاب (توریت) میں بھی ہے کہ محمد رسول اللہ سرور اولین و آخرین ہے جس کا ناصر و مددگار سید الوصیین خلیفہ رسول رب العالمین فاروق امت باب مدینہ علم وصی رسول رحمت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے وَلَا تَشْتَرُوا بِاِيَاتِي ثُمَّ نَاقِلِيًّا اور تم میری آیتوں کو جو محمد کی نبوت اور علی اور اس کی عمرت طاہرہ کی امامت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں بھٹوری سی قیمت میں مت بیچو یعنی یہ کہ محمد کی نبوت اور علی اور ان دونوں کی آل اطہار کی امامت کا انکار کرو۔ اور اس کے عوض میں دُنْيَا کا

ازد و مال حاصل کرو اگرچہ یہ مال ظاہر میں بہت ہے مگر میں بے توشہ کرنے والا اور خالصے میں ڈالنے والا اور ہلاک کرنے والا ہوں وایاتہی قَاتِلُونَ اور تم محمد کی نبوت اور اس کے وصی کی وصایت کے معاملے میں مجھ سے خوف کرو۔ کیونکہ اگر تم خوف کرو گے تو تم اس نبی کی نبوت اور اس کے وصی کی وصایت میں رد و قدر نہ کرو گے۔ بلکہ خدا کی محبتیں تم پر قائم ہو چکی ہیں اور اس کی دلیلیں اور اس کے ذریعے تم پر واضح اور روشن کئے گئے ہیں کہ انھوں نے تمھارے عُذْرُوں کو قطع کر دیا اور تمھارے مکروں اور فریبوں کو باطل کر دیا ہے۔

بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ شہر مدینہ کے ان یہودیوں نے حضرت محمد کی نبوت کا انکار کیا تھا اور آنحضرت کی خیانت کی تھی اور کہتے تھے کہ ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ محمد پیغمبر ہے اور علی اس کا وصی ہے لیکن محمد تم وہ پیغمبر اور اے علی تم وہ وصی رسول نہیں ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے لباسوں کو جو وہ پہنے تھے اور ان کے موزوں کو جو ان کے پاؤں میں پڑے ہوئے تھے۔ لینے کی طاقت عطا کی اور ہر ایک کپڑا اور موزہ اپنے پہننے والے سے کٹا تھا۔ اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے یہی محمد پیغمبر خدا ہے اور یہی علی وصی رسول ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اجازت عطا فرمائے تو ہم تم کو بھینچ بھینچ کر اور کاٹ کاٹ کر قتل کر ڈالیں۔ رسول خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمت دے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ عنقریب ان کی نسل سے مومن اور پاکیزہ اولادیں پیدا ہوں گی اور اگر ان سے جدا ہو گئے ہوتے تو بیشک ان کو عذاب دردناک میں مبتلا کرتا۔ نیز جلدی وہی شخص کیا کرتا ہے جس کو موقع کے فوت ہونے اور ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہوتا ہے۔

قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ
وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۵ **أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ**
بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ وَ
اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۵
الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ رَبَّهُمْ فَأَنَّهُمْ رَاجِعُونَ ۵ يَا
بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى

الْعَالَمِينَ ۵ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْرِي فِيهِ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْكُمْ شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ وَإِذْ خَلَقْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُدَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ لِّمَنْ رَّبُّكُمْ عَظِيمٌ ۵ (ترجمہ)
اور حق کو باطل کے ساتھ مت ملاؤ اور حق کو مت چھپاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہی پیغمبر ہے جس کا توریت میں ذکر ہے) اور نماز کو قائم کرو (پڑھو) اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو آیاتم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو۔ اور خود اپنے نفسوں کو بھولتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب کو پڑھتے ہو کیا تم نہیں سمجھتے اور تم صبر اور نماز سے مدد چاہو (اپنے مقاصد دنیا و آخرت میں) اور وہ نماز لوگوں کو لراں اور بھاری معلوم ہوتی ہے۔ مگر ان عاجزی اور خشوع و خضوع کرنے والوں کو بھاری معلوم نہیں ہوتی جو گمان کرتے ہیں کہ ہم خدا سے ملاقات کرنے والے ہیں اور ہم اس کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ اسے اولاد یعقوب تم میری اس نعمت کو یاد کرو۔ جو میں نے تم کو عطا کی ہے اور میں نے تم کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے۔ اور اس دن سے ڈرو جبکہ کوئی شخص کسی شخص کے عوض کچھ نہ دے سکے گا۔ اور اس کی طرف سے کوئی سفارش قبول نہ کی جائے گی اور اس سے کوئی فدیہ نہ لیا جائے اور نہ ان کو کسی قسم کی مدد ملے گی اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم کو آل فرعون کے ہاتھوں سے نجات دی جو کہ تم کو سخت عذاب پہنچاتے تھے کہ تمھارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ اور اس امر میں تمھارے پروردگار کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان آیتوں میں یہودیوں کی ایک قوم کو خطاب کرتا ہے جو حق کو باطل کے ساتھ ملاتے تھے۔ اس طور سے کہ وہ گمان کرتے تھے کہ محمد پیغمبر ہے اور علی اس کا وصی ہے مگر وہ اس وقت سے پانچ سو برس کے بعد ہونگے اس لئے جناب رسالتاً نے ان سے ارشاد فرمایا کہ آیاتم میرے اور اپنے درمیان توریت کے فیصلے پر راضی ہو۔ انھوں نے عرض کی ہاں ہم راضی ہیں یہ کہہ کر وہ توریت لے آئے اور جو کچھ اس میں لکھا تھا اس کے خلاف

پڑھنا شروع کیا تب اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو جو دو قاریوں کے ہاتھ میں تھی ایک طرف ایک کے ہاتھ میں اور دوسری طرف دوسرے قاری کے ہاتھ میں ایک اثر ہاکی صورت میں منقلب کر دیا جس کے دوسرے تھے اور ہر ایک سر سے قاری کے دائیں ہاتھ کو جس میں وہ تھامے ہوئے تھا پکڑ لیا اور ان کو چبانا اور ریزہ ریزہ کرنا شروع کیا اور دونوں شخص چھیٹے اور فریاد و زاری کرتے تھے اور وہاں اور صحیفے بھی موجود تھے۔ وہ قدرت خدا سے گویا ہوئے اور کہنے لگے کہ تم دونوں اسی عذاب میں مبتلا رہو گے جب تک کہ محمد اور اسکی نبوت اور علی اور اسکی امامت کے اوصاف جو اس میں درج ہیں انکو تنزیل الہی کے موافق درست اور صحیح نہ پڑھو گے تب ان دونوں قاریوں نے صحیح صحیح پڑھا اور رسول خدا پر ایمان لائے اور علی ولی خدا اور وصی رسول اللہ کی امامت کے معتقد ہوئے پس خدا نے فرمایا: لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ یعنی حق کو باطل کیسا تھ غلط ملتامت کرو اس طرح سے کہ محمد اور علی کا ایک صورت سے تو اقرار کرو اور ایک صورت سے ان دونوں کا انکار کرو وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ اور اس کی نبوت اور اسکی امامت کی نسبت امر حق کو پوشیدہ کرو۔ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ حالانکہ تم جانتے ہو کہ ہم اس کو پوشیدہ کرتے ہیں اور اپنے علموں اور عقولوں سے مباحثہ اور معارضہ کرتے ہو۔ مگر جبکہ خدا نے تمھاری خیر و نیکوئی پر حجت ٹھہرایا اور تم نے ان کا انکار کیا تو اس طرح سے اسکی حجت باطل نہ ہوگی بلکہ دوسری طرح سے اسکو تم پر قائم کریگا اور تم کسی طرح اپنے پروردگار پر غلبہ نہ پاسکو گے۔

بعد ازاں خدا ان لوگوں سے فرماتا ہے وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاٰعِيٰتِ اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کر نیوالوئے ہمراہ رکوع کرو یعنی نماز واجبہ کو جو حضرت محمد خدا کی طرف سے لائے ہیں ادا کرو نیز محمد اور ان کی آل اطہار پر کہ علی ان کے سردار اور ان میں سے افضل ہیں درود بھیجو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو جبکہ واجب ہو اور بدلوں کی زکوٰۃ دو جبکہ لازم ہو جائے اور اپنی معونت اور امداد کی زکوٰۃ نکالو۔ جبکہ کوئی اس کی درخواست کرے اور رکوع کر نیوالوں کے ساتھ رکوع کرو یعنی ان لوگوں کے ہمراہ جو یہ پوری اولیاء اللہ یعنی محمد نبی اللہ اور علی ولی اللہ اور ائمہ جو ان دونوں کے بعد سرداران اصفیاء اللہ میں خدائے عزوجل کی عظمت و جلالت کے آگے متواضع ہوتے ہیں تو واضح

اور فروتنی کریں۔

اور جناب رسالت مآب نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی پانچوں نمازیں ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ان گناہوں کو جو اس نے کوئی تسی دو نمازوں کے مابین کئے ہیں معاف کر دیتا ہے اور اس شخص کا حال اس شخص کا سا ہے جس کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ غسل کرتا ہو اور کسی قسم کی میل کچیل اس کے جسم پر پاتی نہ رہے اسی طرح اسکے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ سوائے موبقات یعنی گناہانِ ہلاک کنندہ کے جیسے انکار نبوت و امامت یا برادرانِ مومنین پر ظلم کرنا یا تفتیہ کا ترک کرنا جبکہ اس کے ترک کرنے سے اپنے نفس کو یا اپنے برادرانِ مومنین کو کسی قسم کا ضرر پہنچے اور جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جو کوئی اپنے بدن کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے اس طرح سے کہ اپنے مومن بھائی سے کسی ظالم کے ظلم کو رفع کرے یا اگر کسی مومن بھائی کا اسباب اس کی سواری پر سے گر پڑا ہو اور اس کے تلف ہونے یا سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اس کے لدوانے اور اٹھوانے میں اس کی مدد کرے اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میدانِ قیامت میں فرشتوں کو مقرر کرے گا کہ وہ شعلہ ہائے آتش کو اس سے دور کریں اور تحفہ ہائے جنت اس کے زور و پیش کریں اور مقام رحمت و رضوان الہی کی طرف اس کو اٹھا کر لے جائیں۔ اور جو کوئی اپنے جاہ و منصب کی زکوٰۃ ادا کرے اس طرح پر کہ اپنے مومن بھائی کی حاجت کیلئے کسی سے التماس کرے اور اسکی حاجت پوری ہو جائے یا کسی بیوقوف کتے کو جو کسی مومن پر حملہ کئے آ رہا تھا پتھر مار کر ہٹا دے اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میدانِ حشر میں بے شمار فرشتوں کو جن کی تعداد خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اس شخص پر مبعوث کریگا اور ان فرشتوں کی مجالس بادشاہ جبار و کریم و غفار کی درگاہ میں اس شخص کی بابت مخصوص اور باعزت سمجھی جائیگی اور اسکی نسبت ان کے کلام پسند کیے جائیں گے اور وہ فرشتے اسکی بہت مدح و ثنا کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ہر قول کے عوض وہ چیز اس شخص کے لیے مقرر فرمائیں گے جو اس تمام دنیا سے لاکھ گنی زیادہ ہوگی۔

اور جو کوئی تواضع کر نیوالوں کے ساتھ تواضع کرے اور نبوت محمد اور علی اور ان کی آل اطہار کی ولایت کا اقرار کرے اور اپنے مومن بھائیوں سے تواضع پیش آئے اور کشادہ روی

نفساں نماز زکوٰۃ

تواضع

کم کرتے ہیں اور اس مال میں سے باقی مال کی تقسیم میں تم پر ظلم کرتے ہیں کسی کو گھٹاتے ہیں اور کسی کو بڑھاتے ہیں۔ یہ سن کر روسا یہود نے عرض کی اسے محمد اب اپنی نبوت اور اپنے بھائی کی وصایت کی دلیل بیان کر تیرے یہ دعوے باطل ہیں اور محض ہماری قوم کو ہماری مخالفت پر برا لگینے کرنا مقصود ہے حضرت نے فرمایا ہرگز نہیں۔ مگر ہاں خدا نے مجھ کو اجازت دی ہے کہ جن مالوں کے اوپر ان ضعیف لوگوں اور ان کے رشتہ داروں نے نہریں کی ہیں ان کو طلب کروں اور وہ اسی وقت یہاں میرے زور پر حاضر ہوں اور تمہارے ہی کھاتوں کو منگواؤں اور خدا ان کو میرے پاس موجود کرے اور جن سے تم نے ان مساکین کے مال اڑانے میں اتفاق کر رکھا ہے ان کو طلب کروں اور ان کے اعضائے بدنی مالوں کے قطع و بربادی کو اپنی ہیں اور اسی طرح تمہارے اعضا تمہارے مال اڑانے کی شہادت دیں۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا اے فرشتگان پروردگار ان ظالموں نے اپنی قوم کے عام لوگوں کے مالوں میں سے جس جس قسم کے مال اڑائے ہیں۔ ان کو میرے پاس حاضر کرو۔ اسی وقت درہم و دینار کی تھیلیاں بکڑے۔ حیوانات اور انواع و اقسام کے مال ان یہودیوں پر اترنے لگے اور آ کر ان کے سامنے ٹھہر گئے۔ پھر فرمایا اے فرشتو ان ظالموں کی بہتیاں لاؤ جن سے انھوں نے ان محتاجوں کو مغالطہ میں ڈالا ہے۔ فوراً حساب کے کاغذات اترنے شروع ہوئے جب وہ زمین پر آ کر ٹھہرے فرمایا ان کاغذوں کو ہاتھ میں لو فرشتوں نے لے کر ہر شخص کا حصہ جدا جدا پڑھ کر سنایا۔ پھر فرمایا اے فرشتو ان میں سے ہر شخص کے نام کے نیچے اس رقم کو درج کرو۔ جو انھوں نے ان کے مالوں میں سے چھپائی ہیں اور اسکو ظاہر کرو۔ عرض صحیح حساب ظاہر ہو گیا۔ بلکہ ہر ایک شخص کے حصے کی مقدار معلوم ہو گئی اور معلوم ہوا کہ جتنا روپیہ انھوں نے حق داروں کو دیا ہے۔ اس سے دس گنا خود غرور برد کر گئے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا اے فرشتو ان موجودہ مالوں کو جدا جدا کرو۔ جو مال کہ اس صاحب مال اور ان ظالموں کی دستبرد سے فاضل بچتا ہو۔ اس کو ہم حقدار کو پہنچا دیں گے۔ پس وہ مال حرکت میں آئے اور ایک دوسرے سے الگ ہونے لگے۔ یہاں تک کہ جس طرح حساب کی بہتیوں میں درج تھے اس کے موافق جدا جدا ہو گئے اور ظاہر ہو گیا کہ انھوں نے اس مال کو چھپایا اور اڑایا ہے

حضرت نے جو لوگ کہ وہاں موجود تھے ان کا حق ان کو دیدیا اور جو وہاں موجود نہ تھے ان کو بلوا کر ان کا حق عطا فرمایا اور جو مر گئے تھے۔ ان کا حق ان کے وارثوں کو پہنچا دیا اور خدا نے روسا یہود کو رسوا کیا اور بعض روسا اور بعض عوام پر شقاوت غالب ہوئی (اور وہ ایمان نہ لائے) اور بعض کو حق تعالیٰ نے اس بلا سے محفوظ رکھا اور وہ ایمان لائے الغرض جن سزاؤں نے مسلمان ہونے کا ارادہ کیا تھا بولے اے محمد ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو نبی افضل ہے اور تیرا یہ بھائی وصی اجل و اکمل ہے خدا نے ہم کو ہمارے گناہوں کے سبب سے رسوا کیا۔ فرمائیے اگر ہم توبہ کریں اور اپنی پہلی حرکتوں سے باز آئیں تو ہمارا کیا حال ہوگا حضرت نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو بہشت میں ہمارے رفیق ہو گے اور دنیا و دین میں ہمارے بھائی بن جاؤ گے اور خدا تمہارے رزقوں کو فراخ کریگا اور جو مال تم سے اس وقت لیے گئے ہیں ان سے چند در چند تم کو مرحمت ہوگا اور یہ لوگ تمہاری اس وقت کی رسوائی کو بھول جائیں گے اور ان میں سے کوئی بھی اس کا ذکر نہ کریگا۔ یہ ارشاد سن کر وہ سردار پکائے ہم کو اسی دیتے ہیں کہ اللہ واحد اور لا شریک ہے اور اے محمد تو اس کا بندہ اور رسول اور برگزیدہ اور خلیل سے اور علی تیرا بھائی اور وزیر اور تیرے دین کا قائم کرنے والا اور تیرا نائب اور تیری طرف سے جنگ کرنیوالا ہے اور اس کا مرتبہ تیری نسبت ایسا ہے جیسے ہارون کا مرتبہ موسیٰ کی نسبت تھا مگر اتنا فرق کہ تیرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ان یہودیوں کے یہ کلمات سن کر حضرت نے فرمایا تم نجات و رستگاری پانے والے ہو۔ اب اللہ تعالیٰ تمام یہودیوں اور کافروں اور اسلام کے اظہار کرنیوالوں سے خطاب کر کے فرماتا ہے اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ اور تم صبر اور نماز سے مدد مانگو یعنی امانتوں کے ادا کرنے میں حرام سے بچنے اور باطل حکومتوں و رافزار نبوت محمد و وصایا علی اور ان دونوں کی خدمت بجالانے اور اس شخص کی خدمت کرنے پر جس کی نسبت یہ دونوں (محمد و علی) تم کو حکم کریں صبر کرنے سے مدد مانگو۔ اس خدمت کے بجالانے سے تم خوشنودی الہی اور مغفرت اور جو اجر رحمت خداوندی میں بہشت کی ابدی نعمتوں میں اور برگزیدہ مومنین کی رفاقت اور محمد ہر در اولین و آخرین اور علی سید الوصیین کی عمرت اور سادات اخیار و منتخبین یعنی ائمہ طیبین و طاہرین کی طرف نظر کرنے سے بہرہ ور ہونے کے مستحق اور سزاوار ہو گے کیونکہ یہ

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یا نبی اسرأئیل اذ کذبوا بعتی الّتی انعدت علیکم
 وَاِنِّی فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ اے اولاد
 یعقوب تم میری نعمتوں کو جو میں نے تم کو عطا کی ہیں یاد کرو کہ تمہاری گزشتہ نسلوں کی طرف
 موسیٰ اور ہارون کو پیغمبر کر کے بھیجا اور نبوت محمد اور وصایت علی اور ان کی عزت طاہرہ کی
 امامت کی طرف ہدایت کی اور اس امر پر تم سے عہد و پیمانہ لے گئے کہ اگر تم ان عہدوں کو پورا
 کرو گے تو تم بہشتوں کے بادشاہ اور خدا کی کرامتوں اور اسکی خوشنودی کے حقدار ٹھہرو گے
 اور میں نے تم کو اہل عالم پر فضیلت دی یعنی یہ بات میں نے تمہارے اسلاف سے کی کہ ان
 کو دینی اور دنیاوی طور پر فضیلت دی فضیلت دینی تو یہ کہ انھوں نے محمد و علی اور انکی آل اطہار
 کی ولایت اور محبت کو قبول کیا اور دنیاوی فضیلت یہ کہ میں نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا اور
 من و سلوے کو ان پر نازل کیا اور پتھروں میں سے آب شیریں نکال کر ان کو سیراب کیا اور دریا
 کو ان کیلئے شق کیا اور ان کو نجات دی اور ان کے دشمنوں فرعون اور اسکی قوم کو غرق کیا اور
 امور مذکورہ کے باعث انکو ان کے اہل عصر پر چونکہ طریق کے مخالف اور انکے راستے سے جدا تھے
 فضیلت دی اب خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ جب میں نے ولایت محمد و آل محمد کے باعث
 اُس زمانے میں تمہارے پہلے بزرگوں کے ساتھ یہ سلوک کیا اس لیے سزاوار اور مناسب ہے
 کہ اب اس زمانے میں تم کو زیادہ فضیلت عطا کروں اگر تم اس عہد کو جو تم سے لیا گیا ہے پورا
 کرو۔ پھر فرماتا ہے وَاتَّقُوا یَوْمًا لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا اور اُس روز سے ڈرو
 جبکہ کوئی نفس کسی نفس سے کوئی تکلیف رفع نہ کر سکے گا یعنی وقت نزع عذاب کو جس کا
 وہ سزاوار ہے اُس سے رفع نہ کرے گا۔ وَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ اور اس کی طرف سے
 کوئی سفارش قبول نہ ہوگی یعنی اگر کوئی اس کے لیے تاخیر موت کی سفارش کرے تو سرگز قبول
 نہ ہوگی وَلَا یُوَخِّدُمْ مِنْهَا عَذَابٌ اور اس کے عوض کوئی فدیہ نہ لیا جائے گا کہ وہ (فدیہ) مر
 جائے اور اس کو چھوڑ دیا جائے۔

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس دن کا اس آیت میں ذکر ہے
 اُس سے موت کا دن مراد ہے کہ کسی کی سفارش اور صدقہ اور خیرہ اُس روز کچھ فائدہ نہیں

دیتا مگر ہاں قیامت کے دن ہم اور ہمارے اہلبیت اپنے شیعوں سے قسم کی تکلیف کو رفع
 کریں گے۔ اعتراف پر جو جنت اور دوزخ کے مابین ایک مقام ہے محمد اور علی اور حسن اور حسین
 اور انکی آل اطہار تشریف فرما ہونگے اور میدان قیامت میں اپنے بعض تعصیر و اشرعیوں کو
 سختیوں اور شدتوں میں گرفتار دیکھیں گے۔ تب ہم اپنے نیک اور برگزیدہ شیعوں مثل سلمان
 مقداد۔ ابوذر۔ عمار۔ اور ان کے امثال کو جو ان کے بعد کے زمانے میں ہوئے ہونگے۔ ان کی
 طرف بھیجیں گے۔ وہ فوراً باز اور شکروں کی طرح بچھٹیں گے اور اس طرح ان کو وہاں سے
 اٹھالائیں گے۔ جیسے باز اور شکرے اپنے شکار کو اٹھالاتے ہیں اور جھٹ پٹ لے جا کر ان کو
 جنت میں پہنچادیں گے۔ پھر ہم اپنے دیگر مجتہدوں پر اپنے اور نیک شیعوں کو مقرر کریں گے کہ وہ
 مثل کبوتر کے ان کی طرح جائیں گے اور اس طرح انکو اٹھالائیں گے جس طرح پرندے دانوں کو
 چمک لیتے ہیں اور لاکر ہمارے سامنے بہشت میں چھوڑ دینگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہمارے شیعوں
 میں سے جو ہماری دوستی اور تقیہ کے بحالانے اور حقوق برادران مومنین کے ادا کرنے کے بعد گمراہ
 میں کسی اور تعصیر کرتے تھے۔ ایک ایک کو لایا جائیگا اور اس کے مقابل میں تو سے لے کر لاکھ
 ایک ناصبیوں کو کھڑا کیا جائیگا اور اس مومن سے کہا جائیگا کہ یہ ناصبی آئٹس دوزخ سے تجھ
 کو رہا کرنے کیلئے تیرا فدیہ ہیں۔ پھر ان سب مومنوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور ان
 نواصب کو دوزخ میں اور آیہ رَبِّمَا یُوَدُّ الذِّیْنَ کَفَرُوا لَوْ کَانُوا مُسْلِمِیْنَ سے بھی یہی
 مراد ہے یعنی جو لوگ کہ ولایت اہلبیت کے منکر ہوئے۔ وہ بہت آرزو کریں گے کہ کاش ہم
 دنیا میں مسلمان اور امامت کے مطیع اور فرمانبردار ہوتے تاکہ آج ہمارے مخالف ہمارے فسیہ
 میں دیئے جاتے اور ہم عذاب دوزخ سے نجات پاتے۔

بعد ازاں خدا فرماتا ہے وَادْبَحْنَاکُمْ مِّنْ اِلْفِ رَعْوٰنٍ یَسْمُوْنَکُمْ سَوَاءَ الْعَذَابِ
 یُنذِرُ مَنِ ابْتِءَاکُمْ وَیَسْتَحِیْمُوْنَ نِسَاءَکُمْ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّکُمْ عَظِیْمٌ
 امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل تم اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے
 تم کو یعنی تمہارے اسلاف کو قوم فرعون کے ہاتھوں سے چھڑایا اور آل فرعون وہ لوگ تھے
 جو فرعون کے مذہب اور دین کی قرابت کے سبب اس سے منسوب تھے کہ وہ تم کو سخت

حضرت مصعب بن عمیر کا اعتراف ہے کہ ان کے شیعوں کو دوزخ میں لے جائیں گے۔

سپاہ ۱۴ شروع

عذابوں میں مبتلا کرتے تھے اور بڑی بڑی تکلیفیں پہنچاتے تھے منجملہ ان عذابہائے شدیدہ کے جو فرعون کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو پہنچتے تھے، یہ تھے کہ ان کو عمارتوں کے بنانے اور مٹی کار کے کاروبار کی تکلیف دیتا تھا اور بھاگنے کے خوف سے پاؤں میں بیڑیاں ڈالنے کا حکم دیا تھا اسی حال میں سیڑھیوں کی راہ کو ٹھیوں پر گار لے کر چڑھا کریں بعض وقت کوئی سیڑھیوں پر سے گر پڑتا تھا یا تو فوراً مرجاتا تھا یا اس کو سخت چوٹ آتی اور وہ لوگ ان کے گرنے اور مرنے کی کچھ پروا نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر یہ وحی نازل کی کہ اے موسیٰ ان سے کہہ دے کہ وہ محمد پر درود بھیجے بغیر کسی کام کو شروع نہ کیا کریں تاکہ یہ کام ان پر سہل معلوم ہو اور جو کوئی درود بھیجنا بھول جائے اور گر کر مجروح ہو جائے۔ اس کے لیے حکم دیا تھا کہ اگر اس کو ممکن ہو تو خود درود بر محمد و آل محمد کو اپنے اوپر پڑھے اگر اس نہ ہو سکے تو کوئی دوسرا اس پر پڑھے۔ جب ایسا کیا جائے گا تو وہ فوراً تندرست ہو جائیگا۔ اور اسکو گرنے سے کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ الغرض وہ ایسا ہی کرتے تھے اور صحیح و سالم رہتے تھے۔

يَذِيحُونَ اٰبْنَاءَكُمْ تَحَارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور اس کا باعث یہ تھا کہ فرعون کو جتلا یا گیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ تیری ہلاکت اور تیری سلطنت کا زوال اس کے ہاتھ سے وقوع میں آئیگا اس لیے اس نے حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو قتل کیا جائے۔ یہ حال دیکھ کر عورتیں دایوں کو رشوتیں دیتی تھیں تاکہ ان کی وہ بچھلی نہ کھائیں اور ان کے حمل کے ایام پورے ہو جائیں۔ جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو اس کو جنگل میں یا کسی پہاڑ کے غار یا کسی اور پوشیدہ مقام میں ڈال دیا کرتی تھیں اور اس پر دن مار درود بر محمد و آل محمد پڑھ کر دم کیا کرتی تھیں۔ اسکی برکت سے پروردگار عالم ایک فرشتے کو اس لڑکے کی پرورش کے لیے مقرر فرماتا تھا اور اس کی ایک انگلی سے دودھ پیدا ہوتا تھا جس کو وہ چوستا تھا اور دوسری انگلی سے نرم کھانا نکلتا تھا جو اسکی غذا بنتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح بنی اسرائیل نے پرورش پائی اور اس ترکیب سے جن بچوں نے پرورش پائی اور سلامت رہے ان کی تعداد قتل شدہ بچوں کی تعداد سے بہت زیادہ تھی وَيَسْتَحْيُونَ فِئْتَاكُمْ اور تم (اری) عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو زندہ رکھتے تھے۔ یعنی ان کو نہ

مارتے تھے اور اپنی لونڈیاں بناتے تھے۔ تب نبی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ فریاد کی کہ وہ ہماری بیٹیوں اور بہنوں کو اپنی بیویاں بناتے ہیں سو حق تعالیٰ نے ان لڑکیوں کو حکم دیا کہ جب ان کی نسبت اس قسم کا ارادہ کیا جائے تو وہ محمد و آل محمد پر درود بھیجا کریں القصہ خدا ان عورتوں سے فرعونوں کے شر کو دور کرتا تھا کہ یا تو ان کو کسی شغل میں مشغول کر دیتا یا کسی بیماری حادثے میں گرفتار کرتا یا اس پر کوئی خاص لطف فرماتا پس کوئی عورت بنی اسرائیل میں سے ان کی زوجیت میں نہ آئی۔ بلکہ حق تعالیٰ نے محمد و آل محمد پر درود بھیجنے کی برکت سے ان عورتوں سے اس فعل بد کو دور کیا۔ پھر خدا فرماتا ہے وَفِي ذٰلِكَ بَلَاءٌ لِّمَنْ رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ اور تم کو اس نجات دینے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لیے بڑی بھاری نعمت تھی۔

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ اولاد یعقوب سے فرماتا ہے کہ جب تمہارے باپ دادا پر محمد و آل محمد پر درود بھیجنے سے بلائیں رو اور خفیف ہو جائی تھیں تو کیا اتنا نہیں سمجھتے کہ اب جب تم ان کو مشاہدہ کرو اور ان پر ایمان لاؤ۔ تو خدا کی نعمتیں تم پر زیادہ ہوں گی اور اس کا فضل بوجہ اتم تمہارے شامل حال ہوگا۔

قوله عز وجل وَاذْقُرْنَاكُمْ الْبَحْرَ فَاَجْتَمَعْتُمْ وَاَعْرَفْنَا اِلْفِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝ وَاذْقَاعًا مِّنْ مَّوْسٰى اَرْبَعِيْنَ كِنَلَةً ثُمَّ اَخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ عَافَوْنَا عَنْكُمْ مِّنۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَاذْاٰتِنَا مَوْسٰى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقٰنَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اور یاد کرو جب کہ ہم نے دریا کو تمہارے واسطے شگافہ کر کے تم کو نجات دی اور آل فرعون کو اس میں غرق کیا اور تم ان کو دیکھ رہے تھے اور یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰ کو چالیس راتوں کا وعدہ دیا اور اس کے (طور پر) جانے کے بعد تم بچھڑے کی پوجا کرنے لگے اور اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ بعد ازاں پھر ہم نے تمہاری وہ خطا معاف کر دی تاکہ تم شکر کرو، اور اس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ ہم نے موسیٰ کو کتاب اور حق باطل میں فرق کرنے والی نجات عطا کی تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

عذابوں میں مبتلا کرتے تھے اور بڑی بڑی تکلیفیں پہنچاتے تھے منجملہ ان عذابہائے شدیدہ کے جو فرعون کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو پہنچتے تھے، یہ تھے کہ ان کو عمارتوں کے بنانے اور مٹی کار کے کاروبار کی تکلیف دیتا تھا اور بھاگنے کے خوف سے پاؤں میں بیڑیاں ڈالنے کا حکم دیا تھا اسی حال میں بیڑھیوں کی راہ کو ٹھیوں پر گار لے کر چڑھا کریں بعض وقت کوئی بیڑھیوں پر سے گر پڑتا تھا یا تو فوراً مر جاتا تھا یا اس کو سخت چوٹ آتی اور وہ لوگ ان کے گرنے اور مرنے کی کچھ پروا نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر یہ وحی نازل کی کہ اے موسیٰ ان سے کہہ دے کہ وہ محمد پر درود بھیجے بغیر کسی کام کو شروع نہ کیا کریں تاکہ یہ کام ان پر سہل معلوم ہو اور جو کوئی درود بھیجنا بھول جائے اور گر کر مجروح ہو جائے۔ اس کے لیے حکم دیا تھا کہ اگر اس کو ممکن ہو تو خود درود بر محمد و آل محمد کو اپنے اوپر پڑھے اگر اس نہ ہو سکے تو کوئی دوسرا اس پر پڑھے۔ جب ایسا کیا جائے گا تو وہ فوراً تندرست ہو جائیگا۔ اور اسکو گرنے سے کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ الغرض وہ ایسا ہی کرتے تھے اور صحیح و سالم رہتے تھے۔

يَذِيحُونَ اٰبْنَاءَكُمْ تَحَارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور اس کا باعث یہ تھا کہ فرعون کو جتلا یا گیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ تیری ہلاکت اور تیری سلطنت کا زوال اس کے ہاتھ سے وقوع میں آئیگا اس لیے اس نے حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو قتل کیا جائے۔ یہ حال دیکھ کر عورتیں دایوں کور شوتیں دیتی تھیں تاکہ ان کی وہ پختلی نہ کھائیں اور ان کے حمل کے ایام پورے ہو جائیں۔ جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو اس کو جنگل میں یا کسی پہاڑ کے غار یا کسی اور پوشیدہ مقام میں ڈال دیا کرتی تھیں اور اس پر دن مار درود بر محمد و آل محمد پڑھ کر دم کیا کرتی تھیں۔ اسکی برکت سے پروردگار عالم ایک فرشتے کو اس لڑکے کی پرورش کے لیے مقرر فرماتا تھا اور اس کی ایک انگلی سے دودھ پیدا ہوتا تھا جس کو وہ پھرتا تھا اور دوسری انگلی سے نرم کھانا نکلتا تھا جو اسکی غذا بنتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح بنی اسرائیل نے پرورش پائی اور اس ترکیب سے جن بچوں نے پرورش پائی اور سلامت رہے ان کی تعداد قتل شدہ بچوں کی تعداد سے بہت زیادہ تھی وَكَيْسْتَسِيحُونَ اٰبْنَاءَكُمْ اور تم (اری) عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو زندہ رکھتے تھے۔ یعنی ان کو نہ

مارتے تھے اور اپنی لونڈیاں بناتے تھے۔ تب نبی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ فریاد کی کہ وہ ہماری بیٹیوں اور بہنوں کو اپنی بیویاں بناتے ہیں سوقت اللہ تعالیٰ نے ان لڑکیوں کو حکم دیا کہ جب ان کی نسبت اس قسم کا ارادہ کیا جائے تو وہ محمد و آل محمد پر درود بھیجا کریں القصہ خدا ان عورتوں سے فرعونوں کے شر کو دور کرتا تھا کہ یا تو ان کو کسی شغل میں مشغول کر دیتا یا کسی بیماری حادثے میں گرفتار کرتا یا اس پر کوئی خاص لطف فرماتا پس کوئی عورت بنی اسرائیل میں سے ان کی زوجیت میں نہ آئی۔ بلکہ حق تعالیٰ نے محمد و آل محمد پر درود بھیجنے کی برکت سے ان عورتوں سے اس فعل بد کو دور کیا۔ پھر خدا فرماتا ہے وَفِي ذٰلِكَ بَلَاءٌ لِّكُمْ عَظِيْمٌ اور تم کو اس نجات دینے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لیے بڑی بھاری نعمت تھی۔

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ اولاد یعقوب سے فرماتا ہے کہ جب تمہارے باپ دادا پر محمد و آل محمد پر درود بھیجنے سے بلائیں رو اور خفیف ہو جاتی تھیں تو کیا اتنا نہیں سمجھتے کہ اب جب تم ان کو مشاہدہ کرو اور ان پر ایمان لاؤ۔ تو خدا کی نعمتیں تم پر زیادہ ہوں گی اور اس کا فضل بوجہ اتم تمہارے شامل حال ہوگا۔

قوله عز وجل وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمْ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنَاكُمْ وَاَعْرَفْنَا اَنْ فَرَعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَاِذْ قَاعَدْنَا مُوسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهَا وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ عَافَوْنَا عَنْكُمْ ذُنُوْبَكُمْ فَاَخْرَجْنَا اِلَيْكُمْ اَنْبِيَاكُمْ وَاِذْ اَتَيْنَا مُوسٰى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقٰنَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اور یاد کرو جب کہ ہم نے دریا کو تمہارے واسطے شکافہ کر کے تم کو نجات دی اور آل فرعون کو اس میں غرق کیا اور تم ان کو دیکھ رہے تھے اور یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰ کو چالیس راتوں کا وعدہ دیا اور اس کے (طور پر) جانے کے بعد تم بچھڑے کی پوجا کرنے لگے اور اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ بعد ازاں پھر ہم نے تمہاری وہ خطا معاف کر دی تاکہ تم شکر کرو، اور اس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ ہم نے موسیٰ کو کتاب اور حق باطل میں فرق کرنے والی نجات عطا کی تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے کہ **وَإِذْ قَرْنَا بِكُمْ الْبَحْرَ فَمَنْ يَمْسِرُ الْبِحْرَ فَمَا نَعْلَمُ لِمَ كَفَرَ** پانی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے الگ ہو گیا تھا۔ **فَأَنجَيْنَاكَ جُودًا** **أَعْرَفْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ** اور وہاں سے تم کو نجات دی اور فرعون کو اسکی قوم سمیت اس میں غرق کیا اور تم ان کو ڈوبتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب حضرت موسیٰ دریا کے کنارے پہنچے خدا نے ان پر وحی نازل کی کہ بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ از سر نو میری توحید کی شہادت دیں اور محمد جو میرے بندوں اور کینزوں کا نثر ہے اس کے ذکر کو اپنے دلوں میں گزاریں اور اسکے بھائی علیؑ اور اسکی آل اطہار کی ولایت کا اپنے نفسوں میں اعادہ کریں پھر یہ کلمات اپنی زبانوں پر جاری کریں **اللَّهُمَّ بِنَجَاهِهِمْ** **فَجَوِّزْنَا عَلَى مَتْنِ هَذَا الْمَاءِ** اے اللہ ان حضرات کی قدر و منزلت کا واسطہ ہم کو اس پانی کے اوپر سے گزار دے۔ اسی وقت یہ پانی تمہارے لیے سحت زمین کی صورت میں تبدیل ہو جائیگا حضرت موسیٰ نے یہ فرمان ایزدی ان کو پہنچایا۔ وہ یہ حکم سن کر کہنے لگے اے موسیٰ تم وہی باتیں ہم پر ڈالتے جو جن کو ہم برا سمجھتے ہیں تم کو معلوم ہے کہ ہم موت ہی کے ڈر سے قوم فرعون کے پاس سے بھاگ کر آئے ہیں۔ اب تم کہتے ہو کہ ہم یہ کلمات کہہ کر اس دریا کے بے پایاں میں جا پڑیں اور ہم نہیں جانتے کہ اگر ہم ایسا کریں تو ہمارا کیا حال ہو۔ تب کالب بن یوحنا حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اس طرح کا عرض چار فرسخ تھا اور اگر حضرت موسیٰ سے عرض کی یا نبی اللہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے کہ ہم ان کلمات کی تلاوت کریں اور پانی میں چلے جائیں فرمایا ہاں پھر اس نے عرض کی تم مجھ کو ایسا کرنے کا حکم دیتے ہو حضرت نے فرمایا ہاں۔ یہ سن کر اس نے کچھ توقف کیا اور اپنے دل میں حدیث النبی اور نبوت محمدی اور ولایت علیؑ و آل احمدی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تجدید کی جس کا اسکو حکم دیا گیا تھا پھر یہ دعا **(اللَّهُمَّ بِنَجَاهِهِمْ جَوِّزْنَا عَلَى مَتْنِ هَذَا الْمَاءِ)** پڑھ کر اپنے گھوڑے کو پانی میں ڈال دیا اسکا گھوڑا سطح آب پر ڈورتا جاتا تھا اور پانی اس کے نیچے زمین نرم کی طرح معلوم ہوتا تھا یہاں تک کہ خلیج کے پار جا پہنچا پھر دوبارہ گھوڑا اڑا کر واپس آیا

وہی کلمات ہیں جو حضرت موسیٰ نے فرعون کے پاس سے بھاگ کر آئے ہیں۔ اب تم کہتے ہو کہ ہم یہ کلمات کہہ کر اس دریا کے بے پایاں میں جا پڑیں اور ہم نہیں جانتے کہ اگر ہم ایسا کریں تو ہمارا کیا حال ہو۔

اور بنی اسرائیل سے کہنے لگا تم حضرت موسیٰ کا کہنا مانو یہ دعا درہائے جنت کی کنجی اور دوزخ کے دروازوں کا قفل اور رزقوں کے نازل ہونے کا باعث اور رضائے خداوند خلاق و مہربان کو اس کے بندوں اور کینزوں کی طرف کھینچ لانے والی ہے ہر چند اس شخص نے سمجھا یا مگر بنی اسرائیل نے نہ مانا اور کہا کہ ہم تو زمین ہی پر چلیں گے۔ اس وقت خدا نے وحی کی کہ اے موسیٰ **أَضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ** اپنے عصا کو دریا پر مار اور یہ کلمات زبان پر جاری کر **اللَّهُمَّ بِنَجَاهِهِمْ** **مُحَمَّدٌ وَالْبِطِّيْبِيُّنَ لَمَّا قُلْتُمْ** یعنی اے خدا مرتبہ محمد و آل محمد کا واسطہ اس دریا کو چھاڑ دے حضرت موسیٰ نے ایسا ہی کیا اور دریا کا پانی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور خلیج کے دوسرے کنارے تک زمین نظر آنے لگی تب حضرت نے اپنی قوم کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ انھوں نے جواب دیا یہ زمین تو گیلی ہے ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں اس میں دھنس نہ جائیں اس وقت فرمان خدا یوں نازل ہوا کہ اے موسیٰ یہ دعا پڑھ **اللَّهُمَّ بِمُحَمَّدٍ وَالْبِطِّيْبِيِّنَ جَعَفْنَا** یعنی اے خدا محمد اور آل اطہار کا واسطہ اس زمین کو خشک کر دے حضرت نے اسی طرح دعا کی اللہ تعالیٰ نے باد صبا کو اس زمین پر بھیجا وہ فوراً خشک ہو گئی تب کلیم اللہ نے اپنی قوم سے کہا کہ اب تو داخل ہو۔ وہ بولے یا نبی اللہ ہم بارہ قبیلے بارہ باپوں کی اولاد ہیں اگر ہم اس میں داخل ہوں تو ایک فریق دوسرے فریق پر سبقت کرنے کی خواہش کریگا۔ اس لیے ہم کو خوف ہے کہ کہیں باہم فساد نہ ہو جائے۔ اگر ہر ایک فریق کیلئے الگ الگ رستہ ہو تو ہم اس خوف سے مطمئن ہو جائیں تب بارگاہ خداوندی سے یہ حکم صادر ہوا کہ اے موسیٰ اپنے عصا کو دریا پر اسی سمت میں ان کے بارہ فرقوں کی تعداد کے موافق بارہ دفعہ مار اور زبان سے یوں دعا کر کہ اے خدا محمد اور اس کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ زمین کو ہمارے لیے ظاہر کر اور پانی کو ہماری طرف آنے سے روک دے حضرت موسیٰ نے ایسا ہی کیا اور دریا میں بارہ راستے ہو گئے اور باد صبا نے زمین کو خشک کر دیا۔ اس وقت حضرت نے بنی اسرائیل کو داخل ہونے کا حکم دیا۔ وہ بولے ہم میں سے ہر ایک فریق اپنے اپنے کوچہ میں داخل ہوگا اور ایک کو دوسرے کے حال سے اطلاع نہ ہوگی کہ اس پر کیا گزری۔ تب خدا نے فرمایا کہ اے موسیٰ پانی کے ان ٹیلوں پر جو ان راستوں کے مابین حامل ہیں اپنا عصا مار اور یوں دعا کر اے خدا محمد اور اس کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ اس پانی میں

سیارہ ۹
سورہ شعرا
۴۷

بڑے بڑے طاق بنادے جن میں سے یہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں حضرت موسیٰ نے ایسا ہی کیا اور بڑے بڑے وسیع طاق پانی کے درمیان پیدا ہو گئے تاکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں آخر کار وہ دریا میں داخل ہوئے اور جب وہ غلیج کے دوسرے کنارے پہنچ گئے تو فرعون اور اسکی قوم بھی آکر دریا میں داخل ہوئے جب اگلے آدمی نے دریا کے آخری سرے پر پہنچ کر باہر نکلنے کا ارادہ کیا اور ادھر سے پھلا آدمی دریا میں داخل ہو چکا تو خدا کے حکم سے دریا کے طے آس میں مل گئے اور وہ سب اس میں غرق ہو گئے اور حضرت موسیٰ کے ہمراہی ان کو غرق ہوتے دیکھ رہے تھے۔

اسی سبب سے حق تعالیٰ فرماتا ہے **وَاعْرِفْنَا الْفِرْعَوْنِ وَانْتُمْ تَنْظُرُونَ** یعنی ہم نے آل فرعون کو غرق کیا اور اس وقت تم ان کو دیکھ رہے تھے۔

اب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو بنی اسرائیل میں سے حضرت محمد کے زمانہ میں موجود تھے فرماتا ہے کہ جب میں نے محمد کی بزرگی اور کرامت کے سبب تمہارے بزرگوں کے ساتھ یہ تمام نیک سلوک کئے اور موسیٰ نے ان کے توکل سے دعا کی اب کہ تم نے خود ان کو مشاہدہ کر لیا تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ محمد و آل محمد پر ایمان لانا تم پر واجب اور لازم ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے **وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مَنًّا تَعْدِيَةً وَأَنْتُمْ خٰلِفَتُهُمْ** اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا اور تم اس کے پیچھے بچھڑے کی پوجا کرنے لگے اور اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ موسیٰ ابن عمران بنی اسرائیل سے کہا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ تم کو اس رنج و الم سے نجات دیکھا اور تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر لیا تو میں تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک کتاب لاؤنگا جس میں اس کے اوامر و نواہی موعظ و نصائح اور مثالیں مندرج ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ نے انکو اس عہد و اندوہ سے نجات دی تو حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنے وعدہ گاہ پر حاضر ہو اور پائیں کوہ کے قریب مقیم ہو کر تیس روزے رکھو اور حضرت موسیٰ گمان کرتے تھے کہ ان تیس روزوں کے بعد وہ کتاب مجھ کو عطا ہو جائے گی۔ غرض تیس روزے رکھے جب اخیر روز ہوا تو قبل از افطار سواک کی بخدانے وحی نازل کی کہ اے موسیٰ یہی تجھ کو معلوم نہیں کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو مجھ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند اور بھلی معلوم

حضرت موسیٰ کا وہ طور پروردگار اور بنی اسرائیل کا وہ سارا حال

ہوتی ہے اب دن روزے اور لکھ اور افطار کے وقت مسواک مت کر حضرت موسیٰ نے ایسا ہی کیا اور خدا نے ان سے وعدہ فرمایا تھا کہ چالیس راتوں کے بعد کتاب تو ریت تجھ کو عطا کرونگا اس لیے اب وہ کتاب عنایت فرمائی۔ ادھر سامری نے بنی اسرائیل کے ضعیف الاعتقاد لوگوں کو شک و شبہ میں ڈالا کہ موسیٰ نے تم سے چالیس رات دن کا وعدہ کیا تھا۔ سو اب تیس دن اور تیس راتیں مل کر چالیس پورے ہو چکے اور وعدہ پورا نہ ہوا۔ اور موسیٰ نے اپنے خدا کو نہیں دیکھا اور اب تمہارا پروردگار اس ارادے سے تمہارے پاس آیا ہے کہ تم کو دکھلا دے کہ وہ بذات خود تم کو اپنی طرف بلا نے پر قادر ہے اور تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ موسیٰ کو اس لیے تمہاری طرف نہیں بھیجا کہ وہ اس کا محتاج ہے۔ پھر اس بچھڑے کو جو اس نے تیار کیا تھا ان کے سامنے ظاہر کیا۔ یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ بچھڑا خدا کیونکر بن سکتا ہے اس نے جواب دیا کہ صرف یہ بات ہے کہ تمہارا پروردگار اس میں سے کلام کرتا ہے جس طرح موسیٰ کے ساتھ درخت میں سے ہم کلام ہوا۔ جب انھوں نے اس کو سالہ کی آواز سنی تو کہنے لگے کہ خدا اس میں داخل ہو گیا ہے جیسا کہ درخت میں داخل ہو گیا تھا اور گمراہ ہو گئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ جب حضرت موسیٰ واپس آئے تو اس بچھڑے سے مخاطب ہو کر فرمایا آیا ہمارا پروردگار تیرے بیچ میں موجود ہے۔ جیسا کہ یہ لوگ گمان کرتے ہیں وہ بچھڑا قدرت خدا سے گویا ہوا اور بولا اے موسیٰ ہمارا پروردگار اس سے پاک اور منزہ ہے کہ بچھڑا یا درخت یا کوئی مکان اس کا مقام و محل ہو۔ اے موسیٰ خدا کی قسم ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے۔

لیکن سامری نے بچھڑے کی دم کی طرف کودیوار سے لگا رکھا تھا اور دیوار کے دوسرے طرف گڑھا کھود کر اس میں اپنے ایک یار کو جو سرکش اور خدا کا نافرمان ہوا رکھا اس میں پوشیدہ کر رکھا تھا وہ اسکی مقعد پر منہ رکھ کر ان سے باتیں کرتا تھا۔ جبکہ سامری نے ان سے کہا تھا کہ یہ بچھڑا تمہارا اور موسیٰ ابن عمران کا خدا ہے۔

اے موسیٰ ابن عمران یہ لوگ صرف اس لیے میری عبادت کے لیے سنگوں ہوئے ہیں اور مجھ کو خدا مانا ہے کہ انھوں نے محمد اور انکی آل اطہار پر درود بھیجنے میں سستی اختیار کی اور انکی دوستی اور محمد کی نبوت اور انکے وصی کی وصایت کا انکار کیا۔ اس لیے یہاں تک زبردستی پہنچی کہ انھوں نے

مجھ کو اپنا معبود قرار دیا۔ اب خدا فرماتا ہے کہ جبکہ میں نے پچھڑے کے پوجنے والوں کو محمد و آل محمد پر درود بھیجنے میں ان کے غفلت اور سستی کرنے کے سبب ذلیل و خوار کیا۔ اب کہ تم نے محمد و علی کو مشاہدہ کر لیا اور دونوں کی آیات و دلائل کو دیکھ لیا اور پھر ان سے عناد و عداوت کرتے ہو کیا تم ذات عظیم و خدایان کبیر سے خوف نہیں کرتے۔

بعد ازاں خدا فرماتا ہے **ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِمَّا بَعَدَ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ** یعنی پھر ہم نے اس کے بعد تمہارا قصور معاف کیا تاکہ شکر گزاری کرو یعنی تمہارے بزرگوں سے انکی گوسالہ پرستی کا قصور معاف کیا تاکہ اے بنی اسرائیل جو کہ محمد کے زمانہ نبوت میں موجود ہو اس نعمت کا جو کہ تمہارے بزرگوں کو عطا کی گئی اور ان کے بعد جو تم کو دی گئی شکر ادا کرو۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قصور اس لیے معاف کیا تھا کہ انھوں نے محمد و آل محمد کے واسطے سے اپنے گناہوں کی معافی کی دعا مانگی تھی اور محمد و علی اور ان کی آل طاہرین کی ولایت کو اپنے دلوں میں از سر نو تازہ کیا تھا۔ جب انھوں نے ایسا کیا تو خدا نے ان پر رحم کیا اور ان کی خطا معاف کر دی۔

پھر خدا فرماتا ہے **وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ** اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور وہ توریث تھی کہ جس پر ایمان لانے اور ان امور کی پیروی کرنے کا جن کو اس کتاب نے واجب ٹھہرایا تھا۔ بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا تھا۔ نیز ہم نے اس کو فرقان دیا تھا کہ جس نے حق و باطل اور اہل حق اور اہل باطل میں فرق کیا تھا کیونکہ جب خدا نے ان کو کتاب توریث اور اس پر ایمان لانے اور اس کے احکام کی پیروی کرنے سے عزت بخشی تو اسکے بعد حضرت موسیٰ کی طرف وحی بھیجی اے موسیٰ اس کتاب پر تو یہ لوگ ایمان لے آئے اور فرقان ابھی باقی ہے جو مومن اور کافر اور اہل حق اور اہل باطل کے درمیان فرق ظاہر کرتا ہے اب تو ان سے از سر نو اسکے لیے عہد و پیمان لے کیونکہ میں نے اپنی ذات مقدس کی سچی قسم کھائی ہے کہ کسی شخص کا ایمان اور عمل قبول نہ کروں گا جب تک کہ اس پر ایمان نہ لائے موسیٰ نے عرض کی اے پروردگار وہ کیا چیز ہے فرمایا اے موسیٰ بنی اسرائیل سے عہد لے کر محمد سب نبیوں سے بہتر اور سب رسولوں کا سردار ہے اور اس کا بھائی اور وصی علیؑ

سب وصیتوں سے بہتر ہے اور وہ اولیاء جو اس کے قائم مقام ہونگے وہ جملہ مخلوقات کے سردار ہیں اور اس کے شیعہ جو اس کے جانشینوں کے فرمانبردار اور اس کے اوامر و نواہی کے تابع کریں گے میں وہ فردوسِ اعلیٰ کے ستارے اور بہشت میں جناتِ عدن کے بادشاہ ہوں گے۔

الغرض حضرت موسیٰ نے اس بات کا ان سے عہد لیا بعض نے تو دل و زبان سے یہ حقیقی طور پر اس بات کا اعتقاد کیا بعض نے صرف زبان سے اقرار کیا اور دل سے اعتقاد نہ کیا جو شخص واقعی طور پر اس امر کے معتقد تھے۔ ان کی پیشانی پر ایک روشن نور چمکتا تھا اور جس نے دل سے اعتقاد نہ کیا تھا بلکہ صرف زبان سے اقرار کیا تھا۔ اس کو یہ نور عطا نہ ہوا تھا پس یہ فرقان تھا جو خدا نے حضرت موسیٰ کو عنایت فرمایا تھا۔ جس نے اہل حق و اہل باطل میں فرق اور تمیز کر دی تھی۔

پھر خدا فرماتا ہے **لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ** یعنی تاکہ تم کو معلوم ہو کہ وہ چیز جو کہ بند کو خدا کے نزدیک مشرف اور معزز کرتی ہے۔ وہ ان حضرات علیہم السلام کی ولایت کا اعتقاد ہے جیسا کہ تمہارے بزرگوں کو اس اعتقاد کی بدولت شرف حاصل ہوا۔

قوله عز وجل وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَى بَارِعِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ دُونَ بَارِعِكُمْ فَإِنَّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِكُمْ كَافِرُونَ اے میری قوم تم نے اس پچھڑے کو معبود مان کر اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے تم کو چاہیے کہ اپنے خدا کے آگے توبہ کرو اور آپ اپنے نفسوں کو باہم دیگر قتل کرو یہ بات تمہارے خدا کے نزدیک تمہارے حق میں بہتر ہے پھر اس نے تمہاری توبہ قبول کی کیونکہ وہ توبہ کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے **وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ** اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم کے لوگوں سے جنھوں نے گوسالہ پرستی کی تھی کہا تھا۔ اے میری قوم تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا یعنی اس گوسالہ کو معبود مان کر اپنے نفسوں کو نقصان پہنچایا

فَتَوْبُوا إِلَىٰ بَارِعِكُمْ ۚ اس لیے تم کو مناسب ہے کہ اپنے خدا کے سامنے جس نے تم کو سیدھا کیا سے اور یہ صورت انسانی عطا فرمائی ہے توبہ کرو۔ فَاَقْتُلُوا ۙ اَنْفُسَكُمْ ۚ اور اپنے نفسوں کو قتل کرو۔ کہ تم میں سے بعض آدمی بعض کو قتل کریں یعنی جن لوگوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی وہ ان لوگوں کو قتل کریں جنہوں نے اس کی پرستش کی ہے ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ ۙ عِنْدَ بَارِعِكُمْ ۙ یہ تمہارا بعض لوگوں کا بعضوں کو قتل کرنا تمہارے خالق کے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ تم دنیا میں زندہ رہو اور وہ تمہاری مغفرت نہ کرے اور تمہاری بھلائی اس دنیاوی زندگی میں ہی ختم ہو جائے اور آخرت میں جہنم میں ڈالے جاؤ۔ اور جب تم توبہ کر کے اس طرح سے قتل کئے جاؤ گے تو خدا اس قتل کو تمہارے اس قصور کا کفارہ ٹھہرائیگا اور بہشت بریں کو تمہاری منزل اور جہنم قرار دینا پھر خدا فرماتا ہے فَتَابَ عَلَيَّكُمْ ۙ پس اُس نے تمہاری توبہ قبول کی قبل اس کے کہ تمام جماعت ایک دوسرے کو قتل کر دے اور تم سب کے سب مارے جاؤ اور تم کو توبہ کرنیکی مہلت عطا کی اور اپنی طاعت کے لیے باقی رکھا۔ اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ کیونکہ وہ خدا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اور اس کا قصہ اس طرح یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس پھڑے کے معاملہ کو حضرت موسیٰ کے ہاتھ پر باطل کیا تو اس کو بولنے کی قوت عطا کی تاکہ سامری کا جعل فریب ظاہر ہو جائے اور حضرت موسیٰ نے حکم دیا کہ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی وہ اسکی پرستش کرنے والوں کو قتل کریں۔ تب گوسالہ پرستوں میں سے اکثروں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم نے اس کی پرستش نہیں کی۔ اُس وقت خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اس سونے کے پھڑے کو سوہن سے ریزہ ریزہ کر کے دریا میں ڈال دے۔ ان گوسالہ پرستوں میں سے جس نے اس دریا کا پانی پیا۔ اس کے ذہن ہونٹ اور ناک سیاہ ہو گئے اور اس کا قصور ظاہر ہو گیا۔ غرض اس طرح سے گوسالہ پرستوں کا پتہ لگ گیا۔ تب خدا نے بارہ ہزار آدمیوں کو کہ انہوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی تھی حکم دیا کہ وہ تلوار کھینچ کر باقیوں پر حملہ آور ہوں اور ان کو قتل کر ڈالیں۔ اور خدا کی طرف سے ایک منادی نے ندا دی کہ قتل شدہ لوگوں میں سے وہ شخص ملعون ہے جو قتل ہوتے وقت ہاتھ یا پاؤں سے قاتلوں کو مٹائے اور قاتلوں میں سے اُس شخص پر خدا کی لعنت ہے جو دیکھے کہ

انجام گوسالہ پرستوں

کس کو مارتا ہے اور دوست اور بیگانے کو پہچان کر چھوڑ دے اور بیگانے کے مارنے میں مشغول ہو۔ الغرض گناہگاروں نے مارے جانے کے لیے اپنی گردنیں خم کیں اور بے گناہوں نے جو قاتل تھے حضرت موسیٰ سے عرض کی۔ اگرچہ ہم نے گوسالہ پرستی نہیں کی مگر ہمارا گناہ ان لوگوں سے بہت بڑھ کر ہے کیونکہ ہم کو اپنے ہاتھوں سے اپنے ماں باپ اور بھائی بندوں کو قتل کرنا پڑا۔ اس لیے ہم اور وہ معصیت میں یکساں ہو گئے۔ تب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر وحی نازل کی۔ اے موسیٰ میں نے اس سبب سے ان کو اس مصیبت عظیم میں مبتلا کیا ہے کہ جب وہ لوگ گوسالہ پرستی کرتے تھے توبہ ان سے الگ نہیں ہوئے اور ان کا ساتھ نہیں چھوڑا اور اس امر میں ان کے دشمن نہیں ہوئے اب ان سے کہہ دے کہ جو کوئی محمد اور اسکی آل مطہبین کا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کرے گا اس پر ان لوگوں کا جو اپنے گناہوں کے سبب قتل کے سزاوار تھے میں قتل کرنا آسان اور سہل ہو جائیگا۔ تب انہوں نے ان حضرات کا واسطہ دے کر دعا کی اور حق تعالیٰ نے ان کا قتل کرنا ان کیلئے ایسا سہل کر دیا کہ ان کے مارنے سے ذرا سا ٹم بھی ان کو معلوم نہ ہوتا تھا جب کشت و خون ان کے درمیان قائم ہوا اور وہ پھلاکھ آدمی تھے۔ علاوہ ان لوگوں کے جنہوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی تھی تو حق تعالیٰ نے ان میں سے بعض شخصوں کو توفیق عطا کی کہ قبل از اختتام قتل آپس میں ذکر کرنے لگے کہ جب خدا نے محمد و آل محمد کے توسل کو ایسا مقرر دیا ہے کہ جو کوئی اس کو عمل میں لائے اپنی کسی حاجت سے محروم نہ رہے اور اس کا کوئی سوال روزہ ہو اور سب پیغمبر اور رسول سختیوں اور مصیبتوں میں ان سے متوسل ہوتے ہیں پھر ہم کیوں ان حضرات کو اپنا وسیلہ بنائیں بعد ازاں سب نے جمع ہو کر فریاد کی۔ اے ہمارے پروردگار واسطہ مرتبہ محمد کا جو تیرے نزدیک گرامی ترین خلق ہے اور واسطہ مرتبہ علی کا جو اس کے بعد افضل و اعظم خلق ہے اور واسطہ مرتبہ فاطمہ فضیلت کا اور واسطہ مرتبہ حسن و حسین کا جو تیرا انبیاء کے نواسے اور جملہ جو انان بہشت کے سردار ہیں اور آل طہ و آل کی ذریت مطہبین و طاہرین کے مرتبے کا واسطہ دے کر مجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو معاف کر اور ہماری لغزشوں سے درگزر فرما اور اس قتل کی بلا کو ہمارے سروں سے مٹال اس وقت حضرت موسیٰ کو آسمان کی طرف سے آواز آئی۔ اے موسیٰ اب انکے قتل سے ہاتھ روک لے کیونکہ ان میں سے بعض نے مجھ سے درخواست کی ہے اور ایسی قسم مجھ کو دی ہے کہ اگر یہ تمام گوسالہ پرستے ہی قسم

مجھ کو دیتے اور گونا گوارہ پرستی سے محفوظ رہنے کی مجھ سے درخواست کرتے تو میں ان کو اسکی پرستش سے بچالیتا اور اگر شیطان مجھ کو ایسی قسم دیتا تو ضرور میں اس کو بدایت دیتا اور اگر فرود باذن حق ایسی قسم مجھ کو دیتے تو میں ان کو نجات دیتا۔ قصہ ان کا قتل کیا جاننا بند کیا گیا اور وہ کہتے تھے کہ افسوس ہم ابتدا میں محمدؐ اور ان کی آلؑ طاہرین کی قسم اور واسطہ دے کر دعا کرنے سے غافل رہے تاکہ خدا ہم کو اس فتنہ کے شر سے محفوظ اور مصون رکھتا۔

قوله عز وجل وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَنْ نُؤْمِنَ بِكَ حَتَّىٰ نَرَىٰ آيَاتَكَ

(ترجمہ) اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو، جبکہ تم نے یعنی تمہارے بزرگوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ خدا کو ظاہری طور پر نہ دیکھ لیں۔ **فَاخَذْنَاكُمْ النَّاصِبَ قَدْ آسَأْتُمْ تَتَنظَرُونَ** اور تم ان کو دیکھ رہے تھے۔ **ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ** پھر ہم نے ان تمہارے بزرگوں کو مرنے کے بعد زندہ کر کے اٹھایا لعلکم تشکروا تاکہ تمہارے بزرگ اس دوبارہ زندگی کا جس میں وہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور دنیا سے تعلق قطع کر کے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کریں شکر ادا کریں کہ وہ پہلی موت ان پر قائم نہ رہی۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ جہنم میں جاتے اور اب تک اسی میں پڑے رہتے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا قصہ اس طرح ہے کہ جب حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے فرقان یعنی اہل حق اور اہل باطل کے درمیان فرق کر نیوالی چیز یعنی محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی امامت کا عہد لیا تو انھوں نے جواب دیا کہ اے موسیٰ ہم تیری اس بات کو قبول نہ کریں گے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے جب تک کہ خدا کو ظاہر طور پر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہ کر لیں اور وہ خود ہمارے سامنے اس امر کی ہم کو خبر دے تب بجلی ان پر گری اور وہ اس کو آسمان سے اپنی طرف اترتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور خدا نے فرمایا اے موسیٰ میں اپنے دوستوں اور برگزیدوں کی تصدیق کرنے والوں کی عزت کرتا ہوں اور کچھ پرولہ نہیں کرتا اور ایسا ہی اپنے دشمنوں کو جو میرے اصفیا (برگزیدگان) کے حقوق کو دفع کرتے ہیں۔ عذاب دیتا ہوں اور کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اس وقت موسیٰ نے باقی لوگوں سے جن پر بجلی نہیں گری تھی۔ فرمایا تم اس باب میں

کیا کہتے ہو آیا قبول کرتے ہو اور اس کے مقرر ہوتے ہو۔ ورنہ تم بھی انہی کے ساتھ ملحق ہو گے انھوں نے جواب دیا کہ اے موسیٰ ہم کو معلوم نہیں کہ ان پر مصیبت کس وجہ سے وارد ہوئی۔ بجلی جو تیرے سبب سے ان پر گری ہے منجملہ آفات زمانہ کے ایک آفت ہے جو نیکو کاروں اور بدکاروں سب ہی پر پڑا کرتی ہیں اور اگر یہ صرف محمدؑ و علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کے باب میں تھی تو یہ کہنے کی وجہ سے ان پر وارد ہوئی ہے تو تم اپنے پروردگار سے محمدؑ اور ان کی آلؑ اطہار کا تڑپ کرنا کی وجہ سے ان پر وارد ہوئی ہے تو تم اپنے پروردگار سے محمدؑ اور ان کی آلؑ اطہار کا جن کی طرف تم ہم کو دعوت کرتے ہو واسطہ دے کر دعا کرو کہ وہ ان ضعیف لوگوں کو زندہ کرے تاکہ ہم ان سے دریافت کریں کہ مصیبت تم پر کس لیے وارد ہوئی۔ تب حضرت موسیٰ نے ان حضرات طاہرین کا واسطہ دے کر دعا کی اور خدا نے ان کو زندہ کیا اور حضرت موسیٰ نے ان لوگوں سے کہا کہ اب تم ان سے اس مصیبت کے وارد ہونے کی وجہ دریافت کرو۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ اے بنی اسرائیل مصیبت ہم پر اس لیے وارد ہوئی کہ ہم نے نبوت محمدؑ کا اقرار کرنے کے بعد امامت علیؑ کے اعتقاد کرنے سے انکار کیا تھا اور ہم نے اپنے مرنے کے بعد دیکھا کہ آسمانوں اور حجابوں اور عرش و کرسی اور بہشت و دوزخ تمام ممالک پروردگار میں محمدؑ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ سے بڑھ کر کسی کا حکم نہیں چلتا اور سب پر انہی کو غلبہ حاصل ہے۔ جب ہم اس بجلی کے صدمے سے مر گئے تو فرشتے ہم کو آتش دوزخ کی طرف لے گئے۔ اسی اثنا میں محمدؑ اور علیؑ نے ان فرشتوں کو پکارا ان لوگوں پر سے اس عذاب کو ہٹالو۔ کیونکہ ان کے لیے ہمارے اور ہماری آلؑ اطہار کے توسل سے دعا کی جاتیگی اور خدا ان کو دوبارہ زندہ کرے گا اس وقت تک ہم کو ہاویہ میں نہیں ڈالا گیا تھا اور روک رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اے موسیٰ ابن عمران حضرت محمدؑ اور ان کی آلؑ اطہار کے توسل سے تمہارے دعا کرنے کے سبب سے خدا نے ہم کو زندہ کر دیا۔

الغرض اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو آنحضرت کے عہد نبوت میں موجود تھے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ جب محمدؑ اور اسکی آلؑ اطہار کا واسطہ دے کر دعا کرنے سے تمہارے بزرگوں کی جو اپنے گناہ کے باعث بجلی کے صدمہ سے ہلاک کئے گئے تھے خطا معاف ہو گئی اور خدا نے ان کو دوبارہ زندہ کر دیا تو تم پر واجب و لازم ہے کہ تم ایسے حرکات سے متعرض نہ ہو جو ان کی ہلاکت کا باعث

ہوئے تھے۔

قوله عز وجل وظللتنا عليكم الغمام وانزلنا عليكم المني والسلا

وكلوا من طيبات ما رزقناكم وما ظلمونا ونحن كانوا انفسهم يظلمون (ترجمہ) اور اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور من مصلویٰ کو تم پر نازل کیا تم ہمارے پاکیزہ رزق کو جو ہم نے تم کو دیا ہے کھاؤ اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ ظللتنا علیکم الغمام۔ ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا جبکہ تم صحرائے تیرہ میں تھے اور وہ ابرسورج کی گرمی اور چاند کی خشکی سے تم کو محفوظ رکھتا تھا وانزلنا علیکم المني والسلا اور تم پر من مصلویٰ کو نازل کیا۔ من یعنی ترنجبین جو کہ درختوں پر پڑتی تھی اور وہ اس کو اُتار لیا کرتے تھے اور سلویٰ ایک پزندہ تھا جس کا نام عربی میں سمانی ہے اور ہندی میں اُس کو بیٹر کہتے ہیں۔ اس کا گوشت سب پرندوں سے زیادہ مزے دار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پرندے کو ان کے لیے بھیجتا تھا اور وہ بہت آسانی سے اسکو شکار کر کے کھا لیتے تھے پھر خدا ان سے فرماتا ہے کلاوا من طیبات ما رزقناکم ہماری پاکیزہ چیزوں کو جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں کھاؤ۔ اور میری نعمت کا شکر ادا کرو اور جن کو میں نے بزرگ کیا ہے ان کو بزرگ جانو اور جن کو میں نے وقار دیا ہے تم بھی ان کا وقار کرو یعنی جن کی ولایت کا عہد تم سے لیا گیا ہے اور وہ محمد اور اسکی آل اطہار ہیں پھر خدا فرماتا ہے وما ظلمونا اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ جبکہ انہوں نے اس کلمہ کو جو ہم نے ان سے کہا تھا بدل دیا اور کچھ اور ہی کہا اور جو عہد ان سے لیا گیا تھا اس کو پورا نہ کیا۔ کیونکہ کافروں کا کفر کرنا ہماری بادشاہی کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتا جیسا کہ مومنوں کا ایمان لانا ہماری سلطنت میں کچھ زیادتی نہیں کرتا اور لکن كانوا انفسهم يظلمون بلکہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے یعنی کافر ہونے اور ہمارے قول کو تبدیل کرنے کے سبب اپنی جانوں کو نقصان پہنچاتے تھے۔

اور جناب رسول خدا نے فرمایا ہے اے بندگان خدا تم پر واجب ہے کہ ہم اہلبیت کی ولایت کا

اعتقاد کرو اور ہمارے درمیان فرق مت کرو اور خیال کرو کہ حق تعالیٰ نے کس قدر کشائش اور وسعت تم کو عطا فرمائی ہے کہ اپنی حجت کو تم پر واضح اور روشن کر دیا تاکہ حق کا پہچانا تم پر سہل ہو جائے۔ پھر تمہارے لیے تقیہ میں بڑی گنجائش رکھ دی تاکہ تم خلعت کی برائیوں اور شرارتوں سے بچے ہو۔ پھر بھی اگر تم تغیر و تبدل کر دو۔ تو تو بہ کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہے اور اس کو قبول فرماتا ہے تم کو مناسب ہے کہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

قوله عز وجل واذقلنا ادخلوا هذه القرية فكلوا منها حيث شئتم

رسولم رغدا واذقلنا ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة تغفركم خطيبتكم وسنزيد المحسنين قتل الذين ظلموا قولا لا غير الذي قيل لهم فانزلنا على الذين ظلموا رجرا من السماء بما كانوا يفسقون واذا استسقى موسى لقومه فقلنا اضرب بعصاك الحجر ط فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا قد علم كل اناس مشربهم كلوا واشربوا من رزق الله ولا تعثوا في الارض مفسدين واذا قلتم دي موسى لن نصبر على طعام واحد فادع لنا ربك فخرج لنا من الارض من ابقلها وقتلها وفولها وعدسها وبصلها ط قال استبدلن الذين الذي هو اذنى بالذي هو خبيرة اهبطوا مصرات لکم ما سئلتهم وحررت عليهم الذلة والمسكنة ق وياكوا بعصيب من الله ذاك بانهم كانوا يكفرون بايات الله ويقتلون النبيين بغير الحق ذاك بما عصوا وكانوا يعتدون اذ الذين امنوا والذين هادوا والنصارى والصايعين من امن بالله واليوم الآخر وعمل صالحا فلهم اجرهم عند ربهم واخوف عليهم ولا هم يحزنون (ترجمہ) اور یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے باپ دادا کو کہا کہ تم اس گاؤں (بیت المقدس) میں داخل ہو اور وہاں سے جا کر جہاں سے جی چاہے سیر ہو کر کھاؤ اور اس بستی کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کلمہ حطہ زبان سے کہو تو ہم تمہاری خطاؤں کو بخش دیں گے اور

عنقریب نیکی کرنے والوں کا ثواب زیادہ کریں گے پس ظالموں نے اس کلمہ کو جس کے کہنے کا ان کو حکم دیا گیا تھا بدل ڈالا۔ اس لیے ہم نے ان ظالموں پر ان کی نافرمانی اور فسق کے سبب عذاب آسمانی نازل کیا اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے ہم سے پانی طلب کیا تب ہم نے اس سے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مار (جب اس نے عصا کو پتھر پر مارا تو اس پتھر میں سے بارہ چشمے جاری ہوئے کہ ہر گروہ نے اپنے اپنے چشمے کو معلوم کیا) اس وقت ہم نے ان کو کہا تم خدا کی دی ہوئی روزی کو کھاؤ اور پیو۔ اور زمین میں فساد کرنے مت پھر اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم نے (یعنی تمہارے باپ دادا نے) کہا کہ اے موسیٰ ہم ایک ہی کھلنے پر ہرگز صبر نہ کریں گے اس لیے اپنے پروردگار سے ہمارے واسطے دعا کرو، کہ وہ ہمارے لیے ساگ پات۔ لکڑی گیہوں۔ مسور اور پیاز کہ زمین سے اگتے ہیں پیدا کرے یہ سُن کر موسیٰ نے ان سے کہا آیاتم اس عمدہ چیز کے عوض میں ناقص چیز کو تبدیل کرنا چاہتے ہو (اس وقت حکم ہوا) تم شہر میں جاؤ کہ جن جن چیزوں کی تم نے درخواست کی ہے۔ وہ سب تم کو وہاں ملیں گی اور ان پر ذلت اور محتاجی لازم کی گئی اور خدا کے غضب میں گرفتار ہوئے۔ یہ اس لیے ہوا کہ وہ آیات خدا کا انکار کرتے تھے اور پیغمبران خدا کو ناحق قتل کرتے تھے ان سب خرابیوں کا باعث یہ تھا کہ انہوں نے خدا کی نافرمانی اور ناشکری کی تھی اور حق سے تجاوز کرتے تھے۔ ایمان لانے والوں اور یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے جو لوگ کہ صدق دل سے خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کو خدا کے ہاں سے ان کو ہزما ملے گی اور کسی قسم کا خوف ان کو نہ ہوگا اور نہ وہ منعموم و مخزون ہوں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے۔ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو اذ قلنا جبکہ ہم نے تمہارے باپ دادا سے کہا کہ اذ خلوا هذه القرية تم اس بستی میں داخل ہو اور وہ ایرجا بلاد شام سے ایک شہر ہے اور یہ حکم اس وقت ہوا تھا جبکہ وہ صحرائے تیر سے نکلے فکلوا منها حیث شئتم درغدا اور اس شہر میں سے جہاں سے تمہارا جی چاہے بے زحمت ورنج پیٹ بھر کر اور سیر ہو کر کھاؤ بخادخلوا الباب مسجد اور شہر کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اندر داخل ہو۔ اور حق تعالیٰ نے شہر کے دروازے پر

ان کے لیے محمد اور علی کی صورتوں کو متمثل کیا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ ان مثالی صورتوں کی تعظیم کے لیے سجدہ کریں اور ان کی بیعت اور محبت کے ذکر کو اپنے نفسوں میں تازہ کریں اور جو اقرار ان کی ولایت و اعتقاد و فضیلت کا ان سے لیا گیا ہے اسکو یاد کریں وَقُولُوا حِطَّةٌ اور حطہ کہو یعنی یہ کہو کہ یہ ہمارا محمد و علی کی مثالوں کی تعظیم کے لیے خدا کو سجدہ کرنا اور ان کی ولایت کا اعتقاد کرنا ہمارے گناہوں کا کھونے والا اور ہمارے قصوروں کو مٹانے والا ہے تَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ تاکہ ہم اس عمل سے تمہاری گزشتہ خطاؤں کو بخش دیں۔ اور پہلے گناہوں کو زائل کر دیں وَسَيُرِيدُ الْمُحْسِنِينَ اور جلد ہم نیکو کاروں کے ثواب کو زیادہ کریں گے یعنی جو لوگ تم میں سے ایسے ہیں کہ انہوں نے وہ گناہ نہیں کئے جو مخالفان ولایت نے کئے ہیں اور انکی ولایت کا عہد جو اپنے نفس میں خدا سے کیا تھا اس پر ثابت قدم رہے اس عمل کے بجالانے سے ہم ان کے درجات اور ثواب زیادہ کریں گے اور آیت سَيُرِيدُ الْمُحْسِنِينَ سے یہی مراد ہے۔ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ پس اس گروہ نے کہ انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا اس قول کو جو ان سے کہا گیا تھا اور طرح پر بدل دیا۔ خدا نے ان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے سجدہ نہ کیا اور جس لفظ کے کہنے کا حکم دیا تھا وہ نہ کہا۔ بلکہ دروازے کی طرف کشت کر لی اور پیٹھ کی طرف سے شہر میں داخل ہوئے۔ نہ تو جھکے اور نہ داخل ہوتے وقت سجدہ کیا اور کہنے لگے اتنے بلند دروازے کے ہوتے ہم جھک کر کیوں داخل ہوں۔ دیکھتے یہ موسیٰ اور یوشع، ہم سے ہنسی کرتے رہیں گے اور بے کار اور فضول امور کے لیے ہم سے سجدہ کرائیں گے اور بجائے حطہ کہنے کے حنطہ سمقانہ کہا یعنی لال گیہوں جو ہم کھاتے ہیں وہ اس قول و فعل سے زیادہ پسندیدہ ہے فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ يَسْمَاوْنَ كَانُوا يَفْسُقُونَ یعنی ہم نے ان لوگوں پر کہ انہوں نے اس لفظ کو جو ان سے کہا گیا تھا بدل دیا اور محمد و علی اور ان کی آل اطہار کی ولایت کے مطیع و فرمانبردار نہ ہوئے ان کے فسق و فجور اور حکم اطاعت سے کھل جانے کے سبب آسمان سے عذاب ان پر نازل کیا اور وہ مرض طاعون تھا کہ ایک دن کے تھوڑے سے حصے میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمی

ان میں سے اس مرض میں ہلاک ہو گئے اور یہ لوگ وہ تھے جن کی بابت خدا کے علم میں گزر چکا تھا کہ وہ نہ ایمان لائیں گے اور نہ توبہ کریں گے اور جنکی بابت خدا کو یہ معلوم تھا کہ وہ توبہ کریں گے یا ان کے صلہوں سے ایسے پاک لوگ پیدا ہوں گے جو توحید الہی کے قابل ہوں گے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کے وصی اور بھائی علیؑ کی ولایت کو پہچانیں گے۔ ان پر یہ عذاب نازل نہ ہوا۔ اب خدا فرماتا ہے **وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ** اور اس وقت کو یاد کرو، جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی طلب کیا۔ جبکہ ان کو صحرائے تیر میں پیاس لگی اور فریاد و زاری کرتے تھے حضرت موسیٰ کے پاس آ کر عرض کی ہم کو پیاس مالے ڈالتی ہے۔ تب موسیٰ نے دعا کی اے خدا محمدؐ تیرا نبی اور علیؑ تیرا وصی اور فاطمہؑ سیدۃ النساء اور حسنؑ بہترین اولیا اور حسینؑ سید الشہداء اور ان کی عمرت طاہرہ و خلفاء کا جو بہترین اذکیا ہیں واسطہ دے کر التماس کرتا ہوں کہ اپنے ان بندوں کو پانی سے سیراب کر فقلنا اضرب بعصاك الحجر فبجأهم فوجی کی کہ اے موسیٰ اپنے عصا کو پتھر پر مار جب اس نے عصا کو پتھر پر مارا فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا عینا و اتوا اس میں سے بارہ چشمے جاری ہو گئے **فَدَعَلَمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبًا** اور اولاد یعقوب کے ہر گروہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ کو معلوم کر لیا تاکہ دوسرے گروہ اور قبیلہ سے مزاحمت نہ ہوں اور باہم ایک دوسرے سے پانی پر جھگڑانہ کریں پھر خدا نے ان سے خطاب کیا **كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا** اس رزق کو جو خدا نے تم کو عطا کیا ہے کھاؤ اور پیو۔ **وَلَا تَحْتُوا فِي الْأَرْضِ مُمْسِكِينَ** اور مفسد اور عاصی ہو کر زمین میں دوڑ دھوپ مت کرو۔ اور جناب رسالتؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص محبت اہلبیت پر قائم ہو خدا اس کو اپنی محبت کا ایسا پیالہ پلاتا ہے کہ وہ اس کو کسی سے تبدیل کرنا نہیں چاہتا اور اس کے سوا کسی کو اپنا کفایت کرنے والا اور نگہبان اور مددگار بنانا پسند نہیں کرتا اور جو کوئی اپنے نفس کو ہماری محبت میں سختیوں اور تکلیفوں کا تحمل بنا لیتا ہے۔ خدا قیامت کے دن میدانِ حشر میں اس قدر درجات عالیہ اس کو عطا فرمائے گا کہ تمام اہل محشر کی آنکھیں اس کے درجات کے دیکھنے سے قاصر ہوں گی اور ہر ایک کو اس کے درجات اس طرح احاطہ کر لیں گے جیسا کہ وہ دنیا میں اپنے مال و متاع پر جو اس کے سامنے رکھے ہوں۔ قابض اور محیط ہو۔ پھر اس کو خطاب ہوگا کہ تو نے

محمدؐ و آل محمدؑ کی ولایت میں اپنے نفس کو سختیوں اور تکلیفوں کا تحمل بنایا۔ سو اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے تم کو اختیار اور قدرت دی ہے کہ اہل محشر میں سے جس کو شدت عذاب تکلیف سے بچھڑانا چاہو۔ تب وہ اپنی آنکھ کھول کر سب کو دیکھے گا پھر ان میں سے اس شخص کو جس نے اس سے نیکی کی ہوگی یا دنیا میں کوئی احسان اس پر کیا ہوگا خواہ فعلی ہو یا قولی یا اس سے شہر میں کلامی سے بات کی ہوگی۔ یا اس کے ساتھ کسی طرح کی نرمی یا ملامت عمل میں لایا ہوگا۔ تمام اہل محشر میں سے علیحدہ کر لے گا جیسا کہ کھرے روپیوں کو پرکھ کر کھوٹے روپیوں سے الگ کر لیتے ہیں۔ پھر اس کو کہا جائے گا کہ ان کو جنت میں لے جاؤ اور جہاں جی چاہے ان کو ٹھہراؤ تب وہ ان کو جنت میں لے جا کر انارے گا پھر اس کو نندا آئیگی ہم نے تجھ کو مختار کیا اور قدرت دی کہ جس کو تیرا جی چاہے آتش دوزخ میں داخل کر دینا سنتے ہی وہ آنکھ اٹھا کر انکی طرف دیکھے گا۔ اور ہر طرف نظر مار کر ان میں سے دوزخیوں کو اس طرح جن لے گا جس طرح روپیوں میں سے اشرافیوں کو الگ کر لیتے ہیں۔ پھر آواز آئیگی دوزخ کے جس دے میں تیرا جی چاہے ان کو داخل کر تب وہ جہنم کی جن تنگ ناووں میں ان کو داخل کرنا چاہے گا کرے گا۔

الغرض خدا نبی اسرائیل سے جو زمانہ آنحضرتؐ میں موجود تھے فرماتا ہے جبکہ تمھارے پہلے بزرگوں کو محمدؐ و آل محمدؑ کی موالات (دوستی) کی طرف دعوت کی گئی اب تم نے چونکہ ان کو شاہدہ کر لیا اور ولایت محمدؐ و آل محمدؑ کی اعلیٰ غرض و منشا کو پہنچ گئے اس لیے تم کو مناسب ہے کہ اہلبیت کے تقرب سے خدا تے بزرگ و بزرگوار کا قرب حاصل کرو اور اس کے قہر و جبر کے قریب مت ہو۔ اگر ایسا کرو گے تو اس کی رحمت سے دور ہو جاؤ گے۔

اب خدا فرماتا ہے **وَإِذِ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ** اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ تمھارے اسلاف نے موسیٰ سے کہا کہ ہم اس من و سلوئی کے ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے اور اسکے ساتھ اور چیزوں کو ملانا ضروری ہے **فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهَا وَقِشَابِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصْبِهَا** اس کو اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ زمین کی نباتات میں سے ساگ بات اور لکڑیاں اور گیہوں اور سور اور پیاز ہمارے واسطے پیدا کرے **قَالَ أَتَمْتَبَدُّ لَوْ أَنَّ الَّذِي هُوَ آذَنِي بِالذِّمَّةِ**

اس کا کرنا اس (عمل) کے سبب سے خائف اور محزون ہو
 ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ آثار
 خوف اس سے ظاہر ہو رہے ہیں فرمایا اسے شخص تجھے کیا ہوا اس نے عرض کی میں خدا سے ڈرتا ہوں
 فرمایا اپنے گناہوں سے خوف کر اور بندگانِ تبارک کے جو حقوق تیرے حق ہیں ان میں اپنے لیے عملِ خدا
 سے ڈر اور حیل مری اس نے تجھ کو تکلیف دی ہے اس میں اسکی اطاعت کر اور جس کام میں وہ تیری
 اصلاح کرتا ہے اس میں اسکی نافرمانی اور سرکشی مت کر اس کے بعد پھر خدا سے مت ڈر کیونکہ وہ کسی
 پر ظلم نہیں کرتا اور ہرگز کسی کو اس کے استحقاق سے زیادہ عذاب نہیں دیتا۔ مگر ہاں یہ کہ تو اپنی سوغات
 اور انجامِ بد سے ڈرے کہ ایسا نہ ہو میرے عقیدے میں کچھ تغیر و تبدل ہو جائے اگر تو یہ چاہے کہ خدا
 تجھ کو سوغات سے امن و امان میں رکھے تو یہ جان لے کہ جو نیکی کہ تو کرتا ہے وہ خدا کے فضل اور اس کے
 توفیق دینے کے باعث ہے اور جو بدی کہ تجھ سے سرزد ہوتی ہے اسکا باعث یہ ہے کہ خدا نے تجھ کو
 اور فرصت دے رکھی ہے اور اپنے علم و عمل کے سبب سے ایک وقت مقررہ تک درگزر کر رہا ہے۔

قوله عز وجل وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمْ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِمَّنْ بَعْدَ ذَلِكَ
 قَلْوًا فَضَلَّ اللَّهُ عَيْنَكُمْ وَرَحِمَهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ
 الَّذِينَ اعْتَدُوا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ عَنْ سَبْتِ اللَّهِ فَجَعَلْنَا
 هَاتِكَ لَا لِمَ بَيْنَ يَدَيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۝ (ترجمہ)
 اور تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم نے تم سے عہد لیا اور تمہارے اوپر طور کو بلند کیا اور تم
 سے کہا کہ جو چیز تم نے تم کو دی ہے اس کو کوشش اور قوت سے چھو، اور جو کچھ اس
 میں ہے اس کو یاد کرو تاکہ تم گناہوں سے بچو پھر تم اس کے قبول کرنے کے بعد اس عہد سے
 پھر گئے پس اگر خدا کا فضل اور اسکی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو ضرور تم نقصان
 اٹھاتے اور بیشک تم کو ان لوگوں کا حال معلوم ہے جنہوں نے تم میں سے سنیچر کے دن
 ہمارے حکم سے تجاوز کیا تب ہم نے ان سے کہا تم ذلیل و خوار بند رہیں جاؤ پس ہم نے اس
 قصہ کو ان لوگوں کے واسطے جو اس وقت موجود تھے اور ان کے لیے جو ان کے بعد آنے والے تھے

باعثِ عبرت بنایا۔ اور یہ پرہیزگاروں کیلئے نصیحت ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا ان سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل
 تم اس وقت کو یاد کرو إِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ جبکہ ہم نے تمہارے باپ دادا سے عہد لیا کہ جو
 کچھ توریث میں لکھا ہے اس پر عمل کریں اور اس نامہ مخصوص پر کار بند ہوں جو محمد اور اس کی
 آل اطہار کے باب میں موسیٰ کو عطا کیا کہ یہ بہترین خلق اور حق کے قائم کرنے والے ہیں اور اس کی
 کا اقرار کریں اور اس کو اپنی اولادوں کو پہنچائیں اور انکو حکم دیں کہ نسبتِ در پشتِ آخر دنیا تک
 اپنی آئندہ نسلوں کو پہنچاتے رہیں کہ وہ محمد پر عہدِ خدا پر ایمان لائیں اور جو کچھ وہ خدا کی طرف سے
 علی ابن ابی طالب ولی خدا کے باب میں ان کو بتلائے اور جو کچھ انکو اس کے جانشینوں و رحق کے
 قائم کرنے والوں کی نسبت خبر ہے اس کو قبول کریں لیکن انہوں نے ان باتوں کے قبول کرنے سے
 انکار اور استکبار کیا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمْ الطُّورَ تب ہم نے کوہ طور کو تم پر (یعنی تمہارے
 اسلاف پر) بلند کیا کہ جبیریل کو حکم دیا کہ کوہِ فلسطین کا ایک ٹکڑا انکے لشکر گاہ کے موافق
 ایک فرسخ لمبا اور ایک فرسخ چوڑا جدا کر کے اس ٹکڑے کو وہاں سے علیحدہ کر کے ان کے سروں
 پر ہوا میں بلند کیا اس وقت موسیٰ نے ان سے کہا کہ جو کچھ میں نے تم کو حکم دیا ہے اس کو قبول کرو
 ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرایا جائیگا۔ تب مجبوراً انہوں نے قبول کیا مگر جن کو خدا نے عناد و فساد سے
 محفوظ رکھا تھا۔ انہوں نے بطوع و رغبت اس کو مانا اس امر کے قبول کرنے کے بعد سجدے
 میں گئے اور اپنے رخساروں کو خاک پر رکھا۔ اکثروں نے اپنے رخساروں کو صرف اس لیے خاک
 پر رکھا تھا کہ دیکھیں یہ پہاڑ ہم پر گرتا ہے یا نہیں اور خشوع و خضوع انکو مطلوب تھا اور
 باقیوں نے جو بہت ہی کم تھے ولی ارادے اور طوع و رغبت سے سجدہ کیا۔

اور جناب رسالتِ مآب نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعوں کے گروہ تم خدا کا شکر کرو کہ اس نے
 تم کو اس امر کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ تم کافران بنی اسرائیل کی طرح سجدہ کرتے وقت اپنے رخساروں
 کو خاک پر نہیں ملتے بلکہ ان کے نیکیوں کی طرح بطوع و رغبت اس امر کو بجالاتے ہو۔

پھر خدا فرماتا ہے خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس کو قوت سے
 پکڑو یعنی جو دامرو نواہی اس امر جلیل یعنی محمد و علی اور انکی آلِ طیبین کے ذکر کی نسبت ہم نے

تم کو عطا کئے ہیں ان کو مضبوطی اور قوت سے پکڑو وَاذْكُرْ اٰمَنًا يَوْمَ اَنْزَلْنَا مِنْكُمْ لِقَاكُمْ تَوَابًا
 تم کو دی ہے جو کچھ اس میں درج ہے اس کو یاد کرو ان اوامر و نواہی کے بجالانے پر جو ثواب
 عظیم مقرر ہے اور ان کے انکار کرنے پر جو عذاب شدید معین ہے اس کو یاد کرو لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
 تاکہ تم اس مخالفت سے جو عذاب شدید و عقاب مزید کا باعث ہے محفوظ رہو اور ثواب جہنم کے
 مستحق بنو اب خدا فرماتا ہے ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِمَّا بَعَدَ ذَلِكَ پھر اس کے بعد تم پھر گئے
 یعنی تمہارے بزرگ اس کے بعد اس امر پر قائم ہوئے اور اس کے عہد کے پورا کرنے سے
 پھر گئے فَلَوْ لَا فُضِّلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ و رَحْمَتُهُ پس اگر خدا کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ
 ہوتی یعنی اگر تمہارے بزرگوں پر خدا کا فضل نہ ہوتا کہ اُس نے ان کو توبہ کرنے کی مہلت دی
 اور پشیمانی اور انابت سے گناہوں کے محو کرنے کی فرصت دی لَكُنْتُمْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ تُو
 بیشک تم نقصان اٹھانے والوں میں داخل ہو جاتے کہ دنیا اور آخرت میں نقصان اور
 خسارہ اٹھاتے کیونکہ آخرت تو تمہارے کفر اختیار کرنے کے باعث فاسد ہو جاتی اور دنیا
 کی نعمتیں اس لیے نصیب نہ ہوتیں کہ تم تمہاری بیخ کنی کر دیتے اور تمہارے نفسوں کی حسرتیں
 اور تمہاری آرزوئیں جن کے پورا ہونے سے پہلے تم زیادہ ہو جاتے باقی رہ جاتے مگر تم نے
 تم کو توبہ کرنے اور اپنی طرف رجوع کرنے کی مہلت دی یعنی یہ سب باتیں تمہارے باپ
 دادا کے ساتھ عمل میں لائی گئیں جس نے ان میں سے توبہ کی وہ نیک سخت اور سعادتمند
 ہوا اور جس کی پشت سے پاک اولاد کا پیدا ہونا مقدر کیا گیا تھا جو دنیا میں معاش دنیوی سے
 شاد کام ہونے والی تھی اور طاعت خدا بجالانے کے سبب آخرت میں مراتب عالیہ
 پر مشرف ہونے والی تھی پیدا ہوئی۔

امام حسن بن علی علیہما السلام نے فرمایا ہے اگر وہ محمد اور ان کی آل اطہار کا واسطہ دے
 کر اپنی صدق نیت اور صحت اعتقاد قلبی سے ان آیات و معجزات باہر کے مشاہدہ کر کے بعد
 اسکی معاندت اور مخالفت سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے تو بیشک خدا اپنے جو دو کرم سے ایسا
 ہی کر دیتا لیکن وہ دین سے پھر گئے اور ہوس دنیوی کو ہم پر فضیلت دی اور ہوس نفسانی کے سبب
 لذات میں مشغول ہو گئے پھر خدا فرماتا ہے وَلَقَدْ عَلَّمْتُمُ الذِّكْرَ وَ اٰمَنَّا بِكُمْ فِی السَّبْتِ

اور بیشک تم کو ان لوگوں کا حال معلوم سے جھٹھوں نے تم میں سے روزِ شنبہ کے حکم میں حد سے تجاوز
 کیا اور نافرمانی کی کیونکہ انھوں نے سینچر کے دن مچھلیوں کا شکار کیا جس سے ان کو منع کیا گیا
 تھا فَقُلْنَا لَلّٰهُمَّ كُوْنُوْا قَوْدَةً پس ہم نے ان سے کہا کہ تم بند رہنا جاؤ خَاسِرِيْنَ جو ہر
 امر خیر سے دور ہوں فَجَعَلْنَا هَآئِكَآلًا لِّلْمَآئِيْنَ يَدِيْلُهَا و مَا خَلَقَهَا و مَوْعِظَةً
 لِّلْمُتَّقِيْنَ پس ان کا یہ مسخ ہونا جس سے ہم نے ان کو ذلیل اور اپنی رحمت سے دور اور
 ملعون کیا ان کے لیے باعثِ عذاب اور ان ہلاک کرنے والے گناہوں سے جو مسخ ہونے سے
 پہلے کرتے تھے کہ جن کے مرتکب ہونے کی وجہ سے ان عذابوں کے سزاوار ہوئے باز رکھنے کا
 ذریعہ اور وسیلہ بنایا اور اس قوم کو جس نے ان لوگوں کو مسخ شدہ حالت میں دیکھا اور ہمارے
 عذاب کا مشاہدہ کیا۔ ان اعمالِ قبیحہ سے روکنے والا تھا جن کے کرنے کے باعث وہ اس
 بلا میں گرفتار ہوئے اور متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لیے باعثِ پند و نصیحت تھا کہ ان
 کے عقوبت و عذاب کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور امورِ حرام سے بچیں۔ اور لوگوں
 کو نصیحت کریں اور ان کو ہلاک کرنے والے گناہوں سے خوف دلائیں۔
 اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا ایک گروہ تھا جو دریا
 کنارے پر رہا کرتے تھے اور خدا اور اسکے پیغمبروں نے ان کو سینچر کے روز مچھلی کے شکار سے منع
 کیا تھا اس لیے ان لوگوں نے ایک جیلہ بنایا کہ اسکے ذریعہ سے حرام خدا کو اپنے لیے حلال کریں
 اور وہ یہ تھا کہ حوضوں سے ملتی ہوئی ایسی نالیاں اور گڑھے کھودے کہ مچھلیاں ان حوضوں میں آ
 تو سکیں مگر نکل کر پھر دریا میں نہ جا سکیں جب شنبہ کا روز ہوتا تھا تو چونکہ مچھلیاں اس زمانہ خدا
 میں ہوتی تھیں اس لیے وہ گڑھوں اور نالیوں کی راہ سے انکے تالابوں و حوضوں میں آ جاتی تھیں
 اور جب وہ دن ختم ہو جاتا تھا تو شکاریوں کے شر سے بچنے کے لیے دریا میں واپس جانا
 چاہتی تھیں۔ پر وہ نہ جا سکتی تھیں اور رات کو ان ہی حوضوں میں پھنسی رہتی تھیں کہ ان کو
 پاتھ سے پکڑ سکتے تھے اور جال وغیرہ کی ضرورت نہ پڑتی تھی جب اتوار کا دن ہوتا تھا تو وہ
 لوگ ان کو پکڑ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے شنبہ کے دن تو شکار نہیں کیا بلکہ ایک شنبہ کو
 کیا ہے حالانکہ وہ دشمنانِ خدا جھوٹ کہتے تھے بلکہ انھوں نے دراصل انہی گڑھوں و نالیوں کے

سبب ان کو شکار کیا تھا جو شنبہ کے روز تیار کی تھیں۔ ایک عرصے تک وہ ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ بڑے مالدار اور صاحب ثروت ہو گئے اور فارغ البالی اور خوش حالی کے سبب بہت سی عورتوں کو اپنے تصرف میں لائے اور طرح طرح کے عیش و عشرت میں پڑ گئے اور اس شہر میں اسی ہزار سے کچھ زیادہ آدمی آباد تھے۔ ان میں سے ستر ہزار تو اس فعل کے مرتکب ہوئے اور باقیوں نے اس سے پرہیز کیا۔ چنانچہ خدا سورہ اعراف میں فرماتا ہے **وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ جِئَتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ** یعنی اے محمد ان لوگوں سے اس شہر کا حال دریافت کرو جو دریا کے قریب آباد تھا جبکہ وہ (اس شہر کے باشندے) سینچر کے روز شکار کرنے کے سبب حکم خدا سے باہر ہو گئے جبکہ ان کی مچھلیاں شنبہ کے دن نالیوں کی راہ ان کے پاس آتی تھیں اور اس کے سوا اور دنوں میں نہ آتی تھیں۔ اسی طرح ہوتا رہا۔ باہم ان کے فسق سے انکو آزاتے تھے اور جب انکی قوم میں سے ایک جماعت نے ان کو سمجھایا اور نصیحت اور زجر و توبیح کی اور عذاب خدا سے ان کو ڈرایا اور اس کے انتقام لینے اور عذاب شدید دینے سے خوف دلایا تو انھوں نے اس وعظ و پند کا یہ جواب دیا کہ **لَمْ نَعْظُوكَ قَوْمًا إِنَّ اللَّهَ مُلْكُكُمْ أَوْ مَعَذِبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا** تم ایسی قوم کو کس لیے نصیحت کرتے ہو جن کو خدا ان کے گناہوں کے سبب عذاب استیصال سے ہلاک کرے گا یعنی انکی بیخ کنی کر دے گا۔ آخرت میں عذاب سخت میں مبتلا کرے گا تو قالوا ان نصیحت کرنے والوں نے جواب دیا کہ **مَعَذِرَةٌ إِلَى رَبِّكَ** تمہارے پروردگار کے آگے عذر کرنے کیلئے کیونکہ اس نے ہم کو امر معروف اور نہی منکر کرنے کا حکم دیا ہے اس لیے ہم تم کو اس فعل بد سے منع کرتے ہیں تاکہ ہمارے پروردگار کو معلوم ہو جائے کہ ہم اس کام میں تمہارے مخالف تھے اور تمہارے اس فعل سے کراہت کتے تھے اور اسکو برا جانتے تھے **وَلَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ** نیز ہم اس لیے انکو نصیحت کرتے ہیں کہ تمہاری پند و نصائح ان میں اثر کرے اور وہ اس مرتکب باز آئیں اور اس کے عقاب و عذاب سے

۹
سورہ اعراف
۲۰

ڈریں۔ اب خدا فرماتا ہے **فَلَمَّا عَتَوْا عَلَيْنَا نَأْمُرُ بِمَنَّا لَمَّا كَانَتْ لَنَا لَقَاءٌ مِّنْ رَّبِّكَ** جب انھوں نے ان وعظوں کی نصیحت سے روگردانی کی اور جس امر سے وہ انکو منع کرتے تھے اس میں انکی زجر و توبیح کو نہ مانا اور تکبر اور غرور اختیار کیا تب ہم نے ان سے کہا کہ تم بند رہیں جاؤ اور تمام قسم کی نیکیوں سے دور ہو جاؤ۔ جب ان لوگوں نے جو مطیع پروردگار تھے اور جن کی تعداد دس ہزار سے کچھ زیادہ تھی دیکھا کہ یہ ستر ہزار آدمی ہماری نصیحت کو نہیں مانتے اور ہمارے ڈرانے اور خوف دلانے کی کچھ پروا نہیں کرتے تو ان کو چھوڑ کر ایک اور شہر میں جو اس شہر کے قریب تھا چلے گئے کہیں ایسا نہ ہو عذاب خدا ان پر نازل ہو اور ہم بھی ان کے ہمراہ اس میں مبتلا ہو جائیں۔ اس لیے رات کو وہاں سے نکل گئے۔ خدا نے ان سب کو مسخ کر کے بند بنا دیا اور شہر کا دروازہ اسی طرح بند رہا کہ نہ کوئی شہر میں جاتا تھا اور نہ کوئی باہر آتا تھا اس پاس کی بستنیوں والے یہ حال سن کر وہاں آئے اور فضیل پر سیڑھیاں لگا کر اوپر چڑھے جب اوپر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سب عورتیں اور مرد بند رہ گئے ہیں اور ادھر ادھر پھرتے ہیں اور یہ دیکھنے والے اپنے آشناؤں۔ قریبیوں اور دوستوں کو شناخت کرتے تھے اور اگر کسی سے کتے تھے کہ تو فلاں مرد یا فلاں عورت ہے تو وہ آنکھوں میں آنسو بھراتے تھے اور سر کے اشارے سے ہاں یا نہیں کا جواب دیتے تھے۔ غرض تین روز اسی حال میں رہے۔ پھر حق تعالیٰ نے ہوا اور بارش کو ان پر بھیجا کہ اس نے ان کو دریا میں لے ڈالا اور سب کو ہلاک کر دیا اور تین دن کے بعد کوئی مسخ شدہ دنیا میں باقی نہ رہا اور یہ جو ویسی صورتیں دنیا میں دیکھتے ہو یہ انکے مشابہ اور ان سے ملتی جلتی ہیں بعینہ وہی اور ان کی نسل سے نہیں ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ صرف مچھلی کا شکار کرنے سے ان لوگوں کے ساتھ یہ سلوک ہوا پس خدا کے نزدیک ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنھوں نے اولاد رسول کو قتل کیا اور انکے حرم کی رستگاری کی۔ اگرچہ خدا نے دنیا میں ان کو مسخ نہیں کیا مگر آخرت میں جو عذاب ان کیلئے مقرر کیا گیا ہے وہ مسخ ہونیکے عذاب کی گنا زیادہ ہے کسی نے عرض کی اے فرزند رسول ہم نے یہ حدیث آپکی زبان سے سنی کسی نامی نے ہم سے کہا اگر امام حسین کا قتل بیجا اور باطل تھا تو اس کا گناہ شنبہ کے دن مچھلی کے شکار کرنے کے گناہ سے بہت بڑھ کر ہوا۔ پھر کس لیے

حق حسین کا گناہ مچھلی کے شکار سے بڑا کرتے

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ گائے کو ذبح کرو۔ انھوں نے جواب دیا۔ اے موسیٰ کیا تو ہم سے سنسی کرتا ہے موسیٰ نے کہا معاذ اللہ کہ میں جاہلوں کا کام کروں تب وہ بولے کہ اپنے پروردگار سے درخواست کر کہ وہ اس گائے کا حال ہم پر ظاہر کرے موسیٰ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ نہ بولے گی نہ بچھیا متوسط جو ان سے تم کو چاہیے کہ خدا کا حکم بجالاؤ انھوں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ اس گائے کا رنگ ہم پر ظاہر کرے موسیٰ نے ان سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے شوخ زرد رنگ ہے کہ اس کا رنگ دیکھنے والوں کو خوش کرتا ہے انھوں نے جواب دیا کہ اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ ظاہر کرے کہ وہ گائے کیسی ہے کیونکہ وہ ہم پر مشتبہ ہوگئی ہے اور ہم انشاء اللہ (اس گائے کی طرف) راہ پانے والے ہیں موسیٰ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو زمین جو تنے کے لیے سدھی ہوئی ہے اور نہ کھیتی کو سیراب کرنے کے لیے اور بے عیب ہے اور کوئی داغ اس میں نہیں ہے۔ وہ بولے اب تو نے حق ظاہر کیا الغرض انھوں نے اس گائے کو ذبح کیا اور وہ اس کام کو کرنا نہ چاہتے تھے اور تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور اس کے قتل میں اختلاف کیا اور اللہ اس امر کا ظاہر کرنے والا ہے جس کو تم چھپاتے تھے پس ہم نے حکم دیا کہ اس گائے کے ایک ٹکڑے کو اس مقتول سے مس کرو (تب وہ زندہ ہوگی) اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو اور سوچ بچار کرو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا مدینے میں رہنے والے یہودیوں سے خطاب ہو کر فرماتا ہے کہ تم اس وقت کو یاد کرو اذ قال موسیٰ لِقَوْمِهِ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوا بَقْوَةً جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ گائے کو ذبح کرو اور اس کا ایک ٹکڑا لے کر اس مقتول کے بدن سے لگاؤ جو کہ تمہارے محلے میں پڑا ہوا ہے تاکہ حکم خدا سے زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے اور تم کو اپنے قاتل کے نام سے خبردار کرے۔

اور یہ اس وقت کا ذکر ہے جبکہ کوئی ایک شخص کو قتل کر کے ان کے محلے میں ال گیا تھا اور موسیٰ نے حکم خدا سے اس قبیلہ پرچن کے درمیان سے وہ مرد ملا تھا لازم کیا تھا کہ لے کر لو اور شرفاً میں سے پچاس آدمی خدائے شدید و قوی کی جو کہ بنی اسرائیل کا خدا اور محمد ﷺ اور

ان کی آل اطہار کا فضیلت دینے والا ہے قسم کھا کر کہیں کہ ہم نے نہ تو اس (مردے) کو قتل کیا ہے اور نہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں اگر وہ قسم کھالیں تو اس قاتل کا خون بہا دیں اور اگر قسم نہ کھالیں تو قاتل کا پتہ بتلائیں تاکہ وہ اس کے عوض میں مارا جائے۔ اگر وہ کچھ بھی نہ کریں تو ان کو ایک تنگ جیل خانہ میں قید کیا جائے یہاں تک کہ یا تو قسم کھالیں یا اقرار کریں یا قاتل کا نشان دیں۔ اس وقت انھوں نے عرض کی اے پیغمبر خدا کیا ہماری قسمیں ہمارے مالوں کو نہ بچائیں گی اور ہمارے مال ہم کو قسم کھانے سے محفوظ نہ رکھیں گے (یعنی ہم قسم بھی کھائیں اور خون بہا بھی دیں) حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ نہیں خدا کا حکم یوں ہی ہے۔

اور اس قتل کا قصہ اس طرح پر ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جو اپنے حسن و جمال اور شرافت حسب نسب اور پردہ نشینی اور پارسائی میں شہرہ آفاق تھی اور بہت سے شخص اس سے نکاح کرنے کے خواستگار تھے اور اس کے تین چچے بھائی تھے۔ وہ ان میں سے ایک کے ساتھ نکاح کرنے پر راضی ہوگئی جو علم اور پارسائی میں اور بھائیوں پر فوقیت رکھتا تھا باقی دونوں بھائیوں کو یہ امر نہایت شاق اور ناگوار گزرا اور شدت رشک و حسد کے باعث اس کے قتل کے درپے ہوئے۔ آخر کار ایک روز رات کے وقت ضیافت کے بہانے اپنے گھر بلا کر اس کو قتل کر ڈالا اور اسکی لاش کو اٹھا کر اپنی قوم کے سب بڑے قبیلے کے محلے میں ڈال آئے جب صبح ہوئی اور لوگوں نے اس کی لاش دیکھی اور اسکا حال معلوم ہوا تو اس کے دونوں چچے بھائی جو اس کے قاتل تھے۔ گریبان چاک کئے سروں پر خاک ڈالے وہاں آئے اور اہل قبیلہ پر اس کے خون کا دعویٰ کیا حضرت موسیٰ نے اہل قبیلہ کو طلب کر کے اس مقتول کا حال دریافت کیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ نہ تو ہم نے قتل کیا اور نہ اس کے قاتل کا حال ہم کو معلوم ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اس حادثہ کے وقوع میں لانے والے (قاتل) کے باب میں جو کچھ حکم خدا صاف بولے وہ تم کو معلوم ہو چکا۔ اب تم اس کی تعمیل کرو یعنی یا تو تم پچاس آدمی قسم کھاؤ اور خون بہا دو۔ اور اگر منظور نہیں تو قاتل کا نشان دو۔ انھوں نے عرض کی کہ جب قسم کھانے پر ہم کو خون بہا دینا پڑا تو قسم کھانے کا فائدہ کیا ہوا اور جب خون بہا کے ساتھ قسم کھانی پڑی تو خون بہا دینے سے کیا حاصل ہوئی ہے فرمایا کہ سب قسم کا نفع خدا کی فرماں برداری اور

اس کے امر و نہی کے قبول کرنے میں ہے۔ وہ بولے اے پیغمبر خدا یہ تاوان بہت بھاری ہے حالانکہ ہمارا کچھ قصور نہیں ہے اور یہ قسم بہت سخت ہے حالانکہ کسی قسم کا گناہ ہماری گردن پر نہیں ہے۔ کیا یہی اچھا ہوا اگر خدا اس کے قاتل کو ہم پر ظاہر کرے اور ہم کو اسکے بارگراں سے نیکدوش فرمائے پس اے موسیٰ تو اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ اس کے قاتل کو ظاہر کرے تاکہ جس سزا کا وہ مستحق ہو تو اس کو دے اور اس کا معاملہ صاحبان عقل و ہوش پر منکشف ہو جائے تب حضرت موسیٰ نے ان سے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس واقعہ کا حکم مجھ سے بیان فرمایا ہے۔ مجھے شایاں نہیں ہے کہ اس کے سوا اور حکم طلب کرنے کی تجرأت کروں اور اسکے فعل پر معترض ہوں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب اس نے شنبہ کے دن کام کرنا اور اونٹ کا گوشت کھانا ہم پر حرام کیا تو ہم کو مناسب نہیں ہے کہ اس کے حکم میں تصرف کریں اور اس کے تبدیل کرنے کی درخواست کریں۔ بلکہ ہم پر لازم ہے کہ اس کے حکم کو قبول کریں اور جس شے کو اس نے ہمارے لیے لازم کیا اس کو لازم اور ضروری جانیں۔

الغرض جب اس مقدمہ میں اس حکم کو جو لیے مقدمات میں برتا جاتا تھا حضرت موسیٰ نے جاری کرنا چاہا۔ تو حق تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی اے موسیٰ ان کی درخواست کو قبول کر اور مجھ سے اس کے قاتل کے ظاہر کرنے کی دعا کر تاکہ وہ قتل کیا جائے اور لوگ تہمت اور جرمانہ سے نجات پائیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کی درخواست کی قبولیت کے ضمن میں تیری امت کے نیکوں میں سے ایک شخص کی (جس کا دین محمد اور اسکی آل اطہار پر درود بھیجا اور محمد اور اس کے بعد علی کو جمیع مخلوق پر فضیلت دینا ہے) روزی فراخ کروں اور اس قضیہ میں اسکو دنیا میں مالدار اور غنی کر دوں تاکہ محمد اور اسکی آل اطہار کو اوروں پر فضیلت دینے کا کچھ ثواب اس کو مل جائے۔ تب موسیٰ نے عرض کی اے پروردگار اس (مقتول) کے قاتل کو ہم پر ظاہر کر۔ اس وقت جانب رب العزت سے وحی ہوئی کہ اے موسیٰ بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ اس کے قاتل کو ہم پر ظاہر کریگا۔ مگر تم یہ کہو کہ گائے کو ذبح کر کے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس مقتول کے بدن پر مارو۔ تاکہ میں اس کو زندہ کروں پس اگر تم حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہو تو اس حکم کو مانو۔ ورنہ میرے پہلے حکم کو قبول کرو۔ الغرض ان آیات کا

یہی مطلب ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَسْلُوْا بَنِي الْاَقْرَبٰتِ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ عنقریب خدا تم کو گائے ذبح کرنے کا حکم دے گا۔ اگر تم اس مقتول کے قتل کرنے والے شخص سے واقف ہونا چاہتے ہو اور وہ اس طرح پر ہوگا کہ اس گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس مردے کے بدن پر مارنا خدا کی قدرت سے وہ زندہ ہو جائیگا اور اپنے قاتل کے حال سے تم کو آگاہ کرے گا۔ قَالُوْا اَنْتُمْ تَنْتٰخِذُوْنَ اٰیٰتِنَا هٰذِهِ بِاٰتِیٰتِ سُنْ كُرُوْهُ لَوْ كُنْتُمْ مُّسْمِعِیْمِیْنَ سے مستحضر رہتے ہو جو کہتے ہو کہ خدا کا حکم ہے کہ ہم گائے کو ذبح کر کے ایک مردے کے کٹے کو دوسرے مردے پر ماریں یہ کیونکر ہو سکتا ہے قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنُ مِنَ الْجٰہِلِیْنِ حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں کا سا کام کروں کہ جو بات خدا نے نہ فرمائی ہو اس کو اس سے منسوب کروں۔ یا خدا سے عزوجل کے قول کو رد کرنے کے لیے اپنے ناقص قیاس سے جو میرے مشاہدہ کے موافق ہے۔ اس کے حکم سے انکار کروں۔ بعد ازاں حضرت موسیٰ نے بیان فرمایا کیا مرد اور عورت کے نطفے مردہ نہیں ہوتے اور جب وہ دونوں رحم میں جا کر ملتے ہیں تو خداوند مطلق ان کے ملنے سے زندہ آدمی پیدا کرتا ہے اور کیا مردہ بیجوں اور ٹھیلیوں کے زمین مردہ کے ساتھ ملنے سے زمین کو انواع و اقسام کے تر و تازہ خوشیوں اور سرسبز اور ہرے بھرے درختوں سے آباد اور زندہ نہیں کرتا جب حضرت موسیٰ نے اپنی تقریر سے ان کو لاجواب کر دیا تو قَالُوْا اِدْعُ لَنَا رَبَّنَا یٰۤاٰنَا لِنَا مَا هِیَ اَسْ سے کہا کہ تو اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ اس گائے کی حقیقت ہم پر ظاہر کرے۔ تب موسیٰ نے اپنے پروردگار سے اس گائے کی نسبت سوال کیا قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّہَا بَقْرَةٌ لَا فَارِہُنَّ وَاَرٰ بِکُمْ عَوٰنَۃًۢ اٰیٰتِنَ ذٰلِکَ فَاَنْعَلُوْا اٰمَاتُوْۤہُ مَسْرُوْنًا وَاِرٰنَ سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو بڑی عمر کی ہو اور نہ بہت چھوٹی عمر کی کہ فرزند نہ ہو بلکہ ان دونوں حالتوں کے بیچ بیچ ہو تم کو چاہیے کہ اس حکم کی تعمیل کرو جس پر تم مامور ہو قَالُوْا اِدْعُ لَنَا رَبَّنَا یٰۤاٰنَا لِنَا مَا لَوْ نٰہَا اِسْ پراپنوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ ہم پر ظاہر کرے کہ اس گائے کا رنگ کیا ہے جس کے ذبح کرنے کے

لیے ہم کو حکم دینا چاہتے ہو قال انہا بقرة صفراء قاقع لونها نسرا الناکر
 حضرت موسیٰ نے خدا سے سوال جواب کر کے ان کو جواب دیا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے
 زرد رنگ کی ہے کہ اس کی زردی بہت اچھی ہو اور رنگ ناقص سفیدی مائل نہ ہو اور نہ بہت
 ہو کہ سیاہی مائل ہو جائے اور ایسا رنگ ہو کہ اسکے دیکھنے سے ناظرین کا دل اسکی خوش رنگی اور
 حسن و خوبی کے سبب خوش ہو جائے قالوا ذع لنا ربک یبتون لنا ماھی ان البقر تشابه
 عجلتنا وانا انشاء اللہ لہم لتدرون یسئرا انھوں نے کہا اے موسیٰ ہمارے لیے
 اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ اس گائے کی صفات اور زیادہ تر بیان کرے کیونکہ اس گائے
 میں ہم کو اشتباہ ہو گیا ہے اس لیے کہ اس قسم کی گائیں بہت سی ہیں اور ہم انشاء اللہ اس گائے
 کی طرف ضرور راہ پالینگے جس کے ذبح کرنا اس قسم کو حکم دیا ہے قال انہا بقرة
 لاذلول تشیر الارض موسیٰ نے جواب دیا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی ہے کہ اس
 کو زمین جوتنے اور بل چلانے کے لیے نہیں سدھایا گیا اور یہ ریاضت اس نے نہیں کی
 ولا تشقی الحرت اور نہ رہٹ اور چرسے سے کھیتی کو سیراب کرتی ہے اور ان تمام کاموں
 بُری ہے مُسَلَّمَةٌ سب عیبوں سے پاک ہے اور کوئی عیب اس میں پایا نہیں جاتا لا تشیہ
 فیہا اور سوائے اصلی رنگ کے کوئی اور رنگ اس میں نہیں ہے جب ان لوگوں نے یہ صفات معلوم کیں
 تو قالوا الان جئت بالحق فذبحوها واما کادوا یفعلون حضرت موسیٰ سے کہا اب
 تو نے ٹھیک پتہ دیا۔ الغرض انھوں نے اس کو لے کر ذبح کیا اور وہ گرانی قیمت کے سبب
 ذبح کرنا نہیں چاہتے تھے مگر ان کا ہٹ کرنا اور موسیٰ کو اس امر کی تمت لگانا کہ جو سوال ہم
 اس سے کرتے ہیں وہ اس پر قادر نہیں ہے ان کے اس گائے کو ذبح کرنے کا باعث ہوا۔
 امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ان لوگوں نے یہ اوصاف سنے تو عرض کی اے موسیٰ حق تعالیٰ
 نے ہم کو اس قسم کی گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ ہاں وہی نے
 ابتدا میں ان سے یہ بات نہ کہی تھی کہ خدا نے تم کو گائے کے ذبح کرنا حکم دیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ کہا جاتا
 تو پھر اگر وہ درخواست کرتے کہ خدا سے ہمارے لیے دعا کر کہ وہ اس کی کیفیت اور رنگ اور
 حقیقت حال سے ہم کو آگاہ کرے تو حضرت موسیٰ کو خدا سے اس قسم کا سوال کرنا بھی ضرورت نہ

تھی بلکہ ان کو اتنا ہی جواب دینا ضروری تھا کہ خدا نے تم کو گائے کے ذبح کرنا حکم دیا ہے۔
 پس جس پر گائے کا نام صادق آئے اس کے ذبح کرنے سے تم اس حکم سے نکل جاؤ گے۔
 الغرض جب مذکورہ بالا قسم کی گائے کا ذبح ہونا قرار پا چکا اور انھوں نے اسکو تلاش کیا
 تو بنی اسرائیل میں سے ایک جوان کے پاس اس کو پایا کہ خدا نے عالم رویا میں محمد اور علی اور ائمہ اطہرا
 علیہم السلام کی زیارت سے اسکو مشرف فرمایا تھا اور ان حضرات نے اس سے فرمایا تھا کہ چونکہ تو
 ہمارا دوست ہے اور ہم کو اوروں پر فضیلت دیتا ہے اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ تم کو اس عمل کا کچھ
 عوض دینا میں بھی دیں جب لوگ تیری گائے کی خریداری کو آئیں تو اپنی ماں کی بے اجازت فرحت
 نہ کرنا اگر تو ایسا کرے گا تو خدا تیری ماں کے دل میں چند امور ایسے القا کر دے گا جو تیری اور تیری اولاد
 کی تو انگری اور فراخ بالی کا باعث ہونگے۔ وہ جوان یہ مژدہ سن کر نہایت خوش ہوا جب صبح ہوئی
 تو بنی اسرائیل اس گائے کی خریداری کو آئے اور کہنے لگے اس کا مول کیا ہے اس نے جواب
 دیا کہ دو اشرفیاں اور میری ماں کو اختیار ہے وہ بولے ہم ایک شرفی دیتے ہیں جو ان نے اپنی ماں
 سے دریافت کیا وہ بولی چار اشرفی کو بیچ جب اس نے اپنی ماں کی رائے سے بنی اسرائیل کو خبر دی
 تو وہ بولے ہم دو اشرفیاں دیتے ہیں تب اس نے اپنی ماں کو اس حال کی اطلاع دی وہ بولی
 آٹھ اشرفی کو دے اس پر انھوں نے چار اشرفیاں دینی قبول کی الغرض اسکی ماں جتنا مول کہتی تھی
 بنی اسرائیل اسکے نصف پر راضی ہو جاتے تھے اور جو ان اپنی ماں کو خبر دیتا تھا اور وہ ہر دفعہ دو تین
 کرتی جاتی تھی یہاں تک کہ اسکی قیمت ایک بڑے بیل کی کھال پر اشرفیوں تک پہنچ گئی اور اس قیمت
 میں اسکو خرید کر ذبح کیا اور اسکے گوشت کا ایک ٹکڑا کہ وہ دم کی جڑ کا حصہ تھا جس سے آدمی
 پیدا ہوتا ہے اور قیامت کے دن بھی اسکے اجزائے بدنی اسی پر پویستہ ہو کر مرکب ہونگے) لے کر
 اس مردے کے جسم پر مارا اور دعا کی اے خدا محمد اور انکی آل اطہار کے جاہ و مراتب کا واسطہ اس
 مردہ کو زندہ کر اور بولنے کی طاقت عطا فرما۔ القصہ وہ جوان صحیح و سالم ہو کر سیدھا اٹھ کھڑا ہوا۔
 اور عرض کی اے پیغمبر خدا میرے ان دو چچرے بھائیوں نے میری چھیری بہن کے بارے میں مجھ
 سے حسد کر کے مجھ کو قتل کر ڈالا اور مار کر اس قبیلہ کے محلے میں ڈال گئے تاکہ میرا خون بہا ان
 سے وصول کریں پس موسیٰ نے ان دونوں قاتلوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

اور اول ہی اول جب اس پارہ گوشت کو اس مُرے کے جسم پر مارا تو وہ زندہ نہ ہوا
یہ حال دیکھ کر بنی اسرائیل پکار اٹھے۔ اے پیغمبرِ خداؤہ وعدہ جو تو نے ہم سے کیا تھا۔ کہاں گیا
تب حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی نازل کی کہ میرے وعدے میں فرق نہیں ہوتا مگر جتنا اس گائے
کی کھال کو اشرفیوں سے بھر کر اس کے مالک کو نہ پہنچا دینگے یہ مُردہ زندہ نہ ہوگا۔ یہ حکم سن کر ان
لوگوں نے اپنے مان جمع کئے اور خدا نے اس کھال کو اتنا کشادہ کیا کہ چاس لاکھ اشرفی سے وہ پُر ہوئی۔
جب وہ مال اس جوان کے سپرد کر دیا گیا اور اس عضو کے مارنے سے وہ مُردہ زندہ ہو گیا تو
بنی اسرائیل میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے ان دونوں مروں میں سے کونسا امر
زیادہ عجیب ہے آیا خدا کا اس مُرے کو زندہ کرنا اور بولنے کی طاقت دینا یا اس جوان کو اس مال
کثیر سے غنی اور مالدار کرنا تب خدا نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ بنی اسرائیل سے کہدے کہ تم میں سے
جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں اس کی دُنیاوی زندگی کو بہتر اور نیک کروں اور بہشت میں مقام
بزرگ میں اس کو جگہ دوں اور آخرت میں محمد و آل محمد کا صاحب اور ہم نشین کروں اس کو مناسب
کہ اس جوان کی طرح سے عمل کرے کہ اس نے موسیٰ ابن عمران سے محمد و علیؑ اور انکی آل اطہار کا
ذکر سنا تھا پس وہ ہمیشہ ان پر درود بھیجتا تھا اور ان کو تمام مخلوق جن و انس اور ملائکہ پر
فضیلت دیتا تھا۔ اس لیے یہ مال کثیر میں نے اس کو عطا کیا تاکہ خوشحالی اور فارغ البالی سے
زندگی بسر کرے اور داود پیش سے سرفراز ہو اور اپنے دوستوں سے نوازش اور مروت سے
پیش آئے اور اپنے مصارف سے اپنے دشمنوں کو سرنگوں اور شرمسار کرے۔

بعد ازاں اس جوان نے حضرت موسیٰؑ سے عرض کی یا نبی اللہ میں ان مالوں کی کیونکر حفاظت
کروں اور حاسدوں کے حسد اور دشمنوں کی دشمنی سے کس طرح محفوظ رہوں موسیٰؑ نے فرمایا اے
جوان اہل مال پر درست اعتقاد سے محمد و آل محمد پر درود پڑھا کر جیسا کہ اسکے حاصل ہونے پر پیشتر
پڑھا کرتا تھا پس جس خدا نے اس قول کی برکت سے تجھ کو یہ مال عطا فرمایا ہے وہی اسکی حفاظت بھی
کریگا جو ان نے ایسا ہی کیا جو حاسد حسد کے سبب اسکے خراب کر نیکی نیت کرتا جو چور اس کو چیرا نا
چاہتا یا کوئی غاصب اسکو غصب کرنے کا ارادہ کرتا تو خدا یا تو کچھ ایسا لطف و کرم اس شخص کے
حال پر فرمائے گا کہ وہ خود ہی اس ارادے سے باز رہتا یا کسی آفت و بلا میں اس کو مبتلا کرتا کہ

مجبوراً اس کو اپنے اس بد ارادے سے رکن پڑھتا۔

جب موسیٰؑ نے اس جوان صلح سے یہ باتیں کیں اور اللہ تعالیٰ اس کے کلام (درود) کے
سبب اس کا محافظ ہوا تو اس جوان نے جو اس وقت زندہ ہوا تھا کہا میں اس جوان کی طرح محمدؐ آل
محمدؐ پر درود بھیج کر اور انکے انوارِ مقدسہ سے متوسل ہو کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو دُنیا میں زندہ رکھ
کر میرے چچا کی لڑکی سے بہرہ مند کر اور مجھ کو اس کے سبب خیر کثیر عطا فرما سو وقت وحی ہوئی کہ اے
موسیٰؑ اس زندہ شدہ جوان کی عمر قتل ہونے کے بعد ساٹھ برس باقی رہی تھی۔ اب چونکہ اُس نے محمدؐ
اور اسکی آل اطہار سے متوسل ہو کر مجھ سے درخواست کی ہے اس لیے ستر برس ہم نے اسکی عمر میں اور زیادہ
کئے اور ایک سو تیس برس اسکی عمر کر دی کہ اس عرصے میں وہ صحیح و سالم رہا اور اسکے حواس میں کچھ
فرق نہ آئے گا اور اسکے قویٰ میں ذرا بھر ضعف نہ ہوگا اور اسکی قوت شہوانی قوی رہے گی اور اس دُنیا
کے حلال سے بہرہ ہوگا اور چین سے زندگی بسر کریگا اور تے دم تک دونوں میں جلدانی نہ ہوگی اور دونوں
ایک ہی وقت مرے گی اور پھر جنت میں جا کر اکٹھے رہیں گے اور اسکی نعمتوں سے تمنعہ اور بہرہ ور
ہونگے اور اے موسیٰؑ اگر وہ بد بخت قاتل اس جوان کی طرح صحت اعتقاد کیساتھ ان بزرگوں کے
انوارِ مقدسہ سے متوسل ہو کر حسد سے محفوظ رہتے اور میرے رزق پر قناعت (جو کہ بڑی یاد دہانی ہے)
کرنے کا مجھ سے سوال کرتا تو بیشک میں اسکے سوال کو قبول کرتا اور حسد سے محفوظ رکھتا اور اپنے رزق
مقسوم پر اسکو قانع کرتا اور اگر اس فعل شنیع کے مرتکب ہونیکے بعد توبہ کرتا اور ان سے متوسل ہو کر مجھ
سے سوال کرتا کہ اے خدا مجھ کو رسوائی نہ کر تو بیشک میں اسکو رسوائی نہ کرتا اور ان لوگوں کے دلوں کو ظہار
قابل کے سوال کرنے سے بچھرتا اور اس جوان کو کسی اور ذریعہ سے اسی قدر مال سے غنی اور مال مال
کرتا اور اگر وہ رسوائی کے بعد بھی توبہ کرتا اور اس جوان کی طرح ان انوارِ مقدسہ سے متوسل ہو کر سوال
کرتا کہ اے خدا اس بات کو لوگوں کے دلوں سے فراموش کرادے اور اس مقتول کے وارثوں کو مجھ پر
مہربان کر کہ وہ اس کا قصاص مجھ کو معاف کر دیں تو میں ضرور ایسا ہی کرتا اور کوئی شخص بھی اس کو
اس کے فعل سے شرمندہ اور رسوائی نہ کرتا بلکہ کوئی اس بات کا ذکر تک بھی نہ کرتا لیکن یہ (ان حضرات
کی محبت اور ولایت اور ان سے متوسل ہونا) میرا فضل ہے جس کو میں چاہتا ہوں اپنی رحمت سے
عطا کرتا ہوں ورنہ میں فضلِ عظیم کا مالک و مختار ہوں و جس سے چاہتا ہوں اسکو روک رکھتا ہوں

اور میں عادل اور صاحب حکمت ہوں۔
 الغرض جب بنی اسرائیل نے اس گائے کو ذبح کیا جیسا کہ خدا فرماتا ہے فذبحوهما وما
 کادوا ایفعلون۔ پس انھوں نے اس گائے کو ذبح کیا حالانکہ وہ کرنے والے نہ تھے یعنی اس
 گائے کی گرانی قیمت کے باعث ان کا قصد یہ تھا کہ یہ کام نہ کریں مگر اپنی لجاجت اور سٹھری
 اور حضرت موسیٰ کو متہم کرنے کے سبب ان کو ایسا کرنا ہی پڑا۔ اس وقت حضرت موسیٰ کے پاس آ کر
 فرمایا کرنے لگے اور عرض کی کہ تمام قبیلہ مفلس ہو گیا اور ہم اپنی لجاجت اور سٹھری کے باعث
 اپنا تمام قلیل و کثیر مال اس گائے کی قیمت میں دے بیٹھے۔ اب تو ہمارے حق میں خدا سے وسعت
 رزق کی دعا کر۔ موسیٰ نے جواب دیا واہ تم لوگ عجب کو روں ہو۔ کیا تم نے اس گائے والے جوان کی
 دعا نہیں سنی اور اس کا اثر نہیں دیکھا اور اس زندہ شدہ جوان کی دعا کو نہیں سنا اور اس کے اثر پر نظر
 نہیں کی کہ اسکو عموں طویل اور سعادت اور نعمت اور اپنے حواس اور اعضائے بنی اور عقل سے بہرہ
 ہونا نصیب ہوا تم ان دونوں جوانوں کی طرح سے دعا کیوں نہیں کرتے اور ان حضرات کے انوار
 مقدسہ سے متوسل کیوں نہیں ہوتے تاکہ خدا تمہاری ننگہ ستی اور محتاجی کو دور کرے اور تمہاری رزق
 فراخ کرے۔ تب انھوں نے دعا کی۔ اے خدا ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں و تیرے فضل پر بھروسہ رکھتے
 ہیں پس محمد علی و حسن و حسین اور آئمہ اطہار کے جاہ و مراتب کا واسطہ ہماری ننگہ ستی اور محتاجی
 کو دور کر اسوقت وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ ان لوگوں سے کہہ دے کہ ان کے روسا فلاں
 کھنڈرات میں جا کر فلاں جگہ کو کھودیں اور جو کچھ وہاں دفن ہے اسکو نکال لیں و روہ ایک کروڑ
 اشرافیاں ہیں اول یوں کریں گائے کی خرید میں جتنا جتنا روپیہ جس جس نے دیا ہے ان کو اتنا اتنا
 روپیہ واپس کر دیں تاکہ وہ اپنی اصلی حالت پر عود کر آئیں اور باقی پچاس لاکھ کو اسی حساب
 سے آپس میں تقسیم کر لیں تاکہ محمد و آل محمد سے متوسل ہونے اور ان کی افضلیت کا اعتقاد
 کرنے کے عوض ان کا مال مضاعف (دو چند) ہو جائے۔

الغرض اس قصہ کی طرف اشارہ کر کے خدا فرماتا ہے وَاذ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَاذَّارَکُمْ
 فَبَلَّغْهَا اور تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا پھر اسکے قاتل کے بالے میں ہم اختلاف
 کیا اور ہر ایک شخص اس گناہ کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سر سے مٹاتا تھا اور دوسرے

کے سر دھرتا تھا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ۔ تم جو قاتل کی خبر کو چھپاتے تھے اور موسیٰ
 کی تکذیب کے ارادے کو پوشیدہ کرتے تھے۔ اس کو خدا ظاہر کر لیا ہے اس لیے کہ تم نے اس سے
 سوال کیا تھا کہ اس مردے کو زندہ کر اور تمہارا گمان یہ تھا کہ خدا اس کی دعا قبول نہ کرے گا۔
 فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا الغرض جب وہ گائے ذبح ہو چکی تو ہم نے حکم دیا کہ اس گائے
 کا ایک ٹکڑا لے کر اس مردے کے بدن پر مارو كَذٰلِكَ يُخَيِّئُ اللّٰهُ الْمَوْتٰى لِمَنْ يَّشَاءُ لِيُخْرِجَ
 اَيُّکُمْ مِّنْهُم مَّا يَشَاءُ۔ ایک مردے کے دوسرے مردے کیساتھ ملنے سے خدا نے مردے کو زندہ کیا ہے اسی طرح وہ دنیا
 میں زندہ کرتا ہے اور آخرت میں بھی کرے گا۔ دنیا میں تو یہ کہ مرد کی منی عورت کی منی سے ملتی ہے اور
 خدا اس سے ان کو زندہ کرتا ہے جو بالوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں موجود ہیں اور
 آخرت میں یہ کہ پہلی دفعہ صور ٹھونکنے کے بعد اور دوسرے صور سے پہلے جبکہ تمام زندہ مردے
 ہو جائیں گے بحر سجور سے جو آسمان کے قریب ہے (جسکی طرف اشارہ فرمایا ہے وَالْبَحْرُ الْمَسْجُورُ)
 اور وہ مرد کی منی کی مانند ہے۔ زمین پر ایک بارش برسا یگا۔ وہ آب منی کے سڑے مردوں کے ساتھ ٹپکا
 اور سب زمین سے روئیدہ ہو کر زندہ ہو جائیں گے پھر خدا فرماتا ہے وَيُرِيْكُمْ اٰیٰتِهٖٓ اور تم کو اور
 نشانیوں کی طرح اپنی علامتیں اور نشانیاں دکھلاتا ہے جو اس کی وحدانیت اور اس کے
 پیغمبر موسیٰ کی نبوت اور محمد (جو تمام بندوں اور کنیزوں کے سردار ہیں) اور اس کی آل اطہار
 کے تمام مخلوق سے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہیں لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تاکہ تم اس امر میں
 تعقل و تفکر سے کام لو کہ جو خدا ان عجائبات کو ظاہر کرتا ہے وہ اپنی مخلوق کو ایسا حکم نہیں
 دیتا جو حکمت سے خالی ہو اور محمد و آل محمد کو اس نے اس لیے برگزیدہ کیا ہے کہ وہ تمام
 صاحبان عقل و شعور سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔

قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَتْ جَارَةً اَوْ
 اَشَدَّ قَسُوۡةً وَّ اَنَّ مِنَ الْجَارَةِ لَمَّا يَتَجَرَّرُ مِنْهُ اِلَّا نَهَارًا وَّ اَنَّ مِنْهَا لَمَّا يَشْفَقُ
 فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ طَوَّارًا وَّ اَنَّ مِنْهَا لَمَّا يَهْبِطُ مِنْ خَشِيۡتِهِ اللّٰهُ وَ عَا اللّٰهُ بِعَاقِلٍ
 عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ ہ ترجمہ : پھر اس واقعہ کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے کہ وہ سختی میں
 پتھروں کی مانند تھے یا قساوت اور سختی میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ بعض پتھروں میں سے

پارہ ۲۷
 سورہ طور
 ح ۱

تو نہریں جاری ہوتی ہیں اور بعض میں سے پانی پھوٹ کر نکلتے ہیں اور بعض پتھر خدا کے خوف سے نیچے گر پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے غافل نہیں ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ إِذَا نُكِرَتْ فِيهَا مَاءٌ فَسَفَتْ فَذَلِكُنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ لَنْ يَرَوْا سَعْدَةً وَأُولَئِكَ هُمُ السَّامِعُونَ

اور محمد سے طرح طرح کی نشانیاں مشاہدہ کیں تمہارے دل سخت ہو گئے یعنی خیر و رحمت اللہ سے خشک اور ترش ہو گئے فِہلَیْ كَالْحِجَارَةِ پَسِ وَہ خشک پتھروں کی مانند ہیں کہ ان میں سے کسی قسم کی رطوبت نہیں نکلتی اور نہ ان میں سے کوئی ایسی چیز جدا ہوتی ہے جس سے کچھ نفع حاصل ہو یعنی تم نہ تو اپنے مالوں سے حق خدا ادا کرتے ہو اور نہ مومنینوں کو تصدق کرتے ہو اور نہ کسی قسم کی نیکی سے عزت حاصل کرتے ہو اور نہ کچھ جو دوسرا عمل میں لاتے ہو نہ کسی محتاج و ضعیف کو کھانا کھلاتے ہو نہ کسی مبتلائے رنج و محن سے کچھ نیک سلوک کرتے ہو اور نہ کوئی انسان کی سی طرز معاشرت اور معاملات کرتے ہو اَوْ اَشَدَّ قَسْوَةً یَا قَسَاوَاتِ مِیْلَانِ سَخْتِیْنَ یعنی وہ دل یا تو پتھروں جیسے سخت ہیں یا قساوت اور سختی میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں یہ بات سامعین پر مبہم رکھی گئی ہے اور اس کو ظاہر نہیں کیا جیسا کہ اس مثال میں ہے اَنْكَلَتْ مِنْ حِجْرٍ اَرْضًا اَیْمًا اَیْمًا نَیْءًا رَوْنِیْ طَکْهَانِیْ ہے یا گوشت منکلم کا اس فقرے سے پیشانی نہیں ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ میں نے کیا چیز کھائی ہے بلکہ اسکی غرض صرف یہ ہے کہ سننے والے پر یہ بات مبہم رہے اور اس کو معلوم نہ ہو کہ میں نے کیا چیز کھائی ہے اگرچہ وہ خود جانتا ہے جو کچھ اس نے کھایا ہے اور اَوْ اَشَدَّ قَسْوَةً میں اذ بلکہ کے معنی میں نہیں ہے کیونکہ اس طرح پر کسی غلط شدہ کلام کا استدراک کیا جاتا ہے اور وہ جل شانہ اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ کسی خبر میں غلطی کرے۔ بعد ازاں اس غلطی کا اپنے نفس پر استدراک کرے کیونکہ وہ ایسا عالم ہے کہ جو چیزیں ہو چکیں اور جو ہونگی اور نہ ہونگی اور جو تھیں وہ کیونکہ تھیں اور جو ہونگی وہ کیونکہ ہونگی سب کی کیفیت اور ماہیت سے واقف ہے بلکہ اپنے نفس پر غلطی کا استدراک کرنا صرف مخلوق ناقص العقل والعلم کا کام ہے نیز یہ او و او کے معنی میں بھی نہیں ہے کیونکہ اس حالت میں دوسرا جملہ اَوْ اَشَدَّ قَسْوَةً پہلے جملہ فِہلَیْ

کَالْحِجَارَةِ کی تکذیب کرتا ہے اس لیے کہ اس نے جملہ اول میں فرمایا کہ ان کے دل سختی میں پتھروں کی مانند ہیں نہ ان سے زیادہ سخت نہ ان سے زیادہ نرم توجب جملہ ثانی میں اَوْ اَشَدَّ قَسْوَةً کہا یعنی اور اس سے بھی زیادہ سخت تو قول اول سے جس میں فرمایا تھا کہ وہ ان کی نسبت سخت تر نہیں ہیں رجوع کیا اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے لَیْسَ مِنْ اَنْبِیَآءِکُمْ خَیْرٌ لَّا قَائِلٌ وَا کَثِیْرٌ یَعْنِیْ تَمَّارٌ دُلُوْلٌ مِیْنِیْ نِیْکِیْ نِیْسَیْ ہے نہ تنصوری نہ بہت غرض خدا نے اول فقرے میں جہاں اَوْ اَشَدَّ فرمایا ابہام رکھا اور فقرہ ثانی میں اس کو صاف کر دیا اور ظاہر فرمایا کہ ان کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں مگر اَوْ اَشَدَّ قَسْوَةً کے کہنے سے وہ ابہام رفع نہیں ہوا بلکہ آیۃ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَّا یَتَفَجَّرُ مِنْہُ الْاَنْہَارُ کے کہنے سے یعنی اے یہودیو تمہارے دل قساوت میں اس درجہ بڑھے ہوئے ہیں کہ ان سے کسی قسم کی نیکی اور امر خیر سرزد نہیں ہوتا اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ ان میں سے نہریں جاری ہوتی ہیں وہ بنی آدم کے حق میں خیر خواہ اور فریاد رس ہیں وَ اِنَّ مِنْہَا لَمَّا یَنْتَفِیْئُ فِیْخَرُّ مِنْہُ الْمَآءُ اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ وہ شق ہو جاتے ہیں اور ان میں سے پانی قطرہ قطرہ ہو کر نکلتا ہے یہ بھی ایک امر خیر ہے جو نہروں کے علاوہ ان سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ بعض پتھر میں سے پھوٹ کر نکلتی ہیں اور ان کے دل ایسے سخت ہیں کہ نہ تو ان سے نہروں کی طرح خیر ظاہر ہوتی ہے اور نہ تقاطر آب کی طرح خیر قلیل ہی ان سے آشکار ہوتی ہے نہ سہی وَ اِنَّ مِنْہَا لَمَّا یَلْبِطُ مِنْ خَشِیْتِہِ اللّٰہِ اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ خوف خدا سے نیچے گر پڑتے ہیں جبکہ ان (پتھروں) پر خدا کا یا اس کے دوستوں محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین اور ان کی آل اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کا نام لیا جائے اور تمہارے دلوں میں اس قسم کی نیکیوں کا کہیں نشان تک بھی نہیں پایا جاتا وَ مَا اللّٰہُ یَعَاظِلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ہ اور اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔ بلکہ وہ انکو جانتا ہے اور تم کو ان کی جزا دیگا۔ کیونکہ وہ عادل ہے اور ظالم نہیں ہے کہ تمہارے حساب میں سختی اور تشدد کرے اور عذاب و عقاب سے تم کو ایذا دے۔

جس طرح اس آیت میں خدا نے ان یہودیوں کے دلوں کا وصف بیان کیا ہے اسی طرح سورۃ نسائیں فرماتا ہے اَمْ لَمْ یَمِیْزِبْ مِنَ الْمَلٰٓئِکِ فَاِذَا لَا یُوْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا

پارہ ۵
سورۃ
ع ۸

یعنی ان کے لیے سلطنت کا حصہ نہیں ہے۔ اگر ان کو مل جائے تو وہ کھجور کی کٹھلی کے گڑھے کے برابر یعنی ذرا سا بھی لوگوں کو نہ دیں۔

اور جس طرح اس جگہ اجمار یعنی پتھروں کی توصیف بیان کی ہے اسی طرح سورہ سحر میں فرماتا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ یعنی اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو اسے محمدؐ تو دیکھتا کہ وہ پہاڑ خوف خدا سے ڈر کر خشوعِ مخصوص کرتا اور چٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور یہ دھمکی اور ڈانٹ خدا کی طرف سے یہودیوں اور ناجیبوں کے لیے ہے جو کہ دوامروں کے جامع اور دو خطاؤں کے ترکیب تھے۔

جب یہ آیت آنحضرتؐ پر نازل ہوئی تو یہودیوں کو نہایت شاق گزری اور ان میں سے بہت سے رئیس اور زباں دان اور مقرر جمع ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور کہنے لگے اے محمدؐ تو ہماری ہجو کرتا ہے اور ہمارے دلوں کے باب میں ایسا دعویٰ کرتا ہے جو بالکل برخلاف ہے۔

حالانکہ خدا کو معلوم ہے کہ ان میں خیر کثیر موجود ہے ہم روزے رکھتے ہیں اور صدقے دیتے ہیں اور فیروں اور محتاجوں کے ساتھ غمخواری اور ہمدردی سے پیش آتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ امر خیر وہ ہے جو محض خدا کے واسطے ہو اور اس کے حکم کے مطابق کیا جائے اور جس عمل سے یا کاری ناموری شہرت اور پیغمبر خدا کی مخالفت اور معاندت مقصود ہو اور اپنا غنی اور صاحبِ مقدر و جانا ہونا اور اپنے افضل اور اشراف ہونے کا اظہار کرنا منظور ہو وہ عمل خیر نہیں ہے بلکہ محض شر ہے اور وہ اپنے بجالانے کے حق میں باعثِ بال و نکالِ آخرت ہے کہ حق تعالیٰ اس عمل کے سبب اس شخص کو عذابِ شدید میں مبتلا کرے حضرت کا یہ ارشاد سن کر یہودی بولے اے محمدؐ تو تو یہ کہتا ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم صرف کرتے ہیں وہ محض اس غرض سے ہے کہ تیرا کام باطل ہو۔

اور تیری ریاست جاتی رہے اور تیرے اصحاب سب تجھ سے الگ ہو جائیں اور یہ جہادِ اعظم ہے جس کے صلے میں ہم اُمید رکھتے ہیں کہ خدا ہم کو ثوابِ عظیم اور اجرِ جلیل عطا فرمائے گا۔ اقل درجہ ہم اس بات کو فرض کر لیتے ہیں کہ تو اور ہم اپنے دعوؤں میں مساوی ہیں اب تو بتا کہ تجھ کو ہم پر کونسی فضیلت ہے تب حضرت نے فرمایا کہ اے یہودیو دعوؤں میں بل حق اور اہل باطل بیشک برابر ہوتے ہیں مگر اللہ کی دلیلیں اور اسکی حجیتیں ان دونوں کا فرق ظاہر کر دیتی ہیں اور اہل باطل کا کذب و بہتان

اور اہل حق کی راستی اور ان کا حق پر ہونا منکشف ہو جاتا ہے اور محمدؐ جو خدا کا پیغمبر ہے تمہاری جہالت کی باتوں سے غمگین نہیں ہوتا اور تم کو بلا دلیل اپنی پیغمبری کے تسلیم کرنے کی تکلیف دینا ہے بلکہ تم پر خدا کی ایسی حجت قائم کرتا ہے جس کا دفعہ تمہارے امکان میں نہیں ہے اور اس کے حاصل اور لازمی نتیجہ سے بچنا تمہاری طاقت سے باہر ہے اور اگر محمدؐ کوئی نشانی اپنے پاس سے تم کو دکھائے تو تم شک کرو گے اور کہو گے کہ وہ تکلف اور بناوٹ ہے اور اس میں کسی مکرو فریب سے کام لیا گیا ہے یا اوروں سے مل کر ایسا کیا گیا ہے اور جب تم خود سوال کرو گے اور اپنی درخواست کے موافق دیکھ لو گے تو تم کو اتنی بات کہنے کی گنجائش نہ رہے گی کہ یہ انہی کا کام ہے یا اوروں سے مل کر ایسا کیا ہے یا اس میں کسی قسم کا مکرو فریب استعمال کیا گیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ کونسا معجزہ دیکھنا چاہتا ہو اور خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو کچھ تم درخواست کرو گے ویسا ہی ظہور میں آئے گا تاکہ تم میں سے کا فرونگے عذرات منقطع ہو جائیں اور مومنوں کی بصیرت میں زیادتی ہو۔ یہودیوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ تو نے ہم سے انصاف کی بات کہی۔ اگر تو نے اس وعدہ انصاف کو جو تو نے کیا ہے پورا کیا تو ہماری درخواست بجالانے سے تیرے عاجز ہونے اور اپنی طرف سے جو دعویٰ نبوت کرتا ہے اس کے باطل ہونے کے سبب تو خود دعویٰ نبوت چھوڑ کر سب سے پہلے شمارِ اُمت میں داخل ہو جائیگا اور احکامِ توہینت کو تسلیم کرنے لگے گا حضرت نے فرمایا کہ دھمکانا کچھ مفید نہ ہوگا۔ بلکہ حق اور صدق تمہارے حال سے خیر دیکھا تم جو درخواست کرنی چاہتے ہو کرو تا کہ اس میں تمہارے عذرات قطع ہو جائیں۔ تب انھوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے دلوں میں فقیروں اور محتاجوں کی ہمدردی اور ضعیفوں کی امداد کرنے اور ابطالِ باطل اور احقاقِ حق کے لیے مال صرف کرنے کا ارادہ بالکل نہیں ہے اور پھر ہمارے دلوں کی نسبت زیادہ تر نرم ہیں اور ہم سے بڑھ کر خدا کے مطیع و فرمانبردار ہیں یہ پہاڑ جو ہمارے نزدیک ہیں۔ آ۔ ان میں سے ایک پہاڑ کے پاس چلیں اور اس سے اپنی لاشٹکونی اور ہماری دروغ بیانی کی شہادت طلب کر۔ اگر اس نے تیری تصدیق کی تو ہم پر لازم ہوگا کہ تیری متابعت کریں اور اگر اس نے تیری تکذیب کی یا خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا تو ہم جان لیں گے کہ تو جھوٹا دعویٰ کرتا ہے اور اپنی نفسانی خواہش کے سبب امر باطل پر لڑتا بھڑتا ہے حضرت نے فرمایا بہت خوب آویس پہاڑ کی طرف چلنا چاہتے ہو چلو تا کہ میں اپنے لیے اس سے

گواہی طلب کروں ورنہ تمہارے مقابلے میں میرے حق میں شہادت دے تب ایک پہاڑ کی طرف چلے جو بستی سے دور تھا اور وہاں پہنچ کر عرض کی اے محمد اس پہاڑ سے گواہی طلب کر حضرت نے اس پہاڑ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے پہاڑ میں تجھ سے محمد اور اسکی آل اطہار (جن کے اسمائے گرامی کے ذکر کرنے کی برکت سے خدا نے آٹھ فرشتوں کے کندھوں پر عرش کو ملکا کر دیا جس کو اس پہلے وہ مع اور فرشتوں کی جمعیت کثیر کے جن کی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں جنبش بھی نہ دے سکتے تھے اور جن کے اسمائے گرامی کے ذکر کرنے سے خدا نے حضرت آدم کی توبہ قبول کی اور ان کی خطا بخشئی اور ان کو اپنا اصلی مرتبہ بھر عطا کیا اور جن کے ناموں کے ذکر کرنے اور ان کا واسطہ دے کر دعا کرنے سے خدا نے اور اس کو بہشت میں مکان بلند میں پہنچایا) کے مرتبہ عالیہ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو ان یہودیوں کے سامنے محمد کے لئے گواہی دے جو خدا نے تیرے سپرد کی ہے جس میں ان کے دلوں کی سختی کے بیان کرنے میں اسکی تصدیق اور ان یہودیوں کے منکر نبوت ہونے میں ان کی تکذیب کا بیان ہو جب حضرت یہ فرما چکے تو وہ پہاڑ حرکت میں آیا اور اُس میں زلزلہ پیدا ہوا اور اس سے پانی جاری ہوا اور اس نے آواز دی اے محمد میں گواہی دیتا ہوں کہ تو رسول رب العالمین اور سردار جمیع خلائق اولین و آخرین ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ ان کے دل جیسا کہ حضرت نے فرمایا ہے پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں کہ ان میں سے کسی قسم کی نیکی کی بات نہیں نکلتی جس طرح پتھروں سے کبھی پانی کے سیلاب جاری ہوتے ہیں اور کبھی تھوڑا تھوڑا پانی رستا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ جو آپ کو خدا پر افرا اور جھوٹ باندھنے کی نسبت دیتے ہیں اپنے قول میں جھوٹے اور کاذب ہیں پھر حضرت نے اس پہاڑ سے فرمایا اے پہاڑ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ توبہ بیان کر کہ خدا نے تجھ کو ہر امر میں میری اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے جس کو میں محمد و آل محمد کے (کہ جنکی برکت سے خدا نے نوح کو کرب عظیم سے نجات دی اور حضرت ابراہیم غلیل اللہ پر آگ کو سرد کیا اور اس کو ان کے لیے باعث سلامتی قرار دیا اور ان کو آگ کے درمیان ایسے تخت مزین اور فرش نرم پر بیٹھان کیا کہ اس بادشاہ جابر نے نہ تو اپنی سرکار میں ان کی مثل دیکھے تھے اور نہ اور بادشاہان روئے زمین نے ان کی نظیر دیکھی اور سنی بھتی اور انواع واقسام کے گل وریحان اور میوہات

اس جگہ آگائے جو سال کی ہر چار فصلوں میں جدا جدا اپنے اپنے وقت پر آگائے کرتے ہیں) مرتبہ کا واسطہ دے کر تجھ سے طلب کروں۔ پہاڑ نے جواب دیا اے محمد ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ تو نے کہا حق ہے نیز میں شہادت دیتا ہوں کہ اگر تو اپنے پروردگار سے سوال کرے کہ تمام دنیا کے مردوں کو بندر اور شور بنا دے تو وہ بیشک ایسا ہی کرے یا یہ سوال کرے کہ سب کو فرشتے بنا دے ایسا ہی ظہور میں آئے اور اگر تو دعا کرے کہ آگ کو تیغ اور تیغ کو آگ کی حالت میں منقلب کر دے تو بیشک ایسا ہی ہو جائے یا یہ دعا کرے کہ آسمان کو زمین پر گرا دے اور زمین کو آسمان پر بلند کر دے تو اسی طرح ظہور میں آئے۔ یا خدا سے توبہ طلب کرے کہ مشرق اور مغرب اور نشیب ہائے زمین سب کو ایک تھیلی (کیسہ) کی مانند کر دے تو درحقیقت خدا ایسا ہی کر دکھائے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا نے تمام آسمانوں - زمینوں پہاڑوں - دریاؤں اور جنگلوں کو تیرا فرمانبردار بنایا ہے اور ہوائیں - بجلیاں اور اعضائے حیوان و انسان تمام مخلوقات تیرے مطیع ہیں جو حکم تو ان کو کرے وہ اس کی تعمیل کریں گے۔

ان معجزات باہرہ کے مشاہدہ کرنے کے بعد یہودی بولے اے محمد تو ہم کو دھوکا دیتا ہے تو نے پہاڑ کے پتھروں کی آڑ میں اپنے کچھ اصحاب کو بٹھا رکھا ہے کہ وہ کلام کرتے ہیں اور ہم سے کہتا ہے کہ پہاڑ باتیں کر رہا ہے اب ہم کو معلوم نہیں ہے کہ یہ آواز جو ہم کو سنائی دیتی ہے پہاڑ کی ہے یا ان مردوں کی اس قسم کی باتوں سے نادان اور ضعیف العقل لوگ ہی دام فریب میں پھنس سکتے ہیں اگر تو اپنے دعویٰ میں راستی پر ہے تو پہاڑ سے ہٹ کر دور جا کھڑا ہو اور اس کو حکم دے کہ جڑ سے اکھڑ کر تیرے پاس آئے جب وہ ہمارے زور و تیرے آگے آئے تو اس کو حکم دے کہ ارتقاع میں سے دو برابر بڑھ کر ہو جائے اور نیچے والا نصف حصہ اوپر چلا جائے جب چوٹی والا جڑ میں آجائے گا اور جڑ والا حصہ چوٹی پر چلا جائے گا تو ہم جانیں گے کہ یہ بات خدا کی طرف سے ہے کسی کی شراکت اور دھوکہ باز سرکشوں کی اعانت سے ایسا ظہور میں نہیں آ سکتا تب آنحضرت نے ایک پتھر کی طرف جو پانچ طول (۲۱ سیر) وزن میں تھا اشارہ کیا اور فرمایا اے پتھر گردش میں آؤ فوراً گردش میں آیا جب قریب پہنچا تو اس یہودی سے جو حضرت سے

مخاطب تھا فرمایا اس پتھر کو اٹھا کر اپنے کان کے برابر رکھ تاکہ جو شہادت اُس پہاڑ نے دی تھی وہی یہ پتھر بھی دے اس لیے کہ یہ بھی اسی پہاڑ کا ایک ٹکڑا ہے جب اس نے اس پتھر کو اٹھا کر کان سے لگایا تو قدرتِ خدا سے وہ پتھر لوہے لگا اور جو آواز پہاڑ سے پیدا ہوئی تھی اس نے یہودیوں کے دلوں کی بابت جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا اور جو آنحضرت نے خبر دی تھی کہ یہودیوں کے اعتراضات جو محمد کے دفعیہ کے لیے ہیں وہ بالکل فضول اور باطل ہیں بلکہ ان ہی کے لیے باعثِ وبال و نکال ہیں۔ اس کی تصدیق کی تھی اس پتھر سے بعینہ وہی آواز پیدا ہوئی۔ تب حضرت نے فرمایا تو نے سنا یہ پتھر کیا کہتا ہے۔ اب بتا اس کے پیچھے بھی کوئی آدمی بیٹھا ہے جو تجھ سے کلام کر رہا ہے اور تجھ کو فریب دیتا ہے کہ پتھر تجھ سے کلام کرتا ہے۔ یہودی نے عرض کی یہ یہ بات تو نہیں ہے مگر جو درخواست میں نے کی ہے اُس کو پورا کرتے آنحضرت وہاں سے دوڑ پھاڑ گئے اور ایک وسیع میدان میں جا کر کھڑے ہوئے پھر آواز دی اے پہاڑ میں مجھ کو اُس کی آل اطہار کے مرتبے کا تجھ کو واسطہ دیتا ہوں (جن کے مرتبے کے باعث اور بندگانِ خدا کے اُن کا واسطہ دے کر دعا کرنے کے سبب خدا نے قوم عاد پر تندر ہوائے صحر کو بھیجا جو لوگوں کو اکھاڑ کر گرائی تھی اور وہ ایسے معلوم ہوتے تھے گویا کھجوروں کے کندے گرے پڑے ہیں اور اور چیریل کو حکم دیا کہ قوم صالح پر ایک خوفناک صبح مارے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُس کے صدے سے خشک گھاس کی طرح ریزہ ریزہ ہو کر رہ گئے) کہ تو حکمِ خدا سے اپنی جگہ سے اٹھ کر خدا ہو اور یہاں میرے پاس آ اور ہاتھ کو اپنے سامنے زمین پر رکھ دیا وہ پہاڑ حرکت میں آیا اور پہ تیز رو کی طرح نہایت تیزی سے چلا اور آ کر جہاں حضرت نے نشان دیا تھا پھر گیا اور اس کی جڑ حضرت کی انگلیوں کے نزدیک آگئی اور ان سے ملحق ہو گئی۔ پھر قائم ہو کر عرض کی اے رسولِ ربِّ العالمین میں آپ کے حکم کو گوشِ دل سے سننے اور دل و جان سے اپنی فرمانبرداری کو حاضر ہوں اگر آپ ان معاندوں کی ناکوں کو گرگڑنا (یعنی انکو ذلیل و خوار کرنا) چاہیں تو مجھے حکم دیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ان معاندوں نے درخواست کی ہے کہ میں تجھ کو حکم دوں کہ زمین سے اٹھ کر برابر دو ٹکڑے ہو جا اور اوپر کا نصف حصہ نیچے آجائے اور نیچے کا اُدھا حصہ اوپر چلا جائے یعنی چوٹی جڑ میں آجائے اور جڑ چوٹی کی جگہ جا قائم ہو پہاڑ نے عرض کی

یا رسول اللہ آپ مجھ کو اس امر کے بجالانے کا حکم دیتے ہیں؛ فرمایا ہاں وہ پہاڑ فوراً دو ٹکڑے ہو گیا نیچے کا حصہ اوپر چلا گیا اور اوپر کا حصہ نیچے آ گیا اور جڑ چوٹی کی جگہ اور چوٹی جڑ کی جگہ جا قائم ہوئی۔ پھر پہاڑ نے آواز دی اے گروہ یہود آیا یہ مجھ کو موسیٰ کے معجزوں سے کہے جن پر تم اپنے زعم میں ایمان لاتے ہو۔ یہ آواز سن کر یہودی ایک دوسرے کی طرف تکتے تکتے بعض نے کہا کہ اب ہم کو اس کے ہاتھ سے گریز کی صورت باقی نہ رہی اور بعض بولے کہ یہ شخص صاحبِ قبال اور خوش نصیب ہے اور ایسا شخص جس چیز کا ارادہ کیا کرتا ہے وہی اُسکے لیے ہوتا ہے اور صاحبِ تخت کے لیے عجائبات ظہور میں آ کر تے ہیں تم ان عجائبات کے مشاہدہ کرنے سے جو اس سے ظاہر ہوئے اُس کے دامن فریب میں مت پھنسو۔ ان کی یہ باتیں سن کر پہاڑ نے آواز دی اے دشمنانِ خدا تم نے ان باتوں سے موسیٰ کی پیغمبری کو باطل کیا آیا تم نے موسیٰ سے نہیں کہا تھا کہ عصا کا اثر دہا کی صورت میں بدل جانا اور دریا شگافہ ہو کر اس میں راستوں کا ظاہر ہو جانا اور پہاڑ کا سا تباہ کی طرح سروں پر آ کر ٹھہرنا صرف اس وجہ سے ہے کہ تو صاحبِ نصیب اور اقبال مند ہے تیرے نصیب ان عجائبات کو ظاہر کرتے ہیں اس لیے ہم تجھ سے ان عجائبات کے مشاہدہ پر فریفتہ اور گرویدہ نہیں ہوتے لقصہ وہ پہاڑ بعد اس کلام زجر آمیز کے اُن یہودیوں کو نکل گیا اور حجت پروردگار اُن پر لازم ہو گئی۔

قوله عز وجل اَفَتَطْمَعُونَ اَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يَحْرَفُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۗ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا وَاِذَا اَخْلَا بَعْضُهُمْ اِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوْا اَلْحَدِثُوْا لَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوْكُمْ بِهِ ۗ عِنْدَ رَبِّكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۗ اَوْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَسْتُرُوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۗ (ترجمہ) اے محمد و اصحابِ محمد کیا تم طمع کرتے ہو کہ وہ یہودی تمہاری تصدیق کریں گے اور ایمان لائیں گے حالانکہ ان میں سے ایک فریق ایسا تھا کہ کلامِ خدا کو سنتے تھے اور اس کے سمجھ جانے کے بعد اس میں تحریف اور تبدیلی کر دیتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور جب یہودی مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہاری طرح ایمان

حاصل ہو اور وہ خلفاء (ائمہ طاہرین) جو اس کے بعد ہونگے روشن ستارے اور چمکدار چاند اور نہایت پُر ضیا آفتاب ہیں اور ان کے دوست خدا کے دوست ہیں اور ان کے دشمن خدا کے دشمن اور بعض یہودی کہتے تھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صاحب معجزات اور دلائل و ضحہ کا قائم کرنے والا ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ جب کفار قریش اس کے قتل کرنے پر متفق ہوئے اور مار ڈالنے کے ارادے سے اس کو تلاش کیا تو خدا نے ان کے ہاتھوں و پاؤں کو خشک کر دیا کہ کام کرنے اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے اور وہاں سے خائستہ خاصہ نیل ملام واپس چلے گئے اور اگر محمد چاہتا تو تنہا ان سب کو قتل کر ڈالتا اور وہ ایسا شخص ہے کہ جب کفار قریش نے اس سے مجادلہ کیا تو بولے کہ آہل کے پاس حلیوں و اسکو اپنا حکم (منصف) قرار دیں تاکہ وہ ہماری صداقت اور تیری دروغ گوئی کی شہادت دے جب وہ اہل کے پاس پہنچا تو وہ بت مٹہ کے بل گر پڑا اور اس نے شہادت دی کہ اے محمد تو نبی خدا ہے اور تیرا بھائی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کے بعد اس کے فرزند اس کے وارث ہونگے اور اسکی سیاست اور امامت کو قائم کریں گے اور وہ ایسا شخص ہے کہ جب قوم قریش نے اس کو شعب ابوطالب میں محصور کیا اور اس کے دروازے پر چند شخصوں کو مقرر کیا تاکہ کوئی شخص ان کو غذا پہنچانے نہ پائے اور نہ کسی کو اندر سے نکلنے دیں تاکہ وہ ان کے لیے کہیں سے کھانا نہ لے آئے تو حق تعالیٰ نے سب کو جو محاصرے میں تھے خواہ کافر تھے یا مومن من و سلوئے سے بہتر اور افضل غذا عنایت فرمائی اور انواع و اقسام کے میوؤں اور کھانوں میں سے جس چیز کی وہ خواہش کرتے تھے آنحضرت کی دعا لکھ کر تھک سے ان کے لیے تیار کیا اور لباسہائے فاخرہ ان کو پہننے کے لیے عطا فرمائے اور جب حضرت نے ان لوگوں کو اس درہ کی تنگی سے دل تنگ دیکھا تو اپنے دائیں اور بائیں ہاتھوں کو پہاڑوں کی طرف اٹھا کر اشارہ کیا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ وہ فوراً ہٹ گئے اور اس درے میں ایسا وسیع جنگل پیدا ہو گیا کہ اس کے دونوں سرے نظر نہ آتے تھے پھر اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا اے محمد اور اس کے انصار کے امانتدار جو درخت اور میوہجات اور گل وریاحین اور نباتات خدا نے تمہارے سپرد کی ہیں ان کو باہر نکالو تب قدرت خدا سے وہ تمام جنگل گھاس - بسزے - گل وریحان اور انواع و اقسام کے درختوں اور میوؤں سے پُر ہو گیا۔

جنگل کے مشاہدے سے دل اور آنکھیں بکھینک بکھینک اور بہرہ ور ہوں اور فکر و غم دور ہوں اور اس جنگل میں عجیب و غریب درختوں کے موجود ہونے اور پھلوں کے گرنے اور نہروں کے جاری ہونے اور پھولوں کی طراوت اور نباتات کی تروتازگی کے سبب وہ لوگ سمجھتے تھے کہ ایسا میدان دنیا کے کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہے۔

اور محمد ایسا شخص ہے کہ جب ابو جہل ملعون کا قاصد تہدید و تحریف کرتا اس کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد وہ خبط جو تیرے سر میں سمائے ہیں انھوں نے مکہ میں تیرا ہنرنا دشوار کر دیا اور تجھ کو مدینہ میں پہنچایا اور وہ برابر تجھ میں قائم رہیں گے۔ یہاں تک کہ تجھ کو ایسے امور کے بحالانے پر برا لکھتے کریں جو تجھ کو کاڑ دیں اور اس درجہ پر پہنچا دیں کہ تو اس شہر کو اس کے باشندوں کے حق میں فاسد کر دے اور ان کو حزن و ملال میں مبتلا کرے اور تو اپنی حد اور طریقے سے باہر نکل جائے اور میں جانتا ہوں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا کہ قریش تیری بیخ کنی اور تیری بلاد ضرر کے دفعیہ کے ارادہ سے ایک دل ہو کر تجھ پر حملہ آور ہونگے اور تو اپنے نادان اور فریب خوردہ ہمراہیوں کیساتھ ان کے مقابل ہوگا اور جو لوگ تیری نبوت کے منکر اور تیرے دشمن ہیں وہ بھی اس جنگ میں تیرے مددگار ہوں گے۔ اس لیے کہ ان کو خوف ہے کہ اگر تو مارا گیا تو وہ بھی مارے جائیں گے اور تیرے بلا میں پھنسنے سے ان کے عیال و اطفال بھی بلا میں مبتلا ہوں گے اور تیرے اور تیرے تابعین کے محتاج ہونے سے وہ اور ان کے خویش و اقارب سب محتاج اور زندگست ہو جائیں گے کیونکہ ان کو یقین و اثق ہے کہ تیرے دشمن جب تجھ پر غالب ہو جائیں گے اور بقر و غلبہ ان کے شہر میں داخل ہونگے تو وہ تیرے دوستوں اور دشمنوں میں تمیز نہ کریں گے اور تیرے ساتھ ان کی بھی بیخ کنی کر دیں گے اور جس طرح تیرے عیال و اطفال کو اسیر کریں گے اور مال و اسباب کو لوٹیں گے اسی طرح ان کے عیال و اطفال اور مال و متاع کے ساتھ بھی یہی سلوک کریں گے۔

وَ اَعِزَّ مَنًّا وَ اَنْذَرَ دَبَّالِخَ مَنًّا وَ اَوْصَحَّ یَعْنِیْ جِسْمَ نَبِیِّہِمْ وَ اَلَا یَاؤُرُّ اَنْسَ نَہِ عِزِّہِمْ
کو پورا کیا اور جس نے واضح طور پر بیان کیا اس نے حق رسالت ادا کیا۔

جب ابو جہل علیہ اللعین کا یہ پیغام پہنچا تو حضرت مدینہ کے باہر تشریف رکھتے تھے اور بہت سے اصحاب اور یہودان بنی اسرائیل کا ایک گروہ جو آنحضرت کا منکر تھا وہاں موجود تھے۔

اور ابو جہل نے اپنے قاصد کو ایسا ہی حکم دیا تھا تاکہ یہودی مومنین کو نبرد کر لیں اور باقی کفار کو جو وہاں موجود ہوں آنحضرت پر حملہ کرنے کی ترغیب دیں۔ آخر کار آنحضرت نے اس قاصد سے فرمایا آیا تو اپنی بات تمام کر چکا اور اپنے پیغام کو پورا پہنچا دیا۔ وہ بولا ہاں حضرت نے فرمایا اب میرا جواب سن ابو جہل تو مجھ کو مصیبتوں اور ہلاکتوں سے ڈراتا ہے اور پروردگار عالمین مجھ کو نصرت و ظفر کا وعدہ دیتا ہے اور خدا کی خبر بہت ہی سچی ہے اور امر الہی کا قبول کرنا نسب اور اولیٰ ہے محمد کو کسی شخص کے امداد نہ کرنے اور اس کے غضبناک ہونے سے کچھ ضرر نہیں ہے جبکہ خدا اس کا معین و مددگار ہو اور اپنے جو دو کرم سے اس پر فضل و احسان کرے۔ اسے قاصد تو اس سے جا کر کہہ دینا کہ اے ابو جہل تو نے مجھ کو وہ پیغام دیا جو شیطان نے تیرے دل میں ڈالا تھا اور میں تجھ کو وہ جواب دیتا ہوں جو خدا نے رحمن نے میرے دل میں لقا کیا ہے (اور وہ یہ ہے) کہ میرے اور تیرے درمیان آتیس دن تک لڑائی ہوگی اور تجھ کو میرا ایک نہایت ضعیف اصحابی قتل کریگا اور تو عنقریب عقبہ شیبہ - ولید اور فلاں فلاں کو لے کر ہمارے مقابلے کو آئے گا اور حضرت نے چند آدمیوں کے نام لیے جو چاہ بدر کے معرکہ میں شامل ہوتے تھے تم میں سے نثر شخصوں کو قتل کرونگا اور ستر کو قید کر لوں گا اور بھاری فدیہ لے کر چھوڑوں گا۔ بعد ازاں مومنین اور یہود و نصاریٰ اور دیگر حاضرین کو جو وہاں موجود تھے آواز دی اگر تم ان مقتولوں کا مقام قتل دیکھنا چاہتے ہو تو آؤ مقام بدر میں چلو کیونکہ وہ مقام معرکہ آرائی اور میدان جنگ ہے اور وہیں یہ بلائے عظیم وارد ہوگی تاکہ میں ہر ایک مقتول کے قتل گاہ پر اپنا قدم رکھوں اس کے بعد بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ٹھیک وہی مقام ہے نہ زیادہ ہوگا نہ کم اور نہ کسی قسم کا تغیر اس میں ہوگا اور نہ ایک لحظہ آگے اور پیچھے ہوگا۔ اور نہ اس سے تھوڑا ہوگا۔ نہ بہت حاضرین میں سے کسی نے بھی اس بات کو آسان نہ سمجھا اور سوائے علی ابن ابی طالب کے اور کسی نے قبول نہ کیا۔ مگر اس ولی خدا نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ بسم اللہ تشریف لے چلے اور باقی سب نے کہا کہ ہم کو سواری اور سامان سفر اور اخراجات کی ضرورت ہے ورنہ ہم کسی طرح وہاں نہیں جاسکتے کیونکہ وہ یہاں سے کسی دن کی راہ ہے پھر حضرت نے یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہاری کیا رائے ہے وہ بولے ہم اپنے

گھر ہی رہنا چاہتے ہیں۔ ہم کو اس چیز کے دیکھنے کی کچھ حاجت نہیں ہے جس کے دعویٰ میں تو حیکہ سے حضرت نے جواب دیا تم کو وہاں تک پہنچنے میں ایک قدم اٹھانے سے زیادہ کی تکلیف نہ ہوگی۔ اس لیے حق تعالیٰ زمین کو تمہاری خاطر سکیر دیکھا اور دوسرے قدم میں ہاں پہنچا دیکھا۔ حضرت کا یہ ارشاد سن کر مخلص مومن بولے حضرت سچ فرماتے ہیں اب ہم اس آیت الہی سے مشرف و ممتاز ہونگے اور کفار و منافقین نے کہا اب ہم اس جھوٹ کا امتحان کریں گے تاکہ محمد کا غدر قطع ہو جائے اور اس کا اسی پر نجات ہو اور اس کے جھوٹ کو واضح اور آشکار کر دیں الغرض ان لوگوں نے جب پہلے قدم کے بعد دوسرا قدم طے کیا تو ناگاہ اپنے آپ کو چاہ بدر کے پاس پایا۔ یہ مجزہ دیکھ کر سب حیران ہوئے اس وقت حضرت نے فرمایا اس کو میں کو اپنا نشان مقرر کرو اور اس سے اتنے گز کا فاصلہ پاؤ جو پیمائش ختم ہوئی تو فرمایا۔ یہاں ابو جہل مارا جائے گا۔ اور اسکو فلاں نصاریٰ نخمی کریگا۔ اور میرا نہایت ضعیف صحابی عبداللہ ابن مسعود اسکو قتل کریگا۔ بعد ازاں فرمایا کو میں سے فلاں و فلاں طرف اتنے اور اتنے گز پاؤ جو باپ چکے تو فرمایا یہ عقبہ کی قتل گاہ ہے یہ شیبہ کی اور یہ ولید کی اور عنقریب فلاں و فلاں مارے جائیں گے اور ستر کفار کے نام گنوائے اور فلاں و فلاں قید ہونگے اور ستر کافروں کے نام اور ان کے باپ دادا کے نام مع انکی صفات کے بیان فرمائے اور جو لوگ انکے آبا و اجداد سے منسوب تھے۔ ان کے نسب اور ان کے دوستوں کے نسب بھی ذکر کئے بعد ازاں فرمایا تم میری ان باتوں سے واقف ہو گئے۔ سب نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا یہ بات حق ہے اور خدا کا وعدہ جہنمی اور قضائے لازمی ہے جو اٹھائیس دن کے بعد اٹھائیس دن ظہور میں آئیگا پھر فرمایا اے مسلمانو اور یہودیو جو کچھ تم نے سنا اس کو لکھ لو انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے سنا اور اس کو اپنے دلوں میں قائم کر لیا۔ حضرت نے فرمایا لکھی ہوئی بات زیادہ زیادہ سچی ہے انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ اس وقت قلم و دوات اور کاغذ کہاں سے لائیں فرمایا یہ کام فرشتوں کے ہوتے ہے بعد ازاں فرشتوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اے فرشتگان پروردگار اس قصے کو جو تم نے سنا ہے کاغذوں پر لکھ کر ان لوگوں میں سے ہر ایک کی آستین میں ایک ایک پرچہ رکھ دو۔ بعد ازاں فرمایا۔ اے مسلمانو! اپنی اپنی آستینوں کو دیکھو اور جو کچھ ان میں ہے اس کو نکال کر پڑھو۔ جب انھوں نے اپنی آستینوں کو ٹٹولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص کی آستین میں

کسی شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی اے فرزند رسول کیا سبب ہے کہ خدا عوام یہود کی مذمت کرتا ہے کہ وہ اپنے علماء سے سنے بغیر کتاب خدا کو پیمانہ نہیں سکتے اور ان کو اس کے سوا اور کچھ چارہ بھی نہیں ہے پھر ان کی تقلید کرنے اور ان کے اقوال کو ماننے میں ان کی مذمت کیوں کی گئی حالانکہ ان کے عوام ہمارے عوام کی طرح ہیں کہ اپنے عالموں کی پیروی کرتے ہیں جبکہ ان کے لیے اپنے علماء کے قول کا قبول کرنا جائز نہیں رکھا تو ان (مسلمانوں) کے لیے بھی جائز نہ ہوا کہ اپنے علماء کے قول کو تسلیم کریں حضرت نے فرمایا ہمارے عوام اور ہمارے علماء اور ان کے عوام اور ان کے علماء میں ایک طرح سے فرق ہے اور ایک جہت سے دونوں مساوی ہیں مگر جس صورت میں کہ وہ دونوں مساوی ہیں اس میں خدا نے ہمارے عوام کی بھی اپنے علماء کی تقلید کرنے کے باب میں مذمت کی ہے جس طرح ان کے عوام کو نوا کہا ہے مگر جس صورت میں عوام اور علماء میں فرق ہے وہاں ہمارے عوام کی تقلید علماء کے بارے میں مذمت نہیں کی گئی کسی شخص نے عرض کی اسکا سبب بیان فرمائیے حضرت نے فرمایا کہ عوام یہود اس بات کو جانتے تھے کہ ان کے علماء صریح جھوٹ بولتے ہیں اور حرام مال کھاتے ہیں اور رشوت لیتے ہیں اور کسی کی سفارش سے با کسی پر مہربانی کر کے یا رشوت لے کر احکام خدا میں تغیر و تبدل کر دیتے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ ان کے عالم سخت متعصب ہیں کہ اس تعصب کے باعث اپنے دین سے الگ ہو جاتے ہیں اور جب وہ تعصب پر آتے ہیں تو جس کے ساتھ تعصب کا طریق برتا ہے اس کے حقوق کو زائل کرتے ہیں اور جس کی طرفداری منظور ہوتی ہے ناحق غیر کا مال اس کو دے ڈالتے ہیں اور اس کی خاطر حقدار پر ظلم کرتے ہیں نیز ان کو معلوم ہے کہ وہ عالم فعل حرام کے ترکیب ہوتے ہیں پھر باوجود اس کے کہ ان کے دل اس بات کو پہچانتے ہیں کہ جو کوئی ان علماء کے سے عمل کرے وہ فاسق ہے اور خدا اور اسکے انبیاء کی جو اسکے اور اسکی مخلوق کے مابین واسطہ ہوتے ہیں تصدیق نہیں کرتا پھر بھی وہ ان کی تقلید کرتے ہیں اسی سبب سے حق تعالیٰ نے انکی مذمت کی ہے کیونکہ انھوں نے ان لوگوں کی تقلید کی جن کو وہ جانتے تھے اور جن کی بابت ان کو معلوم تھا کہ انکی خبر کو قبول کرنا اور انکی بات کو تصدیق کرنا اور جس شخص کو انھوں نے مشاہدہ نہیں کیا اسکی بابت جو باتیں وہ عالم ان کو

پہنچاتے ہیں ان پر عمل کرنا جائز نہیں ہے اور رسول اللہ کے بارے میں غور کرنا خود ان پر واجب تھا کیونکہ آنحضرت کے دلائل پوشیدہ نہ تھے بلکہ عین روشن اور صاف واضح تھے اور نہایت مشہور و معروف تھے اور انکی نظروں میں خوب واضح ہو چکے تھے اور اس اُمتِ مرعومہ کے عوام کے واسطے بھی یہی حکم ہے کہ جب وہ معلوم کر لیں کہ ان کے علماء بظاہر طور پر فسق و فجور میں مبتلا ہیں اور سخت تعصب کے مرتکب ہوتے ہیں اور اموالِ ذمیوی اور افعالِ حرام کی خاطر کھلم کھلا عدوا میں کرتے ہیں اور جس سے تعصب کرتے ہیں اس کو ہلاک کر دیتے ہیں اگرچہ وہ شخص اس بات کا مستحق و نزاوا تھا کہ اس کے امر کی اصلاح کی جاتی اور جس کی پاسداری اور رعایت کرتے ہیں اس سے احسان و مروت سے پیش آتے ہیں خواہ وہ ذلت و اہانت کا سزاوار ہی کیوں نہ ہو پس جو لوگ ہمارے عوام میں سے ایسے فقہار کی تقلید کرتے ہیں وہ عوام یہود کی مانند ہیں جن کی خدا نے اپنے فاسق و فاجر علماء کی تقلید کرنے کی وجہ سے مذمت بیان کی ہے لیکن جو عالم ایسے ہوں کہ اپنے نفسوں کی حفاظت کرتے ہوں اور اپنے دین کے محافظ اور مخالفانِ دین کے مخالف ہوں اور امر اللہ کے مطیع و فرمانبردار ہوں عوام پر لازم ہے کہ ان کی تقلید کریں اور یہ صفات شیعوں کے فقط بعض علماء میں پائی جاتی ہیں نہ کہ سب میں کیونکہ جو عالم عامہ کے فاسق فقہا کی طرح فواحش و قباح کا مرتکب ہوں ان کی زبانی ہمارے کسی حکم کو مت قبول کرو اور نہ ان کی کسی قسم کی تعظیم و تکریم کرو صرف اسی تعظیم کی غرض کے پورا کرنے کیلئے ہم اہلبیت کے اقوال و احکام میں لوگوں نے اپنی طرف سے بہت کچھ شامل کر دیا ہے کیونکہ فاسقوں کو جو ہمارے احکام پہنچتے ہیں وہ اپنی جہالت کے سبب ان کو بالکل تبدیل کر دیتے ہیں اور اپنی کم عقلی کے باعث چیزوں کو بے موقع رکھ دیتے ہیں اور بعض دیدہ و دانستہ ہم پر افسر کرتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے سے مال و متاعِ دنیوی کو حاصل کریں جو ان کے لیے جہنم کا زادِ راہ بنے گا اور ایک فرقہ ناصبیوں کا ہے کہ وہ ہمارے حق میں کسی قسم کے رد و قدح کرنے پر قادر نہیں ہیں مگر ہمارے صحیح علوم کو سیکھ لیتے ہیں اور پھر اس کو لے کر ہمارے شیعوں کے پاس جاتے ہیں اور ہمارے دشمنوں سے ہمارے نقص بیان کرتے ہیں پھر اس میں چند در چند ایسے جھوٹی باتیں شامل کرتے ہیں جن سے ہم بالکل پاک اور سخت بیزار ہیں اور ہمارے بعض فرمانبردار اور مطیع شیعہ ان باتوں کو ہم اہلبیت کا علم سمجھ کر قبول کر لیتے

ہیں پس ایسے لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور اس قسم کے لوگ ہمارے
 ضعیف شیعوں کو اسکی نسبت بہت زیادہ ضرر پہنچاتے ہیں جتنا کہ لشکرِ یزید علیہ اللعین واللعنات
 الشدید نے امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب با وفا علیہم الرضوان کو پہنچایا کیونکہ وہ
 ان کی جانوں اور مالوں کو چھین لیتے ہیں اور ان لوگوں کا جن کے مال و جان کو ان ناصبیوں نے
 چھین لیا ہے ان کے دشمنوں کے ہاتھ سے ضرر پہنچنے کے سبب بہت بڑا رتبہ ہے اور یہ غیبت
 علمائے نواصب اپنے آپ کو ہمارے دوست اور ہمارے دشمنوں کے دشمن ظاہر کر کے ہمارے
 ضعیف شیعوں کے اعتقادات میں طرح طرح کے شک ڈال کر ان کو گمراہ کرتے ہیں اور ان
 کو حق اور پاک طریق پر چلنے سے روکتے ہیں۔ مگر ان گمراہ شدہ عوام میں سے جس کے دل کی
 نسبت خدا کو یہ علم ہے کہ اس کا ارادہ اور منشا یہ ہے کہ دین خدا کی حفاظت کرے اور ولی
 خدا کی تعظیم اور عزت کرے اس کو ایسے پر تعلیم کا فر کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتا بلکہ اس کے
 لیے ایک مؤمن کو مقرر فرماتا ہے جو اس کو راہِ صواب اور طریقِ حق سے واقف کرتا ہے پھر اس
 کو اس مؤمن کی باتوں کے تسلیم کرنے کی توفیق دیتا ہے اور اس طرح سے اس شخص کے واسطے
 دنیا اور آخرت دونوں جگہ کی بہتری اور اس بہکانے والے مردود کے لیے دنیا کی لعنت اور
 آخرت کا عذاب جمع کرتا ہے بعد ازاں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب
 رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہماری امت کے علماء شرار و وہ عالم
 ہیں جو لوگوں کو ہماری طرف سے گمراہ کرتے ہیں اور ہماری طرف کی راہوں کو قطع کرتے ہیں اور
 ہمارے ناموں اور لقبوں سے ہمارے اعضاء کو نامزد اور ملقب کرتے ہیں اور ان (ہمارے
 دشمنوں) پر درود و سلام بھیجتے ہیں حالانکہ وہ لعنت کے سزاوار ہیں اور ہم پر لعنت کرتے
 ہیں۔ حالانکہ ہم کرامات و افضالِ خدا میں مستور اور غمخوار ہیں اور خدا اور اسکے فرشتوں کے
 درود و سلام کے باعث ان کے درود و سلام سے مستغنی اور بے پروا ہیں۔

اور کسی شخص نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کی کہ ائمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام
 (جو خلقِ خدا کے ہادی اور تارکی کفر و ضلالت میں مشعلوں کی مانند ہیں کے بعد کون لوگ
 تمام مخلوق سے بہتر اور افضل ہیں۔ فرمایا کہ عالم نیکو کار اور صالح۔ پھر اس شخص نے عرض کی

کہ ابلیس۔ فرعون۔ فرود اور ان اشقیائے امت کے بعد جو آپ حضرات اہلبیت کے ناموں
 اور لقبوں سے نامزد اور ملقب ہوئے اور انھوں نے آپ کے عہدوں اور منصبوں کو طے لیا اور آپکی
 سلطنت پر حکمران ہوئے ایسا کون ہے جو تمام خلقِ خدا سے بدتر ہے فرمایا علمائے مفسد جو امور باطلہ
 کا اظہار کریں اور امور حق کو چھپائیں اور انہی کے حق میں خدا نے فرمایا ہے اُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ
 اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُونَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاِنَّ لِكَ
 التَّوْبِ عَلَيْهِمْ وَاِنَّا لَتَّوَابٌ الرَّحِيْمُ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا لعنت کرتا ہے اور
 لعنت کرنے والے بھی کہ وہ ملائکہ اور مومنین جن وانس ہیں ان پر لعنت کرتے ہیں مگر ان
 میں سے جو لوگ توبہ کریں اور نیک اور صالح بنیں اور حق کو ظاہر کریں ان کی توبہ کو میں قبول
 کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔

اب خدا فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِلَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ
 هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لِّهٖم مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ
 وَوَيْلٌ لِّهٖم مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ (ترجمہ) پس وائے سے ان لوگوں پر جو کتاب کو
 اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض
 میں سرمایہ قلیل خرید کریں۔ پس وائے سے ان پر بسبب اس اپنے ہاتھوں کی تحریر کے اور
 وائے سے ان پر بسبب اس متاعِ قلیل کے جس کو وہ اس تحریف کردہ کتاب کے عوض میں حاصل
 کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا ان آیات میں ان یہودیوں کا ذکر کرتا ہے کہ
 انھوں نے کچھ صفات لکھیں اور گمان کیا کہ وہ محمد کی صفات ہیں حالانکہ وہ آنحضرت کی صفات
 کے برخلاف تھیں اور اپنے ضعیف الاعتقاد لوگوں سے کہا کہ یہ نبی آخر الزمان کی صفات ہیں
 کہ وہ دراز قد اور بڑے ڈیل ڈول والا اور بزرگ شکم اور سرخ بالوں والا ہوگا۔ اور محمد میں یہ
 اوصاف موجود نہیں ہیں اور وہ پیغمبرِ اب سے پانسو برس کے بعد ہوگا اور اس بات سے
 ان کو صرف یہ مقصود تھا کہ ضعفائے قوم پر سرداری قائم رہے اور ان لوگوں سے ہمیشہ آمدنی
 ہوتی رہے اور جو روپیہ رسولِ خدا اور ان کے خواص کی خدمات میں صرف ہوتا ہے وہ

ان ہی کے کام آئے۔ اس لیے خدا فرماتا ہے **قَوْلٌ لَّهِمْ مِمَّا كَتَبْتُ آيَاتِهِمْ** پس اس سبب سے کہ ان کے ہاتھوں نے ان صفات محرفہ کو جو صفات محمد و علی کے برخلاف ہیں لکھا وہ سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے اور جہنم میں بدترین مقام میں معذب ہوں گے اور پھر فرماتا ہے **قَوْلٌ لَّهِمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ** اور پھر دوبارہ ان کے لیے سخت تر عذاب عذاب اول میں اضافہ کیا جائے گا۔ اس سبب سے کہ وہ اپنے عوام کو محمد کی نبوت اور ان کے وصی اور بھائی علی و علی ولی خدا کی وصایت اور امامت کے انکار پر ثابت اور قائم رکھ کر ان سے مال و زر حاصل کرتے ہیں۔

قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ وَقَالُوا لَنْ نَمَسَّنَا النَّارَ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلَفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ہاں من کست سئتہ و احاطت بہ خطیبتہ فاولئک اصحاب النار الیہم فیہا خالدون و الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولئک اصحاب الجنة الیہم فیہا خالدون (ترجمہ) اور ان یہودیوں نے کہا کہ ہم کو آتش دوزخ صرف چند روز مس کرے گی۔ اے محمد تو ان یہودیوں سے کہدے کہ کیا تم نے خدا سے اس بات کا عہد لے لیا ہے کہ وہ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہ کرے گا یا خدا کی شان میں وہ باتیں کہتے ہو جن کا تم کو علم نہیں ہے۔ ہاں جو لوگ کہنا کریں گے اور ان کی خطائیں ان کو احاطہ کر لیں گی۔ وہ اہل دوزخ ہیں کہ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور جو لوگ کہ ایمان لائیں گے اور اعمال نیک کریں گے وہ اہل جنت ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے **وَقَالُوا** اور ان یہودیوں نے جو اپنی باتوں پر اصرار کرتے تھے اور ظاہر میں ظہار ایمان کرتے تھے اور باطن میں نفاق رکھتے تھے اور رسول خدا اور ان کے اہلبیت کے برخلاف ایسی تدبیریں کرتے تھے جو ان حضرات کی بلاکت کا باعث ہوں یہ بات کسی کہ **لَنْ نَمَسَّنَا النَّارَ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً** آتش دوزخ ہم کو فقط چند روز مس کرے گی اور ان لوگوں کے اس قول کا باعث یہ تھا کہ مسلمانوں میں ان کے رضاعی بھائی اور ہمدمی رشتہ دار موجود تھے جو نسبی رشتہ داری اور سمدھیانے کی رعایت سے

ان کے کفر کو آنحضرت اور ان کے اصحاب چھپاتے تھے حالانکہ خود اچھی طرح سے واقف تھے ان مسلمانوں نے ان یہودیوں سے کہا کہ تم نے یہ طریق نفاق کیوں اختیار کیا ہے حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ تم اسکی وجہ سے غضب خداوندی کے سزاوار اور عذاب دوزخ میں گرفتار ہو گئے وہ یہودی ان مسلمان رشتہ داروں کے جواب میں کہتے تھے کہ ان گناہوں کے عوض میں جو عذاب ہم کو دیا جائیگا اسکی میعاد چند روزہ ہوگی جس کے ختم ہونے پر ہم بہشت کی نعمتوں کی طرف منتقل ہو جائیں گے اس لیے ہم اس عذاب سے بچنے کے لیے جو فقط ہمارے گناہ کرنے کی مدت کے موافق ہوگا۔ مگر وہات ذنبوی کی طرف عجلت اور جلد بازی نہیں کرتے کیونکہ وہ مدت عذاب تو ختم اور منقضی ہو جائیگی اور ایسا طریق اختیار کرنے سے ایک تو ہم نے خدمت سے آزاد رہنے کی لذت حاصل کی اور دوسرے ذنبوی نعمتوں سے متلذذ اور ختم ہوئے پھر بعد میں عذاب کی بھی ہم کو چنداں پروا نہیں ہے کیونکہ جب وہ ہمیشہ کے لیے نہ ہوگا تو گویا وہ فنا ہی ہو گیا الغرض خدا فرماتا ہے **أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا** ان یہودیوں سے کہدے کہ آیا تم نے خدا سے کوئی عہد لے لیا ہے کہ محمد کی نبوت کے منکر ہونے اور اسکی نشانیوں کے رفع کرنے میں جو اسکی نبوت اور علی اور اس کے باقی خلفار و اولیاء کی امامت کے باب میں ہیں جو عذاب کہ تم کو لیا گیا وہ ہمیشہ تک نہ رہیگا اور چند روز کے بعد اس کی میعاد ختم ہو جائیگی نہیں بلکہ وہ ہمیشہ تک رہیگا کہ کبھی رفع نہ ہوگا۔ اس لیے تم کو مناسب یہ ہے کہ خدا اور رسول اور اسکی ولی کے (جو اس کے بعد اسکی امت میں اس کا جانشین ہوگا تاکہ ان کی حفاظت اور نگہبانی کرے جس طرح کہ مہربان اور رحیم و کریم باپ اپنی اولاد کی حفاظت کرتا ہے اور مشفق و مہربان دوست اپنے خواص و نکی رعایت اور نگہداشت کیا کرتا ہے) منکر ہو کر گناہوں اور بدکاریوں پر عبرت مت کرو۔ **فَلَنْ يُخْلَفَ اللَّهُ عَهْدَهُ** کہ خدا اپنے عہد کے برخلاف ہرگز نہ کریگا پس اسی واسطے تم اپنے ان گناہوں کی نسبت عذاب کے فنا ہونے کا دعویٰ کرنے کے سبب امن و امان میں ہو **أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ** یا تم خدا پر تمہارا اور اقرار کر کے وہ بات کہتے ہو جو تم کو معلوم نہیں ہے یعنی یا تو تم نے عہد لے لیا ہے یا تم خود ہی اس بات کے قائل ہو بلکہ درحقیقت تمہارے یہ دونوں دعویٰ جھوٹے ہیں۔ اب خدا ان یہودیوں کی تردید میں فرماتا ہے

بَلَا مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ هَاں جو لوگ کہ خطا کریں ورنہ انکی خطائیں ان کو احاطہ کر لیں اور وہ سیمتہ (گناہ) جو آدمی کو احاطہ کر لیتا ہے وہ ہے جو اس کو دین خدا سے خارج کر دے اور ولایت الہی سے باہر نکال دے اور سخط و غضب خداوندی میں مبتلا کر دے اور سخط یہ ہے کہ وہ شرک و کفر الہی اختیار کرے اور محمد رسول خدا کی نبوت اور علی ابن ابی طالب کی ولایت کا انکار کرے اور ان مذکورہ بالا خطاؤں میں سے ہر ایک خطا اس شخص کو یعنی اس کے اعمال کو احاطہ کر لیتی ہے اور ان کو باطل اور نیست و نابود کر دیتی ہے فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ پس یہ لوگ جو ان خطاؤں کو جو ان کے اعمال کو احاطہ نیست و نابود کر دیتی ہیں عمل میں لاتے ہیں اہل دوزخ ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علیؑ کی دوستی ایسا حسنہ ہے کہ اسکے ہوتے کوئی گناہ ضرر رساں نہیں اگر وہ گناہ بہت ہی بڑے ہوں مگر ایسے گنہگاروں کو ان گناہوں سے پاک کرنے کے لیے کچھ دنیاوی تکلیفیں پہنچتی ہیں اور کچھ عذاب آخرت میں ملتا ہے یہاں تک کہ اپنے آقا یان طیبین و طاہرین علیہم السلام کی شفاعت سے ان گناہوں سے بری ہو جاتے ہیں اور دشمنان علیؑ کی محبت اور علیؑ کی مخالفت ایسا گناہ ہے کہ اسکی موجودگی میں کسی قسم کی نیکی نفع نہیں دیتی مگر ان (دشمنان علیؑ) کی اطاعت سے اتنا فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ دنیا میں طرح طرح کی نعمتوں اور ندرستی سے مستفیض ہوتے ہیں اور جب عالم آخرت میں جلتے ہیں تو عذاب ابدی میں گرفتار ہوتے ہیں۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ ولایت علیؑ کا منکر جنت کو آنکھ سے بھی ہرگز نہ دیکھیں گا۔ مگر اتنا ضرور دکھایا جائیگا جس سے وہ یہ شناخت کر لے کہ اگر میں اس کی خدا کو دوست رکھتا تو یہ میرا محل اور آرام گاہ ہوتا اور اس کے معلوم کرنے سے اسکی حسرت اور ندامت زیادہ ہوگی اور جو کوئی علیؑ کو دوست رکھیں گا اور اس کے دشمنوں سے بیزار ہوگا اور اسکے اولیاء کرام علیہم السلام کو تسلیم کرے گا وہ آتش جہنم کو آنکھ سے بھی نہ دیکھے گا۔ مگر اتنا ضرور ہوگا کہ اسکو دکھلا کر یہ کہا جائیگا کہ اگر تو اس کے مخالفت طریق پر ہوتا تو یہ تیری منزل اور جائے پناہ ہوتی اور اگر اس شخص نے کفر کے سوا اور گناہوں کا مرتکب ہو کر اپنے نفس پر ظلم کیا ہوگا تو اسکو جہنم میں بھیجا جائیگا اور اتنی مدت تک اس میں رہے گا کہ آتش جہنم اس کو گناہوں سے پاک کر دے جیسا کہ بدن کی کثافت کو حمام کا گرم

محبت علیؑ ایسی نیکی ہے کہ اسکے ہوتے کوئی بدی ضرر رساں نہیں و بعض علیؑ ایسی بدی ہے کہ اسکے ہوتے کوئی نیکی نفع نہ دیتی

پانی صاف کر دیتا ہے بعد ازاں اپنے مولا یان کرام علیہم السلام کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا اے ہمارے شیعوں کے گروہ تم خدا سے روبرو بہشت ضرور تم کو ملے گا خواہ اپنے اعمال قبیحہ کے باعث دیر میں مستبر ہو پس تم کو چاہیے کہ اسکے درجات کے حاصل کرنے کی خواہش کرو حاضرین میں سے کسی نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کے اور علیؑ کے دوستوں میں سے بھی کوئی جہنم میں جائیگا۔ فرمایا ہاں جس شخص نے محمد و علیؑ کی مخالفت سے اپنے نفس کو ناپاک اور پلید کیا ہو اور محرمات کا مرتکب ہو یا اور مومن مردوں اور عورتوں پر ظلم کیا ہو اور ہماری شریعت کی رسموں کی خلاف ورزی کی ہو۔ وہ شخص ناپاک اور آلائش میں لٹھرا ہوا میدانِ حشر میں وارد ہوگا اس سے مڑا اور علیؑ کہیں گے اے شخص تو گندہ اور آلائشوں میں کود رہے تو اپنے مولا یان خیار کی رفاقت اور خوراں خوب رو کے معانفے اور ملائکہ مقربین کی ملاقات کے قابل نہیں ہے اور تجھ کو وہاں پہنچنا نصیب نہ ہوگا جب تک کہ ان نجاستوں سے پاک نہ ہو یعنی ان گناہوں سے جو تیرے ذمے ہیں بری نہ ہو تب اس کو جہنم کے اوپر والے طبقے میں داخل کیا جائے گا اور اپنے بعض گناہوں کے عوض وہاں عذاب میں مبتلا ہوگا اور ان میں سے بعض گنہگاروں کو ان کے بعض گناہوں کے عوض میدانِ حشر کی سختیاں پہنچائی جائیں گی۔ پھر وہاں سے ان کو نیک شیعہ جن کو کہ مولا یان کرامؑ نے بھیجا ہوگا۔ اس طرح اٹھائے جائیں گے جس طرح پرندے دانوں کو چن لیتے ہیں اور بعض شیعوں کے گناہ بہت ہی کم اور نہایت خفیف ہوتے ہیں اور وہ بادشاہوں وغیرہ کی سختیوں اور تکلیفوں کے پہنچنے اور دنیا میں جسمانی آفتوں اور بلاؤں میں مبتلا ہونے کے سبب پاک ہو جاتے ہیں تاکہ قبر میں گناہوں سے پاک ہو کر دفن ہوں اور بعض شیعہ ایسے ہیں کہ مرتے وقت تک گناہ ان کے ذمے باقی رہ جاتے ہیں سو ان کو جانگنی کی شدت ہوتی ہے اور وہی ان کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے اور اگر پھر بھی کچھ گناہ کسی کے ذمے باقی رہ جائیں اور وہ گناہ سخت ہوں اور روز وفات مرض اسہال یا اضطراب اس کو لاحق ہو اور جو لوگ وہاں موجود ہوں وہ اس وجہ سے وہاں سے چلے جائیں و اس سبب اس کو ذلت لاحق ہو پس یہ بھی اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا اگر پھر بھی کچھ گناہ باقی رہ جائیں تو

جب اُس کو لحد میں رکھا جائے اور سب لوگ اس کو وہاں اکیلا چھوڑ کر متفرق ہو جائیں تو اُس تنہائی کی تعب کی وجہ سے وہ گناہوں سے بالکل پاک ہو جائیگا اور یہ بات اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیگی اور اگر اس کے گناہ بہت زیادہ اور نہایت عظیم ہوں تو میدان قیامت کی شدائد کے پہنچنے سے ان سے پاک ہو جائیگا اور اگر اس سے بھی زیادہ ہوں تو جہنم کے اوپر کے طبقے میں ڈال کر گناہوں سے پاک کیا جائیگا اور یہ عذاب ہمارے محبوبوں کے لیے سب سے بڑھ کر ہے اور یہی لوگ ان میں سب سے بڑھ کر گنہگار ہیں اور یہ لوگ ہمارے شیعہ نہیں ہیں بلکہ وہ ہمارے محبت کھلاتے ہیں اور ہمارے دوستوں کے دوست اور ہمارے دشمنوں کے دشمن ہیں کیونکہ ہمارے شیعہ وہ لوگ ہیں جو ہماری پیروی کریں اور ہمارے طریقوں کی متابعت عمل میں لائیں اور ہمارے اعمال کی تقلید کریں۔

ایک دن کسی شخص نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کی کہ فلاں شخص فلاں شخص کے حرم کی طرف نظر کرتا ہے اور اگر اسکو حرام میں پڑنا ممکن ہو تو وہ کبھی اس سے باز نہ رہے۔ یہ بات سن کر رسول خدا غضبناک ہوئے اور اُس کے حاضر کرنیکا حکم دیا اسی اثناء میں دوسرے شخص نے عرض کی وہ شخص تو تمہارے شیعہوں میں سے ہے اور آنحضرت اور علیؑ کی دوستی کا معتقد ہے اور تمہارے دشمنوں سے بیزاری ظاہر کرتا ہے حضرت نے فرمایا اس کو ہمارا شیعہ مت کہہ دے اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ ہمارا شیعہ وہ شخص ہے جو ہماری پیروی کرے اور ہمارے اعمال کا تابع ہو۔ اور یہ بات جو تو نے اس شخص کی نسبت ذکر کی ہمارے اعمال میں سے نہیں ہے۔

اور جناب امیر سے کسی نے عرض کی یا امیر المؤمنین فلاں شخص ہلکا گناہوں کا مرتکب ہو کر اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور باوجود اس کے وہ حضرت کے شیعہوں میں داخل ہے حضرت نے فرمایا تجھ پر ایک جھوٹ یا دو جھوٹ لکھے گئے۔ اگر وہ شخص گناہ کر کے اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے تو یہ ایک جھوٹ ہوا کیونکہ وہ ہمارا محبت ہے نہ کہ ہمارا شیعہ اور اگر وہ ہمارے دشمنوں کو دوست رکھتا ہے اور تمہارے بیان کے موافق گناہوں کا مرتکب نہیں ہے تو یہ بھی جھوٹ ہوا۔ کیونکہ وہ گناہ کر کے اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہم کو دوست رکھتا ہے اور نہ ہمارے دشمنوں کا

بیان صحیحی شیعہ راخبار دا زہدہ دوان

دشمن ہے اس صورت میں دو جھوٹ تم سے سرزد ہوئے۔

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ جا جناب فاطمۃ الزہراء بنت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میری نسبت دریافت کر کہ کیا میں تمہارے شیعہوں میں سے نہیں ہوں چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ صدیقہ کبریٰ صلوات اللہ علیہا نے اس کے جواب میں فرمایا اپنے شوہر سے کہہ کہ اگر تو ہمارے اوامر کو عمل میں لاتا ہے اور ہمارے منع کئے ہوئے امور سے باز رہتا ہے تو بیشک تو ہمارے شیعہوں میں داخل ہے۔ ورنہ تو ہمارا شیعہ نہیں ہے اُس عورت نے واپس آ کر اپنے شوہر کو جناب صدیقہ طاہرہ کے ارشاد سے مطلع کیا۔ یہ سن کر اُس کا شوہر لولا وائے ہو چھپر کون شخص گناہوں اور خطاؤں سے خالی ہو سکتا ہے۔ پس میں ہمیشہ آتش جہنم میں جلوں گا کیونکہ جو کوئی ان کے شیعہوں میں داخل نہیں ہے وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا بعد ازاں اس کی بیوی پھر جناب فاطمہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے شوہر کا قول اس مضمومہ سے عرض کیا جناب فاطمہ نے فرمایا اس سے کہہ دے یہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمارے شیعہ برگزیدگان اہل جنت سے ہیں اور ہمارے تمام محبت اور ہمارے دوستوں کے دوست اور ہمارے دشمنوں کے دشمن اور ہم کو دل و جان سے قبول کرنے والے اگر ہمارے اوامر و نواہی کی مخالفت کریں تو وہ ہمارے شیعہ تو نہیں ہیں مگر پھر بھی وہ جنت میں جائیں گے۔ لیکن بعد اس کے کہ ان کو بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا کر کے ان کے گناہوں سے پاک کیا جائے یا تو میدان قیامت کی انواع و اقسام کی سختیاں چھیل کر یا جہنم کے اوپر کے طبقے میں عذاب میں مبتلا رہ کر یہاں تک کہ ہماری محبت کے سبب وہاں سے رہائی پا کر ہماری درگاہ میں حاضر ہوں۔

اور ایک شخص نے امام حسن مجتبیٰ ابن علی مرتضیٰ علیہما التحیۃ والتنا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے فرزند رسول خدا میں آپ کے شیعہوں میں سے ہوں حضرت نے جواب دیا اے بندہ خدا اگر تو ہمارے اوامر و نواہی میں ہمارا مطیع و فرمانبردار ہے تو بیشک تو نے سچ کہا اور اگر ایسا نہیں ہے تو خواہ مخواہ اس بزرگ مرتبہ کا جس کے تو قابل نہیں ہے دعویٰ کر کے اپنے گناہوں کو منت بڑھا اور مت کہہ کہ میں تمہارے شیعہوں میں سے ہوں۔ بلکہ یہ کہہ کہ میں تمہارا دوست

اور محبت اور تمہارے دشمنوں کا دشمن ہوں اور اس حالت میں بھی تو خیر میں داخل ہے اور خیر کی طرف ہے۔

اور کسی نے جناب سید الشہداء مظلوم کربلا حسین ابن علی علیہما التیجۃ والشانک خدمت میں عرض کی اے فرزند رسول اللہ میں آپکا شیعہ ہوں فرمایا خدا سے ڈرو اور ایسی چیز کا دعویٰ مت کرو جس کے دعویٰ کرنے سے خدا تجھ کو کاذب اور فاجر بتلائے۔ کیونکہ ہمارے شیعہ وہ ہیں جن کے دل ہر قسم کے غل و غش اور دخل و فریب سے سلامت ہوں۔ مگر ہاں یہ کہہ کہ میں تمہارا محبت ہوں۔ اور ایک شخص نے امام زین العابدین سید الساجدین علی ابن حسین علیہما السلام سے عرض کی اے فرزند رسول خدا میں تمہارا مخلص شیعہ ہوں فرمایا اے بندہ خدا تب تو تو ابراہیم خلیل اللہ کی مانند ہو گیا جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَاتَّخَذَتْهُ رَبِّهِ إِذْ جَاءَ يَادُكُورِ۔ جبکہ وہ اپنے پروردگار کی طرف قلب سلیم سے رجموع ہوا پس اگر تیرا دل خلیل اللہ کے دل کی طرح سلیم ہے تو بیشک تو ہمارا شیعہ ہے اور اگر تیرا دل ویسا نہیں ہے جو کہ غل و غش سے کلی طور پر پاک تھا تو ہرگز تو ہمارا شیعہ نہیں ہے اور سن اگر تو نے جان بوجھ کر یہ جھوٹ بولا ہے تو تو فالج کے حارضے میں مبتلا ہو گا جس سے مرتے دم تک تجھ کو خلاصی نہ ہوگی یا جہنم میں گرفتار ہو گا تاکہ تیرے اس جھوٹ کا کفارہ ہو۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شخص سے جو فخریہ کہتا تھا کہ میں شیعہ آل طیبین محمدیوں فرمایا پروردگار تجھ کی قسم تیرا اس بات پر فخر کرنا علاوہ جھوٹ بولنے کے غش کا بھی اضافہ کرنا ہے اے بندہ خدا آیا تجھ کو اپنے مال کا اپنے نفس کے لیے صرف کرنا زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے یا اپنے مومن بھائیوں کے لیے اس کا خرچ کرنا زیادہ پسند ہے اس نے عرض کی بلکہ اپنے نفس کیلئے اس کا صرف کرنا زیادہ خوش آتا ہے تو بس تو ہمارا شیعہ نہیں ہے کیونکہ ہم اپنے برادران ایمانی کیلئے جو کچھ خرچ کرتے ہیں وہ ہم کو اپنے نفس پر خرچ کرنے سے زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن اے شخص تو یہ کہہ کہ میں تمہارا محبت ہوں اور تمہاری محبت کے سبب نجات عقیقی کا امیدوار ہوں اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی شخص نے عرض کی کہ عمار دہنی ایک روز ابولیبی قاضی

کو فد کی عدالت میں شہادت کے لیے حاضر ہوا۔ قاضی نے اسکو دیکھ کر کہا اے عمار یہاں سے اٹھ کھڑا ہو ہم تیری گواہی نہیں لیں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تو رافضی ہے عمار یہ سن کر کھڑا ہو گیا اور اُس وقت اُس کے اعضاء لرز رہے تھے اور نہایت رقت اُس پر طاری تھی۔ یہ حال دیکھ کر قاضی نے اُس سے کہا اے عمار تو ایک مرد صاحب علم و حدیث ہے اگر تجھ کو رافضی کہلانا نا معلوم ہوتا ہے تو رخص کو ترک کر دے پھر تو ہمارا بھائی ہے عمار نے جواب دیا اے قاضی میرا یہ خیال نہیں ہے جو تو نے گمان کیا بلکہ میں تجھ پر اور اپنے نفس پر وقتا ہوں۔ اپنے لیے اس واسطے کہ تو نے مجھ کو اس بزرگ مرتبے سے نسبت ہی جسکے میں قابل نہیں ہوں تو گمان کرتا ہے کہ میں رافضی ہوں۔ وائے ہو تجھ پر امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے بیان فرمایا ہے کہ سب پہلے جو لوگ رافضی کے نام سے نامزد ہوئے وہ جاؤ گے تھے جن کو فرعون نے حضرت موسیٰ کے مقابلے کے لیے بلا یا تھا جب انھوں نے عصلائے موسیٰ کا ٹہنجزہ دیکھا تو اُس پر ایمان لائے اور اُسکی متابعت اختیار کی اور امر فرعون کو ترک کیا اور جو بلا اُن پر وارد ہوئی اسکو نہایت خوشی سے تسلیم کیا تب فرعون نے اُن کو رافضی کے نام سے نامزد کیا کیونکہ انھوں نے اس مردود کے دین کو ترک کر دیا تھا الغرض رافضی وہ شخص ہے جو ان امور کو ترک کرے جن کو خدا مکروہ جانتا ہے اور وہ امور عمل میں لائے جسکے عمل میں لانے کا اُس نے حکم دیا ہے سو اس زمانے میں اس قسم کا آدمی کہاں میں صرف اس خوف سے اپنے نفس کو روکا کہ مبادا خدا میرے دل سے مطلع ہو اور میں نے اس بزرگ نام سے اپنے آپکو ملقب کیا ہو اور میرا پروردگار مجھ کو عقاب و عذاب میں گرفتار کرے اور یہ کہے کہ اے عمار آیا تو رافضی یعنی تمام امور باطلہ کا تارک تھا اور تمام طاعتوں کو عمل میں لاتا تھا جیسا کہ اُس نے تجھ کو (رافضی) کہا پس یہ امر میرے درجات میں کمی کر دے گا اگر اُس نے مجھ سے نرمی اور ہر بانی کا طریق برتا اور جو اس نے مواخذہ اور مناقشہ کیا تو اس صورت میں میرے واسطے شدت عذاب کا باعث ہوگا۔ مگر ہاں جو میرے آقا یا بن نامدار میری شفاعت قبول کریں تو بیشک خلاصی کی امید ہو سکتی ہے اور میرا رونا تیرے حال پر اس وجہ سے ہے کہ تو نے میری نسبت بڑا جھوٹ بولا کہ مجھ کو میرے نام سے نامزد کیا۔ نیز اس لیے کہ میں تیرے عذاب خدا میں گرفتار ہونے سے ڈرا اس سبب سے کہ تو نے ایک بڑے بزرگ نام کو گھٹا کر نہایت ذلیل قرار دیا۔ نہ معلوم تیرا بدن اس

مرحبا اے میرے بھائی اور اے میرے دوستو آؤ اور آؤ اور برابران کو اور پر کی طرف بلاتے ہے یہاں تک کہ ان کو اپنے ساتھ ملا لیا پھر دربان سے فرمایا تو نے کتنی دفعہ ان کو روکا اس نے عرض کی کہ برابر ساتھ دفعہ فرمایا۔ اب تو ان کو سلام کر اور میرا سلام ان کو پہنچا کیونکہ ان کے گناہ ان کے استغفار اور توبہ کرنے کے سبب محو ہو گئے اور ہماری محبت اور دوستی کے باعث کرامت اور بخشش کے مستحق ہو گئے پھر ان کے اور ان کے عیال کے حالات دریافت کئے اور ان کو بہت سا روپیہ اور جانا اور انعام و اکرام عطا فرمایا اور ان کے ضرر و تکلیف کو رفع کیا۔

اور ایک دفعہ ایک شخص شاداں و فرہاں امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے فرزند رسول میں نے آپ کے والد ماجد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ بندے کو اس دن سب سے زیادہ خوش ہونا چاہیے جس دن خدا اس کو صدقات و خیرات کرنا اور اپنے برابر ایمانی کی حاجات کا رفع کرنا نصیب کرے سو آج میرے دینی بھائیوں میں سے دشمن عیالدار محتاج شخص فلاں شہر سے میرے پاس آئے ہیں نے اتنا اتنا ہر ایک سے سلوک کیا اس لیے میں خوش ہوں۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تجھ کو خوش ہونا اس وقت زیادہ ہے جبکہ تو نے اس نیکی کو ضبط نہ کیا اور یا اس وقت کے بعد ضبط نہ کرے۔ اس نے عرض کی میں نے اپنی نیکی کو کیونکر ضبط کر دیا حالانکہ میں تمہارا مخلص شیعہ ہوں۔ فرمایا یہ تو تم نے اپنے بھائیوں سے اپنی نیکی اور صدقات و خیرات کو باطل کر دیا۔ اس نے عرض کی اے فرزند رسول وہ کیوں فرمایا یہ آیت پڑھ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا الصَّدَقَاتِ كَمَا بِالْحَقِّ وَالْأَذَىٰ** یعنی اے مومنو اپنے صدقات و خیرات کو باطل نہ کرو۔ اس نے عرض کی اے فرزند رسول خدا میں نے ان لوگوں پر جھگڑا میں نے خیرات دی ہے کسی قسم کا احسان نہیں جتلا یا اور نہ ان کو کسی قسم کی ایذا دی ہے۔ حضرت نے فرمایا خدا نے تو اس آیت میں صرف یہ فرمایا ہے کہ اپنے صدقوں کو مطلق احسان اور اذیت سے باطل نہ کرو اور یہ نہیں فرمایا کہ خاص ان صدقہ لینے والوں پر احسان جتلا کریا ان کو ایذا پہنچا کر اپنے صدقات کو باطل مت کرو بلکہ ہر ایک ایذا مراد ہے۔ اب تو دیکھ کہ ان صدقہ لینے والوں کو تیرا ایذا دینا زیادہ بُرا ہے یا اپنے محافظ اور نزدیک کے فرشتگان خدا کو تیرا ایذا دینا یا تیرا ہم کو ایذا پہنچانا۔ اس نے عرض کی اے فرزند رسول آپ کو ایذا دینا سب سے بُرا گناہ ہے۔ فرمایا تو نے مجھ کو اور ان فرشتوں کو

اذیت پہنچائی اور اپنے صدقات کو باطل کیا۔ اس نے عرض کی وہ کیونکر فرمایا تیرے اس قول نے جو تو نے کہا تھا کہ میری نیکیاں کیونکر ضبط ہوں گی حالانکہ میں تمہارا مخلص شیعہ ہوں۔ وائے ہو تجھ پر کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ ہمارا مخلص شیعہ کون ہے۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا ہمارے مخلص شیعہ فرقیل مومن آل فرعون اور صاحب یس جس کے باب میں خدا فرماتا ہے **وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَى الْمَدْيَنَةِ يُسَيِّعُ** (یعنی آخر شہر سے ایک شخص دوڑا ہوا آیا) اور سلمان اور ابوذر اور مقداد اور عمارؓ میں جب تو نے اپنے آپ کو ان لوگوں کے برابر کر دیا تو کیا تو نے ان فرشتوں کو اور ہم کو ایذا دی تب اس شخص نے عرض کی میں خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اپنے اس فعل سے تائب ہوتا ہوں۔ اب فرمائیے اور کس طرح سے کہوں۔ فرمایا یوں کہ میں تمہارا دوست اور محبت اور تمہارے دشمنوں کا دشمن اور تمہارے دوستوں کا دوست ہوں۔ عرض کی اے فرزند رسول میں اسی طرح کہتا ہوں اور میں ایسا ہی ہوں اور اس قول سے جس کو آپ نے اور فرشتوں نے ناپسند کیا میں نے توبہ کی اور ان قول کو تمہارا ناپسند کرنا خدا کی ناپسندیدگی کی وجہ سے تھا حضرت نے فرمایا۔ اب تیرے صدقات کے ثواب تیری طرف عموماً آئے اور ان کا ضبط ہونا زائل ہوا۔

ابو یعقوب یوسف ابن زیاد اور علی ابن سیار راویان تفسیر کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رات کے وقت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بالا خانے پر حاضر تھے اور اس زمانے کا بادشاہ اور اس کے ارکان دولت حضرت کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اسی اثناء میں والی شہر جو بحرین کا حاکم تھا وہاں سے گزرا اور اس کے ہمراہ ایک شخص تھا جسکی مشکیں بندھی تھیں اور امام علیہ السلام بالا خانے سے باہر کو سر نکالے نیچے کو جھانک رہے تھے جب والی شہر نے حضرت کو دیکھا تو آپکی تعظیم کے سبب جھٹ گھوڑے سے کود پڑا حضرت نے سوار ہو کر حکم دیا تب وہ سوار ہو گیا اور نہایت ادب عرض کی اے فرزند رسول خدا میں نے اس شخص کو اس رات ایک صراف کی دکان کے دروازے پر دیکھا اور اس تہمت میں سکو گرفتار کیا کہ اسکا ارادہ نقب لگانے اور چھدی کرنے کا ہے اور میرا قاعدہ ہے جسکو تہمت میں گرفتار کرتا ہوں اسکو بانسو کوڑے لگایا کرتا ہوں تاکہ اسکو اپنے بعض گناہوں کا عوض مل جائے پیشتر اس کے کہ کوئی ایسا شخص میرے پاس آئے جسکو میں ہٹا نہ سکتا ہوں پس جب بدستور

میں نے اسکو پانسو کوڑے لگانے کا ارادہ کیا تو بولا خدا سے ڈرو اور غضب خداوندی میں گرفتار مت ہو کیونکہ
 میں میرا مومنین علی اور ان کے فرزند امام حسن عسکری والد ماجد قائم آل محمد علیہم السلام کا شیعہ ہوں
 یہ سن کر میں باز رہا اور اس سے کہا کہ تجھ کو ان کے پاس لے جاتا ہوں۔ اگر انھوں نے تیرا شیعہ ہونا
 قبول کیا تو تجھ کو چھوڑ دوں گا۔ ورنہ ہزار کوڑے لگا کر ہاتھ پاؤں کٹواؤں گا۔ اے فرزند رسول خدا
 میں اس وقت اس لیے حاضر ہوا ہوں فرمائیے کیا وہ درحقیقت شیعہ علی ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے
 امام علیہ السلام نے فرمایا معاذ اللہ یہ شیعہ علی نہیں ہے اور خدا نے اسی سبب اسکو تیرے ہاتھ میں گرفتار
 کیا ہے کہ وہ اپنے دل میں اپنی نسبت شیعہ علی ہونیکا اعتقاد رکھتا ہے الی نے عرض کی اس وقت
 حضرت نے مجھ کو اسکو پانسو کوڑے لگانے کی زحمت سے بچالیا بخیر اس میں میرا کچھ ہرج نہیں ہے
 پھر وہاں سے کچھ دور جا کر اس کے اوندھا لٹانے کا حکم دیا فوراً اسکو اوندھا لٹایا گیا بعد ازاں جلا
 اس کے دائیں اور بائیں کھڑے کر کے ان سے کہا کہ اسکو اذیت پہنچاؤ وہ اپنے سونے کے کراں
 پر پل پڑے مگر ایک بید بھی اس کے پوتروں پر نہ لگتا تھا اور سب زمین پر پڑتے تھے یہ حال دیکھ کر
 والی نہایت دل تنگ ہوا اور ان سے کہا کہ تم زمین پر کیوں مار رہے ہو اسکے پوتروں پر باروتیاں نہ
 ہاتھ ادھر سے مڑ گئے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو مارنے لگے اور انھوں نے سمجھنا اور آہ و زاری
 کرنا شروع کیا۔ یہ باجوہ دیکھ کر والی پکاراواتے ہو تم پر کیا تم دونوں دیوانے ہو جو ایک دوسرے کو مارتے ہو
 اس شخص کو مارو وہ بولے ہم تو اسی کو مارتے ہیں اور یہی ارادہ کرتے ہیں مگر ہمارے ہاتھ پھر جلتے ہیں
 اور ہم ایک دوسرے کو مارنے لگتے ہیں تب والی نے چار اور شخصوں کو بلایا اور اب وہ چھ ہو گئے
 اور انھوں نے صلاح کر کے اس شخص کو گھیرے میں لے لیا اور مارنا شروع کیا مگر انکے ہاتھ پھر جاتے
 تھے اور بید اوپر کی طرف اٹھ جاتے اور والی کو آ کر لگتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر
 پڑا اور پکارا تم نے مجھ کو قتل کیا۔ خدا تم کو قتل کرے یہ کیا کر رہے ہو وہ بولے ہم تو اسی کو مار رہے ہیں اسکے
 بعد اس نے اور جلا دوں کو اس کے بید لگانے کا حکم دیا وہ آئے اور والی ہی کو مارنے لگے پکارا تم تو
 مجھ ہی کو مارتے ہو وہ بولے خدائی قسم ہم تو اسی شخص کو مارتے ہیں والی نے کہا اگر تم نے مجھ کو نہیں مارا تو
 یہ زخم میرے سر پرے اور بدن پر کہاں سے آگے۔ وہ بولے خدا کرے ہمارے ہاتھ مثل ہو جائیں
 جو ہم نے آپ کو مارنے کا قصد کیا ہو۔ اس وقت وہ شخص پکارا کہ اے بندہ خدا وائے والی شہر

خدا کی ان مہربانیوں سے عبرت حاصل نہیں کرتا جنکے باعث سے یہ ضربیں میری طرف سے پھر جاتی
 ہیں وائے ہو تم پر تم مجھ کو میرے امام کے پاس پھلے چلو اور میری نسبت جو حکم وہ کر لیں سکی تعمیل کرو
 عرض والی اسکو پھر امام کی خدمت میں لایا اور عرض کی اے فرزند رسول تعجب ہے کہ آپ نے اس
 شخص کی نسبت اپنا شیعہ ہونے سے انکار کیا اور جو کوئی تمہارا شیعہ نہیں وہ شیعہ ابلیس ہے اور وہ
 جہنم میں جائیگا اور میں نے اس شخص سے وہ معجزے دیکھے جو پیغمبر ان خدا سے ہی ظاہر ہوا کرتے ہیں
 حضرت نے فرمایا کہ یوں کہہ جو انبیا اور اوصیا ہی سے ظاہر ہوا کرتے ہیں پھر حضرت نے والی شہر
 سے فرمایا اے بندہ خدا اس نے اپنی تین ہمارا شیعہ ہونے کا دعویٰ کرنے میں ایک جھوٹ
 بولا۔ اگر وہ جان بوجھ کر ایسا کرتا تو تیری سب سزاؤں کو بھگتتا اور تیس برس قید خانے میں رہتا
 لیکن خدا ایک کلمہ کے اطلاق سے جو اس نے کہا اور اس کو جھوٹ جان کر اس نے نہیں کیا۔
 اس پر رحمت کی اور اے بندہ خدا تجھ کو معلوم ہے کہ خدا نے اسکو تیرے ہاتھ سے چھڑایا اب
 تو اس سے درگزر کر کیونکہ وہ ہمارا دوست اور محبت ہے اور ہمارا شیعہ نہیں ہے والی نے عرض کی
 کہ محبت اور شیعہ ہمارے نزدیک تو یکساں ہی ہیں ان میں کیا فرق ہے حضرت نے فرمایا ان کا فرق
 اس ہمارے شیعہ تو وہ لوگ ہیں جو ہمارے آئینہ کی متابعت کرتے ہیں اور ہمارے تمام اوصیاء
 میں ہماری اطاعت بجالاتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمارے شیعہ ہوتے ہیں لیکن جو لوگ بہت فریض خدا
 میں ہماری مخالفت کرتے ہیں وہ ہمارے شیعہ نہیں ہیں پھر حضرت نے والی سے فرمایا تو نے ایک
 جھوٹ بولا اگر تو دانستہ اسکو عمل میں لایا ہوتا تو خدا بیشک تجھ کو ہزار کوڑوں کی ضرب اور تیس برس
 کی قید میں مبتلا کرتا اس نے عرض کی ایسے فرزند رسول وہ کونسی بات ہے فرمایا تیرا یہ گمان کرنا کہ
 اس سے معجزات ظہور میں آئے ہیں اس کے معجزے نہ تھے بلکہ ہمارے تھے جو خدا نے اس کے ہاتھ پر ظاہر
 کئے اور یہ اسکی نشانیاں ہیں جو ہمارے محبت کے اظہار اور ہماری جلالت اور شرافت کے آشکار
 کرنے کے لیے ظاہر ہوئیں اور اگر تو یہ کہے کہ میں نے اس شخص میں معجزے مشاہدہ کئے تو میں تیری
 اس بات کا انکار نہیں کرتا اب تو بتا کہ مردہ کو زندہ کرنا عیسیٰ کا معجزہ تھا یا نہیں پس وہ معجزہ
 عیسیٰ کا تھا یا مردے کا کیا وہ مٹی سے پندے کی مورت نہ تلتے تھے اور وہ خدا کے حکم سے زندہ
 بن جاتا تھا۔ اب وہ پندے کا معجزہ تھا یا عیسیٰ کا آیا جو لوگ ذلیل و خوار بندر بنا کے گئے

میں نے اسکو پانسو کوڑے لگانے کا ارادہ کیا تو بولا خدا سے ڈرو اور غضب خداوندی میں گرفتار مت ہو کیونکہ
 میں میرا مومنین علی اور ان کے فرزند امام حسن عسکری والد ماجد قائم آل محمد علیہم السلام کا شیعہ ہوں
 یہ سن کر میں باز رہا اور اس سے کہا کہ تجھ کو ان کے پاس لے جاتا ہوں۔ اگر انھوں نے تیرا شیعہ ہونا
 قبول کیا تو تجھ کو چھوڑ دوں گا۔ ورنہ ہزار کوڑے لگا کر ہاتھ پاؤں کٹواؤں گا۔ اے فرزند رسول خدا
 میں اس وقت اس لیے حاضر ہوا ہوں فرمائیے کیا وہ درحقیقت شیعہ علی ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے
 امام علیہ السلام نے فرمایا معاذ اللہ یہ شیعہ علی نہیں ہے اور خدا نے اسی سبب اسکو تیرے ہاتھ میں گرفتار
 کیا ہے کہ وہ اپنے دل میں اپنی نسبت شیعہ علی ہونیکا اعتقاد رکھتا ہے الی نے عرض کی اس وقت
 حضرت نے مجھ کو اسکو پانسو کوڑے لگانے کی زحمت سے بچالیا بخیر اس میں میرا کچھ ہرج نہیں ہے
 پھر وہاں سے کچھ دور جا کر اس کے اوندھا لٹانے کا حکم دیا فوراً اسکو اوندھا لٹایا گیا بعد ازاں جلا
 اس کے دائیں اور بائیں کھڑے کر کے ان سے کہا کہ اسکو اذیت پہنچاؤ وہ اپنے سونے کے کراں
 پر پل پڑے مگر ایک بید بھی اس کے پوتروں پر نہ لگتا تھا اور سب زمین پر پڑتے تھے یہ حال دیکھ کر
 والی نہایت دل تنگ ہوا اور ان سے کہا کہ تم زمین پر کیوں مار رہے ہو اسکے پوتروں پر باروتیاں نہ
 ہاتھ ادھر سے مڑ گئے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو مارنے لگے اور انھوں نے سمجھنا اور آہ و زاری
 کرنا شروع کیا۔ یہ باجوہ دیکھ کر والی پکاراواتے ہو تم پر کیا تم دونوں دیوانے ہو جو ایک دوسرے کو مارتے ہو
 اس شخص کو مارو وہ بولے ہم تو اسی کو مارتے ہیں اور یہی ارادہ کرتے ہیں مگر ہمارے ہاتھ پھر جلتے ہیں
 اور ہم ایک دوسرے کو مارنے لگتے ہیں تب والی نے چار اور شخصوں کو بلایا اور اب وہ چھ ہو گئے
 اور انھوں نے صلاح کر کے اس شخص کو گھیرے میں لے لیا اور مارنا شروع کیا مگر انکے ہاتھ پھر جاتے
 تھے اور بید اوپر کی طرف اٹھ جاتے اور والی کو آ کر لگتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر
 پڑا اور پکارا تم نے مجھ کو قتل کیا۔ خدا تم کو قتل کرے یہ کیا کر رہے ہو وہ بولے ہم تو اسی کو مار رہے ہیں اسکے
 بعد اس نے اور جلا دوں کو اس کے بید لگانے کا حکم دیا وہ آئے اور والی ہی کو مارنے لگے پکارا تم تو
 مجھ ہی کو مارتے ہو وہ بولے خدائی قسم ہم تو اسی شخص کو مارتے ہیں والی نے کہا اگر تم نے مجھ کو نہیں مارا تو
 یہ زخم میرے سر پرے اور بدن پر کہاں سے آگے۔ وہ بولے خدا کرے ہمارے ہاتھ مثل ہو جائیں
 جو ہم نے آپ کو مارنے کا قصد کیا ہو۔ اس وقت وہ شخص پکارا کہ اے بندہ خدا وائے والی شہر

خدا کی ان مہربانیوں سے عبرت حاصل نہیں کرتا جنکے باعث سے یہ ضربیں میری طرف سے پھر جاتی
 ہیں وائے ہو تم پر تم مجھ کو میرے امام کے پاس پھلے چلو اور میری نسبت جو حکم وہ کریں اسکی تعمیل کرو
 عرض والی اسکو پھر امام کی خدمت میں لایا اور عرض کی اے فرزند رسول تعجب ہے کہ آپ نے اس
 شخص کی نسبت اپنا شیعہ ہونے سے انکار کیا اور جو کوئی تمہارا شیعہ نہیں وہ شیعہ ابلیس ہے اور وہ
 جہنم میں جائیگا اور میں نے اس شخص سے وہ معجزے دیکھے جو پیغمبر ان خدا سے ہی ظاہر ہوا کرتے ہیں
 حضرت نے فرمایا کہ یوں کہہ جو انبیا اور اوصیا ہی سے ظاہر ہوا کرتے ہیں پھر حضرت نے والی شہر
 سے فرمایا اے بندہ خدا اس نے اپنی تین ہمارا شیعہ ہونے کا دعویٰ کرنے میں ایک جھوٹ
 بولا۔ اگر وہ جان بوجھ کر ایسا کرتا تو تیری سب سزاؤں کو بھگتتا اور تیس برس قید خانے میں رہتا
 لیکن خدا ایک کلمہ کے اطلاق سے جو اس نے کہا اور اس کو جھوٹ جان کر اس نے نہیں کیا۔
 اس پر رحمت کی اور اے بندہ خدا تجھ کو معلوم ہے کہ خدا نے اسکو تیرے ہاتھ سے چھڑایا اب
 تو اس سے درگزر کر کیونکہ وہ ہمارا دوست اور محبت ہے اور ہمارا شیعہ نہیں ہے والی نے عرض کی
 کہ محبت اور شیعہ ہمارے نزدیک تو یکساں ہی ہیں ان میں کیا فرق ہے حضرت نے فرمایا ان کا فرق
 اس ہمارے شیعہ تو وہ لوگ ہیں جو ہمارے آئینہ کی متابعت کرتے ہیں اور ہمارے تمام اوصیاء
 میں ہماری اطاعت بجالاتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمارے شیعہ ہوتے ہیں لیکن جو لوگ بہت فریض خدا
 میں ہماری مخالفت کرتے ہیں وہ ہمارے شیعہ نہیں ہیں پھر حضرت نے والی سے فرمایا تو نے ایک
 جھوٹ بولا اگر تو دانستہ اسکو عمل میں لایا ہوتا تو خدا بیشک تجھ کو ہزار کوڑوں کی ضرب اور تیس برس
 کی قید میں مبتلا کرتا اس نے عرض کی ایسے فرزند رسول وہ کونسی بات ہے فرمایا تیرا یہ گمان کرنا کہ
 اس سے معجزات ظہور میں آئے ہیں اس کے معجزے نہ تھے بلکہ ہمارے تھے جو خدا نے اس کے ہاتھ پر ظاہر
 کئے اور یہ اسکی نشانیاں ہیں جو ہمارے محبت کے اظہار اور ہماری جلالت اور شرافت کے آشکار
 کرنے کے لیے ظاہر ہوئیں اور اگر تو یہ کہے کہ میں نے اس شخص میں معجزے مشاہدہ کئے تو میں تیری
 اس بات کا انکار نہیں کرتا اب تو بتا کہ مردہ کو زندہ کرنا عیسیٰ کا معجزہ تھا یا نہیں پس وہ معجزہ
 عیسیٰ کا تھا یا مردے کا کیا وہ مٹی سے پندے کی مورت نہ تلتے تھے اور وہ خدا کے حکم سے زندہ
 بن جاتا تھا۔ اب وہ پندے کا معجزہ تھا یا عیسیٰ کا آیا جو لوگ ذلیل و خوار بندر بنا کے گئے

کیا وہ معجزہ نہ تھا اب وہ بندوں کا معجزہ تھا یا اس زمانے کے پیغمبر کا حضرت کا یہ ارشاد
سُن کر والی نے عرض کی میں خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور اس کی طرف
توبہ اور رجوع کرتا ہوں۔

پھر امام علیہ السلام نے اس شخص سے جو شیعہ علی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا فرمایا بے ہوش
تو شیعہ علی نہیں ہے بلکہ تو ان کا محب ہے اور شیعہ علی وہ لوگ ہیں جن کے بائے میں خدا فرماتا ہے
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ یعنی
جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے وہ اہل بہشت ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں
رہیں گے اور وہ لوگ وہ ہیں جو خدا پر ایمان لائے اور اسکی صفات ثبوتیہ سے اسکو موصوف کیا
اور اس کی خلاف صفتوں سے اسکی تنزیہ اور تقدیس کی اور محمد کے تمام اقوال کی تصدیق کی اور
ان کے تمام افعال کو درست اور صواب جانا اور علی کو آنحضرت کے بعد سید اور امام سزاوار صاحب
ہمت سمجھا کہ امت محمدی میں نہ تو کوئی ایک اور نہ سب کے سب مل کر اسے ہمسر اور ہم پلہ ہو سکتے
ہیں جب ان کو ایک پلہ میزان میں اور اس جناب کو دوسرے پلے میں رکھ کر وزن کیا جائے تو
ہرگز برابر نہ نکلیں بلکہ جناب امیر کی طرف کا پلڑا اتنا جھک جائیگا جیسے آسمان وزمین کو ایک
چاول پر تیز جھج ہوتی ہے اور شیعیان علی ایسے ہوتے ہیں کہ راہ خدا میں ان کو اس بات کی پروا نہیں
ہوتی کہ موت ان پر آڑے یا وہ موت پر جا پڑیں اور شیعیان علی وہ لوگ ہیں جو اپنے ایمانی
بھائیوں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود تنگی میں مبتلا ہوں۔

اور وہ لوگ ہیں کہ جہاں سے خدا نے ان کو منع کیا ہے وہ اس طرف نظر نہیں کرتے اور
جہاں کے لیے ان کو حکم دیا گیا ہے وہاں سے غائب نہیں ہوتے اور وہ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے
دینی بھائیوں کے اکرام و اعزاز میں علی کی پیروی کرتے ہیں اور میں یہ بات اپنی طرف سے نہیں
کہتا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کو بیان کرتا ہوں اور قول خدا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ کے یہ معنی ہیں کہ انھوں نے بعد اقرار توحید و اعتقاد نبوت و امامت کے
تمام فرائض کو ادا کیا اور برادران ایمانی کے حقوق کا ادا کرنا اور دشمنان دین سے کہ جو
دشمنان خدا ہیں تقیہ کرنا اعلیٰ ترین فریض ہے۔

اور جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو مومن تقیہ نہیں کرتا وہ گویا ایک جسم ہے کہ اس پر میسر
نہیں ہے اور جو مومن کہ برادران ایمانی کے حقوق کی رعایت نہیں کرتا اسکی مثال اس شخص کی
سی ہے جس کے حواس تو سب کورست ہیں مگر وہ اپنی عقل سے تامل نہیں کرتا اور اپنی آنکھ سے
نہیں دیکھتا اور کانوں سے نہیں سنتا اور زبان سے اپنی حاجت کو بیان نہیں کرتا اور اپنے
دلائل و براہین کی وساطت سے اپنے نفس سے مکروہات و تکلیفات کو دفع نہیں کرتا اور اپنے ہاتھوں
کے کسی چیز کو نہیں پکڑتا اور پاؤں سے چل کر نہیں جاتا ایسا شخص گویا ایک پارہ گوشت ہے
جس سے سب قسم کے نفع فوت ہو گئے ہیں اور منزلہ اس چیز کے ہے جو جگہ گھیرے ہوئے ہے پس یہ
نہیں جب اپنے بھائیوں کے حقوق کو نہیں بچاتا کیونکہ وہ انکے حقوق کو فوت کرتا ہے تو اسکی مثال
اس پیاسے کی سی ہے جو ٹھنڈے پانی کے پاس ہو اور اسکو پی کر اپنی پیاس کو نہ بھجائے اور منزلہ اس
صاحب ہوش و حواس کے ہے جو مکروہات کے دور کرنے اور اپنی خواہشوں کے حاصل کرنے میں
ان سے کام نہ لے اور تمام نعمتوں کو زائل کر دے اور ہر آفت میں مبتلا ہو۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مومن کے لیے تقیہ تمام اعمال سے بڑھ کر ہے کہ اس
سے اپنے نفس کو اور اپنے بھائیوں کو بیکار اور بد عمل لوگوں سے محفوظ رکھتا ہے اور بھائیوں کے
حقوق کا ادا کرنا پرہیزگاروں کے تمام اعمال سے اشرف ہے جس سے ملائکہ مقربین کی محبت
اور محمد العین کے اشتیاق کو حاصل کرتا ہے۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ تقیہ جس سے خدا ایک گروہ کے کام کو درست
کرے اس کے عمل میں لانے والے کو ان سب کے برابر ثواب ملتا ہے اور بعض وقت اس کے ترک
کرنے سے ایک گروہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا ترک کرنے والا ان لوگوں کے ہلاک کرنیوالے کے
گناہ میں شریک ہوتا ہے اور برادران ایمانی کے حقوق کی معرفت خداوند رحمان کو پسند ہے اور
بادشاہ و منتقم حقیقی کے قرب کو زیادہ کرتی ہے اور ان کا ترک کرنا خدا سے رحیم کی عداوت کا
موجب اور اس کریم منان کے نزدیک کسی مراتب کا باعث ہے۔

اور امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تقیہ نہ ہوتا تو ہمارے دوست اور دشمن میں تمیز ہوتی
اور اگر معرفت حقوق برادران ایمانی نہ ہوتی تو تمام قسم کے گناہوں پر عقاب و عذاب دیا جاتا لیکن خدا

فرماتا ہے وَمَا آصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَمَا لَسَبْتُمْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ یعنی جو
مُصِيبَتِمْ کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کی بدولت پہنچتی ہے اور وہ تمہارے بہت سے
گناہوں کو مُعاف کر دیتا ہے۔

اور امام زین العابدین علی ابن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ خدا مومن کے تمام گناہ
مُعاف کر دیتا ہے اور اُس کو دنیا اور آخرت میں ان سے پاک کر دیتا ہے سوائے دو گناہوں کے
کہ وہ تقیّہ کا ترک کرنا اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کا ادا کرنا ہیں۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آئمہ اور ہمارے بزرگ اور افضل شیعوں کے
اخلاق میں سے سب سے بزرگ تر خلقِ تقیّہ کا استعمال اور اپنے نفس کو حقوقِ برادرانِ ایمانی کے
ادا کرنے پر مجبور کرنا ہے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص برادرانِ ایمانی کی حفاظت
کے لیے تقیّہ کا استعمال کرے اگر وہ کسی خوفِ زدہ کی حمایت کرتا ہے تو یہ سب عاداتِ فضائل
کریمہ سے اشراف اور اعلیٰ ہے اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کی معرفت تمام صدقات اور زکوٰۃ
اور نماز اور حج اور جہادوں سے افضل ہے۔

ایک دفعہ ایک محتاج مومن نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ غیرت
طلب کی آپ نے ہنس کر اُس سے فرمایا میں تجھ سے ایک مسئلہ دریافت کرتا ہوں اگر تو نے اس کا ٹھیک
جواب دیا تو تیری درخواست سے دس گنا ڈونگا اور اگر درست جواب نہ دیا تو صرف سوال کے موافق
ملے گا اور اس نے سو درہم کا سوال کیا تھا کہ اس کو اپنا سرمایہ بنا کر زندگی بسر کرونگا اس شخص نے عرض
کی فرمائیے وہ مسئلہ کیا ہے۔ فرمایا اگر دنیا میں تجھ کو اختیار دیا جاتا کہ جس چیز کو تیرا جی چاہے طلب
کر وہی تجھ کو عطا ہوگی۔ تو بتاؤ کس چیز کی تمنا کرتا اُس نے عرض کی میں یہ طلب کرتا کہ مجھ کو دین میں
تقیّہ کرنا اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کو ادا کرنا نصیب ہو فرمایا کیا سبب ہے کہ تو نے ہم اہلبیت کی
ولایت کی خواہش نہ کی۔ عرض کی وہ تو مجھ کو مل چکی ہے اور یہ بات مجھ کو عطا نہیں ہوئی جو چیز کہ مل
چکی ہے اُس پر شکر خدا ادا کرتا ہوں اور جو چیز مجھ کو نہیں ملی اس کے واسطے خدا سے سوال کرتا ہوں
اُس شخص کا یہ جواب سُن کر حضرت نے فرمایا تو نے خوب کہا اور اُس کو دو ہزار درہم دے کر

فرمایا ان کو محض (مانو) میں صرف کرنا کہ وہ کھوٹا سرمایہ ہے اور ناقص ہو کر پھر درست ہو جاتا
ہے اور سال بھر تک اس کو ڈال رکھنا اور ہر روز ہمارے ہاں آکر اور اپنا وظیفہ لے جایا کر
الغرض اُس نے ایسا ہی کیا ابھی سال تمام نہ ہونے پایا تھا کہ مازو کی قیمت چندہ گئی ہو گئی
اس نے سارا مازو جو دو ہزار کو خرید لیا تھا۔ بیس ہزار کو فروخت کیا۔

اور امام رضا علیہ السلام کے ہاں ایک سرکش گھوڑا تھا اور وہاں کا کوئی چابک سوار اس
پر سوار ہونے کی جرات نہ کرتا تھا اور اگر کوئی سوار ہوتا تھا تو ڈر کے مارے اس کو چلانا نہ تھا کہ
کیں لف نہ ہو جائے اور اگر کرموں میں نہ کچل ڈالے اور وہاں یک لڑکا تھا جس کی عمر سات برس کی
تھی اُس نے عرض کی اے فرزندِ رسول اگر آپ اجازت دیں تو میں اس پر سوار ہو کر اسکو چلاؤں اور
اپنے قابو میں لاؤں فرمایا تو ایسا کر گیا اس نے عرض کی کہ ہاں فرمایا وہ کیونکر عرض کی کہ میں نے اس
پر سوار ہونے سے پہلے اس سبب سے اس پر اعتماد کر لیا ہے کہ میں نے محمد اور انکی آلِ مطہبین و
طاہرین پر سوار درود سلام بھیجا ہے اور تم اہلبیت کی ولایت کو از سر نو اپنے نفس میں تازہ کیا ہے اس
لڑکے کا یہ کلام سُن کر حضرت نے اس کو سوار ہونے کی اجازت دی اور وہ سوار ہو گیا پھر چلانے کا
حکم دیا اس نے اسکو چلایا اور برابر دوڑاتا رہا یہاں تک کہ وہ گھوڑا تھک گیا اور پکارا اے فرزندِ رسول
آج مجھ کو اس لڑکے نے تنگ کر دیا اسکے پنجے سے چھڑائیے ورنہ اسکے پنجے صبر کرنے کی دعا کیجئے لڑکا
بولتا اُس چیز کا سوال کر جو تیرے حق میں بہتر ہو وہ یہ کہ تجھ کو مومن کی سواری میں دے امام علیہ السلام نے
فرمایا لڑکا سچ کہتا ہے۔ پھر حضرت نے دعا کی کہ اے خدا فلاں گھوڑے کو صبر عطا کر اور وہ دوڑتا رہا
آخر کار جب وہ لڑکا اس پر سے اترتا تو حضرت نے اُس سے فرمایا اے لڑکے میرے گھر کے گھوڑوں
غلاموں۔ کنبڑوں اور میرے خزانہ کے مال و اسباب میں سے جس چیز کو تیرا دل چاہے طلب کر کیونکہ
تو مومن ہے اور خدا نے ایمان کے ساتھ دنیا میں تجھ کو مشہور کیا ہے لڑکے نے عرض کی اے فرزندِ
رسول آیا میں اور جو چاہوں سوال کر سکتا ہوں فرمایا اے جوان جو تیرا جی چاہے سوال کر کیونکہ
خدا تیرے دل کو نیک سوال کی توفیق دے گا اُس نے عرض کی یا حضرت آپ میرے حق میں خدا
سے دعا کریں کہ وہ مجھ کو تو تقیّہ حسنہ اور دینی بھائیوں کے حقوق کی معرفت عطا فرمائے اور
ان میں سے جس کو میں بچانوں اس پر چلنے اور عمل کر سکی توفیق دے حضرت نے فرمایا خدا نے

تھائی درخواست قبول کر لی تو نے اُس وقت وہ سوال کیا جو نیک لوگوں کا سبب افضل طریقہ ہے اور امام محمد تقی علیہ السلام سے کسی نے عرض کی کہ فلاں شخص نے اپنے ہمسایہ میں کسی کے گھر میں نقب لگائی۔ انھوں نے اس تہمت میں سکو گرفتار کر کے سو کوڑے لگائے فرمایا یہ جہنم کے دہن کروڑ کوڑوں سے نہایت آسان ہیں اس سے اس کو توبہ کرنے کی تہنید ہو گئی تاکہ یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو حاضرین نے عرض کی اسے فرزند رسول اس کا واقعہ کیوں کر ہے۔ فرمایا جس روز اس پر یہ حادثہ گزرا اُس نے اس دن صبح کے وقت ایک مومن بھائی کے حق کو ضائع کیا اور ابو الفضیل اور ابو الوالد وہی اور ابو الشور اور ابو الملاہی کو کھلم کھلا برا بھلا کہا اور تہمت کو ترک کیا اور اپنے بھائیوں اور دوستوں کی پردہ پوشی نہ کی اور ان کو مخالفوں کے نزدیک مہتمم کیا اور ان کو ان پر لعنت کرنے اور برا بھلا کہنے اور ایذا پہنچانے کا موقع دیا اور خود بھی ان بلاؤں میں مبتلا ہوا۔ پس انہی لوگوں نے اس کو بلا میں ڈالا اور اس پر تہمت لگائی اب تم جاؤ اور اس کو اس کے گناہ سے مطلع کرو تاکہ وہ توبہ کرے اور جس بات میں اُس سے تقصیر ہو گئی ہے اس کی تلافی کرے۔ اور اگر وہ اس امر پر راضی نہ ہو تو اپنے نفس کو قید خانہ میں پانسو کوڑے کھانے کے لیے تیار رکھے کہ وہاں رات اور دن میں تیز نہ کر سکے گا۔ الغرض اس نے وہاں حاضر ہو کر توبہ کی اور اپنے بھائی کے حق میں جو کمی کی تھی اس کو ادا کیا جو نہی وہ شخص توبہ سے فارغ ہوا چور بھی گرفتار ہو گیا اور اُس سے مال برآمد ہوا اور جن لوگوں نے اس شخص کی چغلی کھائی تھی وہ اس کے پاس آئے اور عذر کیا۔

اور امام علی نقی علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا نیک لوگوں میں سب سے کمال کون ہے فرمایا جو تہمت کو کام میں لاتا ہے اور اپنے بھائیوں کے حقوق کو سب سے بڑھ کر ادا کرتا ہے۔ اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی اپنے بھائیوں کے حقوق سب سے زیادہ پہچانتا ہے اور سب سے بڑھ کر ان کو ادا کرتا ہے اُس کی شان خدا کے نزدیک سب سے بزرگ تر ہے اور جو کوئی دنیا میں اپنے بھائیوں سے تواضع اور فروتنی سے پیش آئے فی الحقیقت وہ شخص خدا کے نزدیک شیعیان علی اور صدیقوں میں داخل ہے۔ اور ایک دفعہ دو برادران ایمانی کہ وہ باپ بیٹا تھے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں

حاضر ہوئے حضرت ان کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور انکی تعظیم و تکریم کی اور صدر مجلس میں بٹھایا اور خود ان کے سامنے جلوہ افروز ہوئے پھر کھانا منگایا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو قہر طرے سے ایک طشت اور ایک چوہی آفتابہ اور ایک دستمال حاضر کیا اور اس شخص کے ہاتھ دھلانے کا قصد کیا مگر حضرت نے بڑھ کر لوٹا اٹھالیا تاکہ خود اس کے ہاتھ دھلائے یہ تواضع اور انکسار اس مقتدر کے انس و جان کا دیکھ کر وہ شخص خاک پر لوٹنے لگا۔ اور عرض کی یا امیر المومنین یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ خدا مجھ کو اس حالت میں دیکھے کہ آپ میرے ہاتھوں پر پانی ڈالتے ہوں۔ فرمایا اٹھ کر ہاتھ دھو کہ خدا تجھ کو دیکھتا ہے۔ بحالیہ تیرا بھائی جو تجھ سے جدا ہے اور دراصل تجھ سے الگ نہیں اس خدمت کے بجالانے سے جنت میں اس کے خادموں کی تعداد میں بل دنیا کی شمار سے دس گنی زیادتی ہوگی اور اسی حساب سے اس کے ممالک بہشت بڑھا جائیں گے یس کر وہ شخص اٹھ بیٹھا تب حضرت نے اُس سے فرمایا اے شخص میں تجھ کو اپنے حق عظیم کی جس کو تو نے پہچانا ہے اور اس کو اپنی چادر بنایا ہے اور خدا کے سامنے تیرے عجز و نیاز کر سکی جس کے عوض میں مجھ کو تیری خدمت پر مامور کیا اور اس سے تجھ کو مشرف اور معزز کیا قسم دیتا ہوں کہ تو ایسے اطمینان سے ہاتھ دھو جیسے اس صورت میں جبکہ قبر پانی ڈالتا اطمینان سے دھوتا اس نے حضرت کے حکم کی تعمیل کی جب وہ ہاتھ دھو چکا تو آفتابہ اپنے فرزند ارجمند محمد بن حنفیہ کو دے کر فرمایا اے بیٹا اگر یہ لڑکا اپنے باپ سے علیحدہ میرے پاس آتا تو میں خود اس کے ہاتھ دھلاتا لیکن خدا کو منظور نہیں ہے کہ باپ بیٹے کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے جبکہ وہ ایک جگہ جمع ہوں۔ چونکہ باپ کے ہاتھ باپ نے دھلائے ہیں اس لیے مناسب ہے کہ بیٹا بیٹے کے ہاتھ دھلائے تب محمد حنفیہ نے اس لڑکے کے ہاتھ دھلائے۔

اور حسن ابن علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علی کی متابعت کرے وہ بیشک شیعہ ہے۔
قوله عز وجل وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ
وَالْوَالِدِينَ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا
وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنتُمْ مُّعْرِضُونَ
 (ترجمہ) اور اے محمد اس وقت کو یاد کر جبکہ ہم نے بنی اسرائیل سے اس بات کا عہد لیا کہ اللہ کے سوا

فضیلت خدمت محمد و آباء محمد است او

اور کسی کی عبادت نہ کرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ پھر تھوڑے شخصوں کے سوا (اے بنی اسرائیل) تم اس عہد سے پھر گئے اور راہ حق سے اعراض (لوگردانی) کر گئے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے عزوجل بنی اسرائیل سے فرماتا ہے کہ تم اس وقت کو یاد کرو **وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ** جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا جس میں ان کو تاکید کی گئی تھی **لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ** کہ تم اللہ کے سوا اور کسی کی پرستش نہ کرو۔ یعنی اس کو اس کی مخلوقات کے مشابہت مت کرو، اور اس کو اپنے حکم میں حق سے تجاوز کرنے والا مت سمجھو اور ایسا مت کرو کہ جس عمل سے اُسکی خوشنودی مقصود ہو اس سے اُسکے غیر کی خوشنودی کا ارادہ کرو (یعنی ریا نہ کرو) **وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا** نیز ہم نے ان سے عہد لیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔ ان احسانات و انعامات کے عوض میں جو انھوں نے تم سے کئے ہیں اور تم کو آرام دینے اور تمھاری نگہبانی کرنے میں جو جو سختیاں اور تکلیفیں انھوں نے جھیلی ہیں اس کا بدلہ دو **وَبِالْقُرْبَىٰ** اور والدین کے قریبی رشتہ داروں سے والدین کی تعظیم کے سبب احسان اور مروت سے پیش آؤ **وَالْيَتَامَىٰ** اور یتیموں سے نیکی کرو اور یتیم وہ شخص ہے جس کا باپ مر جائے جو اس کے امور کا کفیل تھا اور اُسکے کھانے دانے کا سامان اس کو پہنچاتا تھا اور اُس کی معاش کو درست کرتا تھا **وَالْمَسَاكِينَ** اور مسکین اور محتاج لوگوں کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ۔ **وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا** اور ایسے لوگوں سے جن کا نان و نفقہ تمھارے ذمے نہیں ہے نرمی اور خوش خلقی سے بات کرو **وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ** اور پانچوں نمازوں کو ادا کرو۔ نیز اپنے غیظ و غضب اور خوشنودی اور سختی اور راحت اور دلوں کو تنگ کرنے والے غموم و ہوم کی حالتوں میں محمد و آل محمد پر درود بھیجا کرو **وَأْتُوا الزَّكَاةَ** اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو **ثُمَّ تَوَلَّيْتُمُ الْأَقْلِيَّةَ مِنْكُمْ** پھر اے یہودیو تم چند آدمیوں کے سوا اس عہد کے پورا کرنے سے جو تمھارے باپ دادا نے تم کو پہنچایا ہے پھر گئے **وَأَنْتُمْ تَعْرِضُونَ** اور تم اس عہد سے لوگرداں اور اس کے تارک اور اس سے غافل ہو۔

اور خدا فرماتا ہے **لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ** یعنی صرف خدا کی عبادت کرو۔ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو اللہ کی عبادت کے سبب

سوال کرنے کی فرصت نہ ہو، خداوند متعال اس کو سوال کرنے والوں سے بہتر عطا فرماتا ہے۔ اور خدا اپنے عرش پر سے ندا کرتا ہے اے میرے بندو تم میری عبادت کرو جس طرح میں نے تم کو حکم دیا ہے اور اپنے انور کی مصلحتوں کو مجھے مت جلاؤ کیونکہ میں تم سے زیادہ ان سے فاضل ہوں اور ان (مصلحتوں) میں تم سے سخیل نہیں کرتا۔

اور جناب فاطمہ زہرا صدیقہ کبریٰ علیہا التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنی حق عبادت کو خدا کی طرف بھیجتا ہے خدا اس کی عمدہ ترین مصلحت کو اس کی طرف نازل کرتا ہے۔ اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی خدا کی عبادت کرتا ہے خدا تمام چیزوں کو اس کا فرماں بردار اور مطیع کر دیتا ہے۔

اور امام حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا کی عبادت کرتا ہے جیسا کہ حق عبادت ہے اللہ تعالیٰ اس کو اُسکی آرزو حد کفایت سے بڑھ کر عطا فرماتا ہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں اس عبادت کو بڑا سمجھتا ہوں جس سے میرا مقصود صرف ثوابِ آخرت ہو۔ اگر میں ایسا کروں تو میں اُس غلام کی مانند ہوں گا جو طمع کے سبب فرمانبرداری کرے۔ اگر کچھ طمع ہوئی تو کام کیا اور نہ خیر۔ اور اس بات کو میں مکروہ جانتا ہوں کہ صرف خوفِ عذاب سے اللہ کی عبادت کروں۔ اس حالت میں میری مثال اُس بڑے غلام کی سی ہوگی جو خوف کے وقت تو کام کرے اور جب خوف نہ ہو تو کبھی بھی نہ کرے کسی نے عرض کی پھر آپ کس لیے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ فرمایا اس لیے کہ وہ مجھ پر انعام و احسان کرنے کی وجہ سے عبادت کے قابل ہے۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بندہ حق عبادت نہیں کر سکتا جب تک کہ تمام مخلوقات سے منقطع ہو کر اُس کی طرف رجوع نہ کرے۔ جب بندہ اپنے خدا کی طرف اس طرح سے رجوع کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بندہ میرے لیے خالص ہو گیا ہے۔ پھر اپنے کرم سے اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بندہ پر اللہ تعالیٰ کی اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت اور بخشش نہیں ہے کہ اس کے دل میں خدا کے سوا اور کسی کو دخل نہ ہو۔

ایک نام عبادت

کہتا ہے اسی کے موافق اس کے ثواب میں زیادتی ہوتی ہے۔
 اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آیت میں سے کسی کو اپنے جسمانی والدین سے جدا کیا جانا
 برا معلوم نہیں ہوتا۔ حاضرین نے عرض کی۔ خدا کی قسم بیشک برا معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا۔ پس اس شخص
 کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے ان دو باپوں سے جو جسمانی والدین سے افضل ہیں لگ نہ کیا جائے۔
 اور امام محمد تقی علیہ السلام سے کسی شخص نے عرض کی میں محمد اور علی کو ایسا دوست رکھتا ہوں
 کہ اگر مجھ کو کھڑے کھڑے اور پیچھی سے کاٹ کر ریزہ ریزہ بھی کر دیا جائے تو بھی میں ان کی محبت سے
 دستبردار نہ ہوں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ محمد و علی بھی تجھ کو تیری محبت کے موافق عفو عطا کریں گے
 کہ قیامت کے دن تیرے لیے ایسے مراتب عالیہ اور درجات عظیمہ کی درخواست کریں گے کہ
 تیری محبت کا سارا عمل ان کے لاکھوں جزو کے برابر بھی نہ ہوگا۔
 اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نزدیک سکے دو دینی باپ محمد اور علی اس
 نسبی والدین سے گرائی تر نہ ہوں خدا کے نزدیک اسکی ذرا بھر عزت و حرمت نہ ہوگی۔
 اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دو دینی باپوں کی اطاعت
 کو اپنے نسبی والدین کی اطاعت پر اختیار کرے خداوند متعال اس کو خطاب کرتا ہے کہ میں
 تجھ کو اختیار کرتا ہوں جیسا کہ تو نے ان دونوں کو اختیار کیا اور تجھ کو تیرے دو دینی باپوں کے
 حضور میں مشرف کرتا ہوں جیسا کہ تو نے اپنے نسبی والدین کی محبت پر ان کی محبت کو اختیار
 کر کے اپنے نفس کو مشرف کیا۔
 بعد ازاں امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قول خدا عزوجل وَخَيِّرَ الْقُرْبَىٰ میں والدین
 کے قریبی رشتہ دار مراد ہیں اور بندے کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے حقوق پہچانے چنانچہ نبی امیر اہل
 سے اس بات پر عہد لیا گیا تھا اور اے امت محمد تم سے بھی عہد و پیمان لیا گیا ہے کہ محمد کے اقربا
 کا حق پہچانو اور وہ اقربا ائمہ طاہرین ہیں جو آنحضرت کے بعد ہوئے نیز وہ لوگ جو ان
 حضرات علیہم السلام کے بعد برگزیدگان دین میں سے ان سے ملحق ہیں۔
 اور جناب رسالتاب نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے والدین کے خویش و اقارب کے حق کی
 رعایت کرے خدا بہشت میں ہزار درجے اس کو عطا کریگا کہ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا کہ

تیز رو گھوڑا سو سال میں اس کو طے کر سکے۔ ایک درجہ چاندی کا ہوگا اور ایک سونے کا اور ایک
 مروارید کا اور ایک زبرجد کا اور ایک زمرد کا اور ایک مُشک کا اور ایک عنبر کا اور ایک کافور کا
 غرض یہ درجات انہی مختلف اقسام کی چیزوں سے بنے ہوئے ہیں۔
 اور جو کوئی محمد اور علی کے خویش و اقارب کے حقوق کی رعایت کرے اللہ تعالیٰ اس کے درجات اور
 ثوابوں میں اس قدر زیادتی کرتا ہے جس قدر کہ محمد اور علی کو اسکے نسبی والدین پر فضیلت اور بزرگی حاصل ہے
 اور جناب فاطمہ زہرا نے ایک عورت سے فرمایا کہ اپنے دو دینی باپوں محمد اور علی کو خوشنوداؤ
 رضامنہ کر خواہ نسبی والدین ناخوش ہوں اور اپنے دو دینی باپوں کو غضبناک کر کے نسبی والدین کو
 رضامنہ مت کر کیونکہ اگر تیرے نسبی والدین تجھ سے ناراض ہونگے تو محمد اور علی اپنی ایک ساعت
 کی طاعت کے دن ہزاروں حصہ کا ثواب ان کو دے کر تجھ سے رضامنہ کر دیں گے اور اگر تیرے دونوں
 دینی باپ تجھ سے ناراض ہوں تو تیرے نسبی والدین ان کے خوش کرنے پر قادر نہیں ہیں تمام دنیا
 کی طاعتوں کا ثواب ان کے غضب کی برابری نہیں کر سکتا۔
 اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تجھ پر اپنے دو دینی باپوں محمد اور علی کے قریبوں
 سے نیکی کرنا لازم ہے اگرچہ تو اپنے نسبی والدین کے اقربا کے حقوق کو ضائع کر دے اور خیر دار اپنے نسبی
 والدین کے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی تلافی کرنے میں اپنے دو دینی باپوں کے اقارب کے حقوق کو
 ہرگز ہرگز ضائع نہ کرنا اس لیے کہ اس جماعت کا تیرے دو دینی باپوں محمد اور علی کے آگے تیرا شکر گزار
 ہونا ان نسبی رشتہ داروں کے تیرے نسبی والدین کے آگے شکر گزار ہونے سے زیادہ فائدہ مند ہے۔
 کیونکہ جب تیرے دو دینی باپوں کے قریبی رشتہ داران کے پاس تیرے شکر گزار ہوں گے تو ان کی
 ایک تھوڑی سی نظر شفقت کرنے سے تیرے تمام گناہ زائل ہو جائیں گے اگرچہ وہ اتنے زیادہ ہوں
 کہ تری اور عرش کے مابین کو پر کر دیں اور اگر تو نے دو دینی باپوں کے اقارب کے حقوق کو چھوڑ
 کر نسبی والدین کے اقربا کے حقوق ادا کئے ہوں تو ان کی شکر گزاری تجھ کو کچھ نفع نہ بخشنے گی۔
 اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے دو دینی باپوں کے قریبوں اور ان
 کے دوستوں کے حقوق کا ادا کرنا نسبی والدین کے قریبوں کے حقوق کے ادا کرنے سے زیادہ سزاوار ہے
 کیونکہ ہمارے دو دینی باپ محمد اور علی ہم سے ہمارے نسبی والدین کو رضامنہ کر دیں گے اور ہمارے نسبی

والدین ہمارے دو دینی باپوں محمد اور علیؑ کو ہم سے رضامنہ کرانے پر قادر نہیں ہیں۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نزدیک اس کے دو دینی باپ محمد اور علیؑ اور ان کے اقربا اپنے نسبی والدین اور ان کے قریبی رشتہ داروں سے زیادہ برگزیدہ اور مکرم ہیں۔ حق تعالیٰ اس کو خطاب کرتا ہے۔ اے میرے بندے تو نے افضل کو فضیلت دی۔ میں بھی تجھ کو افضل قرار دوں گا اور تو نے ان لوگوں کو اختیار کیا جن کا اختیار کرنا بہتر تھا پس مناسب یہ ہے کہ میں تجھ کو بہشت میں اپنے دوستوں کا ہم نشین اور ہم صحبت بناؤں۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تنگدستی کے باعث پدران دینی و نسبی دونوں کے قریبیوں کے حقوق کی رعایت نہ کر سکے اس کو چاہیے کہ پدران دینی کے قریبیوں کے حقوق کی رعایت کو نسبی والدین کے قریبیوں پر مقدم کرے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنتوں سے فرمائے گا جس طرح اُس نے اپنے دونوں دینی باپوں کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر مقدم رکھا۔ اسی طرح اس کو میرے بہشتوں کی طرف مقدم رکھو۔ الغرض اس کے لیے جو کچھ پہلے کہتا گیا تھا اُس سے دست لاکھ گنا اس میں اور زیادہ کریں۔

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے دو سوئے پیش کئے جائیں اور کل ہزار درہم ان کے پاس ہوں اور وہ ایک سوئے کو کافی ہو سکتے ہوں اب وہ پوچھے کہ ان دونوں میں سے کونسے سوئے میں زیادہ نفع ہے اور لوگ اس کو جواب میں کہ اس سوئے کے خریدنے میں دوسرے سوئے کی نسبت ہزار گنا فائدہ ہوگا۔ اب بمقتضائے عقل اسکو بہتر سودا اختیار کرنا چاہیے یا نہیں؟ حاضرین نے عرض کی بیشک حضرت نے فرمایا تو بس اسی طرح نسبی والدین پر اپنے دونوں دینی باپوں کے اختیار کرنے کا ثواب اس سے بدرجہا بڑھ کر ہے۔

اور ایک شخص نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا حضرت آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو زیاں کار و سپماندہ شخص سے آگاہ کروں۔ فرمایا وہ کون ہے عرض کی فلاں شخص کے پاس دس ہزار اشرفیاں تھیں اُس نے وہ اشرفیاں دے کر ان کے عوض میں دس ہزار درہم لے لیے ہیں کہ حضرت نے فرمایا اگر وہ دس ہزار اشرفیاں ہزار درہم کو بیچے تو اُس کو اس سے زیادہ نقصان ہوگا یا نہیں حاضرین نے عرض کی بیشک زیادہ نقصان ہوگا۔ فرمایا کیا میں تم کو ایسی صورت بتاؤں جس کا

نقصان اور اُس کی حسرت اس سے بھی زیادہ ہو حاضرین نے عرض کی فرمائیے فرمایا اگر اس کے پاس ہزار پہاڑ سونے کے ہوں اور وہ ان کو ہزار جتہ کھوئی چاندی کے عوض بیچ ڈالے آیا اس صورت میں اس کو پہلے کی نسبت بہت زیادہ نقصان اور حسرت نہ ہوگی حاضرین نے عرض کی بیشک پھر فرمایا آیا اس سے بھی زیادہ تر نقصان اور حسرت کی صورت سے تم کو مطلع کروں انھوں نے عرض کی فرمائیے۔ فرمایا اس سے بڑھ کر زیاں کار اور پر حسرت وہ شخص ہے جو ترواحسان کرنے میں اپنے نسبی والدین کے قریبیوں کو اپنے دو دینی باپوں محمد اور علیؑ کے قریبیوں پر ذمیت دے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ محمد اور علیؑ کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر اس سے زیادہ

فضیلت حاصل ہے جتنی کہ سونے کے ہزار پہاڑوں کو ہزار جتہ کھوئی چاندی پر۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دینی باپوں محمد اور علیؑ کے قریبیوں کو اپنے نسبی والدین کے قریبیوں پر اختیار کرنے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کے سامنے اس کو اپنی کرامت کے خلعتوں سے مشہور اور سرفراز فرما کر اس کو اپنے تمام بندوں پر شرف عطا فرمائے گا۔ سوا اُس شخص کے جو اس فضیلت میں اسکی مثل یا اس سے بڑھ کر ہو۔

اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دونوں دینی باپوں محمد اور علیؑ کے قریبیوں کو نسبی والدین کے قریبیوں پر ترجیح دینا جلال خداوندی کی تعظیم میں داخل ہے اور نسبی والدین کے اقربا کو دونوں دینی باپوں کے اقربا پر ترجیح دینا حقارت جلال خداوند متعال کو شامل ہے۔

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک شخص کا کنبہ بھوکا تھا وہ ان کے واسطے کچھ کمانے گھر سے نکلا اور ایک درہم کمایا اور رونی سالن خرید کر گھر کو روانہ ہوا۔ راہ میں ایک مرد اور ایک عورت سے جو محمد اور علیؑ کے قریبیوں میں سے تھے ملاقات ہوئی اور وہ دونوں بھوکے تھے یہ دیکھ کر اُس نے دل میں کہا کہ یہ میرے قریبیوں سے زیادہ مستحق ہیں یہ سوچ کر وہ رونی اور سالن جو خرید کیا تھا ان کو دے ڈالا۔ اور حیران تھا کہ گھر والوں کو کیا جواب دوں گا کہ جو درہم کمایا تھا وہ کیا کیا۔ اسی فکر میں آہستہ آہستہ چل کر تھوڑی دور گیا تھا کہ ناگاہ ایک قاصد کو دیکھا کہ اُس کی تلاش کرتا پھرتا ہے جب اُس کو پتا لگا

والدین ہمارے دو دینی باپوں محمد اور علیؑ کو ہم سے رضامنہ کرانے پر قادر نہیں ہیں۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نزدیک اس کے دو دینی باپ محمد اور علیؑ اور ان کے اقربا اپنے نسبی والدین اور ان کے قریبی رشتہ داروں سے زیادہ برگزیدہ اور مکرم ہیں۔ حق تعالیٰ اس کو خطاب کرتا ہے۔ اے میرے بندے تو نے افضل کو فضیلت دی۔ میں بھی تجھ کو افضل قرار دوں گا اور تو نے ان لوگوں کو اختیار کیا جن کا اختیار کرنا بہتر تھا پس مناسب یہ ہے کہ میں تجھ کو بہشت میں اپنے دوستوں کا ہم نشین اور ہم صحبت بناؤں۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تنگدستی کے باعث پدران دینی و نسبی دونوں کے قریبیوں کے حقوق کی رعایت نہ کر سکے اس کو چاہیے کہ پدران دینی کے قریبیوں کے حقوق کی رعایت کو نسبی والدین کے قریبیوں پر مقدم کرے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنتوں سے فرمائے گا جس طرح اُس نے اپنے دونوں دینی باپوں کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر مقدم رکھا۔ اسی طرح اس کو میرے بہشتوں کی طرف مقدم رکھو۔ الغرض اس کے لیے جو کچھ پہلے کہتا گیا تھا اُس سے دست لاکھ گنا اس میں اور زیادہ کریں۔

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے دو سوئے پیش کئے جائیں اور کل ہزار درہم ان کے پاس ہوں اور وہ ایک سوئے کو کافی ہو سکتے ہوں اب وہ پوچھے کہ ان دونوں میں سے کونسے سوئے میں زیادہ نفع ہے اور لوگ اس کو جواب میں کہ اس سوئے کے خریدنے میں دوسرے سوئے کی نسبت ہزار گنا فائدہ ہوگا۔ اب بمقتضائے عقل اسکو بہتر سودا اختیار کرنا چاہیے یا نہیں؟ حاضرین نے عرض کی بیشک حضرت نے فرمایا تو بس اسی طرح نسبی والدین پر اپنے دونوں دینی باپوں کے اختیار کرنے کا ثواب اس سے بدرجہا بڑھ کر ہے۔

اور ایک شخص نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا حضرت آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو زیاں کار و سپماندہ شخص سے آگاہ کروں۔ فرمایا وہ کون ہے عرض کی فلاں شخص کے پاس دس ہزار اشرفیاں تھیں اُس نے وہ اشرفیاں دے کر ان کے عوض میں دس ہزار درہم لے لیے ہیں کہ حضرت نے فرمایا اگر وہ دس ہزار اشرفیاں ہزار درہم کو بیچے تو اُس کو اس سے زیادہ نقصان ہوگا یا نہیں حاضرین نے عرض کی بیشک زیادہ نقصان ہوگا۔ فرمایا کیا میں تم کو ایسی صورت بتاؤں جس کا

نقصان اور اُس کی حسرت اس سے بھی زیادہ ہو حاضرین نے عرض کی فرمائیے فرمایا اگر اس کے پاس ہزار پہاڑ سونے کے ہوں اور وہ ان کو ہزار جتہ کھوئی چاندی کے عوض بیچ ڈالے آیا اس صورت میں اس کو پہلے کی نسبت بہت زیادہ نقصان اور حسرت نہ ہوگی حاضرین نے عرض کی بیشک پھر فرمایا آیا اس سے بھی زیادہ تر نقصان اور حسرت کی صورت سے تم کو مطلع کروں انھوں نے عرض کی فرمائیے۔ فرمایا اس سے بڑھ کر زیاں کار اور پر حسرت وہ شخص ہے جو ترواحسان کرنے میں اپنے نسبی والدین کے قریبیوں کو اپنے دو دینی باپوں محمد اور علیؑ کے قریبیوں پر ذمیت دے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ محمد اور علیؑ کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر اس سے زیادہ

فضیلت حاصل ہے جتنی کہ سونے کے ہزار پہاڑوں کو ہزار جتہ کھوئی چاندی پر۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دینی باپوں محمد اور علیؑ کے قریبیوں کو اپنے نسبی والدین کے قریبیوں پر اختیار کرنے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کے سامنے اس کو اپنی کرامت کے خلعتوں سے مشہور اور سرفراز فرما کر اس کو اپنے تمام بندوں پر شرف عطا فرمائے گا۔ سوا اُس شخص کے جو اس فضیلت میں اسکی مثل یا اس سے بڑھ کر ہو۔

اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دونوں دینی باپوں محمد اور علیؑ کے قریبیوں کو نسبی والدین کے قریبیوں پر ترجیح دینا جلالِ خداوندی کی تعظیم میں داخل ہے اور نسبی والدین کے اقربا کو دونوں دینی باپوں کے اقربا پر ترجیح دینا حقارتِ جلالِ خداوند متعال کو شامل ہے۔

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک شخص کا کنبہ بھوکا تھا وہ ان کے واسطے کچھ کمانے گھر سے نکلا اور ایک درہم کمایا اور روٹی سالن خرید کر گھر کو روانہ ہوا۔ راہ میں ایک مرد اور ایک عورت سے جو محمد اور علیؑ کے قریبیوں میں سے تھے ملاقات ہوئی اور وہ دونوں بھوکے تھے یہ دیکھ کر اُس نے دل میں کہا کہ یہ میرے قریبیوں سے زیادہ مستحق ہیں یہ سوچ کر وہ روٹی اور سالن جو خرید کیا تھا ان کو دے ڈالا۔ اور حیران تھا کہ گھر والوں کو کیا جواب دوں گا کہ جو درہم کمایا تھا وہ کیا کیا۔ اسی فکر میں آہستہ آہستہ چل کر تھوڑی دور گیا تھا کہ ناگاہ ایک قاصد کو دیکھا کہ اُس کی تلاش کرتا پھرتا ہے جب اُس کو پتا لگا

تو ایک چٹھی اور پانسوا شرفیوں کی تحصیل اس کو دی اور کہا کہ یہ تیرے چچیرے بھائی کا جو
 مصر میں فوت ہو گیا ہے بقیہ مال ہے اور ایک لاکھ دینار اس کے تاجر ان مکہ و مدینہ کے
 ذمے قرض ہیں اور اس سے بہت زیادہ جائداد اور زمینیں اور مال مصر میں ہیں لغرض وہ
 پانسوا شرفیاں لے کر گھر گیا اور اپنے عمیال کے لیے خوب ساز و سامان کیا جب رات کو
 سویا خواب میں محمد اور علیؑ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں تو نے جو ہمارے قریبیوں کو اپنے قریبیوں
 پر ترجیح دی تو دیکھ ہم نے بھی تجھ کو کیسا سختی اور مالدار کر دیا۔ پھر مکہ اور مدینہ میں وہ
 لاکھ دینار جس جس شخص کے ذمے تھے ان میں سے ہر ایک محمد اور علیؑ کو خواب میں
 دیکھا کہ فرماتے ہیں اگر تو نے صبح کو فلاں شخص کا جو حق میراث تیرے ذمے ہے اس کو
 نہ پہنچایا تو صبح ہم تجھ کو ہلاک اور مستاصل کر ڈالیں گے اور تیری نعمت کو تجھ سے زائل
 کر دیں گے اور تجھ کو تیرے جاہ و حشم سے الگ کر دیں گے۔ آخر کار جب صبح ہوئی تو ہر ایک
 قرضدار اپنے اپنے قرض کے موافق رقم لے کر اس کے پاس حاضر ہوا اور وہ لاکھ دینار
 اسی روز جمع ہو گئے اور مصر میں جس جس کے پاس اس کا مال آیا تھا آپ دونوں حضرات
 ان کو خواب میں نظر آئے اور نہایت شہید اور تاکید سے حکم دیا کہ جہاں تک ہو سکے بہت
 جلد اس شخص کا مال اُس کو پہنچاؤ۔ بعد ازاں پھر دونوں حضرات اُس مرد مومن (جس نے
 قرابت رسولؐ کو اپنی قرابت پر فوقیت دی تھی) کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا تو
 نے صنعت الہی کو اپنی نسبت کیسا پایا۔ ہم نے سب مصر لوں کو جن کے پاس تیرا مال تھا حکم دیا
 ہے کہ وہ بہت جلد تیرے پاس پہنچا دیں۔ اب اگر تیرا منشا ہو تو ہم حاکم مصر کو حکم دیں کہ تمہاری
 زمینوں اور ملکوں کو فروخت کر کے ان کا روپیہ تیرے پاس مدینہ میں بچوادے کہ تو ان کے عوض یہاں
 املاک و جائداد خرید لے۔ اُس نے عرض کی ہاں میں چاہتا ہوں۔ الغرض محمد اور علیؑ نے عالم روبا
 میں حاکم مصر کو حکم دیا کہ اس کی املاک کو فروخت کر کے روپیہ اس کے حوالے کرے
 حاکم نے وہ تمام املاک تین لاکھ دینار میں فروخت کر کے قیمت اس کے پاس بھیج دی اور وہ
 شخص تمام اہل مدینہ سے زیادہ مالدار ہو گیا۔ پھر رسولؐ خدا نے اس سے خواب میں فرمایا تو نے
 جو میری قرابت کو اپنی قرابت پر ترجیح دی یہ تو اس کی جزا دُنیا میں ہے اور آخرت میں

اس مال کے ہر حصہ کے عوض بہشت میں ہزار ہزار محل عطا کروں گا۔ ان میں سب سے
 چھوٹا محل تمام دُنیا سے بہت بڑا ہوگا۔ اور اُن کا ایک سوئی برابر حصہ دُنیا و ما فیہا
 سے بہتر ہوگا۔

اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَالْيَتَامَىٰ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ
 خدائے عز و جل نے یتیموں سے نیکی کرنے کی ترغیب اس لیے دی ہے کہ وہ اپنے پاپوں سے
 جدا ہو گئے ہیں پس جو کوئی ان کی حفاظت کرے خدا اُس کی حفاظت کرتا ہے اور جو کوئی ان
 کا اکرام و اعزاز کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا اعزاز و اکرام فرماتا ہے اور جو کوئی محبت اور مہربانی
 سے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے حق تعالیٰ اُس شخص کو ہر مال کے عوض جو اُس کے ہاتھ کے نیچے
 ہیں بہشت میں ایک محل عطا کرے گا جو دُنیا و ما فیہا سے زیادہ ترویج ہوگا اور وہاں ہر
 قسم کی نعمتیں اُس کے لیے مہیا ہوں گی اور وہ اُن سے متکذّر اور کامیاب ہوگا وَفِيهَا مَا
 تَشْتَلِيهِ الْآلُفُفْسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اور جنت میں ہر قسم کی
 چیزیں موجود ہیں جن کی بہشتی لوگوں کے نفس خواہش کرتے ہیں اور ان کی آنکھیں ان سے لذت
 پاتی ہیں اور وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا سب یتیموں سے بڑھ کر وہ یتیم ہے جو اپنے امام سے جدا ہو جائے
 اسکے پاس نہ پہنچ سکے اور جن مسائل شرعی کی اسکو ضرورت پڑتی ہے ان میں اسکو یہ معلوم نہ ہو کہ امام
 کا حکم کیا ہے پس جو شخص ہمارے علوم کا عالم ہو یہ جاہل شراکت جو ہماری حضورؐ سے دور ہے
 اسکے پاس ہو اُس کو چاہیے کہ اس کو ہدایت کرے اور آگاہ ہو کہ جو کوئی اس کو ہدایت کرے اور راہ
 راست پر لگائے وہ جنت کے اعلیٰ طبقے میں ہمارا رفیق اور ہم نشین ہوگا اس حدیث کو مجھ سے میرے
 باپ نے بیان کیا اور انھوں نے اپنے آباؤ کے کرام کی زبانی رسولؐ خدا سے روایت کی ہے۔

اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیعوں میں جو کوئی ہماری شریعت کا
 عالم ہو اور ہمارے ضعیف شیعوں کو انکی تاریکی جہالت سے نکال کر اس علم کی روشنی کی طرف لائے جو
 ہم نے اس کو عطا کیا ہے قیامت کے دن وہ شخص اس طرح وارد محشر ہوگا کہ نور کا ایک تاج اسکے
 سر پر ہوگا۔ جسکی روشنی تمام اہل محشر تک پہنچے گی اور ایسا حلوہ زیب تن کئے ہوگا کہ تمام دُنیا و ما فیہا

یاد ۲۵ سورہ نوزف - ع

یاد ۲۵ سورہ نوزف - ع

اس کے ادنیٰ تار کی قیمت کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی پھر ایک مُنادی ندا کرے گا اے بندگانِ خدا آگاہ ہو یہ عالمِ آلِ محمد میں سے کسی کا شاگرد ہے جن جن کو دنیا میں اُس نے حیرتِ جہالت سے نکالا ہے۔ اُن کو چاہیے کہ اس کے نور سے متمسک ہو جائیں تاکہ یہ اُن کو اس عرصہٴ محشر کی حیرتِ عظمت سے نکال کر گلگشتِ جنات کی طرف لے جائے۔ الغرض جس جس کو اُس نے کوئی امر خیرِ تعلیم کیا ہو گا یا جس کے دل سے جہالت کا قفل کھولا ہو گا یا کسی شبیہ کو رفع اور واضح کیا ہو گا ان سب کو وہاں سے نکال کر بہشت میں لے جائیگا۔

اور ایک عورت نے جنابِ فاطمہ زہرا صدیقہ کبریٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری ماں ضعیف ہے اور نماز کے ایک مسئلہ میں سکو کچھ شبہ ہو گیا ہے اس کے دریافت کرنے کیلئے مجھ کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ جنابِ صدیقہ نے اس مسئلہ کا جواب دیا۔ اُس نے پھر پوچھا اس معصوم نے پھر جواب دیا اس نے پھر دریافت کیا۔ آپ نے پھر جواب دیا۔ یہاں تک کہ اُس نے دین باز تکرار کیا اور برابر جواب دیا۔ پھر اس عورت نے کثرتِ سوال سے شرمندہ ہو کر عرض کی اے بنتِ رسول میں اب آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتی جنابِ فاطمہ نے اُس سے فرمایا کوئی مُضائقہ نہیں جو جی میں آئے پوچھا اگر کسی شخص کو ایک لاکھ اشرفی اجرت مقرر کر کے کہا جائے کہ اس بھاری بوجھ کو کوٹھے پر چڑھا دے کیا اسکو یہ بات ناگوار گزے گی اس نے عرض کی کوئی نہیں۔ فرمایا میرے واسطے ہر مسئلہ کے عوض اس قدر موٹی اجرت میں مقرر ہوئے ہیں جو ثری اور عرش کے درمیانِ خلا کی پیمائی سے بھی ہوں اس لیے مجھ کو مسائل کا جواب دینا بدرجہا اولیٰ ناگوار نہ معلوم ہونا چاہیے اور میں نے اپنے والدِ بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہمارے علماء شیعہ کو ان کے کثرتِ علوم اور ہدایتِ بندگان میں انکی سعی و کوشش کے موافق خلعت تائے کرامت عطا ہونگے یہاں تک کہ ایک ایک پر ہزار ہلے نور کے ہونگے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مُنادی ندا کریگا۔ اے تیمانِ آلِ محمد کی کفالت اور پرورش کرنے والو جبکہ وہ اپنے آباؤ اجداد سے یعنی امہ کرامِ علیہم السلام سے جدا ہو گئے تھے۔ یہ تمہارے شاگرد اور وہ تمہیں جنکی تم نے کفالت اور پرورش کی ہے حاضر ہیں جس طرح تم نے دنیا میں خلعت تائے علوم سے انکو مزین کیا تھا اسی طرح اب خلعت ہائے جنت سے آراستہ کرو۔ تب وہ علماء ان تہیوں اور شاگردوں کو ان کی تحصیلِ علوم کے

مطابق اعلیٰ حسبِ مراتب خلعت پہنائیں گے۔ یہاں تک کہ بعض تہیم لاکھ لاکھ خلعت پا جائیں گے اور بعض تہیم اپنے شاگردوں کو خلعت تقسیم کریں گے۔ بعد ازاں خدا پھر حکم کرے گا کہ ان تہیوں کے کفالت کرنے والے علماء کو پھر خلعت دو۔ تب ان کو خلعت ملیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے خلعت پورے کر کے ان کو ڈوگنا کر دیا جائے گا اور شاگردوں کو تقسیم کرنے سے پہلے جس قدر خلعت اُن کے پاس ہوں گے اس قدر پورے کر کے دو چند کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اعلیٰ قدر مراتب ان کے خلعت یافتہ شاگردوں کا حال ہوگا۔

پھر جنابِ فاطمہ نے اس عورت سے فرمایا۔ اے کثیرُ خدا ان خلعتوں کا ایک اِن تمام اشیاء سے جن پر آفتاب چمکتا ہے لاکھ مرتبہ فضل اور اعلیٰ ہے کیونکہ وہ چیزیں مکرر اور منغص ہیں۔ اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی کسی تہیم آلِ محمد کی جو اپنے آقاؤں و رلمانوں سے الگ ہو اور صحرائے جہالت میں سرگرداں و پریشان ہو کفالت کرے کہ اس کو اس کی جہالت سے نکالے اور اس کے امورِ شکیبہ کو اس پر واضح کرے۔ اس کو اس شخص پر جو کسی تہیم کا کفیل ہو کر اس کو کھانا کھلائے اور پانی پلائے اس قدر فضیلت ہے جیسے آفتاب کو شہا ستارے پر۔

اور امام حسین ابن علی علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے کسی تہیم کی جس کو ہمارے پوشیدہ ہونے نے ہم سے جدا کیا ہے کفالت کرے اور اس کو ہمارے علوم جو اس کو پہنچے ہیں تعلیم کرے یہاں تک کہ اس کو راہِ راست اور طریقِ مستقیم پر لے آئے اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے اے میرے کریم اور غمخوار بندے میں کم و بیشش کے لیے اولیٰ تر ہوں۔ اے میرے فرشتو اس کے لیے ہر حرف کے عوض جو اس نے تعلیم کئے ہیں لاکھ محل بہشت میں تیار کرو اور تمام قسم کی نعمتیں جو وہاں کے مناسب ہوں ان میں مُتیا کرو۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰ پر وحی نازل کی کہ اے موسیٰ مجھ کو میری مخلوق کا محبوب بنا اور میری مخلوق کو میرا محبوب کر موسیٰ نے عرض کی اے پروردگار میں کس طرح کروں۔ ارشاد ہوا کہ ان کو میری نعمتیں اور بخششیں یاد دلا اگر تو میرے دروازے سے کسی بھاگنے والے یا میری درگاہ سے کسی بھٹکنے ہوئے کو میری طرف پھیر لائے تو یہ عمل تیرے لیے سو برس کی عبادت سے کہ دن کو روزہ رکھے اور راتوں کو محرابِ عبادت میں

کھڑا ہے بہتر اور افضل ہے۔ عرض کی اے پروردگار وہ بندہ کونسا ہے جو تجھ سے گریز کرتا ہے۔ وحی ہوئی جو عصیان اور سرکشی کرتا ہے۔ موسیٰ نے عرض کی وہ بندہ کونسا ہے جو تیری درگاہ سے بھٹکا ہے۔ فرمایا وہ شخص جو اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا جو شریعت کے طریقے اور وہ امور جن سے عبادت پروردگار کی جائے اور جن کی وجہ سے خدا کی رضامندی سے متوسل ہو سکے تعلیم کرتا یا بعد اس کے کہ اس کو پہچان لیا ہے۔ اس سے دور ہو گیا ہے اور اس کے دین کے طریقے سے ناواقف ہے۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے ہمارے علماء شیعہ کے گروہ کو ثواب اعظم اور جزائے اوفر کی بشارت دو۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عالم اس شخص کی مانند ہے جس کیساتھ شمع ہو کر وہ اُس سے لوگوں کو روشنی پہنچاتا ہے۔ پس جس کسی کو اپنی شمع سے روشنی پہنچاتا ہے وہ اس کے لیے نیک دعا کرتا ہے اسی طرح عالم اپنی شمع علم سے جہالت اور حیرت کی تاریکی کو زائل کرتا ہے پس جس کسی کو وہ اپنی شمع کی روشنی پہنچاتا ہے اور وہ اس کے سبب حیرت سے نکلتا ہے یا جہالت سے نجات پاتا ہے وہ شخص آتش جہنم سے اس کا آزاد کردہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس عالم کو اس کی جزا میں اس شخص کے جس کو اس نے آتش جہنم سے آزاد کیا ہے ہر بال کے عوض اس قدر ثواب عطا کریگا جو لاکھ ٹھیلیاں صدقہ کرنے کے ثواب سے بہتر ہوگا جو ایسی جگہ صرف کی جائیں جہاں کے لیے خدا نے حکم نہ دیا ہو۔ بلکہ اس قسم کا صدقہ اس کے دینے والے پر وبال ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ اس کو اس قدر ثواب عطا فرمائے گا جو کعبہ کے سامنے نماز ادا کرنے کے ثواب سے زیادہ ہوگا۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے ہمارے شیعہ عالم اس حد میں چڑھائی کریں گے کہ وہ لوگوں کو ایسی باتیں کہیں گے جو لوگوں کی سرحد سے ملتی ہے اور ان کو ہمارے ضعیف شیعوں پر غرور کرنے سے باز رکھتے ہیں اور ابلیس اور گروہ نواصب کو ان پر مسلط نہیں ہونے دیتے پس جو کوئی ہمارے شیعوں میں سے اس کام کے لیے مستعد ہو وہ اہل روم و ترکستان و خزر کے ساتھ جہاد کریں گے اور ان سے لاکھ مرتبہ بہتر ہے کیونکہ یہ ہمارے محبتوں کے دین کو دشمنان دین کے حملوں سے بچاتے ہیں اور وہ ان کے بدلوں سے دشمنوں کے سبب و آزار کو دور کرتے ہیں۔

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک عالم جو ہمارے کسی منہج کو جو ہمارے صحبت سے الگ ہے ایسی تعلیم دے کہ جسکی اس کو ضرورت ہے مگر اسی اور جہالت سے چھڑاتا ہے وہ ابلیس پر نزار عابد سے زیادہ گراں ہے کیونکہ عابد صرف اپنے نفس کو بچانا چاہتا ہے مگر عالم بچاتا ہے کہ اپنے نفس کو نیز دیگر بندگان و کینز ان خدا کو ابلیس و اس کے سرکش شاگردوں کے ہاتھ سے نگاہ رکھے اور اسی طرح خدا کے نزدیک وہ لاکھ عابدوں سے بہتر ہے۔

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن عابد سے کہا جائے گا کہ تو بہت مہیا آدمی تھا کہ تو نے اپنے نفس کی غمخواری کی اور لوگوں کو اپنی تکلیف سے بچایا پس تو جہاں اور بہشت میں داخل ہو حالانکہ اس عالم نے لوگوں پر اپنی خیر کو جاری کیا ہے اور ان کو دشمنوں کے ہاتھ سے چھڑایا ہے اور جنت کی نعمتوں کو ان پر زیادہ کیا ہے اور خوشنودی خدا کو ان کے لیے حاصل کیا ہے پھر اس عالم کو خطاب ہوگا۔ اے تیمان آل محمد کی کفالت کریں گے اور ان کے ضعیف محبتوں اور دوستوں کو ہدایت کرنے والے ذرا توقف کر اور جس جس نے تجھ سے کچھ حاصل کیا ہے یا کچھ سیکھا ہے ان کی شفاعت کریں نہ اس کو وہ ٹھہرائے گا اور ان کی شفاعت کرنے کے بعد جنت میں داخل ہوگا اور اس کے ہمراہ دس قیام آدمی ہونگے اور یہ وہ لوگ ہونگے جنہوں نے اس سے علوم حاصل کئے ہونگے اور قیامت تک جو اس کے شاگردوں کے شاگرد ہوتے رہے ہونگے اب تم دیکھو کہ ان دونوں درجوں میں کتنا فرق ہے۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو لوگ تیمان آل محمد کی (جو اپنے امام سے جدا ہوں اور اپنی جہالت میں متحیر اور سرگرداں ہوں اور اپنے شیطانوں اور ہمارے دشمن ناصیبوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوں) کفالت کریں اور ان کو ان کے پنجے سے چھڑائیں اور ان کو انکی حیرت اور سرگردانی سے نجات دیں اور شیاطین کے وسوسوں کو رد کر کے ان کو مغلوب کریں اور اپنے پروردگار کی محبتوں اور اپنے اماموں کی دلیلوں کے ذریعہ ناصیبوں پر غالب آئیں ان کو خدا کے نزدیک بندوں پر آسمان کے زمین سے افضل ہونے اور عرش کرسی اور حجابوں سے زیادہ ترفیضیت حاصل ہے اور ان کو عابد پر ایسی ترفیضیت ہے جیسی چودھویں رات کے

لے قیام آدمیوں کا گروہ اور حدیث میں ایک لاکھ فرمایا ہے۔ کذاتی مجمع البحرین۔ مترجم معنی عنہ

چاند کو آسمان کے ایک مدغم ستارے پر۔
 اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے اگر تمہارے قائم علیہ السلام کی ضیبت کے بعد ایسے
 علماء جو لوگوں کو اس کی طرف دعوت کرتے ہیں اور ان کو اس کی طرف رہبری کرتے ہیں اور دلائل پر
 الہی کیساتھ اس کے دین کی حفاظت کرتے ہیں اور خدا کے ضعیف بندوں کو ابلیس اور اس کے
 سرکش شاگردوں اور ناصیبوں کے دام فریب نکالتے ہیں موجود نہ ہوتے تو کوئی فرد بشر دین خدا پر قائم
 نہ رہتا اور سب مژدہ ہو جاتے لیکن وہ ضعیف شیعوں کے دلوں کی باگ ڈور کو تھامتے ہیں جیسے
 ملاح اپنی کشتی کے دنبا کو تھامتا رہتا ہے یہی لوگ خدا کے نزدیک افضل اور اعلیٰ ہیں۔

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے علمائے شیعہ جو ہمارے ضعیف مجتہدوں اور
 دوستوں کی خبر گیری کرتے ہیں وہ قیامت کے دن اسی طرح وارد محشر ہونگے کہ ہر ایک کے سر پر ایک پتھر
 تاج دھرا ہوگا کہ نور اس سے ساطع ہوتا ہوگا اور ان تابوں کے نور تمام میدان قیامت میں
 جس کا دورہ بین لاکھ برس کی راہ ہوگی پھیل جائیں گے اور جس حسین تیمیم کی انھوں نے کفالت کی ہے
 اور علم کے نور سے اسکو تاریکی بھالت سے نجات دی ہے اور گمراہی اور دھوکے کی حیرت اسکو نکالا
 ہے وہ سب انکے نوروں کی ایک ایک شاخ میں چمٹ جائیں گے اور وہ انکو اٹھا کر اتنا بلند کریگا کہ فرق
 جہاں کے مقابل ہو جائیں گے پھر ان کو انکی منزلوں میں جولان کے استادوں اور معلموں کے ہمسایہ اور
 ان اماموں کے حضور میں جنگی طرف ان کو بلا یا جاتا تھا ان کے واسطے تیار کی گئی ہوگی لے جا کر
 اتار دیں گے اور جس حسین ناصیبی کو ان کے تابوں کی شعاعیں پہنچیں گی وہ اندھے بہرے اور گونگے
 ہو جائیں گے اور آگ کے سخت ترین شعلوں کو ان پر مقرر کیا جائیگا جو ان کو اٹھا کر دھکیلے ہوئے
 تریانیہ کی طرف لے جائیں گے اور وہ ان کو وسط جہنم میں ڈال دے گا۔

بعد اللہ امام علیہ السلام نے وَالْمَسَاكِينِ کی تفسیر میں فرمایا کہ مسکین وہ شخص ہے کہ
 فقر اور شکستگی اس کی حرکت کو ساکن کر دے جو کوئی اپنے زائد مال سے اسکی غمخواری کرے۔ اللہ
 تعالیٰ اپنی جنت کو اس کیلئے فراخ کرے اور اپنی مغفرت اور خوشنودی اسکو عطا فرمائے گا۔
 اور جناب محمد اور علی کے مجتہدوں میں جو مسکین ہیں انکی غمخواری کرنا مسکین فقر کی غمخواری کرنے
 سے بہتر ہے اور وہ وہ لوگ ہیں جن کے اعضا اور قوارڈ دشمنان خدا کے مقابلے سے عاجز اور ضعیف

ہونگے ہیں جو ان کو ان کے دین کے بارے میں سرزنش کرتے ہیں اور انکی عقلوں کو سفاہت سے
 نسبت دیتے ہیں جو شخص اپنے فقہ اور علم سے ان کو ایسا قوی کر دے کہ انکی مسکنت زائل ہو جائے
 اور انکو دشمنان ظاہری یعنی نواصب اور دشمنان باطنی یعنی ابلیس اور اس کے سرکش مددگاروں
 پر تسلط اور غالب کر دے یہاں تک کہ دین خدا کے قرب و جوار سے انکو بھگا دیں اور آل
 رسول کے دوستوں کے پاس سے ان کو دور کر دیں پس اللہ تعالیٰ اس مسکینی کو مومنین سے
 دور کر کے ان کے شیطانوں پر ڈال دیتا ہے اور ان کو ان کے گمراہ کرنے سے عاجز کر دیتا ہے
 اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبانی اپنا سچا حکم فرمایا ہے۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی کسی دینی مسکین اور ضعیف المعمر
 شخص کو اس کے مخالف ناصیبی کے مقابلے میں ایسا قوی کر دے کہ وہ اس کو خاموش اور لاجواب
 کر دے اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس روز جبکہ وہ قبر میں رکھا جائے گا یہ تلقین کرے گا کہ اے
 میرے بندے کہہ اللہ میرا رب ہے اور محمد میرا نبی ہے اور علی میرا ولی ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے
 اور قرآن میرا سرمایہ شادمانی اور زاد راہ ہے اور مومنین میرے بھائی ہیں اس وقت خدا اس
 سے خطاب کرے گا۔ اے بندے تجھ کو حجت بتا دی گئی ہیں نے اپنی جنت کا ایک دروازہ
 تیرے لیے واجب کیا پس اس وقت اس کی قبر گلشن جنت سے بہتر ہو جائے گی۔

اور جناب فاطمہ زہرا کی خدمت میں دو عورتیں ایک دینی مسئلے میں جھگڑتی ہوئی حاضر
 ہوئیں ایک مومنہ تھی اور دوسری معاند اطمینت۔ جناب فاطمہ نے مومنہ پر اسکی دلیل کو واضح کر
 دیا کہ اس کے ذریعہ سے وہ اس معاندہ پر غالب آگئی اور اس فتیابی سے نہایت مسرور اور
 شاد کام ہوئی۔ جناب صدیقہ نے اس سے فرمایا تیرے اس مخالف عورت پر فتیاب ہونے سے
 فرشتوں کو جو خوشی حاصل ہوئی وہ تیری خوشی سے کہیں بڑھ کرے اور اسکو اپنے شکست پانے سے
 جو رنج و ملال لاحق ہوا ہے اس سے ابلیس اور اس کے سرکش معاونوں کا رنج و ملال بہت
 زیادہ ہے اور خدا نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ فاطمہ نے جو اس مسکین اور اسیر عورت پر اس کی
 دلیل کو واضح کیا ہے اسکے صلے میں بہشت میں اس قدر سامان اسکے لیے مہیا کر دو جو ان چیزوں سے جو
 میں نے اس کیلئے تیار کی ہیں لاکھ گنے زیادہ ہوں اور ہر ایک شخص کے لیے جو کسی اسیر و مسکین پر

دلائل دینی کو واضح کر کے اس کو معاند مذہب پر غالب کرانے ہی قاعدہ مقرر ہے کہ جو سامان بہشت میں اس کے لیے تیار ہو چکا ہے اس لیے لاکھ گنا زیادہ کیا جائے۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کچھ تحفے لے کر حاضر ہوا حضرت نے اسے فرمایا اے شخص تجھ کو ان دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ تر پسند ہے کہ میں اس تحفہ کے عوض بیس ہزار درہم دیدوں جو اسکی قیمت سے بیس گنے ہیں یا علم کا ایک دروازہ تیرے لیے کھول دوں جس کے ذریعے سے تو فلاں ناصبی پر جو تیری بستی میں رہتا ہے غالب ہو جائے اور وہاں کے بستے والے ضعیف شیعوں کو اس کے ہاتھ سے چھڑائے اگر تو نے بہتر چیز کو پسند کیا تو میں دونوں چیزیں تجھ کو دوں گا اگر تو نے پسند کرنے میں غلطی کی تو میں تجھ کو اختیار دیتا ہوں ان میں سے ایک جس کو تیرا جی چاہے لے لے اسنے عرض کی اے فرزند رسول کیا میرا اس ناصبی کو مغلوب کرنے اور ان ضعیف شیعوں کو اس کے پیٹے سے نچھڑانے کا ثواب بیس ہزار درہم کے برابر ہے؛ فرمایا بلکہ تمام دنیا سے بیس لاکھ دفعہ بڑھ کر تب اس نے عرض کی اے فرزند رسول یہ کیوں ہو سکتا ہے کہ میں اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کروں بلکہ میں تو اس کلمہ بزرگ کو اختیار کرتا ہوں جس کے ذریعے دشمن خدا کو مغلوب کروں اور اس کے شر کو دوستانہ خدا سے دفع کروں اس کی یہ تقریریں کر حضرت نے فرمایا تو نے بہت اچھا انتخاب کیا اور اس کو وہ کلمہ بھی تعلیم کیا اور بیس ہزار درہم بھی عطا فرمائے اس نے وہاں جا کر اس ناصبی کو لا جواب کیا اور یہ خبر امام علیہ السلام کو بھی پہنچی جب وہ حاضر خدمت ہوا تو اس سے فرمایا اے بنو خدا تیری طرح کس نے نفع نہیں پایا اور جو بات تم نے حاصل کی وہ کسی دوست کو حاصل نہیں ہوئی اول تو نے محبت الہی حاصل کی دوسرے محبت محمد و علی علیہم السلام کی ان دونوں کی آل اطہار کی محبت چوتھے ملائکہ مقربین کی محبت پانچویں اپنے مومن بھائیوں کی محبت اور تمام مومنوں اور کافروں کی تعداد کے موافق ایسی چیزیں حاصل کیں کہ ان میں سے ہر ایک اس دنیا سے بہتر ہے خدا تجھ کو یہ نعمتیں مبارک اور گوارا کرے۔

اور امام حسین علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا تجھ کو ان دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ پسند ہے ایک شخص کسی ضعیف و مسکین کو جو نہایت زار و نزار سے قتل کرنا چاہتا ہے اور تو اس کو اس ظالم کے پیچھے سے نجات دیتا ہے یا ایک ناصبی ہمارے ضعیف شیعوں میں سے کسی مسکین

مومن لنگراہ کرنا چاہتا ہے اور تو اس (مومن) کو ایسی بات بتاتا ہے جس کے ذریعے وہ مسکین بچ جائے اور اس ناصبی کو ساکت کرنے اور دلائل الہی سے اس کو شکست دے اس شخص نے عرض کی میں اس مسکین مومن کو اس ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانا پسند کرتا ہوں کیونکہ خدا فرماتا ہے وَمَنْ آخِيَاهَا فَكَانَتْهَا نَحْيَا النَّاسِ جَمِيعًا یعنی جس نے ایک نفس کو زندہ کیا اس نے گویا تمام آدمیوں کو زندہ کیا پس جس شخص نے ایک نفس کو زندہ کیا اور اس کو کفر سے ایمان کی طرف ہدایت کی گویا اس نے تمام آدمیوں کو زندہ کیا پیشتر اس کے کہ ان کو آہنی تلواروں سے قتل کرے۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے کسی شخص سے فرمایا تجھ کو ان دوستوں میں سے کونسا دوست عزیز ہے۔ ایک تو ایسا دوست ہے کہ جب تجھ کو دیکھتا ہے اشرفیوں کا توڑا تیرے حوالے کر دیتا ہے اور ایک ایسا ہے کہ جب کبھی تجھ سے ملاقات کرتا ہے شیطانوں کے دام فریب سے تجھ کو نکلانے میں تیری مدد کرتا ہے اور وہ ہاتھیں تجھ کو تھاتا ہے جنکے ذریعے تو ان کے مکروں کو باطل کر دے اور ان کے جالوں کو توڑ ڈالے اور ان کی رسیوں کو قطع کر دے اس نے عرض کی یا حضرت میں تو اس دوست کو اچھا سمجھتا ہوں جو بروقت ملاقات مجھ کو تعلیم کرے کہ میں شیطان کو کیوں کر ذلیل و خوار کر کے اپنے نفس سے ٹالوں اور اسکی بلا کو اپنے اوپر سے دفع کروں۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا تجھ کو ذیل کی دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ پسند ہے۔ ایک مسکین کو جو کفار کے ہاتھ میں گرفتار ہے قید سے چھڑانا یا ایک مسکین کو ناصبیوں کی قید سے رہا کرنا۔ اس نے عرض کی اے فرزند رسول آپ میرے لیے خدا سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو جواب با صواب کی توفیق عطا فرمائے حضرت نے دعا کی اے خدا اس کو توفیق دے تب اس نے عرض کی کہ مسکین کو ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانا مجھ کو زیادہ تر پسند ہے کیونکہ اس صورت میں اس پر جنت کی نعمتیں زیادہ ہونگی اور وہ آتش جہنم سے نجات پائے گا اور دوسری صورت میں اس پر دنیا کی زندگی زیادہ ہوگی اور دنیاوی ظلم اس سے رفع ہوگا حالانکہ خدا اس مظلوم کو ان ظالموں کے بددے میں جو کفار کے ہاتھوں سے اس نے اٹھائے ہیں چند و چند ثواب جنت میں عطا کریگا اور اپنے عدل و انصاف کے موافق اس ظالم سے انتقام لے گا اس شخص کا یہ جواب سن کر حضرت نے فرمایا خدا تجھے توفیق دے تو نے بالکل اس کے موافق جواب دیا جو میرے سینے میں تھا اور اس باب میں جو کچھ جناب سالمت آید نے فرمایا تھا تو نے اس میں سے ایک حرف بھی کم نہیں کیا۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی شخص نے سوال کیا کہ مَحْبَبَانِ اہلبیت میں سے ایک مومن کا بھی
 کے ہاتھ سے جو اپنی فضیلتِ لسانی سے اس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے پھر انا بہتر ہے یا ایک قیدی کا
 اہل روم کے ہاتھ سے رہا کرانا حضرت نے اس سے فرمایا تو مجھے یہ بتا کہ ایک شخص نے کسی بگزیہ اور
 نیکو کار مومن اور ایک چڑیا کو دیکھا کہ دونوں دریا میں ڈوب رہے ہیں اور وہ شخص ان دونوں کو غرق
 ہونے سے نہیں بچا سکتا اگر ایک کے نکلنے میں مشغول ہوتا ہے تو دوسرا ڈوب جاتا ہے اسی تیری
 رائے میں کس کا بچانا بہتر ہے اس نے جواب دیا کہ نیک کردار مومن کا بچانا افضل ہے تب حضرت
 نے فرمایا تو نے جو سوال کیا ہے اس کی فضیلت اس دوسری صورت کی فضیلت سے بدرجہا
 کرے کیونکہ مومن کو بہکانے والے ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانے والا اس مومن پر اس کے دین
 اور پروردگار کے بہشت کو زیادہ کرتا ہے اور آتشِ جہنم سے اس کو نجات دیتا ہے اور وہ مظلوم
 جو کفارِ روم کی قید میں گرفتار ہے سیدھا جنت کو جانے گا۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اپنی ہمت کو ہم اہلبیت کے مسکینِ محبوبوں
 کے مقابلے میں ناصبیوں کے شکست دینے میں مصروف کرے کہ انکی طرف سے انکو شکست دے اور ان کی
 رسوائیوں اور ننگ و عار کی باتوں کو ظاہر کرے اور محمد و آلِ محمد کے امر کو بزرگ کرے اللہ تعالیٰ اس کے
 صلے میں جنت کے فرشتوں کی ہمت کو اسکے لیے محل اور مکان تعمیر کرنے میں مشغول کرے اور دشمنانِ خدا کے مقابلے
 میں جو دلائل اس نے پیش کیے ہوں گے انکے ہر ایک حرف کے عوض اس قدر فرشتے اس کام میں لگانے
 جنکی تعداد اہل دنیا کے شمار سے زیادہ ہو اور ہر فرشتے کی قوت آسمانوں و زمینوں کے اٹھانے کی قوت
 سے زیادہ ہو اب ان مکانوں اور محلوں کی تعداد پروردگار عالم کے سوائے اور کون جان سکتا ہے۔
 اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی ہمارے کسی محب کی ہمارے کسی دشمن کے
 مقابلے میں مدد کرے اور اسکو اس قدر قوی اور دیکر کرے کہ وہ حق کو جو ہماری فضیلت پر دال ہو بوجہ حسن
 ظاہر کرے اور باطل کو جس کے ذریعے ہمارے دشمن ہمارے حق کو مٹانا چاہتے ہیں بدترین صورت میں ظاہر
 کرے جس کو سنکر غافل متنبہ اور خبردار ہو جائیں اور طالبانِ علم کو بصیرت حاصل ہو اور علماء کی
 بصیرت زیادہ ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکو بہشت کی اعلیٰ منزلوں میں مبعوث کرے گا۔
 اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا گیا۔ اے میرے دشمنوں کو شکست دینے والے اور میرے دوستوں کی

مدد کر نیوالے اور خیر الانبیاء محمد کی فضیلت اور افضل اولیا علی کی بزرگی کو بیان کر نیوالے اور ان دونوں
 کے دشمنوں اور ان دونوں کے اور ان کے جانشینوں کے ناموں سے نامزد ہو نیوالوں اور ان کے
 القاب سے ملقب ہو نیوالوں کی دشمنی کو ظاہر کر نیوالے بندے خدا اس آواز کو تمام اہل محشر
 کے کانوں میں پہنچائے گا۔ یہ آواز اس کو تمام فرشتے اور جبار لوگ اور سارے شیطان اس دشمنان
 محمد کو شکست دینے والے پر درود بھیجیں گے اور دنیا میں ناصبیانِ محمد و علی میں سے جو لوگ
 اس سے لڑتے بھڑتے تھے ان پر لعنت کریں گے۔

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارا محبت اور دوست عالم جو اعمال اپنے فقر و فاقہ
 اور ذلت و مسکنت کے دن کے لیے آگے روانہ کرتا ہے ان میں سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ وہ دنیا
 میں ہمارے کسی مسکینِ محب کی فریاد کو پہنچے جو ناصبیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو جو دشمنانِ خدا و
 رسول ہیں۔ قیامت کے دن جب وہ عالم اپنی قبر سے نکلے گا تو فرشتے کنارہ قبر سے لے کر اس کی
 منزل بہشت تک صف باندھے ہوں گے اور اس کو اپنے بازوں پر اٹھالیں گے اور اس
 سے کہیں گے مرحبا خوشحال تیرا اے نیک لوگوں سے ناپاک گتوں کو دفع کر نیوالے اور
 اپنے آئمہ کرام کی حمایت و یاری کر نیوالے۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دینِ خدا کے دلائل و براہین کو بہت بڑا اظہار ہوتا
 ہے کہ انکی وساطت سے خدا اسکو اپنے بندوں پر مسلط کرتا ہے پس جس کو ان کا زیادہ حصہ ملا ہے
 وہ اپنے دل میں یہ نہ سمجھے کہ خدا نے مجھ کو میری دلیل کی وجہ سے اس پر فضیلت دی ہے گو اس
 کو بزرگی اور مال و جمال کے پہاڑ کی بلند چوٹی پر ہی کیوں نہ پہنچا دیا ہو کیونکہ اگر وہ ایسا خیال کریگا
 تو اس نے خدا کی نعمتِ بزرگ کو حقیر سمجھا اور اس کا اس علم کی مدد سے جو اس نے ہم اہلبیت کے
 علوم سے سیکھا ہے ہمارے ناصبی دشمنوں میں سے ایک دشمن کا دفع کرنا اسکے لیے اس مال سے بہتر ہے جس
 شخص کے پاس موجود ہے جس پر اسکو فضیلت دی گئی ہے اگرچہ وہ اس سے ہزار گنا مال تصدق کرے۔
 اور ایک دفعہ امام علی رضی علیہ السلام کو غیر پہنچی کہ ایک شیعہ عالم کی کسی ناصبی سے بحث ہوئی اور
 اس نے اپنے دلائلِ قویہ سے اس ناصبی کو لاجواب کر کے سب کے سامنے اسکو رسوا کیا آخر کار وہ
 عالم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت صدر مجلس میں ایک مسندِ عظیم نصب کی ہوئی تھی

توڑ دینا اور اُس کی تیزی کو کند کر دینا اور اُس کی کوئی سہیل و حجت باقی نہ چھوڑنا۔
 الغرض وہ شاگرد حسب الارشاد اس مجمع میں حاضر ہوا اور اس ناصبی سے مباحثہ کر کے
 اسکو ساکت کر دیا اور اسکی ایسی گت بنائی کہ اسکو یہ معلوم نہ رہا کہ میں آسمان پر ہوں یا زمین پر۔
 وہ لوگ راوی ہیں کہ ہم کو اس واقعہ سے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ جس کا اندازہ خدا کے سوا
 اور کسی کو معلوم نہیں اور جتنی ہم کو خوشی ہوئی اسی قدر اس ناصبی اور اس کے پیروں کو رنج و ملال
 لاحق ہوا جب ہم پھر امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ اس دشمن خدا
 کے شکست پانے سے آسمانوں پر جو خوشیاں ہو رہی ہیں وہ تمہاری نسبت بہت زیادہ ہیں اور
 ابلیس اور اُس کے نافرمان و سرکش شیطانوں کو اس واقعہ سے جو حزن و ملال لاحق ہوا ہے وہ
 اُن لوگوں کی نسبت زیادہ تر ہے اور آسمانوں اور جہانوں اور کرسی کے فرشتوں نے اس شکست
 دینے والے شخص پر درود بھیجا اور خدا نے اس کو قبول فرمایا اور اس کی بازگشت بزرگ کی اور
 اس کے ثواب کو زیادہ کیا اور انہی فرشتوں نے اس شکست یافتہ دشمن خدا پر لعنت کی اور
 خدا نے اس کو قبول کیا اور اس کی ذلت و خواری کو سخت کیا اور اُس کا عذاب بڑھایا۔
 پھر خدا فرماتا ہے۔ وَقَوْلُوا لِلنَّاسِ حُسْبَانًا اور لوگوں سے خوئی کیساتھ کلام کرو۔
 امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر ایک شخص سے نیکی اور خوش اخلاقی سے بات
 کرو خواہ مومن ہو یا مخالف مومنین سے تو کشادہ رُوئی اور خندہ پیشانی سے پیش آئے اور مخالفوں
 سے چالپوسی اور مدارات سے کلام کرے تاکہ وہ ایمان کی طرف میل کریں اگر اس بات سے امید
 ہو تو ان کی شرارتوں سے اپنے نفس کو اور اپنے ایمانی بھائیوں کو تو بچائے رہے گا۔
 امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دشمنان دین کی مدارات کرنا اپنے نفس اور
 اپنے دینی بھائیوں کے لیے صدقہ دینے سے بہتر ہے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ عبدالقادر ابن ابی بن ابی سول جناب سالتمآب کے در دولت پر اگر
 طالب اذن ہوا حضرت نے فرمایا بہت بُرا آدمی آیا ہے اس کو اندر آنے کی اجازت دو۔ جب
 اجازت ملی اور وہ اندر آیا تو حضرت نے اسکو بٹھایا اور اس کو دیکھ کر بشارت ہوئے جب وہ
 مُنافق وہاں سے چلا گیا تو عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے تعجب ہے کہ حضرت نے پہلے اسکی

فضائل خوش کلامی و کشادہ رُوئی

ذمت کی اور پھر اُس سے اس قدر بشارت اور کشادہ رُوئی سے پیش آئے حضرت نے
 جواب دیا اے خوشی اے تمہارا قیامت کے دن خدا کے نزدیک سب سے بُرا آدمی وہ
 سمجھا جائے گا جو بدی سے پرہیز کرنے کو بُرا جانے۔

اور امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم بہت سے لوگوں کے سامنے شکر گزار کی
 کہ تے ہیں حالانکہ دل سے ہم اُن کو دشمن رکھتے ہیں۔ یہ لوگ دشمنانِ خدا ہیں ہم ان سے اپنے
 بھائیوں کے بچاؤ کے لیے تقیہ کرتے ہیں نہ کہ اپنے نفس کے لیے۔

اور جناب فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا ہے کہ مومن کو دیکھ کر بشارت ہونا اس شخص پر جنت کو
 واجب کرتا ہے اور معاند اور دشمن کو دیکھ کر خوش ہونا آدمی کو عذاب و دوزخ سے محفوظ رکھتا ہے۔
 اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتآب نے فرمایا ہے کہ اللہ
 تعالیٰ نے پیغمبروں کو صرف اس وجہ سے تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے کہ وہ اعلیٰ دین کے کمال
 تواضع اور مدارات سے پیش آتے ہیں اور اپنے دینی بھائیوں کیلئے اُن تقیہ پسندیدہ عمل میں لاتے ہیں
 اور زہری نے روایت کی ہے کہ میں نے امام زین العابدین کا نہ تو کوئی ولی دوست دیکھا اور
 نہ کوئی ظاہری دشمن اس لیے کہ جو شخص آپ کے فضائل باہر کو بچاتا تھا اس کو ضرور حضرت کی
 تعظیم کرنی پڑتی تھی نیز اس کا یہ بھی باعث تھا کہ آپ نہایت مدارات اور حسن معاشرت سے سلوک
 کرتے تھے اور نہایت نیک اور پسندیدہ تقیہ عمل میں لاتے تھے اور کوئی شخص ایسا نہ تھا جو
 ظاہر میں اُن کو دوست رکھتا ہو اور باطن میں ان کے فضائل کے تمام مخلوقات کے فضائل سے
 مضامع ہونے کے باعث ان سے حسد نہ رکھتا ہو۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دوستوں سے ان کے مانوس کرنے
 کیلئے شیریں کلامی اور خوش گفتاری سے پیش آئے اور اپنے مخالفوں سے کشادہ رُوئی سے
 ملاقات کرے تاکہ وہ خود اور اس کے دینی بھائی ان کی شرارت سے امن میں رہیں۔ وہ شخص خدا
 کے نزدیک اس قدر نیکیاں اور درجات عالیہ جمع کرتا ہے جس کا اندازہ اُس غیب دال کے
 سوا اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔

اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امام جعفر صادق کے سامنے ایک مخالف نے ایک شیعہ

سوال کیا کرتا ہوں جس کے باعث خدا میرے گناہوں کو معاف کرے اور میرے درجات کو بلند کرے۔ یہ جواب سن کر وہ سائل بولا میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھ کو تیرے بغض سے نجات دی۔ میں تو تجھ کو بعض صحابہ کے بارے میں رافضی سمجھتا تھا۔ تب اُس شخص نے کہا آگاہ ہو جو کوئی اُن میں سے ایک کے ساتھ بغض رکھے اُس پر خدا کی لعنت ہو مخالف بولا شاید تو کچھ تاویل کرتا ہے تو اُس شخص کی بابت کیا کہتا ہے جو صحابہ عشرہ سے بغض رکھے اس مرد شیعہ نے جواب دیا جو کوئی عشرہ یعنی دشمنوں سے دشمنی رکھے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ یہ بات سنتے ہی وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور دوڑ کر اُس شیعہ کے سر پر بوسہ دیا اور کہنے لگا کہ میں نے جو تجھ کو آج سے پہلے رافضی ہونے کی تہمت لگائی تھی اس سے مجھ کو معاف کر اور میری خطا بخش دے شیعہ نے کہا میں نے تجھ کو معاف کیا اور تو میرا بھائی ہے۔ بعد ازاں وہ شخص ہاں سے چلا گیا اسکے جانے کے بعد حضرت نے اس مومن سے فرمایا شاہ اش جیزاک اللہ کیا خوب جواب دیا تیرے حسن تویریہ اور عمدہ لطف نے (جس نے تجھ کو اس کے ہاتھ سے چھڑایا اور تیرے دین میں کچھ رخنہ اندازی نہ کی) فرشتگان سماوی کو نہایت متعجب کیا خدا نے ہمارے مخالفوں کے لیے نہایت رنج و الم بڑھایا اور ہمارے دوستداروں کی مراد کو ان کے تقیہ میں ان سے مخفی رکھا۔ حضرت کا یہ ارشاد سن کر بعض صحابہ نے عرض کی اے فرزند رسول ہماری رائے میں تو اس کا کلام اس ناصبی و دشمن خدا و رسول کے موافق ہی تھا حضرت نے جواب دیا کہ اگر تم اس کی مراد کو نہیں سمجھتے تو ہم تو سمجھتے ہیں اور خدا اس کا شاکر ہے کیونکہ ہمارا دوست جو ہمارے دوستوں کا دوست اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہوتا ہے جب خدا اس کو امتحاناً مخالفان دین کے ساتھ متلا کرتا ہے تو اس کو ایسے جواب کی توفیق عطا کرتا ہے جس میں اُس کا دین اور عزت سلامت رہیں اور اللہ تعالیٰ اس تقیہ کے عوض اسکو ثواب عظیم عطا فرماتا ہے دیکھو تمھارے اس رفیق نے پہلے یہ کہا تھا کہ جو کوئی اُن میں سے ایک کو دشمن رکھے اُس پر خدا کی لعنت ہو یعنی جو کوئی اُن میں سے ایک کو عیب لگائے اور وہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور اُس نے دوسری دفعہ یہ کہا تھا کہ جو کوئی اُن دشمنوں کو عیب لگائے یا گالی دے اس پر خدا کی لعنت ہو

اور یہ اُس نے سچ کہا کیونکہ جس نے ان دشمنوں کو عیب لگایا۔ اُس نے علی کو بھی بلا ریب عیب لگایا اس لیے کہ وہ بھی اس تعداد میں شامل ہیں اور جب علی کو عیب نہ لگایا اور ان کی مذمت نہ کی تو ان سب کو عیب نہ لگایا۔ بلکہ صرف بعض کو معیوب ٹھہرایا اور خزینیل یا خرقیل مومن آل فرعون نے جبکہ انھوں نے فرعون سے اس کی پختی کھائی ایسا ہی تویریہ برتا تھا خرقیل ان کو اس امر کی دعوت کرتا تھا کہ خدا ایک ہے اور موسیٰ پیغمبر خدا ہے اور محمد رسول خدا جمیع رسولان خدا اور تمام مخلوق الہی سے افضل ہیں اور علی ابن ابی طالب اور تمام ائمہ کرام تمام پیغمبروں کے وصیوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں اور فرعون کی ربوبیت سے بیزار ہونا چاہیے پختل خوروں نے فرعون کے پاس اس کی پختی کھائی اور یہ کہا کہ خرقیل ہم کو تیری مخالفت کے لئے کہتا ہے اور تیرے دشمنوں کو تیرے خلاف مدد دیتا ہے فرعون نے ان سے کہا کہ وہ میرا چچرا بھائی اور میری سلطنت میں میرا جانشین اور ولیعہد ہے اگر اس نے ایسا ہی کہا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو وہ میری کفران نعمت کے سبب سخت تر عذاب کا سزاوار ہے اور اگر تم نے اُس پر جھوٹی تہمت لگائی ہے تو تم نہایت سخت عذاب عقاب کے مستوجب ہو گے کیونکہ تم نے اس کی بُرائی کو اختیار کیا الغرض خرقیل اور پختل خوروں کو اپنے سامنے حاضر کیا اور انھوں نے اس سے جھگڑنا شروع کیا اور کہا کہ اے خرقیل تو فرعون بادشاہ کی ربوبیت کا انکار کرتا ہے اور اس کا کفران نعمت کرتا ہے خرقیل نے فرعون سے مخاطب ہو کر کہا اے بادشاہ تو نے کبھی میرا جھوٹ دیکھا ہے۔ فرعون نے کہا کبھی نہیں اس نے کہا ان سے پوچھ کہ تمھارا پروردگار کون ہے وہ بولے کہ فرعون پھر اس نے پوچھا کہ تمھارا خالق کون انھوں نے جواب دیا کہ فرعون پھر پوچھا کہ تمھارا رازق جو تمھاری معاشوں کا کفیل ہے اور مردہات کو تم سے دُور کرتا ہے کون ہے انھوں نے جواب دیا کہ یہی فرعون اسکے بعد خرقیل نے فرعون سے کہا کہ اے بادشاہ میں تجھ کو اور ان تمام حاضرین کو شاہد کر کے کہتا ہوں کہ جو ان کا پروردگار ہے وہی میرا پروردگار ہے اور جو ان کا خالق ہے وہی میرا خالق ہے اور جو ان کا رازق ہے وہی میرا رازق ہے اور جو ان کی معاشوں کی اصلاح کرتا ہے وہی میری معاش کا مُصلح ہے ان کے پروردگار اور خالق اور رازق کے سوا اور کوئی میرا پروردگار اور خالق اور رازق نہیں ہے اور میں تجھ کو اور ان تمام حاضرین کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں ان کے پروردگار اور خالق اور رازق کے سوا اور ہر ایک

پروردگار اور خالق اور رزاق اور اُس کی ربوبیت بیزار ہوں اور اُسکی الہیت کا منکر ہوں۔
 حزقیل کا اس بات کے کہنے سے یہ مطلب تھا کہ ان سب کا پروردگار وہی ہے جو میرا پروردگار
 ہے اس لیے یہ نہ کہا کہ انھوں نے جسکو اپنا پروردگار کہا ہے وہ میرا پروردگار ہے بلکہ یہ کہا کہ ان کا پروردگار
 اور یہ بات فرعون اور جملہ حاضرین پر پوشیدہ رہی اور انھوں نے یہ گمان کیا کہ وہ یہ کہتا ہے کہ فرعون
 میرا رب اور خالق اور رزاق ہے القصد فرعون نے ان چغلیخوروں سے کہا کہ اے بد آدمیوں اور
 اے میرے ملک میں فساد کے چاہنے والو اور میرے اور میرے چچیرے بھائی کے درمیان جو میری قوت
 بازو ہے فتنہ ڈلو انیر کا ارادہ کرنا تو تم ہی میرے عذاب و عتاب کے سزاوار ہو سکتے کہ تم نے ارادہ کیا تھا
 کہ میری سلطنت میں فساد ہو اور میرا چچیرا بھائی مارا جائے اور میری سلطنت میں رخنہ پڑ جائے ان
 اُس کے حکم سے ان میں سے ہر ایک کی پنٹلی اور چھاتی میں ایک ایک میخ ٹھونکی گئی پھر لوہے کے
 آروں والے جلا دلوں کو ان پر مقرر کیا اور انھوں نے ان کے بدنوں کا گوشت چیر چیر کر ریزہ ریزہ
 کر ڈالا۔ اسی واقعہ کو اللہ تعالیٰ قرآن میں ذکر فرماتا ہے **فَوَقَّهٖ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا كَفَرُوْا** یہ
 یعنی اللہ تعالیٰ نے حزقیل کو ان چغلیخوروں کے مکر و فریب سے بچالیا جبکہ انھوں نے اس کے مرنے کے
 لئے فرعون سے اُسکی چغلی کھائی **وَ حَاقَ بِالْفِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ** اور آل فرعون کو جنھوں
 نے فرعون کے پاس اُسکی چغلی کھائی تھی سخت عذاب نے گھیر لیا کہ فرعون نے ان کے جسموں میں
 میخیں گڑوایں اور لوہے کے آروں سے ان کے جسموں کے گوشت پارہ پارہ کر ڈالے۔
 اور ایک خاص شیعہ نے خلوت میں امام موسیٰ کاظم سے عرض کی اور لرزے کے مارے اس کا
 بدن کانپ رہا تھا۔ اے فرزند رسول خدا مجھ کو آپکی وصیت اور امامت کے اعتقاد کے اظہار میں
 فلاں سپر فلاں کے منافق ہونے نے نہایت خوفزدہ کیا ہے حضرت نے فرمایا اس کا واقعہ بیان
 کر اُس نے عرض کی کہ میں آج اس کے ہمراہ بغداد کے فلاں رئیس کی مجلس میں شامل ہوا صاحب مجلس نے
 اُس سے کہا کہ تو موسیٰ ابن جعفر کو امام جانتا ہے اور اس خلیفہ کو جو بغداد کی گدی پر بیٹھا ہے امام
 نہیں مانتا تب حضرت کے اس رفیق نے جواب دیا کہ میں اس بات کا قائل نہیں بلکہ میں گمان کرتا ہوں کہ
 موسیٰ ابن جعفر غیر امام ہیں اور اگر میں اس کے غیر امام ہو گیا معتقد ہوں تو مجھ پر اور اس شخص پر جو اس بات کا
 نہ ہو خدا اور تمام فرشتوں اور سارے آدمیوں کی لعنت ہو صاف مجلس نے یہ بات سن کر اس سے کہا خدا تجھ کو

بترائے خیر وے اور تیری چغلی کھانیوالے پر خدا کی لعنت ہو حضرت نے حجت سرگزشت منیٰ تو اس شخص
 سے فرمایا وہ بات نہیں ہے جو کہ تو گمان کرتا ہے بلکہ تیرا ساتھی تجھ سے زیادہ دانش مند ہے اُس نے جواب
 کہا کہ موسیٰ ابن جعفر غیر امام ہے اس کے معنی میں کہ جو شخص کہ امام نہیں ہے مگر امام بن بیٹھا ہے موسیٰ
 ابن جعفر اس امام کا غیر ہے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود امام ہے پس اس قول سے اُس نے میری امامت کا اثبات
 کیا اور غیر کی امامت کی نفی کی اے بندہ خدا یہ جو تو نے اپنے اس مومن بھائی کی نسبت منافق ہونے کا
 گمان کیا ہے تجھ سے کب زائل ہوگا۔ خدا کے آگے توبہ کر یہ سن کر وہ شخص اس بات کے مطلب کو سمجھ
 گیا اور اپنے کئے پر نہایت مغموم و محزون ہوا اور عرض کی اے فرزند رسول میرے پاس مال تو موجود
 نہیں جو میں دے کر اس کو خوش کر لوں مگر میں نے عبادت خدا اور تمہاری طبیعت پر درود بھیجنے اور
 تمہارے دشمنوں پر لعنت کرنے کے جو تمام عمل کئے ہیں ان کا ایک حصہ اس کو سہہ کرتا ہوں حضرت
 نے فرمایا اب تو آتش دوزخ سے رہا ہوا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ ہم امام رضا علیہ السلام کی خدمت
 میں حاضر تھے اسی اثنا میں ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی اے فرزند رسول آج میں نے
 ایک شخص سے جو ہمارے ساتھ رہتا تھا اور ہم سے کہتا تھا کہ میں محبت آل محمد رسول و ان کے دشمنوں
 سے بیزار ہوں۔ ایک عجیب بات دیکھی آج کے دن میں نے اُس کو دیکھا کہ خلعت شاہی پہنے ہے
 اور بغداد میں پھرایا جا رہا ہے اور اس کے آگے آگے کچھ لوگ پکار پکار کر کہتے جاتے ہیں اس نفی کی توبہ
 سنو پھر اُس سے کہتے ہیں کہ تب وہ کہتا کہ خیر الناس بعد رسول اللہ آیا تب کہ جب وہ کہہ چکا
 ہے تو وہ لوگ نہایت غل مچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُس نے راضی ہونے سے توبہ کی ہے اور ابو بکر
 کو علی ابن ابی طالب پر فضیلت دی ہے حضرت نے اُس شخص سے فرمایا کہ خلوت میں پھر اس بات کا
 ذکر کرنا جب خلوت ہوئی تو اُس نے پھر عرض کی حضرت نے فرمایا میں نے اس لیے اُن بیوقوف لوگوں کے
 سامنے اس شخص کے کلام کی تفسیر نہیں بیان کی کہ ایسا نہ ہو کوئی جا کر ان مخالفوں سے کہہ دے اور وہ
 اس کے حال سے واقف ہو جائیں اور اس کو ایذا پہنچائیں۔ دیکھو اگر اُس شخص نے یہ کہا ہوتا کہ
خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ اَبُو بَكْرٍ تو بیشک ابو بکر کو علی پر فضیلت دیتا لیکن اُس نے توبہ کہا،
خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ اَبَا بَكْرٍ یعنی اے ابو بکر رسول خدا کے بعد سب آدمیوں سے بہتر... اور

اس سے وہ مطلب نہیں نکلتا جو عوام سمجھتے ہیں اور یہ اس لیے کیا گیا تاکہ عام جہال جو اس کے سامنے جا رہے ہیں خوش ہو جائیں اور وہ ان کی شرارتوں سے محفوظ رہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے تور یہ کو ہمارے شیعوں اور محبتوں کا محافظ مقرر کیا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی شخص نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کی کہ اے فرزند رسول میں جو آج محلہ کرخ میں سے گزرا تو لوگوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یہ شخص محمد بن علی امام روافض کا ہمنشین ہے اس سے پوچھو کہ رسول خدا کے بعد سب بہتر کون ہے اگر اس نے جواب دیا کہ علیؑ بعد رسول خدا سب بہتر ہے تو اسکو قتل کرنا اور اگر کہا کہ ابوبکر ہے تو چھوڑ دینا۔ غرض ایک جمعیت کثیر نے مجھ پر هجوم کیا اور مجھ سے سوال کیا کہ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر الناس کون شخص ہے تب میں نے ان کو جواب دیا کہ خیر الناس بعد رسول اللہ ابوبکر و عمر و عثمان (تینوں ناموں کو مقام استغفہام میں کہا) اور اتنا کہ کر خاموش ہو گیا اور علی کا نام نہ لیا۔ یہ سن کر بعض کہنے لگے کہ یہ تو ہم پر فوقیت لے گیا ہم تو اس جگہ علی کو بھی ذکر کرتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ اس میں مجھ کو کچھ تامل ہے میں یہ نہیں کہنے کا تب وہ باہم کہنے لگے کہ یہ تو ہم سے بھی زیادہ متعصب ہے ہمارا خیال اس کی نسبت غلط نکلا یہ کہہ کر وہ سب چلے گئے اور اس طرح سے میں نے ان کے پنجے سے رہائی پائی۔ اے فرزند رسول اس میں کچھ عجز تو نہیں ہوا۔ اس فقرے سے میرا مقصد استغفہام تھا نہ کہ اخبار یعنی کیا رسول خدا کے بعد فلاں و فلاں و فلاں سب سے بہتر تھے حضرت نے اس سے فرمایا خدا تیرے اس جواب کا شاکر ہوا اور اس کا اجر تیرے لیے لکھا اور اس کو کتاب حکیم یعنی لوح محفوظ میں ثبت کیا اور تیرے اس جواب کے ہر حرف کے عوض اس قدر چیزیں تیرے لیے واجب کیں کہ تمنا کرنے والوں کی تمنا تیرے اس سے قاصر ہیں اور آرزو مندوں کی آرزو میں وہاں تک نہیں پہنچتیں۔

اور ایک شخص نے امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کی آج میں شہر کے عام لوگوں کی ایک جماعت میں جا پھنسا اور انھوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور کہنے لگے اے شخص کیا تو ابوبکر بن ابوقحافہ کی امامت کا قائل نہیں ہے۔ اے فرزند رسول ان کی یہ بات سن کر میں ڈرا اور میں نے نہیں کا ارادہ کر کے از روئے نقیۃ کہہ دیا کہ ہاں اس کا قائل ہوں تب ان میں سے ایک اپنا ہاتھ میرے منہ پر رکھ کر بولا تو تحریف کر کے کلام کرتا ہے جو میں تجھے بتاؤں اس طرح سے لوگوں کو جواب دینے سے اس سے

کہا کہ کہہ تب اس نے مجھ سے کہا کیا تو قائل ہے کہ ابوبکر بن قحافہ رسول خدا کے بعد امام حق و عدل ہے اور علی کا امامت میں بیشک کوئی حق نہیں ہے میں نے اسکے جواب میں نعت اور اس کو ہاں کے معنی میں نہیں رکھا تھا۔ بلکہ اس سے اونٹ، گائے، بھیر وغیرہ چوپائے جانور مراد لی تھی وہ شخص بولا میں اس پر بس نہ کروں گا جب تک تو قسم نہ کھائے اب تو اس طرح کہہ کہ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وہ طالب اور غالب اور زلت دینے والا اور پالنے والا اور ہلاک کرنے والا اور پوشیدہ اور ظاہر کا یکساں جاننے والا ہے میں نے جواب دیا نعت اور میری اسکے کہنے سے چوپایہ مراد تھی نہ کہ ہاں پھر اس نے کہا کہ میں اس پر بھی بس نہیں کرتا جب تک کہ تو یوں نہ کہے کہ قسم ہے اس خدا کی کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور لمبی قسم کھا کر نہ کہے کہ ابوبکر بن ابوقحافہ ہی امام ہے تب میں نے جواب دیا کہ ابوبکر بن ابوقحافہ امام ہے ہاں وہ اس شخص کا امام ہے جو اس کا پیرو ہو اور اسکو امام مانے قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور دیگر صفات الہی اپنی زبان پر جاری کیں یہ سن کر وہ خاموش ہوئے اور مجھ کو جزاک اللہ خیر کہا اور میں نے انکے پنجے سے نجات پائی۔ یا حضرت اب فرمائیے خدا کے نزدیک میرا کیا حال ہے فرمایا تیرا حال نیک ہے خدا نے تیرے عمدہ تقیہ کے عوض اعلیٰ علیین میں تجھ کو ہمارا رفیق اور ہمنشین کیا۔

ابو یعقوب اور علی راویان تفسیر روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت کے ایک اصحاب نے عرض کی کہ ہمارا ایک شیعہ بھائی جہال عامہ میں مبتلا تھا اور وہ امامت کے باب میں اسکی آزمائش کرتے تھے اور اسکو قسمیں دلاتے تھے اس نے مجھ سے کہا کہ ہم کیا تدبیر کریں جو انکے ہاتھ سے خلاصی ہو میں نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں وہ بولا مجھ سے کہتے ہیں شخص کیا تو قائل ہے کہ رسول خدا کے بعد فلاں ہی امام ہے پس مجھ کو نعم کہنے کے سوا اور کچھ بن نہیں بڑتا ورنہ وہ مجھے مالتے ہیں اور جب میں نے نعم کہا تو بولے کہ واللہ کہہ تب میں نے کہا نعم اور میرا فشا اس نعم کے کہنے سے اونٹ، گائے، بھیر وغیرہ چوپائے جانور تھا میں نے اس شخص سے کہا کہ جب واللہ کہلا میں تو واللہ جیسے ولی زید عن امیر کذا یعنی زید فلاں کام سے پھر گیا کہہ دیا کہ وہ اسکو تمیز نہ کر سکیں گے اور تو سلامت رہیگا۔ یہ سن کر اس نے مجھ سے کہا کہ اگر وہ میری اس بات کو معلوم کر لیں اور کہیں کہ واللہ کہہ اور ہا کو ظاہر کریں نے جواب دیا کہ واللہ وضمہ ہا کہہ دیا کہ کیونکہ جب ہا پر کسر نہ ہوگا تو

قسم میں داخل نہ ہوگا۔ یہ سن کر وہ چلا گیا اور واپس آ کر کہنے لگا کہ انھوں نے اس امر کو میرے سامنے پیش کیا اور مجھ کو قسم دلائی اور جس طرح تو نے تعلیم دی تھی میں نے اسی طرح سے کیا۔

اس شخص کی تقریر سن کر حضرت نے اس سے فرمایا کہ تو بموجب حدیث جناب رسالت مآب **الدَّائِمُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَّايْلَهُ** (نیکی کی طرف رہی کر نیوالا گویا خود اس نیکی کا بجالانے والا ہے) گویا خود اس فعل کا عمل میں لانے والا ہے خدا نے تیرے اس ساتھی کیلئے اس تقیہ کے عوض اس قدر نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج کیں کہ ان کی تعداد ہمارے تقیہ کر نیوالے شیعوں و مجتہدوں اور دوستوں کے مقام تقیہ میں استعمال کردہ الفاظ کے حروف اور ان تقیہ کر نیوالوں کی تعداد کے برابر ہے کہ اگر صد سالہ گناہ بھی ان میں سے ایک ادنیٰ نیکی کے مقابل ہوں تو البتہ معاف ہو جائیں اور چونکہ تو نے اس کو ہدایت کی ہے اس لیے تجھ کو بھی اس کی مانند ثواب ملا۔

اور قول **خَدَاوِ اَقِيْمُوا الصَّوَابَةَ** کے معنی یہ ہیں کہ نماز کو ادا کرو اس طرح پر کہ اس کے وقوع اور وجود کو کامل طور پر بجالاؤ اور اوقات کی پابندی کرو اور اس کے ان حقوق کو ادا کرو جن کے ادا نہ کرنے سے پروردگار عالم نماز کو قبول نہیں کرتا یا تم جانتے ہو کہ وہ کونسے حقوق ہیں؟ وہ حقوق یہ ہیں کہ نماز کے بعد محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار پر درود بھیجو مگر ساتھ ہی یہ بھی اعتقاد رکھو کہ وہ حضرت علیہم السلام پر گزیدگان خدا میں سب سے بہتر اور افضل ہیں اور خدا کے حقوق کو قائم کرنے والے اور دین خدا کے ناصر و مددگار ہیں۔

ذَاتُوا الزَّكَاةَ اور اپنے مال اور مرتبے اور قوت بدنی کی زکوٰۃ ادا کرو مال سے اپنے دینی بھائیوں کی غمخواری کرو اور مرتبے سے انکو انکی دلی حاجتوں تک پہنچاؤ کہ اپنے ضعیف و ناتوانی کے سبب وہ وہاں تک پہنچنے اور ان کے پورا کرنے سے عاجز ہیں اور قوت سے اپنے بھائی کی نیوں برباد کرو کہ جس کا گدھا مثلاً کسی نہر میں گر پڑا ہو یا اس کا بوجھ کسی جنگل یا کسی رستے میں پڑا ہو اور وہ فریاد کرتا ہو اور کوئی اسکی فریاد کو نہ پہنچتا ہو اور تو اسکی امداد کرے۔ یہاں تک کہ اس کا بوجھ اس پر لہ واد اور اسکو سوار کر دے اور ہنکا کر قافلہ سے ملا دے اور یا اینہم تو محمدؐ و آل محمدؐ طیبین و طاہرین کی دوستی کا معتقد ہو اور یہ اعتقاد بھی رکھتا ہو کہ تیرے ان کے دوست رکھتے اور ان کے دشمنوں سے تیرا اور بیڑا سی کرنے سے خدا تمہارے اعمال کو پاکیزہ اور دوچند کر دیتا ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے۔ **ثُمَّ تَوَلَّيْتُمُ الْاَقْلِيْلًا مِنْكُمْ وَاَنْتُمْ مَعْرُضُوْنَ** پھر اے گروہ یہود کہ تم سے وہی عہد لیا گیا ہے جو تمہارے پہلے بزرگوں سے لیا گیا تھا تم اس عہد سے پھر گئے تھوڑے سے آدمیوں کے سوا کہ وہ اس پر قائم رہے اور تم حکم خدا کے عزوجل سے جو اس نے فرض کیا تھا رد کر دیا ہو گئے۔

جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سمیت اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے تاکہ اگر بندہ اپنی نماز کو پروردگار کے سامنے پیش کرے تو وہ اپنی رحمت کو اسکی طرف متوجہ کرے اور اپنی کرامت سے اسکو مستفیض کرے اگر بندہ اپنے عہد کو وفا کرتا ہے اور نماز کو اسکے مقررہ طریق کے موافق ادا کرتا ہے تو خدا ان فرشتوں سے جو خازنِ حجت اور حاملینِ شہ ہیں فرماتا ہے دیکھو میرے بندے نے اپنا عہد پورا کیا اب تم بھی اپنے عہد (ثواب) کو پورا کرو اور اگر کوئی بندہ اپنے وعدہ کو وفا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے اس بندے نے اپنا اقرار پورا نہیں کیا مگر میں حلیم و کریم ہوں اگر وہ توبہ کرے تو میں قبول کروں گا اور اگر وہ میری عبادت کی طرف متوجہ ہوا تو میں بھی اپنی خوشنودی اور رحمت کو اس کی طرف متوجہ کروں گا۔

بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر میرا بندہ میرے منشا کے پورا کرنے میں شستی کرتا ہے تو میں اس کے محلوں کی خوبصورتی رونق اور عظمت میں کمی کر دیتا ہوں اور جنت میں مشتہر کر دیتا ہوں کہ ان کا مالک مقصر یعنی کوتاہی کر نیوالا ہے۔

اور جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ جب شب معراج جبرئیل نے حکم خدا سے مجھ کو تصور جنت کی سیر کرائی تو میں نے دیکھا کہ وہ محل سونے اور چاندی کے بنے ہوئے ہیں اور چوڑے اور گائے کی جگہ مشک و عنبر لگا ہوا ہے مگر یہ بات ہے کہ بعض تو نہایت پر رونق اور عالیشان ہیں اور بعض اس شرافت سے بالکل خالی ہیں۔ تب میں نے جبرئیل سے پوچھا اے بھائی یہ محل بے شرف کیوں ہیں ان میں محلوں کی سی شاندار کیوں نہیں ہے جواب آیا رسولؐ اللہ یہ ان نماز گزاروں کے عمل میں جو بعد ادا کے فرض تجھ پر اور تیری آل پر درود بھیجتے ہیں شستی اور کاپی کرتے ہیں گروہ محمدؐ اور اسکی آل اطہار پر درود بھیجتے اس شرف کے بنا کرنے کا مادہ بھیجیں گے تو انکو شرف یا جاہیگا اور نہ اسی طرح پڑے رہیں گے جب اہل جنت دیکھیں گے تو ان سے کہا جائیگا کہ وہ محل بے شرف ہیں جن کے مالک نماز کے بعد

محمد و آل محمد پر درود بھیجنے میں کاہلی کرتے تھے۔

اور میں نے بہشت میں کچھ محل ایسے دیکھے جو نہایت بلند اور شرف دار اور خوبصورت تھے مگر نہ تو ان کے آگے دہلیز تھی اور نہ انکے پیچھے باغ لگا ہوا تھا میں نے جبرئیل سے پوچھا کیا باعث ہے کہ ان مکافوں کے آگے نہ تو دہلیز ہے اور نہ ان کے پیچھے کی طرف باغ ہے اس نے جواب دیا کہ اسے محمد یہ ان نمازیوں کے مکان میں جو پانچوں نمازوں کو ادا کرتے ہیں اور اپنی وسعت کا کچھ حصہ اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی میں صرف کرتے ہیں مگر پوری قوت کو صرف نہیں کرتے اس لیے ان کے محل اس طرح پر تعمیر کئے گئے ہیں کہ نہ تو ان کے آگے دہلیز ہے اور نہ پیچھے باغ۔

نیز جناب رسالتاً نے فرمایا ہے اے لوگو! گاہ ہو صرف ہماری ولایت ہی پر بھروسہ نہ کرو بلکہ اس کے بعد فرائض خدا کو ادا کرو اور اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کو پورا کرو اور تقیہ کا استعمال کرو کیونکہ یہ دونوں (آخری) باتیں اعمال کو کامل اور ناقص کرتی ہیں (یعنی ان کے بجا لانے سے اعمال کامل ہوتے ہیں اور ترک کرنے سے ناقص)۔

قوله عز وجل وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَآتِفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تَخْرُجُونَ
أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ هَلْ أَنْتُمْ هَلْ أَنْتُمْ هَلْ أَنْتُمْ تَقْتُلُونَ
أَنْفُسَكُمْ وَتَخْرُجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ
وَالْعُدْوَانِ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسْرَى تَفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحْرَمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفْتَوْا مَنْ بَعْضُ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضِهِ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلْ
ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَسْفَلِ الْعَذَابِ
وَمَا اللَّهُ بِعَاقِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ه أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ
فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ه

ترجمہ: اور اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ تم خون نہ گرانہ (یعنی آپس میں خونریزیاں نہ کرنا) اور اپنے نفسوں (بھائی بندوں) کو اپنی ولایت سے نہ نکالنا پھر تم نے اس عہد کا اقرار کیا اور تم اس کے شاہد ہو پھر تم ایسے لوگ ہو کہ اپنے نفسوں کو قتل کرتے ہو اور ایک فریق کو اپنی ولایت سے نکالتے ہو اور ان کے مقابلے پر گناہ اور سرکشی کے سبب

مخالف کی مدد کرتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہو کر آتے ہیں تو تم ان کا فدیہ دیتے ہو حالانکہ ان کا وطن سے نکالنا تم پر حرام ہے آیا تم کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو تم میں سے جو لوگ اس کا رد کو عمل میں لائیں ان کا عوض اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ زندگی دنیا میں تو ان کو رسوائی ہوگی اور آخرت میں سخت ترین عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور خدا تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے یہ ایسے لوگ ہیں کہ انہوں نے زندگی دنیا کو آخر کے عوض خرید لیا ہے پس ان پر سے عذاب آخرت ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ کوئی انکی امداد کرے گا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے **وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَآتِفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تَخْرُجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ** کہ اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے بزرگوں سے اور انکی اولاد میں سے جن کو یہ خبر پہنچے کہ تم بھی ان میں داخل ہو یہ عہد لیا کہ تم آپس میں خونریزی نہ کرنا اور ایک دوسرے کو اپنے ملک سے نہ نکالنا **ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ** پھر تم نے اس عہد کا اقرار کیا جیسا کہ تمہارے پہلے بزرگوں نے کیا تھا اور ان کی طرح سے اسکا التزام کیا اور تم اپنے بزرگوں اور اپنے نفسوں پر اس امر کے شاہد ہو **أَنْتُمْ هَلْ أَنْتُمْ تَقْتُلُونَ** **أَنْفُسَكُمْ وَتَخْرُجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ** پھر اے یہودیو تم وہ لوگ ہو کہ باہم دیگر ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو اور قہر و غضب سے اپنی قوم کے ایک فرقہ کو ان کے ملک سے نکالتے ہو اور تم جن کو جلا وطن کرتے ہو انکے جلا وطن کرنے پر اور جن کو ان میں سے ناحق کرتے ہو ان کے قتل پر تم میں سے بعض بعضوں کو گناہ اور سرکشی کیساتھ مدد دیتے ہیں **وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسْرَى تَفَادُوهُمْ** اور اگر وہ لوگ جن کو تم نکالتے ہو اور یہ تمہارا ان کو نکالنا اور قتل کرنا ظلم کی راہ سے ہے اگر قید ہو کر آئیں کہ ان کو تمہارے اور ان کے دشمن قید کر لیں تو تم اپنے مالوں سے ان کا فدیہ دے کر دشمنوں کے ہاتھ سے انکو چھڑا لیتے ہو **وَهُوَ مُحْرَمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ** حالانکہ ان کا جلا وطن کرنا تم پر حرام کیا ہے اس آیت میں لفظ **إِخْرَاجُهُمْ** لایا گیا اور **هُوَ مُحْرَمٌ عَلَيْكُمْ** پر اکتفا نہ کی کیونکہ اگر ایسا کیا جاتا تو یہ معنی ہوتے کہ **مُحْرَمٌ عَلَيْكُمْ** مقدار **تِلْكَ** یعنی فدیہ دینا حرام ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے اب خدا فرماتا ہے **أَفْتَوْا مَنْ بَعْضُ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضِهِ** کیا تم کتاب خدا کے

بعض احکام پر تو ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو کہ ہم نے مفادات (فدیہ دینا) کو تم پر واجب کیا ہے اور اس کو تم مانتے ہو اور ان کا قتل کرنا اور جلا وطن کرنا حرام کیا ہے اور اس کے تم منکر ہو الغرض خدا فرماتا ہے کہ جب ہماری کتاب (توریت) نے قتل نفوس اور جلا وطنی کو حرام کیا ہے اور قیدیوں کا فدیہ دینا اس نے واجب کیا ہے تو کیا باعث ہے کہ تم بعض احکام میں تو اس کی پیروی کرتے ہو اور بعض میں اسکی نافرمانی اور عصیان اختیار کرتے ہو گویا تم بعض احکام میں نافرمان ہو اور بعض میں مومن پھر فرماتا ہے فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ پس اے یہودیو جو لوگ کہ تم میں سے یہ کام کریں ان کی جزا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ زندگانی دنیا میں تو ذلیل خواہ اور زہوا ہوں اور قیامت کے دن ایسے عذاب میں ان کو ڈالا جائے جو سب قسم کے عذابوں سے سخت تر ہو کیونکہ وہ (عذاب) گناہوں کی کمی اور زیادتی کے موافق کم و بیش اور متفاوت ہوتے ہیں اور اے یہودیو خدا تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے پھر اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کے اوصاف بیان کرتا ہے کہ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَخْفَىٰ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیاوی زندگانی کو آخرت کے عوض خرید لیا اور آخرت کی نعمتوں کے عوض بطاعت الہی کے صلے میں ملتی ہیں دنیا اور اس کے قلیل مال و سباب پر راضی ہو پس عذاب آخرت ان پر سے کم نہ کیا جائیگا اور نہ کوئی انکی امداد کریگا کہ عذاب کو ان سے مٹا دے۔

جب یہ آیت یہودیوں کے باب میں نازل ہوئی جنہوں نے عہد خدا کو توڑ ڈالا تھا اور اسکے رسول اور پیغمبر و نکو قتل کیا تھا تو جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا اے لوگو تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ان لوگوں کے حال سے مطلع کروں جو میری امت میں ان یہودیوں کے مشابہ ہونگے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ فرمائیے فرمایا میری امت میں سے کچھ لوگ ہونگے جو میرے دین پر تو بیکاد دعویٰ کریں گے اور با ایتھ میری فدیہ کے بزرگتر اور میرے خاندان کے پاکیزہ تر لوگو کو قتل کریں گے اور میری شریعت اور سنت کو تبدیل کر دیں گے اور میرے دونوں فرزندوں حسن اور حسین کو قتل کریں گے جس طرح ان یہودیوں کے باپ دادا نے ذکر کیا اور عیسیٰ کو قتل کیا آگاہ ہو کہ جس طرح خدا نے ان یہودیوں پر لعنت کی ہے اسی طرح ان پر بھی لعنت کریگا اور ملائمت کی باقی اولادوں پر قیامت سے پہلے حسین مظلوم کی اولاد سے ایک

تو اب حزن و غم

ہادی ہمدی کو مبعوث کریگا جو کہ اپنے دوستوں کی تلواروں کی مدد سے انکو آتش جہنم کی طرف روانہ کریگا۔ آگاہ ہو کہ حسین کے قاتلوں اور ان ملعونوں کے دوستوں اور مددگاروں اور ان لوگوں پر جو بغیر تقیہ کے ان ملائمت پر لعنت کرنے سے ساکت اور خاموش رہیں خدا لعنت کرے اور جو لوگوں اس مظلوم کر بلا پر از روئے رحمت اور شفقت کے رویں اور اس کے دشمنوں پر لعنت کریں اور ان پر نہایت غضبناک اور پر خشم رہیں ان پر خدا رحمت کرے اور اے لوگو جو لوگ قتل حسین سے خوش اور رضامند ہوں وہ اس کے قاتلوں میں شامل ہیں میں حسین کے قاتل اور ان کے مددگار اور پیروکار جو ان ملعونوں کی پیروی کریں وہ سب دین خدا سے بیزار اور ناراض ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملائکہ مقربین کو حکم فرماتا ہے کہ حسین کے مصیبت میں رونے والوں کے آئسوگر بہشت کے خزانچہوں کو دے دو۔ اور وہ ان کو لے کر آب حیوان میں ملا دیتے ہیں اور اس سبب اس پانی کی شیرینی اور خوشبو بزرگنی زیادہ ہو جاتی ہے اور جو لوگ قتل حسین سے خوش ہوتے ہیں اور اس پر ہنستے ہیں فرشتے ان کے آئسوگر کو ہاویہ میں لے جاتے ہیں اور اس کے آب گرم اور اس کی صدید اور غساق اور غسلین (پہلے) میں ملا تے ہیں اس سے اسکی حرارت اور شدت غلب بزرگنی زیادتی ہو جاتی ہے اور جو دشمنان آل محمد داخل جہنم ہونگے اس سے ان کے عذاب میں شدت اور زیادتی ہوگی۔ یہ سن کر ثوبان خادم رسول خدا نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے قدا ہوں۔ فرمائیے قیامت کب ہوگی۔ رسول خدا نے اسکے جواب میں فرمایا۔ اے ثوبان تو نے اس کیلئے کیا سامان تیار کیا ہے جو اس کا وقت دریافت کرتا ہے اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے اس کے لیے بہت بڑا عمل تیار کیا ہے کہ میں خدا اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا تیری محبت رسول خدا سے کس درجہ کو پہنچی ہے اس نے عرض کی مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے میرے دل میں حضرت کی محبت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ اگر مجھ کو تلواروں سے کاٹا جائے اور اڑوں سے پیرا جائے اور پھینچوں سے کتر کر رہے رہے کیا جائے اور آگ میں جلا یا جائے اور پتھر کی چکریوں میں پسا جائے تو یہ سب تکلیفیں مجھ کو نہایت گوارا اور آسان ہیں نسبت اس کے کہ میں آپکی دشمنی یا آپکے کسی اصحاب یا آپ کے اہلبیت یا ان کے سوا اور مومنین میں سے کسی کا کینہ یا کھوٹ یا عداوت اپنے دل میں معلوم کروں اور آپکے بعد مجھ کو تمام

مخلوق سے زیادہ وہ شخص پیارا ہے جو آپ کو سب سے زیادہ پیارا ہے اور جو کوئی آپ کو دوست نہ رکھے اس کو میں سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہوں جو کوئی آپ سے یا آپ کے کسی دوست سے بغض رکھے میں بھی اس سے بغض رکھتا ہوں۔ اگر اس عمل کو قبول کر لیا گیا تو میں ضرور سعادت مند اور کامیاب ہونگا اور اگر کوئی اور عمل طلب کیا گیا تو اس کے سوا اور کوئی عمل میں ایسا بجا نہیں لاتا جو اعتماد اور شمار کے قابل ہو اور میں آپ کو اور آپ کے اصحاب کو دوست رکھتا ہوں اگرچہ میرے اعمال ان صحابہ کے اعمال کے مطابق نہیں ہیں حضرت نے اس سے فرمایا اے ثوبان تجھے بشارت ہو اس لیے کہ ہر شخص قیامت کے دن اس شخص کیساتھ محسوس ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا تھا۔ اے ثوبان اگر تیرے گناہ اتنے زیادہ ہوں کہ تیری سے لیکر عرش تک کے درمیانی فاصلہ کو پُر کر دیں تو وہ سب اس محبت کے سبب اسکی نسبت بہت جلد زائل و منحصر ہو جائینگے جیسے دھوپ پڑنے سے ہموار اور یکساں پتھر کے سے سایہ جلد مل جاتا ہے اور سورج کے غروب ہونے سے دھوپ اس پر سے زائل ہو جاتی ہے۔

قوله عز وجل ولقد اتينا موسى الكتاب وقفينا من بعده بالرسل واتينا عيسى ابن مريم البينات وايدنه بروح القدس اه افكلمنا جاءكم من رسول ايها الالكلوا انفسكم استلبتكم ففريقا كذبتهم وفريقا فتنكناوناه (ترجمہ) اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب تو ریت دی اور اسکے پیچھے بہت سے پیغمبر بھیجے اور عیسیٰ ابن مریم کو معجزے عطا کئے اور روح القدس سے اسکو مدد دی جب ہالایم پیر تھا کہ پاس وہ چیز لے کر آیا جس کو تمہارے نفس نہیں چاہتے تھے تو تم نے غرور اور اشکیار کیا پس پیغمبروں کے ایک فرق کو تو تم نے جھٹلایا اور ایک فرق کو قتل کیا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا ان یہودیوں سے جن کو آنحضرت نے ان پہاڑوں کے جن کا ذکر پہلے گزرا نزدیک جا کر معجزات دکھلائے تھے مخاطب ہو کر فرماتا ہے اور انکو تو نبی اور رسول کرتا ہے ولقد اتينا موسى الكتاب اور ہم نے موسیٰ کو کتاب تو ریت عطا فرمائی تھی جس میں ہمارے احکام اور محمد اور اسکی آل اطہار کی فضیلت اور علی ابن ابی طالب اور اس کے جانشینوں کی امامت اور اس کے ماننے والوں کی خوشحالی اور اس کے مخالفوں کی بد حالی کا ذکر درج تھا۔ وقفینا من بعدہ بالرسل اور اس کے بعد ہم نے یکے بعد دیگرے بہت سے پیغمبروں کو بھیجا

واتینا عیسیٰ ابن مريم البينات اور عیسیٰ ابن مریم کو آیات و معجزات باہرہ عطا کئے جیسے مردوں کو زندہ کرنا مادر زاد اندھوں کو دیکھنا اور کھانا ہونے اور گھروں میں جمع کی ہونے چیزوں کی خبر دینا و آیت نہ بروح القدس اور روح القدس یعنی جبرئیل سے ہم نے اس کی مدد کی جبکہ وہ اس کو گھر کے ایک روزن سے نکال کر آسمان پر لے گیا اور جس شخص نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا اس کو عیسیٰ کی صورت بنا دیا اور وہ اس کے عرصہ مار گیا اور لوگ اس کو جادوگر بتلاتے تھے۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ پیغمبر ان سلف کو خدا کی طرف سے کوئی معجزہ ایسا عطا نہیں ہوا جسکی نظیر یا اس سے بڑھ کر محمد اور علی کو عنایت نہ ہو، یہ بات سن کر کسی شخص نے عرض کی کہ فرزند رسول خدا بیان فرمائیے کہ محمد اور علی کو کونسا معجزہ عنایت ہوا جو کہ عیسیٰ کے معجزات کی نظیر ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور مادر زاد اندھے اور جذامی کو تندرست کر دیتے تھے اور کھانی ہونے چیزوں اور گھروں کے ذخیروں سے خبر دیتے تھے حضرت نے فرمایا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب رسالت شہر مکہ میں چلے جا رہے تھے اور ان کے بھائی علی ابن ابی طالب آپ کے ساتھ تھے اور حضرت کا چچا ابولہب ملعون آنحضرت کو پیچھے سے پتھر مارتا تھا اور پکار پکار کر کہتا تھا کہ اے گروہ قریش یہ جادوگر اور جھوٹا ہے تم اس کو دور کرو اور اس سے الگ ہو جاؤ اور اس کے جادو سے پرہیز کرو اور اوہاں قریشیوں کو برا بگبختہ کر کے انکے پیچھے لگا دیا اور وہ کمبخت ان دونوں حضرت پر پتھر پھینکنے لگے پس جو پتھر آنحضرت کو مارتے تھے وہی جناب امیر کو بھی لگتا تھا تب ایک شہر زپکارا اے علی کیا تو محمد کا پیر و اور اسکی طرف سے جنگ کرنا والا اور ایسا بہاد نہیں ہے کہ باوجود نوجوانی اور کسی جنگ میں شریک نہ ہونیکے کوئی تیرا مثل و نظیر نہیں ہے۔ کیا سبب ہے کہ اب تو محمد کی مدد نہیں کرتا اور اس پر سے اس آفت کو نہیں ٹالتا اس مردود کی نظیر یہ سن کر جناب امیر نے ان ملعونوں کو آواز دی اے اوہاں قریشیوں میں آنحضرت کا ایسا فرمانبردار ہوں کہ کبھی نافرمانی اور سرکشی نہیں کرتا اگر وہ حکم دیں تو تم کو عجائبات دکھلاؤں الغرض وہ تمام اوہاں پیچھے لگے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آپ مکہ سے باہر نکل گئے قدرت خدا سے پہاڑ کے پتھر خود خود آنحضرت کی طرف اڑھکنے لگے۔ یہ حال دیکھ کر وہ لوگ آپس میں کہنے لگے اب یہ پتھر محمد

اور علی پر آگریں گے اور ان کو بلاک کریں گے اور ہم ان کے ہاتھ سے نجات پائیں گے آخر کار وہ لوگ اس خوف سے کہیں یہ پتھر ہم پر نہ اپڑیں ایک طرف ہو گئے۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پتھر محمد اور علی کے آگے آئے اور ہر پتھر پکارتا تھا السّلام علیک یا محمد بن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف السّلام علیک یا علی بن ابی طالب ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف السّلام علیک یا رسول رب العالمین وخیر الخلق اجمعین السّلام علیک یا سید الوصیین ویا خلیفۃ رسول رب العالمیین یہ آوازیں سن کر وہ قریشی نہایت غمگین ہوئے آخر ان میں سے دس کسش اور نافرمان بولے یہ پتھر نہیں بول رہے بلکہ محمد نے ان پتھروں کے پاس زمین کے نیچے کسی گڑھے میں کچھ مردوں کو چھپا رکھا ہے وہ کلام کر رہے ہیں تاکہ ہم کو دھوکہ دے کر اپنے دام فریب میں پھنسائے جب یہ ناشائستہ کلام ان ملعونوں نے اپنی زبان پر جاری کیا تو ان پتھروں میں سے دس پتھر انکی طرف بڑھے اور طبقہ باندھ کر ان رسول کلام ناشائستہ کرنے والوں کے سروں پر بلند ہوئے اور ان کے سروں پر گرتے تھے اور پھر بلند ہوتے تھے اور گر کر ان کے سروں کو ریزہ ریزہ کرتے تھے یہاں تک کہ ہر ایک ملعون کا دماغ اور خون ناک کے نتھنوں میں سے بہنے لگا اور اس کا سر پیشانی اور چند یا پولی ہو گئی اور وہ سب کے سب جہنم داخل ہوئے یہ حال سن کر ان کے اہل و عیال اور کنبے والے روتے پیٹتے اور فریاد کرتے وہاں آئے اور کہنے لگے کہ ہم کو ان کے مرنے کی نسبت زیادہ اس بات کا رنج ہے کہ محمد خوش ہوتا ہے اور فخر کرتا ہے کہ وہ ان پتھروں سے مارے گئے جو میری نشانی اور دلیل اور معجزہ ہیں تب اللہ تعالیٰ نے ان کے تابوتوں کو گویا کیا اور وہ پکارے کہ محمد سچا ہے اور وہ جھوٹا نہیں اور تم جھوٹے ہو اور پتھے نہیں پھر وہ تابوت لرزے میں آئے اور ان مردوں کو زمین پر گرا دیا اور ان تابوتوں سے صدا پیدا ہوئی۔ ہم اس واسطے نہیں ہیں کہ دشمنان خدا کو اٹھا کر عذاب خدا کی طرف لے جائیں بلکہ دیکھ کر ابوہبل ملعون بولا کہ محمد نے ان تابوتوں پر بھی جادو کر دیا ہے جس طرح ان پتھروں پر کیا تھا جس کے باعث ان سے طرح طرح کے کلام سرزد ہوئے اگر ان پتھروں کا ان لوگوں کو قتل کرنا محمد کا معجزہ اور اسکے قول کی تصدیق اور اسکی نبوت کا ثبوت ہے تو تم اس سے کہو کہ جس نے ان کو پیدا

کیا ہے اس سے دعا کرو کہ وہ پھر ان کو زندہ کر دے انکی درخواست سن کر حضرت نے جناب امیر سے فرمایا اے ابوالحسن تم نے سنا کہ یہ جاہل کیا سوال کرتے ہیں ورنہ میں آدمی ہیں جو اس وقت مارے گئے ہیں اب یہ بتاؤ کہ ان لوگوں نے جو پتھر ہماری طرف پھینکتے تھے ان سے کتنے زخم تھے جسے ہم پر لگے جناب امیر نے عرض کی کہ کل چار زخم مجھے لگے ہیں جناب رسول خدا نے فرمایا چار زخم تم کو لگے اور چھ زخم مجھ کو لگے ہیں۔ اس لیے ہم میں سے ہر ایک کو خدا سے دعا کرنی چاہیے کہ جتنے زخم مجھ کو لگے ہیں اتنے مرے ان رسول میں سے زندہ کر دے۔ عرض حضرت نے چھ کیلئے دعا کی اور علی نے چار کے لیے اور وہ زندہ ہو کر اٹھ بیٹھے پھر ان زندہ ہونے شخصوں نے آواز دی اے مسلمانوں محمد اور علی کی ان عمارت میں جہاں ہم تھے بڑی قدر و منزلت سے ہم نے دیکھا کہ محمد کا ایک پتلا ایک تخت پر بیت المعمور کے پاس سے اور ایک عرش کے پاس اور علی کے کسی ایک پتلیے بیت المعمور اور کسی درختگان سموات اور حجب و عرش کے نزدیک ہیں اور وہ ان دونوں حضرات کے پتلوں کے گرد جمع ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم بجالاتے ہیں اور ان پر درود بھیجتے ہیں اور ان کے احکام پر چلتے ہیں اور اپنی حاجتوں کے طلب کرنے میں خدا کو ان کی قسمیں دیتے ہیں لہذا ان میں سے سات آدمی ایمان لائے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہوئی۔

اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کی جو روح القدس سے مدد کی اسکی نظیر آنحضرت کو عطا ہوئی کہ جبرئیل ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس وقت حضرت عباسے قبطوانی اوڑھے ہوئے تھے اور علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو اس میں ڈھانپ رکھا تھا اور دعا کرتے تھے کہ اے خدا میرے طبیعت میں جو ان سے لڑے اس سے میں بھی لڑتا ہوں اور جو ان سے صلح رکھے اس سے میری بھی صلح ہے اور جو ان کو دوست رکھے اس کا میں دوست ہوں اور جو ان سے دشمنی کرے اس کا دشمن ہوں تو بھی انکے ساتھ لڑنے والوں سے لڑائی رکھ اور ان سے صلح رکھنے والوں سے صلح رکھ اور ان کے دوستوں کا دوست ہو اور انکے دشمنوں کا دشمن تب اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے محمد میں نے تیری اس دعا کو قبول کیا اسی اثنا میں ام سلمہؓ نے عبا کا ایک گوشہ اٹھا کر اس میں اخل ہونے کا ارادہ کیا حضرت نے عبا کو اسکے ہاتھ سے چھڑا کر فرمایا تیرا یہ مقام نہیں ہے مگر ہاں تیرا حال نیک ہے تیری عاقبت بھی بخیر ہے اس وقت جبرئیلؑ اُکلی اورھے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ

اشاہ طہ صحت کس

مجھ کو بھی اپنے اہلیت میں داخل کر لو فرمایا تو ہم میں داخل ہے عرض کی تو میں عبا اٹھا کر بیچ میں
 آجاؤں فرمایا ہاں الغرض جبریل عبا میں داخل ہوئے بعد ازاں وہاں سے نکل کر آسمان کے
 ملکوت اعلیٰ کی طرف پرواز کی اور اس کا حسن اور چہرہ کی رونق دو چند ہو گئی تھی فرشتوں نے اس
 سے پوچھا کیا باعث ہے کہ یہاں سے جلتے وقت جو تمہارا جمال تھا اب وہ بالکل بدل گیا
 جبریل نے جواب دیا کیونکہ ایسا نہ ہو کہ اب میں آل محمد اور ان کی اہلیت میں شامل کیا گیا ہوں یہ سن کر
 آسمانوں اور حجابوں اور عرش و کرسی کے فرشتے کہنے لگے۔ جبکہ یہ بات ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو یہ
 شرف و منزلت تم کو زیبا اور نزاوار ہے اور جناب امیر علیہ السلام جب کسی جنگ میں تشریف جاتے تھے تو جبریل
 ان کے دائیں و بائیں اور آس پاس ان کے پیچھے اور عزرائیل آگے آگے رتے تھے۔
 حضرت عیسیٰ کا جو یہ معجزہ تھا کہ کورما در زاد اور جذامی کو تندرست کر دیتے تھے اس کی نظیر پر یہ
 معجزہ شامہ ہے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے کہ مشرکوں نے حاضر خدمت
 ہو کر عرض کی کہ اے محمد ہمارا پروردگار بیل ہے جو ہمارے مریضوں کو تندرست کرتا ہے اور ہمارے مردوں
 کو نجات دیتا ہے اور ہمارے زخمیوں کا علاج کرتا ہے حضرت نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو بیل ان
 باتوں میں سے ایک بھی نہیں کرتا بلکہ خدا ان امور میں سے جو چاہتا ہے تمہارے ساتھ سلوک کرتا ہے
 یہ بات سرکش مشرکوں کو نہایت گراں گزری اور کہنے لگے اے محمد ہم کو نہایت خوف ہے
 کہ بیل تیرے اس کے برخلاف دعویٰ کرنے سے تجھ کو لقمہ فالج جدام کوری اور طرح طرح کی
 بلاؤں میں مبتلا نہ کر دے۔ فرمایا اسکو ان امور میں سے کسی ایک کی بھی قدرت نہیں ہے مگر ہاں
 اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جو چاہے سو کرے تب ان مشرکوں نے عرض کی کہ اے محمد اگر تیرا کوئی پروردگار
 ہے جس کی تو عبادت کرتا ہے اور اس کے سوا کوئی اور پروردگار نہیں ہے تو تو اس سے درخواست
 کر کہ وہ ہم کو مذکورہ بالا مریضوں اور بلاؤں میں مبتلا کرے پھر ہم جا کر بیل سے التماس کریں کہ
 وہ ہم کو ان بلاؤں سے نجات دے تاکہ تجھ کو معلوم ہو کہ بیل تیرے اس پروردگار کا شریک ہے
 جسکی طرف تو اشارہ کرتا ہے اسوقت جبریل امین نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ان میں سے بعض کے
 لیے آپ بددعا کریں اور بعض کیلئے علی تب آنحضرت نے بئیں مشرکوں کیلئے اور علی نے دشمن کیلئے بددعا
 کی اور ابھی وہ اپنے گھر تک نہ پہنچے تھے کہ برس۔ جدام لقمہ اور کوری کے امراض میں مبتلا ہوئے

اور انکے ہاتھ اور پاؤں الگ ہو کر پڑے اور زبانوں اور کانوں کے سوا ان کے جسموں کا کوئی عضو ہماری
 سے نہ بچا الغرض جب وہ لوگ ان بلاؤں میں مبتلا ہوئے تو انکو ہیل کے پاس اٹھا کر لے گئے اور اس سے
 اسکی تندرستی کی درخواست کی اور کہا کہ یہ لوگ محمد اور علی کی بددعا سے ان آفات میں مبتلا ہوئے ہیں تو
 انکو شفا دے تب ہیل قدرت خدا سے گویا ہوا اور پکارا اے دشمنان خدا مجھ کو کسی چیز کے کرنے کی قدرت
 نہیں ہے مجھ کو اس آفات کی قسم ہے جس نے مجھ کو تمام مخلوقات پر معوث کیا ہے اور اسکو تمام بیہول و در رسولوں
 سے بہتر اور افضل قرار دیا ہے اگر وہ میرے لیے بھی بددعا کریں تو بیشک میرے بعضے بدن اور اجزائے جسمانی
 جدا جدا اور ریزہ ریزہ ہو جائیں اور ہوا میں مجھ کو اٹھا کر اور میرے ذروں کو اڑا کر لیجائیں یہاں تک کہ میرا وجود
 تو کہاں نشان تک بھی نظر نہ آئے اگر خدا میرے ساتھ ایسا سلوک کرے تو میرا ایک پر اجزائی کے دانے کے
 سوال حصے سے بھی کم ہو جائے۔ جب ان مشرکوں نے بیل کی یہ تقریر سنی تو مجبوراً روتے پیتے حضرت کجھت
 میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ اب ہماری امیدیں سب طرف سے قطع ہو گئیں اور تیرے سوا ہمارا کوئی
 معین مددگار نہیں تو ہماری فریادرسی کر اور ہمارے ان ساتھیوں کے لیے اللہ سے صحت کی دعا کر اس کے بعد
 وہ کبھی آپکی ایذا رسانی کے لیے نہ ہونگے۔ اس وقت حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح یہ بیمار ہوئے ہیں
 اسی طرح یہ تندرست بھی ہونگے بئیں میرے ذمے ہیں اور ذمے علی کے ذمے آخر کار انھوں نے بئیں بیماریوں کو
 تو حضرت کے سامنے کھڑا کیا اور دن کو علی کے روبرو پیش کیا رسول خدا نے ان بئیں شخصوں سے فرمایا کہ
 اپنی آنکھیں بند کر لو اور اس طرح دعا کرو کہ اے خدا اس شخص کے مرتبے کا واسطہ جسکی خاطر سے تو نے
 ہم کو ان آزاروں میں مبتلا کیا ہے محمد و علی اور ان کی آل اطہار کی خاطر سے ہم کو ان امراض سے صحت
 عطا کر اسی طرح جناب امیر نے ان دشمن شخصوں سے فرمایا اور انھوں نے اسی طرح عمل کیا اور وہ فوراً
 تندرست ہو کر اس طرح گھرے ہو گئے گویا باریوں سے چھوٹے ہیں اور ان کو ذرا بھگت کسی قسم کا مرض باقی نہ
 رہا اور ایسے تندرست ہو گئے کہ ان بلاؤں میں مبتلا ہوئیے پیشتر بھی ایسے نہ تھے اور بئیں شخص اور
 کچھ ان کے بھائی بند حضرت پر ایمان لائے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہوئی۔
 اور حضرت عیسیٰ کا جو یہ معجزہ تھا کہ وہ لوگوں کو انکی کھائی ہوئی چیزوں اور گھروں کے ذخیرے سے
 خبر دیتے تھے اسکی نظیر پر یہ معجزہ دال ہے کہ جب ان بیماروں نے شفا پائی تو حضرت نے ان سے فرمایا کہ
 مجھ پر ایمان لاؤ انھوں نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری بصیرت کو اور زیادہ

کروں انھوں نے عرض کی کہ ہاں فرمایا میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ ان لوگوں نے کیا غذا کھائی ہے کیا دوا پی ہے اور فلاں نے یہ کھایا ہے اور فلاں نے یہ دوا پی ہے اور اس قدر اس کے پاس باقی ہے اسی طرح ان سے سب کا ذکر کیا پھر فرمایا اے پروردگار کے فرشتوں کی بقیہ غذاؤں اور دواؤں کو جو ان کے طباقوں اور خوالوں میں دھری ہیں میرے پاس لے آؤ۔ فرشتوں نے فوراً ان چیزوں کو حاضر کیا اور ان کے بقایا کھائے اور دوائیں آسمان سے اُتائے اور عرض کی یہ انکی سچی ہوئی غذائیں و دوائیں موجود ہیں بعد ازاں حضرت نے ان طعاموں سے مخاطب ہو کر فرمایا تجھ میں سے انھوں نے کتنا کھایا ہے طعام نے جو ایدیا کہ اس قدر تو مجھ سے کھایا ہے اور باقی یہ آپ کے سامنے موجود ہے و ایک طعام نے عرض کی یا رسول اللہ میرے اس مالک نے اتنا تو مجھ سے کھایا ہے اور باقی میں موجود ہوں پھر حضرت نے فرمایا میں کون ہوں طعام اور دوا نے جو ایدیا کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں آپ پر اودا کی آل طہار پر رحمت نازل کرے پھر حضرت نے جناب امیر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ کون ہے طعام اور دوا نے عرض کی یہ آپ کا بھائی سردار اولین و آخرین ہے اور آپ کا وزیر ہے کہ سب وزیروں سے افضل ہے اور آپ کا خلیفہ اور جانشین ہے کہ سب خلیفوں کا سردار ہے۔

اب اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کو جن کا ذکر آئے تھے قَسَتْ قُلُوبَكُمْ اور اس قصے میں گزرا ملا مت کتاب ہے اور فرمایا اَفَلَمْ يَأْتِكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اٰلِ اَهْلِكُمْ لِيُنذِرَكُمْ لَعَلَّكُمْ يَهْتَدُوْنَ اور اس قصے میں گزرا ملا مت وہ احکام لے کر آئے جو تمھاری نفسانی خواہشوں کے برخلاف تھے اور وہ عہد پہان تم سے لے گئے جن کو تم پسند کرتے تھے کہ اسکے افضل دوستوں و منتخب اور برگزیدہ بندوں یعنی محمد اور اسکی آل طہار کی آنکے تمام اقوال میں طاعت کرو جیسا کہ تمھارے بزرگوں نے تم کو پہنچایا کہ محمد و آل محمد کی ولایت درودستی ہی اصلی غرض اور اعلیٰ مطلب ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو اسی لیے پیدا کیا ہے اور تمام پیغمبروں کو انکی طرف اس واسطے بھیجا ہے کہ ان کو محمد اور علی اور اس کے جانشینوں کی طرف دعوت کریں اور اس بات کا ان سے عہد لیں کہ وہ اس پر قائم رہیں گے اور سب امتوں کے عوام اس پر عمل ہونگے مگر تم نے اس بات سے استکبار و تم غرور کیا جس طرح تمھارے پہلے بزرگوں نے غرور کیا تھا یہاں تک کہ انھوں نے یحییٰ اور زکریا کو قتل کیا اور تم نے مغرور ہو کر محمد اور علی کے قتل کا ارادہ کیا مگر خدا نے تمھاری کوشش کو بیکار کیا اور تمھارے مکر و فریب کو تمھاری گردنوں پر ڈالا فقیر یقیناً کذبتم

وَقَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ تَمُّ نَے ان میں سے ایک جماعت (پیغمبروں) کی تکذیب کی اور ایک فرقہ کو قتل کیا اس آیت میں لفظ تَقْتُلُوْنَ قَتَلْتُمْ (یعنی تم نے قتل کیا) کے معنی میں ہے مثلاً جب کسی کو سزائے قتل کرنی منظور ہوتی ہے تو کہتے ہو وَوَنَالَكَ كَذِبًا وَكَمْ تَمْدَحُوقٌ یعنی واسے ہو تجھ پر تو کتنا کج گشت لڑیگا اور دروغ کہے گا اور اس سے تیرا مطلب اس کا اس وقت کے بعد کا فعل نہیں ہے بلکہ صرف یہ مقصود ہے کہ كَمْ فَعَلْتَ وَأَنْتَ عَلَيْهِ مُؤْمِنٌ یعنی تو نے اس قدر کیا اور تو اس پر قائم ہے بعد ازاں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ شب عقہہ کافران بدکار نے ارادہ کیا رسول خدا کو عقہہ (کھائی) پر قتل کر ڈالیں اور ان میں سے جو سرکش منافق مدینے میں چھپے رہ گئے تھے انھوں نے علی ابن ابی طالب کے قتل کا ارادہ کیا مگر وہ ملاحظہ اپنے پروردگار پر غالب نہ آسکے (کہ وہ ان دونوں حضرات کا محافظ تھا اس کا باعث یہ تھا کہ رسول خدا نے جو جناب امیر کو منصب جلیل و عہد عظیم عطا کیا اور ان کو سب میں سے منتخب فرمایا تو ان کو حسد پیدا ہوا۔ اس لیے کہ جب آنحضرت بہ عزم جنگ تبوک مدینہ منورہ سے باہر تشریف لائے اور علی کو مدینہ میں پناہ جانشین مقرر کیا اور فرمایا کہ جس پر بل مجھ پر نازل ہوتے اور پیغمبر پروردگار لائے کہ خدائے اعلیٰ بعد محمد درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد یا تو باہر جائے اور علی کو مدینہ میں چھوڑے یا علی باہر جائے اور تو مدینے میں لے ہے اور اس کے سوا کچھ چارہ نہیں ہے کیونکہ میں نے علی کو ان دونوں مور میں سے ایک کے لیے منتخب کیا ہے جو کوئی ان دونوں مروں میں میری اطاعت کرے گا اس کے گنہ جلال و عظمت ثواب کو میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

آخر کار جب رسول خدا علی کو مدینہ منورہ میں پناہ خلیفہ کر کے خود جنگ تبوک کو روانہ ہوئے تو منافقوں نے اس باب میں بہت سی باتیں کیں اور کہنے لگے کہ محمد کو علی سے کچھ بخش ہوگئی ہے اور وہ اسکی صحبت سے ناراض ہے اس لیے اس کو اس سفر میں اپنے ہمراہ نہیں لے گیا جناب امیر کو ان باتوں کے سننے سے نجات لہج ہوا اور آنحضرت کے پیچھے روانہ ہوئے اور نواح مدینہ میں ان سے خاتمے حضرت نے ان کو دیکھ کر فرمایا تم نے اپنی جگہ سے کیوں حرکت کی عرض کی یا رسول اللہ میں نے لوگوں ایسی ایسی باتیں سنیں ویر میں ان کا متحمل نہ ہو سکا حضرت نے فرمایا کہ اے علی کیا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ سے تھے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبوت نہ ہوگی۔ قصہ علی مدینہ کو واپس تشریف لائے اور منافقوں نے تجویز کی کہ راستے میں اس جناب کو قتل کر ڈالیں و ایک گڑھا تپاس گزرا لہجے میں

حضرت علی کو اپنا خلیفہ کرنا

مشائخات مناقب

کھودا اور اسکا منہ لوریاؤں سے ڈھانپ دیا اور تھوڑی تھوڑی مٹی ان پر چھا کر ان کو ذرا پوشیدہ کر دیا۔ اور یہ گڑھا اس جگہ کھودا گیا تھا جہاں سے آپ کو ضرور سی گزنا تھا اور وہ نہایت گہرا کھودا گیا تھا تاکہ جب حضرت اپنے گھوڑے سمیت اس میں گریں تو ضرور ہی ہلاک ہو جائیں ورنہ گڑھا ایسی جگہ واقع تھا کہ اس کے گرد و نواح میں پتھر بہت تھے تاکہ جب حضرت اس میں جا پڑیں تو پتھر اوپر سے ڈال دیں اور آپ کے جسم مبارک کو پتھروں کے نیچے پوشیدہ کر دیں آخر کار جب جناب امیر اس گڑھے کے قریب پہنچے تو گھوڑے نے اپنی گردن کو موڑا اور قدرتِ خدا سے وہ اتنی لمبی ہو گئی کہ اس کا منہ حضرت کے کان کے پاس پہنچ گیا پھر عرض کی یا امیر المؤمنین منافقوں نے یہاں ایک گڑھا کھودا ہے اور آپ کے قتل کی تدبیر کی ہے اور آپ بہتر جانتے ہیں۔ آپ یہاں سے عبور نہ کریں۔ حضرت نے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو میرا خیر خواہ ہے اور میری بھلائی کی تدبیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے لطفِ جلیل سے خالی نہ رکھے گا۔ پھر گھوڑے کو ہنکایا۔ یہاں تک کہ گڑھے کے کنارے پر جا پہنچے اور گھوڑا گڑھے میں گرنے کے خوف سے کھڑا ہو گیا حضرت نے اس سے فرمایا کہ خدا کے حکم سے چل کہ تو صحیح و سلامت اس پر سے گزرا گیا اور خدا تیری شان کو عجیب و زریعے مکرنا کر دیکھا آخر کار حضرت کا گھوڑا اس پر دوڑنے لگا اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے زمین کو سخت اور استوار کر دیا تھا اور اس گڑھے کو بھر کر باقی اور زمینوں کی طرح بنا دیا تھا جب حضرت امیر اس پر سے عبور کر گئے تو گھوڑے نے اپنی گردن کو موڑ کر اپنا منہ حضرت کے کان پر رکھ دیا اور عرض کی پروردگار عالمیں کے نزدیک آپ کا درجہ کس قدر بزرگ ہے کہ اس خالی گڑھے پر سے آپ کو گزار دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو میری اس خیر خواہی کا اجر دیا ہے کہ تو اس پر سے صحیح گزر گیا پھر گھوڑے کا منہ پیچھے کی طرف پھرا اور وہ لوگ جنہوں نے تدبیر کی تھی آپ کے ہمراہ تھے بعض آگے تھے بعض پیچھے حضرت نے ان سے فرمایا کہ اس جگہ کو کھولو۔ جب کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اندر سے خالی ہے اور اگر کوئی اس پر پاؤں نہ مارتا تو وہ گڑھے میں جا کر تباہ و برباد دیکھ کر منافقوں نے نہایت خوف اور تعجب ظاہر کیا پھر حضرت نے ان سے دریافت کیا تم جانتے ہو کس نے یہ کام کیا ہے وہ لمبے دم کو معلوم نہیں فرمایا امیر گھوڑا تو جانتا ہے کس نے یہ کام کیا ہے پھر گھوڑے سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ معاملہ کیوں کر ہے اور کس ایسا کیا ہے گھوڑے نے عرض کی یا امیر المؤمنین خدا جب کسی کام کو مضبوط کرنا چاہتا ہے اور جاہل لوگ اس کو خراب کرنا چاہیں بس کام کو جاہل مضبوط کرنا چاہیں اور خدا اس کو

منافقین کا جناب امیر کے قتل کی تدبیر کرنا و ظہور بجز حضرت

خراب کرنا چاہتا ہے تو خدا ہی غالب ہوتا ہے اور تمام خلقت مغلوب ہو جاتی ہے یا امیر المؤمنین کا یہ کام فلاں فلاں شخصوں کا ہے اور دن منافقوں کے نام لیے اور چوبیس آدمیوں کی رائے اور مشورے سے یہ کام ہوا ہے جو رسول خدا کے ہمراہ گئے ہیں اور انہوں نے تجویز کی ہے کہ آنحضرت کو عقبہ پر قتل کریں اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور ولی کا محافظ ہے یہ بات سن کر امیر المؤمنین کے بعض اصحاب نے عرض کی کہ حضرت کو یہ حال لکھ بھیجئے اور ایک تیز رو قاصد کو روانہ فرمائیے امیر المؤمنین نے فرمایا کہ خدا کا قاصد اور اس کا نام میرے قاصد اور نام سے جلد تر رسول خدا کے پاس پہنچے گا تم کچھ غم نہ کرو۔ وہ لوگ ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے۔

الغرض جب آنحضرت اس عقبہ کے قریب پہنچے جہاں منافقوں اور کافروں نے حضرت کے قتل کی تدبیر کی تھی تو اسکے نیچے فروکش ہوئے اور ان منافقوں کو جمع کر کے فرمایا کہ یوح الا میں جانے بجا میں خبر ہے ہے میں کہ منافقوں نے امیر المؤمنین کے ہلاک کرنے کیلئے سولے مہینے میں ایسی تدبیر کی تھی اور پروردگار عالم نے اپنے لطف و کرم سے اس زمین کو ان کے گھوڑے اور ان کے اصحاب کے قدموں کے نیچے سخت کر دیا اور صحیح سلامت اس پر سے گزر گئے پھر مڑ کر اس جگہ کو کھولا اور گڑھے کو دیکھا اور حق تعالیٰ نے اس کو اسی طرح خالی کر دیا جس طرح منافقوں نے تیار کیا تھا اور ان کا مکر مومنین پر ظاہر ہو گیا اور بعض مومنین نے ان سے عرض کیا کہ اس واقعہ کو رسول خدا کو لکھ بھیجے مگر انہوں نے جواب دیا کہ خدا کا قاصد اور اس کا نام میرے قاصد اور نام سے ان کے پاس جلد پہنچے گا اور آنحضرت نے اس واقعہ سے جو امیر المؤمنین نے مہینے کے دروازے پر اپنے اصحاب کو بتلایا تھا انکو مطلع نہ کیا کہ رسول خدا کے ہمراہ چند منافق ہیں جو ان کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور حق تعالیٰ ان کے مکر کو ان سے دفع کرے گا جب ان چوبیس منافقوں نے جو اصحاب عقبہ تھے حضرت کی یہ تقریر سنی جو آنحضرت نے علی کے بارے میں بیان فرمائی تھی تو آپس میں کہنے لگے کہ محمد (معاذ اللہ) مکر و فریب میں کس قدر ماہر ہے ابھی کوئی تیز رو قاصد یا نامہ بر کو تو اس کے پاس خبر لایا ہے کہ علی اس طرح سے مارا گیا اور یہ وہی بات ہے جسکی ہمارے ساتھیوں نے صلاح کی تھی اور اب اصلی بات کہ ہم سے چھپاتا ہے اور اس کو بدل کر بیان کرتا ہے تاکہ اسکے ہمراہی مطمئن رہیں اور اس پر دست زنی نہ کریں بات بہت بعید ہے اور ہرگز ایسا نہیں ہے قسم خدا کی علی کو اسکی موت نے مدینہ میں رکھا ہے اور اس کو اس کی اجل یہاں لے کر آئی ہے اور علی بوشک وہاں مارا گیا ہے اور یہ بھی ضرور یہاں مارا جائے گا لیکن خیر باد علی کے بارے میں اس سے خوشی کا اظہار نہ کریں تاکہ اس کا دل ہماری طرف سے مطمئن

اصحاب

ہو جائے اور ہم آسانی سے اپنی تدبیر کو اس کے بائے میں پورا کریں آخر کار حاضر خدمت ہوئے اور حضرت کو دشمنوں کے ہاتھ سے علیؑ کے سلامت رہنے پر مبارکباد دی۔ پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ فرمائیے علیؑ افضل ہے یا ملائکہ مقربین فرمایا ملائکہ کو صرف اس وجہ سے شرف ملا ہے کہ وہ محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور انھوں نے ان دونوں کی ولایت کو قبول کیا ہے اور علیؑ کا کوئی محبت ایسا نہیں ہے جس کا دل غل وغش اور کینہ کی کثافت اور گناہوں کی نجاست سے پاک کیا گیا ہو اور وہ ملائکہ سے پاکیزہ تر اور پاکیزہ تر ہو اور ملائکہ کو جو حکم ہوا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں وہ صرف اسی وجہ سے تھا کہ انھوں نے اپنے دل میں یہ بات ٹھانی تھی کہ اگر خدا ان کو زمین سے اٹھالے گا اور کسی اور کو ان کے عوض زمین میں پیدا کرے گا تو بیشک ملائکہ ان سے افضل اور خدا کے دین سے اسکی نسبت زیادہ واقف ہونگے پس خدا نے ارادہ کیا کہ ان کو معلوم کرے کہ ان کا یہ گمان اور اعتقاد غلط ہے اس لیے آدمؑ کو پیدا کیا اور تمام نام اسکو سکھائے پھر ان ناموں کو ملائکہ کے زور و پیش کیا اور وہ ان کو شناخت کرنے میں عاجز رہے بعد ازاں آدمؑ کو حکم دیا کہ انکو ان ناموں اور نام والوں کا شناسا کرے اور اس طرح سے ملائکہ کو معلوم کرادے کہ آدمؑ کو علم میں ان پر فضیلت حاصل ہے پھر آدمؑ کے صلیب سے ایک ذریت کو پیدا کیا کہ ان میں پیغمبر اور رسول اور خدا کے نیک سے کو محمدؐ و آل محمدؐ ان سب میں افضل ہیں اور خدا کے برگزیدہ بندے کہ اصحاب نیکو کاران امت محمدؐ ان میں سے ہیں داخل تھے اور اس طرح سے ملائکہ کو معلوم کرادیا کہ وہ ملائکہ سے افضل ہیں جبکہ وہ تکالیف شاقہ جو ان پر ڈالی گئی ہیں ملائکہ پر ڈالی جائیں اور جن بلاؤں میں انکو مبتلا کیا گیا ہے۔ ملائکہ کو مبتلا کیا جائے اور وہ بلائیں یہ ہیں کہ شیاطین سے محارضہ کریں اور نفس امارہ سے مجاہدہ کریں اور عیال داری کی تکلیفیں اٹھائیں اور طلب حلال میں سعی کریں اور چور اور ظالم اور جاہل بادشاہوں کی جو ان کے دشمن ہیں سختیاں سمیٹیں اور اپنے عیال و اطفال کی معاش و جہ حلال سے پیدا کرنے کے لیے تنگ راہوں پہاڑوں ٹیلوں۔ دریاؤں اور جنگلوں کی دشواریاں اٹھائیں اور الغرض خدا نے ان کو تنبیہ کی کہ نیک اور مومن بندے ان بلاؤں سے محفوظ ہونگے اور ان سے خلاصی پائیں گے اور شیطانوں سے محاربہ کر کے ان کو پسپا کریں گے اور اپنے نفسوں سے مجاہدہ کریں گے اور ان کو اپنی خواہشوں اور شہوتوں سے باز رکھیں گے اور ان پر غالب ہونگے باوجود اس کے کہ خدا نے شہوت جماع اور محبت لباس و خوراک اور خواہش عزت ریاست و فخر وغرور دیکر کو ان کے خمیر میں مرکب کیا ہے اور شیطان اور اعدا و انصار کے ہاتھ سے طرح طرح کے رنج اور بلائیں اٹھائیں گے کہ وہ ان کے دلوں میں دوسوے ڈالیں گے اور

مجان علی ملائکہ مقربین سے افضل ہیں

انکو بہکائیں گے اور انکے گمراہ کرنے میں سعی ہونگے اور یا سکے کروں کو دفع کریں اور دشمنان خدا کا طعن و ملامت کرنا اور انکا دوستان خدا کو گالیاں دینا اور سرور و غنا میں کرم کر کے غم و اہم اٹھائیں گے اور معاش کی طلب اور اعدائے دین سے بھاگنے اور ان مخالفان دین کی تلاش میں جن سے وہ اپنے معاملے میں کسی قسم کی امید رکھتے ہیں سفروں کی سختیاں جھیلیں گے پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے خطاب کیا اے میرے فرشتو تم ان سب جھگڑوں سے بڑی ہو تو شہوت جماع تم کو بے قرار کرتی ہے اور نہ خواہش طعام تم کو بیتاب کرتی ہے اور نہ دشمنان دین و دنیا کا خوف تم کو اضطراب میں ڈالتا ہے اور نہ شیطان کو میرے فرشتوں کے بہکانے کے لیے میرے ملکوت آسمانی وارضی میں کچھ دخل ہے جن کو میں نے انکے ہاتھ سے محفوظ و مصون کیا ہے اے فرشتو بنی آدمؑ میں سے جو کوئی میری اطاعت کرے اور اپنے دین کو ان آفتوں اور بلاؤں سے بگاڑ دے گا وہ میری محبت کی راہ میں ایسے چند امور کا متحمل ہوا ہے جنکے تم متحمل نہیں ہوئے اور اس نے میرے قرب سے ایسی چند چیزیں حاصل کی ہیں جو تم نے حاصل نہیں کیں الغرض جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو امت محمدؐ کے نیکو کاروں اور علیؑ اور اس کے جانشینوں کے شیعوں کی فضیلت اور اپنے پروردگار کی محبت کے راستے میں ایسی مشقتوں کا متحمل ہونا جن کے فرشتے متحمل نہیں ہوئے معلوم کر لیا کہ یہ سب گوارا کرنا اور نیکو کاران بنی آدمؑ ان سے افضل ہیں تو بعد ازاں ان کو حکم دیا کہ وجوہات مذکورہ بالا کی وجہ سے تم آدمؑ کو سجدہ کرو کیونکہ اس میں ان لوگوں کے انوار شامل ہیں جو تمام خلائق سے بہتر اور افضل ہیں اور ان کا سجدہ آدمؑ کے لیے نہ تھا۔ بلکہ وہ ان کا قبلہ تھا کہ اسکی طرف خدا کو سجدہ کرتے اور آدمؑ کے لیے یہ سجدہ تعظیمی تھا اور مخلوقات میں سے کسی کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے اور کسی کے لیے ایسا خشوع و خضوع کرے جیسا کہ خدا کیلئے کرتا ہے اور کسی کی ایسی تعظیم کرے جیسی سجدہ کر کے خدا کی تعظیم کرتا ہے اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے تو میں حکم دیتا کہ ہمارے ضعیف اور تمام مکلف شیعا اس شخص کو سجدہ کریں جو وصی رسول اللہ کے علوم کا واسطہ ہو اور محمدؐ کے بعد بہترین خلق اللہ یعنی علیؑ ابن ابی طالب کی خاص محبت رکھتا ہو اور حقوق خدا کے اظہار کی تصریح میں شہادت و بیعت کا متحمل ہو اور جو اپنے حقوق میں نے اس پر ظاہر کرے ہیں ان میں سے کسی ایک کا منکر نہ ہو خواہ وہ پہلے سے اس حق کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ بعد ازاں جناب سالتاب نے فرمایا کہ ابلیس نے حق تعالیٰ کی نافرمانی کی اور ہلاک ہوا اس لیے کہ اسکی بیعتی کہ اس نے حضرت آدمؑ پر تکبر کیا تھا اور حضرت آدمؑ نے درخت کا پھل کھانے میں خلاقیت کی اور رنج گئے

فضیلت ان

کیونکہ انہوں نے اپنی مصیبت کو محمدؐ آل محمدؐ پر تکبر کرنے کیساتھ شامل نہ کیا تھا اس لیے کہ حق تعالیٰ نے آدم کو وحی کی تھی کہ شیطان نے تیرے حق میں نافرمانی کی اور تجھ پر تکبر کیا اس لیے وہ ہلاک ہوا اور اگر وہ میرے حکم سے تیرے سامنے متواضع ہوتا اور میری عزت و جلالت کی تعظیم کرتا تو ضرور رستگار ہوتا جیسا کہ تو رستگار ہوا اور تو نے درخت کا پھل کھلنے میں میری نافرمانی کی اور محمدؐ آل محمدؐ کے واسطے فروتنی اور تواضع کرنے کے باعث نجات پائی اور اس لغزش کا ننگ و عار جو تجھ سے سرزد ہوا بھی نازل ہو جائے گا پس تجھ کو چاہیے کہ محمدؐ آل محمدؐ کا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کرتا کہ میں تیری حاجت پوری کروں۔ عرض حضرت آدمؑ نے محمدؐ آل محمدؐ کو اپنا شفیع بنایا اور ان کا واسطہ دے کر دعا کی اور فلاح اور رستگاری کا اعلیٰ درجہ حاصل کیا اس لیے کہ اُس نے ہم اہلبیت کی محبت کے دستے کو مضبوط کر کے پکڑا۔

بعد ازاں حضرت نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ رات کے نصف آخری کے شروع میں کوچ کریں اور تمام مسلمانوں میں منادی کرادی کہ کوئی شخص آنحضرتؐ سے پہلے عقبہ پر نہ جائے اور جب تک حضرت عقبہ سے نہ گزریں کوئی وہاں سے نہ گزے۔ پھر حذیفہؓ کو حکم دیا کہ عقبہ کی جڑ میں بیٹھ کر دیکھتا رہ کہ کون شخص حضرت سے پہلے عقبہ پر سے گزرتا ہے اور حضرت کو اگر خبر دے اور حضرت نے حذیفہؓ کو حکم دیا تھا کہ ایک پتھر کے پتھے چھپے حذیفہؓ نے عرض کی کہ میں حضرت کے لشکر کے سرداروں کے چہروں سے علامات شرم معلوم کرتا ہوں۔ اور یا رسول اللہؐ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں بن کوہ میں بیٹھوں تو جن لوگوں نے حضرت کے قتل کی تدبیر کیلئے آپ سے پہلے ہاں جانے کا خوف ہے۔ ان میں سے کوئی میرے پاس آکر مجھ کو دیکھ لے اور مجھ کو آپ کی خبر خواہی سے متہم جان کر اور خیال کر کے کہ میں انکے حال سے آپ کو مطلع کر دوں گا مجھ کو قتل کر ڈالے تب حضرت نے اس سے فرمایا کہ جب تو عقبہ کی جڑ میں پہنچے تو وہاں ایک بڑے پتھر کے پاس جانا جو بن عقبہ کی طرف ہے اور اس سے کہنا کہ رسول خداؐ تجھ کو حکم دیتا ہے کہ تو میرے لیے شگافتہ ہو جاتا کہ میں تیرے اندر داخل ہو جاؤں پھر اس سے کہنا کہ نیز رسول خداؐ حکم دیتے ہیں کہ ایک سوراخ اپنے بیچ میں رکھنا جس میں سے عقبہ پر سے گزرنے والوں کو دیکھتا رہوں اور اس میں سے میرے سانس لینے کیلئے ہوا بھی آتی رہے تاکہ میں گھٹ کر نہ مر جاؤں جب تو پتھر سے جا کر کہے گا تو وہ پروردگار عالم کے حکم سے تیرے کہنے کے موافق ہو جائے گا۔ الغرض حذیفہؓ نے حضرت کا پیغام پتھر کو پہنچایا اور جو پتھر حضرت نے فرمایا تھا اسی طرح وقوع میں آیا اور وہ پتھر کے جو میں بیٹھ گیا

اور جو پتھر آج بھی اپنے اپنے اوتوں پر سوار ہو کر آئے اور انکے پیادے اُن کے آگے آگے تھے اور باہم فکر کرتے جاتے تھے یہاں جس کسی کو دیکھو خواہ کوئی ہو قتل کر ڈالو تاکہ کہیں جا کر محمدؐ کو ہمارے حال کی خبر نہ کر دے اور وہ یہ بات سُن کر لوٹ جائے اور دن چڑھے بغیر عقبہ پر نہ چڑھے اور ہماری تدبیر لو نہیں بیکار جائے حذیفہؓ نے انکی یہ باتیں سُنیں اور ان ملعونوں نے ہر چند تلاش کیا۔ مگر کسی کو نہ پایا اور حق تعالیٰ نے حذیفہؓ کو پتھر کے اندر چھپا رکھا تھا بعد ازاں وہ لوگ جدا جدا ہو گئے بعض تو اُس پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور بعض راہ متعارف سے پھر گئے اور بعض دامن کوہ میں دائیں اور بائیں کھڑے ہو گئے اور باہم کہنے لگے دیکھو محمدؐ کی موت کے سامان کیونکر ہم پہنچ گئے کہ وہ خود لوگوں کو اپنے سے پہلے عقبہ پر چڑھنے سے منع کرتا ہے تاکہ ہمارے لیے خلوت ہو جائے اور ہم آسانی سے اپنی تدبیر اس کے لیے عمل میں لائیں اور اس کے اصحاب کے پہنچنے سے پہلے اپنے کام سے فارغ ہو جائیں۔ اور خدا ان تمام دُور و نزدیک کی آوازوں کو حذیفہؓ کے کانوں تک پہنچاتا تھا اور وہ یاد کرتا جاتا تھا۔ جب وہ لوگ پہاڑ میں اپنی اپنی مقررہ جگہوں پر قائم ہو گئے تو وہ پتھر قدرتِ خدا سے گویا ہوا اور حذیفہؓ سے کہا کہ رسول خداؐ کے پاس جا اور جو کچھ تو نے دیکھا اور سنا ہے اُن سے بیان کر حذیفہؓ نے اس سے کہا میں باہر کیونکر نکلوں کیونکہ اگر وہ لوگ مجھ کو دیکھ لیں گے تو اپنی جانوں کے خوف سے مجھ کو قتل کر ڈالیں گے کہ کہیں میں جا کر انکا حال حضرت سے عرض نہ کر دوں۔ پتھر نے جواب دیا کہ جس خدا نے تجھ کو میرے اندر جگہ دی ہے اور اس سوراخ میں سے جو اس میرے اندر پیدا کیا ہے ہوا کو تیرے پاس پہنچایا ہے وہی تجھ کو حضرت تک پہنچا دے گا اور دشمنوں کے ہاتھ سے بچائے گا آخر کار جب حذیفہؓ نے اُٹھنے کا ارادہ کیا پتھر شگافتہ ہو گیا اور خدا نے اس کو ایک پندے کی صورت میں تبدیل کر دیا اور وہ ہوا میں اُڑنے لگا اور حضرت کے پاس پہنچ کر زمین پر اترا اور حق تعالیٰ نے اس کو اصلی صورت میں منتقل کر دیا پس حذیفہؓ نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا سب حضرت کو سنایا حضرت نے فرمایا کیا تو نے سب کو ان کے چہرے دیکھ کر شناخت کیا۔ عرض کی انہوں نے اپنے چہروں پر نقاب ڈال رکھے تھے اور میں اکثر کو ان کے اونٹ دیکھ کر پہچانتا تھا۔ پھر جب انہوں نے اس مقام کو اچھی طرح دیکھ بھال لیا اور کسی کو وہاں نہ پایا تو نقاب اپنے چہروں سے اٹھا دیئے تب میں نے انکے منہ دیکھے اور سبکو پہچان لیا اور وہ فلاں فلاں جو میں نے آدمی میں یہ سُن کر حضرت نے فرمایا حذیفہؓ جبکہ اللہ تعالیٰ محمدؐ کو قائم رکھتا چاہتا ہے تو یہ لفظ مجھ مخلوقات ہیبت بھی اسکو اپنی جگہ سے ہلکتے نہ سکتے۔

کیونکہ خدا اپنے امر کو محمد کے ہاں میں جاری کر گیا اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ پھر فرمایا اے خلیفہ تو اور مسلمان اور عمار میرے ہمراہ چلو اور خدا پر توکل کرو اور جب ہم اس دشوار گزار عقبہ (گھاٹی) سے گزر جائیں تو اور لوگوں کو ہمارے پیچھے آنے کی اجازت دو۔ پھر حضرت اپنے ناقہ پر سوار ہو کر اوپر چلے اور خلیفہ اور مسلمان دونوں میں سے ایک تو ناقہ کی ہمارے اسکو گھینچتا تھا اور دوسرا چھپے سے ہانکتا تھا اور عمار ناقہ کے برابر چلتے تھے اور وہ دونوں منافق اپنے اونٹوں پر سوار تھے اور ان کے پیادے اس عقبہ کے مختلف ٹیلوں پر مقیم تھے اور جو لوگ کہ راستے کے اوپر تھے انھوں نے مشکوں میں پتھر ڈال رکھے تھے کہ جب حضرت ناقہ پر سوار ہو کر یہاں پہنچیں گے تو یہ منگے اوپر سے لٹھکا دیں گے تاکہ ناقہ ڈر کر رسول خدا سمیت اس کھو میں جا کرے جو اس قدر گری ہے کہ اس کے دیکھنے سے جی ہول کھاتا ہے آخر کار جب پتھروں سے منگے ناقہ کے قریب پہنچے تو حکم خدا سے بہت اونچے ہو گئے اور جب ناقہ گزر گیا تو کھوہ میں جا کرے اور سب کا یہی حال ہوا اور ان مشکوں کی کھڑکھڑاہٹ اس ناقہ کو محسوس تک بھی نہ ہوئی۔ پھر آنحضرت نے عمار سے فرمایا کہ پہاڑ پر چڑھ کر اپنا عصا ان کی اونٹنیوں کے منہ پر مارے اور انکو نیچے کر لے عمار نے ایسا ہی کیا ناقہ دم کرنے لگے اور بعض ان پر سے نیچے گر پڑے کسی کا بازو ٹوٹا کسی کا پاؤں اور کسی کا پہلو اور اس سب سے ان کو نہایت تکلیف ہوئی اور زخم بھرتے اور اچھا ہو جانے پر بھی مرتے دم تک نشان باقی رہے یہی سبب ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اے خلیفہ اور امیر المؤمنین کو منافقوں کا حال سب سے زیادہ معلوم ہے کیونکہ اس نے عقبہ کے نیچے پہنچ کر ان لوگوں کو دیکھا تھا جو رسول خدا سے پہلے اس پر چڑھے تھے اور خدا نے ان منافقوں کے شر سے اپنے حبیب اور رسول کو محفوظ رکھا اور حضرت بخیریت تمام مدینہ منورہ میں واپس تشریف لائے اور خدا نے ان لوگوں کو جو آنحضرت کے ساتھ جناب میں نہ گئے تھے جامہ ننگ و عاری پہنایا نیز جن لوگوں نے علی کے مارنے کی تدبیر کی تھی ان کے شر کو ولی خدا سے دور کر کے ان کو ذلیل و خوار کیا۔

قوله عز وجل وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ
ترجمہ : اور ان یہودیوں نے کہا کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں یا ظروف خیر و علوم میں ایسا نہیں بلکہ خدا نے ان کے کفر کے باعث انکو خیر سے دور کیا ہے پس ان کا ایمان ٹھوڑا ہے اور ٹھوڑی چیزوں پر ایمان لائے ہیں۔
امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالُوا اور ان یہودیوں نے جنکو رسول خدا

بہت سے معجزے دکھائے تھے جنکا ذکر آئی ہے کمال حجازیہ کی تفسیر میں گزر رہا کہ قُلُوبُنَا غُلْفٌ ہمارے دل نیکیوں اور علموں کے تین ہیں کہ ان کو گھیرے ہیں اور انکو شامل میں باوجود اس دعوت کے پھر بھی اے محمد وہ لوگ تیری فضیلتوں کو نہیں پہچانتے جو کسی آسمانی کتاب میں درج ہوں یا کسی غیر کی زبان سے نکلی ہوں۔ اب اللہ تعالیٰ ان کے دعویٰ کی تردید کرتا ہے اور فرماتا ہے بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ان کے دل جیسا کہ وہ کہتے ہیں خیر و علوم کے ظروف نہیں ہیں بلکہ خدا نے ان کے کفر کے باعث ان کو خیر سے دور کر دیا ہے پس ان کا ایمان کم ہے خدا کی نازل کی ہوئی بعض چیزوں پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں جبکہ انھوں نے محمد کو اس کے سب اقوال میں جھٹلایا تو اکثر امور میں تو تکذیب کی (جو کہ محمد پر نازل ہوئے تھے) اور بہت ٹھوڑے امور میں اس کی تصدیق کی جو ان کے انبیاء کے صحف میں درج تھے۔

اور جبکہ غُلْفٌ بسکون لام پڑھا جائے تو آیت قَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ کے یہ معنی ہوں گے کہ یہودیوں نے کہا کہ ہمارے دل پردے میں ہیں اس لیے ہم تیرے کلام اور تیری بات کو نہیں سمجھتے چنانچہ خدا دوسرے مقام پر ان کے اس قول کو نقل فرماتا ہے وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِيْ اَكْتَةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَيْهِ وَفِيْ اِذَانِنَا وَقُرْءَانِنَا وَيُنْتِنَا حِجَابٌ اور انھوں نے کہا کہ ہمارے دل اس چیز سے جس کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے پردے میں ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے (بہرے میں) اور تیرے اور ہمارے درمیان پردہ مائل ہے اور دونوں قراتیں درست ہیں اور اس کے یعنی بسکون لام اور اس کے یعنی نعمتیں دونوں کے قائل ہوتے ہیں۔

پھر جناب سالتاب نے فرمایا اے یہودیوں تم رسول رب العالمین عناد رکھتے ہو اور پھر اس مرقا قرآن کرتے ہو کہ ہم اپنے گناہوں سے جاہل ہیں اور حقیقت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جاہل گناہوں کی صورت میں کسی کو عناد نہ دے گا اور رسول سے عناد رکھنے والے سے اپنے عذاب کو بھی زائل نہ کریگا۔ دیکھو تم اپنے پروردگار سے اپنے گناہ کی مغفرت کا سوال تو یہ کیسا تمہارا مگر تم باوجود اس کے کہ رسول خدا سے عناد رکھتے ہو۔ کیونکہ انہی مغفرت طلب کرتے ہو کسی نے عرض کی یا رسول اللہ حضرت آدم نے کیونکہ تو یہ کہتی تھی اس کی حکایت بیان فرمائیے حضرت نے فرمایا کہ جب حضرت آدم سے خطا (گناہ اولیٰ) سرزد ہوئی اور وہ جنت سے نکالے گئے

۱۰ غلغلیہ نعمتیں جمع غلاف بمعنی ظروف مجمع البحرین ۱۲

پارہ ۲۲
سورہ حم سجدہ
۱۰

ذکر آدم تو جس محمد اول محمد

اور ان پر عتاب ہوا اور ان کو سزائے کی گئی تو آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار اگر میں توبہ کروں تو اپنے آپ کو
درست کروں پھر بھی تو مجھ کو جنت میں بھیج دیکھا ارشاد ہوا اے آدمؑ بیشک عرض کی اے پروردگار میں کیوں کر
کروں جو تائب ہوں اور توبہ قبول کرے۔ خدائے عزوجل نے فرمایا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ میری
ایسی تسبیح کر جسکے میں لائق ہوں اور اپنی خطا کا ایسا اقرار کر جسکے تو قابل ہے پھر میرے ان افضل مخلوقات بندوں
کو میری طرف اپنا وسیلہ بنا جس کے نام میں نے تجھ کو سکھائے ہیں اور جن کے سبب میں نے تجھ کو فرشتوں پر
فضیلت دی ہے اور وہ محمدؐ اور اسکی آل اطہار اور اس کے اصحابِ اخیار میں غرض خدا کی توفیق سے آدمؑ
نے اس طرح دعا کی یَا رَبِّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوءًا وَظَلَمْتُ
نَفْسِي فَأَرْحَمْنِي إِنَّكَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ بِحَسْبِ مُحَمَّدٍ وَالِإِلِهِ الطَّيِّبِينَ وَخِيَارِ
أَصْحَابِهِ الْمُتَجَبِّينَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَمِلْتُ سُوءًا وَ
ظَلَمْتُ نَفْسِي فَدُبِّ عَلَى سَبْحِ مُحَمَّدٍ وَالِإِلِهِ الطَّيِّبِينَ وَخِيَارِ أَهْلِ بَيْتِهِ عَلَيْهِ السَّلَام
دعا سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدمؑ میں نے تیری توبہ قبول کر لی اور اسکی علامت
یہ ہے کہ میں تیرے بشرے کو جو متغیر ہو گیا ہے پاک صاف کر دوں گا اور اس روز ماہِ رمضان کی تیرہویں
تاریخ تھی تجھ کو چاہیے کہ ان کے اگلے تین دنوں کے روزے رکھو اور یہ ایامِ بیض ہیں خدا ہر روز
تیرے بشرے کا کچھ حصہ صاف کر دیکھا غرض آدمؑ نے روزے رکھے اور ہر روز ایک تہائی بشرہ صاف ہو
جاتا تھا جب حضرت آدمؑ نے یہ حال دیکھا تو عرض کی کہ اے میرے پروردگار محمدؐ اور اس کی آل اطہار اور
اس کے اصحابِ اخیار کی شان کس قدر بزرگ اور عظیم ہے۔ تب خدا نے وحی نازل کی اے آدمؑ اگر توبہ
بندے محمدؐ اور اسکی آل اطہار و اصحابِ اخیار کے کہہ جلائی کو پہچانے تو تو اسکو ایسا درست رکھو جاکو تیرے
سب اعمال سے افضل ہوگا۔ آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار میرے سامنے بیان فرما کہ میں اس کو پہچانوں
ارشاد فرمایا اے آدمؑ اگر محمدؐ کو تمام بیہوں اور رسولوں و رقبہ فرشتوں اور میرے تمام نیک اور

اہ یعنی اے پروردگار تیرے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں ہے تو پاک ہے اور میں تیری حمد کرتا ہوں میں نے گناہ کیا ہے اور
اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو مجھ پر رحم کر کیونکہ تو ہی سب رحم کرنے والوں سے زیادہ تر رحم کرنے والا ہے۔ واسطہ محمدؐ اور
انکی آل اطہار اور ان کے اصحابِ نیکوکار و متجہب کا تو پاک ہے اور میں تیری حمد کرتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے
اور میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو محمدؐ اور آل محمدؐ اور ان کے اصحابِ اخیار کا واسطہ میری توبہ قبول کر مگر ہم غرضی عنہ

صالح بندوں کے ساتھ جو ابتدائے زمانہ سے آخر زمانہ تک ہونگے اور شرکے سے لیکر عرش تک تمام دنیا کے
ساتھ رکھ کر وزن کیا جائے تو محمدؐ ہی وزنی نکلے گا اور اگر نیکوکارانِ آل محمدؐ میں کسی ایک شخص کو تمام انبیاء
کی آل کیساتھ تو لا جائے تو وہی زیادہ ہوگا اور اگر اسکے برگزیدہ اصحاب میں سے کسی ایک کو تمام انبیاء کے
اصحاب کیساتھ وزن کیا جائے تو وہ ایک ہی سبب وزنی ہوگا۔ اے آدمؑ اگر کوئی ایک کافر یا انکی تمام
جمعیت آل محمدؐ اور اس کے اصحابِ اخیار میں سے کسی ایک کو دوست رکھے تو خدا اس عمل کے عوض میں
اسکا خاتمہ توبہ اور ایمان پر کرے اور پھر اسکو بہشت میں داخل کرے۔ کیونکہ حق تعالیٰ ہر شخص کو جو محمدؐ اور اسکی
آل اور اسکے اصحابِ اخیار کا دوست ہے اس قدر اپنی رحمت سے مستفیض کرتا ہے کہ اگر ابتدائے زمانہ سے
لیکر آخر زمانہ تک کی تمام مخلوق پر اس کو تقسیم کیا جائے اور وہ سب کافر ہوں تو سب کو کافی ہو اور انکی عاقبت
بخیر ہو جائے یعنی وہ خدا پر ایمان لے آئیں اور جنت کے حقدار ہو جائیں اور جو شخص کہ اس کی آل اطہار
و اصحابِ اخیار سے یا ان میں سے کسی ایک سے بغض رکھتا ہو اس کو حق تعالیٰ ایسے سخت عذاب میں
مبتلا کرے گا کہ اگر اس کو تمام مخلوق خلیہا بنا جائے تو سب کو ہلاک کرے۔

قوله عز وجل وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا
مِنْ قَبْلٍ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ
ترجمہ: اور جب انکے پاس خدا کی طرف سے ایک کتاب آئی جو اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے
پاس ہے اور وہ خود کافروں پر فتیابی طلب کیا کرتے تھے۔ مگر جب انکے پاس وہ چیز آئی جس کو وہ پہچانتے
تھے تو وہ اسکے منکر ہو گئے (کافر ہو گئے) پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا یہودیوں کی مذمت کرتا ہے اور فرماتا ہے وَلَمَّا جَاءَهُمْ
هُم كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ جَبَّ كُفْرُهُمْ بِاللَّهِ وَبِالْيَهُودِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِهِ
کے پاس خدا کی طرف سے ایک کتاب آئی کہ وہ قرآن ہے جو کتابِ توریت کی جو ان کے پاس موجود ہے اور
جس میں بیان کیا گیا ہے کہ محمدؐ امی جو اولادِ اسمعیل سے ہے علیٰ ولی خدا کیساتھ جو اسکے بعد تمام خلقِ خدا سے
بہتر ہے تا یہ کیا گیا ہے تصدیق کرتی ہے وَكَانُوا مِنْ قَبْلٍ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أُولَئِكَ هُمُ
کی رسالت کے ظہور سے پہلے خدا سے دعا کرتے تھے کہ انکو ان کے کافر دشمنوں پر فتح و ظفر عطا فرما اور
خدا ان کو ان کے دشمنوں پر منصور اور فتیاب کرتا تھا اب خدا فرماتا ہے فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ

کہ جب ان یہودیوں کے پاس محمد کی وہ نعت و صفات جھکو وہ پہچانتے تھے آپس تو اذروئے حسد اور
 رکشی کے اسکی نبوت کے منکر ہو گئے۔ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے۔
 امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اسکے ظہور سے پہلے یہودیوں کے اس
 ایمان رکھنے اور اس کے ذکر کرنے اور اس پر اور اسکی آل اطہار پر درود بھیجنے سے اپنے دشمنوں کو فتح و ظفر
 طلب کر نیکی خبر دی ہے۔ اور حق تعالیٰ نے ان یہودیوں کو جو زمانہ موسیٰ میں یا اسکے بعد ہوئے حکم دیا تھا کہ
 جب کوئی امر درپیش ہو یا کوئی مصیبت وارد ہو تو محمد اور اسکی آل اطہار کا واسطہ لے کر مجھ سے دعا کیا کرو
 اور ان حضرات کے توسل سے مدد مانگا کرو اور وہ برابر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مدینہ کے یہودی
 آنحضرت کے ظہور سے پہلے بہت برسوں تک ایسا کرتے رہے اور بلاؤں و سخت مصیبتوں کو ٹالتے تھے اور
 حضرت کے ظہور سے دنل برس پہلے کا ذکر ہے کہ مشرکوں کے دو قبیلے بنی اسد و بنی غطفان ان یہودیوں کے دشمن
 تھے اور ان کی ایذا رسانی کے درپے تھے مگر وہ محمد و آل محمد کا واسطہ لے کر خدا سے ان کے رفع شرکی دعا
 کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ بنی اسد و بنی غطفان میں ہزار سوار لے کر حوائی مدینہ میں یہودیوں کے
 ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئے یہودی بھی تین سو سوار لے کر ان کے مقابل ہوئے اور محمد و آل محمد سے توسل
 ہو کر خدا سے دعا کی اور انکو شکست دی اور کڑے کڑے کر ڈالا۔ پھر ان دونوں قبیلوں نے صلاح کی کہ
 آؤ ان کے مقابلے کے لیے تمام قبائل سے مددیں سب قبیلوں نے انکو مدد دی اور وہ بہت ہو گئے یہاں تک
 کہ انکی جمعیت تیس ہزار تک پہنچ گئی اور اس جمعیت کثیر کو لے کر یہودیوں کے اس گاؤں پر چڑھ گئے وہ بیچارے
 ڈر کے مارے اپنے گھروں میں محصور ہو گئے اور ان مشرکوں نے پانی کی نہریں جو گاؤں میں جاتی تھیں بند کر دیں
 اور اشیائے خوردنی کا جانا بند کر دیا۔ یہودیوں نے امن کی درخواست کی۔ مگر انھوں نے قبول نہ کی اور
 جو ایدیا کہ ہم تم کو قتل کریں گے اور قیدی بنائیں گے اور تمھارے اسباب لوٹ کر لیتے ہیں۔ ان کی یہ بات سن کر
 یہودی آپس میں کہنے لگے۔ بتاؤ اب کیا تجویز کریں۔ انکے بزرگوں اور ذی رائے لوگوں نے جواب دیا کیا
 موسیٰ نے تمھارے اسلاف اور اخلاف کو یہ حکم نہ دیا تھا کہ محمد و آل محمد کے توسل سے طلب نصرت کیا کرنا
 اور شدائد و تکالیف کے موقع پر ان کا واسطہ لے کر خدا سے دعا مانگا کرنا وہ بولے اسی طرح کہ پھر انھوں نے
 اس طرح سے دعا کی اے پروردگار محمد اور اسکی آل اطہار کا واسطہ ہم کو پانی سے سیراب کر کہ ظالموں نے ہمارے
 پانی کو روک لیا ہے اور پیاس کے مارے ہمارے جو ان ضعیف اور بچے کمزور ہو گئے ہیں وہ ہم سب جہاں بہ لب

ظہور حضرت سے پہلے اور اسکی آل اطہار پر درود بھیجنے سے اپنے دشمنوں کو فتح و ظفر طلب کر نیکی خبر دی ہے۔ اور حق تعالیٰ نے ان یہودیوں کو جو زمانہ موسیٰ میں یا اسکے بعد ہوئے حکم دیا تھا کہ جب کوئی امر درپیش ہو یا کوئی مصیبت وارد ہو تو محمد اور اسکی آل اطہار کا واسطہ لے کر مجھ سے دعا کیا کرو اور ان حضرات کے توسل سے مدد مانگا کرو اور وہ برابر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مدینہ کے یہودی آنحضرت کے ظہور سے پہلے بہت برسوں تک ایسا کرتے رہے اور بلاؤں و سخت مصیبتوں کو ٹالتے تھے اور حضرت کے ظہور سے دنل برس پہلے کا ذکر ہے کہ مشرکوں کے دو قبیلے بنی اسد و بنی غطفان ان یہودیوں کے دشمن تھے اور ان کی ایذا رسانی کے درپے تھے مگر وہ محمد و آل محمد کا واسطہ لے کر خدا سے ان کے رفع شرکی دعا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ بنی اسد و بنی غطفان میں ہزار سوار لے کر حوائی مدینہ میں یہودیوں کے ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئے یہودی بھی تین سو سوار لے کر ان کے مقابل ہوئے اور محمد و آل محمد سے توسل ہو کر خدا سے دعا کی اور انکو شکست دی اور کڑے کڑے کر ڈالا۔ پھر ان دونوں قبیلوں نے صلاح کی کہ آؤ ان کے مقابلے کے لیے تمام قبائل سے مددیں سب قبیلوں نے انکو مدد دی اور وہ بہت ہو گئے یہاں تک کہ انکی جمعیت تیس ہزار تک پہنچ گئی اور اس جمعیت کثیر کو لے کر یہودیوں کے اس گاؤں پر چڑھ گئے وہ بیچارے ڈر کے مارے اپنے گھروں میں محصور ہو گئے اور ان مشرکوں نے پانی کی نہریں جو گاؤں میں جاتی تھیں بند کر دیں اور اشیائے خوردنی کا جانا بند کر دیا۔ یہودیوں نے امن کی درخواست کی۔ مگر انھوں نے قبول نہ کی اور جو ایدیا کہ ہم تم کو قتل کریں گے اور قیدی بنائیں گے اور تمھارے اسباب لوٹ کر لیتے ہیں۔ ان کی یہ بات سن کر یہودی آپس میں کہنے لگے۔ بتاؤ اب کیا تجویز کریں۔ انکے بزرگوں اور ذی رائے لوگوں نے جواب دیا کیا موسیٰ نے تمھارے اسلاف اور اخلاف کو یہ حکم نہ دیا تھا کہ محمد و آل محمد کے توسل سے طلب نصرت کیا کرنا اور شدائد و تکالیف کے موقع پر ان کا واسطہ لے کر خدا سے دعا مانگا کرنا وہ بولے اسی طرح کہ پھر انھوں نے اس طرح سے دعا کی اے پروردگار محمد اور اسکی آل اطہار کا واسطہ ہم کو پانی سے سیراب کر کہ ظالموں نے ہمارے پانی کو روک لیا ہے اور پیاس کے مارے ہمارے جو ان ضعیف اور بچے کمزور ہو گئے ہیں وہ ہم سب جہاں بہ لب

ہیں اس وقت حق تعالیٰ نے ایک بہت بھاری اور نوسلادھار بارش برسائی جس سے انکے حوض۔
 گھڑے اور نہریں اور تمام برتن بھانڈے پانی سے بھر گئے یہ حال دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ یہ ایک نیکی سے
 پھر اپنے کوٹھوں پر چڑھ کر اس لشکر کو جو ان کو محاصرہ کئے تھا دیکھنے لگے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ بارش نے انکو
 سخت ایذا دی ہے اور ان کے اسباب ہتھیاروں اور مال و متاع کو خراب کر دیا ہے اور اس سبب سے
 بعض آدمی لشکر سے واپس چلے گئے اور اس کا باعث یہ تھا کہ یہ بارش بے وقت عین شدت گریا میں
 ہوئی تھی جبکہ مکہ میں نہیں برسا کرتی باقی لشکر والوں نے ان یہودیوں سے کہا بالفرض تم پانی سے سیراب
 ہو گئے کھانا کھاں سے کھاؤ گے اور اگر یہ لوگ یہاں سے چلے گئے ہیں تو ہم تو جب تک کہ تم پر اور تمھارے
 عیال و اطفال اور مال و متاع پر غالب نہ آجائیں اور تم کو ہلاک کر کے اپنے غیظ و غضب فرو نہ کر
 لیں یہاں سے ہٹ کر نہ جائیں گے۔ یہودیوں نے جواب دیا جس قادر مطلق نے محمد و آل محمد کا واسطہ
 دے کر ہمارے دعا کرنے کے سبب ہم کو پانی سے سیراب کیا ہے وہی ہم کو کھانا پانچنانچہ پانچنے پر بھی قادر
 ہے اور جسے تم میں سے کچھ لوگوں کو یہاں سے واپس بھیج دیا ہے۔ وہی باقیوں کے واپس کرنے کی
 بھی قدرت رکھتا ہے بعد ازاں انھوں نے محمد و آل محمد کا واسطہ لے کر خدا سے دعا کی کہ ہم کو طعام عطا
 فرما۔ فوراً انکی دعا قبول ہوئی اور ایک بڑا قافلہ غلہ لے کر وہاں آیا کہ دو ہزار اونٹ، خچر اور گدے۔ یہودی
 آٹے سے لے کر نمونے انکے ہمراہ تھے اور ان کو اس لشکر کی کچھ خبر نہ تھی اور جب وہ قریب پہنچے تو اہل لشکر سو رہے
 اور انکو ان کے آنے کی ذرا بھی خبر نہ ہوئی کیونکہ خدا نے انکی عیند کو بہت غافل کر دیا تھا یہاں تک کہ قافلہ گافل میں داخل
 ہوا اور کوئی ان سے مزاح نہ ہوا اور وہاں پہنچ کر اپنے بوجھوں کو وہاں ڈالا اور اہل قریہ کے ہاتھ فروخت کر کے وہاں سے
 روانہ ہو گئے اور لشکر سوتا چھوڑ کر دوڑ نکل گئے اور ان میں سے کسی کی آنکھ تک نہ کھلی جب قافلہ دوڑ نکل گیا تو لشکر
 دلے بیدار ہوئے اور یہودیوں سے لڑنے کی تیاریاں کرنے لگے اور باہم ایک دوسرے سے کہتے تھے جلدی کرو جلدی کرو
 وہ بولے اے انکو جھوک کی شدت ہو رہی ہے وہ جلدی مطیع ہو جائیں گے۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ یہ بات بہت بعید
 بلکہ ہمارے پروردگار نے ہم کو کھانا بھیج دیا ہے اور تم سوتے ہی رہے اور ہمارے پاس فلاں فلاں انانج پہنچ گئے او
 اگر ہم تم کو قتل کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے مگر ہم نے تم پر ظلم کرنا ناپسند کیا اب تم یہاں سے پھر جاؤ ورنہ ہم محمد و
 آل محمد کا واسطہ لے کر تمھارے حق میں بددعا کریں گے اور ان کے واسطہ سے خدا سے نصرت طلب کریں گے کہ
 وہ تم کو ذلیل و خوار کرے جیسا کہ اسنے ہم کو آب طعام سے سیراب کیا اہل لشکر نے طغیان اور رکشی کی راہ سے

انکار کیا تب انھوں نے محمد و آل محمد کا واسطہ دے کر ان کے حق میں خدا سے بددعا کی اور ان حضرات کے واسطے سے نصرت طلب کی بعد ازاں وہ بین سو یہودی ان میں ہزار کے مقابلے کو نکلے بعض کو قتل کیا اور بعض کو قید کر لیا اور ان کو شکست دے کر پسپا کیا اور ان سے اپنے قیدیوں کیلئے سہیلیاں لے لے وہ یہودیوں کے قیدیوں کو اپنے قیدیوں کے ڈر سے کچھ تکلیف نہ دیتے تھے مگر جب آنحضرت نے ظہور فرمایا تو ان سے حسد کرنے لگے اس لیے کہ آپ اہل عرب سے تھے اور ان کی تکذیب کی۔

اور جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جب یہودیوں نے محمد و آل محمد کا ذکر کر کے مشرکوں پر فتیاب ہوئی دعا کی تو خدا نے ان کی کیسی نصرت کی اے امت محمد آگاہ ہو جب تم پر مصائب اور شدائد وارد ہوں تو تم بھی محمد و آل محمد کا ذکر کیا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ اس ذکر کی بدولت تمہارے فرشتوں کو ان شیطانوں پر جو تمہارے آزار کے درپے ہیں منصور اور فتیاب کرے اور تم میں سے ہر ایک کیساتھ ایک فرشتہ دائیں طرف ہوتا ہے جو اسکی نیکیاں لکھتا رہتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف ہوتا ہے جو اسکی برائیاں درج کرتا ہے اور ہر ایک کیساتھ ابلیس کی طرف سے دو شیطان بھی رہتے ہیں جو اس کو بہکتے ہیں جب بندے کے دل میں وسوسہ ڈالیں اور وہ خدا کا ذکر کرے اور کہے **الْحَوْلُ وَالْقُوَّةُ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ** ق صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تو وہ دونوں شیطان ذلیل ہو کر واپس چلے جاتے ہیں اور جا کر ابلیس لعین سے شکایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اسکے معاملے میں عاجز ہو گئے ہیں تو اور شیطانوں سے ہماری مدد کر پھر وہ مردود ان کی امداد کرتا ہے یہاں تک کہ رو بد بدل ہوتے ہوتے ہزار سرکش دیوان کی مدد کیلئے روانہ کرتا ہے تب وہ جمع ہو کر اس بندے کی طرف آتے ہیں اور جب وہ اس کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اور محمد و آل محمد پر درود بھیجتا ہے اس سبب سے راہ چارہ ان بلا عنہ پر مسدود ہو جاتی ہے اور وہ اس پر قابو نہیں پاسکتے آخر کار ابلیس سے جا کر کہتے ہیں کہ یہ تیرے سوا اور کسی کا کام نہیں ہے تو ہی اپنے لشکر سمیت جا کر اسکو راہ حق سے پھرا اور بہکا تب وہ اپنا لشکر لے کر ادھر کا ارادہ کرتا ہے اس وقت خدا ندا کرتا ہے اے میرے فرشتو دیکھو ابلیس ملعون اپنا لشکر لے کر میرے فلاں بندے یا کثیر کی طرف چلا ہے تم بھی ان سے جنگ کرو الغرض اللہ تعالیٰ ہر شیطان رحیم کے مقابلے میں ایک لاکھ فرشتوں کو بھیجتا ہے اور وہ آگ کے گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں آگ کی تلواریں نیزے۔ کمانیں۔ نیز چھریاں لے خدائے بلند و بزرگ کے سوا اور کسی کو طاقت اور قوت نہیں ہے اور خدا محمد اور اسکی آل اطہار پر درود بھیجے۔

اور دیگر ہتھیار لیے ہوتے ہیں اور برابر ان سے ان ملعونوں کو زخمی کرتے ہیں اور انکو قتل کرتے ہیں اور ابلیس کو قید کر کے ان ہتھیاروں کے نیچے اس کو دھر لیتے ہیں تب وہ عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار تو نے وعدہ کیا ہے کہ میں تجھ کو روز قیامت تک زندہ رکھوں گا۔ اس وقت حق تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے افرشتو میں نے اس سے یہ وعدہ کیا ہے کہ اسکو موت نہ دوں گا اور یہ وعدہ نہیں کیا کہ اس پر ہتھیاروں اور عذابوں اور درد و آلام کو مسلط نہ کروں گا تم اسکو اپنے حربوں سے زخمی کرو میں اس کو مارنے کا نہیں تب وہ اس کو زخم لگاتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اور وہ برابر اپنے لیے اور اپنی قتل شدہ اولاد کیلئے اشکھائے گرم آنکھوں سے برساتا رہتا ہے اور اس کا کوئی زخم مندمل نہیں ہوتا جب تک کہ مشرکوں کے کفر کی آوازیں اُس کے کان میں نہیں پہنچتیں اگر وہ مومن ہمیشہ طاعت و ذکر خدا پر قائم رہے اور محمد و آل محمد پر درود بھیجا کرے تو ابلیس کے وہ زخم برابر ہو جودرتے ہیں اور اگر وہ بندہ غافل ہو جائے اور مخالفت و عصیان الہی میں پڑ جائے تو اس ملعون کے سب زخم بھر جاتے ہیں پھر وہ اس بندہ مومن پر قابو پا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ گھوڑے کی طرح اس کے منہ میں لگام دیتا ہے اور اسکی پیٹھ پر زین رکھ کر سوار ہو جاتا ہے پھر آپ اتر پڑتا ہے اور اپنے کسی شاگرد شیطان کو اسکی نشت پر سوار کرتا ہے اور اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے تم کو یاد ہو گا کہ اس شخص کی طرف سے ہم کو کس قدر ذلت اٹھانی پڑی تھی اور اب یہ ہمارا ایسا مطیع ہو گیا ہے کہ ہم اس پر سوار ہوتے ہیں۔

پھر آنحضرت نے فرمایا اگر تم چاہو کہ ابلیس کو ہمیشہ آنکھوں کی گرمی اور زخموں کے الم میں مبتلا رکھو تو تم ہمیشہ طاعت الہی اور ذکر خداوندی میں مشغول رہو اور محمد و آل محمد پر درود بھیجا کرو اور اگر تم اس سے غافل ہوئے تو ابلیس کے قیدی بن جاؤ گے اور اس کے بعض سرکش شاگرد تمہاری نشت پر سوار ہو کر ننگے اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ زمانہ سلف میں یہ بات مشہور و معروف تھی کہ جب محمد اور علی اور انکی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے سوال کیا جائے تو دعا قبول ہو جاتی ہے اور سب حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ جب کسی شخص کی مصیبتوں کو طول ہو جاتا تھا تو کہا کرتے تھے کہ طول اس وجہ سے ہے کہ محمد اور ان کی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کرنا اس کو فراموش ہو گیا ہے۔ اور ان حضرات کا واسطہ دے کر دعا کرنے سے یہ شخص کو عجیب کشائش حاصل ہوتی ہے جو کسی جنگل میں پہاڑ کی طرف چلے جاتا ہے تھے کہ پانی کے ایک سیلاب اُٹھ آیا اور انکو ایک غار میں جس کو وہ جانتے تھے پناہ لینا پڑی۔

غرض وہ غار میں داخل ہوئے تاکہ بارش سے محفوظ رہیں اور غار کے اوپر ایک بہت بڑا پتھر تھا جس کے نیچے مٹی تھی اور وہ اس مٹی کے اوپر دھرا تھا وہ مٹی پانی سے تر ہو گئی اور پتھر اپنی جگہ سے لڑھک کر غار کے منہ پر آ رہا اور اسکو بند کر دیا اور تمام غار میں تاریکی چھا گئی یہ حال دیکھ کر وہ آپس میں کہنے لگے کہ ہمارا نشان مٹ گیا اور خبر معدوم ہو گئی اور ہمارے گھر والوں کو ہمارا حال معلوم نہ ہوگا اور اگر معلوم بھی ہوا تو سبھی ہم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ آدمیوں میں اس پتھر کو یہاں سے الٹ دینے کی طاقت کہاں۔ خدا کی قسم یہ ہماری قبر ہے اسی میں ہم مرے گئے اور ہمیں سے قیامت کو اٹھیں گے پھر باہم ذکر کرنے لگے کہ کیا مومنسی ابن عمران اور اسکے بعد کے پیغمبروں نے یہ حکم نہیں دیا کہ جب کوئی مصیبت پیش آیا کرے تو محمد وآل محمد کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کیا کریں وہ بولے کہ ہاں پھر کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے اس سے بڑھ کر اور کوئی مصیبت ہوگی۔ اور محمد اشرف و افضل مخلوقات اور انکی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کریں اور ہم میں سے ہر شخص اپنی ایک ایک نیکی کو جو محض خدا کے لیے کی گئی ہو ذکر کرے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مصیبت کو دور کرے تب ایک نے عرض کی اے خدا تجھ کو معلوم ہے کہ میں ایک بڑا مالدار شخص تھا اور میری حالت بہت اچھی تھی اور محل و مکانات اور جو لیاں تعمیر کراتا تھا اور بہت سے مزدور میرے ہاں کام پر لگے ہوئے تھے اور ان میں ایک شخص تھا جو دو آدمیوں کے برابر کام کرتا تھا۔ جب شام ہوئی تو میں نے انہری مزدوری اسکے سامنے پیش کی۔ مگر اس نے نہ لی۔ اور بولا کہ میں نے دو مزدوروں کے برابر کام کیا ہے۔ اس لیے میں دوہری اجرت چاہتا ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے تو ایک آدمی کے کام کی شرط کی ہے تو ہرے کا تجھے اختیار ہے اسکی اجرت کچھ نہ ملے گی۔ یہ بات سن کر وہ شخص ناراض ہو گیا اور اپنی مزدوری میرے ذمے چھوڑ کر چلا گیا۔ بعد ازاں میں نے اس کی مزدوری کے داموں کے گہوں خریدے اور اس کو بویا اور وہ بہت بڑھے اور خوب نشوونما پائی پھر جو گہوں پیدا ہوئے ان کو پھر زمین میں بویا اور وہ خوب بڑھے پھر جو پیدا ہوئے ان کو پھر بویا اور وہ خوب پھولے پھلے اور میں برابر ایسا ہی کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کی قیمت میں بہت سی زمینیں محل۔ گاؤں۔ گھر۔ مکانات۔ جو لیاں۔ اونٹوں۔ گاؤں اور بکریوں کے گتے۔ لدو اونٹوں اور چار پاؤں کے ریوڑ گھر کے سامان اور اسباب۔ غلام اور لونڈیاں۔ فرش و آلات اور بڑی بڑی نعمتیں اور بے شمار درہم و دینار خرید کئے۔ چند سال کے بعد وہ مزدور پھر میرے پاس آیا اور اس کی حالت بہت ردی ہو گئی تھی اور نہایت کمزور اور ضعیف ہو رہا تھا اور

اور مفلسی اور تنگدستی اس پر غالب آگئی تھی اور نظر کمزور ہو گئی تھی اور اگر مجھ سے کہنے لگا آیا تو مجھے پہچانتا ہے میں وہی تیرا مزدور ہوں جو اس روز انہری اجرت پر ناراض ہو کر اور اپنی بے پروائی کے سبب اس کو ہمیں چھوڑ کر چلا گیا تھا آج میں محتاج ہوں اور اتنی ہی پر راضی ہوں لاؤہی دیدے میں نے جواب دیا کہ بے بھائی سنبھال یہ تمام زمینیں۔ گاؤں۔ محل و مکان۔ جو لیاں۔ عمارتیں۔ اونٹ۔ گتے اور بکریوں کے گتے۔ لدو اونٹوں اور چار پاؤں کے ریوڑ اور یہ تمام اسباب اور سامان۔ لونڈیاں اور غلام۔ فرش اور آلات اور یہ بڑی بڑی نعمتیں اور یہ تمام درہم و دینار ہائے کثیر تیرا ہی مال ہے ان کو سنبھال خدا تجھ کو مبارک کرے یہ سب تیرے ہی ہیں۔ میری یہ بات سن کر وہ شخص رو پڑا۔ اور بولا اے بندہ خدا تو نے میری مزدوری اتنے دنوں تک روک رکھی۔ اب بھی مجھ سے ہنسی کرتا ہے میں نے کہا میں کیا ہنسی کرتا ہوں میں تو واقعی امر بیان کرتا ہوں لے یہ سب کچھ تیری مزدوری کا نتیجہ ہیں۔ یہ تمام اسی سے پیدا ہوئے ہیں۔ اصل چیز تیری تھی اور یہ تمام فروعات اس اصل کے تابع ہیں اس لیے یہ بھی تیرے ہی ہیں۔ آخر کار میں نے وہ تمام چیزیں اس کے حوالے کر دیں۔ اے اللہ اگر تیرے نزدیک یہ کام میں نے تیرے ثواب کی اُمید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو مجھ کا واسطہ جو فضل و اکرم خلاق اور سردار اولین و آخرین ہے اور جس کو تو نے سب پر شرف دیا ہے اور اسکی آل کا واسطہ جو تمام انبیاء کی آل سے افضل ہے اور اس کے اصحاب کا واسطہ جو تمام انبیاء کے اصحاب اکرم ہیں اور اسکی امت کا واسطہ جو تمام امتوں سے بہتر ہے ہم سے اس بلا کو دور کر عرض اس شخص کی دعا قبول ہوئی اور اس پتھر کا تیسرا حصہ ہٹ گیا اور روشنی اندر داخل ہوئی اور اُجالا ہو گیا۔

پھر دوسرا شخص بول عرض کرنے لگا اے خدا تجھ کو معلوم ہے کہ میرے پاس ایک گائے تھی اور میں شام کو اس کا دودھ نکال کر پہلے اپنی ماں کے پاس لے جایا کرتا تھا پھر اس کا جھوٹا اور بچا ہوا دودھ اپنے اہل و عیال اور بال بچوں کے لیے لے کر جاتا تھا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ مجھ کو کسی وجہ سے دیر ہو گئی اور میری ماں سو گئی اور میں دودھ لے اسکے سر ہانے کھڑا رہا اور اس کے جاگنے کا منتظر رہا اور میں نے یہ حیرت نکی کہ اس کو میٹھی نیند سے بیدار کروں اور میرے بال بچے بھوکے اور پیاسے چختے رہے مگر میں نے اُن کے رونے پینے کی ذرا پروا نہ کی اور اسی طرح کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ وہ بیدار ہوئی اور میں نے دودھ اس کو پلایا اور باقی بچا ہوا لے کر اپنے کہنے اور بال بچوں کے پاس گیا اے خدا اگر تیرے نزدیک

میں نے یہ کام محض تیرے ثواب کی امید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو محمد کا واسطہ جو افضل و اکرم خلاق اور سردارِ اولین و آخرین ہے اور جس کو تو نے سب پر شرف دیا ہے اور اسکی آل کا واسطہ جو تمام پیغمبروں کی آل سے افضل ہے اور اسکے اصحاب کا واسطہ جو تمام انبیاء کے اصحاب سے مکرم اور افضل ہیں اور اُس کی اُمت کا واسطہ جو تمام اُمتوں سے بہتر ہے ہم سے اس بلا کو دور کر پس اُس کی دُعا قبول ہوئی اور وہ پتھر ایک تنہائی اور ہٹ گیا اور اُن کو نجات کی امید قوی ہو گئی۔

پتھر تیسرا کہنے لگا اے خدا تجھ کو معلوم ہے کہ میں نے بنی اسرائیل میں سے ایک نہایت خوبصورت عورت کی خواہش کی اور اسکی طرف راغب ہوا عورت نے سو دینار مجھ پر لازم کئے اس وقت میرے پاس کچھ بھی موجود نہ تھا۔ اس لیے میں نے تری بخشگی۔ میدان اور پہاڑ کو طے کیا اور بڑے بڑے خطروں میں اپنی جان کو ڈالا اور جنگل اور سیلابان طے کئے اور چار برس تک طرح طرح کے مہالک اور مخاطر میں پڑا۔ جب جا کر وہ سو دینار جمع کر کے اُس کو دیتے اور اس کے نفس پر قابو پایا۔ جب میں اُس مقام پر بیٹھا جہاں مرد اپنی عورت کے پیٹھا کرتا ہے تو اس کے اعضا لرزنے لگے اور مجھ سے کہنے لگی اے بندہ خدا میں کنواری لڑکی ہوں۔ خدا کی مہر کو حکم خدا کے بغیر مت توڑ مجھ کو جاہنمندی اور سختی نے اس امر پر مجبور کیا ہے جو میں نے تجھ کو اپنے بدن پر مختار کیا۔ اس کی یہ بات سُن کر میں اس کو چھوڑ کر وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور وہ سو دینار بھی اس کے پاس چھوڑے۔ اے اللہ اگر تیرے نزدیک میں نے یہ کام محض تیرے ثواب کی امید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو محمد کا واسطہ جو افضل و اکرم خلاق اور سردارِ اولین و آخرین ہے اور جس کو تو نے سب پر شرف دیا ہے اور اسکی آل کا واسطہ جو تمام پیغمبروں کی آل سے افضل ہے اور اسکے اصحاب کا واسطہ جو تمام انبیاء کے اصحاب سے مکرم اور افضل ہیں اور اسکی اُمت کا واسطہ جو تمام اُمتوں سے بہتر ہے ہم سے اس بلا کو دور کرو۔ جب اُسکی دُعا ختم ہوئی تو اس پتھر کا باقی حصہ بھی ہٹ گیا اور لٹھک گیا اور ایسی فصیح زبان سے جو صاف سمجھ میں آتی تھی کہتا تھا تم نے اپنی نیک نیتوں کی بدولت نجات پائی اور محمد افضل و اکرم خلاق تیرے اولین و آخرین اور اس کی آل افضل آل جملہ انبیاء اور اسکے اصحاب مومنین و بزرگ ترین اور اس کی اُمت کے نیکو کاروں کے واسطے سے کامیابی حاصل کی اور درجات عالیہ پر فائز ہوئے۔

قوله عز وجل **بِسْمَا اَشْتَرُوْا بِهِ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا**

اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبِاَءٍ وَّوْبَغَضِبٍ عَلٰى اَخْطَبٍ وَّ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ترجمہ: وہ چیز بُری ہے جس کے عوض اُنھوں نے اپنے نفسوں کو بیچا اور وہ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کا انکار کرنا ہے اس بات پر سرکشی کے سبب کہ خدا اپنے فضل کو جس بندے پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ پس ان پر ایک غضب پر دوسرا غضب پڑا اور ذلیل و خوار کرنے والا عذاب خاص کافروں کے واسطے ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہودیوں کی مذمت کرتا ہے اور ان کے محمد کی نبوت کے منکر ہونے میں ان کے فعل کو عیب لگاتا ہے اور فرماتا ہے **بِسْمَا اَشْتَرُوْا** یہ اَنْفُسَهُمْ وہ چیز بُری ہے جس کے عوض میں اُنھوں نے اپنے نفسوں کو فروخت کیا ہے۔ یعنی ان کو لغو اور فضول امور کے عوض بیچا جو ان کو پہنچتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ ان کو طاعتِ خداوند کے عوض خدا کے ہاتھ بیچ ڈالیں تاکہ ان کے نفس اور ان کے عوضِ آخرت کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونا ان کے ہاتھ میں رہے مگر اُنھوں نے وہ سودا نہ کیا بلکہ ان کو اس چیز کے عوض فروخت کیا جس کو عداوتِ رسولِ خدا میں خرچ کیا تاکہ اُن کی دنیوی عزت اور جاہلوں پر ان کی سرداری بنی رہے اور محرمات کو حاصل کریں اور اُنھوں نے کمینہ لوگوں سے نامد مالوں کو حاصل کیا اور ان کو راہِ ہدایت سے منحرف کیا اور گمراہی کے رستوں پر ان کو قائم کر دیا ان یٰ کُفْرُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ۔ اور وہ بُری چیز ان کا خدا کی نازل کردہ چیز کا انکار کرنا ہے جو خدا نے حضرت موسیٰ پر نازل کی ہے اور وہ تصدیقِ محمد ہے اور ان کا انکار بیجاوت اور سرکشی کے باعث تھا اور خدا اپنے فضل کو جس بندے پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے ان کا یہ منکر ہونا صرف اس چیز کے اوپر سرکشی اور حسد کرنے کی وجہ سے تھا جسکو خدا نے اپنے فضل سے اپنے نبی پر نازل کیا اور وہ قرآن ہے جس میں سکی نبوت کو بیان کیا ہے اور اسکے ذریعہ سے اسکے آیات و معجزات کو ظاہر کیا ہے **فَبِاَءٍ وَّوْبَغَضِبٍ عَلٰى اَخْطَبٍ** پس اُنھوں نے اس حالت میں جمع کی کہ ان پر خدا کی طرف سے ایک غضب پر دوسرا غضب تھا غضبِ اول کا وقت وہ تھا جبکہ اُنھوں نے عیسیٰ ابن مریم کی تکذیب کی پس حق تعالیٰ نے ان کو ذلیل و خوار بند بنا دیا اور عیسیٰ ابن مریم کی زبانی ان پر لعنت کی اور غضبِ دوم

اُس وقت نازل ہوا جبکہ انھوں نے حضرت محمد کو جھٹلایا تب اللہ تعالیٰ نے محمد اور اس کی آل اور اصحاب اور امت کی تلواروں کو ان پر مستط کیا۔ یہاں تک کہ انھوں نے بزورِ شمشیر ان کو اپنا مطیع کیا یا تو بطوع و رغبت مسلمان ہو گئے یا ذلت و غلامی کے ساتھ جزیہ ادا کیا۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص سے کسی علم کی بابت سوال کیا جائے اور وہ اس کو پوشیدہ کرے حالانکہ ظاہر کرنا واجب ہو اور تقیہ کا عذر بھی زائل ہو چکا ہو۔ جب وہ میدانِ حشر میں وارد ہوگا تو آگ کی لگام اُس کے منہ میں پڑی ہوگی۔

اور جابر بن عبد اللہ انصاری خدمت امیر المومنین علیہ السلام میں حاضر ہوا۔ جناب امیر نے اس سے فرمایا اے جابر! اس دنیا کا قیام چار شخصوں پر ہے اول وہ عالم جو اپنے علم کو استعمال کرے دوم وہ جاہل جو عجب سیکھنے سے انکار نہ کرے۔ سوم وہ مالدار جو اپنے مال سے بخشش کرے۔ چہارم وہ فقیر جو اپنی آخرت غیر کی دنیا کے بدلے نہ بیچ ڈالے۔ اے جابر! جس بندے پر خدا کی نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں لوگ اکثر اپنی حاجتیں لے کر اسکی طرف جاتے ہیں پس اگر وہ شخص ایسے کام کرتا ہے جو خدا نے اس پر واجب کئے ہیں تو ان نعمتوں کو دائمی اور باقی رہنے والی کر لیتا ہے اور اگر واجبات الہی کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تو ان کو معرضِ زوال و فنا میں ڈالتا ہے۔ اس کے بعد حضرت نے یہ اشعار فرمائے۔

اشعار احسن الدنیا و اقبالها اذا طاع الله من نالها یعنی دنیا اور اس کا اقبال بہتر ہی اچھا ہے جبکہ اس کا حاصل کرنے والا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے۔ من لثم ثوب اس الناس من فضله عثر من الاخبار من اقبالها جو کوئی کہ اپنی بزرگی اور فضل سے لوگوں کی غمخواری نہ کرے وہ اپنے اقبال کو معرضِ ادبار میں ڈالتا ہے فاخذ رثا والفضل يا جابر واعط من دنياك من سألها اے جابر! فضیلت کے نائل ہونے سے ڈر اور اپنی دولت دنیا میں سے سائلوں کو عطا کر فان ذال العرش جزيل العطاء يضعف بالجنة امثالها کیونکہ خداوند عرشِ ربی بخشش کرنے والا ہے اس سے چند و چند نعمتیں جنت میں عطا فرمائے گا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا۔ اے جابر! جبکہ عالم علم کو اس کے اہل سے پوشیدہ کرے اور جاہل ضروری اور لادبی علم کے سیکھنے سے باز رہے اور مالدار یہی کرنے میں نخل کرے اور محتاج اپنے دین کو غیر کی دنیا کے

عوض بیچ ڈالے تو خدا کی بلائیں اور اس کے عذاب حلیل اور عظیم ہو جاتے ہیں۔

قوله عز وجل و اذا قيل لهم امنوا بما انزل الله قالوا انؤمن بما انزل ربنا و يكفرون بما و ساء كما هو الحق مصداقا لما عملتم قتل فلما تقتلون انبياء الله من قبل ان كنتم مؤمنين ہ ترجمہ اور جب ان یہودیوں سے کہا جاتا ہے کہ تم اس چیز پر ایمان لاؤ جس کو خدا نے نازل کیا ہے تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم اس چیز پر ایمان لا رہے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے اور وہ اس کے ماسوا کے منکر ہیں حالانکہ وہ حق ہے اور اس چیز کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس موجود ہے۔ اے محمد! تو ان سے کہہ دے کہ اگر تم مومن ہو تو تم (یعنی تمہارے آباؤ اجداد) اس سے پہلے پیغمبر ان خدا کو کیوں قتل کیا کرتے تھے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے و اذا قيل لهم کہ جب یہودیوں سے جن کا ذکر پہلے گزرا کہا جاتا ہے کہ امنوا بما انزل الله تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جو خدا نے محمد پر نازل کی ہے اور وہ قرآن ہے جو ملال و حرام اور فرائض و احکام پر مشتمل ہے تب وہ یہودی قالوا انؤمن بما انزل ربنا و يكفرون بما و ساء و هو الحق جواب دیتے ہیں کہ ہم تورات پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی ہے اور وہ اس کے ماسوا پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ وہ کتاب جس کو وہ یہودی ماسوا میں داخل کرتے ہیں وہ حق ہے کیونکہ وہ کتاب منسوخ کی جس کو خدا نے پہلے بھیجا تھا۔ ناسخ ہے اب خدا اپنے پیغمبر سے خطاب کر کے فرماتا ہے اے محمد! قتل فلما تقتلون انبياء الله من قبل ان كنتم مؤمنين ہ ان یہودیوں سے کہہ دے کہ اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو اس سے پہلے تمہارے بزرگ پیغمبر ان خدا کو کس لیے قتل کرتے تھے یعنی توریت میں تو پیغمبروں کے قتل کرنے کا کہیں حکم نہیں دیا گیا جب تم نے انبیاء کو قتل کیا تو ثابت ہوا کہ تم توریت پر جو تم پر نازل ہوئی ہے ایمان نہیں لاتے کیونکہ اس میں قتل انبیاء کی حرمت درج ہے ایسا ہی جب تم محمد اور قرآن پر جو اُس پر نازل ہوا ہے ایمان نہ لاتے حالانکہ اُس کتاب (توریت) میں اُس پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے تو اس سے بھی یہی نتیجہ نکلا کہ تم اب بھی توریت پر ایمان نہیں رکھتے۔

جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جو کوئی قرآن پر ایمان نہیں لاتا وہ توریت پر بھی ایمان نہیں رکھتا کیونکہ خدا نے ان سے عہد لے لیا ہے کہ میں اس شخص کا ایمان قبول نہ کروں گا جو

ایک پر ایمان لائے جب تک کہ وہ دوسری پر بھی ایمان نہ رکھتا ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علی ابن ابی طالب کی ولایت پر ایمان لانا فرض کیا ہے جس طرح محمد پر ایمان لانا فرض کیا ہے پس جو کوئی یہ کہے کہ میں نبوت محمد پر ایمان رکھتا ہوں اور علی کی ولایت کا منکر ہوں وہ محمد کی نبوت پر بھی ایمان نہیں لایا کیونکہ جب خدا قیامت کے دن تمام مخلوقات کو محشر کرے گا تو پروردگار عالم کی طرف سے ایک منادی ایسی ندا کریگا جس سے ان کے ایمان اور کفر میں تمیز ہو جائیگی اور وہ کہے گا **اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ** اور دوسرا منادی پکارے گا کہ وہ ہائے مخلوقات تم بھی اس کلمہ کے کہنے میں اس کا ساتھ دو۔ اس وقت دہریہ اور معطلانہ فرقے تو گونگے ہو جائیں گے اور ان کی زبانیں نہ چلیں گی باقی سب لوگ ان کلمات کو کہیں گے اس طرح دہریہ گونگے پن کے سبب باقی مذاہب والوں سے مجدا ہو جائیں گے بعد ازاں منادی ندا کریگا **اشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** اس کلمہ شہادت کو مشرکان مجوس نصاریٰ اور بت پرستوں کے سوا سب لوگ کہیں گے اور مشرک لوگ سب گونگے ہو جائیں گے اور اس طرح جملہ خلائق سے الگ ہو جائیں گے پھر منادی ندا کریگا **اشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ** تمام مسلمان اس شہادت کو اپنی زبان پر جاری کریں گے اور یہود و نصاریٰ اور تمام مشرکین گونگے پن کے سبب اس کو ادا نہ کر سکیں گے پھر آخر میدان قیامت ایک ندا آئیگی کہ انکو جنت کی طرف لے چلو۔ اسی اثنا میں ناگاہ خدا کی طرف سے ایک اور ندا آئیگی کہ **وَقِفُو هَذَا إِنَّهُمْ مُسْتَوْذُونَ** انکو ٹھہراؤ کہ ان سے سوال کیا جائے گا۔ یہ ندا سن کر وہ فرشتے جو ان لوگوں کو ان کے نبوت محمد کی شہادت دینے کے سبب جنت میں لے جانے کو کہتے تھے عرض کریں گے اے پروردگار یہ لوگ کیوں ٹھہرائے جائیں اتنے میں ایک اور ندا بجانب پروردگار سے آئیگی کہ **وَقِفُو هَذَا إِنَّهُمْ مُسْتَوْذُونَ** مَعْنَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَمَا تَحْمَدُونَ ان کو ٹھہراؤ کہ ان سے علی ابن ابی طالب اور آل محمد کی ولایت کی بابت سوال کیا جائیگا اے میرے بند اور اے میری کنیز میں نے ان کو محمد کی شہادت کیساتھ ایک اور شہادت کا بھی حکم دیا ہے اگر اس کو ادا کریں گے تو اپنے لوگوں کو زیادہ کریں گے اور اپنی موجودہ نیکیوں کو بڑھائیں گے اور اگر اس کو ادا نہ کیا تو نبوت محمد اور میری ربوبیت کی شہادت دینے سے انکو کچھ حاصل نہیں ہے جو کوئی اس شہادت کو لے کر آیا ہے وہ کامیاب اور مستنکار ہوگا اور جو کوئی اس کو نہیں لایا وہ ہلاک ہوگا۔ اس وقت ایک لے معطل وہ فرقہ ہے جو جو جو خدا کا تو قال ہے مگر یہ جھٹلا ہے کہ جو کچھ اس کو کرنا تھا کر چکا۔ اب اس کو کام کی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا اب بیکار ہی بیٹھا ہے۔ ۱۲ سید محمد ہارون قبلہ مدظلہ العالی۔

پارہ ۲۳
روزہ و نصیحت
۲۷

شخص کہے گا کہ میں علی کی ولایت کا شاہد اور آل محمد کا محب ہوں حالانکہ وہ اس دعویٰ میں کاذب ہوگا اور اس کو گمان ہوگا کہ میں جھوٹ بول کر نجات پا جاؤنگا۔ اس سے پروردگار عالم فرمائے گا۔ اے شخص ہم تیرے اس دعویٰ پر علی سے شہادت لیں گے پھر فرمائیں گے ابوالحسن تو شہادت دے وہ عرض کریں گے کہ پروردگار جنت خود ہی میرے دوستوں کی شاہد ہے اور دوزخ میرے دشمنوں کا گواہ ہے جو ان میں سے راست گو ہے اسکی طرف جنت کی ہوائیں آئیں گی اور اس کو اٹھا کر بہشت کی بلند منزلوں اور غرفوں میں لے جائیں گی اور فضل خدا سے دارالمقامہ میں اس کو تاریں گی کہ اس میں نہ کسی قسم کی تکلیف پہنچے گی اور نہ کسی طرح کی سستی اور درماندگی عارض ہوگی اور جو لوگ ان میں جھوٹے ہیں جہنم کی گرم ہوائیں اور گرم پانی اور اس کا سایہ (دوزخ کی آگ کا دھواں) جو تین شاخوں والا ہے کہ نہ وہ سایہ کرتا ہے اور نہ شعلوں سے بچاتا ہے اس کی طرف آئیں گے اور اس کو اٹھا کر ہوائیں اُدنچا کریں گے اور آتش جہنم میں جا کر ڈال دیں گے۔

جناب رسول خدا نے فرمایا ہے اے علی اس سبب سے تم قبیلہ بنی سہم سے کہو گے کہ شخص تیرے واسطے ہے اور یہ میرے واسطے۔ اور جابر ابن عبد اللہ انصاری نے روایت کی ہے کہ ایک دن عبد اللہ ابن صویحنا بنی سہم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا اے کانٹے یہودی کے لڑکے یہودی گمان کرتے ہیں کہ تو کتب سماوی اور علوم انبیا کا سب سے زیادہ ماہر ہے تب اس نے بہت سے آزمات یعنی طور پر حضرت سے دریافت کئے حضرت نے ایسے جواب دیئے جن میں اس کو مجال انکار نہ ہوئی پھر عرض کی اے محمد خدا کی طرف سے یہ خبریں کون تیرے پاس لاتا ہے۔ فرمایا جبریل عرض کی اگر کوئی اور فرشتہ یہ خبریں لایا کرتا تو میں آپ پر ایمان لے آتا مگر محمد تمام فرشتوں کے جبریل تو ہمارا دشمن ہے اگر میکائیل وغیرہ سوائے جبریل کے آپ کے پاس خبریں لایا کرتا تو میں آپ پر ایمان لے آتا مگر فرمایا تم نے جبریل کو اپنا دشمن کس وجہ سے قرار دیا اس نے عرض کی کہ وہ نبی اسرائیل پر بلا میں اور فرشتوں کو نازل کرتا تھا اور اس نے دانیال کو تخت نصر کے قتل سے منع کیا یہاں تک کہ اس نے زبردست درقوی ہو کر نبی اسرائیل کو ہلاک کیا اسی طرح ہر خوف اور سختی جبریل ہی لیکر نازل ہوتا ہے اور میکائیل ہم پر رحمت لیکر آیا کرتا ہے حضرت نے فرمایا داتے ہو تجھ پر تو امر الہی سے جاہل اور نادان واقف ہے اور اگر جبریل ان امور میں جو خدا تمہارے باپ میں کرنا چاہتا ہے خدا کی اطاعت کرے تو اس کا کیا گناہ دیکھو ملک الموت بھی تمہارا دشمن ہے کہ خدا نے اس کو تمام مخلوق کی رُو میں قبض کرنے کے لیے مقرر کیا ہے جن میں تم بھی داخل ہو۔ تم نے دیکھا ہوگا

علی شہید جنت و روز عید

کہ ماں باپ اپنی اولاد کی بھلائی کی خاطر زبردستی تو بیخ کر کے انکو مکروہ اور ناگوار دوائیں پلاتے ہیں تو کیا یہ سب سے ہے کہ اولاد اس سختی کے سبب ماں باپ کو اپنا دشمن سمجھے مگر تم لوگ اللہ سے ناواقف ہو اور اسکی حکمت غافل میں شہادت دیتا ہوں کہ جبریل اور میکائیل خدا کے حکم سے کام کرتے ہیں اور اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور جو کوئی ان دونوں میں سے کسی ایک کو دشمن رکھتا ہے وہ دوسرے کا بھی دشمن ہے اور جو کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ میں ایک کا دوست ہوں اور دوسرے کا دشمن وہ جھوٹا ہے۔ دیکھو محمد رسول اللہ اور علی دونوں بھائی ہیں جس طرح جبریل اور میکائیل دونوں بھائی ہیں اور جو کوئی ان دونوں کو دوست رکھے وہ دوستانہ خدا میں داخل ہے اور جو کوئی دونوں سے بغض رکھے وہ دشمنان خدا میں شامل ہے اور جو کوئی کسی ایک سے بغض رکھے اور گمان کرے کہ دوسرے کو دوست رکھتا ہوں وہ جھوٹا ہے اور وہ دونوں اُس سے بیزار ہیں، اور اسی طرح جو کوئی محمد اور علی دونوں میں سے کسی ایک سے بغض رکھے پھر گمان کرے کہ میں دوسرے کو دوست رکھتا ہوں ہم دونوں اس سے بیزار ہیں اور خدا اور اس کے فرشتے اور نیک بند سب اس سے بیزار اور ناخوش ہیں۔

قوله عز وجل وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهَا وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ترجمہ: اور البتہ موسیٰ تمہارے پاس معجزات لے کر آیا تھا۔ پھر تم نے اس کے پیچھے گو سالہ پرستی اختیار کی تھی اور اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا یہودیوں سے فرماتا ہے **وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ** البتہ موسیٰ تمہارے پاس معجزات باہرہ لے کر آیا تھا جو اسکی نبوت اور محمد کے ان ترغی و افضل خلائق ہونے پر دلالت کرتے تھے اور جن سے علی کی خلافت اور وصایت کا ذکر اور اس کے بعد کے ائمہ علیہم السلام کا حال معلوم ہوتا تھا **ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهَا** پھر اس کے پہاڑ پر جانے کے بعد تم نے پیچھے کو خدا قرار دیا اور اس کے خلیفہ (ہارون) کی مخالفت کی جس کی خلافت پر اس نے نص کیا تھا اور اس کو اپنے بعد تم پر اپنا جانشین کر دیا تھا اور وہ ہارون تھا **وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ** اور تم اس فعل کے مرتکب ہونے سے کافر اور ظالم ہو گئے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ رسول خدا کسی باغ میں تشریف لے گئے جو نہایت آراستہ و پیراستہ تھا علی نے عرض کی یا رسول اللہ یہ باغ کیسا اچھا ہے! فرمایا اے علی تمہارے واسطے جنت میں اس بہتر باغ ہے پھر حضور دوسرے باغ میں تشریف لے گئے اور وہاں بھی جناب امیر نے اس باغ کی تعریف کی اور وہی جواب پایا یہاں تک

حضرت کاگز رسات باغوں سے ہوا اور علی ہر دفعہ عرض کرتے تھے یہ باغ کیا ہی خوب ہے اور حضرت ہر دفعہ ارشاد فرماتے تھے یا علی تمہارے لیے جنت میں اس سے بہتر باغ موجود ہے پھر رسول خدا پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ امیر المؤمنین بھی ان کے رونے سے رونے لگے پھر عرض کی یا رسول اللہ آپ کس لیے گریہ فرماتے ہیں فرمایا اے میرے بھائی اے ابوالحسن قوم کے سینوں میں تیرے کیے بھرے ہیں جنکو وہ میرے بعد ظاہر کریں گے عرض کی میرا دین تو سلامت رہیگا، فرمایا ہاں تیرا دین سلامت رہیگا عرض کی یا رسول اللہ جبکہ میرا دین سلامت ہے تو مجھ کو کچھ غم نہیں ہے فرمایا اسی لیے تو خدا نے تجھ کو محمد کا تالیح اور اپنی خوشنودی اور مغفرت کی دعوت کرنا لاجلال زادوں کو (تم سے محبت رکھنے کے سبب) جزا دینے والا اور حرام زادوں کو (تم سے بغض رکھنے کے سبب) سزا دینے والا اور قیامت کے دن محمد کے علم کا اٹھایا والا اور پیغمبر اور رسولوں اور صابروں کو میرے علم کے سایہ میں جنت کی طرف لیجانے والا مقرر کیا ہے یا علی موسیٰ کے بعد اسکے اصحاب گو سالہ پرستی اختیار کی اور اسکے خلیفہ ہارون کی مخالفت کی اور عنقریب میری امت بھی گو سالہ کو اختیار کریگی۔ اسکے بعد ایک اور گو سالہ کو اور اسکے بعد ایک اور کو اور تیری مخالفت کریگی اور تو میرا خلیفہ ہے یہ میری امت کے لوگ گو سالہ کو اختیار کرنے میں قوم موسیٰ کے مشابہ ہیں مگر جو لوگ تیرے موافق اور مطیع ہونگے وہ جنت رفیع اعلیٰ میں میرے ہمراہ ہونگے اور جو لوگ میرے بعد گو سالہ کو اختیار کریں گے اور تیری مخالفت کریں گے اور کبھی اس سے تائب اور شیمان نہ ہونگے وہ قوم موسیٰ کے ان گو سالہ پرستوں کے ساتھ محسوس ہونگے جو اپنے اس فعل سے تائب نہ ہوتے اور وہ ہمیشہ آتش جہنم میں رہیں گے۔

ابو یعقوب اوی تفسیر روایت کرتا ہے کہ میں نے امام حسن عسکری سے عرض کی اے فرزند رسول آیا رسول خدا اور امیر المؤمنین کے بھی ایسے معجزے تھے جو موسیٰ کے معجزات آیات کے مشابہ تھے حضرت نے فرمایا کہ علی نفس رسول ہے اور رسول خدا کے معجزے عین علی کے معجزے ہیں اور علی کے معجزے رسول خدا کے معجزے ہیں اور کوئی معجزہ ایسا نہیں ہے جو خدا نے کسی نبی یا رسول گزشتہ کو عطا کیا ہو اور اس کے مشابہ یا اس سے بہتر محمد کو عنایت نہ کیا ہو۔ دیکھو موسیٰ کا عصا اشد ہا بن کر جادو گروں کی تمام لالچیلوں و رستیلوں کو نکل گیا آنحضرت کو اس سے افضل اور بہتر معجزہ عطا ہوا تھا اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک دفعہ یہودیوں کا ایک گروہ حاضر خدمت ہوا اور حضرت سے بہت سوال کئے اور مجاہد کیا اور حضرت نے ان کے سوالوں کے انہی کی کتاب سے جواب دیے۔ پھر انھوں نے عرض کی اے محمد اگر تو پیغمبر ہے تو ہم کو عصائے

محمد اور علی سے معجزات موسیٰ کی نظیر ظاہر فرمائے

نظیر عصا موسیٰ

موسیٰ کی نظیر دکھلا حضرت نے فرمایا کہ میں جو کتاب تمہارے پاس لے کر آیا ہوں وہ عصا موسیٰ سے بہتر ہے کیونکہ وہ میرے بعد قیامت تک باقی رہے گی اور تمام دشمنان و مخالفان دین سے متعرض ہوگی اور کوئی شخص اس کی ایک صورت کے مقابلے پر بھی قادر نہ ہوگا اور عصا موسیٰ جاتا رہا اور اس کے بعد باقی نہ رہا جو اس کو کوئی آزما سکے۔ جس طرح قرآن باقی رہے گا اور برابر اس کی آزمائش ہوتی ہے گی تاہم میں ایک معجزہ دکھاتا ہوں جو عصا موسیٰ سے بڑا اور نہایت عجیب ہوگا یہودیوں نے عرض کی دکھائیے فرمایا موسیٰ اپنے عصا کو ہاتھ سے ڈال دیا کرتے تھے اور قطعی کا فرکتے تھے کہ موسیٰ اپنے عصا میں کچھ فریب کرتا ہے جو اس سے ایسا وقوع میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ میری حقیقت کے لیے لکھوں کہ اٹھنا بنا تیرگا کہ نہ تو میں ان کو اپنا ہاتھ لگاؤنگا اور نہ خود وہاں موجود ہوں گا۔ جب تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ گے اور رات کو اس مکان میں جمع ہو گے تو خدا اسکی چھت کی سب کڑیوں کو اٹھا بنا دینگا اور وہ کڑیاں تو سے کچھ زیادہ ہیں ان کو دیکھ کر تم میں سے چار آدمی کے پتے پھٹ کر مر جائیں گے اور باقی تم سب کل صبح تک غش میں پڑے رہو گے پھر اور یہودی تمہارے پاس آئیں گے اور تم سارا ماجرا ان سے بیان کرو گے اور وہ تمہاری بات کا یقین نہ کریں گے بعد ازاں دوسری دفعہ وہ کڑیاں بھار اور ان کے سامنے اڑدہا بن جائیں گی جس طرح رات کو بنی تھیں یہ حال دیکھ کر ان میں سے بہت سے آدمی مر جائیں گے اور بہت سے دیوانے ہو جائیں گے اور بہت سے غش کر جائیں گے امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس خدا کی قسم ہے جس نے محمد کو سچا نبی کر کے بھیجا ہے یہ بات سن کر وہ یہودی حضرت کے سامنے بیباک ہو کر ہنسنے لگے نہ ذرا شرم کی اور نہ کچھ خوف کیا اور آپس میں کہنے لگے دیکھو اس نے بڑا دعویٰ کیا ہے اور کیسا اپنی حد سے باہر نکل گیا ہے حضرت نے ان سے فرمایا اگرچہ تم اس وقت ہنستے ہو مگر عنقریب روؤ گے اور حیران ہو گے بسنو جس پر یہ حالت طاری ہو اور اپنی موت اور دیوانگی سے خوف کرے اس کو چاہیے کہ اس طرح سے دعا کرے کہ اے خدا محمد مصطفیٰ اور علی مرتضیٰ اور ان کے جانشینوں کا واسطہ کہ جو کوئی ان کے امرامت کو ان کے سپرد کرے اس کو تو بزرگ زیدہ اور پسندیدہ کرتا ہے مجھ کو اس حادثہ کے دیکھنے کی قوت عطا فرما اور اگر ان مردوں میں سے کوئی اس کا دوست ہو اور وہ اس کا زندہ ہونا چاہے۔ اس کو چاہیے کہ اسی طرح سے دعا کرے حق تعالیٰ اس کو زندہ کر دے گا اور قوت عطا کرے گا۔

الغرض وہ لوگ وہاں سے جا کر اس جگہ جمع ہوئے اور آنحضرت اور ان کے اس قول پر کہ کڑیاں اڑدہا بن جائیں گی ہنسنے لگے ناگاہ انہوں نے سنا کہ چھت میں حرکت پیدا ہوئی اور یکایک تمام کڑیاں اڑدہا بن گئیں اور اپنے سروں کو دیواروں پر لٹکالیا اور ان کی طرف بڑھے کہ جا کر ان کو لقمہ کر لیں جب ان کے پاس پہنچے تو پہلے ان کو چھوڑ کر گھر کے مشکوں، گھڑوں، کوزلوں، چوڑے چوڑے پتھروں، کرسیوں اور لکڑیوں، چوکھٹوں اور کواڑوں کا قصد کیا اور ان سب چیزوں کو نکل گئے اور جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا نظور میں آگیا کہ چار آدمی تو مر گئے اور کچھ دیوانے ہو گئے اور بہت سے اپنی جانوں سے ڈرے اور حضرت کے ارشاد کے موافق دعا کی اور ان کے دل قوی ہو گئے۔ پھر کسی نے ان چار مردوں پر وہی دعا پڑھی اور وہ زندہ ہو گئے۔ جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو بولے کہ یہ دعا مستجاب ہے اور محمد سچا پیغمبر ہے مگر اس کی تصدیق اور پیروی ہم کو دشوار معلوم ہوتی ہے اس لیے مناسب ہے کہ ہم اسی طرح سے دعا کریں تاکہ ہمارے دل اس پر ایمان لانے اور اس کی تصدیق کرنے اور اس کے اوامر و نواہی کی اطاعت کرنے کے لیے نرم ہو جائیں۔ آخر کار انہوں نے دعا کی اور خدائے بزرگ و بزر نے ایمان کو ان کا محبوب بنایا اور اس کو ان کے دلوں میں پاکیزہ کیا اور کفر کو ان کے لیے مکروہ اور ناپسندیدہ کیا اور وہ خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔

جب صبح ہوئی تو اور یہودی وہاں آئے اور کڑیاں رات کی طرح اڑدہاؤں کی صورت ہو گئیں تو وہ یہ حال دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے اور شقاوت ان پر غالب ہوئی۔

اور یہ بیضا کی نظیر جو معجزہ آنحضرت کو عطا ہوا تھا وہ اس سے افضل اور بزرگ تر دفعہ ثبہ کرتھا۔ کیونکہ جب کبھی حضرت اندھیری رات میں حسن اور حسین سے ملنا چاہتے تھے اور وہ حضرات اپنے گھر ہوتے تھے تو ان کو آواز دیتے تھے اے ابو محمد اور اے ابو عبد اللہ میرے پاس آؤ اور باوجود اس فاصلے کے آپکی آواز ان حضرات تک پہنچتی تھی اور وہ آواز سننے ہی آنحضرت کی طرف روانہ ہوتے تھے اس وقت حضرت ابنہ انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے اور اس کو دروازے سے باہر نکال دیتے تھے تب چاند اور درج سے بھی کہیں زیادہ روشنی پھیل جاتی تھی اور اس روشنی میں وہ دونوں سرداران جو انان بہشت اپنے نانا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے بعد ازاں نگلی اپنی اصلی حالت پر آ جاتی تھی جب حضرت ان کی ملاقات اور باتوں سے اپنا مطلب پورا کر چکے تھے تو دونوں شہزادوں کو

نظیر عصا

گھر واپس جانے کی اجازت دیتے تھے۔ پھر اپنی انگشت شہادت کو اسی طرح دروازے سے باہر نکال دیتے تھے اور سورج اور چاند سے زیادہ تر روشنی پھیل جاتی تھی اور وہ دونوں معصوم اس روشنی میں اپنے گھر واپس جاتے تھے بعد ازاں انگلی اپنی اصلی حالت پر عود کر جاتی تھی۔ اور طوفان جیسا کہ خدا نے قبیلوں پر بھیجا تھا اسی طرح آنحضرت کے معجزے کے طور پر مشرکوں پر بھی بھیجا اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ آنحضرت کے اصحاب ثابت بن افلح نے کسی جہاد میں ایک مشرک کو قتل کیا تھا اور اس مقتول کی عورت نے نذر مانی تھی کہ اس قاتل کی کھوپری میں شراب پیوگی جب احد کا معرکہ ہوا اور مسلمانوں کو اس میں سخت صدمہ پہنچا تو ثابت مذکور بھی کسی شیلے پر مارا گیا جب مشرک چلے گئے اور آنحضرت اپنے اصحاب سمیت اپنے ہمراہیوں کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوئے تو وہ عورت ابوسفیان کے پاس آئی اور آکر اس سے درخواست کی کہ کسی آدمی کو میرے غلام کے ہمراہ ثابت کی لاش بھیج دے کہ وہ جا کر اس کا سر کاٹ لائے تاکہ میں اپنی نذر پوری کروں اور اس کی کھوپری میں شراب پیوں اور جب اس کے غلام نے ثابت کے قتل کی بشارت اس کو پہنچائی تھی تو اس کو آزاد کر دیا تھا اور ایک لڑکی اس کو عطا کی تھی۔ الغرض جب اس نے آ کر ابوسفیان سے درخواست کی تو اس نے رات کے وقت اپنے ہمراہیوں میں سے دو سو دلیر اور قوی سیکل جوانوں کو روانہ کیا کہ ثابت کا سر کاٹ لائیں اور لا کر اس عورت کو دیدیں آخر کار وہ لوگ روانہ ہوئے اسی اثناء میں ایک ایسی آندھی چلی کہ اس لاش کو نشیب میں اڑا کر لے گئی وہ لوگ ثابت کا سر کاٹنے کے ارادہ سے لاش کے پیچھے چلے اتنے میں بارش برسے لگی اور اس قدر پانی برساکہ وہ دو سو مرد سب کے سب غرق ہو گئے اور اس لاش اور ان دو سو مردوں کا کہیں نشان تک نہ ملا اور خدا نے اس مشرک کے ارادہ کو پورا نہ ہونے دیا۔ پس حضرت کا معجزہ قبیلوں کے طوفان سے بہت بڑھ کر ہے۔

اور ٹڈی دل جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا خدا نے اس سے بہت بڑا اور عجیب نمبر محمد کے دشمنوں پر بھیجا کیونکہ ان پر ٹڈی کو اس لیے بھیجا تھا کہ ان کو کھا جائے اور موسیٰ کے ٹڈی دل نے قبیلوں کے آدمیوں کو نہیں کھایا تھا بلکہ اس نے ان کی زراعت کو چٹ کیا تھا اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت شام کی طرف سفر کو تشریف لے گئے جب ہاں سے مکہ کو واپس آئیں ارادہ کیا تو دو سو

نظر طوفان

نظر طوفان

نفر یہودی حضرت کے قتل کرنے کے ارادہ سے پیچھے لگ گئے کہ ایسا نہ ہو کہ خدا دولت یہود کو ان کے ہاتھ سے برباد کر دے۔ اس لیے حضرت کے قتل پر کمر بستہ ہوئے حالانکہ حضرت ہمیشہ قافلہ میں رہتے تھے مگر ان کو آپ پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت نہ پڑتی تھی اور حضرت کا دستور تھا کہ جب رفع حاجت کا ارادہ کرتے تھے تو لوگوں سے دور فاصلے پر تشریف لے جاتے تھے یا درختوں میں یا کسی دور کے کھنڈرات میں پوشیدہ ہو جایا کرتے تھے۔ القصہ ایک روز معمول کے موافق قافلہ سے دور تشریف لے گئے اور دشمنان دین پیچھے لگے اور جا کر ہر طرف سے احاطہ کر لیا اور تلواریں سونت کر قتل پر آمادہ ہو گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت کے پاؤں کے نیچے سے اس ریگستان میں بیسٹار ٹڈیوں کو ظاہر کیا اور انھوں نے نکل کر ان یہودیوں کو گھیر لیا اور کھانے لگیں۔ یہ حال دیکھ کر ان کو اپنی پرگنتی اور ادھر کا خیال چھوٹ گیا جب حضرت رفع حاجت سے فارغ ہوئے تو ان کو ٹڈی دل میں چھوڑا قافلہ میں تشریف لائے۔ قافلے والوں نے دریافت کیا کہ وہ لوگ جو آپ کے پیچھے گئے تھے کیا ہوئے کہ ان میں سے کوئی بھی واپس نہ آیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ میرے قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے۔ خدا نے ان پر ٹڈیوں کو مسلط کیا ہے اور آپ اپنی بلا میں گرفتار ہیں جب انھوں نے جا کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ بعض تو مر گئے گئے ہیں اور بعض مرنے کے قریب ہیں اور ٹڈیاں ان کو کھا رہی ہیں وہ کھڑے دیکھتے رہے یہاں تک کہ ٹڈیاں ان کو خرد و بربد کر گئیں اور ایک ذرہ بھی ان کے جسم کا باقی نہ چھوڑا۔

اور معجزہ قتل (محمل) کی نظیر اس طرح وقوع میں آئی کہ جب آنحضرت نے اپنے امر نبوت کو مدینہ میں ظاہر کیا اور آپ کی شان و منزلت وہاں بہت بڑھ گئی تو ایک روز اپنے اصحاب خدا کا اپنے انبیاء کے امتحان کرنے اور اطاعت خدا کے باعث اذیتوں میں انکے صبر کرنا حال بیان کیا اور اثنائے وعظ میں ارشاد فرمایا کہ رکن و مقام کے مابین ستر پیغمبروں کی قبریں ہیں جو فقط جھوک اور جوونکے صدمے سے فوت ہوئے ہیں جب یہ بات بعض یہودی منافقوں اور قریشی سرکش کافروں نے سنی تو آپس میں مشورہ کیا کہ محمد کو بھی ان ہی سے ملتی کرو۔ چلو اپنی تلواروں سے اس کو قتل کریں تاکہ جھوٹی باتیں نہ بنایا کرے۔ آخر کار یہ صلاح ٹھہری کہ جب کبھی آنحضرت کو مدینہ کے باہر اکیلا پائیں سب چل کر گرد سے احاطہ کر لیں اور وہ سب دو سو آدمی تھے ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ تن تنہا مدینہ کے باہر تشریف لے گئے اور ان مزدوروں نے چچا کیا اتفاقاً ان میں سے ایک کو اپنے کپڑوں میں جو میں نظر پڑیں پھر اس نے جھول کے سبب اپنے

نظر طوفان

بدن اور پیٹھ کو کھجلانا شروع کیا اور اس کو اپنے ساتھیوں سے شرم آئی اور حیا کے مارے لگ ہو کر چلا گیا بعد ازاں ایسا ہی ہوتا رہا کہ ایک کے کپڑے میں جوہیں معلوم ہوتی تھیں اور وہ علیحدہ ہو کر چلا جاتا تھا۔ آخر رفتہ رفتہ سب چلے گئے بعد ازاں ان پر جوؤں کی اور زیادتی ہوئی۔ یہاں تک کہ جوؤں نے ان پر غلبہ پایا اور ان کے حلق بند ہو گئے کہ کھانا پینا موقوف ہو گیا اور دو ماہ کے عرصہ میں سب مر گئے کوئی پانچ دن میں کوئی دس دن میں کوئی کم میں اور کوئی زیادہ میں عرض دو ماہ سے زیادہ کوئی نہ جیا اور ان جوؤں کی اذیت اور بھوک پیاس کے صدمے سے سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ یہ جوہیں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بطور ایک آیت الہی کے آنحضرت کے دشمنوں پر نازل کیا تھا۔

اور مبتدوں کے معجزے کی نظیر کو بھی اللہ تعالیٰ نے دشمنان محمد پر جو آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے نازل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چوہے بھیج کر ان کو ہلاک کیا ہے اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ کفار عرب اور یہودیوں اور دیگر اقوام میں سے دو سو آدمی حج کے موسم میں مکہ میں جمع ہوئے اور اپنے دلوں میں حضرت کے قتل کا ارادہ کیا اور دینہ متورہ کا رخ کیا۔ چلتے چلتے ایک منزل میں جواترے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں کے حوض کا پانی اس پانی سے جو ان کے پاس موجود تھا نہایت صاف اور خوشگوار ہے یہ دیکھ کر جو پانی پاس تھا سب گرا دیا اور اپنی مشکوں اور توشدانوں کو اس پانی سے بھر لیا اور وہاں سے روانہ ہوئے آخر چلتے چلتے ایک جگہ پہنچے جہاں چوہے بہت تھے اور ڈیرے ڈال دیے۔ خدا نے انکی مشکوں اور توشدانوں پر جوہوں کو مسلط کیا اور انھوں نے ان سب کو کاٹ کاٹ کر پھینک کر دیا اور سارا پانی اس سنگلاخ زمین میں بہ گیا اور ان کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ جب پیاس لگی اور مشکوں میں پانی نہ پایا تو ہٹ کر انہی حوضوں پر گئے جہاں سے وہ پانی بھرا تھا۔ مگر چوہے وہاں پہلے ہی سے پہنچ گئے تھے اور حوضوں کے کناروں میں سوراخ کر کے تمام پانی اس سنگلاخ زمین پر بہا دیا تھا۔ تب وہ پانی سے نا امید ہو گئے اور پیاس سے مر گئے اور صرف ایک آدمی جیتا پھرا جو اپنی زبان اور پیٹ پر محمد کا نام کھتا تھا اور کہتا تھا اے پروردگار محمد و آل محمد میں نے محمد کی ایذا رسانی سے توبہ کی محمد و آل محمد کے مرتبے کا واسطہ اس بلا کو مجھ سے دور کر اس طرح وہ سلامت رہا اور خدا نے اس کی پیاس کو بجھا دیا اور وہاں پر ایک قافلہ وارد ہوا اور وہ اس کو ان سب (مردوں) کے اسباب اور اونٹوں سمیت اٹھا لائے اور وہ پیاس میں اپنے ناقوں کی نسبت زیادہ صابر تھا پھر مدینہ میں آ کر حضرت پر ایمان لایا حضرت نے وہ سب اونٹ

مبتدوں کے معجزے کی نظیر

اور سارا اسباب اس کے حوالے کیا۔

اور معجزہ دم یعنی خون کی نظیر یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول خدا نے پھینے لیے اور جو خون نکلا وہ ابو سعید خدری کو دیا کہ اس کو لیا کر کہیں دیا دے اس نے لے جا کر پی لیا حضرت نے پوچھا تو نے خون کیا کیا عرض کی میں نے پی لیا فرمایا میں نے دبانے کو کہا تھا عرض کی میں نے اسکو محفوظ برتن میں پوشیدہ کیا ہے حضرت نے فرمایا خیر دار پھر کبھی ایسا نہ کرنا بعد ازاں فرمایا اے ابو سعید خدا نے تیرے گوشت اور خون کو آتش جہنم پر حرام کر دیا کیونکہ میرا گوشت اور خون اس میں مل گیا ہے۔ یہ بات سن کر چالیس منافع حضرت پر سننے لگے اور کہنے لگے کہ وہ گمان کرتا ہے کہ خدری کے خون میں میرا خون ملنے کے سبب اس کو آتش جہنم سے نجات ملی حالانکہ وہ محض کذاب اور مفتری ہے ہم تو اس کے خون کو گندہ جانتے ہیں جب آنحضرت کو وحی خدا سے یہ حال معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ خدا ان لوگوں کو خون کے عذاب میں گرفتار کرے گا اور اسی سے ان کو ہلاک کریگا۔ اگرچہ قطبی عذاب خون سے ہلاک نہیں ہوئے تھے اس واقعہ کو کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ان کو دائمی نکسیر اور داڑھیوں سے خون بہنے کا عارضہ لاحق ہوا اور یہ خون انکے کھلنے پینے کی چیزوں میں مل جاتا تھا اور وہ اسی طرح کھا جاتے تھے آخر کار چالیس روز اسی عذاب میں مبتلا رہ کر جہنم واصل ہوئے اور قحط سالی اور کمی میوہات کے معجزے کی نظیر یہ ہے کہ آنحضرت نے بنی مضر کے حق میں بددعا کی کہ لے خدا اپنے عذاب کو ان پر سخت کر اور زمانہ یوسف کا سا قحط ان پر ڈال دے۔ ان عرض خدا نے ان کو قحط سالی اور بھوک میں مبتلا کیا اور ہر ملک سے غلہ وہاں آتا تھا جب وہ لوگ غلہ خرید کر اس پر قابض ہو جاتے تو ابھی گھر تک پہنچنے نہ پاتا تھا کہ کیرا اس میں لگ جاتا اور وہ گندہ اور بدبودار ہوجاتا تھا اور توفیق نصبت برباد جاتا تھا اور ان کو اس غلہ سے کچھ حاصل نہ ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ قحط سالی اور سخت بھوک سے یہاں تک توبت پہنچی کہ مردہ کتے کھاتے اور مردوں کی ہڈیاں جلا کر اور مردہ لاشوں کو قبروں نکال کر کھا گئے یہاں تک کہ بعض اوقات عورتیں اپنے بچوں کو چپ کر گئیں آخر کار رورسے قریش جمع ہو کر گروہا گروہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمد بالفرض ہمارے مردوں کا تو تو تمہیں ہے مگر عورتوں اور بچوں اور چوپاؤں کا کیا تصور حضرت نے جواب دیا کہ تمہارے لیے تو یہ عذاب ہے اور تمہارے بچوں اور حیوانوں کے لیے عذاب نہیں ہے بلکہ ان کے لیے سراسر نفع ہے جب پروردگار چاہے گا دنیا یا آخرت میں ان کو اس مصیبت کا حوض دے گا پھر حضرت نے بنی مضر کا قصہ معاف کیا اور دعا کی کہ لے خدا

نظیر معجزہ خون

نظیر معجزہ عذاب

ان پر سے اس بلا کو دور کرنا لغرض قحط سالی جاتی رہی اور ارضانی اور خوشحالی اور قابلیت از سر نو نمود
 کر آئی چنانچہ خدا ان کی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے **فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ الْبَيْتِ الْبَيْتِ الْبَيْتِ الْبَيْتِ**
أَطَعْتُمْ مِمَّنْ جُوعٌ وَ أَمَلْتُمْ مِمَّنْ خَوْفٌ پس سزاوار ہے کہ وہ اس گھر (کعبہ) کے مالک کی
 عبادت کریں جس نے ان کو بھوک میں کھانا دیا اور خوف سے ان کو امن دیا۔

اور امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ معجزہ طمس جس سے قوم فرعون کا مال و اسباب پتھر بن گیا
 تھا اسکی نظیر بھی محمد علیؐ کو خدا نے عطا فرمائی ہے اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک بوڑھا آدمی اپنے
 بیٹے کو لے کر حضرت یحییٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو کر عرض کرتا تھا یا رسول اللہ میں نے اپنے اس بیٹے کی بچپن
 میں پرورش کی اور بہت پیارا و رعزت سے رکھا اور مال کثیر سے اسکی امداد کی اب جبکہ یہ زبردست اور مالدار
 ہو گیا اور میری قوت اور مال سب اس پر صرف ہو چکا اور ضعف کے واسطے میری یہ حالت ہو گئی جو کہ آپ دیکھتے ہیں
 تو اس نے میری طرف سے رُخ پھیر لیا ہے اور اتنی قوت (خوراک) سے بھی میری عنخواری نہیں کرتا
 جو میرے سدرِ رقیق کو کافی ہو تب جناب رسالتؐ نے اس جوان سے فرمایا تو کیا کتاب ہے عرض کی یا رسول اللہ
 میرے پاس در میری اور میرے عیال کی قوت سے زیادہ موجود نہیں ہے تب حضرت نے اس کے باپ سے فرمایا
 اے شیخ اب کیا کتاب ہے بوڑھے نے عرض کی یا رسول اللہ اس کے پاس گہیوں جو خرما اور انجیر و نکلے انبار اور
 بہت کچھ نقد درہم و دینار موجود ہیں اور یہ بڑا مالدار ہے یہ سکر حضرت نے لڑکے سے فرمایا اب بتا اس نے
 جو ایدیا کہ یا رسول اللہ ان میں سے ایک چیز بھی میرے پاس نہیں ہے حضرت نے اس سے فرمایا اے جوان خدا
 سے ڈرو اور اپنے محسن باپ کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ تا جب سے نیکی کرے گا اس نے عرض کی میرے پاس کچھ نہیں
 حضرت نے فرمایا خیر اس مہینے تو میری طرف سے ہم دیدیتے ہیں بعد ازاں تم خود دیا کرنا پھر اسامہ کو حکم دیا کہ اس بوڑھے
 کو ایک مہینے کا نفقہ (خرچ) سو درہم دیدے تاکہ وہ اور اسکے عیال کھائیں پیں اور ایسا ہی ہوا جب اس مہینے شروع
 ہوا تو بوڑھا لڑکے کو لے لیکر پھر حاضر ہوا اور لڑکے نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں حضرت نے اس سے فرمایا کہ تیرے
 پاس اس وقت تو مال بہت ہے مگر آج شام کو تو اپنے باپ سے بھی زیادہ تنگدست اور محتاج ہو جائے گا کہ
 دراصل کوئی شے تیرے پاس نہ رہے گی آخر کار وہ جوان واپس چلا گیا ناگاہ وہ لوگ جو اسکے قلعے کے ذخیرے کے
 پڑوس میں رہتے تھے جمع ہو کر آئے اور بولے کہ یہاں سے اپنا انلاج اٹھا کر کہیں اور لیجا کہ ہم اس کی بدبو سے
 مرے جاتے ہیں جب وہ وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ گہیوں جو خرما اور انجیر تمام گندے اور

پارہ عم
وہ القریش

نظر معجزہ طمس

بدبودار ہو گئے ہیں اور ان لوگوں نے اس کو غلوں وغیرہ کے وہاں سے اٹھالینے پر مجبور کیا تو اس نے سارا
 روپیہ صرف کر کے مزدور لگائے انھوں نے اس قلعے وغیرہ کو اٹھا کر شہر سے کچھ فاصلے پر جا ڈالا پھر مزدور
 کو ساتھ لے کر گھر گیا کہ درہم و دینار کی تھیلیوں میں سے روپیہ نکال کر ان کی مزدوری ادا کرے۔ ناگاہ
 کیا دیکھتا ہے کہ وہ روپیہ سب پتھر بن گیا ہے اور حمالوں نے اجرت کے لیے زور دیا لاجار
 سب پٹرے فرش۔ گھر بار وغیرہ فروخت کر کے ان کی مزدوری ادا کی اور آپ بالکل خالی ہاتھ
 باہر آیا اور ایسا محتاج اور تنگ دست ہو گیا کہ ایک دن کی روٹی بھی دستیاب نہ
 ہوتی تھی اور اسی غم میں کڑھ کڑھ کر بیمار ہو گیا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے ماں
 باپ کے عاق اور نافرمان لوگو عبرت پکڑو اور جان لو کہ جس طرح دنیا میں اس جوان کے
 مال تباہ ہو گئے ہیں۔ اسی طرح جنت میں جو درجات اس کے لیے تیار کئے گئے تھے ان کے
 عوض درجات جہنم ٹھٹیا کیے گئے۔

بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ خدا سیودیوں کی خدمت کرتا ہے کہ انھوں نے ان آیات
 کے دیکھنے کے بعد بھی خدا کو چھوڑ کر گوسالہ پرستی اختیار کی تھی خبردار تم ان کے مشابہ نہ ہو
 جانا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کیونکر ان کے مشابہ ہو سکتے ہیں۔ فرمایا اس طرح
 سے کہ خدا کے گنہگار بن کر کسی مخلوق کی اطاعت کرو اور خدا کے سوا اس پر بھروسہ کرو
 اگر ایسا کر گے تو تم بھی ان کے مشابہ ہو جاؤ گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اس معجزے کی نظیر جناب امیر سے اس طرح پر ظاہر ہوئی کہ آپ کے
 ایک محتب نے ملک شام سے یہ عیضہ لکھا یا امیر المؤمنین میں اپنے عیال میں مشغول ہو رہا ہوں اگر چھوڑ کر جاتا
 ہوں تو ان کے تباہ اور برباد ہونے کا ڈر ہے میری عدم موجودگی میں مال و متاع کے بھی ٹٹ جانے کا
 اندیشہ ہے اور میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ سے ملتی ہوں اور آپ کے پاس رہ کر حضرت کی خدمت گزار رہوں
 مصروف رہوں یا امیر المؤمنین میری امانت کیجئے حضرت نے اسکو کہلا بھیجا کہ اپنے اہل و عیال کو
 جمع کر اور تمام مال ان کے حوالے کر کے سب پر اللہم صل علی محمد و علی آل محمد پڑھ اور خدا سے
 عرض کر کہ یا اللہ میری یہ تمام چیزیں تیرے بندے اور ولی علی ابن ابی طالب کے حکم کے موجب تھے
 پاس امانت ہیں بعد ازاں وہاں سے اٹھ کر میری طرف چلا آئے اس مرد مومن نے ایسا ہی کیا اور وہ

نظر معجزہ طمس

ہوا مخبروں نے جا کر معاویہ کو خبر دی کہ فلاں شخص علی ابن ابی طالب کی طرف بھاگ گیا ہے معاویہ نے حکم دیا کہ اس کے عیال کو اسیر کر کے غلام بنایا جائے اور مال و اسباب لوٹ لیا جائے جب معاویہ کے آدمی وہاں گئے تو خدا نے ان کو معاویہ کے عیال اور یزید کے خاص مصاحبوں کے عیال کے مشابہ کر دیا۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ مال ہم نے لوٹا اور اس پر قابض ہو گئے۔ یہاں اس کا عیال سو اس کو اسیر کر کے بازار میں بکنے کے لیے بھیج دیا مگر جب لوگوں نے مشابہت دیکھی تو اس کے خریدنے سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے عیال کو یہ بات معلوم کر دی کہ ان کو عیال معاویہ اور یزید کے خواص کے عیال کے مشابہ کر دیا گیا ہے جب انھوں نے اس شخص سے نجات پائی تو یہ خون ہوا کہ ہمیں چور ہمارے مال کو نہ چھرا لے جائیں اس کے لیے خدا نے یہ انتظام کیا کہ جب چور اس کے مال چھرانے کے ارادے سے وہاں آتے تھے تو وہ پچھوؤں اور سانپوں کی صورت میں بدل جاتا تھا اور وہ ان کو ڈنک مارتے اور کاٹتے تھے اس طرح بہت سے چور مر گئے اور باقی کمزور اور ضعیف ہو گئے اور خدا نے اس طریق سے اس شخص کے مال کو محفوظ رکھا آخر کار ایک روز جناب امیر نے اس شخص سے فرمایا تو چاہتا ہے کہ تیرا عیال اور مال یہاں آجائے اس نے عرض کی کہ ہاں اس وقت حضرت نے یہ کلمہ زبان مبارک پر جاری کیا **اللَّهُمَّ اَنْتَ بِلِمْ اے خدا ان کو لانا گاہ وہ سب اپنے مال و اسباب سمیت اس شخص کے سامنے آ موجود ہوئے اور اس کے مال میں ایک ذرہ بھی کم نہ ہوا تھا پھر اس کے گھر والوں نے اپنی تمام سرگزشت اس سے بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو معاویہ اور اس کے خواص کے عیال کے مشابہ کر دیا تھا اور ہمارے مال کو پچھوؤں اور سانپوں کی شکل میں بدل دیا تھا جو چوروں کو چھرانے کے ارادے سے وہاں آتے تھے کاٹتے تھے اور ڈستے تھے۔**

اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض وقت اس قسم کی باتیں بعض مومنوں کے لیے ظاہر کرتا ہے تاکہ ان کی بصیرت زیادہ ہو اور بعض کافروں کے لیے ایسا کرتا ہے تاکہ ان کے عقائد کے قطع کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھے۔

قوله عز وجل وَاِذَا خذنا ميثاقكُم ورفعنا قلوبكُم الطورس خذوا ما اتيناكُم بيقوة واسمعوا قالوا سمعنا وعصينا واشربوا في قلوبهم العجل بكفرهم قل يئسنا يا مكرميه ايمانكم ان كنتم مؤمنين ترجمہ اور اس وقت کو یاد کرو

جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا اور کوہ طور کو تم پر بلند کیا جو چیز کہ ہم نے تم کو دی ہے اسے قوت پکڑو اور سنو انھوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور سرکشی کی اور ان کے دلوں میں ان کے کفر کے سبب پھٹنے کی محبت پلائی گئی۔ اے محمد ان سے کہہ دے کہ وہ چیز بڑی ہے جس کے لیے تمہارا ایمان حکم دیتا ہے اگر تم مومن ہو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے کہتا ہے کہ تم اس وقت کو یاد کرو **وَإِذَا خذنا ميثاقكُم ورفعنا قلوبكُم الطورس** (جبکہ ہم نے تمہارے بزرگوں سے عہد لیا اور کوہ طور کو ان پر بلند کیا جبکہ انھوں نے یہ حرکت کی کہ موسیٰ جو دین خدا اور احکام الہی ان کے پاس لایا اور ان کو امر کیا کہ محمد اور علی اور ان کے جانشین تمام مخلوقات سے افضل ہیں تو وہ منکر ہو گئے **خذوا ما اتيناكُم بيقوة** اور ہم نے ان سے کہا تھا کہ یہ فرض جو ہم نے تم کو بھیجے میں ان کو اس وقت سے پکڑو جو ہم نے تم کو عطا کی ہے اور جس کے سبب تم کو صاحب مقدر کیا ہے اور اس کو تمہارے جسم میں مرکب کر کے تمہاری بیماریوں کو دور کر دیا ہے **واسمعوا** اور جو بات تم سے کہی جائے اور جو حکم تم کو دیا جائے اس کو سنو **قالوا سمعنا وعصينا** انھوں نے کہا کہ ہم نے تیرے قول کو سنا اور تیرے حکم کو نہ مانا یعنی انھوں نے بعد میں سرکشی کی یا اس وقت بھی وہ عصیاں اور نافرمانی کو پوشیدہ رکھتے تھے **واشربوا في قلوبهم العجل** بکفرهم اور ان کے دلوں میں گورالہ کی محبت ان کے کفر کے سبب پلائی گئی اور اس پانی کے پینے کا ان کو حکم ملا تھا تاکہ شناخت ہو جائے کہ کس نے اس کی عبادت کی ہے اور کس نے نہیں کی اور یہ حکم ان کو کفر کی وجہ سے ملا تھا **قل يئسنا يا مكرميه** اے محمد اے محمد ان سے کہہ دے کہ تمہارا یہ موسیٰ پر ایمان لانا جو تم کو حکم دیتا ہے کہ محمد اور علی اور ان کو اللہ کا جو ان دونوں کی اولاد میں ہیں انکار کرو وہ برا ہے **ان كنتم مؤمنين** اگر تم تورات موسیٰ پر ایمان رکھتے ہو لیکن پناہ بخدا تمہارا تورات پر ایمان لانا تم کو یہ حکم نہیں دیتا کہ محمد اور علی علیہما الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرو۔

اور امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو جو زمانہ آنحضرت میں موجود تھے ان کے بزرگان سلف کا حال یاد دلاتا ہے جو زمانہ موسیٰ میں گزریے میں کہ ہم نے ان سے محمد اور علی اور ان کی آل اطہار کے لیے جو خلقت کی خلافت کیلئے منتخب کئے گئے ہیں اور ان کے اصحاب و شیعوں کے لیے

ہوا کرتی ہے اور حضرت موسیٰ سے عرض کی اب ہم کیا کریں موسیٰ نے حکم دیا کہ تم خدا کے آگے سجدہ کرو، پہلا پنی پیشانیاں زمین پر رکھو پھر دائیں رخسارے بعد ازاں بائیں رخساروں کو خاک پر ملو، اور زبان سے کہو کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے سنا اور اطاعت کی اور قبول کیا اور اقرار کیا اور تسلیم کیا اور تیرے احکام پر راضی ہوئے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا سجدہ بھی کیا اور وہ کلمات بھی زبان سے کہے مگر اکثر لوگ کا ظاہری فعل ان کے ظہری فعل کے برخلاف تھا زبان سے تو اسی طرح کہتے تھے اور دل سے کہتے تھے ہم نے سنا اور نافرمانی کی جو زبان سے کہنے کے برخلاف تھا اور اپنے رخساروں کو جو زمین پر رکھا تو ان کا یہ فعل خدا کے سامنے عجز و انکسار اور اپنی خلاف درزی پر شرمساری اور ندامت کی عرض سے نہ تھا بلکہ مقصود تھا کہ دیکھیں پہاڑ ہم پر گرتا ہے یا نہیں پھر اسی مطلب کیلئے بائیں رخساروں کو خاک پر رکھا اور ان افعال کو اس طور پر بجا نہ لائے جس طرح ان کو حکم دیا گیا تھا یہ حال دیکھ کر جبریل نے موسیٰ سے عرض کی کہ ان میں سے اکثر آدمی خدا کے فرمانبردار ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ دنیا میں ان کے اس ظاہری اقرار کے سبب اس پہاڑ کو ان پر سے ہٹالوں کیونکہ خدا دنیا میں ان سے صرف ان کے ظاہری احوال کے موافق سلوک کرتا ہے تاکہ ان کے خون محفوظ اور یہ خود امن و امان میں رہیں اور آخرت میں ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہے کہ ان کے اعتقادوں اور دلی ارادوں پر ان کو عذاب دے گا۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ وہ پہاڑ دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا تو سر اسرور آبدار بن گیا اور اونچا ہوتے ہوتے آسمانوں کو چیر کر نکل گیا اور وہ برابر اس کو دیکھ رہے تھے۔ آخر کار ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں نظر کام نہ کرتی تھی اور وہ سر اٹکڑا آگ بن کر ان کے سامنے زمین پر گر پڑا اور اس کو پھاڑ کر بیچ میں گھس گیا اور نظروں سے غائب ہو گیا یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے یہ کیا بات ہے کہ پہاڑ کا ایک ٹکڑا تو موتی بن کر اوپر چڑھ گیا اور دوسرا ٹکڑا آگ بن کر زمین میں گھس گیا۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ جو ٹکڑا اوپر کو گیا ہے وہ آسمان پر پہنچا اور اس کو پھاڑ کر جنت میں جا شامل ہوا۔ اور اتنے گنا زیادہ کیا گیا کہ اس کے اضعاف (گنوں) کی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس سے اس کتاب (توریت) کے احکام پر واقعی اور حقیقی ایمان لانے والوں کے لیے بہشت میں محل و مکان اور مسکن اور عیالیاں تعمیر کی جائیں جن میں نواع و اقسام کی نعمتیں موجود ہوں جن کا پرہیزگار بندوں سے وعدہ کیا گیا ہے اور وہ

درخت اور باغ اور میوہات اور حسین حویلیں اور ہمیشہ رہنے والے لڑکے جو بچھے ہوئے موتیوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں اور جنت کی اور نعمتیں اور وہاں کے عجائب و غرائب اور نفیس چیزیں ہیں اور جو حکم از زمین پر اترتا تھا وہ اس کے طبقوں کو پھاڑتا ہوا چلا گیا اور ہم جن میں جا ملا اور خدا نے اس کو کہی گئی زیادہ کر دیا اور حکم دیا ہے کہ اس کتاب (توریت) کے احکام کو نہ ماننے والوں کے لیے محل حویلیاں، منزلیں اور مکانات اس سے تعمیر کئے جائیں جن میں سے ہر ایک میں قسم قسم کے عذاب موجود ہوں جن کا کافروں کے لیے وعدہ کیا گیا ہے مثلاً آگ کے دریا اور غسلیں (وہ پیپ حواہل دوزخ کے بدن سے رواں ہوگی) اور عساق (گندی پیپ) کے حوض اور پیپ اور خون اور زخموں کی پیپ کی نہریں اور شعلے جو گزریں ہاتھ میں لیے ہیں اور زقوم اور خریج کے درخت اور سانپ اور افعی بیڑیاں اور طوق اور زنجیریں اور تکلیفیں اور طرح طرح کی بلائیں اور عذاب جو وہاں مہیا کئے گئے ہیں۔

پھر رسول خدا نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ تم جو محمد اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کے فضائل مختصہ کا انکار کرتے تھے تو کیا تم کو عذاب و عقاب خدا سے بچاؤ کا کچھ خوف نہیں ہے۔

کسی نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین بنی اسرائیل میں سے جو لوگ ادا امر الہی کو قبول نہ کرتے تھے ان کے سروں پر یہ پہاڑ کا بلند گزرا حضرت موسیٰ کا ایک معجزہ تھا کیا آنحضرت سے بھی کوئی ایسا معجزہ ظہور میں آیا ہے جناب امیر نے فرمایا اے خدا کی قسم ہے جس نے اسکو نہ سچ پیغمبر کیا ہے کہ آدم سے لے کر حضرت محمدؐ تک جتنے پیغمبر گزرے ہیں ان میں سے کسی کو کوئی ایسا معجزہ نہیں دیا گیا جس کی مثل یا اس سے بہتر آنحضرت کو نہ دیا گیا ہو اور بیشک آنحضرت سے بھی ایک ایسا معجزہ مع اور نشانیوں کے ظہور میں آیا ہے اور اس کا قصہ اس طرح ہے کہ جب آنحضرت نے مکہ معظمہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور خدا کے منشا کو ظاہر فرمایا تو تمام اہل عرب نے حضرت کے لیے اپنی عداوت کے تیرکمانوں میں جوڑے اور ہر طرح سے آپ کے دفع کرنے کی تدبیریں عمل میں لائے آخر کار ایک دن ان کے قتل کا ارادہ کیا اور میں نے سب سے پہلے اسلام کو قبول کیا تھا اور دو شہنہ کے دن حضرت کی بیعت کی تھی اور گل کے دن آپ کے ہمراہ نماز پڑھی تھی اور سات برس تک میں اکیلا آپ کے ہمراہ نماز پڑھتا رہا یہاں تک کہ چند لوگ مسلمان ہوئے اور بعد ازاں حق تعالیٰ نے اپنے دین کی حمایت کی الغرض مشرکوں کی ایک قوم حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی۔ اے محمدؐ تو گمان کرتا ہے کہ میں رسول رب العالمین

ایسا ہے سلف کے عیالات کی نظر سے آنحضرت سے تیار ہوئے

ہوں اور پھر اس پر بھی راضی نہیں ہوتا یہاں تک کہ تو اپنے آپ کو سب پیغمبروں کا سردار اور سب سے افضل خیال کرتا ہے اگر تو نبی ہے تو جس طرح اور انبیائے گزشتہ کے تو معجزے بیان کرتا ہے خود بھی کوئی معجزہ دکھلا۔ جیسے تو کہتا ہے کہ نوح نے طوفان کا معجزہ دکھلایا کہ سب کفار تو غرق ہو گئے اور خود مومنوں سمیت کشتی میں بیٹھ کر نجات پا گیا اور جیسے تو نے ابراہیم کا ذکر کیا ہے کہ آگ اس پر پڑی ہو گئی اور وہ صحیح سلامت رہا اور موسیٰ کی نسبت خیال کرتا ہے کہ پہاڑ اس کے اصحاب کے سروں پر بلند کیا گیا یہاں تک کہ انھوں نے ذیل و خوار ہو کر اسکی دعوت قبول کی۔ اور عیسیٰ کی بابت کہتا ہے کہ وہ کھائی ہوئی چیزوں اور گھروں کے ذخیروں کی خبر دیا کرتا تھا اور ان مشرکوں کی چار ٹولیاں بن گئیں۔ ایک جماعت کہتی تھی کہ ہمارے لیے معجزہ نوح ظاہر کر اور دوسرا فرقہ کہتا تھا کہ ہم کو معجزہ موسیٰ دکھلا اور ایک فرقہ معجزہ ابراہیم کا طالب تھا اور ایک جماعت معجزہ عیسیٰ کی طلبگار تھی حضرت نے ان سب سے فرمایا کہ میں ظاہر کرنے والا ہوں اور ایک روشن نشانی کے تمھاری طرف آیا ہوں اور وہ قرآن ہے کہ تم اور دیگر امتیں اور تمام اہل عرب اس کے مقابلے سے عاجز ہیں حالانکہ وہ تمھاری ہی زبان اور لغت میں ہے پس وہ تم پر اور ان لوگوں پر جو تمھارے بعد ہونگے ظاہر نجات ہے اور اس کے سوا دیگر آیات کے لیے پروردگار سے سوال کرنا مجھ کو مناسب نہیں ہے پیغمبر کے لیے یہی ضروری ہے کہ اپنی سچائی کی حجت اور راستی کی آیت کے اقرار کریں اور ان کی طرف پیغام خدا کو ظاہر طور پر پہنچا دے اور یہ اس کا فرض نہیں ہے کہ حجت کے قائم کرنے کے بعد اپنے پروردگار سے ایسی درخواست کرے جو ایسے لوگ اس سے طلب کریں جن کو یہ خبر نہیں کہ یہاں اس درخواست میں کچھ بہتری کی صورت ہے یا خرابی کی اسی اثنا میں جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ اے محمد خدائے علی الاعلیٰ بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ میں بھی ان نشانیوں کو ان لوگوں کے واسطے ظاہر کروں گا اور یہ ان کا انکار کرنے کے برابر ہے جس کو خدا بچائے وہ محفوظ رہے گا لیکن میں تیری حجتوں کو تعداد میں بڑھا کر اور خوب واضح کر کے انھیں دکھلاؤں گا۔ اب تو ان لوگوں سے جو معجزہ نوح کے طالب ہیں کہ وہ ابوبیس کی طرف جائیں جب تم پانچ کوہ کے قریب پہنچو گے تو بہت جلد تم کو معجزہ نوح نظر آئے گا اور جب تم گرداب ہلاکت میں گھر جاؤ تو تم اس (علی) کو اور ان دو لڑکوں کو جو اسکے آگے ہونگے پکڑ لینا یعنی ان سے اپنی حفاظت طلب کرنا اور جو ذریعہ معجزہ ابراہیم کا

طالب ہے ان سے کہہ دے کہ کہہ کے باہر جہاں تمھارا جی چاہے چلے جاؤ وہیں آتش ابراہیم کا مشاہدہ کر لو گے اور جب تم بلا میں گرفتار ہو گے تو تم کو ہوا میں ایک عورت نظر آئے گی جو اپنی چادر کا پلہ لٹکائے ہوگی تم اس پلے کو تھام لینا اس طرح تم ہلاکت سے بچ جاؤ گے اور آگ تم سے ہٹ جائے گی اور تیسرے ذریعہ سے کہہ دے کہ تم کو جب وہاں سے نجات دے گا اور جو تمھے فریق سے جن کا سردار ابوجہل ہے کہہ دے چچا میر معجزہ تم کو وہاں سے نجات دے گا۔ تب ابوجہل ملعون نے ان تینوں فریقوں سے کہ تم میرے پاس رہو تاکہ ان تینوں کی خبریں تم کو معلوم ہوں اور جس معجزے کی تم نے درخواست کی ہے وہ ہمیں میرے سامنے ظہور میں آئے گا۔ تب ابوجہل ملعون نے ان تینوں فریقوں سے کہا کہ الگ الگ ہو کر اپنے اپنے مقام پر جاؤ تاکہ تم کو محمد کا جھوٹ معلوم ہو جائے۔ الغرض فریق اول کو ابوبیس کی طرف روانہ ہوا جب پہاڑ کے دامن میں پہنچے تو ان کے نیچے سے پانی کا چشمہ نکلنے لگا اور اوپر آسمان سے بغیر بادل کے مینہ برسنا شروع ہوا اور پانی کی یہ کثرت ہوئی کہ ان کے منہ تک پہنچ گیا اور ان کو بند کر دیا اور ناچار پہاڑ کی چوٹی پر ان کو پناہ لینا پڑی کیونکہ اس کے سوا اور کوئی صورت رہائی کی نظر نہ آئی جو ان پہاڑ پر چڑھتے تھے پانی اور اونچا ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ چوٹی پر جا پہنچے اور پانی نے ان کے منہ تک چڑھ کر ان کے سانس بند کر دیئے اور ان کو غرق ہونے کا یقین ہو گیا تھا کیونکہ مگر کی کوئی صوت نظر نہ آئی تھی ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ علی پہاڑ کی چوٹی کے اوپر سطح آب پر تشریف رکھتے ہیں اور ان کے دائیں اور بائیں ایک ایک لڑکا موجود ہے پس علی نے ان کو آواز دی کہ میرا دو دونوں لڑکوں میں سے جس کا چاہو ہاتھ پکڑ لو ان لوگوں کو جب اس کے سوا کوئی اور تجویز نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر کسی نے تو علی کا ہاتھ پکڑا اور کسی نے ایک لڑکے کا کسی نے دوسرے کا اور ان حضرات نے ان مشرکوں کو لیکر پہاڑ سے نیچے اترنا شروع کیا اور پانی بھی ان کے آگے سے اترتا جاتا تھا یہاں تک کہ انکو زمین پر پہنچا دیا اور پانی کچھ تو زمین میں داخل ہو گیا اور کچھ آسمان پر اڑ گیا اور وہ اپنی اصلی حالت میں زمین پر آئے۔ اس کے بعد علی ان کو لے کر رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ لوگ رو کر کہتے تھے کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ تمام پیغمبروں کے سردار اور تمام مخلوقات سے بہتر ہیں ہم نے طوفان نوح کی نظیر دیکھی اور ہم کو اس شخص (علی) نے اور دو بچوں نے جو اس کے ہمراہ تھے اور

اب نظر نہیں آتے اس طوفان سے نجات دی حضرت نے فرمایا وہ حسن اور حسین تھے جو عنقریب میرے
اس بھائی کے گھر پیدا ہوں گے اور وہ دونوں بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان
دونوں سے بہتر ہے۔ اے لوگو تم کو معلوم ہے کہ دنیا بحر عمیق ہے کہ اس میں خلق کثیر غرق ہو چکی ہے اور
اس سے نجات پانے کا سفینہ آل محمد ہے کہ وہ علی اور اس کے دونوں اطراف کے جو قوم نے دیکھے ہیں اور وہ
عنقریب پیدا ہونگے اور میری اہلبیت کے باقی افضل اور اکرم لوگ ہیں جو کوئی اس کشتی میں سوار
ہوگا وہ نجات پائے گا اور جو اس سے منحرف ہوگا وہ غرق ہوگا۔

بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ اسی طرح آخرت کے بہشت اور دوزخ سمندر کی مثل ہیں اور یہ
لوگ میری امت کی کشتیاں ہیں کہ اپنے دوستوں اور محبتوں کو جہنم سے پار لیا کر جنت میں پہنچا دیں گے
پھر ابوہبل سے فرمایا تو نے سنا ہے لوگ کیا کہتے ہیں وہ یولاہاں سنا اب دوسرے اور تیسرے فریق کا
منظر ہوں سی اشنا میں دوسرا فریق گریہ کرتا ہوا آیا اور وہ کہتے تھے کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ تمام
پیغمبروں کے سردار اور ساری مخلوقات سے افضل ہیں ہم آپ کے قول کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک دم
اور ہموار صحرا میں پہنچے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان شق ہوا اور اس میں سے آگ کی چنگاڑیاں گرنی
شروع ہوئیں اور زمین کو دیکھا کہ وہ شگافتہ ہوئی اور اس میں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے یہاں
تک کہ زمین آگ سے معمور ہو گئی اور ہم کو اس سے نہایت گرمی محسوس ہوئی۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت
پہنچی کہ شدت حرارت سے ہماری کھال کے جوش کھانے کی آوازیں ہمارے کانوں میں آنے لگیں
اور ہم کو یقین ہو گیا کہ جل جہنم ہو جائیں گے اور نہایت متعجب تھے کہ باوجود اس کثرت
کے وہ آگ ہمارے سروں تک نہیں پہنچی اسی اشنا میں یکایک ہوا میں ہمارے لیے ایک عورت
کا وجود بلند ہوا جس نے اپنی چادر کو لٹکا رکھا تھا پھر اس نے ایک پتے کو ہمارے قریب
کیا کہ وہ ہمارے ہاتھوں تک پہنچ گیا اور آسمان سے ایک منادی نے ندا دی کہ اگر نجات
چاہتے ہو تو چادر کی تاروں کو تھام لو۔ تب تو ہر ایک، ایک ایک تار میں لٹک گیا اور وہ عورت
ہم کو لے کر ہوا میں بلند ہوئی اور ہم آگ کی چنگاڑیوں اور اس کے شعلوں کو چہرتے ہوئے
مارے تھے مگر اس کے شرارے ہم کو محسوس نہ ہوتے تھے اور نہ اسکی چنگاڑیاں اور اسکی حرارت
ہم کو کچھ ایذا دیتی تھی اور نہ ہم اس چادر کی تاروں پر جن کو ہم تھامے ہوئے تھے بھاری معلوم

ہوتے تھے اور وہ تار باوجود پار یک ہونے کے ہمارے ہاتھ سے چھوٹتے تھے۔ الغرض اسی طرح
ہم کو اس آگ سے پار لگا دیا اور ہم سب کو اپنے اپنے گھر کے صحن میں یہ خیر و عاقبت اور صحیح سلامت
جا چھوڑا بعد ازاں ہم گھروں سے نکلے اور جمع ہو کر آپ کی طرف روانہ ہوئے اور ہم کو معلوم ہو
گیا کہ تیرے دین سے اور تجھ سے کہیں مفر نہیں ہے اور تو سب سے بہتر جاتے پناہ اور بعد خدا کے سب
سے عمدہ سہارا اور جاتے اعتماد ہے اور اپنے اقوال میں سچا اور اپنے افعال میں حکیم ہے۔ تب حضرت
نے ابوہبل سے فرمایا یہ دوسرا فریق ہے جس کو اللہ نے اپنی نشانیاں دکھائی ہیں۔ ابوہبل بولا میں
تیسرے فریق کو دیکھنے اور ان کی باتیں سننے کا منتظر ہوں۔ پھر حضرت نے اس دوسرے فریق سے
جبکہ وہ ایمان لے آئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس عورت کے ذریعے تمھاری فریاد رسی کی آیات کو
معلوم ہے کہ وہ کون عورت ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ نہیں ہم نہیں جانتے۔ فرمایا یہ میری بیٹی فاطمہ
ہے جو پیدا ہوگی اور وہ تمام زنان عالم کی سردار ہے جب پروردگار عالم قیامت کے دن تمام
انگلی اور پھلی خلقت کو محسوس کرے گا تو عرش کے تلے سے ایک منادی پروردگار ندا کرے گا۔ اے تمام
مخلوقات تم سب اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہ بنت محمد سیدۃ النساء العالمین پل صراط سے گزر
جائے تب تمام خلقت خدا آنکھیں بند کر لے گی اور فاطمہ صراط سے گزر جائے گی اور اس وقت
کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اپنی آنکھیں بند نہ کرے۔ مگر ہاں محمد علی حسن حسین اور ان کی اولاد
اطہار اپنی آنکھیں بند نہ کریں گے کیونکہ وہ اس کے محرم ہیں جب وہ جنت میں داخل ہو جائے گی۔
تو اس کی چادر صراط پر پھیلی ہوگی کہ اس کا ایک کنارہ جنت میں اس معصومہ کے ہاتھ میں ہوگا اور
دوسرا کنارہ میدان حشر میں۔ تب ایک منادی جانب پروردگار سے ندا کرے گا اے فاطمہ کے
محبو فاطمہ سیدۃ النساء العالمین کی چادر کے تاروں میں لٹک جاؤ یہ ندا سن کر فاطمہ کے سارے
محب اس چادر کے تاروں میں چپٹ جائیں گے اور وہ دو ہزار فیام سے بھی زیادہ ہوں گے انھوں
نے عرض کی یا رسول اللہ قیامت کتنے کا ہوتا ہے فرمایا دس لاکھ آدمیوں کا ایک فیام ہوتا ہے۔

بعد ازاں تیسرے فریق کے لوگ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور وہ کہتے تھے کہ ہم گواہی دیتے ہیں
کہ تو خدا کا رسول اور تمام مخلوقات کا سردار ہے اور علی تمام بیٹوں کے وصیوں سے افضل ہے اور
تیری آل جملہ انبیاء کی آل سے برتر ہے اور تیرے اصحاب تمام پیغمبروں کے اصحاب سے بہتر ہیں اور

تیری امت تمام پہلی امتوں سے افضل اور اکرم ہے اور ہم نے تیرے ایسے معجزے اور نشانیاں دکھیں جن سے ہم کو کسی طرح مقرر نہیں ہے حضرت نے ان سے فرمایا کہ تم نے کیا دیکھا انھوں نے عرض کی کہ ہم خانہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے آپ کا ذکر کر رہے تھے اور تیری خبروں اور تیرے آیت موسیٰ کی نظیر کے اپنے لیے دعویٰ کرنے پر ہنس رہے تھے اسی اثنا میں کعبہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بلند ہوا اور ہمارے سروں پر آ رہا اور ہم اپنی جگہ پر بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور ہم کو اتنا مقدور نہ ہوا کہ وہاں سے حرکت کریں۔ اتنے میں حضرت کا چچا امیر حمزہ وہاں آیا اور اس نیزے کی بھال سے جو آپ کے پاس ہے اس کو اٹھا لیا اور باوجود اس کے کہ وہ بہت بڑا تھا۔ اس کو نیزے پر تول کر ہوا میں ہمارے سروں پر اُونچا کئے رہا اور ہم سے کہا کہ کل جاؤ تب ہم اس کے نیچے سے نکلے پھر کہا کہ دور ہٹ جاؤ۔ ہم وہاں سے دور ہٹ گئے پھر حمزہ نے نیزے کی بھال کو اس کے نیچے سے نکالا اور وہ اتر کر اپنی اصلی جگہ پر جم گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر ہم مسلمان ہو گئے اور خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تب حضرت نے ابو جہل سے فرمایا۔ تیرے افرقہ بھی تیرے پاس آ گیا اور جو کچھ انھوں نے مشاہدہ کیا تھا تجھ سے بیان کیا۔ ابو جہل بولا کیا معلوم کہ یہ سچ کہتے ہیں یا جھوٹ۔ دراصل ایسا وقوع میں آیا ہے یا ان کو محض خیال ہی ہو گیا ہے۔ مگر ہاں میں نے جو تجھ سے معجزہ عیسیٰ ابن مریم کی درخواست کی ہے۔ اگر اس کو میں مشاہدہ کر لوں تو بیشک مجھ پر لازم ہو جائے گا کہ تجھ پر ایمان لاؤں ورنہ ان لوگوں کی تصدیق کرنی مجھ پر لازم نہیں ہے حضرت نے فرمایا اے ابو جہل اگر باوجود ان لوگوں کی کثرت اور تیرے عقل کے انکی تصدیق تجھ پر لازم نہیں ہے تو تو نے اپنے باپ دادا کی خوبیوں اور اپنے گزشتہ دشمنوں کی برائیوں کی کیونکر تصدیق کی اور جب ملک چین اور عرب اور شام کا ذکر کیا جاتا ہے تو کیونکر اسکی تصدیق کرتا ہے حالانکہ وہاں کے حالات کی خبر دینے والے ان معجزات کی خبر دینے والوں سے کم ہی ہونگے باوجودیکہ ان کیساتھ اور بہت ایسے لوگوں نے انکو مشاہدہ کیا ہے جو کبھی مبراطل پر مجتمع نہیں ہوتے جو وہ اکلین پورے ہائیکس کیا کوئی ان کے پاس سے ایسا شخص نہیں گزرا جو ان کی تکذیب کرتا اور انکے برخلاف بیان کرتا اے ابو جہل خبر دار ہو کہ ان میں سے ہر ایک فریق پر وہ معجزے جو انھوں نے مشاہدہ کئے ہیں حجت ہیں اور تو نے جو ان کے مشاہدوں کا ذکر سنا وہ تجھ پر حجت ہے۔

پھر فریق سوم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس حمزہ عم رسول اللہ کو محمد اور علی ابن ابی طالب کی

زیادتی محبت نے منازل رفیعہ اور درجات عالیہ پر پہنچایا ہے اور فضائل و محاسن کریمہ پر فائز کیا ہے دیکھو میرے چچا حمزہ نے جس طرح کعبہ کو تمھارے اوپر گرتے سے روکا اسی طرح قیامت کے دن اپنے محبوب کو جہنم کو دوزخ کرے گا۔ انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ کیونکر ہوگا۔ فرمایا کہ وہ قیامت کے دن اپنے محبوب کے ایک گروہ کثیر کو جنکی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں بل صراط کی طرف دیکھے گا کہ ان میں سے اکثر گنہگار ہونگے اور آتش جہنم کی دیواریں انکے سامنے عامل ہونگی اور انکو صراط پر گزر کر جنت میں جانے سے مانع ہونگی۔ تب وہ پکارے گئے کہ اے حمزہ تم دیکھتے ہو کہ ہم کس حالت میں ہیں اور حمزہ مجھ سے اور علی ابن ابی طالب سے کہیں گام دیکھتے ہو کہ میرے دوست کیونکر مجھ سے فریاد کر رہے ہیں۔ پس کر میں علی ابن ابی طالب سے کہو گا کہ اپنے چچا کی امداد کر کہ وہ اپنے دوستوں کی فریاد رسی کرے اور انکو آتش جہنم سے نجات دے۔ تب علی ابن ابی طالب وہ نیزہ جسکے ساتھ حمزہ دشمنان خدا سے جنگ کرتا ہے لیکر آئیگا اور اپنے چچا کو دے گا اس سے کہیگا کہ اے رسول خدا اور اسکے بھائی کے چچا اس اپنے نیزے کی مدد سے اپنے دوستوں سے جہنم کو پرے بٹھا جس طرح دنیا میں دوستانہ خدا سے دشمنان خدا کو ہٹایا کرتا تھا آخر کار حمزہ نیزہ لے کر اسکی بیٹی کو ان دیواروں پر رکھے گا جو اسکے دوستوں کو صراط پر سے گزرنے اور جنت میں داخل ہونے سے مانع ہونگی اور انکو ایسا دھکا دے گا کہ وہ پانچ سو برس کی راہ کے برابر ان سے پرے ہٹ جائیں گی پھر ان لوگوں سے جو دنیا میں اسکو دوست رکھتے تھے۔ کہے گا کہ صراط پر سے گزرو اور وہ صحیح سلامت اس پر سے گزریں گے کہ جہنم کی آگ اور دوزخ کے ہول اور اس کی دہشتیں ان سے دور اور نہایت بعید ہونگی اور فتح و ظفر اور کامیابی کے ساتھ جنت میں وارد ہوں گے۔

بعد ازاں حضرت نے ابو جہل سے فرمایا اس تیسرے فریق نے بھی آیات خدا اور معجزات رسول اللہ کو مشاہدہ کر لیا اب تیری درخواست باقی رہی ہے۔ بتا کو کسی نشانی دیکھنی منظور ہے۔ وہ بولا تو کہتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کھانی ہونی چیزوں اور گھر کے ذخیروں کا حال بتا دیا کرتا تھا۔ سو اب تو بتا کہ میں نے آج کیا کھایا ہے اور کیا اپنے گھر میں جمع کیا ہے اور چونکہ تو خیال کرتا ہے کہ خدا نے تجھ کو عیسیٰ ابن مریم پر وقت دی ہے اس لیے یہ بھی بتانا کہ میں نے کھانا کھا کر کیا کام کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں تجھ کو خبر دینگا کہ تو نے کیا کھایا ہے اور آج خدا تجھ کو تیری اس درخواست میں رسوا کرے گا کہ جو تو خدا پر ایمان لے آیا تو اس رسوائی سے تجھ کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا اور اگر تو نے اپنے کفر پر اصرار کیا تو دنیوی رسوائی پر آخرت کی

سُوائی زیادہ کی جائیگی جس سے اب تک تجھ کو رہائی نہ ہوگی ابوہل نے کہا میرے سوال کا جواب دے
 حضرت نے فرمایا اے ابوہل آج تو نے ایک فریبِ مرعی کہا ہے کہ اب کروانی تھی جب تو اس کو کھانے بیٹھا
 اور ہاتھ اسکی طرف بڑھایا تو تیرے بھائی ابوالمختری بن ہشام نے دروائے پر آکر آواز دی اور اندر آنے
 کی اجازت چاہی تجھ کو نخل کے سبب یہ خوف ہوا کہ کہیں وہ اس میں سے نہ کھالے اس لیے اس کو دامن
 کے نیچے چھپایا اور جب تک وہ نہ گیا دامن اُس پر سے نہ اٹھایا یہ سن کر ابوہل بولا اے محمدؐ تو نے جھوٹ
 کہا اس میں سے نہ کم نہ زیادہ کچھ بھی وقوع میں نہیں آیا اور نہ میں نے مرعی کھائی ہے اور نہ اس میں سے
 کچھ بچا کر کھا ہے خیر اب یہ بتا کہ کھانے کے بعد تیرے خیال میں میں نے کیا کیا حضرت نے فرمایا کہ تیرے
 پاس میں سو دینار تو اپنے تھے اور دس ہزار دینار لوگوں کے امانت تھے کسی کے تو تھے کسی کے دو سو کسی کے
 پانچ سو کسی کے سات سو اور کسی کے ہزار وغیرہ وغیرہ اور ہر ایک کا مال جدا جدا تھیلیوں میں ہے اور تو
 نے ان امانتوں میں خیانت کرنے کا ارادہ کیا ہے اور ان سب کو جواب دیدیا ہے اور کسی کو کچھ نہیں دیا اور
 اور آج جو مرعی تو نے کھائی ہے اس کا سینہ تو کھایا ہے اور باقی کو رکھ چھوڑا ہے اور اس تمام مال کو
 خیانت کر کے اور یہ سمجھ کر کہ اب یہ میرا ہو گیا ہے خوشی خوشی زمین میں دفن کر دیا ہے اور خدا کی تہمت تیری
 تہمت کے برخلاف ہے۔ ابوہل نے کہا اے محمدؐ یہ بات بھی تو نے سچ نہیں کہی اس میں سے نہ تھوڑا نہ
 بہت کچھ بھی نہیں ہوا اور میں نے کوئی چیز زمین میں دفن نہیں کی اور وہ دس ہزار دینار جو لوگوں کی امانتوں
 کے میرے پاس تھے ان کو چور لے گئے۔ حضرت نے فرمایا اے ابوہل میں یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں
 کرتا جو تو مجھ کو جھٹلاتا ہے۔ یہ جبریل امین موجود ہے اور خدا کی طرف سے یہ خبریں پہنچا رہا ہے اور
 اپنی شہادت کی صحت اور بات کی تحقیق اس کے ذمے ہے بعد ازاں حضرت نے جبریلؑ سے فرمایا اُس
 مرعی کو لا جس میں سے اس نے کھایا ہے ناگاہ وہ مرعی حضرت کے ڈیروں میں موجود ہوئی تب حضرت نے فرمایا
 اے ابوہل تو اس کو پہچانتا ہے وہ بولا نہیں ورمیں نے اس مرعی میں سے نہیں کھایا اور تو نے کچھ نہیں بتایا
 اور ایسی مرغیاں جن میں سے کچھ حصہ کھایا ہو دنیا میں بہت ہیں اسکی یہ تقریر سن کر حضرت نے فرمایا اے
 مرعی ابوہل نے مجھ کو جبریلؑ کے باب میں اور جبریلؑ کو پروردگارِ عالم کے بارے میں جھٹلایا ہے
 اب تو محمدؐ کی راستگوئی اور ابوہل کے جھوٹ کی شہادت دے۔ تب وہ مرعی قدرتِ خدا سے گویا ہوئی اور
 اس نے عرض کی اے محمدؐ میں شہادت دیتی ہوں کہ تو رسولِ رب العالمین اور سردارِ جمیع مخلوقات ہے

اور یہ ابوہل دشمن و معاند خداوند متعال ہے اور اس مردِ واقعی کا جو اس کو معلوم ہے انکار کرتا ہے میری
 اس طرف کو تو اس نے کھالی ہے اور باقی کو رکھ چھوڑا ہے اور تو نے اس کو اس حال کی خبر دی ہے
 اور مجھ کو اس کے سامنے حاضر کیا ہے۔ پھر اس نے اس مرعی تکذیب کی اس پر خدا کی اور تمام لعنت
 کو یہ والوں کی لعنت ہو کیونکہ یہ باوجود کافر ہونے کے نخیل بھی ہے جب اس کے بھائی نے اندر آنے
 کی اجازت چاہی تو اس ڈر سے کہ کہیں وہ مجھ میں سے کوئی لقمہ نہ کھالے مجھ کو دامن کے نیچے چھپایا
 پس اے رسولِ خداؐ تو تمام مخلوق سے زیادہ راست گو ہے اور ابوہل کا ذبِ مفتری اور ملعون ہے
 پھر حضرت نے ابوہل سے فرمایا کہ کیا تجھ کو یہ معجزہ کافی نہیں ہے۔ اب تو ایمان لانا کہ عذابِ خدا سے
 امن میں رہے۔ ابوہل نے جواب دیا کہ میں تو ان باتوں کو وہم و خیال سمجھتا ہوں حضرت نے فرمایا
 کہ کیا تو خود اس مرعی کو دیکھنے اور اس کی گفتگو سننے میں اور اپنے آپ کو اور تمام قریش اور اہل عرب
 کو دیکھنے اور ان کا کلام سننے میں کچھ فرق پاتا ہے وہ بولا کچھ نہیں فرمایا تو جو کچھ تو دیکھتا ہے اور اپنے
 حواس سے دریافت کرتا ہے وہ سب تخیلات ہیں بولا کہ وہ تو تخیلات نہیں حضرت نے
 فرمایا تو یہ بھی تخیل نہیں ورنہ یہ کیونکر صحیح ہوگا کہ تو دنیا میں کس چیز کو دیکھے اور اس پر اعتماد کرے
 بعد ازاں حضرت نے اس مرعی کی کھائی ہوئی جگہ پر اپنا ہاتھ پھیرا وہاں پہلے کی نسبت زیادہ تر
 گوشت پیدا ہو گیا پھر فرمایا اے ابوہل تو نے یہ معجزہ دیکھا؟ وہ بولا اے محمدؐ کچھ تو تم سے ہے
 اور اعتماد اور وثوق نہیں ہے۔ بعد ازاں حضرت نے جبریلؑ سے فرمایا کہ جو مال اس دشمن حق نے
 دفن کئے ہیں میرے سامنے لا۔ شاید کہ وہ ایمان لے آئے ناگاہ جن دس ہزار تین سو دیناروں
 کا حضرت نے اس سے ذکر کیا تھا ان کی تمام تھیلیاں حضرت کے سامنے آ موجود ہوئیں حضرت
 نے ابوہل کے سامنے ایک تھیلی اٹھا کر فرمایا کہ فلاں ابن فلاں کو بلا وہ حاضر ہوا۔ اور وہ
 اس تھیلی کا مالک تھا۔ حضرت نے اُس سے فرمایا لے یہ وہ تھیلی ہے جس میں ابوہل نے تیری
 خیانت کی تھی۔ یہ کہہ کر اُس کا مال اس کے حوالے کیا پھر ایک ایک کر کے سب کو بلا یا اور وہ دس ہزار
 دینار سب کے سب ان مالوں کے سپرد کئے اور ابوہل کو ان کے سامنے نہایت سُوا کیا اور تین سو دینار
 حضرت کے سامنے رہ گئے۔ تب اُس سے فرمایا کہ اب تو ایمان لا۔ تاکہ تیرے تین سو دینار تجھ کو مل
 جائیں اور اللہ تعالیٰ تیرے املاک میں برکت عطا کرے اور تو اہل قریش میں سب سے بڑھ کر

امیر اور مالدار ہو جائے وہ مردود ازل بولا کہ میں ایمان تو نہیں لاتا مگر ہاں اپنے دینار لے لیتا ہوں کہ وہ میرے ہی ہیں۔ جب وہ ملعون ان کے لینے کے لیے آگے بڑھا حضرت نے مرغی کو آواز دی کہ ابو جہل کو روک اور اس کو دینار نہ لینے دے اور اس کو پکڑ لے حضرت کا یہ ارشاد سننے ہی مرغی بھپٹی اور ابو جہل کو اپنے پنجوں میں پکڑ لیا اور اٹھا کر اونچا کیا اور لے جا کر اس کے گھر کے کوٹھے پر جا چھوڑا اور حضرت نے وہ دینار محتاج مومنوں کو بانٹ دیئے۔

بعد ازاں اپنے اصحاب سے فرمایا اے صحابہ اس معجزے کو پروردگار عالم نے ابو جہل کیلئے ظاہر فرمایا مگر وہ معاند ہی رہا اور ایمان نہ لایا اور یہ جانور جو زندہ ہوا ہے جنت کے پرندوں میں سے ہو گا اور وہاں اڑتا پھرے گا۔ اور جنت میں بہت سے پرندے اونٹنیوں جیسے ہیں کہ ان پر رنگارنگ کی دھاریاں اور چتیاں پائی جاتی ہیں اور وہ جنت کے آسمان و زمین کے مابین اڑتے پھرتے ہیں جب کوئی مومن محبت محمد و آل محمد ان میں سے کسی کو کھانا چاہتا ہے تو وہ پرندہ اپنے آپ کو اس محبت کے سامنے ڈال دیتا ہے اور اس کے پروبال سب الگ ہو جاتے ہیں اور صاف ہو جاتا ہے پھر بھن جاتا اور پختہ ہو جاتا ہے اس کی ایک جانب سے تو وہ خشک گوشت کھاتا ہے اور دوسری طرف سے بغیر آگ کے جھنسا ہوا تناول کرتا ہے جب اس مومن کی خواہش پوری ہو چکتی ہے اور وہ الحمد للہ رب العالمین کھتا ہے تو وہ پرندہ زندہ ہو کر اپنی اصلی حالت پر آ جاتا ہے اور وہاں اڑنے لگتا ہے اور جنت کے اور پرندوں پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے میری مانند اور کون ہو سکتا ہے کہ خدا کے دوست نے خدا کے حکم سے میرا گوشت کھایا ہے۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا اے لوگو تم ہمارے ساتھ ہمارے دوستوں کو بھی دوست رکھو یہ نبی ابن حارثہ اور اس کا بیٹا اسامہ ہمارے خاص دوستوں میں سے ہیں تم ان دونوں کو دوست رکھو۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ ان دونوں کی محبت تم کو نفع دیگی صحابہ نے عرض کی ان کی محبت کیونکر ہم کو نفع دے گی۔ فرمایا یہ دونوں قیامت کے دن اپنے دوستوں کی ایک جمعیت کثیر کو (جن کی تعداد بنی ربیعہ اور بنی مضر کے تمام قبیلوں سے زیادہ ہوگی) لے کر علیؑ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے برادر رسول خدا یہ لوگ رسول خدا اور تم کو دوست رکھتے ہیں تب علیؑ ان کے لیے صراط پر سے گزرنے کا حکم دینگے اور وہ صحیح سلامت اس پر سے گزر کر جنت میں داخل

صحیح زبیر ان حارثہ واسامہ

ہوں گے اور میری تمام امت میں سے کوئی شخص جنت میں نہ جائے گا جب تک کہ علیؑ اسکو صراط پر سے نہ گزرائیں اگر تم صحیح سلامت صراط پر سے گزرنا اور یہ خیر و خوبی جنت میں داخل ہونا چاہو تو محمد و آل محمد سے محبت رکھنے کے بعد ان کے دوستوں کو دوست رکھو۔ پھر اگر تم یہ چاہتے ہو کہ محمدؐ تمہارے برابر دمنازل کو خدا کے نزدیک بزرگ کر دے تو محمدؐ اور علیؑ کے شیعوں کو دوست رکھو اور اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کے ادا کرنے میں کوشش کرو۔ پس اے ہمارے شیعو اور محبتو! جب خدا تم کو جنت میں داخل کر دے گا تو وہاں ایک منادی ندا کرے گا کہ اے میرے بندو تم میری رحمت کے سبب جنت میں داخل ہوئے ہو۔ اب تم اس کو اپنے شیعیان محمدؐ و علیؑ کو دوست رکھنے اور برادران ایمانی کے حقوق کو ادا کرنے کے موافق باہم تقسیم کر لو۔ غرض ان میں سے جو کوئی ہمارے شیعوں کو محض برائے خدا زیادہ دوست رکھتا ہو گا۔ اور برادران ایمانی کے حقوق اس نے بوجہ احسن ادا کئے ہوں گے۔ اس کے درجات سب سے اعلیٰ ہوں گے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض کے سیرگاہ اور محل و مکان بعض کے محل و مکانات سے اس قدر بلند ہوں گے کہ ان میں ایک لاکھ برس کی راہ کا فاصلہ ہو گا۔

قوله عز وجل قل ان كانت لكم الدار الاخرة عند اللہ خالصه من دون النّاس فتمنوا الموت ان كنتم صادقين ولکن یتمنونہ ابدا ایستقامت یدبرنہم ط والله علیہم بالظالمین ولتجدنہم احرص الناس علی حیوة ط و من الذین اشرکوا ان یؤدوا اھدھم لویعمرہم الف سنۃ ج وما ہو بہز خزیجہ من العذاب ان یعمرو قف والله بصیر لکما یعملون ترجمہ : اے محمدؐ ان یہودیوں سے کہہ دے کہ اگر خانہ آخرت خدا کے نزدیک خاص تمہارے ہی واسطے ہے اور دوسرے آدمیوں کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے تو تم اگر اپنے اس قول میں سچے ہو تو مرنے کی خواہش کرو۔ حالانکہ وہ اپنے ان اعمال بد کے سبب جو انھوں نے آگے بھیجے ہیں کبھی مرنے کی آرزو نہ کریں گے اور ظالموں کو خوب طرح جانتا ہے اور البتہ تو ان (یہودیوں) کو تمام لوگوں اور مشرکوں سے زیادہ جینے کا حریص پائے گا۔ اور ان میں سے بعض یہ تمنا کرتے ہیں کہ ہزار برس کی عمر ہو۔ حالانکہ وہ بڑی عمر کا جینا ان کو عذاب خدا سے نہ چھڑائے گا۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔

اس لیے فرمایا وَ مَا هُوَ بِمُرْجَحٍ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يَجْعَلَ بَعْدَ ذَلِكَ خَدًا فَرَمَاتَا هِ
 وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ اور اللہ ان کے عملوں سے خوب واقف ہے اس لیے ان کو ان
 کے اعمال کے موافق جزا دے گا اور ان کے ساتھ عمل کرے گا اور کسی قسم کا ظلم نہ کرے گا۔
 امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب یہودی اس تمنا کے کرنے سے غافل ہو اور خدا ان کے
 عذروں کو قطع کر دیا تو ان میں سے ایک گروہ مخالفت اور عاجز ہو کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض
 کی اے محمد بس تو اور تیرے خالص مومن اور تیرا بھائی اور وصی علی جو ان کا سردار اور ان سے افضل ہے
 مستجاب الدعوات ہیں فرمایا ہاں وہ بولے اے محمد اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تیرا گمان ہے تو علی سے کہہ
 وہ ہمارے اس رئیس کے بیٹے کے لیے دعا کرے کہ وہ نہایت حسین شکل بزرگ اور وجہ جوان ہے
 اور اس کو برص اور جذام کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے اس لیے اس کو الگ کر دیا ہے اور کوئی اس کے
 نزدیک نہیں جاتا اور ایسا چھوڑا ہے کہ کوئی اس سے معاشرت نہیں کرتا نیز سے کی بچال پر
 رکھ کر اس کو روٹی دی جاتی ہے حضرت نے فرمایا اس کو یہاں لاؤ وہ جا کر اس کو لے آئے اور
 رسول خدا اور اصحاب نے دیکھا کہ اسکی شکل نہایت قبیح کر یہ اور بد صورت ہے پھر حضرت نے جناب
 امیر سے فرمایا اے ابوالحسن اس کے لیے صحت کی دعا کرو کیونکہ وہ قادر مطلق اسکے حق میں تمھاری دعا
 کو قبول فرمائے گا۔ جناب امیر نے اس کیلئے دعا کی ابھی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اس جوان کی
 تمام بیماریاں اور نقص جاتے رہے اور پہلے سے زیادہ حسین شکل چیل اور خوب صورت ہو گیا رسول
 خدا نے اس جوان سے فرمایا کہ اے جوان اس خدا پر ایمان لاجس نے تجھ کو اس بلا سے بے دربان سے
 نجات بخشی اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں ایمان لایا اور اس کا ایمان بہت اچھا ہوا۔ یہ حال
 دیکھ کر اس کا باپ بولا اے محمد تو نے مجھ پر ظلم کیا۔

(یہاں کی عبارت مفقود ہو گئی۔ مترجم)

اور عبادت خدا بجالاؤ تاکہ وہ تم کو توایہائے عظیم عطا فرمائے اور جہاد میں دشمنان خدا سے مقابلہ
 کر کے دنیا میں اپنی عمروں کو کم کر دتا کہ جنت کی دائمی نعمتوں میں آخرت کی عمر طویل کو حاصل کرو اور
 لازمی حقوق میں اپنے مال صرف کرو تاکہ جنت میں تمھاری دولت زیادہ ہو۔ حضرت کا یار شادیں کہ
 بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ جو ایسے بدن ضعیف ہیں ورم جہاد میں نہیں جاسکتے

مواظف و اصلاح آنحضرت

اور ہمارے مال بہت کم ہیں اور اہل و عیال کے خرچ سے کچھ بچت نہیں ہوتی فرمایا یہ ہم کیا کریں فرمایا تم کو دل
 اور زبان سے صدقے دیتے چاہئیں عرض کی وہ کیونکہ فرمایا دلوں میں خدا اور اسکے رسول محمد اور ولی خدا
 اور وصی رسول اللہ علی ابن ابی طالب اور دین خدا کے قیام کے چاہنے والوں اور ان کے شیعوں اور
 محبتوں اور اپنے دینی بھائیوں کی محبت رکھو اور گیند اور دشمنی کے اعتقادات سے انکو باز رکھو اور نیا دل
 سے خدا کا ذکر و جس کے وہ قابل ہے اور اس کے نبی محمد اور وصی علی اور اسکی آل اطہار پر درود بھیجا کرو
 ایسا کرنے سے خدا تم کو درجات عالیہ پر پہنچائے گا اور مراتب عظیمہ تم کو عطا فرمائے گا۔

قوله عز وجل قل من كان عدوا لالجبرئيل فانه نزلناه على قلبك يا ذين الله مقصد
 لتأبين يديه وهدي وتشرى لله مؤمنين من كان عدوا لله وملائكته ورسوله
 رسوله وجبرئيل وميكال فان الله عدو الكافرين ترجمہ اے محمد کہہ دے کہ جو کوئی
 جبرئیل کا دشمن ہے وہ اپنے غیظ و غضب میں مر جائے اس واسطے کہ اس نے خدا کے حکم سے
 اس (قرآن) کو تیرے دل پر نازل کیا ہے جو اپنے سے پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور
 مومنوں کو ہدایت کرنے والا اور خوشخبری دینے والا ہے جو کوئی کہ خاص خدا کا اور اس کے فرشتوں
 اور پیغمبروں اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہے وہ کافر ہے اور خدا کافروں کا دشمن ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 ان آیتوں میں یہودیوں کی مذمت بیان فرماتا ہے کہ وہ جبرئیل سے بغض رکھتے ہیں جو ان کے باب میں
 احکام خدا کو جن کو وہ مکر وہ جانتے تھے جاری کرتا تھا۔ نیز انکی اور ناصیبوں کی مذمت کرتا ہے کہ وہ
 جبرئیل و میکائیل اور دیگر فرشتگان خدا کے جو کفار کے مقابلہ میں علی ابن ابی طالب کی مدد کیلئے نازل
 ہوتے تھے اور وہ حضرت ان دشمنان خدا اور رسول کو اپنی شمشیر نبال سے ذلیل و خوار کرتے تھے۔ دشمن
 ہیں اور فرماتا ہے قل من كان عدوا لالجبرئيل اے محمد کہہ دے کہ جو یہودی جبرئیل کا دشمن ہے
 اس لیے کہ اس نے انبیال کو بخت نصر کے ماننے سے منع کیا جس کوئی قصور نہ نہایت ہوتا تھا یہاں تک کہ یہودیوں کے
 باپے میں جو حکم الہی ہو چکا تھا اس کا وقت پہنچ گیا اور جو کچھ اس کے علم میں پہلے گزر چکا تھا وہ ان پر وارد
 ہوا نیز جو کوئی باقی فرقات کفار اور نواصب دشمنان محمد و علی میں سے جبرئیل کا دشمن ہے اس واسطے کہ
 خدا نے اس کو علی کی مدد اور اپنے دشمنوں پر اسکو نصرت دینے کیلئے بھیجا اور جو کوئی جبرئیل کا اس لیے

اور میکائیل بائیں اور اسرافیل پیچھے اور ملک الموت آگے اور اللہ تعالیٰ جو عرش پر سے اپنی خوشنودی سے اس کی طرف نظر کرتا ہے اس کا ناصر و مددگار ہے۔ حضرت کا یہ ارشاد سن کر ایک ناصبی نے کہا کہ میں اللہ سے اور جبرئیل و میکائیل اور ان فرشتوں سے جو علی کے ہمراہ اس طور پر رہتے ہیں جیسے محمدؐ کہتا ہے بیزار ہوں۔ اس لیے خدا فرماتا ہے کہ جو کوئی علیؑ ابن ابی طالب کے تعصب کی راہ سے ان کا دشمن ہے قَاتَ اللّٰہُ عَدُوًّا لِّکَافِرِیۡنَ پس خدا بھی کافر کا دشمن ہے کہ ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کریگا جیسا دشمن دشمن سے کیا کرتا ہے کہ ان کو طرح طرح کے سخت عذاب و عقاب میں مبتلا کرے گا۔

اور ان دونوں آیتوں کے نزول کا باعث وہ قول بد ہے جو جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور دیگر فرشتوں کے باپ میں کہا گیا تھا اور ناصبیوں کا جو دشمنان خدا ہیں وہ قول ہے جو انھوں نے اس سے بھی بدتر خدا اور جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور دیگر فرشتگان خدا کی شان میں کہا تھا۔ ناصبیوں کے بدتر قول کا قصہ اس طرح ہے کہ حضرت ہمیشہ علیؑ کے فضائل مخصوصہ اور خدا داد شرفوں کو بیان کیا کرتے تھے اور ہر ایک کے ضمن میں فرمایا کرتے تھے کہ جبرئیلؑ امین نے خدا کی طرف سے مجھ کو اس امر سے مطلع کیا ہے بعض دفعہ فرماتے تھے کہ جبرئیلؑ اسکے دائیں ہے اور میکائیلؑ بائیں اور جبرئیلؑ میکائیلؑ پر فخر کرتا ہے کہ میں علیؑ کے دائیں ہوں اور تو بائیں اور دایاں بائیں سے افضل ہے جیسے دنیا کے کسی عظیم الشان بادشاہ کا دائیں بیٹھنے والا مصاحب بائیں طرف والے مصاحب پر فخر کیا کرتا ہے اور وہ دونوں اسرافیلؑ پر جو خدمت کے لیے پیچھے رہتا ہے اور ملک الموتؑ پر جو خدمت گزار کی کے لیے آگے رہتا ہے فخر کرتے ہیں کہ دایاں اور دایاں دونوں آگے اور پیچھے سے بہتر ہیں جس طرح بادشاہ کے مقربان خاص کو بادشاہ کے پاس زیادہ قرب ہو سکی وجہ سے دیگر حاشیہ نشینوں پر فخر ہوا کرتا ہے۔ اور آنحضرتؐ بعض وقت فرمایا کرتے تھے کہ خدا کے نزدیک وہ فرشتے سب فرشتوں سے افضل اور شریف ہیں جو علیؑ ابن ابی طالب کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہیں اور فرشتوں کا باہم ذکر قسم کھانا کیا یہ طریقہ ہے مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس نے محمدؐ مصطفیٰ کے بعد علیؑ کو تمام عالم پر شرف دیا ہے۔ اور بعض وقت ارشاد فرماتے تھے کہ آسمانوں کے فرشتے علیؑ ابن ابی طالب کی نیابت کے ایسے مشتاق رہتے ہیں جیسے مہربان ماں اپنے نیکو کار اور شفیق بیٹے کی مشتاق ہوتی ہے جو دن بیٹوں کے مرنے کے

بعد زندہ رہا جو حضرت کی یہ باتیں سن کر ناصبی کہا کرتے تھے کہ محمدؐ کتبک جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور دیگر فرشتوں کا ذکر کرتا رہیگا یہ سب علیؑ کی بڑائی اور اس کی شان بڑھانے کے واسطے ہے اور خدا تمام مخلوقات کو چھوڑ کر ایک علیؑ ہی کا ذکر کرتا ہے ہم ایسے پروردگار سے اور جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور دیگر فرشتوں سے بیزار ہیں جو محمدؐ کے بعد علیؑ کو سب سے افضل بتاتے ہیں اور ہم ان پیغمبروں سے بھی بیزار ہیں جو علیؑ کو محمدؐ کے بعد سب پر فضیلت دیتے ہیں۔

اور یہودیوں نے جو کہا تھا اس کا قصہ اس طرح ہے کہ جب آنحضرتؐ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہودی عنود جو دشمنان خدا تھے عبد اللہ ابن صوریہ کو لے کر حاضر خدمت ہوئے ابن صوریہ نے حضرت سے دریافت کیا اے محمدؐ تیری نیند کا کیا حال ہے کیونکہ ہم کو انیوالے نبی کی نیند کا حال معلوم ہے حضرت نے فرمایا میری آنکھیں تو سویا کرتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے۔ عبد اللہ نے کہا یہ سچ ہے اب یہ بتا کہ بچہ باپ سے بنتا ہے یا ماں سے فرمایا بڑیاں پٹھے اور رگیں تو باپ کی طرف سے ہوتی ہیں اور گوشت خون اور بال ماں کی طرف سے۔ وہ بولا درست ہے پھر عرض کی یا محمدؐ کیا سبب کہ بچہ کبھی تو چچا کے مشابہ ہوتا ہے اور ماموں سے ذرا بھی نہیں ملتا اور کبھی ماموں کے مشابہ ہوتا ہے اور چچا سے نہیں ملتا فرمایا دونوں میں سے جس کا پانی غالب آجاتا ہے اسکے مشابہ ہوجاتا ہے وہ بولا ٹھیک ہے پھر کہا کہ اے محمدؐ کیا وجہ ہے کہ بعض کے تو بچہ پیدا ہوتا ہے اور بعض کے نہیں فرمایا جبکہ لطف نرخی اور گدلا ہوجاتا ہے تو بچہ پیدا نہیں ہوتا اور جب لطف صاف ہوتا ہے تو بچہ پیدا ہوجاتا ہے پھر نے کہا کہ مجھ کو بتا تیل پروردگار کیا چیز ہے تب سورۃ توحید نازل ہوئی ابن صوریہ بولا کہ درست ہے اب ایک با باقی رہ گئی ہے اگر تو نے اس کا جواب درست دیا تو میں تجھ پر ایمان لاؤں گا اور تیری پیروی کروں گا یہ بتا کہ یہ احکام کو نسا فرشتہ خدا کی طرف سے تجھ کو پہنچاتا ہے فرمایا جبرئیلؑ وہ بولا کہ یہ تو فرشتوں میں ہمارا دشمن ہے جو قتال و جدال اور شدت اور جنگ کے مصائب لے کر نازل ہوتا ہے ہمارا ایلچی تو میکائیلؑ ہے جو خوشی اور آرام کو لے کر آتا ہے اگر میکائیلؑ فرشتہ تیرے پاس احکام خدا لے کر آیا کرتا تو ہم تجھ پر ایمان لے آتے میکائیلؑ تو ہماری سلطنت کو مضبوط کیا کرتا تھا اور جبرئیلؑ اس کو تباہ اور برباد کرتا تھا اس لیے وہ ہمارا دشمن ہے ابن صوریہ کا یہ کلام سن کر سلمانؑ فارسی علیہ الرحمۃ نے اس سے کہا کہ اس کی عداوت کی ابتدا کیونکر ہوئی اس نے جواب دیا کہ اے سلمانؑ ہاں اس نے بارہا

ابن صوریہ کا حضرت سے مسائل دریافت کرنا

نہا خود سلمانؑ ابن صوریہ

آل اطہار کی محبت پر قائم رہیں۔

بعد ازاں حضرت نے سلمانؓ سے فرمایا کہ اے سلمانؓ خدا نے تیرے قول کی تصدیق کی اور تیری رائے سے اتفاق کیا اور جبریلؑ خدا کی طرف سے بیان کرتا ہے کہ سلمانؓ اور مقدادؓ دو بھائی ہیں جو تیری اور تیرے بھائی اور وصی اور صفی علیؑ ابن ابی طالب کی خالص محبت رکھتے ہیں اور وہ دونوں تیرے اصحاب میں ایسے ہیں جیسے جبریلؑ اور میکائیلؑ فرشتوں میں جو کوئی ان میں سے کسی ایک سے دشمنی رکھتا ہے۔ وہ دونوں اس کے دشمن ہیں اور جو ان دونوں کو اور محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھے وہ دونوں بھی اس کو دوست رکھتے ہیں اور جو کوئی محمدؐ اور علیؑ اور ان کے دوستوں سے دشمنی رکھے اس کے یہ دونوں دشمن ہیں اور اگر اہل زمین سلمانؓ اور مقدادؓ کو اس طرح دوست رکھتے جیسے آسمانوں اور حجابوں اور کرسی اور عرش کے فرشتے دونوں کو ان کے محمدؐ و علیؑ سے خالص محبت کرنے اور ان کے دوستوں کو دوست رکھنے اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھنے کے باعث دوست رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی ایک کو بھی کسی قسم کا عذاب نہ دیتا۔

امام حسینؑ ابن علیؑ علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے سلمانؓ اور مقدادؓ کے باب میں ارشاد فرمایا تو مومن تو اس کو شکر نہایت خوش ہوئے اور ان کے مطیع و فرمانبردار ہوئے اور منافقوں کو نہایت ناگوار اور شاق گزرا اور دشمنی کرنے اور عیب بیان کرنے لگے اور کہا کہ محمدؐ بیگانوں کی تو مدح و ثنا کرتا ہے اور قرہ بیوں کو چھوڑ دیتا ہے نہ تو ان کی کچھ مدح کرتا ہے نہ ان کا کچھ ذکر کرتا ہے رفتہ رفتہ یہ خبر آنحضرتؐ کو بھی پہنچی حضرت نے فرمایا ان کو کیا ہو گیا خدا ان کو اپنی رحمت سے دور کرے اور یہ مسلمانوں کا بڑا چاہتے ہیں اور میرے اصحاب کو جو فضیلت کے دے حاصل ہوئے ہیں۔ وہ صرف محمدؐ کو اور میری اہلبیت کو دوست رکھنے کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں ورنہ میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس نے محمدؐ کو سچا پیغمبر بنا لیا ہے کہ تم ہرگز مومن نہ بنو گے جیتک محمدؐ اور اس کی آلؑ کو اپنی جانوں اور اہل و عیال اور زر و مال اور روتے زمین کی جمیع موجودات سے زیادہ دوست نہ رکھو گے بعد ازاں علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو پاس بلا کر سب کو اپنی عباتے قطوانی میں ڈھانپ لیا اور اس طرح دعا کی کہ اے خدا یہ پانچ تن ہیں اور چھٹا آدمی کوئی ان کیساتھ شریک نہیں ہے جو کوئی ان سے جنگ کرے میں بھی اس سے جنگ کروں گا اور جو ان سے صلح رکھے

علامت ہونے کے لئے عبادت جبریل کا نام میں اہل ہونا

میں بھی اس سے صلح رکھوں گا۔

جناب فاطمہ علیہا السلام نے روایت کی ہے کہ ام سلمہؓ نے اندر داخل ہونے کی نیت سے عبا کا ایک گوشہ اٹھایا مگر حضرت نے اس کو منع کر دیا اور فرمایا اے ام سلمہؓ تیرا یہ مقام نہیں ہے مگر ہاں تو یہاں بھی نیکی میں ہے اور آخرت میں بھی خیر کی طرف رجوع کریگی۔ یہ سن کر اس نے عبا کا گوشہ چھوڑ دیا اور جبریلؑ ان کے ہمراہ عبا میں تھا اس نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں چھٹا ہوں فرمایا ہاں بعد ازاں اس نے آسمان کی طرف پروانگی اور اللہ تعالیٰ نے کثرت الواس سے اس قدر اس کو منور کیا کہ ملائکہ نے اسکو شناخت نہ کیا یہاں تک کہ اس نے خود کہا کہ مبارک ہو مبارک ہو اب کون میرا ہمسر ہو سکتا ہے میں جبریلؑ ہوں اور محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ پختن اہلبیت میں چھٹا میں بھی شامل ہوں اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کو تمام فرشتگان ارضی و سماوی پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اس کے بعد حضرت نے حسنؑ کو دائیں پہلو میں اور حسینؑ کو بائیں پہلو میں بٹھایا پھر اس کو دائیں کندھے اور اس کو بائیں کندھے پر اٹھایا پھر دونوں کو زمین پر چھوڑ دیا اور وہ ایک دوسرے کی طرف چلے اور کشتی کرنے لگے۔ پس آنحضرتؐ یا ابا محمدؐ کہہ کر حسنؑ کو حوصلہ دلاتے تھے اور وہ حسینؑ پر غالب ہونے کو ہوتے تھے کہ حسینؑ کا حوصلہ ٹوٹ جاتا تھا۔ تب وہ بھائی کا مقابلہ کرتے تھے یہ حال دیکھ کر جناب سیدہ نے اس کی۔ اے بابا آپ بڑے کو چھوٹے پر دلیر کرتے ہیں حضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ یہ جبریلؑ اور میکائیلؑ دونوں موجود ہیں جب میں حسنؑ کو یا ابا محمدؐ کہتا ہوں تو یہ دونوں حسینؑ کو کہتے ہیں یا ابا عبد اللہ اسی لیے یہ دونوں مقابلے میں برابر رہے اور جب میں حسنؑ کو یا ابا محمدؐ اور جبریلؑ حسینؑ کو یا ابا عبد اللہ کہتے تھے تو ان میں اس قدر طاقت پیدا ہو جاتی تھی کہ اگر کوئی سا ان میں سے یہ ارادہ کرتا کہ زمین کو پہاڑوں۔ دریاؤں۔ ٹیلوں اور دیگر تمام اشیاء سمیت اٹھالے تو وہ اس کو اپنے بدن کے ایک بال سے بھی زیادہ ہلکی معلوم ہوتی اور یہ دونوں مقابلے میں اس لیے یکساں رہے کہ وہ باہم ایک دوسرے کی نظیر ہیں یہ دونوں میری آنکھوں کی خشکی اور میرے دل کے میوے ہیں یہ دونوں میری پٹھیکے سہائے ہیں یہ دونوں تمام اولین و آخرین اہل جنت کے جو انفل کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے اور ان

کے لئے کشتی زمین میں

پیش کیا انھوں نے انکار کیا حضرت نے ان سے فرمایا کہ تم میرے اور اپنے درمیان کس کو منصف بنانا چاہتے ہو وہ بولے کہ عبداللہ بن سلام کو۔ فرمایا وہ کون شخص ہے یہودیوں نے کہا کہ وہ ہمارا رئیس اور رئیس زادہ اور ہمارا سردار اور سردار زادہ اور عالم اور عالم زادہ اور ہمارا پرہیزگار اور پرہیزگار زادہ اور ہمارا زاہد اور زاہد زادہ ہے حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ کچھ پر ایمان لے آئے تو کیا تم رضامند ہو گے وہ بولے کہ اللہ نے اس سے اس کو بچایا ہے اور پھر اسی کو ذہرا یا تب حضرت نے عبداللہ کو حکم دیا کہ باہر آ کر جو کچھ خدا نے محمد کے باب میں تجھ پر ظاہر کیا ہے اس کو ان کے سامنے ظاہر کر وہ یہ کہتا ہوا باہر آیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں ہے اور وہ واحد اور لا شریک ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے جس کا ذکر تورات میں ہے۔ انجیل صحیفہ ابراہیم اور تمام کتب سماوی میں موجود ہے جن میں اسکی اور اسکے بھائی علی ابن ابی طالب کی طرف رہبری کی گئی ہے جب ان یہودیوں نے عبداللہ کی زبان سے یہ کلمات سنے تو کہنے لگے اے محمد یہ ہماری قوم کا سقیہ (بیوقوف) اور سقیہ زادہ اور شریہ اور شریہ زادہ اور فاسق اور فاسق زادہ اور جاہل اور جاہل زادہ ہے۔ ہم نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی نبوتیاں بیان کرنے کو مکروہ سمجھا تھا اس لیے تعریف کی تھی۔ عبداللہ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھ کو اسی بات کا خوف تھا پھر عبداللہ بن سلام کا اسلام بہت اچھا ہوا اور اس کو اپنے یہودی ہمسایوں سے سخت ایذا پہنچی۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ گرمی نہایت زور کی پڑ رہی تھی اور رسول خدا مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور بلال رض اذان سے فارغ ہو چکا تھا اور لوگ نماز میں مصروف تھے کہ ناگاہ عبداللہ ابن سلام وہاں آیا۔ حضرت نے جو اس کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ چہرہ متغیر ہے اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہیں فرمایا۔ اے عبداللہ کیا حال ہے عرض کی یا رسول اللہ یہودی میری ایذا رسانی پر آمادہ ہو گئے میرے ہمسایوں نے مجھ سے بدی کی اور جو سامان خانگی مجھ سے عاریتاً مانگ کر لے گئے تھے سب توڑ چھوڑ کر تلف کر دیا اور جو کوئی چیز میں نے ان سے عاریتاً مانگی وہ نہ دی پھر اسکے بعد جب ان کو تقویت ہو گئی تو سب نے جمع ہو کر صلاح کی اور قسمیں کھائیں کہ کوئی میرے پاس بیٹھے اور مجھ سے کسی قسم کی خرید و فروخت نہ کرے اور نہ کوئی صلاح مشورہ مجھ سے کرے اور نہ کوئی مجھ سے کلام کرے اور نہ مجھ سے میل جول رکھے اور یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ جو لوگ میرے مکان میں بھی

ذکر نزول آیہ انما ولیم
پارہ ۶
سورہ مائدہ
ع ۸

رہتے ہیں وہ بھی میرے اہل و عیال سے بات چیت نہیں کرتے اور میرے تمام ہمسائے یہودی ہیں اور مجھ کو ان سے کمال وحشت آتی ہے اور ان سے کسی قسم کا انس مجھ کو باقی نہ رہا اور میرے گھر اور حضرت کی مسجد اور گھر کے درمیان فاصلہ بڑا ہے اور میں ہر وقت حضرت کی مسجد اور گھر کی طرف آ نہیں سکتا اور میں ان سے نہایت دل تنگ ہوں۔
جب حضرت نے عبداللہ بن سلام کی یہ گفتگو سنی تو فوراً وہ حالت آپ پر طاری ہوئی جو تعظیم امر خدا کے باعث نزول وحی کے وقت ہوا کرتی تھی۔ بعد ازاں اس سے افاقہ ہوا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا وَلِيكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَوَدَّوْا النَّكَوٰةَ وَهُمْ رَاٰلِغُوْنَ هُمْ وَرَسُوْلَهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ہ یعنی تمہارا مالک اور حاکم صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اور نماز کو اس کے شرائط اور ارکان کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول اور مؤمنوں کو دوست رکھے وہ لشکر خدا میں شامل ہے اور بیشک اللہ کا لشکر ہی رستگاری اور فلاح پائے گا۔
حضرت نے فرمایا اے عبداللہ تمہارا ولی اور ناصر ان یہودیوں کے مقابلے میں جو تیری ایذا رسانی کے لیے ہیں صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ مؤمن ہیں جو صفات ذیل سے موصوف ہیں کہ نماز کو درست طور پر بخالاتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بعد ازاں ارشاد فرمایا اے عبداللہ جو شخص خدا اور اس کے رسول کو اور مومنین اور ان کے دوستوں کو دوست رکھے اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہو اور اپنی ضروریات و مہتمات میں اول خدا کی طرف رجوع کرے پھر انکی طرف لشکر خدا میں شامل ہے اور اس میں شک نہیں کہ خدا کا لشکر ہی یہودیوں اور دیگر کافروں پر غالب ہوگا اے عبداللہ عملگین مت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور یہ لوگ تیرے معین و مددگار ہیں اور وہ مشرور اعدا اور مکائد دشمنان کو تیرے سر سے مایکا بعد ازاں فرمایا اے عبداللہ خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان (یہودیوں) سے بہتر دوست تیرے لیے مقرر کئے کہ وہ اللہ اور اس کا رسول اور وہ مؤمن ہیں جو نماز کو درست طور پر ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ عبداللہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ لوگ کون ہیں جو آیۃ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا میں داخل ہیں اس وقت حضرت نے

ایک سال کو دیکھا اُس سے پوچھا کہ تجھ کو کسی نے کچھ دیا ہے اُس نے عرض کی کہ ہاں اس نماز پڑھنے والے نے اپنی انگلی سے مجھ کو اشارہ کیا کہ میری انگلی لے لے میں نے انگوٹھی لے لی جب میں نے انگوٹھی کو اور اُس نمازی کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ علی ابن ابی طالب کی انگوٹھی ہے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا اللہ اکبر میرے بعد تمھارا ولی ہے اور میرے پیچھے لوگوں کا مالک و مختار علی ابن ابی طالب ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس واقعہ کو غور سے عرصہ گزرتا تھا کہ عہد اللہ ابن سلام کا ایک پڑوسی بیمار ہوا اور بہت سخت بیمار ہوا کہہ باز بیچنے کی ضرورت پڑی اور عہد اللہ کے سوا اور کوئی اس کا خریدنا نہ تھا۔ اس طرح باہر سے کسی کو یہ اور ضرورت کے سبب اس کو بھی اپنا مکان فروخت کرنا پڑا۔ اس دن صبح کے بعد نماز پڑھی اور کسی نے نہ خریدتا۔ بعد ازاں عہد اللہ کے ہمساویوں میں گون بھی ایسا نہ تھا جس پر کوئی نہ لے سکتا۔ مصیبت نہ پڑی ہو اور اس کو اپنا مکان بیچنے کی ضرورت پیش نہ آئی ہو۔ رفتہ رفتہ وہ اس محلہ کا مالک ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اسکے دشمنوں کی تکلیف کر دی اور اس نے ان مکانوں میں مہاجرین کو آباد کر دیا اور وہ اس کے انیس و چالیس ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے مکر و فریب کو ان ہی کے گلے کا ہار کر دیا اور رسول خدا پر ایمان لانے اور علیؑ و آل اللہ کی دوستی اختیار کرنے کے سبب اسکی نبوی زندگی کو پاکیزہ کیا۔

قوله عز وجل **اَوْ كَلَّمَا عَاهَدُوا عٰهَدًا نَّبَذْنَا فِرْقَ مِّنْهُم بِلِ اَكْثَرِهِمْ**
اَلْيَوْمَ مَنُونًا ترجمہ : کیا ایسا ہی ہے کہ جب انھوں نے کامل طور پر عہد کیا تو ان میں سے ایک فریق نے ۳۱ کو توڑ ڈالا۔ بلکہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کو جن کے عہد کا پیمانہ دیکر آچکا ہے اور ان ناصیبوں کو جنھوں نے اس عہد کو جو ان سے لیا گیا تھا توڑ ڈالا تھا جو توڑنا ہی ہے اور فرماتا ہے **اَوْ كَلَّمَا عَاهَدُوا عٰهَدًا** کیا ایسا ہی ہے کہ جب انھوں نے عہد و امان کیا تھا کہ تم محمد کی اطاعت کریں گے اور اسکے بعد علیؑ کے ماتحت اور فرمانبردار رہیں گے اور اس کی حکومت کو تسلیم کریں گے **تَبَدَّلْنَا فِرْقَ مِّنْهُم** ان میں سے ایک فریق نے اس عہد کو توڑ ڈالا اور اس کی خلاف ورزی کی۔ اب خدا فرماتا ہے **بِلِ اَكْثَرِهِمْ اَلْيَوْمَ مَنُونًا**

بلکہ یہ اکثر یہودی اور نواصب ایمان نہ لائیں گے یعنی اپنی آئندہ زندگی میں کچھ رعایت ایمانی نہ کریں گے اور باوجود ان نشانیوں اور دلیلوں کے مشاہدہ کرتے کے توبہ نہ کریں گے

جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے اے بندگان خدا سے ڈرو اور اسکے رسولؐ نے جو حکم تم کو دیا ہے کہ خدا کو واحد جانو اور محمد رسول اللہ کی نبوت پر ایمان لاؤ اور علیؑ کی ولایت کے معتقد ہو اس پر شہادت قدم رنومہ اپنی نمازوں اور روزوں اور گزشتہ عبادتوں پر فریفتہ اور مغرور نہ ہونا کیونکہ اس عہد کی مخالفت کی صورت میں ان سے تم کو کچھ نفع نہ ہوگا ہاں جو کوئی اس عہد پر وفا کرے گا اس سے وفائی جائیگی یعنی اس کے اعمال کا اس کو پورا ثواب ملے گا بلکہ پروردگار عالم اپنے فضل و جلال سے اس پر فضل کریگا یعنی زیادہ عطا فرمائے گا اور جو کوئی اس عہد کو توڑے گا وہ اپنا ہی نقصان کریگا اور خدا اس سے انتقام لینے کا مختار ہے اور اعمال سے اسی حالت میں نفع ہوگا جبکہ خاتمہ بالخیر ہو۔

یہ وصیت تمام صحابہ کو اس وقت کی گئی تھی جبکہ حضرت غار میں تشریف لے گئے اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت پر وحی نازل کی کہ اے محمدؐ خدا نے بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرمایا ہے کہ ابو جہل اور رؤساء قریش نے تیرے قتل کی تجویز کی ہے اور تجھ کو امر فرمایا ہے کہ آج کی شب علیؑ کو اپنے بستر پر سلائے اور یہ فرمایا ہے کہ علیؑ کا درجہ تیرے نزدیک ایسا ہے جیسے ابراہیم خلیل اللہ کے نزدیک اسمعیل ذبیح اللہ کا زنبہ کہ وہ اپنی جان کو تیری جان پر سے فدا کرے گا اور اپنی روح کو تیری روح کی پسر بنائے گا نیز یہ حکم دیا ہے کہ ابو بکر کو اپنے ساتھ لے جا کہ اگر وہ تجھ سے مانوس ہوگا اور تیری اعانت کریگا اور اہل عہدوں اور اقراروں پر جو اُس نے تجھ سے کئے ہیں قائم رہے گا تو جنت میں تیرا رفیق اور اس کے غزوات میں تیرا خاص مصاحب ہوگا۔ الغرض حضرت نے علیؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ کیا تجھ کو منظور ہے کہ مجھے تلاش کریں اور میں نہ ملوں اور قتل جائے اور اس وقت شاید جاہل لوگ تجھ پر حملہ کریں اور تجھے قتل کر دیں جناب امیر نے عرض کی یا رسول اللہؐ مجھ کو بخوشی منظور ہے کہ میری روح آپکی روح کی پسر ہو اور میری جان آپ کی جان پر فدا ہو جائے بلکہ میں تو اس پر بھی راضی ہوں کہ میری جان اور روح حضرت کے کسی بھائی یا کسی قریبی رشتہ دار یا کسی جانور پر جس سے حضرت کو کچھ نفع ہو نثار کر دی جائے اور میں تو زندگی کو صرف حضرت کی خدمت اور آپ کے اوامر و نواہی میں استعمال کرنے اور

جناب کے دوستوں کی محبت اور آپ کے خالص احباب کی نصرت اور حضور کے دشمنوں سے جہاد کرنے کیلئے پسند کرتا ہوں اور اگر ایسا نہ ہو تو ایک ساعت بھی دنیا میں زندہ رہنا مجھ کو مطاوب نہیں ہے جناب امیر کا یہ کلام سن کر حضرت ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اے ابوالحسن! لوح محفوظ کے موکلوں نے تیری گنہگاروں کو مجھ سے بیان کی اور جو ثواب عظیم اور اجر جزیل اس گفتگو کے عوض خدا نے تیرے واسطے مقرر کیا ہے مجھ سے ذکر کیا اور وہ اس قدر ہے کہ نہ کسی نے کان سے سنا ہے اور نہ آنکھ سے دیکھا ہے اور نہ کبھی کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے۔

بعد ازاں حضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ آیا تو اس امر پر راضی ہے کہ میرے ساتھ ہے اور دشمن جس طرح میری تلاش میں ہوں اسی طرح تیری جستجو بھی کریں اور وہ تیری نسبت یہ معلوم کر لیں کہ تو ہی مجھ کو اس دعویٰ نبوت پر آمادہ کرتا ہے اس وجہ سے تجھ کو میرے باعث بہت سی تکلیفیں اٹھانی پڑیں اس نے جواب دیا یا رسول اللہ! اگر میں تمام دنیا کے برابر عمر پاؤں اور ہمیشہ سخت تر غذاؤں میں مبتلا رہوں اور مجھ کو نہ تو آرام کی موت نصیب ہو اور نہ کسی قسم کی راحت ملے اور یہ سب کچھ حضرت کی محبت میں ہوں تو میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ یہ نسبت اسکے کہ حضرت کی لقیقت میں مجھ کو تمام دنیا کی بادشاہی مل جائے اور میں عیش و عشرت سے زندگی بسر کروں یا رسول اللہ! میرے اہل و عیال اور اولاد سب آپ پر نثار ہیں حضرت نے اسکی یہ تقریر سن کر ارشاد فرمایا کہ خدا تیرے دل پر مطلع ہونے اور معلوم کرنے کے بعد اگر تیری زبان کے موافق تیرے دل کو پائے گا تو بیشک تجھ کو میرے لیے ایسا کر دیکھا جیسے جسم کے لیے کان۔ آنکھ اور سر اور جیسے بدن کے لیے جان جیسا کہ علیؑ بھی میرے نزدیک ایسا ہی ہے اور علیؑ اپنے فضائل مزیدہ اور خصائل شریفیہ کے باعث اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اے ابوبکر! جو کوئی خدا سے معاہدہ کرے اور پھر اسکو نہ توڑے اور اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کرے اور جس کے فضائل کو خدا نے ظاہر کیا ہے اس سے حسد نہ کرے کہ وہ شخص بہشت کی اعلیٰ منزل میں میرے ہمراہ ہوگا۔ اور جب تو خدا کے پسندیدہ طریق پر چلے گا اور بعد ازاں لیاطریق اختیار نہ کرے گا جو اس کے غضب اور ناخوشی کا باعث ہو اور اس پسندیدہ طریق پر اس سے وفا کر چکا ہوگا تو جب وہ قیامت کے دن تجھ کو مبعوث کرے گا تو تو ولایت خدا کا مستحق اور اس کی جنت میں ہماری مصاحبت اور مرافقت کا سزاوار ہوگا۔ پھر ارشاد فرمایا

اے ابوبکر! اوپر کو دیکھ جب اس نے کنارہائے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ آگ کے فرشتے آگ کے گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں آگ کے نیزے سنبھالے ہیں اور ہر ایک پکارتا ہے اے محمد! ہم کو حکم دیجئے کہ آپ کے دشمنوں کو ریزہ ریزہ کر ڈالیں پھر حضرت نے اس سے فرمایا اے ابوبکر! زمین پر کان لگا۔ جب اس نے زمین پر کان لگائے تو سنا کہ زمین پکارتی ہے یا محمد! مجھ کو اپنے دشمنوں پر حملہ کرنے کا حکم دیجئے تاکہ تمہیں کروں پھر فرمایا کہ پناہوں کی طرف کان لگا جب اس نے ادھر کان لگائے تو سنا کہ وہ پکارت رہے ہیں کہ یا محمد! ہم کو اجازت دیجئے تاکہ ہم آپ کے دشمنوں کو ہلاک کر ڈالیں۔ پھر فرمایا کہ دریاؤں کی طرف کان لگا اور دریا بوجھیں مارتے ہوئے اس کے سامنے آگے اور پکارتے تھے کہ یا محمد! ہم کو اپنے دشمنوں کے ہلاک کرنے کی اجازت عطا فرمائیے ہم بس و چشم تعمیل کریں گے بعد ازاں اس نے سنا کہ آسمان اور زمین اور دریا سب کے سب پکارت رہے ہیں کہ تیرے پروردگار نے تجھ کو غار میں چھپنے کا حکم اس لیے نہیں دیا ہے کہ تو ان کے مقابلے سے عاجز رہے بلکہ ان کی نسبت تیرے علم و عقل اور صبر و بردباری کا امتحان کرنا منظور ہے تاکہ اس کے خبیث اور پاکیزہ بندوں اور کینیزوں میں تمیز ہو جائے۔ اے محمد! جو کوئی تیرے عہد و پیمانہ کو پورا کرے گا وہ جنت میں تیرا رفیق ہوگا اور جو کوئی عہد شکنی کرے گا وہ اپنا ہی بگاڑیگا اور طبقات جہنم میں بلبس لعین کا ہم نشین ہوگا بعد ازاں حضرت نے علیؑ سے فرمایا۔ یا علیؑ! تو میرے لیے ایسا ہے جیسے جسم کے لیے کان۔ آنکھ اور سر اور جیسے بدن میں جان اور تو مجھ کو ایسا عزیز ہے جیسے پیاس کی بیماری والے شخص کو ٹھنڈا پانی۔ پھر فرمایا اے ابوالحسن! میری چادر اڑھ لے جب وہ کفار تیری طرف آئیں گے تو خدا اپنی توفیق کو تیرے شامل حال کرے گا اور اس سبب سے تو ان کے ہاتھ سے نجات پائیگا۔ آخر کار جب ابوجہل اور دیگر کفار تلواریں کھینچے وہاں آئے تو ابوجہل بولا کہ اسکو بے خبر سوتے کو مت مارو پہلے پتھر پھینک کر جگادو پھر قتل کرو تب انھوں نے بھاری بھاری پتھر نشانہ باندھ کر ادھر کو پھینکے جب ان کا فرد نے یہ حرکت کی تو جناب امیر نے اپنے سر پر سے کپڑا اتار کر فرمایا۔ یہ کیا کرتے ہو۔ جب ان مردودوں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ علیؑ سے یہ دیکھ کر ابوجہل لعین اپنے ہمراہیوں سے بولا تم نے دیکھا کہ محمد نے اسکو تو اپنی جگہ سلا دیا اور خود کچ کر کے لے گیا تاکہ ہم اس میں مشغول رہیں اور وہ نجات پا جائے۔ تم علیؑ کو کچھ نہ کہو کہ وہ اس کے فریب میں

آگیا ہے تاکہ یہ ہلاک ہو جائے اور محمد نجات پا جائے اور اگر یہ بات نہیں ہے تو وہ خود اپنی جگہ کو
 نہ سوچا جبکہ اس کے گمان کے موافق خدا اُس کا محافظ تھا۔ اس ملعون کی یہ بیہودہ تقریریں کرنا
 نے اُس سے فرمایا اے ابو جہل کیا یہ باتیں میری نسبت کہہ رہا ہے؟ ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ
 نے مجھ کو اتنی عقل عطا فرمائی ہے کہ اگر تمام دنیا کے احمقوں اور دیوانوں پر اس کو تقسیم کیا جائے تو وہ
 سب کے سب عقلمند ہو جائیں اور اُس نے مجھ کو اس قدر قوت عنایت کی ہے کہ اگر ساری دنیا کے
 ضعیفوں پر بانٹی جائے تو وہ سب قوی ہو جائیں اور اتنی شجاعت مرحمت فرمائی ہے کہ اگر اس کو
 تمام عالم کے بزدلوں پر تقسیم کریں تو سب شجاع ہو جائیں اور اس قدر علم مجھ کو عطا فرمایا ہے کہ اگر اس کو
 تمام بیغمان روزگار پر بانٹا جائے تو وہ سب علیم اور بزدبار ہو جائیں اور اگر حضرت نے مجھ کو حکم نہ دیا
 ہوتا کہ کسی قسم کا جھگڑا نہ کرنا۔ یہاں تک کہ تو مجھ سے ملاقات کرے۔ تو بیشک مجھ میں ورم میں بڑا
 جھگڑا ہوتا اور میں تم کو خوب طرح قتل کرتا۔ اے ابو جہل ولے ہو تجھ پر آسمان اور زمین اور دریاؤں
 اور پہاڑوں نے لاسے میں آنحضرت سے تمہاری ہلاکت کے لیے اجازت طلب کی۔ حضرت
 نے اجازت نہ دی بلکہ وہ تم سے رفق و مدارات کرتے ہیں تاکہ تم میں سے جس شخص کا ایمان لانا ظلم
 الہی میں گنہگار ہے وہ ایمان لے آئے اور مومن کا فر مردوں کی پشتوں اور کافر عورتوں کے
 رحموں سے نکلتے ہیں اور خدا تمہاری بچکنی کر کے ان (مومنوں) کو اپنی کرامت اور بخشش
 سے منقطع کرنا پسند نہیں کرتا۔ اگر یہ بات مد نظر نہ ہوتی تو تمہارا پروردگار تم کو ہلاک کر دیتا کیونکہ
 اللہ غنی اور بے پروا ہے اور تم فقیر و محتاج ہو۔ وہ تم کو مضر اور بے قرار کر کے اپنی اطاعت
 کی طرف نہیں بلاتا۔ بلکہ جس امر کی تم کو تکلیف دی ہے اس کا تم کو مقدور بھی دیا ہے اور
 تمہارے عذروں کو قطع کر دیا ہے۔ جناب امیر کی یہ تقریریں کرنا ابوالبحری ابن ہشام غضبناک ہوا
 اور تلوار لے کر حضرت پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ پہاڑ اس کی طرف بڑھے
 کہ اس پر آپڑیں اور زمین شق ہو گئی تاکہ اس ملعون کو نیچے لے جائے اور دریاؤں کی لہروں کو
 اپنی طرف آتے دیکھا کہ اس کو لے جا کر سمندر میں ڈال دیں اور آسمان نیچے کو اترا کہ اس پر گر
 پڑے یہ حال دیکھ کر تلوار اس شقی کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور لوگ
 اس کو اٹھا کر لے گئے۔ ابو جہل اپنے ہمراہیوں کو تسلی دینے اور ان پر اس امر کو مشتبہ

کرنے کی غرض سے کہنے لگا کہ اس پشیمان کا غلبہ ہو گیا ہے اس لیے اس پر غشی طاری ہو گئی
 ہے اور کچھ بات نہیں ہے۔

جب جناب امیر رسول خدا کی خدمت میں پہنچے تو حضرت نے فرمایا کہ اے علی! تو نے جو اس
 رات ابو جہل سے گفتگو کی اللہ تعالیٰ نے تمہاری آواز کو اوپر کی طرف بلند کیا اور اس کو جنت میں پہنچایا
 وہاں کے خزانچی اور حورانِ خوب رو اس آواز کو سن کر کہنے لگیں۔ یہ کون ہے جو ایسے وقت میں محمد کا تابع
 ہے جبکہ مردالوں نے اس کو جھٹلایا اور وطن سے نکال دیا۔ ان سے کہا گیا کہ یہ اس کا نائب
 ہے اور اس کے فرش پر سو رہا ہے تاکہ اپنی جان کو اس کی جان کی سپر بنائے اور اپنی روح کو
 اس کی روح پر فدا کرے۔ تب خازنانِ جنت نے عرض کی۔ اے پروردگار ہم کو اس کا خزانچی
 بنا اور خودوں نے عرض کی کہ اے خدا ہم کو اسکی بیویاں کر۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اس
 کے لیے اور اس کے برگزیدہ دوستوں اور محبتوں کے لیے ہو کہ وہ میرے حکم سے تم کو ان لوگوں
 پر تقسیم کرے گا۔ جن کی بہتری کو وہ خوب جانتا ہے۔ آیا تم رضامند ہو انھوں نے عرض کی کہ
 اے ہمارے پروردگار اور ہمارے سردار ہاں ہم خوش ہیں۔

قوله عز وجل ولما جاءهم رسول من عند الله مصدق لما عملت
 نبيد فريق من الذين آمنوا والكتاب اللہ وسراء ظلوا سرهم كانوا
 لا يعلمون واتبعوا ما تشاء الشيطان على ملك سليمان و كافر سليمان
 ولكن الشيطان كفر و اعلمون الناس لسحر و ما انزل على الملكتين
 بيابل هاروت و ماروت و ما يعلمين من احد حتى يقولوا انما نحن فتنه
 فلا تكفروا فيتعلمون مثلها ما يفرقون بين المرء و نروجه
 و ما هم بضارين به من احد الا باذن اللہ و يتعلمون ما ينصرونهم
 و لا ينفعهم و لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاق
 و ليس ما شروا به انفسهم لو كانوا يعلمون و لو اذلم امنوا و اتقوا
 لمتوية من عند اللہ خير ط لو كانوا يعلمون و تمم اور جب ان
 ان کے پاس خدا کی طرف سے رسول آیا جو اس چیز کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس ہے تو

اہل کتاب کے ایک فرقے نے کتاب خدا کو پس پشت ڈال دیا گویا وہ اس کو جانتے ہی نہیں ورا تھوں نے اس چیز کی متابعت کی جو شیاطین سلطنت سلیمان میں پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں ہی نے کفر کیا ہے کہ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور وہ اس چیز کی پیروی کرتے ہیں جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کی گئی تھی اور وہ دونوں فرشتے کسی شخص کو کچھ نہ سکھاتے تھے۔ جب تک کہ یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم صرف آزمائش کے واسطے ہیں تو کافر نہ ہو جانا۔ مگر وہ ان دونوں جادوؤں میں سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے تھے۔ حالانکہ وہ اس سے بے اذن خدا کسی کو کچھ نقصان نہ پہنچاتے تھے اور وہ چیز سیکھتے تھے جو ان کو نقصان پہنچاتے اور فائدہ نہ دے اور ان کو خوب معلوم تھا کہ جس نے اس کو خریدیا ہے اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور بیشک وہ چیز بہت بُری ہے جس کے عوض میں انھوں نے اپنی جاتوں کو بیچ ڈالا ہے۔ کاش وہ جانتے اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو خدا کے ہاں ضرور بہت اچھا ثواب ملتا کاش وہ جانتے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ کتنا جائز ہے ہم جو جب ان یہودیوں اور نصیبوں کے پاس جو حکم یہود میں ہیں رسولؐ میں سے کہنا کہ عِنْدَ اللّٰهِ خَدَاكِي مِنْ رَسُوْلِ عِيسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ الَّذِي اَتَىٰ بِاٰیٰتٍ كٰذِبٰتٍ اور ان کی اور ان کے دوستوں کی دوستی رکھنے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی کرنے کا واجب ہونا مندرج ہے اور وہ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعْلُوْمٌ اِسْ كِتَابِ كِي تَصْدِيقٌ كِرْتَابِ جَوَانِكِ پَسْ بِيْ نَبِيِّ ذَرِيْقٍ مِّنَ الَّذِيْنَ اَوْتُوْا الْكِتَابَ تَوَا اِہْلَ كِتَابِ مِیْنِ سِے اِہْ كِ ذَرِیْقِ نِے كِہْ وَہْ یٰہُودِیْ ہِیْنِ كِتَابِ اللّٰہِ وَرِیْآءِ ظَلْمُوْاہُمْ كِتَابِ خَدَا عِیْنِ تَوْرٰتِ اور دِیْگَرِ كِتَابِ اَنْبِیَا كُو اِپْنِیْ پِیْٹھُوْنِ كِے پِیْچھے ڈال دیا یعنی ان کے احكام پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت پر حسد کیا اور ان دونوں کے جو فضائل ان کو معلوم تھے ان کا انكار کیا كَانْتُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ انھوں نے ان فضائل کا انكار اور حضرت کی نبوت کا رد اس طور پر کیا کہ گویا ان کو معلوم ہی نہیں ہے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ حق ہے وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّیْطٰنُ عَلٰی مُلْكِ سُلَيْمٰنَ اور ان یہودیوں اور نصیبوں نے اس جادو کی پیروی کی جو شیاطین سلطنت سلیمان میں پڑھا کرتے تھے اور وہ یہ گمان کرتے تھے

کہ سلیمان نے سلطنت عظیم اسی جادو اور نیرنجات کی بدولت حاصل کی ہے پس ان شیطانوں نے اس جادو کے سبب ان کو کتاب خدا سے باز رکھا اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ جب ملکی یہودیوں اور نصیبوں نے جو الحاد میں یہودیوں کے ساتھ شریک ہیں سول خدا سے علی ابن ابی طالب کے فضائل سنے اور اس شخصت اور علی کے معجزات جو ان مردوں کی ہدایت کے لیے خدا نے ان دونوں حضرات کے ہاتھ پڑھا ہر کئے ہیں مشاہدہ کئے تو بعض یہود و نصیب بعضوں کے پاس جا کر کہنے لگے کہ محمدؐ فقط ایک طالب دنیا شخص ہے اور طرح طرح کے حیلے اور خرق عادات اور جادو اور نیرنجات جو اُسے سکھے ہیں اور ان میں سے بعض علیؑ کو بھی سکھا دیتے ہیں ان کو طلب دنیا کا ذریعہ بنایا ہے اس کا ارادہ یہ ہے کہ اپنی زندگی میں ہمارا بادشاہ بن جائے اور اپنے بعد علیؑ کے واسطے سلطنت کی بنیاد پختہ کر جائے اور یہ جو وہ کہتا ہے ذرا بھر خدا کی طرف سے نہیں ہے اور سب کچھ اسی کا ساختہ پر داختہ ہے تاکہ ہم پر اور خدا کے ضعیف بندوں پر اس جادو اور نیرنجات کو جو وہ استعمال کرتا ہے بستہ کر دے اور سب بڑا جادوگر سلیمان ابن داؤد تھا جو اپنے جادو کی بدولت تمام دنیا اور چین و انسل و ریشیا طین کا مالک ہو گیا تھا اور ہم بھی جب اس عمل سلیمان میں سے کچھ سیکھ لیں گے تو محمدؐ اور علیؑ کی سی عجیب عجیب باتیں ظاہر کرنے لگیں گے اور علیؑ کی پیروی کرنے سے بے پروا ہو جائیں گے پس اس وقت اللہ تعالیٰ تمام یہود و نصیب کی مذمت فرماتا ہے کہ انھوں نے کتاب خدا کو جو محمدؐ اور علیؑ کی ولایت کا حکم دیتی ہے اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا اور اس پر عمل نہ کیا اور اس سحر و نیرنجات کی پیروی کی جس کو کفار شیاطین سلیمان کی بادشاہی میں پڑھا کرتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ سلیمان نے اسی کی بدولت سلطنت حاصل کی ہے اور ہم بھی اس کے ذریعے سے عجائبات ظاہر کیا کریں گے۔ یہاں تک کہ لوگ ہمارے میٹھ اور پیرو ہو جائیں گے اور ہم علیؑ کی پیروی سے مستغنی ہو جائیں گے۔

نیز ان کا یہ بھی قول تھا کہ سلیمان کا فر اور جادوگر تھا اور جادو میں اُس کو بڑی مہارت تھی۔ جس کے باعث اتنی عظیم الشان سلطنت اس کو نصیب ہوئی تھی اور اس قدر طاقت اور قدرت پائی تھی۔ اس لیے حق تعالیٰ ان کی تردید میں فرماتا ہے وَكَافَرُوا سُلَيْمٰنَ اور سلیمان کا فر نہ تھا اور نہ وہ جادو کا استعمال کرتا تھا جیسا کہ یہ کفار کہتے ہیں وَكَيْفَ الشَّیْطٰنُ كَفَرُوْا یَعْلَمُوْنَ النَّاسَ السَّحْرَ بَلْ شِیْطٰنٌ ہِیْ كَافِرٌ ہِیْنِ۔ اس سبب سے کہ انھوں نے لوگوں کو وہ جادو سکھایا

جس کو وہ سلیمان کی طرف منسوب کرتے تھے۔ وَمَا أَنْزَلَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ
اور اس سبب سے (وہ شیاطین کا فرہیں) کہ انھوں نے لوگوں کو وہ چیز سکھائی جو شہر بابل میں دو
فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کی گئی تھی۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت نوح کے بعد جادو گروں اور مجربوں یعنی
تلیسمات کرنیوالوں کی بہت کثرت ہو گئی تھی۔ اس لیے حق تعالیٰ نے دو فرشتوں کو اس نمانہ کے پیغمبر کے
پاس بھیجا اور انھوں نے آکر جادو کرنے والوں کے جادو کرنے کی ترکیب بیان کی۔ پھر ان کے جادو کے
باطل کرنے اور ان کے فریب کے رد کرنے کے طریق کا ذکر کیا اور اس پیغمبر نے ان فرشتوں سے سیکھ کر حکم خدا سے
لوگوں کو سکھایا اور ان کو حکم دیا کہ اس کے ذریعہ جادو سے واقف ہو۔ اور اس کو باطل کرو اور تم خود کسی کو
جادو مت کرو۔ اور یہ تعلیم بعینہ ایسی ہے جیسے کوئی کسی کو بتلائے کہ دیکھو یہ چیز زہر ہے اور اس چیز سے
اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے پھر اس شاگرد کو جسے زہر کی تعلیم دی ہے کہا جاتے کہ جس کسی کو زہر چڑھا
دیکھو اس ترکیب سے اس کے اثر کو دور کرنا۔ اور خیر دار خود کسی کو زہر دے کہ ہلاک نہ کرنا اور اس پیغمبر نے
ان دونوں فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ دو آدمیوں کی صورت میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہوں اور جو کچھ اللہ
تعالیٰ نے انھیں سکھایا ہے لوگوں کو سکھادیں۔ اسی لیے خدا فرماتا ہے وَمَا يَعْلَمُونَ مِنْ
أَحَدٍ اور وہ دونوں فرشتے کسی شخص کو جادو اور اس کے باطل کرنے کا طریق نہ سکھاتے
تھے۔ حَتَّى يَقُولُوا إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ فِتْنَةً يَبْتَلِكُمْ وَأَنْ تَتَّبِعُوا سُلُوكَ الَّذِينَ كَفَرُوا
بندگان خدا کے لیے صرف امتحان اور آزمائش میں تاکہ وہ اس جادو اور اس کے باطل کرنے کی ترکیب
کے سیکھنے میں خدا کے بزرگ و بزرگی اطاعت کریں اور لوگوں کو جادو نہ کریں فَلَا تَنْكُرُوا عَلَيْهِمْ
نہ ہو جانا یعنی امور ذلیل کو اختیار کر کے کافر بن جانا کہ تو اس جادو کو استعمال کرے اور کسی کی
ضرر رسانی کے لیے ہو اور لوگوں کو اس امر کا معتقد کرے کہ میں اس جادو کے ذریعے سے زندہ کرتا ہوں
اور مارتا ہوں اور ایسے کام کرتا ہوں جن کے زہریلے خدا نے سزا اور کوئی قدرت نہیں رکھتا کیونکہ یہ سب
کفر کے کام ہیں فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمُرْتَدِّ وَالْمُؤْمِنِ پس طالبان
سحران دونوں قسم کے جادوؤں میں سے (کہ ایک تو وہ نیرجات تھے جو شیطانوں نے سلیمان کی سلطنت
میں لکھے تھے اور دوسرا وہ جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل ہوا تھا) وہ سحر

سیکھتے تھے جس کے ذریعے میں بیوی میں بدائی دلوادیتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو لوگوں کو ضرر
پہنچانے کے لیے جادو سیکھتے تھے کہ وہ طرح طرح کے حیوان اور چمغ اور یوں اور شکوک و شبہات ڈالنے
سے بدائی ڈوانے کے لیے سیکھتے تھے کبھی تو کچھ ذبح کرتے تھے اور کبھی کچھ عمل کرتے تھے تاکہ مرد کا دل
عورت کی طرف سے فاسد ہو جائے اور عورت کا دل مرد کی طرف سے اور آخر کار دونوں میں بدائی
ہو جائے پھر خدا فرماتا ہے وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ اور وہ لوگ جو اس
قسم کے جادو لو سیکھتے تھے وہ اس سے بے ادب نہ کسی کو کچھ ضرر پہنچاتے تھے۔ یعنی وہ
جلتشانہ ان کے اس فعل کو جانتا تھا مگر ان لوگوں کے سال پر چھوڑ رکھا تھا۔ کیونکہ اگر وہ چاہتا
تو ان کو زبردستی منع کر سکتا تھا بعد ازاں خدا فرماتا ہے وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ
اور وہ لوگ اس چیز کو سیکھتے تھے جو ان کو ضرر پہنچائے اور کچھ نفع دے۔ کیونکہ جب وہ اس جادو کو
اس غرض سے سیکھتے تھے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو جادو کریں اور ان کو ضرر پہنچائیں تو وہ حقیقت میں
وہ چیز سیکھتے تھے جو ان کے دین کو ضرر پہنچاتی تھی اور اس سے کسی قسم کا دینی فائدہ حاصل نہ ہوتا
تھا بلکہ اس کی بدولت وہ دین خدا سے خارج ہو جاتے تھے وَلَقَدْ عَلِمُوا الْمِنَ اسْتِثْرَا مَالَهُ
فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ اور بیشک اس جادو کے سیکھنے والے یہ بات جانتے تھے کہ جس شخص نے
اس جادو کو جس کے سیکھنے سے دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ اپنے دین کے عوض خریدے اس کو آخرت
میں ثواب جنت سے کچھ بھی حصہ نہ ملے گا۔ وَلَيْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ اور بیشک وہ چیز جس کے
عوض میں انھوں نے اپنی جانوں کو فروخت کر دیا ہے اور ان کو عذاب خدا میں مبتلا کیا ہے بُرَىٰ هِيَ
لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ہ کاش کہ ان کو یہ معلوم ہوتا کہ انھوں نے آخرت کو بیچ ڈالنے اور اپنے جنت کے
حصہ کو ترک کر دیا ہے۔ کیونکہ اس جادو کے سیکھنے والے وہی لوگ تھے جو خدا و رسول اور رزق قیامت کے
معتقد نہ تھے۔ اسی لیے خدا فرماتا ہے وَلَقَدْ عَلِمُوا الْمِنَ اسْتِثْرَا مَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ
کہ اس جادو کے خریداروں نے جان لیا تھا کہ ان کی عاقبت میں کچھ حصہ نہیں ہے کیونکہ وہ عاقبت کے
قائل ہی نہ تھے اس لیے وہ سمجھتے تھے جب آخرت نہیں ہے تو دنیا کے بعد کسی اور جگہ سے ہمارا کچھ حصہ
بھی نہیں ہے اور اگر آخرت ہے تو بھی کفر کے سبب اس میں ہمارا کچھ واسطہ نہیں ہے پھر خدا فرماتا ہے
وَلَيْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ وہ چیز بیشک بُرَىٰ هِيَ جس کے عوض انھوں نے اپنی جانوں کو

بیچ ڈالا یعنی دنیا کے عوض آخرت کو فروخت کیا اور اپنی جانوں کو عذابِ خدا کا گروہ بنا لیا۔ لَوْ
 كَانُوا يَعْلَمُونَ کاش ان کو معلوم ہوتا کہ انھوں نے عذابِ آخرت کے عوض اپنے نفسوں کو
 فروخت کیا ہے۔ لیکن ان کو یہ بات معلوم ہی نہیں ہے کیونکہ وہ عذابِ آخرت کو مانتے ہی نہیں ہیں
 یہ باعث ہے کہ انھوں نے دلائلِ الٰہی میں غور کرنا ترک کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ انھوں نے سمجھ لیا
 ہے کہ میں ان کو ان کے باطل اعتقاد رکھنے اور حق کے منکر ہونے پر عذابِ زندوں کا۔

ابو یعقوب اور ابوالحسن راویان تفسیر روایت کرتے ہیں کہ ہم نے امام حسن عسکریؑ
 والد ماجد قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ ہمارے ہاں ایک قوم یہ گمان کرتی
 ہے کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے ہیں جن کو خدا نے اُس وقت فرشتوں میں سے انتخاب کیا تھا جبکہ
 بنی آدم نہایت عاصی اور سرکش ہو گئے تھے اور ایک اور فرشتہ ان کے ہمراہ کر کے انکو دنیا میں بھیجا۔
 اور وہ دونوں زہرہ پر عاشق ہو گئے اور اس کے ساتھ زنا کرنے کا ارادہ کیا اور شراب پی اور ایک
 شخص کو بے گناہ قتل کر ڈالا اللہ تعالیٰ نے ان کو بابل میں عذاب میں مبتلا کیا ہے اور جادو گر ان سے
 جادو سیکھتے ہیں اور خدا نے اس عورت کو مسخ کر کے زہرہ ستارے کی صورت میں تبدیل کر دیا ہماری یہ
 بات سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا معاذ اللہ من ذلک میں اس قتل سے خدا کی پناہ مانگا ہوں
 بعد ازاں فرمایا فرشتگان الٰہی لطف خداوندی کے باعث خطاؤں سے معصوم اور کفر و فساد سے محفوظ
 ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے وصف قرآن میں اس طرح فرماتا ہے لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ
 وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ وہ خدا کے حکم سے کبھی سرکشی اور نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو
 دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں نیز فرماتا ہے وَ لَهُمْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ
 لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِمْ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَا يَفْتُرُونَ
 اور جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اسی کا ہے اور جو اشخاص کہ اسکے پاس ہیں یعنی فرشتے وہ اسکی
 عبادت سے انکار اور تکبر نہیں کرتے اور کبھی اس سے نہیں تھکتے رات دن تسبیح کرتے ہیں اور کبھی
 مستی انکو عارض نہیں ہوتی۔ ایک اور مقام پر فرشتوں کے باب میں فرمایا ہے بَلَدٍ عِبَادًا مُّكْرَمُونَ
 لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
 وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفَعُونَ بلکہ وہ (فرشتے) مکرّم اور

مُعَزِّزِينَ ہندے ہیں کہ بات کرنے میں خدا پر سبقت نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم سے کام کرتے ہیں
 خدا ان کے آگے اور پیچھے کی چیزوں کو جانتا ہے۔ وہ کسی کی شفاعت نہیں کرتے مگر ہاں اس شخص
 کی جس کے لیے خدا پسند کرے اور وہ اس کے خوف سے ڈرتے ہیں۔

بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ اگر ایسا ہی ہو جیسا کہ وہ لوگ بیان کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تو
 ان فرشتوں کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا اور وہ دنیا میں پیغمبروں اور اماموں کی طرح تھے کیا پیغمبروں اور
 اماموں سے بھی قتل نفس اور زنا کاری سرزد ہوا کرتی ہے اور یہ بات تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے دنیا کو کبھی کسی آدم زاد نبی یا امام سے خالی نہیں رکھا چنانچہ فرماتا ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
 إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرْآنِ اور ہم نے تجھ سے پہلے سوائے مردان بنی آدم کے
 اور کسی کو (ملاکہ وغیرہ میں سے) پیغمبر کر کے نہیں بھیجا کہ وہ اہل قرآن یعنی بستی والوں میں سے ہوتے
 تھے (نہ کہ صحرا نشین) اور ہم ان کی طرف وحی بھیجتے تھے (جیسا کہ تیری طرف بھیجتے ہیں۔ اس
 آیت میں اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ ہم نے فرشتوں کو زمین پر اس غرض سے نہیں بھیجا کہ وہ وہاں جا
 کر امام اور حاکم بنیں بلکہ وہ انبیاء کی طرف صرف ایچی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ راویان تفسیر بیان کرتے
 ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ اس بنا پر تو ابلیس بھی فرشتہ نہ ہوا فرمایا نہیں بلکہ وہ تو جن ہے چنانچہ خدا
 فرماتا ہے وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُْوا لِلآدَمِ فَسَجَدُوا إِلَّا ابْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ اور
 اے محمد اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ یہ حکم سننے ہی سب
 فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے جو جن تھا سجدہ نہ کیا پس یہ آیت ابلیس کے جن ہونے پر دال
 ہے اور جنوں کے باب میں خدا فرماتا ہے وَالْحَاقَاتُ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلِ مِنْ قَارِ السَّمُومِ اور
 ہم نے جان کو کہ وہ جنوں کا باپ ہے۔ آدم سے پہلے تیز آگ مساموں میں گھسنے والی
 بے دود سے پیدا کیا ہے۔

بعد ازاں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد ماجد نے مجھ سے اپنے آباء کرام علیہم السلام
 کی زبانی روایت کی ہے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو وہ آل محمد کو منتخب کیا
 اور پیغمبروں کو منتخب کیا اور ملائکہ مقررین کو منتخب کیا اور ان کو صرف اس بنا پر منتخب کیا ہے کہ اس
 کو معلوم تھا کہ ان سے کبھی کوئی ایسا امر سرزد نہ ہوگا جس کے باعث وہ اس کی ولایت سے

باب ۱۳ سورہ یوسف آیت ۱۵
 باب ۱۵ سورہ کہف آیت ۲۴
 باب ۱۳ سورہ یوسف آیت ۱۵

خارج ہو جائیں اور اس کی عصمت سے نکل کر عذاب خدا کے مستحقوں میں شامل ہوں۔
 راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ روایت میں مذکور ہے کہ جب آنحضرت نے علیؑ کی
 امامت پر نص کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی امامت کو آسمانوں میں لاکھوں فرشتوں کے سامنے پیش کیا
 اور انھوں نے اس سے انکار کیا اس لیے خدا نے ان کو مینڈک کی صورت میں مسخ کر دیا۔ یہ بات سن کر
 حضرت نے فرمایا معاذ اللہ یہ لوگ ہم پر جھوٹ باندھتے ہیں ملائکہ بھی خدا کے رسول ہیں۔ اس لیے وہ بھی
 ان پیغمبروں کی مانند ہیں جو خلقت کی طرف بھیجے گئے ہیں کیا ان پیغمبروں سے کفر الہی سرزد ہوتا ہے
 ہم نے عرض کی ہرگز نہیں۔ فرمایا پس فرشتوں کا یہی حال ہے اور ملائکہ کی شان عظیم اور ان کا
 درجہ نہایت جلیل ہے۔

قوله عز وجل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا لَوْ رَاعِينَا وَقُولُوا نُنظَرُ نَا
 وَاسْمَعُوا أَوْ لِكَا فِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ترجمہ : اے ایماندارو لفظ راعینا (ہماری
 رعایت کر) مت کہو اور اُنظُرنا (یعنی ہمارے احوال کو دیکھ) کہو اور دل سے سنو اور کافروں
 کے لیے عذاب دردناک ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ
 جب رسول خدا مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور مہاجرین و انصار کا آپ کے پاس ہجوم ہوا اور مسائل
 کی کثرت ہوئی اور ان لوگوں کا دستور تھا کہ حضرت سے نہایت ادب و ادب کیساتھ جو آپ کے
 شایاں تھا گفتگو کرتے تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
 آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ
 بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ اے ایماندارو
 اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز پر بلند مت کرو۔ اور بات کرنے میں اس سے بلند آواز سے ظلام نہ
 کرو جس طرح تم میں سے ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکارتا ہے۔ اگر ایسا کرو گے تو تمہارے
 اعمال ساقط ہو جائیں گے اور تمہیں کچھ بھی خبر نہ ہوگی اور آنحضرت ان کے حال پر نہایت رحم کرتے
 تھے اور بہت شفقت اور مہربانی سے پیش آتے تھے اور ان کے گناہوں کو زائل کرنے میں کوشش
 فرماتے رہتے تھے یہاں تک کہ اپنے مخاطبین میں سے ہر ایک کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور

اپنی آواز کو اس شخص کی آواز پر بلند کرتے تھے تاکہ خدا نے جو اس سے اعمال کے ساقط کرنے کا وعدہ
 کیا ہے وہ موقع اس سے زائل ہو جائے۔ یہاں تک کہ ایک دن آنحضرت دیوار کے پیچھے تشریف
 رکھتے تھے کہ ایک مرد اعرابی نے دوسری طرف سے چلا کر پکارا یا محمدؐ حضرت نے اس سے بھی زیادہ
 چلا کر جواب دیا تاکہ اپنی آواز کی بلندی کے باعث اعرابی گنہگار نہ ہو۔ اعرابی نے عرض کی اے محمدؐ فرمائیے
 تو یہ کب تک قبول ہوتی ہے۔ فرمایا اے اعرابی تو یہ کاروازہ بنی آدم کے لیے ہمیشہ کھلا ہے جیتنا
 کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع نہ کرے اور اسکی شاہد یہ آیت ہے کہ خذُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقْوَاهُ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ
 اَلَا إِنَّ تَأْتِيهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِي رَبُّكَ أَوْ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي
 بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ
 فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا هُوَ صَرفِ اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ فرشتے قبض روح کے لیے
 یا عذاب خدا لے کر ان کے پاس آئیں یا تیرے پروردگار کا حکم عذاب ان کے پاس آئے یا تیرے
 پروردگار کی بعض نشانیاں ان کے پاس آئیں جس دن کہ تیرے پروردگار کی بعض نشانیاں آئیں
 گی تو جو شخص کہ اس وقت سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا اس کو اس وقت کا ایمان لانا کچھ فائدہ
 نہ دے گا یا اگر پہلے سے ایمان تو لایا ہوگا مگر اس میں کچھ نیکی حاصل نہ کی ہوگی تو بھی اس کو
 اُس وقت کچھ نفع نہ ہوگا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ لفظ راعینا کو مسلمان آنحضرت سے گفتگو کرتے
 وقت استعمال کیا کرتے تھے اور اس کا مطلب یہ تھا کہ ہمارے احوال کی حفاظت اور رعایت
 کر اور ہماری باتیں سن جیسے ہم تیری باتیں سنتے ہیں اور یہودیوں کی زبان میں یہ لفظ ایک گالی
 تھی اور اس کے یہ معنی تھے اِسْمَعِ لَا اِسْمَعْتَ یعنی سن خدا تجھے نہ سناتے جب یہودیوں
 نے سنا کہ مسلمان حضرت سے باتیں کرتے وقت لفظ راعینا استعمال کرتے ہیں تو باہم کہنے لگے
 بھئی آج تک تو ہم محمدؐ کو چھپ چھپا کر گالیاں دیا کرتے تھے۔ آداب کھلم کھلا بڑا بھلا کہا کریں
 اُس وقت سے وہ بھی حضرت سے گفتگو کرتے ہوئے لفظ راعینا کہنے لگے اور اس سے گالی
 مُراد لیتے تھے سعد ابن معاذؓ انصاری نے ان کی یہ ناشائستہ حرکت معلوم کر لی اور
 ان سے کہا اے دشمنانِ خدا۔ خدا تم پر لعنت کرے میں دیکھتا ہوں کہ تم رسولِ خدا کو

پارہ ۸
 سورۃ انفعا
 ج ۲۰

درجہ سیدنا ابن معاذ

گالیاں دیتے ہو اور ہم کو اس شبہ میں ڈالتے ہو کہ ہم تمہاری طرح گفتگو کرتے ہیں خدا کی قسم اگر میں تم میں سے کسی کی زبان سے یہ لفظ سنا تو وہیں اُس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر میں آنحضرت کی نیابت میں امور امت کے بجالانے سے پہلے تم پر ہاتھ اٹھانا مکروہ نہ جانتا تو جس شخص کی زبان سے میں نے یہ لفظ سنا ہے اُس کو ضرور قتل کر ڈالتا جب سعد یہودیوں سے گفتگو کر رہا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت ذیل نازل فرمائی مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُخَرِّفُونَ الْكَلِمَةَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَ يَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَ اسْمَعُ غَيْرَ مُسْمِعٍ وَ رَاعِنَا لِيَا بَا لَسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِي الَّذِينَ وَلُوا أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَ اطعنا وَ اسْمَعُ وَ انظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ أَقْوَمَ وَ لَكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا بعض یہودی کلمات کو ان کی جگہوں سے بدل دیتے ہیں اور (عناد اور دشمنی کی راہ سے) کہتے ہیں کہ ہم نے تیری بات سنی اور تیرے حکم کی نافرمانی کی اور ہم سے وہ بات سن جو تیرے سننے کے قابل نہیں اور جس کو تو پسند نہیں کرتا لفظ راعنا جس کے معنی عربی میں ہماری رعایت کر رہیں اور عبرانی میں گالی ہے) اپنی زبانی کو موڑ کر اور دین میں طعن کی راہ سے کہتے ہیں اور اگر وہ سَمِعْنَا یعنی ہم نے سنا اور اطعنا یعنی ہم نے اطاعت کی اور اسْمَعُ یعنی ہماری بات سن اور انظُرْنَا یعنی ہمارے احوال کو دیکھ اور توقف کر کہ ہم تیرے کلام کو نہیں اور سمجھیں کہتے تو یہ ان کے لیے بیشک (اس معنی اور طعن سے) بہتر اور درست تر ہوتا لیکن خدا نے ان کے کفر اور عناد و تکبر کی وجہ سے ان پر لعنت کی ہے اور ان کو اپنی رحمت سے دور کیا ہے پس وہ تھوڑا سا ایمان لاتے ہیں (کہ بعض کتاب پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض نہیں اور یہ قابل شمار نہیں) نیز یہ آیت نازل فرمائی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا لَ إِيْمَانِ لَانِ وَالْوَحْشَتِ سَعِ كَفَرًا لَفْظًا رَاعِنًا مَت كَمَا كَرُو كِيُونَكُ يَهُودِيُوں مِيں سَعِ بُو مَتَّصَارِے دَشْمَن مِيں وَ هِ اس لَفْظِ سَعِ اِيك اِي سَالْفِظُ مُرَاد لِيْتِے مِيں حِس سَعِ وَ هِ رَسُوْلُ اللّٰهِ كُو اُوْر تَم كُو گَالِيَاں دِيْتِے مِيں وَ قُوْلُوْا اَنْظُرْنَا اُوْر رَاعِنَا كِي جگہ اَنْظُرْنَا (يعني ہمارے حال کو دیکھ) کہا کرو۔ کیونکہ اس میں وہ نقص نہیں ہے جو راعنا میں ہے اور اس لفظ (انظرنا) کو گالی میں شامل نہیں کر سکتے جیسا کہ راعنا کو کر سکتے ہیں وَ اسْمَعُوا اُوْر

جب رسول اللہ تم سے بات کرے اس کو سنا اور اطاعت کرو لئلا کافر بنو عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور کافروں یعنی یہودیوں اور رسول خدا کو گالیاں دینے والوں کے لیے عذاب دردناک ہے جو دنیا میں بھی اگر وہ پھر گالیاں دیں اور عاقبت میں ہمیشہ اس عذاب میں گرفتار رہیں گے۔ بعد ازاں رسول خدا نے فرمایا اے بندگانِ خدا یہ سعد ابن معاذ خدا کے نیکو کار بندوں میں سے ہے اُس نے اسکی خوشنودی کو اپنے یہودی قریبیوں اور دامادوں کی ناراضی پر پسند کیا ہے اور ان کو نیک کام کے بجالانے کا حکم دیا اور بڑے کام سے منع کیا اور محمد رسول اللہ اور علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کی خاطر اس بات پر غضبناک ہوا کہ ان دونوں سے اس طریق سے گفتگو کرنی چاہیے جو ان کی عزت و جلالت کے شایاں ہو۔ چونکہ اس نے محمد اور علی کی حمایت کی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اُس کا شکر گزار ہوا اور جنت میں اس کے لیے منازل کریمہ مقرر کئے اور ان منزلوں میں اس قدر بے شمار نفیس چیزیں اُس کے لیے مہیا کی ہیں کہ زبانیں نکا و صاف بیان نہیں کر سکتیں اور دل ان کا دہم و خیال بھی نہیں کر سکتے اور جنت میں اس کے دسترخوانوں کا ایک تار دنیا اور اس کے تمام سونے چاندی، جواہرات اور سب مالوں اور نعمتوں سے بہتر ہے اور جو کوئی جنت میں اس کا رفیق اور شریک بننا چاہے اس کو چاہیے کہ دوستوں اور رشتہ داروں کے غضب کا متحمل ہو اور رسول خدا کی خاطر غضب ناک ہو رضائے خدا کو ان پر مقدم کرے۔ اور جب دیکھے کہ حق چھوٹ گیا ہے اور باطل پر عمل ہو رہا ہے تو اُس کو دیکھ کر غضب ناک ہو۔ اور خبردار ایسی غلامیوں میں نہ پڑنا جو باوجود طاقت اور مقدر اور زوال تقیہ کے منافی حق ہوں۔ کیونکہ اس حالت میں حق تعالیٰ تمہارے کسی عذر کو قبول نہ کرے گا۔

اور زمانہ سابق میں خدا نے جبریل کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو جس کے باشندے کافر اور فاجر ہیں زمین میں دھنسا دے جبریل نے عرض کی کہ اے پروردگار آیا فلاں زاہد کے سوا سب کو زمین میں دھنسا دوں اور اس سوال سے یہ عرض بھی کہ اس زاہد کے باب میں جو حکم خدا ہو معلوم ہو جا تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل بلکہ اس کو ان سب پہلے زمین میں دھنسا جبریل نے عرض کی اے پروردگار اس کا باعث ارشاد فرمائیے وہ شخص تو زاہد اور عابد ہے فرمایا میں نے اس کو

طافت و قدرت عطا کی ہے پھر بھی وہ امر معروف اور نہی منکر عمل میں نہیں لاتا اور باوجود میرے ان پرغضب ناک ہونے کے یہ ان سے زیادہ محبت کرتا ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارا کیا حال ہوگا کہ ہم بڑے کاموں کو دیکھتے ہیں اور ان کے منع کرنے پر قادر نہیں ہیں حضرت نے فرمایا کہ تم ضرور امر معروف اور نہی منکر کرو۔ اور خدا سے لوگوں کو مطلع کرو۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے کسی فعل بد کو دیکھے اس کو چاہئے کہ اگر مقدور ہو تو ہاتھ سے منع کرے اور اگر نہ ہو سکے تو زبان سے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے نفرت کرے ایسی حالت میں اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ خدا کو اس کی نسبت یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اس فعل سے دلی نفرت اور کراہت رکھتا ہے۔

آخر کار جب سعد ابن معاذ بنی قریظہ کے تمام قبیلے کے قتل کے بعد انکی طرف سے مطمئن ہوا اور پھر کچھ عرصے کے بعد وفات پائی تو آنحضرت نے فرمایا۔ اے سعد خدا تجھ پر رحم کرے تو کا فرزند کے لیے میں اگلی نبی ہونی ہدی کی مانند تھا اگر تو زندہ رہتا تو گو سالہ کے نصب کرنے سے روکتا جس کو گو سالہ مویشی کی طرح بیفیتہ المسلمین یعنی مدینہ میں قائم کرنا چاہتے ہیں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ کے اس مدینہ میں بھی کوئی نوسالہ نسب کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا ہاں خدا کی قسم چاہتے ہیں اگر وہ زندہ رہتا تو بھی ان کی تدبیر کو جاری نہ ہونے دیتا اور وہ لوگ اپنی بعض تدبیروں کو جاری کریں گے بعد ازاں اللہ تعالیٰ ان کو باطل رہے گا صحابہ نے عرض کی فرمائیے وہ کیوں کر ہوگا فرمایا اس کو جانے دو یہاں تاں حق تعالیٰ کی تدبیر اس بات میں ظاہر ہو۔

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب سعد ابن معاذ نے رحلت کی اور آنحضرت نے تبوک کی طرف کوچ فرمایا تو منافقان اُمت محمدی نے ابو عامر راہب کو اپنا امیر اور رئیس بنایا اور اسکی بیعت کی اور مدینہ کے ٹوٹنے اور آنحضرت کی ذریت اور دیگر اہل و عیال اور آپ کے اصحاب کے بال بچوں کے قید کرنے کی صلاح کی اور یہ تجویز کی کہ آنحضرت کو تبوک کی راہ میں چھاپہ مار کر قتل کر ڈالیں مگر خدا نے حضرت کو بوجہ احسن محفوظ رکھا اور منافقوں کو نہایت رسوا اور ذلیل کیا اسی لیے آنحضرت نے فرمایا تھا کہ تم پہلی امتوں کے طریقوں پر چلو گے جیسے ایک بختی دوسری بختی کے اور تیر کا ایک پر دوسرے پر کے برابر ہوتا ہے اور بالکل ان کے مشابہ ہو جاوے گا یہاں تک کہ اگر وہ سو سمار کے سوراخ میں

گھسے ہوں گے تو تم بھی ضرور اس میں داخل ہو گے۔

حاضرین نے عرض کی اے فرزند رسول بیان فرمائیے وہ گو سالہ کون تھا اور وہ تدبیر کیا تھی۔ امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا بسو حضرت کو دومتہ الجندل کے بادشاہ کی طرف سے خبریں آئی تھیں اور وہ اس نواح میں ایک عظیم الشان سلطنت کا مالک تھا جو شام کے قریب تھی اور وہ حضرت کو ڈرایا کرتا تھا کہ میں مدینہ پر چڑھائی کر کے تیرے صحابہ کو قتل کرونگا اور ان کی بیگمنی کرونگا حضرت کے صحابہ اس سے نہایت خائف رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ہر روز بیس اصحاب نوبت بہ نوبت حضرت کی حفاظت کرتے تھے اور جب کوئی شخص چھینا چلا تا تو یہی خیال کرتے کہ وہ اس کی ہر اقل فوج کے سوار اور پیادے آپہنچے اور منافق لوگ بہت سی جھوٹی اور بد خبریں اُڑایا کرتے تھے اور حضرت کے اصحاب کو دوسوں اور خدشوں میں ڈالتے تھے اور کہتے تھے کہ اکیدر نے تمہارے منقلبے کے لیے اتنے لشکر اور اس قدر گھوڑے اور اتنا مال تیار کیا ہے اور اپنے پاس کے علاقوں میں منادی کرادی ہے کہ میں نے مدینہ کا تاخت و تاراج کرنا تمہارے لیے مباح کیا پھر ضعیف مسلمانوں کو بہکاتے تھے اور ان سے کہتے تھے بھلا محمد کے اصحاب اکیدر کے ہمراہیوں کا مقابلہ کہاں کر سکتے ہیں اور وہ عنقریب مدینہ کی طرف آنے والا ہے تاکہ مردوں کو قتل کرے اور بچوں اور عورتوں کو قید کر کے لے جائے آخر کار منافقوں کی ان باتوں سے مومنوں کو سخت ایذا پہنچی اور انھوں نے آنحضرت سے اپنے رنج و الم کی شکایت کی۔ بعد ازاں منافقوں نے متفق ہو کر ابو عامر راہب سے جس کو حضرت نے فاسق کے نام سے نامزد کیا تھا بیعت کر لی اور اس کو اپنا سردار بنایا اور اسکی اطاعت اپنے اوپر لازم کی اس نے ان سے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں مدینہ سے کہیں باہر چلا جاؤں تاکہ میں شہادت سے محفوظ رہوں۔ یہاں تک کہ تمہاری تدبیر کمال ہو جائے نیز انھوں نے دومتہ الجندل میں اکیدر کو لکھ بھیجا کہ مدینہ پر چڑھائی کرے اور ہم تیری مدد کریں گے اور ان کی بیخ کنی کر دیں گے جب منافقین یہ سب تجویزیں کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت کو وحی کے ذریعہ ان کی تمام تجویزوں سے مطلع کیا اور حکم دیا کہ تبوک کی طرف کوچ کرے۔ اس سے پہلے جب آنحضرت کسی جہاد کو تشریف لے جاتے تھے تو جہاں کا ارادہ ہوتا تھا اس کے سوا اور مقام کا ذکر ہوا کرتا تھا اور اس کو پوشیدہ رکھا جاتا تھا۔ مگر اس موقع پر اپنے ارادے کو ظاہر فرمایا اور اس کے لیے سامان و اسباب مہیا

تکلیف دی گئی تھی اسی طرح تم بھی تنہا ان کافروں اور منافقوں سے معارضہ کرو اور تمہاری ہیبت اور رعب سے منافق لوگ مسلمانوں پر کسی قسم کی دست درازی نہ کر سکیں گے۔ الغرض جب آنحضرتؐ تبوک کی طرف روانہ ہوئے اور علیؑ مشایعت کے لیے ہمراہ گئے تو منافق باہم ذکر کرنے لگے کہ محمدؐ ناراضی اور ملال کی وجہ سے علیؑ کو مدینہ میں چھوڑ گیا ہے اور یہاں چھوڑ جانے سے اس کا یہی منشا ہے کہ ہم چھاپا مار کر اس کو قتل کر ڈالیں اور لڑکر ہلاک کر دیں جب یہ خبر حضرتؐ کو پہنچی تو جناب امیر نے عرض کی یا رسول اللہؐ آپ سنتے ہیں کہ یہ منافق کیا کہتے ہیں حضرت نے فرمایا یا علیؑ کیا یہ بات تجھ کو کافی نہیں ہے کہ تو میری آنکھ کی پتلی اور بینائی کے زور اور جسم میں روح کی مانند ہے۔ بعد ازاں حضرتؐ اپنے اصحاب سمیت روانہ ہوئے اور علیؑ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام چھوڑا جب کبھی منافق لوگ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی کوئی تدبیر کرتے تھے تو جناب امیرؓ خبر گیری سے ڈرتے تھے اور خوف کرتے تھے کہ اس کے ساتھ ہمارے مقابلے پر اور لوگ ایسے نہ کھڑے ہو جائیں جو ہم کو اس امر سے باز رکھیں اور باہم ذکر کرتے تھے کہ محمدؐ کا یہ آخری سفر ہے اور وہ اس لڑائی سے واپس نہ آئیگا۔

آخر کار جب آنحضرتؐ اور ایدر کے درمیان ایک منزل کا فاصلہ رہا تو اس دن شام کے وقت حضرت نے زبیر بن عوام اور سماک بن غراشہ سے فرمایا کہ تم دونوں بیس مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لیکر ایدر کے محل کے دروازے کی طرف جاؤ اور اس کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ زبیر نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہم اسکو کیونکر پکڑ لائیں حالانکہ اسکے ہمراہ جو لشکر ہے اس کا حال حضرتؐ کو معلوم ہے اور علاوہ چشم کے ہزار یا کچھ کم نوٹھی غلام اور خدمتگاہیں حضرتؐ نے فرمایا کسی تدبیر اور جیل سے گرفتار کر لینا انھوں نے عرض کی یا حضرتؐ ہم کیا تدبیر کر سکتے ہیں اول تو رات چاندنی ہے دوسرے ہمارا راستہ ہموار زمین میں ہے بھلا ہم اس میدان میں کیونکر نظروں سے پوشیدہ ہو سکتے ہیں فرمایا آیتام چاہتے ہو کہ خدا تم کو ان کی نظروں سے پوشیدہ رکھے اور چلتے وقت تمہارا سایہ نہ ہو اور تمہارے جسم ایسے روشن ہو جائیں کہ چاندنی میں اور ان میں ذرا بھرتیز نہ ہو سکے انھوں نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہؐ ایسا ہی چاہتے ہیں فرمایا تم دونوں پر لازم ہے کہ محمدؐ آل محمدؐ پر درود بھیجو اور یہ اعتقاد رکھو کہ علیؑ ابن ابی طالب میری تمام آل اطہار سے افضل ہے اور اے زبیر

خاص کر تو اس امر کا معتقد ہو کہ علیؑ جس قوم میں موجود ہو ان کی سرداری اور ولایت کا سب سے زیادہ وہی حقدار ہے اور کسی کو اس پر بیعت کرنی جائز نہیں ہے جب تم دونوں یہ عمل کرو گے اور اس کے محل کی دیوار کے سائے تلے پہنچو گے تو اللہ تعالیٰ ہر نوں اور پہاڑی بکریوں کو اس کے دروازے کی طرف بھیجے گا اور وہ دروازے پر اپنے سینگوں کو گرگیں گے جب ان وحشی جانوروں کی آوازیں اسکے کان میں پہنچیں گی تو وہ کہے گا کہ کوئی شخص جا کر ان جانوروں کو میرے لیے شکار کرائے۔ اسکی بیوی اس کو منع کرے گی اور کہے گی کہ خبردار اس وقت باہر نہ نکلنا کیونکہ محمدؐ ہمارے قلعہ کے پاس اترے ہوا ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس نے اپنے کچھ ہمراہیوں کو ادھر نہ بھیجا ہو کہ کسی تدبیر سے تجھ کو گرفتار کر لیں وہ جو اب دے گا کہ اس وقت لشکر سے جدا ہونے کی کون خبر آت کر سکتا ہے کیونکہ اس چاندنی رات میں ہمارے آدمی اسکو دوہری سے آنا دیکھ لیں گے اور اس وقت تمام علم روشن ہو رہا ہے اور یہاں کوئی نہیں ہے اور بالفرض اگر کوئی آدمی ہمارے محل کے سایہ میں ہوتا بھی تو یہ وحشی اس کو دیکھ کر بھاگ جاتے۔ آخر کار وہ ہر نوں اور بکریوں کے شکار کے لیے قلعہ سے نیچے اترے گا اور وہ جانور اس کے سامنے سے بھاگ جائیں گے اس وقت تم دونوں اس کے پیچھے لگ کر اس کو گھیر لو گے اور تمہارے ہمراہی اس کو رستار کر لیں گے۔

الغرض آنحضرتؐ نے جس طرح ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا اور انھوں نے اسکو گرفتار کر لیا ایدر نے ان سے کہا کہ میری تم سے ایک درخواست ہے وہ بولے بیان کر تم میری سب درخواستوں کو پورا کریں گے۔ مگر ہاں جو تو یہ کہہ کہ تم مجھ کو چھوڑ دیں یہ نہ مانیں گے۔ ایدر نے کہا کہ تم میرا یہ لباس تلوار اور پٹکا اتار لو اور ان کو حضرت کے پاس لے جاؤ اور مجھ کو فقط ایک کُرتے میں جو میں پہنے ہوں آپکے سامنے لے چلو تاکہ وہ مجھ کو اس زیب و زینت کے لباس میں نہ دیکھیں۔ بلکہ عاجزانہ لباس میں ملاحظہ کریں۔ شاید کہ وہ مجھ پر رحم کریں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا محتاج مسلمان اور اعرابی لوگ اس زرق برق کے لباس کو اس چاندنی رات میں دیکھ کر کہنے لگے یا رسول اللہؐ یہ لباس اور زیورات تو جنت کے معلوم ہوتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا نہیں یہ تو ایدر کا لباس اور اسکی تلوار اور پٹکا ہے اور اگر میری چھو بھی کا بیٹا زبیر اور سماک میرے عہد پر قائم رہیں یہاں تک کہ محشر میں حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں تو ان کا ایک رومال جنت میں ان سب افضل ہے صحابہ نے عرض کی کہ وہ

رُومال اُن سے افضل ہوگا۔ فرمایا اگر اس قسم کے سونے سے زمین اور آسمان کے درمیان فاصلے کو بھر دیا جائے تو اس تمام سونے سے اس رومال کا ایک تار بھی بہتر ہے جو جنت میں ان دونوں کے ہاتھ میں ہوگا۔

جب ایک در کو حضرت کے پاس لائے تو اُس نے عرض کی کہ آپ مجھ کو چھوڑ دیں تاکہ میں آپ کے دشمنوں کو جو میرے ملک سے پیسے رستے ہیں آپ پر حملہ کرنے سے باز رکھوں۔ حضرت نے اُس سے فرمایا اگر تو نے اس عہد کو پورا نہ کیا تو پھر کیا ہوگا۔ اس نے عرض کی کہ اے محمد اگر میں وفانہ کروں گا تو اگر آپ خدا کے پیغمبر ہیں تو وہ عدا جس نے آپ کے اصحاب کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا۔ یہاں تک کہ انھوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور جس نے ہر نول کو میرے دروازے پر بھیجا اور مجھ کو عمل سے نکالا اور آپ کے اصحاب کے ہاتھوں میں لا ڈالا۔ اور اگر پیغمبر نہیں ہیں تو آپ کا وہ اقبال جس نے اس طرز عجیب اور سبب لطیف سے مجھ کو آپ کے ہاتھ میں ڈالا پھر بہت جلد اسی طرح مجھ کو آپ کے ہاتھ میں گرفتار کر دیا گیا۔ آخر کار آنحضرت نے اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حلقے ماہِ رجب میں دیا کرے اور ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حلقے ماہِ صفر میں ادا کرے اور جو مسلمان اُس کے پاس سے گزریں اس کو تین دن ہمان رکھے اور اپنی سرحد تک اُس کو زارِ راہ دے۔ اور اگر ان شرطوں میں سے ایک کو بھی توڑ ڈالے تو امانِ خدا رسول سے نکل گیا۔ بعد ازاں حضرت نے مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ زمانہ رسول خدا کا گو سال وہی ابو عامر اب تھا جس کو حضرت نے قاسق کے نام سے نامزد کیا تھا جب آپ ظفریاب ہو کر مدینہ میں تشریف لائے اور منافقوں کا جعلِ خدا نے باطل کر دیا تو حضرت نے مسجدِ ضرار کے جلانے کا حکم صادر فرمایا اور خدا نے یہ آیت نازل کی وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضَرَارًا وَكُفْرًا وَتَفَرُّقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَارْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهُ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ هَٰ وَلِيَّ خَلْقَتِ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰی وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ هَ لَا تَقْمُ فِيْهِ اَبَدًا اَخْرَجَ آيَاتِ تَمَكِ اوروہ لوگ ہیں جنھوں نے مومنین کو ضرر پہنچانے اور کفر کو تقویت دینے اور مومنین کے درمیان تفرقہ ڈالنے اور اس شخص کا انتظار کرنے کے لیے جس نے اس سے پہلے خدا اور اس کے رسول سے جنگ کی ہے مسجد تعمیر کی ہے اور البتہ وہ قسمیں کھاتے ہیں۔

کہ اس مسجد کی تعمیر سے ہماری نیت نیکی کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور اللہ شہادت دیتا ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں۔ اے محمد تو ہرگز اس میں نہ کھڑا ہو یعنی اس مسجد میں نماز مت پڑھ۔

پھر امام مہتمم علیہ السلام نے فرمایا کہ جو گو سال آنحضرت کی زندگی میں تھا اللہ تعالیٰ نے اُس پر بلاکت ڈالی اور وہ قورنج۔ برص۔ جذام۔ فالج اور لقوہ کے امراض میں مبتلا ہوا اور اس حالت میں چالیس دن سخت عذاب میں گرفتار رہا۔ بعد ازاں جہنم کے سخت عذاب کی طرف منتقل ہوا۔

لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْعَذَابُ الشَّدِيدُ۔

قوله عز وجل مَا يُوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ
اَنْ يُتَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِّنْ رَبِّكُمْ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَاءُ
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ترجمہ: کفار اہل کتاب و مشرکین نہیں چاہتے ہیں کہ تمہارے پروردگار کی جانب سے تم پر کوئی نیکی نازل ہو اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ اور مشرکین و نواصب کی مذمت میں ارشاد فرماتا ہے مَا يُوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ كَفَارِ اهل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ وَلَا الْمُشْرِكِينَ اور کفار مشرکین کو نواصب بھی انھیں میں داخل ہیں جو ذکرِ خدا و ذکرِ محمد اور فضائلِ علیؑ اور اس ولی خدا کے مراتب شریفہ کے بیان کرنے سے غضبناک ہوتے ہیں نہیں چاہتے ہیں کہ اَنْ يُتَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِّنْ رَبِّكُمْ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے کوئی نیکی یعنی محمد اور علیؑ اور ان دونوں کی آل اطہار کے شرف و فضل کے بارے میں کوئی اور آیت نازل ہو نیز وہ نہیں چاہتے کہ آسمان سے ان کے لیے معجزات کی کوئی دلیل نازل ہو اور محمد اور علیؑ اور ان کی آل اطہار سے ظاہر ہو اسی سبب سے وہ لوگ اپنے مذہب والوں کو تمہارے ساتھ بحث کرنے سے منع کرتے ہیں کیونکہ ان کو یہ خوف ہے کہ تمہاری حجت ان کو لا جواب کر دے گی اور آخر کار ان کے عوام تم پر ایمان لے آئیں گے اور اپنے سرداروں سے بگڑ جائیں گے۔ اس لیے ان میں سے جو کوئی تیرے امر کو دریافت کرنے کی غرض سے تیرے پاس آنا چاہتا ہے اس کو یہ بات کہہ کر تیری طرف آنے سے روک دیتے ہیں کہ میانہ تو

بڑا لطیفہ گو قسمیں کھانے والا اور جادو بیان ہے میرے دین دنیا کے پچاؤ کیلئے یہی بہتر ہے کہ نہ تو لو اس سے ملاقات کرے اور نہ وہ تجھ سے ملے اسی طرح عوام الناس کو بھی تیرے آنے سے منع کرتے ہیں۔

بعد ازاں ارشاد فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے کہ اس کو دین اسلام اور محمد اور علی ابن ابی طالب کی محبت کی توفیق دیتا ہے۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت بڑا فضل کرتا ہے جس کو تیرے دین کی توفیق دیتا ہے اور تیری اور تیرے بھائی علی ابن ابی طالب کی دوستی کی ہدایت فرماتا ہے۔

جب رسول خدا نے ان کو اس حکم سے ڈرایا تو ان میں سے ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی اور اگر حضرت سے لڑنا جھگڑنا شروع کیا اور بولے کہ اے محمد تو ہمارے دلوں میں اس چیز کے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جو ان میں پائی نہیں جاتی ہم اس بات کو برا نہیں سمجھتے کہ تم پر محبت خدا نازل ہو جسکی متابعت لازم ہو اور اس کی متابعت کی جائے حضرت نے ان سے فرمایا اگر تم آج محمد سے جھگڑتے ہو تو کیا مضائقہ عنقریب تم پر دردگار عالم سے جھگڑو گے جبکہ تمہارے ایمان تمہارے اعمال کو بیان کرینگے تم کہو گے کہ حافظان اعمال فرشتوں نے ہم پر ظلم کیا ہے اور جو عمل ہم نے نہیں کئے تھے وہ ہمارے اعمال ناموں میں درج کر دیئے ہیں اس وقت تمہارے اعضاء سے شہادت لی جائے گی اور وہ تمہارے برخلاف شہادت دینگے حضرت کی یہ تقریر سن کر انہوں نے عرض کی کہ اے محمد اپنے شاہد کو اس قدر دُور مت کر کہ یہ کام جھوٹوں کا ہے ہم میں اور روز قیامت میں بہت فاصلہ ہے جس بات کا تو دعویٰ کرتا ہے وہ ہم کو ہمارے نفسوں میں دکھائے تاکہ ہم کو تیری راست گوئی معلوم ہو اور یہ معلوم ہی ہے کہ یہ کام تجھ سے ہرگز ہرگز نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ تو جھوٹا ہے ان کی یہ بیہودہ گفتگو سن کر حضرت نے جناب امیر سے فرمایا۔ اے علی ان کے اعضاء سے گواہی طلب کر علی نے ان سے گواہی طلب کی ان کے تمام اعضاء نے ان کے برخلاف گواہی دی کہ یہ لوگ نہیں چاہتے ہیں کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے محمد کی زبان پر کوئی آیت یہ طور آیت بیٹہ اور نجات کے جو اس کی نبوت اور اس کے بھائی علی کی امامت کے لیے معجزہ ہو نازل ہو کیونکہ ان کو یہ خوف ہے کہ دلیل سے ان کو ساکت اور لاجواب کر دے گا اور ان کے عوام

اس پر ایمان لے آئیں گے اور اکثر لوگ ان سے برگشتہ ہو جائیں گے یہ شہادتیں سن کر وہ ناہنجار کہنے لگے کہ اے محمد ہم ان شہادتوں کو نہیں سنتے جن کا تو دعویٰ کرتا ہے کہ ہمارے اعضاء گواہی دیتے ہیں یہ کلام ان کافروں کا سن کر حضرت نے فرمایا اے علی یہ لوگ اس گروہ میں داخل ہیں جن کے ابی میں خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ مَجَاءَهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتّٰى يَرَوْا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ہ جن لوگوں پر تیرے پروردگار کا قول ثابت اور واجب ہو چکا ہے وہ ایمان نہ لائیں گے۔ اگرچہ ان کے پاس ہر نشانی آنے یہاں تک کہ عذاب دردناک کو دکھیں ان کی ہلاکت کے لیے بددعا کرنا یہ جناب امیر نے ان کی ہلاکت کے لیے بددعا کی اس وقت یہ حالت ہوئی کہ ان کے اعضاء گویا ہوئے اور ہر ایک عضو اپنے مالک کے برخلاف گواہی دیتا تھا اور اس کے جسم سے جدا ہو جاتا تھا یہاں تک کہ وہ سب کے سب وہیں مر گئے۔ ان کے مرنے کے بعد اور یہودی وہاں آئے اور بولے اے محمد تو کس قدر سخت دل ہے کہ سب کو مار ڈالا حضرت نے جواب دیا کہ جن لوگوں پر خدائے قہار نہایت غضب ناک ہو، میں ان سے نرمی کیوں بڑوں ہاں اگر وہ محمد اور علی اور ان دونوں کی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدائے اتماس کرتے کہ وہ ان کو مہلت دے اور درگزر کرے تو حق تعالیٰ ضرور ان کی دعا کو قبول کرتا جیسا کہ اس سے پہلے گوسالہ پرستوں کی دعا قبول کی گئی تھی جبکہ انہوں نے محمد اور علی اور ان کی آل اطہار کا واسطہ دے کر دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی زبانی ان سے فرمایا تھا کہ اگر ان حضرات کا واسطہ دے کر اس قاتل کے لیے بھی دعا کی جائے تو خدا محمد اور علی اور ان کی آل اطہار کی کرامت و شرافت کے باعث اس کو بھی قتل کا گناہ معاف کر دیتا۔

قوله عز وجل مَا نَسْتَعِجُ مِنْ آيَاتِ اَوْ نُنْزِلُهَا نَاْتٍ بَحِيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلَا
اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَ الْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ہ ترجمہ جس آیت
کو کہ ہم منسوخ کرتے ہیں یا اس کو مجھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسکی مانند اور آیت
لاتے ہیں۔ اے محمد کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے
آسمانوں اور زمین کی سلطنت خدا ہی کی ہے اور اللہ کے سوا اور کوئی تمہارا دوست ہے اور پروردگار

لباس پہنو اور گرمی کے لیے جاڑے کے برخلاف حکم دیا تو کیا اس میں اسکو بد پیش آیا وہ بولے کہ نہیں۔ فرمایا دیکھو اسی طرح اُس نے ایک وقت تو اپنی مصلحت کے موافق ایک چیز میں تم سے خدمت لی پھر دوسرے وقت کسی اور مصلحت کے موافق دوسری چیز میں جب تم نے دونوں حالتوں میں اس کی اطاعت کی تو تم اس کے ثواب کے مستحق ٹھہرے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی **وَاللَّهُ الشَّرِيفُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيُّمَا تَمَلَّكُوا فَتَمَلَّكُوا وَجْهَ اللَّهِ** اور مشرق مغرب اللہ ہی کا ہے جس طرف کو تم منہ پھیرتے ہو۔ وہیں اللہ کی ذات موجود ہے۔ یعنی جبکہ تم اس کے حکم سے کسی سمت کو منہ کرو۔ وہیں وہ ذات موجود ہے جس سے تم اللہ مُراد لیتے ہو۔ اور اس کے ثواب کی آرزو کرتے ہو۔

بعد ازاں حضرت نے فرمایا۔ اے بندگانِ خدا تم گویا بیمار ہو اور اللہ مثل طبیب کے ہے اور مرض کے لیے وہی چیز بہتر ہوتی ہے جس کو طبیب بہتر سمجھے اور اس کیلئے تجویز کرے نہ کہ جس میں مرض اسکو اشتیاء میں ڈال دے اور خود اس سے درخواست کرے۔ اے لوگو! آگاہ ہو اور اللہ کے کام کو اسی کے سپرد کرو۔ اس میں تم کامیاب ہو گے اور اپنی مُراد کو پہنچو گے۔

کسی نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کی کہ اے فرزندِ رسول بیت المقدس کو پہلا قبلہ کیوں مقرر کیا گیا حضرت نے فرمایا کہ اسکی وجہ خدا خود بیان فرماتا ہے **وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَيَّ عَقْبَيْهِ** اور ہم نے بیت المقدس کو جس پر تو پہلے قائم تھا اس لیے قبلہ مقرر کیا تھا کہ ہم معلوم کر لیں کہ کون ہمارے رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون اپنی دونوں ایڑیوں پر پڑ جاتا ہے یعنی نافرمانی کرتا ہے۔ یعنی تاکہ ہم اس بات کو جس کی بابت ہم کو پہلے ہی معلوم ہے کہ وہ عنقریب اس سے وجود میں آئیگی۔ اس سے ظہور میں آئی ہوئی معلوم کر لیں۔ اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ اہل مکہ کعبہ کو پسند کرتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ حضرت کے تابعین اور مخالفین میں تمیز ہو جائے اس طرح سے کہ جس قبلہ کو وہ ناپسند کرتے ہیں اور محمدؐ اس کی بابت حکم دیتا ہے۔ اگر اس میں حضرت کی متابعت کریں تو مطیع اور فرمانبردار ہیں ورنہ مخالف اور نافرمان اور اہل بیتہ بیت المقدس کو چاہتے تھے اس لیے ان کو اس کی مخالفت کرنے اور کعبہ کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا تاکہ معلوم

ہو جائے کہ اپنے ناپسندیدہ اور مکروہ امر میں کون شخص محمدؐ کی موافقت کرتا ہے جو کوئی ایسا کرے وہی اس کا مُصدق اور موافق ہے چنانچہ فرماتا ہے **وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ** یعنی اگرچہ اُس وقت بیت المقدس کی طرف منہ کرنا ان کو ناگوار اور رُشوار معلوم ہوتا تھا۔ مگر جن کو خدا نے ہدایت کی تو فقی دی تھی ان کا یہ حال نہ تھا۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ پروردگار عالم اپنے بندوں سے اُن کی رائے کے برخلاف اپنی طاعت اور بندگی لینا چاہتا ہے تاکہ ان کی نفسانی خواہش کی مخالف صورت میں ان کی طاعت گزارگی کی آزمائش ہو جائے۔

قوله عز وجل **أَمْ تَرْيَدُونَ أَنْ نَسْأَلَكُمُ اسْمَ اللَّهِ كَمَا سَأَلْنَا مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ** **وَمَنْ يَتَّبِعِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ** ترجمہ: آیا تم یہ ارادہ رکھتے ہو کہ اپنے رسول سے ایسا سوال کرو۔ جیسا کہ اس سے پہلے موسیٰ سے کیا گیا تھا اور جو کوئی کفر کو ایمان کے ساتھ بدل ڈالے یعنی ایمان کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا یعنی گمراہ ہو گیا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **أَمْ تَرْيَدُونَ أَنْ نَسْأَلَكُمُ اسْمَ اللَّهِ كَمَا سَأَلْنَا مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ** سے ایسے آیات و معجزات طلب کرتے ہو جنکی بابت تم کو یہ معلوم نہیں کہ وہ تمہارے حق میں باعث صلاح ہیں یا موجب فساد تو کیا تم اس سے ایسا سوال کرنا ارادہ رکھتے ہو کما سئل موسیٰ من قبلہ جیسا کہ اس سے پہلے موسیٰ سے سوال کیا گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ **لَنْ نُؤْمِنَ بِكَ حَتَّىٰ تَنْزِيْلُ اللَّهُ بِحُكْمٍ فَآخَذْنَاكُمْ الصَّيْحَةَ** ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ اللہ کو ظاہر طور پر نہ دیکھ لیں اُس وقت اے بنی اسرائیل تم کو بجلی نے گھیر لیا تھا **وَمَنْ يَتَّبِعِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ** اور جو کوئی بعد اس کے کہ رسول خدا اس کو یہ جواب دے کہ جو کچھ تو نے مجھ سے سوال کیا ہے اس کی بابت خدا سے درخواست کرنی بہتر نہیں ہے ایمان سے کفر کو تبدیل کرے یا اگر اسکی درخواست درست ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرے اور وہ اپنی مطلوبہ آیات کے مشاہدہ کرنے کے بعد ایمان نہ لائے یا جبکہ اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کو سوال کرنا مناسب نہیں ہے اور جن دلائل کو خدا نے قائم کیا

پارہ الم سورۃ بقرہ ۶

ہے اور جن بینات کو اس نے واضح فرمایا ہے انہی پر اکتفا کرنا واجب ہے پھر بھی وہ ایمان سے
گھر کو تبدیل کرے کہ معاندہ کرے اور خدا نے جس محبت کو اس پر قائم کیا ہے اس کا التزام نہ کرے
فَقَدْ خَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ وَهُوَ ضَرُورًا سِيدُهُ رَلْتَسِي سِي بَهْتَكَا كِيَا جَو جَهْتِي مِي سِي بِي جَانِي
ہے اور اس راہ پر ہولیا جو جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے یہودیو ام تَرِيدُونَ اَنْ
تَسْأَلُوا اَرْسُو لَكُمْ... الخ بلکہ بعد اس چیز کے جو ہم نے تم کو عطا کی ہے یہ ارادہ رکھتے ہو کہ اپنے
سُؤْلُ سِي مَوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَا سَا سَوَالُ كِرُو اَوْرَا سِ كَا فَتَهْ اِسْ طَرَحْ سِي مِي كِه دِنِ يَهُودِي اَسْ
راوے سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ سے ایسے سوالات کریں جن میں غنا بے خطاب
سے پیش آئیں۔ اسی اثنا میں ایک اعرابی اس طرح دوڑتا ہوا وہاں آیا گویا پیچھے سے اس کو کوئی
ہلکاتا تھا اور وہ اپنے کندھے پر ایک راتھی رکھے تھا اور اس کے سرے پر ایک تھیلی لٹک رہی تھی
اس کا منہ بندھا ہوا تھا اور بیچ میں کوئی چیز بھری ہوئی تھی جس کا حال کسی کو معلوم نہ تھا اور
تیرے ہی آواز دی۔ اے محمد میں جو کچھ پوچھتا ہوں اس کا جواب دے حضرت نے اس سے فرمایا اے
عربی یہ یہودی ہی تجھ سے پہلے کچھ دریافت کرنے آئے ہیں اگر تو اجازت دے تو پہلے ان کے سوالوں
کا جواب دوں اعرابی بولا کہ نہیں کیونکہ میں مسافر اور چلا جانے والا ہوں حضرت نے فرمایا بیشک
مسافر اور رہا ہی ہونے کے سبب انکی نسبت زیادہ حق دار ہے اعرابی نے عرض کی ایک اور بات بھی
ہے حضرت نے فرمایا وہ کیا اس نے عرض کی کہ ان لوگوں کے پاس ایک کتاب بھی ہے جس کو یہ اپنے
بیال میں سچا سمجھتے ہیں اور مجھے یہ خوف ہے کہ تو کوئی ایسی بات کہے جس میں وہ تیرے ساتھ متفق
جائیں اور لوگوں کا دین بگاڑنے کے لیے تیری تصدیق کریں اور میں ایسی بات پر قناعت نہ کروں گا
کہ کوئی ظاہر اور روشن نشانی دیکھے بغیر قانع نہ ہوں گا تب حضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ علی
ابن ابی طالب کہاں ہے اس کو یہاں بلاؤ حسب ارشاد جب اب امیر وہاں آئے تو حضرت کے
س گئے اعرابی نے کہا کہ اے محمد میرے تجھ سے گفتگو کرتے وقت اس سے کیا مطلب ہے فرمایا اے
عرابی تو نے مجھ سے توضیح مطلب کا سوال کیا ہے اور یہ بیان ثانی اور علم کافی کا مالک ہے
علم و حکمت کا شہر ہوں اور یہ اس شہر کا دروازہ ہے جو کوئی علم و حکمت کا ارادہ کرے

اس کو چاہیے کہ دروازے سے داخل ہو جب جناب امیر آنحضرت کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے
حضرت نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے بندگانِ خدا جو کوئی آدم کی جلالت اور شہیت کی حکمت اور
ادریس کی دانش و ہیبت اور نوح کا شکر و عبادت اور ابراہیم کی وفا اور خلعت اور موسیٰ کا
تمام دشمنان و مخالفانِ خدا کو دشمن رکھنا اور عیسیٰ کا سبب مومنوں سے محبت اور معاشرت کرنا
دیکھنا چاہے اس کو چاہیے کہ اس (علی ابن ابی طالب) کی طرف دیکھے حضرت کا یہ ارشاد
سن کر مومنوں کا تو ایمان اور زیادہ ہو گیا اور منافقوں کا نفاق بڑھ گیا۔ اعرابی بولا کہ اے محمد
یہ تو نے اپنے چچا کے بیٹے کی تعریف کی ہے۔ اس کا شرف تیرا شرف ہے اور اس کی عزت
تیری عزت میں ان میں سے ایک بات بھی قبول نہیں کرتا جب تک کہ کوئی ایسا شخص شہادت
نہ دے جس کی شہادت میں جھوٹ اور فساد کا گمان نہ ہو۔ جب اس سے دریافت کیا گیا کہ وہ ایسا
شخص کون ہے تو بولا کہ اگر یہ سو سمار گواہی دے تو میں تسلیم کروں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ
اے بھائی عرب اس کو تھیلی سے نکال اور اس سے گواہی طلب کرتا کہ وہ میری نبوت اور
میرے اس بھائی کی فضیلت کی شہادت دے۔ اعرابی بولا کہ میں نے اس کے شکار کرنے
میں بڑی تکلیف اٹھائی ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ یہ جھوٹ کر بھاگ نہ جائے حضرت نے فرمایا
تو کچھ خوف نہ کر یہ بھاگنے کی نہیں بلکہ یہاں توقف کر کے ہماری صداقت اور فضیلت کی
گواہی دے گی۔ اعرابی نے کہا مجھے تو اس کے جھوٹ جانے کا ڈر ہے حضرت نے فرمایا اگر
یہ بھاگ گئی تو تجھ کو ہمارے جھٹلانے اور ہم پر حجت قائم کرنے کے لیے یہی امر کافی ہوگا۔ یہ
ہرگز نہ جائے گی بلکہ ہمارے حق میں سچی گواہی دے گی پس جب وہ شہادت دے چکے تو اس
کو جانے دینا کہ میں اسے عوض میں تجھ کو وہ چیز دوں گا۔ جو تیرے لیے اس سے بہتر ہوگی الغرض
اعرابی نے سو سمار کو تھیلی سے نکال کر زمین پر چھوڑ دیا وہ وہیں ٹھہر گئی اور حضرت کی طرف
مٹھ کیا اور اپنے رخساروں کو عاجزی سے خاک پر ملا پھر اپنا سر اٹھایا اور
اللہ تعالیٰ نے اس کو پلنے کی طاقت عطا فرمائی اور وہ بولی کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ
اللہ کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں وہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور
میں شہادت دیتی ہوں کہ محمد اس کا بندہ اور پیغمبر اور اس کا برگزیدہ ہے اور یہ بندہ

مِنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يُقْدُو اسْتَحَابٌ مَّرْكُومٌ اِگر وہ آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتا ہو اور دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تیرہ تیرہ ملا ہوا بال ہے شاید ہم ہی بات کہیں یا جب تک کہ تو اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائے کہ تو ان کو لائے اور وہ ہمارے مقابل ہوں تب تک ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے یا یہ کہ تیرے پاس سونے کا گھر ہو کہ تو اس میں سے مال و زر عطا کر کے ہم کو مالدار اور غنی کر دے۔ اس وقت شاید ہم سرکش اور نافرمانی اختیار کریں کیونکہ تو نے ہم سے کہا ہے كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِٖ اِنَّ رَاٰهُ اسْتَعْتٰ نَهِيں نہیں جب انسان اپنے آپ کو غنی جانتا ہے تو ضرور سرکش اور نافرمان ہو جاتا ہے یا جب تک تو آسمان میں نہ چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھنے کا کبھی یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ہم پر کوئی تحریر نازل نہ کرے جس کو ہم پڑھیں اور اس میں مضمون درج ہو کہ یہ تحریر خدا سے عزیز و حکیم کی طرف سے عبد اللہ ابن ابی امیہ مخزومی اور اس کے ہمراہیوں کی طرف سے کہ وہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب پر ایمان لائیں۔ کیونکہ وہ میرا پیغمبر ہے اور اس کے قول کی تصدیق کریں کیونکہ وہ میری طرف سے کہتا ہے۔ اس کے بعد عبد اللہ نے کہا کہ اے محمد جب تو یہ سب کچھ کر چکے تو بھی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ تجھ پر ایمان لاؤں گا یا نہیں بلکہ اگر تو ہم کو آسمان کی طرف لے جائے اور اس کے دروازے کھول کر ہم کو اس کے اندر داخل کرے تو بھی ہم ہی کہیں گے کہ ہماری آنکھیں نشہ میں آگئیں اور ہم کو کسی نے تسخیر کر لیا ہے۔

اُس وقت حضرت نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی یا اللہ تو ہر ایک آواز کو سنتا ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے تیرے بندے نے جو کچھ کہا وہ تجھ کو معلوم ہے اس وقت آیہ وَقَالُوا مَا لَہِذَا الرَّسُوْلُ یَا کُلُّ الطَّعَامِ... رَجُلًا مَّسْحُوْرًا نازل ہوئی پھر ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد اَنْظُرْ کَيْفَ هَمَزُوْا لِكَ الْاَمْثَالِ فَضَلُّوْا اَفْلا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِيْلًا تو دیکھ کہ تیرے واسطے انھوں نے کیوں کرتا میں بیان کیں ہیں پس وہ گمراہ ہو گئے اور یہ کبھی راہ ہدایت پر نہیں آسکتے بعد ازاں یہ آیت نازل کی کہ اے محمد تَبَارَكَ الَّذِیْ اِنْ شَاءَ جَعَلَ لَکَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ بِحَسْبِ تَجَرُّحِیْ مِمَّنْ تَحْتَمِلُهَا اَلَا نَهَارٌ وَّیَجْعَلُ لَکَ قَصُوْرًا وَّہ ذات بہت بزرگ و بڑے کہ اگر وہ چاہے تو ان باغوں (جن کا وہ تجھ سے ذکر کرتے ہیں) سے بہتر باغ تجھ کو عطا کرے کہ ان کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں و تیرے واسطے بلند محل مقرر کر دے اور یہ

تو خدا کی طرف سے ہے اور اس کے واسطے بلند محل مقرر کر دے اور یہ

آیت نازل کی اے محمد فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ مِّنْ مَّوْجِحِ الْاِیْکَ وَهٰتٰنِیْ بِہِ هٰذَا مَرَاکَ اَنْ یَّقُوْلُوْا الْوَلٰ اَنْزَلَ عَلَیْہِ کِتٰبًا وَّجَاءَ مَعَهٗ مَلَکٌ وَّہ شاید تو اس چیز کے بعض حصے کو ترک کرنے والا ہے جو تیری طرف وحی کی گئی ہے اور اس کے ظاہر کرنے سے تیرا سینہ تنگ ہے کہ مبادا وہ یہ کہیں کہ اس پر خزانہ کیوں نہ نازل کیا گیا یا اس کے ساتھ فرشتہ کیوں نہ آیا جو اس کی تصدیق کرتا اور یہ آیت نازل ہوئی وَقَالُوا الْوَلٰ اَنْزَلَ عَلَیْہِ مَلَکًا ط وَاَنْزَلْنَا مَلَکًا لَّقَدْ فِیْہِ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یَنْظُرُوْنَ وَاَوْجَعْنَا لَہٗ مَلَکًا لِّجَعَلْنَا لَہٗ رَجُلًا وَّالَّذِیْنَ سَبَّ عَلَیْہِمْ مَا یَلْبَسُوْنَ و اور ان کافروں نے کہا کہ اس پر فرشتہ کیوں نہ نازل کیا گیا اور اگر ہم فرشتے کو نازل کرتے تو ان کی ہلاکت کا امر فیصل ہو جاتا۔ پھر ان کو مہلت نہ ملتی اور اگر ہم پیغمبر فرشتہ کو کرتے یعنی فرشتے کو پیغمبر مقرر کرتے تو ضرور اس کو مرد کی صورت میں کرتے اور ضرور ان پر اس چیز کو مشتقبہ کرتے جس کی بابت وہ اب شبہ میں ہیں۔ یعنی جب فرشتہ مرد کی صورت پیغمبر ہو کر آتا تو ان کو وہی اعتراض باقی رہتا اور کہتے کہ ہم جیسا آدمی پیغمبر کیوں کر ہو سکتا ہے۔

بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے عبد اللہ یہ جو لوگ نے کہا کہ میں تمہاری طرح کھانا کھا ہوں اور یہ گمان کیا کہ ایسا شخص خدا کا رسول نہیں ہو سکتا سو تمام کام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے اور وہ محمود یعنی تعریف کیا گیا ہے اور نہ تجھ کو اور نہ کسی اور کو اس کے کاروبار میں چون دچرا اور اعتراض کی گنجائش ہے دیکھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو فقیر اور محتاج بنایا ہے اور کسی کو غنی اور مالدار اور کسی کو عزت عطا کی ہے اور کسی کو ذلت اور کسی کو تندرست کیا ہے اور کسی کو بیمار کسی کو شریف بنایا ہے اور کسی کو کمینہ اور سب کھانا ہی کھاتے ہیں۔ اب فقیر و کی مجال نہیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ تو نے ہم کو فقیر کیوں کیا اور ان کو کس لیے غنی اور نہ کہتے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تو نے ہم کو کم درجہ کیوں بنایا اور ان کو شرف کیوں دیا اور نہ مصیبت زدہ اور نہ لوگوں کو اتنا کہنے کا مقدور ہے کہ تو نے ہم کو مصیبت میں کس لیے مبتلا کیا اور کیوں ضعیف و ناتواں کر دیا اور ان کو صحیح سلامت رکھنا نہ ذلیل لوگ دم مار سکتے ہیں کہ ہم کو ذلت میں کس لیے ڈالا اور ان کو عزت کیوں دی اور نہ بد صورت کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو بد صورت کیوں بنایا اور

پارہ ۱۲
سورۃ ہود
ع ۲

پارہ ۴
سورۃ النعام
ع ۱

ان کو خوبصورتی کیوں عطا کی۔ بلکہ اگر وہ اس طرح کہیں تو اپنے پروردگار پر معترض اور اس کے احکام میں جھگڑنے والے اور اس کے منکر اور کافر ٹھہریں گے اور اس کی طرف سے ان کو یہ جواب ملے گا کہ میں ایسا بادشاہ ہوں کہ کسی کو پست کرتا ہوں اور کسی کو بلند اور کسی کو غنی کرتا ہوں اور کسی کو فقیر اور کسی کو عزت دیتا ہوں اور کسی کو ذلت کسی کو تندرستی عطا کرتا ہوں اور کسی کو بیماری میں مبتلا کرتا ہوں اور تم میرے بندے ہو تم کو میری فرمانبرداری اور میرے حکم کی متابعت کے سوا اور کچھ چارہ نہیں ہے۔ اگر تم میری فرمانبرداری کرو گے تو میرے مومن بندے قرار پاؤ گے اور اگر نافرمانی کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے اور میرے عذابوں میں پڑ کر ہلاک ہو گے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی قُلْ إِنَّمَا آتَا بَشَرًا مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ۔ اے محمد ان سے کہہ دے کہ بلحاظ بشریت کے، میں تم ہی جیسا آدمی ہوں۔ لیکن اتنا فرق ہے کہ پروردگار عالم نے تم میں سے مجھ کو اپنی نبوت کے لیے خاص کیا ہے (کہ میری طرف وحی کی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی ہے) جیسا کہ بعض کو امیری اور تندرستی اور خوبصورتی سے مخصوص کرتا ہے اور بعض کو یہ چیزیں نہیں دیتا۔ پس تم نبوت کے ساتھ میرے مخصوص ہونے کا انکار مت کرو۔

بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے عبد اللہ یہ جو تو نے کہا کہ روم و ایران کے بادشاہ ایسے شخص کو اپنا پیام برد مقرر کرتے ہیں جو بڑا مالدار اور نہایت خوب صورت ہوتا ہے اور محلوں مکانوں سراپردوں خیموں غلاموں اور خدمت گاروں والا ہوتا ہے اور پروردگار عالم ان سب بادشاہوں سے برتر ہے اور یہ سب اسکے بندے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مدبر اور حکیم ہے وہ نہ تو ترے گمان اور سمجھ کے موافق کرتا ہے اور نہ تیری درخواست اور آرزو کے مطابق بلکہ جو کچھ وہ خود چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اور وہ محمود یعنی تعریف کی گیتے اے عبد اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو صرف اس لیے بھیجا ہے کہ لوگوں کو ان کے دین سے خبردار کرے اور ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلائے اور اس کام میں رات دن اپنی جان کو کھپائے اگر وہ پیغمبر محلوں والا ہوتا تو ان میں چھپا رہتا اور اس کے نوکر چاکر اور خدمت گار لوگوں کی نظروں سے اسکو چھپائے رکھتے اس طرح سے رسالت ضائع جاتی اور کاموں میں تاخیر

ہو جاتی آیا تو نے نہیں دیکھا کہ بادشاہ جب حجابوں میں پوشیدہ رہتے ہیں تو ملک میں کیسے فساد اور خرابیاں پڑ جاتی ہیں اور ان کو خبر تک بھی نہیں ہوتی۔ اے عبد اللہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بے مال اسی واسطے مبعوث کیا ہے کہ تم کو اس جلشائے کی قدرت اور قوت معلوم کراؤں اور یہ ظاہر کروں کہ وہ اپنے رسول کا ناصر و مددگار ہے اور تم نہ تو اس کو قتل کر سکتے ہو اور نہ رسالت سے ہٹا سکتے ہو۔ اس سے اس کی قدرت اور تمہارا عجز صاف ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہ عنقریب اللہ تعالیٰ مجھ کو تم پر فتیاب کرے گا اور مجھ کو تمہارے قتل کرنے اور قید کر لینے کی قدرت حاصل ہوگی بعد ازاں مجھ کو تمہارے ملک پہنچا دے گا اور مومنین اس پر قابض ہوں گے اور تم کو اور تمہارے ہم مذہبوں کو اس سے کچھ سروکار نہ ہوگا۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا اور یہ جو تو نے میری نسبت کہا کہ اگر تو رسول ہوتا تو میرے ساتھ ضرور ایک فرشتہ ہوتا جو ہمارے سامنے تیری تصدیق کرتا بلکہ اگر وہ ہماری طرف پیغمبر بھیجنا چاہتا تو فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتا نہ کہ ہم جیسے ایک آدمی کو اس کا جواب سن کر فرشتے کو تمہارے حواس مشاہدہ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اس ہوا کی جنس سے ہے جو غیر مرئی ہے اور اگر تمہاری نظروں کو اس قدر تیز کر دیا جاتا کہ تم اس کو مشاہدہ کر لیتے تو تم یہ کہتے کہ یہ فرشتہ نہیں ہے بلکہ یہ تو بشر ہے کیونکہ وہ تم کو بشر ہی کی صورت میں دکھایا جاتا۔ جس سے تم مانوس ہوتا کہ تم اس کی گفتگو پورے طور سے سناؤ اور اسکی بات اور مراد کو سمجھو۔ پھر تم کو کیونکر اس فرشتے کی صداقت اور اس کے قول کی سچائی معلوم ہوتی (جس طرح میری سچائی تم کو معلوم نہیں ہوتی) بلکہ حق تعالیٰ نے بشر ہی کو اپنا پیغمبر مقرر کیا۔ اور اس کے ہاتھ پر ایسے ایسے معجزات ظاہر کئے جو ان لوگوں کی طبیعتوں میں نہیں پائے جاتے جن کے دلوں کا حال تم کو معلوم ہے اس وجہ سے جو چیز اس ظاہر کی اس سے تمہارے عاجز ہونے سے تم کو معلوم ہو گیا کہ وہ معجزہ ہے اور یہی خدا کی طرف سے اس کی صداقت کی شہادت ہے۔

اور اگر فرشتہ تمہارے سامنے ظاہر ہوتا اور اس کے ہاتھ پر کوئی ایسی چیز ظاہر ہوتی جس سے بشر عاجز ہو اس سے تم کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ بات اسکے اور ہم جنس فرشتوں کی طبیعتوں میں نہیں پائی جاتی جو اس کو معجزہ کہہ سکیں۔ دیکھو پندوں کا اڑنا معجزہ میں داخل نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی

اور جنسوں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے اور اگر کوئی آدمی پرندوں کی طرح اڑنے لگے تو اس کا یہ فعل معجزے میں داخل ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے امر نبوت کا تسلیم کرنا تمہارے واسطے سہل کر دیا ہے اور اس کو اس طرح رکھا ہے کہ اپنی محبت کو تم پر قائم کرے حالانکہ تم ایسے ضعیف عمل کی درخواست کرتے ہو جس میں کسی کی محبت نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ تو نے میری نسبت جو یہ کہا کہ تجھ کو کسی نے جاؤ کر دیا ہے اب تو بتا کہ میں کیونکر ایسا ہوں حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں صحت تیز و عقل میں تم سے بڑھ کر ہوں تم نے بھی ابتدا سے لے کر چالیس سال کی عمر تک کبھی مجھ سے کسی قسم کی رسوائی یا لغزش یا جھوٹ یا بدکاری یا خطائے قولی یا سفارست رائے دیکھی ہے؟ کیا تم گمان کر سکتے ہو کہ جو شخص اتنی مدت تک ان خطاؤں سے محفوظ رہے۔ وہ اپنی قوت نفس سے محفوظ رہا ہے یا پروردگار عالم کی قوت اور مدد سے۔ دیکھو اسی واسطے خدا فرماتا ہے اَنْظُرْ كَيْفَ فَسَدَ بؤَالِكِ الْاَمْثَالُ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيْلًا اے محمدؐ تو دیکھ کہ ان لوگوں نے تیرے لیے کیونکر مثالیں بیان کی ہیں۔ پس وہ گمراہ ہو گئے اور وہ اس بات کی طرف راہ نہ پاسکیں گے کہ اپنے اکثر باطل دعوؤں کو جن کا باطل ہونا تامل سے ظاہر ہو جاتا ہے میری طرف سے کسی محبت کے ساتھ تیرے اوپر ثابت کریں۔

پھر حضرت نے ارشاد فرمایا اے محمدؐ کہ لَوْ اَوْلَا نَزَلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقُرَيْشِيِّينَ عَظِيْمٍ يَّهْدِيْهِمْ يَهْدِيْهِمْ (سردار مکہ) اور عروہ ابن مسعود ثقفی (سردار طائف) میں سے کسی ایک سردار پر کیوں نہ نازل کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے مال کو بزرگ اور عظیم نہیں جانتا جیسا کہ تو سمجھتا ہے اور اس کے نزدیک اس کی کچھ وقعت نہیں جیسی کہ تیرے نزدیک ہے بلکہ اگر اسکے نزدیک دنیا کی وقعت چھڑ کے پڑے برابر بھی ہوتی تو وہ کافر اور مخالف کو پیاس بھر پاتی ہے بھی سیراب نہ کرتا اور اللہ کی رحمت کی تقسیم تیرے اختیار میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ خود ہی اپنی رحمتوں کا تقسیم کرنے والا ہے۔ اپنے بندوں اور کنیزوں کے بارے میں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس طرح تو کسی مادر کے مال و جاہ سے خوف کرتا ہے۔ اس طرح وہ پروردگار بزرگ و برتر اس سے خوف نہیں کرتا جو اس کو

نبوت کے لیے انتخاب کرے اور نہ اس کو تیری طرح سے کسی کے مال اور مال کی طمع ہے کہ اس باعث سے اس کو نبوت کے لیے خاص کرے اور نہ وہ کسی کو اپنی خواہش نفسانی کے لیے دست رکھتا ہے جیسا کہ تو رکھتا ہے کہ جو غیر مستحق کو مستحق پر مقدم کرے بلکہ اس کا منہ اللہ عن عدل و انصاف پر مبنی ہے اس لیے دین اور اپنے جلال کا اعلیٰ مرتبہ اسی شخص کو عطا فرماتا ہے جو اس کی اطاعت کے بحالانے میں سب سے افضل ہو اور اس کی خدمت گزاری میں سب سے زیادہ سرگرم اور ساعی ہو اور ایسا ہی دین اور اپنے جلال کے مراتب میں سب سے موخر اس شخص کو رکھتا ہے جو اسکی طاعت کے بحالانے میں سب سے بڑھ کر مستحق کرتا ہو اور جب اس صفت سے موصوف ہے تو وہ مال اور مال کی طرف نظر نہ کرے بلکہ یہ مال اور مال محض اس کا تفضل اور احسان ہے اور اس پر کسی بندے کا کوئی لازمی حق نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ جب اپنے فضل و کرم سے کسی بندے کو مال عطا کرے تو اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسی طرح سے اسکو نبوت بھی عنایت فرمائے کیونکہ نہ تو کوئی اس کو اسکے فشا کے خلاف پر مجبور کر سکتا ہے اور نہ فضل و احسان کرنا اس پر لازم کر سکتا ہے کہ اس سے پہلے اس نے اپنے فضل و کرم سے بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ اے عبد اللہؐ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ایک شخص کو کس قدر مالدار کرتا ہے اور بد صورت رکھتا ہے اور ایک کو خوب صورت بناتا ہے اور محتاج کر دیتا ہے ایک کو شرف عظیم عطا فرماتا ہے مگر تنگ دست کر دیتا ہے اور ایک کو صاحب مال کرتا ہے مگر ذلیل کر دیتا ہے اب اس غیبی کو یہ کہتے کا اختیار نہیں ہے کہ مجھ کو اس ثروت اور دولت کے ساتھ فلاں شخص کا سا جمال کیوں نہ عطا فرمایا اور نہ اس خوب صورت شخص کو اختیار ہے کہ یہ کہہ سکے کہ مجھ کو اس خوب صورتی کے ساتھ فلاں شخص کی سی ثروت اور دولت کیوں نہ مرحمت فرمائی اور نہ شریف یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو فلاں شخص کا سا مال بھی کیوں نہ دیا اور نہ ذلیل یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو فلاں شخص کی سی شرافت کیوں نہ عطا فرمائی مگر خدا حاکم ہے جس طرح چاہتا ہے تقسیم کرتا ہے اور جیسا چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ اپنے افعال میں حکیم اور اپنے اعمال میں محمود (تعریف کیا گیا ہے) چنانچہ آیت ذیل اس پر دل ہے وَقَالُوا لَوْلَا نَزَلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقُرَيْشِيِّينَ عَظِيْمٍ اَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَةً رَبِّكَ حٰجِبًا قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

پا ۲۵
سورہ زخرف
۳۶

گفتار قریش نے کہا کہ یہ قرآن مکہ اور طائف کے دو رئیسوں میں سے کسی ایک پر کیوں نہ نازل ہوا
 (اب خدا ان کا جواب دیتا ہے) کہ خدا کی رحمت کو کیا وہ تقسیم کرتے ہیں؟ اے محمد ان کی
 زندگی دنیا میں ان کی معاش کو ہم ہی نے تقسیم کیا ہے اور ایک کو دوسرے کی طرف جانے کا محتاج
 کیا ہے کون کسی کے پاس طلب مال کے لیے جاتا ہے اور کوئی اسباب کے لیے کسی کے پاس
 جاتا ہے اور کوئی خدمت کرنے کے لیے تو دیکھتا ہے کہ ایک شاہنشاہ عظیم الشان اور سب سے
 بڑھ کر مالدار اور غنی شخص کو بعض ضروریات میں ایک نہایت محتاج اور ننگ دست آدمی کی ضرورت
 پڑتی ہے یا تو اس سبب سے کہ کوئی اسباب مثلاً اس محتاج آدمی کے پاس موجود ہے اور اس
 بادشاہ کے پاس نہیں ہے یا وہ کسی ایسی خدمت کے قابل ہے جس سے وہ بادشاہ مستغنی نہیں
 ہے یا علم و حکمت کا کچھ حصہ اس شخص کو حاصل ہے کہ وہ بادشاہ اس محتاج سے اس کا فائدہ
 اٹھانا چاہتا ہے اور یہ فقیر اس بادشاہ غنی کے مال کا محتاج ہے اور یہ بادشاہ اس فقیر کے علم
 یا رائے یا معرفت کا محتاج۔ اب فقیر کو یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ مجھ کو اس رائے اور علم
 اور فنون حکمت کے ساتھ مال کیوں نہ دیا گیا اور نہ اس بادشاہ کو سزا دیا ہے کہ وہ یہ کلمہ زبان
 پر لائے کہ مجھ کو اس ملک و دولت کے ساتھ اس فقیر کا سا علم بھی کیوں نہ عطا فرمایا۔ پھر خدا
 فرماتا ہے۔ **وَسَقْنَابَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمَ بَعْضًا**
سُخْرِيًّا **وَسَرَحْمَةً رَّبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْتَعُونَ** ہم نے بعض آدمیوں کو
 بعض آدمیوں پر درجوں میں بلند کیا ہے تاکہ بعض آدمی بعضوں کو اپنا تابع اور محکوم بنائیں
 اور تیرے پروردگار کی رحمت مال و متاعِ دنیوی سے جس کو وہ لوگ جمع کرتے ہیں
 بہتر ہے۔

مختصر آیات بالا

بعد ازاں حضرت نے فرمایا اے عبد اللہ تیرے جو تو نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے
 جب تک کہ تو یہ حجرات نہ دکھائے اس کا بھی جواب سن کر تو نے محمد سے وہ چیزیں طلب کی ہیں کہ بعض
 تو ان میں سے ایسی ہیں کہ اگر وہ ان کو ظاہر کرے تو وہ رسول خدا کی نبوت کی دلیل نہ ٹھہریں گی اور
 پیغمبر خدا اس سے بہتر ہے کہ جاہلوں کی جہالت کو غنیمت جانے اور ایسی چیز کو حجت کے طور پر پیش
 کرے جس میں کسی قسم کی حجت نہ ہو اور بعض ایسی ہیں کہ اگر وہ ظاہر ہو جائیں تو تو اور تیرے

ہمراہی ہلاک ہو جائیں اور دلائل و براہین صرف اس لیے پیش کی جاتی ہیں کہ بندگانِ خدا پر ایمان
 لانا لازم ہو جائے نہ اس واسطے کہ وہ ان کے لیے موجب ہلاکت ہوں اور تو نے اپنی ہلاکت کی
 درخواست کی ہے اور پروردگارِ عالم جو اپنے بندوں پر سب سے بڑھ کر رحیم اور مہربان ہے
 اور ان کی مصلحتوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور انکی درخواست پر ان کو ہلاک نہیں کرتا۔
 اور منجملہ ان کے بعض چیزیں محال ہیں کہ ان کا وقوع میں آنا درست اور جائز نہیں ہے اور
 رسول خدا ان سے تجھ کو آگاہ کرتا ہے اور تیرے عذروں کو قطع کرتا ہے اور تجھ پر اپنی مخالفت کا
 رستہ تنگ کرتا ہے اور دلائل خدا کے ذریعہ اپنی تصدیق کی طرف مائل کرتا ہے یہاں تک کہ تجھ کو
 فرار اور گریز کی صورت باقی نہ رہے۔

اور بعض چیزیں ایسی ہیں جن کی نسبت تو نے اپنے دل میں ٹھان رکھا ہے کہ میں ان میں
 مخالفت اور سرکشی کروں گا اور رسول خدا کی حجت کو قبول نہ کروں گا اور کوئی دلیل نہ منوں گا۔
 اور جو شخص کہ ایسا ہو اس کا علاج آگ کا عذاب ہے کہ آسمان پر سے اس پر نازل ہو یا جہنم
 واصل ہو یا دوستانِ خدا کی تلواروں سے قتل کیا جائے۔

اے عبد اللہ تو نے جو یہ کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تو مکہ کی زمین میں کوئی چشمہ
 جاری نہ کر دے۔ کیونکہ وہاں کی زمین پتھر ملی اور پہاڑی ہے تو اسکی زمین کو ٹنگا فٹہ کرے اور کھود کر
 اس میں چشمے جاری کرے کیونکہ ہم کو ان کی ضرورت ہے تو نے یہ سوال تو کیا مگر خدا کی دلیلوں سے تو
 واقف نہیں ہے۔ اگر میں ایسا کر دکھاؤں تو کیا اس کے سبب میں نبی ہو جاؤں گا۔ دیکھ تو سہی طاف
 میں تیرے کئی ایک باغ ہیں کیا وہاں پر کئی مقام خراب اور سخت نہ تھے کہ تو نے ان کو سنوارا اور
 برابر کیا اور کھود کر ان میں کئی چشمے زمین سے نکال کر جاری کئے عبد اللہ نے جواب دیا کہ ہاں
 حضرت نے فرمایا کہ اور لوگ بھی ایسے ہوں گے کہ انھوں نے تیری طرح چشمے نکالے ہوں گے وہ بولا
 کہ ہاں ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اے عبد اللہ کیا تو اور وہ لوگ اس کام کے کرنے سے پیغمبر ہو گئے
 اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ فرمایا اسی طرح اگر میں یہ بات کر دکھاؤں تو یہ میری نبوت کی دلیل نہ
 ہوگی۔ تیرا یہ قول ایسا ہی ہے جیسے تو یہ کہے کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تو کھڑا ہو کر
 زمین پر نہ چلے یا جس طرح لوگ کھانا کھاتے ہیں تو کھانا نہ کھائے۔

اور تو نے یہ جو کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ لھجوروں اور انگوروں کا باغ تیرے پاس نہ ہو کہ اس میں سے تو آپ بھی کھاتے اور ہم کو بھی کھلاتے اور اس میں خوب طرح سے نہریں جاری کرے اس کا جواب بھی سن لے کیا تیرے پاس در تیرے ساتھیوں کے پاس لھجوروں اور انگوروں کے باغ نہیں ہیں کیا تم سب ان باغوں کے سبب پیغمبر بن گئے اُس نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا پھر تم رسول خدا سے کیوں ایسے سوال کرتے ہو کہ اگر وہ تمہاری درخواست کے مطابق ان کو کر دکھائے تو وہ اس کی سچائی کی دلیل نہ ہونگے بلکہ اگر وہ ان کو پیش کرے تو اس کا یہ فعل اس کے کاذب ہونے پر دلالت کریگا کیونکہ اس وقت وہ ایسی چیزوں کو محنت کے طور پر پیش کرتا ہے جن میں کسی قسم کی محنت نہیں پائی جاتی اور ضعیف لوگوں کی عقلوں اور دینوں کو فریب دینے والا کھلاتے گا۔ اور رسول رب العالمین اس عیب سے بالکل پاک اور بری ہے۔

اور یہ جو تو نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تو جیسا کہ تیرا گمان ہے آسمان کو پارہ پارہ کر کے ہم پر نہ گرا دے کیونکہ تو کہتا ہے کہ کفار جس وقت آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تیرے ملا ہوا بادل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آسمان کا گزنا تمہاری ہلاکت اور موت کا باعث ہے اور اس درخواست سے تیرا یہی ارادہ ہے کہ رسول خدا تجھ کو اس کے ساتھ ہلاک کر دے۔ مگر وہ تیرے حال پر بہت مہربان ہے اور وہ تجھ کو ہلاک نہ کریگا بلکہ خدا کی محبتوں کو تجھ پر قائم کریگا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی درخواست کے موافق ہی اپنے نبی کو محتسب اور دلیل عطا نہیں فرماتا۔ کیونکہ بندے اس بات سے ناواقف ہوتے ہیں کہ ہماری درخواست کے قبول کرنے میں کیا کیا فساد اور ہزبیاں وقوع میں آئیں گی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کی درخواست باہم مختلف اور متضاد ہوتی ہے کہ اس کا وقوع میں آنا محال ہوتا ہے۔ مثلاً اگر بے سبب مجھ سے جدا جدا درخواستیں کرتے تو جائز تھا کہ یہ تو درخواست کرے کہ آسمان ہم پر گرایا جائے اور دوسرا شخص یہ کہے کہ آسمان ہم پر نہ گرایا جائے بلکہ زمین کو آسمان کی طرف بلند کیا جائے اور آسمان زمین پر آپڑے اور یہ متضاد اور منافی ہوتی ہیں اور اس کا وقوع میں آنا محال ہوتا اور اللہ اپنی تدبیروں کو ایسے طریق پر جاری نہیں کرتا جس میں محال لازم آئے۔

بعد ازاں رشا فرمایا اے عبد اللہ کیا تو نے کسی طبیب کو دیکھا ہے کہ بیماروں کو ان کی خواہش کے موافق دوائے وہ تو وہی تدبیر عمل میں لاتا ہے جس میں ان کی بہتری سمجھتا ہے خواہ مرض اس کو پسند کرے یا نہ کرے پس تم لوگ بیمار ہو اور اللہ تمہارا طبیب اگر تم اسکی دوائی پیروی کرو گے تو تم کو شفا عنایت کریگا اور اگر سرکشی کرو گے تو اس سے محروم رکھے گا۔

اے عبد اللہ تو نے کبھی ایسا بھی سنا ہے کہ کسی حاکم نے زمانہ گزشتہ میں کسی مدعی پر اس بات کو لازم کیا ہو کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مدعی علیہ کی درخواست کے موافق گواہ اور دلیل پیش کرے اگر ایسا کیا جائے تو کبھی کسی کا کسی پر کوئی دعویٰ اور حق ثابت نہ ہو اور ظالم اور مظلوم اور سچے اور جھوٹے میں فرق نہ ہو سکے۔

بعد ازاں فرمایا اور یہ جو تو نے کہا کہ ہم کبھی تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تو خدا اور گروہ گروہ فرشتوں کو نہ لائے کہ وہ ہمارے سامنے ہوں اور ہم ان کو دیکھیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات کا وقوع میں آنا بالکل محال ہے اور اسکی وجہ صاف ظاہر ہے کیونکہ ہمارا پروردگار مخلوقات کی طرح نہیں ہے کہ آئے جائے اور چلے پھرے اور کسی چیز کے مقابل ہو جو اس کو لایا جائے۔ یہ تم نے ناممکن امر کا سوال کیا ہے اور یہ بات جسکی تو نے خواہش کی ہے تیرے ضعیف اور ناقص عقول ہی کی صفت ہے جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ کسی چیز کو جانتے ہیں اور نہ تجھ کو اور نہ کسی اور کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اے عبد اللہ کیا تیرے پاس کھیت اور باغات اور زمینیں ہیں اور ان پر رکھوالے اور منتظم رکھے ہوئے ہیں وہ بولا کہ ہاں۔ فرمایا تو کیا تو بذات خود ان کے حالات کو دیکھتا بھاتا ہے یا اپنے اور اپنے اہل معاملہ کے درمیان کچھ وکیل اور سفیر مقرر کر رکھے ہیں جو تجھ کو ان کے حالات سے مطلع کرتے رہتے ہیں عبد اللہ نے جواب دیا کہ سفیروں کے ذریعے سے کارروائی ہوتی ہے۔ فرمایا دیکھ اگر تیرے اہل معاملہ اور کاشتکار اور نوکر چاکر تیرے سفیروں کو کہیں کہ ہم تمہاری اس سفارت کی تصدیق نہیں کرتے جب تک کہ تم عبد اللہ ابن ابی الوائیمہ کو ہمارے سامنے نہ لاؤ۔ پھر ہم تمہاری ان باتوں کو جو اس کی طرف سے کہہ رہے ہو یا المشافہ نہیں گے اب بتا کہ تو ان کی اس بات کو قبول کر لے گا۔ یہ بات تیرے نزدیک ان کے لیے جائز ہوگی وہ بولا کہ نہیں فرمایا تو اب تیرے سفیروں کو کیا کرنا چاہیے کیا ان کو تیری طرف سے

کوئی ایسی صحیح نشانی ان کے سامنے نہیں پیش کرتی چاہیے جو ان کی صداقت پر دال ہو جس کو دیکھ کر ان منکروں پر بھی ان سفیروں کی تصدیق کرنی لازم اور واجب ہو جائے عبد اللہ نے جواب دیا کہ ہاں۔ فرمایا دیکھو اگر تیرے سفیر ان لوگوں کی یہ درخواست سن کر تیرے پاس واپس آئے اور تجھ سے کہے کہ تو اٹھ کر میرے ساتھ چل کیونکہ انھوں نے تجھ کو بلایا ہے کیا یہ بات تیری طبیعت کے برخلاف نہ ہوگی اور تو اس سے یہ نہ کہے گا کہ تو فقط میرا ایلیچی ہے اور صلاح کار اور حاکم نہیں ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہوگا۔ حضرت نے فرمایا تو پھر جس درخواست کا اپنے کاشتکاروں اور اہل معاملہ کی طرف سے اپنے ایلیچی سے کیا جانا پسند نہیں کرتا اسکو رسول اللہ ﷺ سے کیوں کرتا ہے اور کیونکر تو نے یہ ارادہ کیا کہ رسول خدا اپنے پروردگار پر امر و نہی کر کے اس کے نزدیک بُرا بنے حالانکہ تو ایسی بات کو اپنے ایلیچی کے لیے جس کو تو نے اپنے کاشتکاروں اور کارندوں کی طرف بھیجا ہے پسند نہیں کرتا۔ ان سب باتوں کے باطل کرنے کے لیے جو تیری تمام درخواستوں میں مذکور ہیں یہ حجت قاطعہ ہے۔

اور اے عبد اللہ یہ جو تو نے کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ سونے کا ایک ٹکڑا تیرے پاس نہ ہو اے عبد اللہ کیا تو نے نہیں سنا کہ عزیز مصر کے پاس سونے کے بہت سے گھر ہیں وہ بولا کہ ہاں سنا ہے۔ فرمایا تو کیا وہ ان مکالوں کے سبب پیغمبر ہو گیا۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا اسی طرح یہ امر محمد کے لیے ضروری نہیں ہے۔ اگر وہ پیغمبر ہے اور محمد دلائل الہی سے تیرے ناواقف ہونے کو غنیمت نہیں سمجھتا۔

اور اے عبد اللہ جو تو نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تو آسمان میں نہ چڑھ جائے اور پھر کہا کہ ہم تیرے آسمان میں چڑھ جانے کا یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ایک نوشتہ ہم پر نازل نہ کرے جس کو ہم پڑھیں۔ اے عبد اللہ آسمان پر چڑھنا اس سے اترنے کی نسبت زیادہ تر دشوار ہے اور جبکہ تو نے اپنی نسبت یہ بیان کر دیا کہ جب تو چڑھے گا تو میں یقین نہ کرؤں گا تو ایسا ہی اتر آنے میں بھی ہوگا۔ پھر تو نے کہا کہ ہم تیرے چڑھنے کا یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ایک نوشتہ ہم پر نہ آتا جس کو ہم پڑھیں۔ پھر بھی میں یہ نہیں جانتا کہ تجھ پر ایمان لاؤں یا نہ لاؤں۔ اے عبد اللہ اس سے معلوم ہوا کہ جو حجت الہی تیرے سامنے پیش کی جائیگی تو اس سے معاندت اور

مخالفت کرنے کا مقرب ہے پس تیرا علاج اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ (دنیا میں) اپنے دوستوں کے ہاتھ سے کہ وہ آدمی ہیں یا (آخرت میں) اپنے ملائکہ کے ہاتھ سے کہ وہ زبانہ (شعلہ ہائے آتش) ہیں سزا دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیرے تمام سوالات کے باطل کرنے کیلئے حکمت جامعہ کو مجھ پر نازل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اے محمد قل سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَ سَائِرِ الْبَشَرِ ان کافروں سے کہہ دے کہ میرا پروردگار اس بات سے نہایت بعید ہے کہ وہ چیزوں کو جاہلوں کی درخواست کے موافق کرے خواہ انھوں نے جائز چیز کی درخواست کی ہو یا ناجائز کی۔ اور میں فقط ایک بشر ہوں کہ رسول ہو کر آیا ہوں۔ مجھ پر اتنا ہی لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو جو اس نے مجھ کو عطا کی ہے بندوں پر قائم کروں اور یہ مجھ کو شایاں نہیں ہے کہ اپنے پروردگار کو کسی شے کے کرنے کا حکم دوں یا کسی بات سے اس کو منع کر دوں یا اس کو کوئی مشورہ دوں اگر میں ایسا کروں تو میری مثال اس ایلیچی کی سی ہوگی جس کو کوئی بادشاہ اپنے مخالف گروہ کی طرف بھیجے اور وہ واپس آکر بادشاہ کو حکم دے کہ جو کچھ ان لوگوں نے درخواست کی ہے ان کے ساتھ اسی کے موافق عمل درآمد کر۔

بعد ازاں ابو جہل بولا کہ اے محمد ابھی ایک بات باقی ہے کیا تو گمان نہیں کرتا ہے کہ موسیٰ کی قوم نے جبکہ موسیٰ سے یہ سوال کیا تھا کہ ہم کو خدا کو ظاہر طور پر دکھا دے تو گویا انھوں نے اپنے اوپر بجلی گرنے کی درخواست کی تھی اور اسی سبب سے ان پر بجلی گری پس اگر تو یہی ہے تو ہم بھی اپنی درخواست کے سبب اس کے مستوجب ہیں اور ہمارا سوال قوم موسیٰ کے سوال سے زیادہ سخت ہے کیونکہ انھوں نے تیرے زعم کے موافق یہ کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم کو خدا کو ظاہر طور پر دکھا دے اور ہمارا یہ قول ہے کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تو خدا اور گروہ گروہ فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائے کہ ہم ان کو بالمشافہ معانیہ کریں حضرت نے فرمایا اے ابو جہل کیا تجھ کو ابراہیم علیہ السلام کا قصہ معلوم نہیں ہے جبکہ اس کو ملکوت میں بلند کیا گیا چنانچہ میرا پروردگار تیرے ان میں فرماتا ہے وَكَذَٰلِكَ نُرِي آيَاتِنَا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ إِلَّا اللَّهَ لِيُؤْتِيَهُم مِّنْ غَيْرِ سَمَوَاتٍ مُّلْحُوتٍ وَالَّذِينَ لَا يَرْجُونَ إِلَّا اللَّهَ لِيُؤْتِيَهُم مِّنْ غَيْرِ سَمَوَاتٍ مُّلْحُوتٍ اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھلائی اور تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو۔ جبکہ اس کو آسمان کے نزدیک بلند کیا تو خدا نے اس کی نظر کو

حضرت ابراہیم کا سر ملکوت کی

ایسا قوی کر دیا کہ اس نے زمین کو اور اس کی تمام اندرونی اور بیرونی اشیا کو دیکھ لیا۔ اُس وقت ایک مرد اور ایک عورت کو زنا کرتے دیکھا اور ان کی ہلاکت کے لیے خدا سے بددعا مانگی وہ دونوں ہلاک ہو گئے۔ بعد ازاں دو اور شخصوں کو اسی حالت میں دیکھا اور ان کے لیے بددعا کی اور وہ ہلاک ہو گئے۔ پھر اور دو آدمیوں کو اسی خرابی میں مبتلا پایا۔ اور ان کے واسطے بھی بددعا کا ارادہ کیا۔ تب اللہ کی طرف سے وحی ہوئی کہ اے ابراہیم میرے بندوں اور کینزوں سے اپنی بددعا کو روک لے کیونکہ میں بخشنے والا مہربان بہت احسان کرنے والا اور بُرد بار ہوں میرے بندوں کے گناہ مجھ کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتا جیسا کہ ان کی طاعت اور عبادت سے مجھ کو کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا میں ان کو اس طرح پرسیاست اور تادیب نہیں کرتا کہ تیری طرح جلدی اپنے غصے کا تدارک کروں پس تو اپنی بددعا کو میرے بندوں سے باز رکھ کیونکہ تو فقط میرا ایک بندہ ہے کہ میرے اور بندوں کو میرے عذاب سے ڈراتا ہے اور میری سلطنت میں شریک نہیں ہے اور نہ میرے بندوں کا محافظ ہے اور میں اپنے بندوں کے ساتھ ان میں طریقوں میں سے ایک طریق برتا ہوں یا تو توبہ کر لیتے ہیں اور میں ان کی توبہ کو قبول کر لیتا ہوں اور ان کے گناہوں کو معاف کرتا ہوں اور ان کے عیبوں کو پوشیدہ کر دیتا ہوں یا اپنے عذاب کو ان سے باز رکھتا ہوں اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ ان کی پشتوں سے چند مومن فرزند پیدا ہونگے پس میں ان کے کافر باپوں سے نرمی برتا ہوں اور ان کے کارفرماؤں سے تانی اور تاخیر کرتا ہوں واپس عذاب کو ان پر سے ہٹا لیتا ہوں تاکہ وہ مومن ان کی پشتوں سے نکل آئیں جب وہ مومن ان کافروں کی پشتوں اور رگھوں سے جدا ہو جاتے ہیں تو میرا عذاب ان پر نازل ہوتا ہے و میری بلا ان کو گھیر لیتی ہے اور اگر نہ یہ ہو اور نہ وہ توجو عذاب کر میں نے ان کے لیے آخرت میں نعتیا کیا ہے وہ اس عذاب سے جو تو (دنیا میں) ان کے واسطے چاہتا ہے بہت بڑھ کر ہے کیونکہ میں نے جو عذاب اپنے بندوں کے لیے مقرر کیا ہے وہ میری جلالت اور کبریائی کے موافق ہے اے ابراہیم میرے بندوں کو چھوڑ دے کیونکہ تیری نسبت میں ان پر زیادہ مہربان ہوں اور میرے بندوں کو میرے حوالے کر دے کیونکہ میں بہت زبردست

بُرد بار بہت جاننے والا اور صاحبِ حکمت ہوں اپنے علم کے موافق ان کی تدبیریں کرتا ہوں اپنی قصا و قدر کو ان میں جاری کرتا ہوں۔

بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا اے ابو جہل اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب کو اس لیے تجھ پر سے اٹھایا ہے کہ تیری پشت سے عنقریب پاک اولاد عکرمیرا بیٹا پیدا ہوگا اور وہ تھوڑی مدت کے بعد مسلمانوں کے امور کا والی ہوگا کہ اگر وہ اس امر میں خدا کی اطاعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو تیرے جلیل حاصل ہوگا اگر یہ بات مانع نہ ہوتی تو تجھ پر اور ان باقی اہل قریش پر جنھوں نے عذاب کا سوال کیا ہے۔ اسی وقت عذاب نازل ہو جاتا جبکہ انھوں نے اسکی درخواست کی تھی۔ ان کو صرف اس وجہ سے مہلت دی گئی ہے کہ علم الہی میں گور چکا ہے کہ ان میں سے بعض اشخاص محمد پر ایمان لا کر سعادت حاصل کر گئے اور وہ باری تعالیٰ اس سے بزرگ و بڑتر ہے کہ ان کو اس سعادت سے محروم رکھے اگر یہ امر مانع نہ ہوتا تو تم سب عذاب نازل ہوتا۔ پھر ان سب مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم آسمان کی طرف نگاہ کرو جب انھوں نے اوپر کو دیکھا تو ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور وہاں سے آگ نازل ہوئی اور ان کے سروں کے برابر آگ ٹھہر گئی اور ان کے اس قدر نزدیک پہنچ گئی کہ اسکی گرمی ان کے شانوں کے درمیان معلوم ہونے لگی۔ یہ حال دیکھ کر ابو جہل اور باقی لوگوں کے اعضا کانپنے لگے حضرت نے ان سے فرمایا کہ تم ڈرو نہیں کیونکہ حق تعالیٰ تم کو اس عذاب سے ہلاک نہ کرے گا۔ اسکو تو فقط تمھاری عبرت کے لیے ظاہر کیا ہے پھر انھوں نے دیکھا کہ اس جماعت کی پشتوں سے کچھ نور نکلے اور اس آگ کے سامنے آئے اور اسکو اوجھا کر کے ہٹاتے ہٹاتے آسمان کی طرف لوٹ جا جہاں سے وہ آئی تھی حضرت نے فرمایا کہ ان نوروں میں بعض نور تو ان لوگوں کے ہیں جن کی نسبت خدا کے علم میں گور چکا ہے کہ وہ تم میں سے عنقریب مجھ پر ایمان لا کر کامیاب ہونگے اور بعض نور اس پاک اولاد کے ہیں جو عنقریب تم میں سے بعض ایمان نہ لانے والوں کے ہاں پیدا ہوگی اور وہ مومن ہوگی۔

قوله عزوجل وَكَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْحِثِّبِ لَؤِيٌّ وَنُكْمٌ مِّنْ بَعْدِهِمْ إِنَّمَا كُنْتُمْ كَفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْتَصُوا
وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهَ بِأَمْرٍ يُرِيدُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ : اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ ازدوئے حسد کے جہان کو تمہارے ساتھ ہے اپنے دل سے اس بات کو چاہتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے اور مومن ہونے کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں بعد اس کے کہ حق ان پر ظاہر ہو گیا ہے پس اے مومنو تم ان کو معاف کرو۔ اور ان سے درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنے حکم کو لائے البتہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ **وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُّوْكُمْ** من بعد ایسا نہ کفار اہل کتاب میں سے بہت سے آدمی یہ چاہتے ہیں کہ ان شہادت کے ذریعہ جو وہ تم پر وارد کرتے ہیں تم کو مومن ہونے کے بعد ہٹا کر پھر کافر کر دیں **حَسَدًا** ایت عنید انفسیہم تمہارے ساتھ حسد کرنے کی وجہ سے جو ان کے نفسوں میں موجود ہے اس سبب سے کہ خدا نے تم کو محمد اور علی اور ان کی آل اطہار کے ساتھ معزز اور مکرّم کیا **مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ** بعد اس کے کہ ان کو ان معجزات کے ذریعہ جو محمد کی صداقت اور علی اور ان کی آل اطہار کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں حق ظاہر ہو گیا ہے **فَاعْتَدُوا وَاهْتَفَحُوا** پس اے مومنو تم ان کو معاف کرو اور ان کی جہالت سے درگزر کرو اور جنتہائے الہی سے ان کا مقابلہ کرو اور ان کی مدد سے ان کے باطلات کو دفع کرو حتیٰ **يَأْتِي اللّٰهُ بِالْحَقِّ** یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح مکہ کے دن اپنے حکم قتل کو ان میں جاری کرے اور اس وقت تم ان کو شرمکے اور جزیرہ عرب سے جلا وطن کر دو گے اور وہ بحالت کفر وہاں نہ رہ سکیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ البتہ خدا ہر چیز پر قادر ہے کیونکہ اس کو تمام چیزوں پر اس طرح قدرت حاصل ہے جو تمہارے لیے مناسب اور قویٰ مصلحت ہو کہ وہ تم کو ان مشرکوں کے ساتھ مدارات کرنے اور عمدہ اور پسندیدہ طور پر مباحثہ کرنے پر قادر کر دیتا ہے اور عمدہ طریقہ پر مباحثہ کرنے پر قادر کر دیتے کا قصداً اس طرح سے ہے کہ جب مسلمانوں کو جنگ احد میں نہایت صدمہ پہنچا تو اس کے چند روز بعد کچھ یہودی عمار بن یاسر اور حذیفہ ابن الیمان سے ملے اور کہنے لگے دیکھا تم کو احد کے دن کس قدر صدمہ پہنچا۔ محمد کی لڑائی تو مثل اور بادشاہوں کے ہے جو طالبان دنیا ہوتے ہیں کبھی غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب اگر پیغمبر ہوتا تو کبھی مغلوب نہ ہوتا اور ہمیشہ غالب ہی رہا کرتا تم کو چاہیے کہ اس کے دین کو چھوڑ دو۔ حذیفہ رض نے جو یہ

۱۵۱

بات سنی تو کہنے لگا کہ خدا تم پر لعنت کرے میں تمہارے پاس نہیں بیٹھتا اور نہ تم سے بات کرتا ہوں اور نہ تمہاری گفتگو سنتا ہوں۔ میں اپنی جان اور ایمان دونوں کیلئے تم سے خوف کرتا ہوں۔ اس لیے دونوں کو لے کر یہاں سے بھاگتا ہوں یہ کہتے ہی اٹھ کر وہاں سے چل دیا اور عمار وہیں بیٹھا رہا اور ان سے کہا کہ اے یہودیو! محمد نے بدر کے دن اپنے اصحاب سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تم نے صبر کیا تو فتح پاؤ گے۔ چنانچہ انہوں نے صبر کیا اور فتح پائی اور اسی طرح احد کے دن بھی اسی صبر کی شرط پر فتح پانے کا وعدہ فرمایا تھا مگر انہوں نے بُزدلی اور مخالفت کی اس لیے ان کو یہ صدمہ پہنچا اور اگر فرمانبرداری کرتے اور صابر رہتے اور حضرت کے حکم کی مخالفت نہ کرتے تو ہرگز شکست نہ کھاتے اور ضرور فتحیاب ہوتے یہودی بولے کہ اے عمار اگر تو محمد کی اطاعت کرے تو کیا تو اپنی تپلی پنڈلیوں سے سادات قریش پر غلبہ پاجائے۔ عمار نے جواب دیا کہ بیشک مجھ کو اُس خدا کی قسم ہے جس کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے جس نے محمد کو نبی برحق کر کے بھیجا ہے کہ حضرت نے محمد کو فضل و حکمت سے بھر دیا ہے کیونکہ اپنی نبوت کی خوبیاں اور اپنے بھائی اور وصی اور حضرت کے بعد بہترین مخلوقات کے فضائل مجھ کو سکھائے اور سمجھائے ہیں اور اپنی فریت طاہرہ کی فرمانبرداری اور پیروی کرنے کا مجھ کو حکم دیا ہے اور سختیوں اور ضرورتوں کے وقت ان کے وسیلہ سے دعا کرنے کے لیے ارشاد فرمایا ہے اور جس کام کے لیے آنحضرت مجھ کو حکم دیں اور میں درست اعتقاد سے اس میں متوجہ ہوں اور آنحضرت کی پیروی اور فرمانبرداری مجھ کو مقصود ہو تو میں ضرور ہی اس کام کو انجام تک پہنچاؤں گا۔ یہاں تک کہ اگر حضرت مجھ کو حکم دیں کہ میں آسمانوں کو زمین پر اتار لاؤں اور زمین کو اٹھا کر آسمان کی طرف لے جاؤں۔ تو بیشک پروردگار عالم انہی تپلی پنڈلیوں کے ہوتے مجھ کو اس امر کے بجالانے کی قوت عطا کرے گا عمار کی گفتگو سن کر وہ یہودی کہنے لگے ہرگز ایسا نہیں ہے اے عمار خدا کی قسم خدا کے نزدیک محمد کا درجہ اس سے بہت ہی کم ہے جیسا کہ تو بیان کرتا ہے اور تیرا درجہ بھی خدا کے اور محمد کے نزدیک اس سے بہت کم ہے جیسا کہ تو نے دعویٰ کیا ہے اور اس وقت ان یہودیوں میں چالیس منافق بھی شامل تھے ان کی یہ بات سن کر عمار وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ میں اپنے پروردگار کی حجت کامل طور پر تم کو پہنچا دی اور تم کو نصیحت کر دی

لیکن تم لوگ نصیحت کو برا سمجھتے ہو یہ کہہ کر وہاں سے چلے آئے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے فرمایا اے عمارؓ مجھ کو تم دونوں کی خبر پہنچ گئی۔ حذیفہ تو اپنے دین کو شیطان اور اس کے دوستوں کے ہاتھوں سے بچا کر بھاگ آیا اور وہ خدا کے نیک بندوں میں سے ہے اور تو نے دین خدا میں مجاہد کیا اور محمدؐ پر غیر خدا کی خیر خواہی کی پس تو مجاہدان راہ خدا میں داخل ہے ابھی آنحضرت اور عمارؓ میں گفتگو ہو رہی تھی کہ وہی یہودی جو عمارؓ سے ہم کلام ہوئے تھے۔ وہاں آگے اور لوٹے کہ اے محمدؐ تیرا یہ رفیق کتنا ہے کہ اگر تو اسکو یہ حکم دے کہ زمین کو آسمان کی طرف بلند کرے اور آسمان کو زمین کی طرف اتار لائے اور تیری فرمانبرداری کا اعتقاد کرے اور تیرے حکم کے قبول کرنے کا عزم ہو تو بیشک خدا اسکو اس امر کے بجالانے میں مدد دیگا۔ اگر تو پیغمبر ہے تو تم مجھ سے اور اس سے اس سے بھی کم چیز پر پس کرتے ہیں اگر عمارؓ اپنی تپلی پنڈلیوں کے ساتھ اسی پتھر کو اٹھا لے تو کافی ہے اور اس وقت حضرت مدینے کے باہر تشریف رکھتے تھے اور وہ پتھر حضرت کے سامنے پڑا ہوا تھا اور اس قدر بڑا تھا کہ اگر دو سو مرد بھی اکٹھے ہو کر اس کو ہلانا چاہتے تو ہلانا نہ سکتے تھے۔ پھر ان یہودیوں نے کہا کہ اے محمدؓ عمارؓ اگر اس پتھر کو اٹھانے کا ارادہ کرے تو اس کو حرکت بھی نہ دے سیکے گا اور اگر اس حالت میں اس نے اٹھا بھی لیا تو اسکی دونوں پنڈلیاں ٹوٹ جائیں گی اور بدن چور چور ہو جائے گا حضرت نے فرمایا اے یہودیو عمارؓ کی پنڈلیوں کو حقیر نہ جانو کیونکہ وہ اس کی میزان اعمال میں کوہ ثور و کوہ شبر و کوہ حراد و کوہ ابوقیس بلکہ تمام زمین اور اسکی تمام چیزوں سے جو اس پر موجود ہیں زیادہ وزنی ہیں اور محمدؓ و آل محمدؓ پر درود بھیجنے کی برکت سے جو چیز کہ اس پتھر سے بہت بھاری ہے ملکی ہو گئی یعنی عرش اٹھ فرشتوں کے کندھوں پر ہلکا معلوم ہوتا ہے حالانکہ اس سے پہلے ان کے ساتھ بیسٹا فرشتے ہل کر بھی اس کو نہ اٹھا سکتے تھے بعد ازاں حضرت نے عمارؓ سے ارشاد فرمایا۔ اے عمارؓ میری اطاعت کا اعتقاد کر اور دعا کر کہ اے خدا محمدؓ اور اس کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ مجھ کو قوت عطا فرما تا کہ اس پتھر کا اٹھانا جس پر تو مامور ہے اللہ میرے لیے آسان کر دے جیسے کالب بن یوحنا پر سطح آب پر سے دریا کا گزرنا آسان کر دیا تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر اس پر سے عبور کر گیا تھا کیونکہ اس نے ہم اہلبیت کے مرتبے کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی تھی الغرض عمارؓ نے اسی طرح دعا کی اور آنحضرت کی اطاعت کا

اعتقاد کیا اور اس پتھر کو اپنے سر پر اٹھایا اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ اس خدا کی قسم ہے جس نے آپکو سچا نبی کر کے بھیجا ہے یہ پتھر میرے ہاتھوں پر ایک تنکے سے بھی ہلکا معلوم ہوتا ہے پھر حضرت نے ایک پہاڑ کی طرف جو وہاں سے تین میل کے فاصلہ پر تھا اشارہ کر کے فرمایا کہ اس پتھر کو اس پہاڑ کی چوٹی پر بھینک دے عمارؓ نے حسب الارشاد اس کو ہوا میں بھینکا اور وہ پتھر اونچا ہو کر اس پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بعد ازاں حضرت نے ان یہودیوں سے فرمایا تم نے عمارؓ کی قوت دیکھی؟ وہ بولے کہ ہاں دیکھی۔ پھر عمارؓ سے فرمایا کہ اس پہاڑ کی چوٹی پر جا وہاں تجھ کو ایک پتھر نظر آئے گا۔ جو اس پتھر سے وزن میں کم ہی کٹا ہوگا۔ اس کو میرے پاس اٹھا لا عمارؓ نے ایک ہی قدم اٹھایا تھا کہ زمین سمٹ گئی اور دوسرے قدم میں وہ اس پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچا اور وہاں سے اس پتھر کو اٹھا کر تیسرے قدم میں حضرت کی خدمت میں واپس آ گیا۔ حضرت نے فرمایا اس پتھر کو بہت زور سے زمین پر دے مار۔ یہ حال دیکھ کر یہودی ڈر کے مارے بھاگ گئے اور عمارؓ نے اس زور سے اس پتھر کو زمین پر مارا کہ وہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور غبار کی طرح ہوا میں مل کر ادھر ادھر پراگندہ ہو گیا۔ بعد ازاں حضرت نے ان یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اے یہودیو! تم نے اللہ کی نشانیوں کو مشاہدہ کر لیا ہے۔ اب تم ایمان لاؤ۔ حضرت کا یہ ارشاد سن کر بعض تو ایمان لے آئے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہوئی اور ایمان سے محروم رہے پھر حضرت نے ارشاد فرمایا اے مسلمانو کیا تم جانتے ہو کہ یہ پتھر کس چیز کی مانند ہے اٹھوں نے عرض کی کہ نہیں فرمایا۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا پیغمبر بنایا ہے جب ہمارا کوئی شیعہ جس کے گناہ اور خطائیں زمین اور پہاڑوں اور تمام آسمانوں سے چند در چند زیادہ ہوں تو یہ کرتا ہے اور ہم اہلبیت کی ولایت کو اپنے دل میں تازہ کرتا ہے تو اس کے گناہ اس پتھر کی نسبت زیادہ تر زور سے زمین پر مارے جاتے ہیں اور ایک شخص ہے جسکی عبادت و طاعات آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں اور دریاؤں کی مانند ہیں مگر وہ ہم اہلبیت کی ولایت کا منکر ہے پس اس کی عبادت و طاعات کو عمارؓ کے اس پتھر کو زمین پر مارنے کی نسبت زیادہ تر زور سے زمین پر مارا جاتا ہے کہ وہ اس پتھر کی مانند ریزہ ریزہ ہو کر منتشر ہو جاتی ہیں اور جب وہ آخرت میں وارد ہوگا تو ایک نیکی بھی اپنے نامہ اعمال میں نہیں پاتے گا

اور اُس کے گناہ پہاڑوں اور زمین اور آسمان سے کسی گناہ زیادہ ہوں گے اور اُس سے بہت سختی سے حساب لیا جائیگا اور ہمیشہ کے لیے عذاب میں گرفتار ہوگا۔

جب عمارؓ نے اپنے بدن میں اس قدر قوت پائی کہ اس کے ذریعہ پتھر کو زمین پر مار کر ریزہ ریزہ کر دیا تو حمیت اُس پر غالب ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان یہودیوں سے جنگ کروں اور اس قوت کے ذریعہ جو مجھ کو اس وقت عطا ہوئی ہے انکو ہلاک کر ڈالوں حضرت نے فرمایا اے عمارؓ خدا فرماتا ہے۔ فَاَعْفُوا وَاَصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرٍ اَنْ كُوْمَعَفَ كُرُوْا وَاِنْ اَنْ سَمِعْتُمْ رُكُوْا وَاِنْ اَنْ سَمِعْتُمْ رُكُوْا وَاِنْ اَنْ سَمِعْتُمْ رُكُوْا وَاِنْ اَنْ سَمِعْتُمْ رُكُوْا۔

الغرض مسلمان یہودیوں اور منافقوں کے دستوں سے اور شبہ ڈالنے سے تنگ دل رہتے تھے حضرت نے ان سے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ایسی چیز تم کو تعلیم کروں جو تمہاری تنگی ملی کو جو دشمنانِ دین کے دستوں سے ڈالنے سے عارض ہوتی ہے دور کر دے۔ انھوں نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہؐ تعلیم فرمائیے حضرت نے ان کو وہی چیز تعلیم کی جو اس وقت اپنے ہمراہیوں کو تعلیم کی تھی۔ جبکہ وہ قریش کے جو رجحان کے سبب پہاڑ کی کھوہ میں جاگزیں تھے اور ان کے دل تنگ اور کپڑے میلے ہو گئے تھے اور حضرت نے ان سے فرمایا تھا کہ اپنے کپڑوں پر اسی طرح بدن پر پہنے ہوئے چھوٹکیں مارو اور ہاتھ ان پر پھیرتے جاؤ اور محمدؐ وال محمدؐ پر درود بھیجتے رہو۔ اس عمل سے وہ پاک صاف سفید اور نہایت عمدہ ہو جائیں گے اور تمہاری دل تنگی بھی رفع ہو جائیگی۔ انھوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔ ان کے کپڑے ویسے ہی ہو گئے۔ انھوں نے متعجب ہو کر عرض کی یا رسول اللہؐ یہ کیا بات ہے کہ آنحضرتؐ اور آپؐ کی آل پر ہمارے درود بھیجنے سے ہمارے کپڑے ہلکے ہو گئے حضرت نے فرمایا کہ محمدؐ وال محمدؐ پر درود بھیجنے سے تمہارے دلوں کے کینے اور تنگی اور کھوٹ سے اور تمہارے بدنوں کا گناہوں سے پاک ہونا اس کے ذریعے تمہارے کپڑوں کے پاک ہونے کی نسبت زیادہ تر تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے اور اسکے ذریعے تمہارے اعمال ناموں سے گناہوں کا دھوا جانا تمہارے کپڑوں کی میل کچیل کے دھوئے جانے کی نسبت زیادہ تر عجیب اور اسکے وسیلے سے تمہاری نیکیوں کے صحیفوں کا نورانی ہونا تمہارے کپڑوں کے براق اور چمکدار ہونے سے اولیٰ اور احسن ہے۔

قوله عزوجل وَاَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرٌ ترجمہ : اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ کو ادا کرو اور جو نیکی کہ تم اپنے نفسوں کے لیے آگے بھجو گے اس کو خدا کے پاس پاؤ گے۔ کیونکہ خدا تمہارے اعمال سے واقف ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَاَقِمُوا الصَّلَاةَ اور نماز کو اسی کی ضروریات وضو۔ کبیرات۔ قیام۔ قرأت۔ رکوع۔ سجود اور حدود کو کامل کر کے ادا کرو۔ وَاَتُوا الزَّكَاةَ اور زکوٰۃ اُس کے مستحقوں کو دو۔ اور کافروں اور ناصیبوں کو مت دو اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے دشمنوں کو صدقہ دیتا ہے وہ گویا خانہ کعبہ میں چوڑی کرتا ہے۔ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ اور جو نیکی کہ تم اپنے نفسوں کیلئے آگے بھیجتے ہو یعنی جو مال کہ تم طاعتِ خدا میں خرچ کرتے ہو اور اگر مال تمہارے پاس نہ ہو تو اپنے جاہ و منصب کو جتنا اپنے ایمانی بھائیوں کے لیے صرف کرتے ہو اور اس کے ذریعے انکو نفع پہنچاتے ہو اور نقصان کو ان سے دور کرتے ہو۔ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ اس کو خدا کے پاس پاؤ گے یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کے مرتبے سے تم کو نفع پہنچائیگا کہ اسکی برکت تمہارے گناہ چھڑ جائیں گے اور نیکیاں مضاعف ہو جائیں گی اور درجے بلند ہو جائیں گے اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرٌ البتہ خدا تمہارے اعمال کو خوب طرح جانتا ہے کہ کسی کام کا ظاہر اور کسی دل کا باطن اُس پر پوشیدہ نہیں ہے اور وہ تم کو تمہارے اعتقادوں اور قول کے موافق جزا دے گا۔ اور وہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں ہے کہ ان کو بعض کے باب میں دھوکا ہو جاتا ہے اور کسی کا کام کسی اور کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔

اور جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ نماز کی مفتاح (کنجی) طہارت ہے اور اسکی تحریم (تیت) تکبیرۃ الاحرام ہے اور اسکی تکمیل (انجام) سلام ہے اور اللہ تعالیٰ یہ طہارت کی نماز اور نجات کے صدقہ کو قبول نہیں کرتا اور نماز کی سب سے اعلیٰ طہارت جو باعث قبولیتِ نماز ہے اور جس کے بغیر کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی وہ محمدؐ کی دوستی ہے یا ان اعتقادوں وہ شرارِ انبیاء ہے اور علیؑ کی دوستی ہے یا ان اعتقادوں کہ وہ سردارِ اوصیاء ہے اور ان دونوں کے دوستوں کی دوستی امدان کے دشمنوں کی دشمنی ہے۔

نیز آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا منہ دھوتا ہے اسکے منہ کے گناہ ادھر ادھر گر جاتے ہیں اور جب ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب سر پر مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب اپنے دونوں پاؤں پر مسح کرتا ہے یا حالت تقیر میں ان کو دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور اگر وضو کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہے تو اس کے تمام اعضا گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں اور اگر وضو یا غسل جنابت کے اخیر میں کہے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ وَ اَشْهَدُ اَنْ عَلِيًّا وَ اَبِيًّا وَ حَدِيْقَتُكَ بَعْدَ بَيْتِكَ عَلٰى حَيْفَتِكَ وَ اَنْتَ اَوْلِيَاؤُكَ اَوْ حَيْبَاؤُكَ تو اس کے سب گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں۔ جیسے درخت کے پتے جھڑ جایا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس وضو یا غسل کے قطرات کی تعداد کے موافق فرشتے پیدا کرتا ہے جو اللہ کی تسبیح تقدیس تہلیل اور تکبیر کرتے ہیں اور محمد و آل محمد پر درود بھیجتے ہیں اور اس کا ثواب اس وضو یا غسل کرنے والے کو ملتا ہے پھر خدا کے حکم سے اس شخص کے وضو یا غسل کے پانی پر نہر پروردگار ثبت ہوتی ہے اور فرشتے اسکو اٹھا کر عرش کے نیچے لیجاتے ہیں جہاں چور اس کو لے سکتا ہے نہ کبیرا لگتا ہے اور نہ دشمن اس کو بگاڑ سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سے زیادہ کر کے اسکو واپس دیا جاتا ہے اس حال میں جبکہ وہ نہایت عاجز مندا اسکے ثواب کا ہوتا ہے پھر اسکے عوض جنت کی نعمتیں اس قدر اسکو عطا کرتا ہے کہ نہ گننے والے اسکو گن سکتے ہیں ورنہ حفاظت کر سکا اسکی حفاظت کر سکتے ہیں ورنہ اس کے تمام گناہ خشیدت ہے۔ یہاں تک کہ اسکی نماز نوافل میں شمار ہوتی ہے پھر جب وہ شخص نماز پڑھنے کے لیے اپنے مصدے پر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے اے میرے

اے اللہ تو پاک و پاکیزہ ہے اور میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا اور کوئی قابل عبادت و پرستش نہیں ہے۔ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اپنے گناہوں سے تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد تیرا بندہ اور رسول ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تیری مخلوقات پر تیرا ولی اور خلیفہ ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے ولی یعنی امیر مومنین علیہم السلام اس کے جانشین اور وصی ہیں۔ (مترجم)

فرشتوں تم میرے اس بندے کو دیکھتے ہو کہ کس طرح تمام خلقت سے علیحدہ ہو کر میری طرف آیا ہے۔ اور میری رحمت اور بخشش اور مہربانی کا امیدوار ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اپنی رحمت اور کرامت کیساتھ مخصوص کیا اور جب وہ اللہ اکبر کہتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتا ہے اور اسکے بعد خدا کی ثنا شروع کرتا ہے تو پروردگار فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے بندو تم دیکھتے ہو کہ اس نے کس طرح سے میری بڑائی اور عظمت بیان کی اور شریک اور شعیبہ اور نظیر سے میرا پاک ہونا ظاہر کیا اور میرے دشمن جو شرک کے اقوال میری نسبت کہتے ہیں۔ ان سے بیزاری ظاہر کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا۔ اے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں عنقریب اس کو اپنے خانہ جلال و عظمت میں بزرگ اور عظیم کروں گا۔ اور اپنے دار کرامت کی پاکیزگیوں کے ساتھ اس کو پاکیزہ کروں گا اور اس کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک کر کے آخرت کے عذاب اور جہنم کی آگ سے بری کروں گا۔

اور جب وہ شخص بِسْمِ اللّٰهِ کہے کہ سورہ حمد اور دوسرے سورہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے تم دیکھتے ہو کہ وہ میرے کلام کو کیسا مزے لے لے کر پڑھ رہا ہے۔ اے میرے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میں اس سے کوئی گناہ لے لے میرے بندے میری جنت میں جا کر قرآن کی تلاوت کر اور اپنے درجات بڑھا جوں وہ قرآن پڑھیا گا۔ ہر کی شمار کے موافق درجات میں ترقی ہوگی ایک درجہ سونے کا ہوگا اور ایک چاندی کا اور ایک موتی کا اور ایک جوہر کا اور ایک زبرجد کا اور ایک درجہ نور پروردگار عزیز کا ہوگا اور جب وہ شخص رکوع کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے اے فرشتو تم دیکھتے ہو کہ وہ میرے جلال و عظمت کے سامنے کیونکر تواضع اور فروتنی کر رہا ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس کو اپنے خانہ کرامت و جلال میں عظمت اور رفعت عطا کروں گا اور جب رکوع سے سر اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے۔ اے فرشتو تم دیکھتے ہو کہ وہ کیونکر رہا ہے کہ میں جس طرح تیرے دوستوں کے سامنے متواضع ہوتا ہوں اور تیری خدمت میں فروتنی سے کھڑا ہوتا ہوں۔ اسی طرح تیرے دشمنوں کے روبرو اپنے تئیں بلند مرتبہ ظاہر کرتا ہوں اے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں عاقبت کی نیکی اس کے لیے مقرر کروں گا اور اس کو اپنی جنت میں لے یعنی تکبیر کے بعد دعائے استغفار پڑھتا ہے وَجْهَتُ وَجْهِيْ لِلذِّكْرِ فَطَوَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ... الخ۔ مترجم

جگہ دوں گا اور جب وہ سجدہ کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے اے فرشتو دیکھو اس نے بلند ہونے کے بعد تواضع اور فروتنی اختیار کی ہے اور کہتا ہے کہ اگرچہ میں تیری دنیا میں صاحبِ جلالت و مکتب ہوں مگر حق کے سامنے ذلیل ہوں جبکہ وہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے فرشتوں میں عنقریب اس کو حق کے ساتھ رخصت ڈونگا اور اس کے سبب باطل کو دور کر ڈونگا اور جب وہ سجدہ اقل سے سر اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو دیکھو وہ کس طرح سے کہہ رہا ہے کہ اگرچہ میں نے تیرے لیے تواضع کی لیکن پھر بھی میں تیری طاعت میں ذلت سے تیرے سامنے قائم ہوتا ہوں اور جب دوسرے سجدہ میں جاتا ہے تو خدا فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ پھر کس طرح سے میرے سامنے متواضع ہو گیا۔ میں بھی اپنی رحمت کو مکرر اس پر نازل کروں گا۔ پھر جب سجدے سے سر اٹھا کر کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے میں اس کو تواضع کے عوض ضرور رخصت عطا کروں گا جس طرح یہ اپنی نماز میں اٹھا ہے بعد ازاں خدا ہر رکعت میں فرشتوں سے اسی طرح فرماتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ تشہد اقل و دوم کے لیے بیٹھتا ہے تو فرماتا ہے کہ اے فرشتو! اس نے میری خدمت اور عبادت کو پورا کر دیا اور اب پھر میری صفت و ثنا کرتا ہے اور میرے پیغمبر پر درود بھیجتا ہے۔ میں بھی آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت میں اسکی تعریف کروں گا اور عالم ارواح میں اس کی روح پر درود بھیجوں گا اور جب وہ نماز میں امیر المؤمنین علیہ السلام پر درود بھیجتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ جس طرح تو نے اس پر درود بھیجا ہے۔ اسی طرح میں بھی تجھ پر درود بھیجوں گا اور اس کو تیرا شفیع کروں گا جیسا کہ تو نے اس سے شفاعت طلب کی ہے اور جب وہ نماز میں سلام پھیلتا ہے تو اللہ اور اس کے فرشتے اس پر سلام کرتے ہیں اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے **وَاتُوا الزَّكَاةَ** اور اپنے مالوں میں سے زکوٰۃ ادا کرو اور فقیر اور ضعیف لوگ جو اس کے مستحق ہیں ان کو دو اور ان کے حقوق میں کمی نہ کرو اور اگر ان کو دو تو پاک کے ساتھ ناپاک کا ارادہ مت کرو کیونکہ جو کوئی پاکیزہ دلی اور طبیعت قلبی سے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو ہر جہنم کے عوض جو اس نے دیا ہے جنت میں ایک محل سونے کا اور ایک محل چاندی کا اور ایک موتی کا اور ایک زبرجد کا اور ایک زمرد کا اور ایک جوہر کا اور ایک محل نور رب العزت کا عطا فرماتا ہے۔

نماز میں تواضع طلب نہ کرنے کی ذلت

اور جب کوئی بندہ نماز میں خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ میرے بندے تو کدھر کا ارادہ کرتا ہے اور کس کو طلب کرتا ہے کیا میرے سوا کوئی اور پروردگار چاہتا ہے یا میرے سوا کوئی اور محافظ تلاش کرتا ہے یا میرے سوا کوئی اور شخص کرم والا طلب کرتا ہے میں ہی سب کرمیوں سے زیادہ کریم اور تمام سخنوں سے زیادہ سخن اور نیک شخص کرمیوں سے افضل اور اشرف ہوں تجھ کو بے اندازہ ثواب عطا کروں گا تو میری طرف توجہ کر کیونکہ میں بھی تیری طرف متوجہ ہوں اور میرے فرشتے بھی تیری طرف متوجہ ہیں اگر وہ متوجہ ہو جاتا ہے تو جو گناہ اس سے بے توجہی کے سبب سرزد ہوا ہے وہ اس سے نازل ہو جاتا ہے پھر اگر تیسری دفعہ پھر توجہ ہو جاتا ہے تو جو گناہ اس سے سرزد ہوا ہے اس کو معاف کر دیتا ہے اور اگر چوتھی دفعہ پھر وہ بے توجہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے اور فرشتے بھی اپنا منہ پھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تیری روگردانی کے سبب میں نے بھی اپنا منہ تیری طرف سے پھیر لیا۔

زکوٰۃ میں کمی کرنے کی ذلت

اور اگر کوئی شخص زکوٰۃ میں کمی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے اے میرے بندے کیا تو مجھ سے بخل کرتا ہے یا تو مجھ کو اس بات میں متہم سمجھتا ہے کہ میں تیرا حق نہ ڈونگا یا تو یہ گمان کرتا ہے کہ میں عاجز ہوں اور تیرے ثواب دینے کے قابل نہیں اگر تو میرے حکم کے موافق زکوٰۃ ادا کرے گا تو میں تجھ کو اس کا بدلہ اس روز واپس ڈونگا جبکہ تو سب سے زیادہ محتاج اور تنگ دست ہوگا اور اگر تو نے بخل کیا تو اس روز جبکہ تو سب سے زیادہ گھائے اور نقصان میں ہوگا اس بخل کا بدلہ تجھ کو دیا جائے گا۔ جب مسلمانوں نے حضرت کا یہ ارشاد سنا تو عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم نے سنا اور اطاعت کی حضرت نے فرمایا کہ واجب نمازوں اور فرض زکوٰتوں کے ادا کرنے میں خدا کی اطاعت کرو پھر نافرمانیوں کے ذریعہ قرب خدا حاصل کرو کیونکہ حق تعالیٰ ان کے عوض بڑے بڑے ثواب عطا فرماتا ہے مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا پیغمبر بنا دیا ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ میدانِ حشر میں کھڑا ہوگا اور اس پر ایک شعلہ جہنم سے نکل کر آئیگا جو دنیا کے تمام پہاڑوں سے بڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ اس شخص در اس کے درمیان کوئی چیز حاصل نہ رہے گی اسی آٹھویں کہ وہ حیران ہوگا کہ میں کیا کروں ناگاہ ہوا میں

فرماتے ہیں وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ
 اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ الغرض دلیل و برہان کو راستی ایمان کی علامت ٹھہرایا اور مباحثہ
 احسن ہی میں دلائل پیش کی جایا کرتی ہیں کسی نے عرض کی اے فرزند رسول مجاہدہ احسن اور
 غیر احسن میں کیونکر شناخت کی جائے فرمایا مجاہدہ غیر احسن کی صورت تو یہ ہے کہ تو کسی باطل
 مذہب والے سے مباحثہ کرے اور وہ تجھ پر باطل کو وارد کرے اور تو اس پر ان دلائل کو جو
 اللہ نے قائم کی ہیں وارد نہ کرے بلکہ یا تو اس کی بات کا منکر ہو جائے یا کسی امر حق کا
 جس سے وہ اہل باطل اپنے باطل کی امداد کرنا چاہتا ہے اس خوف سے انکار کر دے کہ میں اس
 میں تجھ پر کوئی سختی نہ قائم ہو جائے کیونکہ اس سے کسی کی صورت تجھ کو معلوم نہیں ہے اس قسم کا
 مباحثہ ہمارے شیعوں پر حرام ہے تاکہ وہ اپنے ضعیف بھائیوں اور باطل مذہب لوگوں کیلئے باعث
 فتنہ نہ بنیں کیونکہ تم میں سے جب کوئی ضعیف آدمی اہل باطل سے مباحثہ کرتا ہے اور ان کے مقابلے
 میں ہار جاتا ہے تو وہ لوگ اس کے ضعف کو اپنے باطل کی صداقت کی دلیل ٹھہرا لیتے ہیں اور ضعیف
 شیعہ جب دیکھتے ہیں کہ اہل حق کو باطل نے ضعیف کر دیا ہے تو اپنے دلوں میں مغموم اور محزون
 ہوتے ہیں اور مجاہدہ احسن وہ ہے جس کے کریم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا کہ جو لوگ
 مرنے کے بعد اٹھنے اور زندہ ہونے کے منکر ہوں ان سے اس قسم کا مباحثہ کیا جائے چنانچہ خدا
 اس کا ذکر فرماتا ہے وَحَرَبْنَا مَثَلًا وَوَلَّيْنَا خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ
 قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ
 الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مُتَوَقِّدُونَ ۝ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ
 السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُم بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ۝
 إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ فَسُبْحَانَ الَّذِي
 بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ اور ہمارے واسطے
 مثل بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا اور سرکشی اور عناد کی رو سے کہا کہ ہڈیوں کو
 کون زندہ کر سکتا ہے جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں۔ اے محمد تو اس سے کہہ دے کہ
 ان کو وہی زندہ کر سکتا ہے جس نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے اور وہ ہر مخلوق کے پیدا

کرنے کو جانتا ہے وہ خدا جس نے تمہارے واسطے درخت بستر آگ کو پیدا کیا پس اس وقت تم اس سے آگ
 روشن کرتے ہو۔ اور جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان
 (آدمیوں) کی مثل اور پیدا کرے ہاں وہ قادر ہے اور وہ بہت پیدا کر سکتا ہے اور ہر ایک کے احوال
 کا جاننے والا ہے جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرے تو صرف اس کا کام یہ ہے کہ اس
 چیز کو کون یعنی ہو جائے پس وہ چیز ہو جاتی ہے۔ پس وہ خدا (دوبارہ پیدا کرنے کی قدرت کے
 نہ ہونے سے) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور اسی کی طرف تم پھرو گے۔
 پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ اس کے پیغمبر اس اہل باطل سے مباحثہ کرے جو کہتا ہے کہ یہ
 کیونکر ہو سکتا ہے کہ کلی مٹری ہوئی ہڈیاں دوبارہ زندہ کر کے اٹھائی جائیں اس لیے ارشاد فرمایا۔
 قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۝ اے محمد اس شخص سے جو دوبارہ زندہ ہونے کا منکر ہے
 کہہ دے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہی شخص (یعنی خدا) زندہ کر سکتا ہے جس نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا
 آیا وہ شخص جس نے بغیر کسی چیز کے اسکو ابتداء میں پیدا کیا ہے اس کے بوسیدہ ہونے کے بعد اس کے
 دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز ہو سکتا ہے بلکہ تمہارے نزدیک اسکی ابتدا اسکے دوبارہ پیدا کرنے
 کی نسبت زیادہ تر دشوار ہے۔ بعد ازاں فرمایا الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا
 ۝ وہ خدا جس نے بستر درخت سے آگ کو تمہارے واسطے پیدا کیا ہے یعنی جو خدا کہے گیے درخت سے
 گرم آگ کے نکالنے پر قادر ہے وہ کلی ہوئی چیزوں کے دوبارہ پیدا کرنے پر بہت اچھی طرح قادر
 ہوگا اَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُم بَلَىٰ وَهُوَ
 الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ۝ کیا وہ خدا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اس بات پر قادر نہ ہوگا
 کہ ان (آدمیوں) کی مثل پیدا کرے۔ ہاں وہ قادر ہے اور وہ بہت پیدا کرنے والا اور
 خوب جاننے والا ہے یعنی جبکہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا تمہارے خیالوں اور قدرتوں کے
 نزدیک اگر تم اس پر قدرت پاؤ بوسیدہ چیز کے دوبارہ واپس لانے سے نہایت مشکل اور
 سخت دشوار ہے۔ تو پھر کیا سبب ہے کہ جو چیز تمہارے نزدیک نہایت عجیب اور سخت دشوار
 ہے۔ خدا کو اس کا پیدا کرنے والا تو تجویز کرتے ہو۔ اور بوسیدہ چیز کا دوبارہ پیدا کرنا جو تمہارے
 خیال میں اس کی نسبت نہایت آسان ہے اس سے جائز نہیں جانتے۔

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طریق مجاہدہ احسن کا ہے کیونکہ اس میں کافروں کے
عذر قطع کئے گئے ہیں اور ان کے شہادت کو رنج کیا ہے اور مجاہدہ غیر احسن کی صورت یہ ہے کہ تو
کسی امر حق کا انکار کرے جبکہ تو اس امر حق اور اپنے سے مجاہد کرنے والے کے امر باطل میں فرق نہ کر
سکے۔ بلکہ اس امر حق کا انکار ہی کر کے اس کو اسکے باطل سے ہٹائے اس قسم کا مجاہدہ حرام ہے اس لیے
کہ تو بھی اس کی مانند ہو گیا۔ اس نے ایک امر حق کا انکار کیا تھا تو نے دوسرے امر حق کا انکار کر دیا
اُس وقت کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی اے فرزند رسول کیا رسول خدا نے بھی مجاہد کیا تھا۔
حضرت نے فرمایا اے شخص جب تو رسول خدا کی نسبت کچھ گمان کرے تو اس سے اللہ کی کسی مخالفت
کا گمان مت کر۔ کیا خدا نے نہیں فرمایا ہے۔ **وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ** کہ ان سے پسندیدہ
طور پر مجاہدہ کر اور اس شخص کے باب میں فرمایا جس نے خدا کے لیے مثال بیان کی تھی **قُلْ يُحِبُّهَا
الَّذِي آتَّهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ** اب کیا تو یہ گمان کر سکتا ہے کہ حضرت نے خدا کے حکم کی مخالفت
کی ہوگی اور جس طرح خدا نے فرمایا تھا اس طرح مجاہدہ نہ کیا ہوگا اور جس بات سے مطلع کرنے کا
حکم دیا تھا اُس سے خدا کی طرف سے مطلع نہ کیا ہوگا۔

اور میرے والد ماجد نے آباؤ کے کرام کی زبانی مجھ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین نے فرمایا
ہے کہ ایک دن رسول خدا کے پاس پانچ مذہبوں کے آدمی جمع ہوئے۔ یہودی۔ نصاریٰ۔ دہریہ۔ مجوس
(مجوس) اور عرث کے مشرک۔ یہودیوں نے عرض کی کہ ہم لوگ قائل ہیں کہ عزیز خدا کا بیٹا ہے اور
ہم اس عرض سے تیرے پاس آئے ہیں کہ دیکھیں تو اس باب میں کیا کہتا ہے اگر تو نے ہماری
پیروی کی تو ہم راہ صواب میں تجھ پر سبقت کر نیوالے اور تجھ سے بہتر ہیں اور اگر تو نے ہماری مخالفت
کی تو ہم تجھ سے مباحثہ کریں گے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور اس کے ساتھ متحد
ہے اور ہم تیرے پاس اس لیے آئے ہیں کہ دیکھیں تو اس باب میں کیا کہتا ہے اگر تو بھی اس
کا قائل ہے تو ہم راہ صواب میں تجھ سے سابق اور افضل ہیں اور اگر ہمارے برخلاف ہوا
تو تجھ سے مباحثہ کریں گے اور دہریہ نے عرض کی کہ ہم اس امر کے قائل ہیں کہ موجودات عالم
کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور یہ دائمی ہیں اور ہمیشہ یونہی رہیں گی یعنی ہمیشہ سے اسی طرح چلی آتی
ہیں اور ہم تیرے پاس اس لیے آئے ہیں کہ دیکھیں تو اس باب میں کیا کہتا ہے۔ اگر ہماری

متابعت کی تو سمجھ لے کہ ہم صواب کی طرف تجھ پر سابق ہو چکے ہیں اور تجھ سے افضل ہیں اور اگر
مخالفت کی تو ہم تجھ سے بخت کریں گے۔ مجوس نے عرض کی تو اور ظلمات دونوں مدثر عالم میں
اور ہم تیرے پاس اس لیے آئے ہیں کہ دیکھیں تو کیا کہتا ہے۔ اگر تو نے ہماری پیروی کی تو ہم صواب
کی جانب تجھ سے سابق اور افضل ہیں اور اگر ہماری مخالفت کی تو تجھ سے مخاصمہ کریں گے اور شرکان
عرب نے عرض کی اے محمد، ہم اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے بت ہمارے معبود ہیں اور تیرے
پاس اس واسطے آئے ہیں کہ دیکھیں تو اس باب میں کیا کہتا ہے۔ اگر تو نے ہماری متابعت
کی تو ہم صواب کی طرف تجھ سے سبقت کرنے والے اور افضل ہیں اور اگر ہماری مخالفت کی
تو تجھ سے مناظرہ کریں گے۔

جب وہ سب اپنے اپنے عقیدے بیان کر چکے تو حضرت نے فرمایا میں خدا سے واحد پر
ایمان رکھتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس کے سوا تمام معبودوں کا منکر ہوں بعد
ازاں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام آدمیوں کی طرف رسول بشیر و نذیر مقرر کر کے بھیجا ہے
اور تمام عالم کے لیے مجھ کو نجات قرار دیا ہے اور وہ عنقریب اپنے دین کے برخلاف تدبیریں
کرنے والوں کے مکرو فریب کو انہی کی طرف رد کرے گا۔ پھر یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم
میرے پاس اس لیے آئے ہو کہ میں تمہاری بات کو بلا دلیل تسلیم کر لوں۔ انھوں نے عرض کی
کہ نہیں فرمایا پھر کس چیز نے تم کو اس بات کے کہنے پر آمادہ کیا کہ عزیز خدا کا بیٹا ہے وہ بولے
اس سبب سے ہم اس امر کے قائل ہیں کہ اس نے بی بی اسرائیل کے لیے تورات کو اس کے تلف
ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کیا اور اس سے یہ کام اسی سبب سے بن پڑا ہے کہ وہ اللہ کا بیٹا ہے
حضرت نے فرمایا کہ عزیز خدا کا بیٹا بن گیا اور موسیٰ اس کا بیٹا نہ ہوا حالانکہ تورات کو وہی
ان کے پاس لایا تھا اور اس سے بہت سے معجزے ظہور میں آئے جو تم کو معلوم ہیں۔ اگر عزیز
اس وجہ سے خدا کا بیٹا ہے کہ تورات کے دوبارہ زندہ کرنے سے اس کی بزرگی ظاہر ہوئی تو
موسیٰ تو اس کا بیٹا ہونے کا بدرجہ اولیٰ المستحق اور قابل ہوگا اور اگر یہی بزرگی عزیز کے لیے
خدا کا بیٹا ہونا واجب کرتی ہے تو موسیٰ کی اس سے چند در چند بزرگیوں کے لیے بیٹا ہونے سے
بھی کوئی بہت بڑا درجہ واجب کرتی اس لیے کہ اگر تم اس بیٹا ہونیسے وہی بیٹا ہونا مراد لیتے ہو

جو دنیا میں مشاہدہ کرتے ہو کہ مرد اور عورت کے ہم صحبت ہونے سے اولاد پیدا ہوتی ہے تو تم کافر ہو گئے اور اس کو تم نے اس کی مخلوق کے مشابہ کر دیا اور ممکنات عالم کی صفات اس واجب تعالیٰ میں ثابت کر دیں اور تمہارے بیان کے موافق لازم آتا ہے کہ وہ حادث اور مخلوق ہے اور اس کا کوئی اور خالق ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے انھوں نے عرض کی کہ اس سے ہماری مراد نہیں ہے جیسا کہ تو کہتا ہے کیونکہ یہ کفر ہے بلکہ ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ کرامت کے لحاظ سے بیٹا ہے اگرچہ ولادت متحقق نہیں ہے جس طرح ہمارے بعض علماء اس شخص کو جسے اور لوگوں پر شرف اور منزلت دینی مقصود ہوتی ہے اپنا بیٹا کہہ کر تے ہیں اور یابنتی کہہ کر نکار کرتے ہیں۔ وہ نبوت ولادت کے سبب سے اس کو بیٹا نہیں کہتے کیونکہ کبھی ایسے شخص کو بھی بیٹا کہہ دیتے ہیں جو اجنبی ہوتا ہے اور اس کو ان سے کسی قسم کی مناسبت نہیں ہوتی۔ اسی طرح عزیرؑ کو بلحاظ کرامت و شرافت کے خدانے اپنا بیٹا بنایا ہے نہ کہ بلحاظ ولادت کے حضرت نے فرمایا یہ تو وہی بات ہوئی جو میں نے تم سے کہی ہے۔ اب اگر اسی وجہ سے عزیرؑ خدا کا بیٹا ہے تو موسیٰؑ کو بھی یہ رتبہ ملنا چاہیے اور یہ ضروری امر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اہل باطل کو اسی کے اقرار سے رسوا کرتا ہے اور اسکی حجت کو اسی پر لٹ دیتا ہے۔ تم نے جو بات اپنے دلائل میں پیش کی ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر تمہاری نیری حالت بنائے گی جو میں نے تم سے بیان کی۔ کیونکہ تم نے کہا ہے کہ ہم میں سے کوئی بزرگ آدمی ایک اجنبی کو جس سے اس کا کسی قسم کا نسب تعلق نہیں ہے اپنا بیٹا کہہ دیتا ہے۔ حالانکہ وہ شخص بلحاظ ولادت کے اس کا بیٹا نہیں ہوتا۔ پس کبھی تم اسی سردار کو دیکھو گے کہ وہ کسی اجنبی شخص کو کہتا ہے کہ یہ میرا بزرگ ہے اور کسی اور اجنبی شخص کو کہتا ہے یہ میرا باپ ہے اور کسی اور کو کہتا ہے یہ میرا سردار، اور اے میرے سردار وغیرہ کلمات کہتا ہے اور وہ یہ بات بطور عزت اور اکرام کے کہتا ہے اور جو کرامت اور زندگی میں زیادہ ہوتا ہے اس کے لیے الفاظ تعلیمی بھی ویسے ہی زیادہ ہوتے ہیں پس تمہارے نزدیک اس طرح کہنا جائز ہو گا کہ موسیٰؑ خدا کا بھائی ہے یا اس کا بزرگ ہے یا اس کا باپ ہے یا اس کا سردار ہے کیونکہ اس نے عزیرؑ کی نسبت اسکو زیادہ مکرم اور عظیم کیا ہے جیسے کوئی شخص جب کسی کا زیادہ اکرام کرتا ہے تو بطور اکرام اسکو کہتا ہے اے میرے سردار اے میرے بزرگ اے میرے رئیس اے میرے چچا اور جس کی زیادہ تیر بزرگی کسی منظور ہو اسکو اس قسم کے کلمات اور

زیادہ کہے جائیں گے تو کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ موسیٰؑ خدا کا بھائی یا اس کا بزرگ یا اس کا چچا یا اس کا سردار یا اس کا رئیس یا اس کا حاکم ہو کیونکہ اس نے اس کو اس شخص کی نسبت زیادہ عزت دی ہے جس کو کہا جاتا ہے اے میرے بزرگ اے میرے سردار اے میرے چچا اے میرے رئیس اے میرے حاکم یہودیوں نے جب آنحضرتؐ کی یہ تقریر سنی تو حیران اور سرگردان ہو گئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ ہم کو مہلت دے تاکہ اس بات میں جو تو نے کہی ہے غور کریں حضرت نے فرمایا۔ منصف دلوں کیساتھ اس میں غور کرو، خدا تم کو ہدایت دے گا۔

بعد ازاں نصاریٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا کہ تم نے کہا ہے کہ خدانے بزرگ بزرگ جو قدیم سے اپنے بیٹے مسیح کے ساتھ متحد ہے بتاؤ اس بات سے تمہارا کیا منشا ہے کیا تم اس سے یہ مراد لیتے ہو کہ خدانے قدیم عیسیٰؑ حادث کے وجود کے سبب حادث ہو گیا یا یہ کہ عیسیٰؑ جو حادث ہے خدانے قدیم کے وجود کے سبب قدیم ہو گیا۔ یا تمہارے قول اِتَّخَذَ بَہ (یعنی اس کے ساتھ متحد ہو گیا) سے یہ مراد ہے کہ خدانے اس کو ایسی کرامت سے مخصوص کیا ہے کہ اسکے ساتھ اور کسی کو وہ کرامت نصیب نہیں ہوئی اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ قدیم حادث ہو گیا تو تمہارا یہ قول باطل ہو گیا۔ کیونکہ قدیم کا بدل کر حادث بن جانا ناممکن ہے اور اگر تم یہ کہو کہ حادث قدیم بن گیا ہے یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ حادث کا قدیم بن جانا بھی محال ہے اور اگر اِتَّخَذَ بَہ کے کہنے سے تمہارا یہ مطلب ہے کہ اس نے اس کو مخصوص کیا ہے اور اپنے سب بندوں میں سے اس کو منتخب کیا ہے تو تم عیسیٰؑ کے حادث ہونے کے قائل ہو گئے اور اس بات کے مقرر ہو گئے کہ جس معنی سے وہ خدا کے ساتھ متحد ہے۔ وہ معنی بھی حادث ہے۔ جبکہ عیسیٰؑ حادث ہوا اور وہ خدا کے ساتھ اس معنی میں متحد ہوا کہ اس سے اس قسم کے امور حادث ہوئے جن کے سبب وہ خدا کے نزدیک تمام مخلوقات بزرگ تر قرار پایا تو عیسیٰؑ اور یہ معنی دونوں حادث ہوئے اور یہ بات تمہارے پہلے قول کے برخلاف ہے نصاریٰ نے جواب دیا کہ اے محمدؐ چونکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کے ہاتھ پر عجیب عجیب چیزیں ظاہر کی ہیں اس لیے اسکو از روئے کرامت کے اپنا بیٹا بنا لیا ہے حضرت نے فرمایا اے نصاریٰ اس بات کا جو تم نے بیان کی جو جواب میں نے یہودیوں کو دیا ہے وہ تم نے سن لیا ہے۔ یہ کہہ کر حضرت نے اسی تقریر کا اعادہ فرمایا۔ یہ سن کر اور تو سب خاموش ہو گئے مگر ایک شخص نے اٹھ کر عرض کی اے محمدؐ تم کہتے ہو

کرامت منشا ہے نصاریٰ

اسی طرح رہیں گی حضرت نے فرمایا کہ کیا تم نے معلوم کیا کہ وہ قدیم ہیں یا یہ معلوم کیا کہ وہ ابد تک باقی رہیں گی۔ اب اگر تم یہ کہو کہ ہم نے ایسا ہی پایا ہے تو تم نے اپنے لیے ثابت کر دیا کہ ہمیشہ سے تمہاری شکلیں اور عقلیں ایسی ہی ہیں اور ہمیشہ تک ایسی ہی رہیں گی اگر تم اس بات کے قائل ہو تو تم نے ظاہر اور بدیہی امر کا انکار کیا اور ان تمام جاننے والوں کو جھٹلایا جو تم کو مشاہدہ کر رہے ہیں ہرگز نے جواب دیا کہ ہم نے تو ان کے قدیم ہونے کو مشاہدہ کیا ہے نہ ان کے ابد تک باقی رہنے کو حضرت نے فرمایا کہ پھر تم کیونکر اس قول میں کہ اشیائے عالم کے قدم اور تھا کا حکم لگاتے ہو محض اس سبب سے کہ تم نے ان کا حادث ہونا اور ختم ہونا مشاہدہ نہیں کیا اس شخص سے بہتر ہو گئے جو ان میں تمہاری طرح تمیز کو ترک کرے اور ان کے لیے حادث ہونے اور فنا ہوجانے کا حکم کرے اس سبب سے کہ نہ تو اس نے ان کا قدیم ہونا مشاہدہ کیا ہے اور نہ ابد الابد تک باقی رہنا۔ آیاتم نے رات اور دن کو مشاہدہ نہیں کیا کہ ایک دوسرے کے بعد ہوتا ہے انھوں نے عرض کی کہ ہاں دیکھا ہے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ وہ دونوں ہمیشہ سے اسی طرح یکے بعد دیگرے چلے آتے ہیں اور اسی طرح چلے جائیں گے وہ بولے کہ ہاں فرمایا کیا تمہارے نزدیک رات اور دن کا جمع ہونا جائز ہے وہ بولے کہ نہیں فرمایا جبکہ ایک دوسرے سے الگ ہو گیا تو ایک باقی رہا اور دوسرا اس کے بعد حادث ہو گا عرض کی کہ ایسا ہی ہے فرمایا اب تم نے گزشتہ راتوں اور دنوں کے حادث ہونے کا حکم لگایا جن کو تم نے نہیں دیکھا۔ اب تم خدا کی قدرت کے منکر نہ بنو بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ گزشتہ راتوں اور دنوں کو مٹنا ہی بتاتے ہو یا غیر مٹنا ہی اگر تم غیر مٹنا ہی بتاتے ہو تو پہلی چیز کے ختم ہونے بغیر دوسری چیز ختم تک کس طرح پہنچی اور اگر تم یہ کہو کہ وہ مٹنا ہی ہیں تو تم کو اس امر کا قائل ہونا پڑے گا کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جبکہ ان دونوں میں سے ایک بھی موجود نہ تھا۔ انھوں نے عرض کی کہ ہاں۔ بعد ازاں فرمایا کہ کیا تم اب بھی اس بات کے قائل ہو کہ عالم قدیم ہے اور حادث نہیں ہے حالانکہ تم خود اس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہو جس کا اقرار یا انکار کرتے ہو وہ بولے کہ ہاں پھر حضرت نے فرمایا کہ یہ چیزیں جن کو ہم مشاہدہ کرتے ہیں ان میں سے بعض بعض کی محتاج ہیں کیونکہ جب تک کہ بعض بعض کے متصل نہ ہو قائم نہیں رہتی عمارت کو دیکھو کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کا محتاج ہے ورنہ کبھی مستحکم اور مستحکم نہ ہوگی اور یہی حال باقی اشیاء کا بھی ہے جبکہ یہ چیزیں جن کا ایک حصہ دوسرے حصے کا محتاج ہے تاکہ وہ مضبوط اور مکمل ہو قدیم ہے تو تم مجھ کو یہ بتاؤ کہ اگر یہ چیز حادث ہوتی تو کیونکر

ہوتی اور اسکی صفت کیا ہوتی حضرت کا یہ ارشاد سن کر وہ حیران ہو گئے اور انھوں نے سمجھ لیا کہ کوئی صفت ایسی نہیں ہے جس سے ہم حادث کو موصوف کریں اور وہ ان اشیاء میں جن کو ہم قدیم جانتے ہیں موجود نہ ہو یہ سمجھ کر وہ خاموش ہو رہے اور عرض کی کہ ہم اس باب میں غور کریں گے۔

بعد ازاں حضرت مجوس کی طرف متوجہ ہوئے جو کہتے تھے کہ نور اور ظلمت دونوں پرانے عالم میں اور فرمایا اے لوگو! تم کس وجہ سے اس قول کے قائل ہوئے ہو انھوں نے عرض کی کہ ہم نے عالم کو دو قسموں میں منقسم پایا غیر اور شر اور غیر کو شر کی ضد دیکھا۔ اس وجہ سے ہم منکر ہو گئے کہ شر اور اسکی ضد یعنی غیر کا فاعل ایک ہی ہو بلکہ ہر ایک کا فاعل جدا جدا ہے دیکھو جیسا کہ برف کا گرمی پہنچانا محال ہے۔ اسی طرح آگ کا سردی پہنچانا ناممکن ہے اس سے ہم کو ثابت ہو گیا کہ اس عالم کے صانع قدیم دونوں ظلمت اور نور جب وہ اپنی تقریر ختم کر چکے تو حضرت نے ان سے فرمایا کہ کیا تم نے سیاہی سفیدی۔ سُرخ۔ زردی۔ سبزی۔ نلاہٹ کو نہیں دیکھا کہ یہ سب باہم ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اس لیے کہ ان میں سے کوئی دو کا ایک جگہ جمع ہونا محال ہے جس طرح گرمی اور سردی ایک دوسری کی ضد ہیں کیونکہ وہ دونوں ایک مقام میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ مجوس نے عرض کی کہ بیشک ایسا ہی ہے۔ حضرت نے فرمایا تو پھر تم نے ہر ایک رنگ کے لیے ایک ایک صانع قدیم کیوں نہ قرار دیا تاکہ ان رنگوں میں ہر ایک رنگ کا فاعل اس کے مخالف رنگ کے فاعل کے سوا ہوتا۔ یہ سن کر وہ خاموش رہ گئے اور کچھ جواب دے سکے بعد ازاں حضرت نے ان سے فرمایا کہ نور اور ظلمت میں باہم اختلاط (ملاپ) کیونکر ہو گیا۔ حالانکہ نور بالطبع صعود کو چاہتا ہے اور ظلمت نزول کو دیکھو اگر ایک شخص مشرق کو جائے اور دوسرا مغرب کو کیا وہ چلتے چلتے کبھی آپس میں ملیں گے؟ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ نور اور ظلمت کبھی کبھی آپس میں نہیں ملیں گے۔ کیونکہ ان دونوں کی چال مختلف سمتوں میں ہے اب تم بتاؤ کہ یہ عالم ایسی دو مختلف چیزوں سے جن کا آپس میں ملنا محال ہے مل کر کیونکر بن گیا یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ دونوں مدبر عالم خدا کی مخلوق ہیں۔ تب انھوں نے عرض کی کہ ہم اپنے معاملہ میں غور کریں گے۔ بعد ازاں حضرت نے عرب کے مشرکوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اللہ کے سوا تو کوئی کس پرستش کرتے ہو۔ انھوں نے عرض کی کہ ہم انکی پرستش کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں فرمایا کیا وہ (تمہاری عبادت کو) سفتے اور اپنے پروردگار کی اطاعت اور عبادت کرتے ہیں جو تم کی تعظیم

سے قُربِ خدا حاصل کرتے ہو انھوں نے عرض کی کہ یہ صفات تو ان میں موجود نہیں فرمایا تم نے اپنے ہاتھوں سے تراش کر ان کو بنایا ہے اب اگر وہ (بُت) تمہاری عبادت کرتے (بیشتر کیے فعل عبادت کا صاف ہونا ان سے ممکن بھی ہوتا) تو یہ زیادہ تر مناسب تھا نسبت اسکے کہ تم انکی پرستش کرتے ہو کیا تم کو ان کی تعظیم و تکریم کرنے کا اس ذات باری تعالیٰ نے حکم دیا ہے؟ جو تمہاری مصلحتوں اور انجام کو جانتا پہچانتا ہے اور سب مرکام کو مکلف بنانا چاہتا ہے حکمت کے ساتھ اسکی تم کو تکلیف دیتا ہے حضرت کی یہ تقریر سن کر ان میں باہم اختلاف پڑ گیا۔ بعض تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے مردوں کی صورتوں میں حلول کیا تھا جن کی صورتیں ایسی ہی تھیں۔ اس لیے ہم ان صورتوں کی تعظیم کرنے کیلئے جن میں ہمارے پروردگار نے حلول کیا تھا ان بتوں کی تعظیم کرتے ہیں اور بعض یوں کہنے لگے کہ یہ ان لوگوں کی صورتیں ہیں جو زمانہ گزشتہ میں تھے اور وہ خدا کی اطاعت کرتے تھے۔ اس لیے ہم نے انہی کی سی صورتوں کے بُت بنائے اور اللہ کی تعظیم کے لیے ان کی عبادت کرتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم کو پیدا کیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اسے سجدہ کرو ہم فرشتوں کی نسبت آدم کو سجدہ کرنے کے زیادہ تر سزاوار تھے چونکہ وہ موقع تو ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اس لیے تم نے اسکی ثورت بنالی ہے اور اللہ کا قُرب حاصل کرنے کے لیے اس ثورت کو سجدہ کرتے ہیں جس طرح فرشتوں نے آدم کو سجدہ کر کے قُربِ خدا حاصل کیا اور جس طرح تم کو تمہارے گمان میں مکہ کی طرف سجدہ کرنے کا حکم ہوا اور تم نے اسکی تعمیل کی بعد ازاں تم نے اپنے ہاتھ سے اس شہر کے سوا اور مقامات میں محرابیں قائم کر کے انکی طرف سجدہ کیا اور کعبہ کا ارادہ کیا نہ کہ ان محرابوں کا اور کعبہ کی طرف سجدہ کرتے ہیں بھی تمہارا قصد اللہ کی طرف ہوتا ہے نہ کہ کعبہ کی طرف حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ راستہ بھول گئے اور گمراہ ہو گئے بعد ازاں حضرت نے پہلے اس فریق کی طرف خطاب کیا جو اس بات کے قائل تھے کہ اللہ نے ان مردوں کی صورتوں میں حلول کیا تھا جو کہ ان صورتوں کے تھے اور فرمایا کہ تم نے اپنے پروردگار کو مخلوق کی صفات سے موصوف کیا۔ کیا تمہارا پروردگار کسی شے میں حلول کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ شے اسکو گھیر لیتی ہے پھر اس میں اود باقی اور چیزوں میں جو اس چیز میں حلول کرتی ہیں (مثلاً اس کا رنگ۔ ذائقہ۔ بو۔ نرمی سختی بوجھ اور ہلکا پن) کیا فرق ہوا اور مخلول فیہ یعنی جس چیز میں خدا نے حلول

کیا ہے وہ حادث کیوں ہوئی اور خدا قدیم کیوں ہوا اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ مخلول فیہ قدیم ہوتی اور حال (حلول کر نیوالا) حادث ہوتا حالانکہ وہ باری تعالیٰ ہمیشہ سے موجود ہے جبکہ تم نے صفت حلول کو اس میں قرار دے کر اس کو محدثات کی صفات سے موصوف کیا تو تم پر لازم ہوا کہ اس کو صفت زوال سے بھی موصوف کرو اور جس چیز کو تم حدوث اور زوال کی صفت سے موصوف کرتے ہو اس کو فنا کی صفت سے بھی موصوف کرو یعنی اس کو فانی بھی کہو کیونکہ یہ سب حال اور مخلول فیہ کی صفات ہیں اور یہ سب صفات متغیر الذات یعنی ذات میں تغیر کرنے والی ہیں۔ اور اگر اس باری تعالیٰ کی ذات کسی شے میں حلول کرنے سے متغیر نہیں ہوتی تو ممکن ہے کہ متحرک اور ساکن اور سیاہ اور سفید اور سُرخ اور زرد ہونے سے بھی متغیر نہ ہو اور اس میں سب صفاتیں حلول کریں جو یکے بعد دیگرے اپنے موصوف میں حلول کیا کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ اس میں محدثین (حادث ہونے والوں) کی سب صفات موجود ہو جائیں اور وہ حادث ہو جائے اور اللہ تعالیٰ ان تمام صفات سے بزرگ و برتر ہے۔ بعد ازاں حضرت نے ان سے فرمایا کہ جب تمہارا یہ یہ گمان کہ اللہ تعالیٰ کسی شے میں حلول کرتا ہے باطل ہوا۔ تو تمہارا دعویٰ بھی فاسد ٹھہرا۔ یہ ارشاد حضرت کا منکر وہ لوگ چپ ہو گئے اور بولے کہ ہم اپنے معاملہ میں غور کریں گے۔

اس کے بعد آنحضرت نے دوسرے فریق سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم ہم کو بتاؤ کہ جب تم خدا کے عبادت کر نیوالوں کی صورتوں کی پرستش کرتے ہو اور انکو سجدہ کرتے ہو اور نماز پڑھتے ہو اور اپنے بزرگ چہروں کو ان کو سجدہ کر نیکی غرض سے خاک پر دھرتے ہو تو تم پروردگار عالمین کے واسطے کونسی چیز باقی رکھتے ہو اور یہ بات تم کو معلوم ہی ہے کہ جس کی تعظیم اور عبادت لازم ہو وہ اس امر کا مستحق ہے کہ اسکو اس کے بندے کے برابر نہ کیا جائے۔ دیکھو جب کسی عظیم الشان بادشاہ کی تعظیم اور خشوع و حضور اس کے کسی غلام کے برابر کی جائے تو اس میں اس بادشاہ کی حقارت ہوگی یا ایسا کرنے میں جس قدر چھوٹے کی تعظیم میں زیادتی کی جائیگی اسی قدر بڑے کی شان میں کمی ہوگی۔ انھوں نے عرض کی کہ ہاں بیشک ایسا ہی ہوگا۔ فرمایا تو کیا تم اتنا نہیں سمجھتے کہ جب تم جس طرح سے خدا کے فرمانبردار اور مطیع بندوں کی تعظیم کرتے ہو۔ اسی طرح سے خدا کی تعظیم بجالاتے ہو تو تم خدا کی بے عزتی کرتے ہو حضرت کے اس کلام کا جواب کچھ ان سے نہ بن پڑا فقط

اتنا کہا کہ ہم اس معاملہ میں غور کریں گے۔ پھر حضرت نے فریق سوم سے مخاطب ہو کر فرمایا تم نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور ہم کو اپنے مشابہت لایا حالانکہ ہم تم اس معاملے میں کیساں نہیں ہیں ہم خدا کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں اور اس نے ہم کو پرورش کیا ہے ہم کو چاہیے کہ جس کام کے کرنے کا وہ ہم کو حکم دے اسکو بجا لائیں اور جس بات سے منع کرے اس سے باز رہیں اور جس طریق پر وہ ہم سے اپنی عبادت کرانا چاہے اسی طرح سے اسکی عبادت کریں جب وہ ہم کو کسی قسم کا حکم دے اس میں اسکی اطاعت کریں اور اس کے سوا اور طریق کو اختیار نہ کریں جس کا اس نے ہم کو حکم نہیں دیا اور اسکے کرنیکی اجازت نہیں کی کیونکہ ہم کو کیا معلوم ہے کہ شاید وہ پہلا ہی کام ہم سے کرانا چاہتا ہو اور دوسرے کو ناپسند کرتا ہو اور اس نے ہم کو اپنے سامنے پیش قدمی کرنے سے منع کیا ہے جبکہ اس نے ہم کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا تو ہم نے اس کی اطاعت کی۔ بعد ازاں امر فرمایا کہ جن شہروں میں تم ہو کرو، وہیں سے اسکی طرف منہ کر کے عبادت کر لیا کرو۔ ہم نے اس حکم میں بھی اس کی اطاعت کی۔ اس لیے ہم کسی حالت میں اسکی فرمانبرداری سے باہر نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے جبکہ تم کو آدم کے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس کی صورت کو (جسے آج تم سجدہ کرتے ہو) جو اسکے سوا اور ایک غیر چیز ہے سجدہ کرنے کا امر نہیں فرمایا تھا۔ اس لیے تم کو مناسب نہیں ہے کہ تم اس کو اس پر قیاس کر لو کیونکہ تم جانتے ہو کہ جب تم وہ کام کرو جس کے لیے تم کو اس نے حکم نہیں دیا۔ شاید اس کو ناپسند ہو۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی دن تم کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے تو کیا اس کے بعد پھر کبھی اسکی اجازت کے بغیر تم کو اس کے گھر میں داخل ہونے کا اختیار ہوگا؟ یا اس کے کسی اور گھر میں اسکی اجازت بغیر داخل ہو سکتے ہو یا یہ کہ کوئی شخص اپنا ایک کپڑا یا ایک غلام یا ایک سواری تم کو بخش دے اب تم کو اسی کے لینے کا اختیار ہوگا؟ یا یہ کہ اگر اس چیز کو نہ لو تو ویسی ہی دوسری چیز کو لے لو؟ انھوں نے عرض کی کہ نہیں کیونکہ اس نے جس طرح اول چیز کے لینے کی ہم کو اجازت دی ہے دوسری کے لینے میں ہی فرمایا اب تم یہ بتاؤ کہ آیا اللہ تعالیٰ زیادہ تر اس بات کا مستحق اور سزاوار ہے کہ اسکی سلطنت اس کی اجازت بغیر پیش قدمی نہ کی جائے یا اس کے بعض بندے جنکی پابست ابھی تم

اقرار کر چکے ہو انھوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ اللہ زیادہ تر اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے ملک میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف نہ کیا جائے۔ فرمایا تو پھر تم نے ایسا کیوں کیا اور اس نے کب تم کو حکم دیا ہے کہ ان صورتوں کے ذریعے میری عبادت کرو۔ اس بات کا وہ کچھ جواب نہ دے سکے اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئے کہ ہم اپنے معاملے میں غور کریں گے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ محض اس ذات کی قسم ہے جس نے آنحضرت کو نبی برحق مبعوث کیا ہے کہ ان لوگوں کو تین دن بھی نہ گزے تھے کہ سب کے سب حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے اور یہ نیل پچیس آدمی تھے ہر فرقہ کے پانچ پانچ نفر تھے اور عرض کی کہ اے محمد! ہم نے تیری حجت کی مانند کہیں کسی کی حجت نہیں دیکھی۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو خدا کا پیغمبر ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آيَةُ الْحَمْدِ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ (یعنی تمام تعریفیں اسی خدا کے واسطے سزاوار ہیں جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اور ظلمات (اندھیرے) اور نور (روشنی) کو خلق کیا ہے پھر جو لوگ کہ کافر ہو گئے ہیں عزیز خدا یعنی بتوں کو اپنے پروردگار کے برابر کرتے ہیں) میں مذکورہ بالا پانچ فرقوں میں سے تین فرقوں کی تردید ہے۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ میں نے تو دہریہ کو رد کیا ہے جو کہتے تھے کہ موجودات عالم قدیم ہیں۔ ہمیشہ سے اسی طرح چلی آئی ہیں اور ان کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ میں مجوس کی تردید کی گئی ہے جو کہتے تھے کہ نور اور ظلمت دونوں مدبر عالم ہیں اور ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ میں مشرکان عرب کو رد کیا ہے جو کہتے تھے کہ ہمارے بت ہمارے معبود ہیں۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید میں جو غیر خدا کو خدا کے مقابل یا اس کا مثل قرار دیتے تھے۔ سُورَةُ تَوْحِيدٍ نَازِلٌ كِي اُور فرمایا اے محمد! قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ ۝ اللهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ تو کہہ دے وہ خدا ایک ہے اور خدا بے نیاز ہے۔ اس نے کسی کو نہیں جنا۔ اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے اور کوئی اس کا ہمسر اور ہم رتبہ نہیں ہے۔

پانچ سورہ انعام شروع

عرض کی کہ ہم کیونکر کافر ہوتے۔ حالانکہ تو ریت جو کتابِ خدا ہے ہمارے پاس موجود ہے اور ہم اس کی تلاوت کرتے ہیں اور نصاریٰ نے عرض کی کہ ہم کیونکر کافر ہیں۔ حالانکہ ہمارے پاس انجیل جو کتابِ خدا ہے موجود ہے اور ہم اس کو پڑھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اے یہود و نصاریٰ تم نے کتابِ خدا کی مخالفت کی ہے اور اس پر عمل نہیں کیا۔ اگر تم اس پر عمل ہوتے تو بے دلیل ایک دوسرے کو کافر نہ کہتے کیونکہ خدا کی نازل کی ہوئی کتابیں کورولی سے شفا دیتی ہیں اور گمراہی کو صاف ظاہر کر دیتی ہیں اور ان پر عمل کرنے والوں کو راہِ راست کی طرف ہدایت کرتی ہیں اور جب تم کتابِ خدا پر عمل نہیں کرتے ہو تو وہ تم پر باعثِ وبال ہے اور تم خدا کی محبتوں کی پیروی نہیں کرتے تو خدا کے نافرمان بن گئے اور عتاب و عقابِ الہی کے سزاوار ہو گئے۔ بعد ازاں حضرت یہودیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے یہودیو! امرِ خدا کی خلاف ورزی اور اس کی کتاب کی مخالفت سے پرہیز کرو ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی اس کے باعث تمہارے گزشتہ بزرگوں کی طرح عذابِ خدا نازل ہو جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے قَدْ لَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ پس جن لوگوں نے کہ اپنے نفسوں پر ظلم کیا انھوں نے اس قول کو جس کے کہنے کا ان کو حکم دیا گیا تھا۔ دوسرے قول سے بدل ڈالا فَا نَزَّلْنَا عَلَيَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ تب ہم نے ان لوگوں پر کہ انھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا۔ ان کے فسق و فجور کے باعث عذابِ طاعون کو آسمان سے نازل کیا کہ ان میں سے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی اس عارضہ سے ہلاک ہو گئے۔ بعد ازاں پھر ان کو اس عذاب نے گھیرا۔ اسی طرح ایک لاکھ بیس ہزار آدمی مرے اور انھوں نے یہ خلاف ورزی کی تھی کہ جب وہ شہر کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ بہت بلند ہے تب وہ کہنے لگے کہ ہم کو اس میں داخل ہوتے وقت رکوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ دروازہ بہت چھوٹا ہوگا اس لیے ہم کو وہاں رکوع کرنا ضروری ہوگا۔ یہ دروازہ تو بہت بلند ہے اور حضرت موسیٰؑ اور یوشع بن نون کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ لوگ ہم سے بکتک سخر اپن کرتے اور محل باتوں میں ہم سے سجدہ کرتے رہیں گے اور اپنی بیٹھیں دروازے کی طرف کر لیں اور حطّہ کہنے کی بجائے ان کو حکم دیا گیا تھا هَطًا سَمَقَانًا کہا جس کے معنی گندم سُرخ کے ہیں۔ یہ تبدیلی تمہارے بزرگوں نے کی تھی

۶
۶

اور امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان بنی اسرائیل کیلئے باپِ حطّہ نصب کیا گیا تھا۔ اُمتِ محمدیؐ تمہارا باپِ حطّہ اہلبیتِ محمدؐ میں اور تم کو حکم دیا گیا ہے کہ انکی ہدایت کی متابعت کرو اور ان کے طریق کو اپنے اوپر لازم کرو تاکہ اس عمل سے تمہاری خطائیں اور گناہ معاف کئے جائیں اور نیکیوں کی نیکی میں زیادتی ہو اور تمہارا باپِ حطّہ بنی اسرائیل کے باپِ حطّہ سے افضل ہے کیونکہ وہ لکڑی کا دروازہ تھا اور ہم ناطق اور صادق اور قائم ہوئے اور ہدایت کرنے والے اور صاحبانِ فضیلت ہیں چنانچہ رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ آسمان کے ستارے غرق ہونے سے نجات پانے کا ذریعہ ہیں اور میری اہلبیت میری اُمت کیلئے دین میں گمراہ ہونے سے بچنے کا باعث ہیں وہ زمین میں کبھی ہلاک نہ ہونگے جب تک ان کے درمیان میری اہلبیت میں سے کوئی ایسا شخص موجود رہے گا۔ جس کی ہدایت اور طریقوں کی وہ لوگ پیروی کریں گے اور سونو حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص چاہے کہ اس کی زندگی میری دنیاوی زندگی کی مانند ہو اور اس کی موت مثل میری موت کے ہو اور جنتِ عدن میں ساکن ہو جس کا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور اس درخت میں ہاتھ مارے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے لگایا ہے اور اسکو فرمایا ہے کہ کن یعنی ہو جا پس وہ ہو گیا ہے اس کو چاہیے کہ علی ابن ابی طالب کی ولایت کو اختیار کرے اور اسکی امامت کا اقرار کرے اور اسکے دوست کو دوست رکھے اور اس کے دشمن کو دشمن رکھے اور اسکے بعد اسکے فرزندوں (فریت) کی (جو صاحبانِ فضیلت اور مطیعانِ پروردگار ہیں) ولایت کو اختیار کرے کیونکہ وہ میری طہینت سے پیدا ہوئے ہیں اور خدا نے میرا علم و فہم انکو روزی کیا ہے پس وائے ہو میری اُمت کے ان لوگوں پر جو ان کی فضیلت کی تکذیب کریں اور میرے پیوند کو ان سے قطع کریں اور ان کی نافرمانی کریں۔ خدا میری شفاعت ان کو نصیب نہ کرے۔

اور جنابِ امیر نے فرمایا ہے کہ جس طرح بعض بنی اسرائیل اطاعت کر نیکیے سبب سے معزز و مکرم ہوئے اور بعض نافرمانی کی وجہ سے عذابِ خدا میں گرفتار ہوئے اسی طرح تمہارا حال بھی ہوگا۔ صحابہ عرض کی کہ یا امیر المؤمنینؑ وہ نافرمان بزرگ لوگ کون ہیں فرمایا وہ لوگ ہیں جن کو ہم اہلبیت کی تعظیم کرنے اور ہمارے حقوق کو بزرگ جاننے کا حکم ہوا پس انھوں نے اسکے خلاف کیا اور نافرمانی کی اور ہمارے حق کا انکار کیا اور اسکو خفیف اور سبک سمجھا اور اولادِ رسول کو جسکی تعظیم کرنے اور ان سے محبت کرنے کا

کتابِ حطّہ بنی اسرائیل

کتابِ حطّہ بنی اسرائیل

ان کو حکم دیا گیا تھا قتل کیا ہوگا صحابہ نے عرض کی یا امیر المؤمنین کیا ایسا بھی وقوع میں آئے گا فرمایا ہاں یہ خیر سچ ہے اور یہ امر شدنی ہے عنقریب یہ لوگ میرے دونوں فرزندوں حسن اور حسین کو قتل کریں گے۔ بعد ازاں فرمایا کہ ان ظالموں میں سے اکثروں کو بہت جلد دنیا ہی میں اس شخص کی تلواروں کا عذاب لاحق ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ ان کے فسق و فجور کا انتقام لینے کے لیے ان پر مسلط کرے گا جیسا کہ نبی اسرائیل پر دنیا ہی میں عذاب نازل ہوا تھا اصحاب نے عرض کی وہ کون شخص ہوگا۔ فرمایا نبی ثقیف میں سے ایک لڑکا ہوگا جس کا نام مختار ابن ابو عبیدہ ہوگا۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ واقعہ جناب امیر کے خبر دینے کے کچھ عرصہ بعد وقوع میں آیا اور کسی شخص نے جناب امام زین العابدین کی زبانی حجاج ابن یوسف علیہ السلام کو خبر پہنچائی۔ وہ ملعون بولا کہ رسول خدا نے تو یہ کہا ہی نہیں اور علی ابن ابی طالب نے جو خیر الٰہی رسول خدا کی طرف سے بیان کی ہیں۔ مجھے ان میں شک ہے اور علی بن حسین ایک مغرور لڑکا ہے وہ جھوٹی باتیں بنایا کرتا ہے اور اس کے پیروان باتوں پر ذریفیتہ ہو جاتے ہیں تم جا کر مختار کو میرے پاس بلا لاؤ جب وہ حسب الطلب گرفتار ہو کر سامنے آیا تو حکم دیا کہ اس کو فرش چیر میں (نطح) پر لے جا کر قتل کر ڈالو آخر کار اس ملعون کے حکم سے فرش چھا کر مختار کو اس پر بٹھایا مگر غلام ادھر ادھر پھرتے تھے اور تلوار کوئی نہ لاتا تھا۔ حجاج نے ان سے کہا تم کو کیا ہو گیا قتل کیوں نہیں کرتے وہ بولے فرزانہ کی کنجی گم ہو گئی اور ہمتی نہیں اور تلوار خزانہ میں ہے مختار نے کہا کہ اے حجاج تو ہرگز مجھ کو قتل نہ کر سکے گا اور رسول خدا کا قول ہرگز جھوٹا نہ ہوگا اور اگر تو مجھے قتل بھی کر دینا تو اللہ تعالیٰ پھر مجھ کو زندہ کرے گا تاکہ میں تم میں سے تین لاکھ تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کروں۔ تب حجاج نے اپنے ایک حاجب کو حکم دیا کہ اپنی تلوار جلا دو ویدے تاکہ وہ اس سے مختار کو قتل کرے الغرض جلا دیا اس حاجب کی تلوار نے مختار کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا اور حجاج اس کو اکساتا تھا اور جلدی کر رہا تھا اسی اثناء میں کہ وہ مختار کے قتل کی تدبیر کر رہا تھا ناگاہ اسکو اونگھ آگئی اور تلوار جو اس کے ہاتھ میں تھی اسی کے پیٹ میں لگی اور پیٹ شق ہو کر مر گیا بعد ازاں اس ملعون نے دوسرے جلا دو کو طلب کیا اور تلوار اس کے حوالے کی جب اس نے تلوار کو مختار کی گردن پر مارنے کے لیے بلند کیا تو اس کو ایک پھٹو نے ڈنگ مارا اور وہ گر کر مر گیا۔ جب لوگوں نے

جناب امیر کا قاتلانہ حسین پر مختار کے مسلط ہونے کی خبر دینا

حجاج کا مختار کے قتل کا ارادہ کرنا اور اسکا محفوظ رہنا

ادھر ادھر جستجو کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ پھٹو ہے انھوں نے پھٹو کو مار ڈالا اس وقت پھر مختار نے حجاج سے کہا کہ تو میرے قتل کرنے پر قادر نہ ہو سکے گا وائے ہو تجھ پر نزار ابن معدان کے قول سے عبرت حاصل نہیں کرتا جو اس نے شاپور ذوالاکتاف سے کہا تھا جبکہ وہ اہل عرب کو قتل کرتا تھا اور ان کی بیخ کنی کر رہا تھا اس وقت نزار نے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو ایک زمبیل میں ڈال کر شاپور کے راستہ میں رکھ دو آخر کار جب شاپور نے اسکو دیکھا تو پوچھا کہ تو کون ہے نزار نے جواب دیا۔ میں ایک مرد عرب ہوں مجھ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تو اہل عرب کو بے قصور کیوں قتل کرتا ہے اور جو لوگ سرکش تھے اور تیری سلطنت میں فساد برپا کرتے تھے۔ ان کو تو قتل کر ہی چکا ہے۔ اب اس نامتی خونریزی کا کیا باعث ہے شاہ پور نے جواب دیا کہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ ان میں ایک شخص محمد نامی پیدا ہوگا جو نبوت کا دعویٰ کرے گا اور سلاطین عجم کی سلطنت اس کے ہاتھ سے برباد اور تباہ ہوگی اس لیے میں ان کو قتل کرتا ہوں تاکہ ان میں وہ شخص پیدا نہ ہو نزار نے کہا کہ اگر یہ بات تو نے جھوٹوں کی کتابوں میں لکھی دیکھی ہے تو جھوٹے لوگوں کے کہنے سے بے خطا لوگوں کو کیوں قتل کرتا ہے اور اگر یہ سچے لوگوں کا قول ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس اصل کی حفاظت کریگا جس سے وہ شخص پیدا ہوگا اور تو ہرگز اس کے باطل کرنے پر قادر نہیں ہو سکے گا اور اس کا حکم جاری ہوگا اور وہی ہو کر ہے گا۔ اگرچہ عرب میں ایک ہی شخص باقی رہ جائے نزار کی یہ لاجواب تقریریں کر شاہ پور نے کہا کہ اس نزار (جو فارسی میں مہزول یعنی لاغر کے معنی میں ہے) نے سچ کہا اہل عرب کے قتل کرنے سے ہاتھ ہٹا لو اسکے حکم سے اہل لشکر ان کے قتل سے باز رہے بعد ازاں مختار نے کہا اے حجاج اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے کہ میں تم میں سے تین لاکھ تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کروں۔ اب تیرا جی چاہے میرے قتل کا ارادہ کر اور چاہے نہ کر یا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو میرے قتل سے باز رکھے گا یا اس کے بعد پھر مجھ کو زندہ کرے گا۔ کیونکہ رسول خدا کا قول یہ ہے اس میں کسی طرح کا شک نہیں اس ملعون نے جلا دے کہا کہ اس کو قتل کر مختار نے کہا کہ یہ ہرگز مجھ کو قتل نہ کر سکے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ جس کام کے کرنے کا تو اس کو حکم دیتا ہے تو خود ہی کہ اور تیرے اوپر ایک سانپ مسلط ہو جیسے اس شخص پر پھٹو مسلط ہوا تھا۔ الغرض وہ جلا د مختار کی گردن پر تلوار مارنے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ یکایک عبدالملک ابن مروان کا ایک خواص

وہاں آیا اور آتے ہی جلاؤ کو چرخ کر پکارا کہ وائے تو چھ پر اپنی تلوار کو اس کی گردن سے ہٹا لے۔ اس شخص کے پاس عبد الملک ابن مروان کی چھٹی تھی جو حجاج ملعون کے نام تھی جس کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد اے حجاج ابن یوسف میرے پاس ایک زندہ ایک چھٹی لیکر آیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ تو نے مختار کو گرفتار کیا ہے اور اس خیال سے تو اس کو قتل کرنا چاہتا ہے کہ تو نے سنا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ وہ بنی امیہ کے اعداء و انصار میں سے تین لاکھ تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کرے گا۔ جب میری یہ چھٹی تیرے پاس پہنچے اسی وقت اس کو چھوڑ دو اور نیکی کے سوا اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کر کیونکہ وہ میرے بیٹے ولید ابن عبد الملک بن مروان کی دایہ کا شوہر ہے اور جو روایت کہ تو نے سنی ہے اگر وہ چھوٹی ہے تو بھوٹی ٹخیر سے ایک مسلمان مرد کا قتل کرنا کیا معنی اور اگر سچ ہے تو رسول خدا کے قول کو ہرگز نہ جھٹلا سکے گا۔

آخر کار حجاج نے مختار کو چھوڑ دیا اور وہ چھوٹے ہی کہنے لگا۔ میں عنقریب ایسا کرونگا اور فلاں وقت خروج کروں گا۔ اور اتنے آدمیوں کو قتل کروں گا اور یہ لوگ یعنی بنی امیہ ذلیل و حقیر ہوں گے۔ جب حجاج کو یہ خبر پہنچی تو پھر کپڑا منگایا اور گردن مارنے کا ارادہ کیا۔ مختار نے کہا تو ہرگز اس امر پر قدرت نہ پاسکے گا حکم خداوند متعال کی تردید پر مت آمادہ ہو یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ناگاہ ایک زندہ عبد الملک ابن مروان کی چھٹی لے کر آن پہنچا اس میں یہ مضمون درج تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد اے حجاج مختار سے کچھ تعرض نہ کر کیونکہ وہ میرے بیٹے ولید کی اتنا کا شوہر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو تو اس کے قتل کرنے سے منع کیا جائیگا جیسے دانیال کو بخت نصر کے قتل سے منع کیا گیا جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے قتل کرنے کیلئے مقرر کیا تھا۔ الغرض حجاج نے اسکو چھوڑ دیا اور بہت ڈرایا اور دھمکا یا کہ خبردار پھر کبھی اس قسم کی باتیں نہ کرنا مگر مختار نے چھوٹے ہی وہی باتیں کرنی شروع کر دیں۔ جب حجاج کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس کو طلب کیا مگر وہ پوشیدہ ہو گیا اور ایک مدت تک چھپا رہا۔ آخر کار پکڑا گیا۔ جب اس نے مختار کے قتل کا ارادہ کیا تو پہلی طرح سے پھر عبد الملک کی چھٹی پہنچی۔ تب اس نے مختار کو قید کر دیا اور عبد الملک کو ایک عرضی لکھی۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ تو ایسے ظالم کھلا دشمن کو کیونکر اپنا سمجھتا ہے جو گمان کرتا ہے کہ میں بنی امیہ کے

اعوان و انصار میں سے اس قدر آدمیوں کو قتل کروں گا۔ عبد الملک نے اس کے خواب میں کہلا بھیجا کہ اے حجاج تو ایک جاہل آدمی ہے۔ اگر یہ خبر چھوٹی ہے تو ہم کو اس کی زوجہ کے حق کی وجہ سے جس نے ہماری خدمت کی ہے اس کے حق کی رعایت ضروری ہے اور اگر یہ بات سچ ہے تو ہم عنقریب دیکھیں گے کہ وہ ہم پر مسلط ہوگا جس طرح فرعون نے موسیٰ کی پرورش کی اور موسیٰ اس پر مسلط ہوا الفصہ حجاج نے مختار کو اس کے پاس بھیج دیا۔ بعد ازاں مختار کا معاملہ جو کچھ ہوا سو ہوا اور جس جس کو قتل کیا سو کیا۔

امام زین العابدین کے اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے مختار کے معاملہ کا ذکر تو فرمایا مگر یہ نہ فرمایا کہ یہ واقعہ کب ظہور میں آیا گا اور کس کس کو قتل کر گیا حضرت نے فرمایا کہ امیر المؤمنین نے سچ فرمایا ہے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو اس واقعہ کے وقت وقوع سے مطلع کروں۔ اصحاب نے عرض کی کہ اسے فرزند رسول ارشاد فرمائیے فرمایا کہ فلاں روز اور یہ بات جس روز حضرت نے ان لوگوں سے فرمائی تھی اس کے تیسرے برس کے آخری روز یہ واقعہ ہوا اور فلاں دن عبد اللہ ابن زیاد اور شمر ابن ذوالجوشن علیہما اللعین العذاب آخری روز ہمارے پاس آئیں گے اور اس وقت ہم کھانا کھاتے ہونگے اور ان کی طرف دیکھیں گے الغرض جب وہ دن آیا جس کی بابت حضرت نے خبر دی تھی کہ اس روز مختار بنی امیہ کو قتل کر گیا تو امام زین العابدین اپنے اصحاب سمیت دسترخوان پر کھانا تناول فرما رہے تھے کہ ناگاہ ان سے فرمایا اے بھائیو اپنے دلوں کو خوش کرو اور کھانا کھاؤ تم تو کھانا کھا رہے ہو اور ظالمان بنی امیہ قتل ہو رہے ہیں اصحاب نے عرض کی کہ کہاں۔ فرمایا فلاں مقام پر مختار ان کو قتل کر رہا ہے اور فلاں روز وہ دونوں ہمارے پاس لائیں گے جب وہ دن آیا تو حضرت نماز سے فارغ ہو کر دسترخوان پر بیٹھنے لگے تھے کہ یکایک وہ دونوں سر پہنچے جب حضرت کی نظر ان سروں پر پڑی تو جھٹ بچہ ہیں گئے اور فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے مرنے سے پہلے مجھ کو انھیں دکھایا پھر کھانا تناول کرنا شروع کیا اور ان کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور جب حلو کھانے کا وقت آیا تو خدمت گار حلو نہ لاتے کیونکہ ان سروں کی خبر پانے کے سبب انکو اس کے تیار کرنے کی فرست نہ ملی تھی۔ حضرت کے مصاحبوں نے عرض کی کہ آج حلو نہیں آیا فرمایا ان سروں کی طرف نظر کرنے سے زیادہ تر

شیریں کسی حلوی کی ہم کو خواہش نہیں ہے۔ بعد ازاں حضرت نے جناب امیر کے قول کی طرف رجوع کیا کہ اس وصی رسول مختار نے فرمایا ہے کہ جو عذاب کافروں اور فاسقوں کے لیے خدا کے پاس مہیا کیا گیا ہے وہ بہت بڑا اور زیادہ ترسناک ہے۔ اس کے بعد جناب امیر نے ارشاد فرمایا کہ ہم اپنے فرمانبرداروں کے لیے خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور وہ ان کی نیکیوں کو زیادہ کرتا ہے۔ اصحاب نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین تمہارے مطیع و فرمانبردار کون لوگ ہیں۔ فرمایا وہ لوگ جو اپنے پروردگار کو واحد جانتے ہیں اور ان صفات سے اس کو موصوف کرتے ہیں جو اس کے لائق ہیں اور اس کے پیشتر پیر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے فرائض کے ادا کرنے اور محرمات کے ترک کرنے میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنے وقتوں کو ذکرِ خدا کرتے اور محمد و آل محمد پر درود بھیجنے میں صرف کرتے ہیں اور حرص اور تکبر کو اپنے نفسوں سے دور کرتے ہیں اور زکوٰۃ کو جو ان پر فرض کی گئی ہے ادا کرتے ہیں اور اس کو روکتے نہیں۔

قوله عز وجل وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمَهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِعِينَ ۝ لَّهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

اُس شخص سے زیادہ ظالم کون شخص ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اُس کا نام لینے سے منع کرے اور ان کے خراب اور ویران کرنے میں کوشش کرے ایسے لوگوں کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ ان مسجدوں میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے (حکم و عدلِ خدا سے) ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور خواری ہے اور آخرت میں ان کو عذابِ عظیم دیا جائے گا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کو مکہ میں مبعوث کیا اور حضرت نے اپنی دعوت کو ظاہر کیا اور آپ کا کلمہ وہاں پھیل گیا اور حضرت نے بت پرستی کے سببان لوگوں کے دینوں کو عیب لگایا اور ان مشرکوں نے حضرت پر هجوم کیا اور آپ کی معاشرت کو بُرا سمجھا اور حضرت کے نیک اصحاب اور شیعوں اور علی ابن ابی طالب کے شیعوں نے جو مسجدیں صحن کعبہ میں بنائی تھیں جن میں بیٹھ کر ان باتوں کو زندہ کرتے تھے جنکو ان بائع پرستوں نے ضائع کر دیا تھا (یعنی عبادتِ خدا اور دعوتِ اسلام کرتے تھے انکے گرانے اور خراب کرنے میں سعی ہوئے اور ان

مشرکوں نے ان مسجدوں کے خراب کرنے اور محمد اور آپ کے صحاب کی یاد رسانی میں یہاں تک کوشش کی کہ حضرت کو ناچار کہہ چھوڑ کر دینہ جانا پڑا۔ جلتے وقت حضرت نے پیچھے مڑ کر مکہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے شہر کہ تو جانتا ہے کہ میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں اگر تیرے باشندے مجھ کو نہ نکالتے تو میں کسی شہر کو تجھ پر ترجیح نہ دیتا اور تجھ سے کسی کو بدلنا نہ چاہتا اور میں تیری جدائی سے نہایت مخموم و محزون ہوں۔ اس وقت جبریل امین نازل ہوا اور عرض کی یا محمد اللہ تعالیٰ بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ میں عنقریب پھر تجھ کو بافتح و طفر صحیح و سالم قادر اور غالب کر کے اس شہر میں واپس لاؤں گا۔ چنانچہ خدا قرآن میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَشَاءُ لَكَ الْاِقْبَادِ ۚ جس نے تجھ پر قرآن کو فرض کیا ہے کہ تو اس پر عمل کرے اور اس کو لوگوں کو پہنچائے (فرضی ضرورت تجھ کو مطلق و متعصیر کر کے مکہ میں پھر واپس لائے گا۔ حضرت نے اپنے اصحاب کو اس حال سے مطلع فرمایا اہل مکہ کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ سُخ کر سننے لگے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ میں عنقریب تجھ کو شہر مکہ پر غالب کر دوں گا اور ان پر میرا حکم جاری ہوگا اور بہت جلد مشرکوں کو اس شہر میں داخل ہونے سے منع کروں گا۔ اور ان میں سے اگر کوئی وہاں داخل بھی ہوگا تو ڈرتا ہوا اور چھپ چھپا کر کہ اگر حضرت کو خبر ہوگئی تو قتل کیا جاؤں گا

جب فتح مکہ کے بالیے میں حکم خدا جاری ہو چکا اور حضرت کا مثل دخل خوب طح اس شہر پر ہو گیا تو حضرت نے عتاب ابن اسید کو ان پر حاکم مقرر کیا۔ جب اسکے حاکم مقرر ہوئی خبر مکہ والوں نے سُنی تو کہنے لگے کہ محمد ہمیشہ ہم کو خیف بھجتا ہے اور ذلیل و خوار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اٹھارہ برس کے ایک نوجوان لڑکے کو ہم پر حاکم کیا ہے اور ہم میں بڑی بڑی عمروں والے پڑنے تجربہ کار لوگ موجود ہیں اور ہم بیت اللہ الحرام کے خدام ہیں وراثت کے اس حرم کے ہم سب سے ہیں جو امن دینے والا اور روز زمین پر تمام بقیعہ ہائے خدا یعنی مقاماتِ متبرکہ سے بہتر ہے۔ الغرض حضرت نے امارت مکہ کی بابت عتاب ابن اسید کیلئے ایک پروانہ تحریر فرمایا اور اس کے شروع میں لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ پروانہ محمد رسول اللہ کی طرف سے ہمسایگانِ بیت اللہ و ساکنانِ حرم اللہ کے نام سے بعد ازاں تم کو معلوم ہو کہ جو کوئی تم میں سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہے اور محمد رسول خدا کو اپنے افعال میں سچا اور افعال میں صواب و درستی پر جانتا ہے اور اس کے بھائی علی ابن ابی طالب سے جو اس کا وصی اور صفی اور اس کے بعد جملہ خلائق سے بہتر ہے موالات (دوستی) رکھتا ہے وہ ہم میں سے ہے اور اس کی بازگشت

سیارہ ۲۰
سورۃ قصص
ع ۱۰

ہماری طرف ہے اور جو کوئی ان باتوں کا (جو میں نے لکھی ہیں) یا ان میں سے کسی ایک بات کا منکر ہوگا پس خدا اس کو دور کرے کیونکہ وہ اہل جہنم میں سے ہے خدا اس کے کسی عمل کو خواہ وہ کتنا ہی بزرگ اور عظیم کیوں نہ ہو قبول نہ کریگا۔ اور اس کو جہنم میں ڈالے گا اور وہ ابداً آباد تک اسی میں پڑا رہے گا اور محمد رسول اللہ نے تمہاری حکومت کا ذمہ دار عتاب ابن اسید کو ٹھہرایا ہے اور یہ امور اس کو سپرد کئے ہیں کہ تمہارے غافلوں کو تنبیہ کرے اور تمہارے جاہلوں کو تعلیم دے اور تمہاری راہوں کی گنجی کو سیدھا کرے اور جو کوئی تم میں سے آداب الہی سے تجاوز کرے اسکی تادیب کرے کیونکہ اس نے معلوم کر لیا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ کی دوستی اور علی ولی اللہ کی پیروی اور متابعت میں تم سب پر فوقیت اور فضیلت رکھتا ہے پس وہ ہمارا خادم ہے اور دین خدا میں ہمارا بھائی ہے اور ہمارے دوستوں کا دوست ہے اور ہمارے دشمنوں کا دشمن اور تمہارے واسطے سایہ ڈالنے والا آسمان اور پاک زمین اور روشنی دینے والا سورج اور مٹھا چاند ہے اور خدا نے اسکو تم سب پر فضیلت دی ہے کہ وہ محمد اور علی اور ان دونوں کی آل اطہار کی مولات اور محبت میں تم پر فوقیت رکھتا ہے۔ میں نے اسکو تم پر حاکم مقرر کیا ہے وہ ارادۃ الہی کے موافق عمل کریگا اور خدا اس کو کبھی توفیق سے خالی نہ رکھے گا جیسا کہ محبت محمد و علی سے اس کو شرف کامل اور بہرہ وافر عطا فرمایا ہے اس کو رسول خدا سے مشورہ اور صلاح کرنیکی ضرورت نہ پڑے گی۔ بلکہ وہ نہایت درست کردار است گفتار اور امانت گزار ہے پس جو کوئی تم میں سے اس کی اطاعت کرے۔ وہ خداوند جلیل کی طرف سے جزائے جمیل اور عطلے جمیل کا امیدوار ہے اور جو کوئی اسکی مخالفت کرے وہ بادشاہ قہار و غلاب کے غضب و خداب شدید کی زیادتی سے پُر حذر رہے اور تم میں سے کوئی شخص اس کی کم سنی کو محبت میں پیش نہ کرے کیونکہ بڑی بظروا الا افضل نہیں ہوتا بلکہ افضل بزرگ تر ہوتا ہے اور وہ ہمارے دوستوں کی دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی میں تم سب سے دانا تر اور افضل ہے اسی لیے میں نے اس کو تم پر رئیس اور حاکم مقرر کیا ہے پس جو کوئی اس کی اطاعت کرے گا۔ اس کا حال بہت اچھا ہے اور جو کوئی اس کا مخالف ہوگا خدا اس کو اپنی رحمت سے دور کرے گا۔

الغرض جب عتاب ابن اسید حضرت کافران لے کر مکہ معظمہ میں وارد ہوا تو وہاں ایک کھلے مقام میں جا کر کھڑا ہوا اور پکارا کہ سب یہاں آکر جمع ہوں وہ سب وہاں آکر جمع ہوئے تب عتاب نے

بہ آواز بلند پکار کر کہا کہ اے اہل مکہ میں رسول خدا کافر ستادہ ہوں حضرت نے مجھ کو تمہاری طرف بھیجا ہے کہ منافقوں کے لیے جلانے والا شہاب اور مومنوں کے لیے باعثِ رحمت برکت ہوں اور میں تمہارے حالات سے اور تمہارے منافقوں کے حالات سے بخوبی واقف ہوں اور میں عنقریب تم کو نماز کا حکم دوں گا کہ اسکے لیے حاضر ہوا کرو۔ پھر میں پوشیدہ طور پر لوگوں کی دیکھ بھال کروں گا جس کو جماعت کا پابند بنا دوں گا۔ اس کے لیے مومن کا حق مومن پر لازم کروں گا (یعنی اس پر حکم مومنین جاری کروں گا) اور جس کو جماعت سے غیر حاضر دیکھوں گا اسکی تفتیش کروں گا۔ اگر وہ کچھ عذر رکھتا ہوگا تو اس کے عذر کو قبول کروں گا اور اگر کوئی عذر نہ پاؤں گا تو اس کو قتل کروں گا۔ یہ حکم تم سب کیلئے اللہ کی طرف سے جتنی طور پر جاری ہو چکا ہے تاکہ میں حرم خدا کو منافقوں سے پاک کر دوں۔ بعد ازاں معلوم رہے کہ صدق و راستی امانت ہے اور فسق و خجور خیانت اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ذلت میں مبتلا کرتا ہے اور معلوم رہے کہ تمہارا قومی میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں ضعیفوں کا حق اس سے لوں گا۔ اور تمہارا ضعیف میرے نزدیک قوی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا حق زبردستوں سے دلاؤں گا تم خدا سے خوف کرو اور اطاعت خدا سے اپنے نفسوں کو شریف اور بزرگ بناؤ اور اپنے پروردگار کی مخالفت کر کے ان کو ذلیل و خوار مت کرو۔

القصة خدا کی قسم عتاب ابن اسید نے جیسا کہ اتھا ویسا ہی کیا اور عدل و انصاف کی داد دی اور ہدایت الہی سے ہدایت یافتہ ہو کر احکام جاری کئے نہ تو کسی امر میں کسی سے مشورہ کرنے کی ضرورت ہوئی اور نہ کبھی حکم سابق سے رجوع کرنے کی حاجت ہوئی۔

پھر آنحضرت نے ابوبکر ابن ابوقحافہ کو سورۃ برات کی دس آیتیں دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا ان میں کافروں سے عہد کا توڑنا اور مشرکوں پر قرب مکہ کا حرام ہونا مذکور تھا اور اسکو حکم دیا کہ اپنے ہمراہیوں سے ایام حج میں مکہ معظمہ میں جا کر حج کرے اور یہ آیتیں انکو پڑھ کر سنائے جب ابوبکر وہاں سے روانہ ہو گیا تو یہ سبیل توڑ کا طبق پہنے حضرت پر نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا محمد خدا نے علی الاعلیٰ بعد تجھنے درود سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ تمہاری پیغمبری دوسرا شخص کوئی نہیں کر سکتا یا تو تم خود جاؤ یا کوئی ایسا آدمی جائے جو تم سے ہو۔ لہذا علیؑ کو بھیجو کہ وہ ان آیات کو ابوبکر سے لے لے اور وہی کفار کے عہد کو توڑے اور ان آیتوں کو ان کے سامنے پڑھ کر سنائے انے محمد تیرے پروردگار نے جو

اور ان آیات سورۃ برات لے کر جاتا اور رسول ہوا

تم کو حکم دیا ہے کہ وہ آیات ابوبکر سے لے کر علی کو وید۔ مجھوں چوک اور شک کے شبہ کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ اس سے پہلے غلطی ہو گئی ہے کہ اس کا تدارک کیا ہے بلکہ اس سے خدا کا یہ منشا ہے کہ ضعیف مسلمانوں پر ظاہر کرے کہ جس مقام پر تیرا مہجانی علی مقیم ہوتا ہے۔ لے محمد اس مقام پر تیرے سوا اور کوئی غیر شخص سرگز قائم نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ اس غیر شخص کا مرتبہ تیری امت کے ان ضعیف مسلمانوں کی نظر میں کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اور ان کے نزدیک اسکی منزلت کتنی ہی شریف اور بزرگ کیوں نہ ہو۔

الغرض جب علی نے جا کر ابوبکر سے وہ آیتیں لے لیں تو ابوبکر نے رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے خدا ہوں ان آیات کا مجھ سے واپس لینا کسی جنگ کی وجہ سے ہے حضرت نے فرمایا کہ نہیں بلکہ خدا نے بزرگ و بزرگ نے مجھ کو امر فرمایا ہے کہ تیرا نائب ہر شخص ہو سکتا ہے جو تجھ سے ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جو ان آیات کو تجھ پر بار کیا تھا اور اپنی طاعت کی تجھ کو تکلیف دی تھی اس کے عوض میں تجھ کو درجات رفیعہ اور مراتب شریفہ عطا فرمایا گیا بشرطیکہ تو ہماری موالات پر قائم رہیگا اور ان عہدوں کو جو ہم نے تجھ سے لیے ہیں پورا کر کے میدان قیامت میں ہمارے پاس آئے گا تو تو ہمارے برگزیدہ شیعوں اور بزرگ دوستوں میں داخل ہوگا۔ حضرت کا یہ ارشاد من کر ابوبکر کا یہ ملال رفع ہو گیا۔

القصد جناب امیر ام المہدی کے پہنچنے اور دشمنان خدا کے عہد توڑنے اور اس سال کے بعد رسول کو حرم خدام میں داخل ہونے سے ناامید کرنے کے لیے روانہ ہوتے۔ اگرچہ ان لوگوں کی جمعیت اور کثرت بہت تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے اس نور خدا کو ڈھانپ لیا اور اس کا رعب جلال ان مشرکوں کو ایسا غالب کر دیا کہ ان کو کسی قسم کی مخالفت کے اظہار کرنے اور کوئی بڑا ارادہ کرنے کی ذرا بھی جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَهَاتِ أَظْلَمَ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ اور اس شخص سے زیادہ تر ظالم کون شخص ہے جو خدا کی مسجدوں میں خدا کا ذکر کرنے کو منع کرے اور وہ مسجدیں نیک مومنین کی تھیں جو مکہ میں واقع تھیں کہ ان مشرکوں نے ان مومنوں کو ان میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرنے سے منع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ مجبور ہو کر حضرت کو مکہ چھوڑنا پڑا تھا و تسعی بقہ خرابی لھا اور ان مسجدوں کے خراب اور ویران کرنے میں کوشش کر کے طاعت خدا سے وہ آباد نہ ہوں یعنی اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو مساجد میں ذکر خدا کو منع کرے اور انکی ویرانی میں سعی ہو

حکایت حضرت ابوبکر کا یہ کہ وہ اپنے منشا سے ضعیف مسلمانوں پر ظاہر کرے کہ جس مقام پر تیرا مہجانی علی مقیم ہوتا ہے۔ لے محمد اس مقام پر تیرے سوا اور کوئی غیر شخص سرگز قائم نہیں ہو سکتا۔

أُولَئِكَ مَأْكَنَاتٌ لِلَّهِ أَنْ يَدْخُلُوْهَا إِلَّا الْخَائِفِيْنَ اس قسم کے لوگ حرم خدا کے ان مقامات میں جہاں وہ مسجدیں ہیں امن و امان کی حالت میں داخل نہ ہو سکیں گے مگر اس کے عدل اور اس حکم سے جو بحالت کفران کے مقامات میں داخل ہوتے ہیں اسکی تلواروں اور کوڑوں سے ان پر جاری ہوگا۔ ڈرتے اور خوف کرتے داخل ہونگے لِلَّهِ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَاللَّهُ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ان مشرکوں کے لیے دنیا میں رسوائی اور خواری ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کو حرم خدا سے نکالا گیا اور آخرت میں عذاب عظیم ان کے واسطے مہیا کیا گیا ہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول خدا کے ہمراہ مدینہ منورہ میں بھی منافق اول ضعیف مسلمان جو منافقوں کی مانند تھے موجود تھے اور انھوں نے مدینہ کی مسجدوں کے خراب کرنے اور تمام دنیا کی مساجد کے ویران کرنے کا ارادہ کیا تھا جبکہ ان ملعونوں نے عزم کیا تھا کہ علی کو مدینہ میں در رسول خدا کو رستے میں عقبہ (گھاٹی) پر سے گزرتے ہوئے قتل کر ڈالیں اور اللہ تعالیٰ نے جنگ تبوک کے اس سفر میں اہل بصیرت کی بصیرتوں کے بڑھانے اور سرکش اور باغی منافقوں کے عذروں کے قطع کرنے کیلئے آنحضرت کے دست حق پرست پر ایسے معجزات ظاہر کئے جو جلال الہی اور اسکے اپنے بندوں پر جو دو گنا کرنے کے شایاں اور مناسب تھے منجملہ ان کے ایک سے کہ جب وہ تبوک کے سفر میں آنحضرت کے ہمراہ تھے تو انھوں نے بنی اسرائیل کی طرح یہ درخواست کی تھی کہ یا رسول اللہ ہم ایک قسم کے کھانے پر ہرگز صیر نہ کریں گے اور اس باب میں جو معجزہ آنحضرت سے ان کے لیے ظاہر ہوا وہ اس معجزے سے جو موسیٰ نے اپنی قوم کو دکھایا تھا بہت بڑھ کر ہے جب حضرت سفر کو تیار ہوئے تو حکم خدا سے علی کو مدینہ میں اپنا جانشین کیا۔ جناب امیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں آپ کے کسی امر میں کئی مخالفت کرنی نہیں چاہتا اور آپ کے جمال انور کے دیکھنے اور حضرت کے خصائل حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے مشاہد سے محروم رہنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت نے فرمایا کہ اے علی کیا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہو جیسا موسیٰ کے نزدیک ہارون کا مرتبہ تھا۔ مگر یہ فرق ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ یا علی تم کو یہاں رہنا ہوگا اور تم کو یہاں رہنے میں وہی ثواب ملے گا۔ جو میرے ساتھ سفر کرنے میں ملتا اور جو لوگ کہ میرے ساتھ یقین اور فرمانبرداری سے جاتے ہیں۔ تمہارا ثواب ان سب کے ثواب کے برابر ہوگا اور چونکہ تم چاہتے ہو

جنگ تبوک کو جاتے وقت حضرت کا جناب امیر کو اپنا جانشین بنا دیا

کہ تمام احوال میں میرے احوال و آثار اور خصائل اور طریقوں کا مشاہدہ کرتے رہو اس لیے اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر سے جبریل کو امر فرمایا گا کہ وہ ہمارے اس تمام سفر میں ان زمینوں کو جس پر ہم چلیں اور زمین کو جس پر ہم ہو بلند کرے اور تمہاری نظر کو اتنا تیز کرے گا کہ تم مجھ کو اور میرے اصحاب کو ہر حال میں مشاہدہ کرو گے اور جو انس کہ تم کو میرے اور میرے اصحاب کے دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے فوت نہ ہوگا اور اس طرح سے تم کو خط و کتابت کرنے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔

جب حضرت کی تقریر یہاں تک پہنچی تو ایک شخص نے اٹھ کر عرض کی اے فرزند رسول یہ بات علی کے لیے کیونکر میسر ہو سکتی ہے۔ یہ تو انبیاء ہی کے لیے مخصوص ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ آنحضرت کا ہی مجزہ تھا نہ کسی اور کا۔ کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا سے زمینوں کو بلند کیا۔ اسی طرح ان کی دعا سے جناب امیر کی نگاہ کو بھی تیز کر دیا کہ اس ولی خدا نے تمام واقعات اور سوانح کو مشاہدہ کیا۔

پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس امت کے لوگ علی ابن ابی طالب کے حق میں نہایت ظلم کرتے ہیں اور ان کے باب میں کس قدر کم انصاف ہیں کہ جن امور کو دیگر صحابہ کی نسبت بیان کرتے ہیں ان سے علی کے باب میں مضائقہ کرتے ہیں اور اس جناب کو ان سے محروم رکھتے ہیں حالانکہ علی ان سب سے افضل ہیں۔ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو مرتبہ وہ اور صحابہ کے لیے بیان کرتے ہیں وہ علی کو نہ دیا گیا ہو جو تمام اصحاب سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ اصحاب نے عرض کی کہ اے فرزند رسول ہم کو اسکی کیفیت سے مطلع فرمائیے۔ فرمایا وہ لوگ ابو بکر ابن ابوقحافہ کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو اور اسی طرح عمر ابن خطاب کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو۔ ایسا ہی عثمان ابن عفان کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو اور جب علی ابن ابی طالب پر پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دشمنوں سے بیزار نہیں ہیں نہ معلوم ان لوگوں نے اس امر کو کیونکر جان کر لیا۔ حالانکہ رسول اللہ نے علی کے بارے میں فرمایا ہے اے خدا تو اس شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھتا ہے اور دشمن کھ اس شخص کو جو علی کو دشمن رکھتا ہے اور اس شخص کی نصرت کر جو علی کی نصرت کرے اور اس شخص کی

امداد نہ کر جو اس کی امداد نہ کرے پس اس جناب کے دشمنوں سے دشمنی نہ کرنا۔ انصاف میں داخل نہیں ہے۔

اور ایک اور نا انصافی یہ ہے کہ جب ان لوگوں کے سامنے علی کی ان خصائص کا جن سے خدا نے رسول اللہ کی فطرت سے اس جناب کو مخصوص فرمایا اور ان فضیلتوں اور شرفوں کو جو خدا کے نزدیک آپ کو حاصل ہیں ذکر کیا جاتا ہے تو انکار کر دیتے ہیں۔ اور جو دیگر اصحاب کے بارے میں کچھ بیان کیا جائے تو قبول کر لیتے ہیں۔ پھر آخر کس بات نے ان کو روک دیا ہے کہ وہ علی کے لیے اس فضیلت کو بیان نہ کریں جو دیگر اصحاب کے لیے ثابت کی ہے۔

چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب ایک روز منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکایک اثنائے خطبہ میں پکارا اٹھے۔ یا ساریۃ الجبل یعنی اے ساری پہاڑ صحابہ نہایت حیران ہوئے کہ خطبہ میں یہ کیا کہا جب خطبہ اور نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ نے پوچھا آج خطبہ میں حضور نے یہ کیا فرمایا یا ساریۃ الجبل عمر نے جواب دیا میں نے خطبہ پڑھتے ہوئے اس نواح کی طرف نظر کی جہاں تمہارے مسلمان بھائی سعد ابن ابی وقاص کے ماتحت کافروں سے جہاد کر رہے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے میری نظر کے سامنے سے سب پرے اٹھا دیئے۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ انھوں نے ایک پہاڑ کے سامنے جو وہاں واقع ہے صفیں باندھ رکھی ہیں اور کچھ کافروں نے آئے ہیں کہ سعد کو اسکے ہمراہیوں سمیت پیچھے سے آکر گھیر لیں اور احاطہ کر کے سب کو قتل کر ڈالیں یہ حال دیکھ کر میں نے کہا یا ساریۃ الجبل

۱۔ یا پوچھ تاویلین کرتے ہیں یا اس کے راویوں پر جرح و قدح کرتے ہیں۔ غرض اصلی مشاہدہ ہوتا ہے کہ کسی طرح وہ مضمون فضیلت غیر معتبر اور ناقابل قبول ثابت ہو جائے اور دیگر صحابہ کی فضیلت کے باب میں جو مضمون وارد ہو خواہ وہ خلاف عقل ہی کیوں نہ ہو اور اس کے راوی کتنے ہی مجروح و مقدم کیوں نہ ہوں اسکو نہایت شوق ذوق سے سچوٹی تسلیم کر لیتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ عثمان علی و اولاد علی کے نقائص بیان کرنے میں نہایت کد کی جاتی ہے اور مخالفان علی و اولاد علی کے اوصاف و محامد کے شائع کرنے میں اس درجہ ساعی ہیں کہ معمولی نظر والے آدمی کسی طرح ان کو قابل مذمت و طعن تجویز نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان کو بزرگان دین اور حامیان اسلام سمجھتے ہیں۔ اور نہایت تعظیم اور تکریم کی نگاہوں سے ان کو دیکھتے ہیں اور بزرگی اور عزت کے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ کتب تاریخ و فضائل اس بیان کی شاہد ہیں۔ (مترجم عقی حنہ)

تاکہ پہاڑ کی آڑ میں آجائیں اور دشمنوں کے گھیرے میں آنے سے محفوظ رہیں پھر ان سے مقابلہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے کفار کے گاول اور بستیاں تمھارے دیسی بھائیوں کو عطا کر دی ہیں اور ان کے شہروں پر ان کو فتحیاب کر دیا ہے تم اس وقت کو یاد رکھو عنقریب اس واقعہ کی غیر تم کو پہنچے گی اور بدنتہ اور نہادند میں پچاس دن سے بھی زیادہ کی راہ کا فاصلہ ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب عمر کے لیے اس قسم کی باتیں ہو سکتی ہوں تو علی ابن ابی طالب کیلئے کیونکر نہ ہوں لیکن یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے اور حق کیساتھ کلام نہیں کرتے بلکہ مکابہ کرتے ہیں۔ بعد ازاں امام زین العابدین کی حدیث کی طرف رجوع کی کہ حضرت سید الساجدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرت جنگ تبوک کو تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ اس زمین کو جہان حضرت تشریف رکھتے تھے اور جس زمین پر چلتے تھے جناب امیر المؤمنین کے لیے بلند کرتا تھا اور وہ ان کے سب احوال کو مشاہدہ کرتے تھے۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرت کسی جہاد پر جانے کا ارادہ کرتے تھے تو اس جگہ کے سوا دیگر مقامات کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور اسکو پوشیدہ رکھتے تھے مگر غزوہ تبوک کو نہ چھپایا بلکہ صاف طور پر ظاہر فرمایا کہ میرا ارادہ وہاں جانے کا ہے اور سب کو سامان سفر کے درست کرنے کا حکم دیا اور انھوں نے اس سفر کے لیے راستے میں روٹیاں پکانے کے لیے آٹا خشک اور نمکین گوشت، شہد اور کھجوروں کا سامان تیار کیا اور اس دفعہ لوگوں نے کثرت سے زاد راہ ہمراہ لیا تھا کیونکہ حضرت نے زیادتی تکلیف و مشقت اور بیابانوں اور جنگلوں کی صعوبت اور کمیابی اسباب کے باعث راستے کے ساز و سامان کے لیے بہت تاکید فرمائی تھی الغرض جب ان لوگوں کو سفر میں کسی روز گزر گئے اور ان کا کھانا دیر کا ہو گیا اور باقی ماندہ کھانے سے ان کے دل متنفر ہو گئے اور ان کو تازہ طعام کی طرف رغبت ہوئی تو کچھ لوگوں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ہم کو اس کھانے سے جو ہمارے ہمراہ ہے کراہت آتی ہے اس لیے کہ کئی دن کا اور ناقص ہو گیا ہے اور بدبودار ہونے کو ہے اب ہم سے یہ کھانا نہیں کھایا جاتا حضرت نے فرمایا تمھارے پاس کون کونسی چیزیں ہیں عرض کی کہ روٹی، خشک اور نمکین گوشت، شہد اور کھجوریں ہیں حضرت نے فرمایا کہ اب تم قوم موسیٰ کی مانند ہو گئے کہ انھوں نے کہا تھا کہ ہم ایک طعام پر بس نہ

کریں گے۔ اب تم بتاؤ کہ کونسی چیز چاہتے ہو۔ انھوں نے عرض کی ہم تازہ اور خشک گوشت پرندوں کے گوشت کے کباب اور بنا ہوا حلوہ چاہتے ہیں۔ فرمایا تم اس ایک بات میں بنی اسرائیل کے برخلاف ہو کہ انھوں نے بسری، گلڑی، لہسن، مسور اور پیاز کی خوشبو کی تھی اور اعلیٰ کے عوض میں ادنیٰ چیزوں کو تبدیل کرنا چاہا تھا اور تم ادنیٰ کے عوض اعلیٰ کو لینا چاہتے ہو اور میں عنقریب تمھارے واسطے خدا سے سوال کروں گا۔ انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم میں کچھ آدمی ایسے بھی ہیں جو بنی اسرائیل کی طرح ساگ، گلڑی، لہسن، مسور اور پیاز کی خواہش کرتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ میری دعا سے یہ سب چیزیں تم کو عطا فرمائیں گے کہ چاہیے کہ مجھ پر ایمان لاؤ اور میری تصدیق کرو۔ پھر فرمایا اے بندگان خدا عیسیٰ کی قوم نے جب حضرت عیسیٰ سے درخواست کی کہ ہم پر آسمان سے ایک دسترخوان نازل کر تو جس وقت عیسیٰ نے نزول ماندہ کی دعا کی تو قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدَ مَعْنَايَ فَأِي أَصْحَابُ عَذَابٍ أَلِيمٍ عَذَابٌ لَّهُمْ فِيهَا مَاءٌ كَالسَّخَابِ الْمُبِينِ خدا نے فرمایا کہ میں دسترخوان تم پر نازل کروں گا مگر جو کوئی اس کے بعد تم میں سے کافر ہوگا اس کو ایسا عذاب کروں گا کہ اہل عالم میں سے کسی کو ویسا عذاب نہ دوں گا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ماندہ ان پر نازل کیا اور اس کے بعد ان میں سے جو لوگ کافر ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر دیا کسی کو سور کی صورت میں کسی کو بندر کی صورت میں کسی کو ریچھ کی شکل میں بعض کو بلی کی صورت میں بعض کو بیری اور بھری پرندوں اور چار پاؤں کی صورت میں وغیرہ وغیرہ غرض چار سو قسم کے جانوروں کی شکل میں مسخ کیا تھا۔ اس لیے میں تمھاری درخواستوں کے بموجب آسمان سے ماندہ نازل ہونے کی التجا نہیں کرتا۔ ورنہ تم میں سے جو لوگ کافر ہو گئے ان پر بھی وہی عذاب نازل ہوگا جو قوم عیسیٰ پر ہوا تھا۔ اس لیے کہ میں تمھارے حال پر نہایت پاران ہوں اور تمھارا اس عذاب میں مبتلا ہونا مجھ کو گوارا نہیں ہے بعد ازاں حضرت نے ایک پرندہ اوپر ہوا میں اڑتا دیکھا اور اپنے ایک اصحاب سے فرمایا اس پرندے سے جا کر کہہ کہ رسول خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ زمین پر گر پڑ اس نے حضرت کا پیغام اس پرندے کو پہنچایا اور وہ پرندہ زمین پر آ گیا پھر حضرت نے اس پرندے سے فرمایا اے پرندے اللہ تعالیٰ تجھ کو حکم دیتا ہے کہ تو بڑھ کر اور پہلوؤں کی جانب سے پھیل کر ایک بڑے ٹیڈے کی مانند ہو جا پھر اصحاب فرمایا کہ تم اس کے گرد احاطہ کر لو۔ اصحاب نے اسکو احاطہ

میں لے لیا اور وہ پزندہ قدرتِ خدا سے اتنا بڑا ہو گیا تھا کہ حضرت کے اصحاب نے جو دس ہزار سے کچھ اوپر تھے اس کے گرد صفت باندھی اور ان کی صفت اسکے گرد ایک دائرے کی صورت ہو گئی اسکے بعد ارشاد فرمایا اے پزندے خدا کے حکم سے اپنے بال و پیر جڈا کر کے اس نے انکو الگ کر دیا اور ہڈیاں اور گوشت اور کھال باقی رہ گئی پھر فرمایا حکم خدا سے اپنے بدن کی ہڈیاں اور پاؤں اور سونچ کو الگ کر اس نے ان کو بھی علیحدہ کر دیا اور یہ سب پر پزندے اس پزندے کے گرد پڑے تھے اور سب لوگ بھی اس کے گرد موجود تھے پھر حضرت نے ہڈیوں کو حکم دیا کہ لکڑیاں بن جاؤ وہ لکڑیاں بن گئیں پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان بازوؤں اور چھوٹے اور بڑے پرول کو حکم دیتا ہے کہ ساگ پیاز لہسن اور انواع و اقسام کی ترکاریاں بن جائیں وہ فوراً ان چیزوں کی صورت میں بدل گئے اور بعد ازاں حضرت نے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا اے بندگانِ خدا اپنے ہاتھ بڑھاؤ اور ہاتھوں سے توڑ کر اور چھریوں سے کاٹ کر کھاؤ۔ انھوں نے ایسا ہی کیا پھر کسی منافق نے کھاتے ہوئے کہا کہ مجھ کمان کرتا ہے کہ بہشت میں ایسے پزندے ہیں کہ ہشتی انکی ایک طرف سے خشک گوشت اور دوسری طرف سے کباب کھائیں گے ہمکو اسکی نظیر اسے دنیا میں نہ دکھائی اللہ تعالیٰ نے اس منافق کی اس بات کا علم حضرت کے دل میں پہنچایا تب حضرت نے صحابہ سے فرمایا اے بندگانِ خدا تم کو چاہیے کہ ہر ایک شخص اپنا لقمہ اٹھائے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم وھللی اللہ علی محمد و آلہ الطیبین کہہ کر اسکو منہ میں رکھے تو خشک گوشت یا کباب یا شوریا یا کسی قسم کا لہوہ بغرض جس چیز کو اسکا جی چاہتا ہو وہی مزہ اس میں سے لیتا۔ صحابہ نے ایسا ہی کیا اور ویسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا اور طرح طرح کے کھانوں سے متلذذ نہ ہوئے اور سب سیر ہو گئے بعد ازاں عرض کی کہ یا رسول اللہ کھانے سے تو ہم سیر ہو گئے۔ اب کوئی پینے کی چیز کی ضرورت ہے۔ فرمایا کیا تم دودھ اور باقی تمام قسم کی پینے والی چیزیں چاہتے ہو عرض کی کہ ہم میں سے بعض لوگ ان چیزوں کی بھی خواہش کرتے ہیں فرمایا ہر ایک شخص اس پزندے میں سے ایک لقمہ توڑ کر منہ میں رکھ لے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم وھللی اللہ علی محمد و آلہ الطیبین کہے وہ لقمہ صورت بدل کر پانی یا دودھ یا کوئی اور پینے والی چیز جس کو کسی کا دل چاہتا ہو گا بن جائے گا انھوں نے ایسا ہی کیا اور جیسا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ پھر حضرت نے اس پزندے سے فرمایا اے پزندے خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی اصلی حالت پر

آجا اور وہ ان بازوؤں اور سونچ اور بالوں اور پروں اور ہڈیوں کو جو ساگ اور لکڑیاں اور پیاز اور لہسن بنے تھے حکم دیتا ہے کہ پھر ٹپٹ کر بازو اور پروں اور ہڈیاں بن جائیں اور اپنے سونچ کے مطابق ہو جائیں وہ سب اپنی اصلی حالت پر آگئے اور پزندے کے قدر کے موافق ہو کر باہم مل گئے پھر ارشاد فرمایا کہ اے پزندے اللہ تعالیٰ تیری روح کو جو تجھ میں سے نکل گئی ہے واپس لے گا حکم دیتا ہے تب اسکی روح اسکے جسم میں پھر آگئی پھر فرمایا کہ اے پزندے خدا فرماتا ہے کہ تو زمین اٹھ کر ہوا میں اڑ جس طرح پہلے اڑ رہا تھا۔ وہ سب کے سامنے وہاں سے اٹھا اور ہوا میں اڑنے لگا۔ بعد ازاں صحابہ نے جو اپنے آنے کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ اس ساگ پات اور لکڑیوں اور پیازوں میں سے کوئی چیز بھی وہاں باقی نہیں رہی۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۵

اس مقام پر تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کا جہز اول جو سورہ حمد سے آیت مذکورہ بالا تک سلسلہ وارد دستیاب ہوا ہے ختم ہوا۔ اب دوسرا جہز شروع ہوتا ہے جو پارہ سبقتوں کے انیسویں رکوع کی آیت اِنَّ الصَّافَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَابِرِ اللّٰهِ فَمَنْ سَخَّ الْيَتِيْتِ اَوْ اَعْتَمَرَ كِي تفسیر سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اس آیت کے شروع حصہ کی تفسیر بھی ضائع ہو گئی ہے۔ خداوند متعال اپنے فضل و کرم سے اس تفسیر کے ضائع شدہ مقامات کو دستیاب کرے اور جملہ مومنین کو اس کے مطالعہ سے مستفیض فرمائے۔ آمین عم آمین۔

بخز دوم از تفسیر

امام حسن عسکری علیہ السلام متعلقہ پارہ سبقتوں ع ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قوله عز وجل اِنَّ الصَّافَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَابِرِ اللّٰهِ اس آیت کی تفسیر صرف اتنا فقرہ اول کتاب میں موجود ہے جس کا ترجمہ یہ ہے پھر حضرت نے فرمایا اے ماہِ صفا اور مرہ کے بالے

میں خدا کا قول حق اور درست سے فَمَنْ دَخَلَ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّقَ بِهِمَا
 وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ پس جو کوئی بیت اللہ کے حج کا ارادہ کرے یا
 عمرہ بجالاتے تو صفا اور مروہ دونوں کا طواف کرنے میں اس شخص پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو کوئی
 خوشی اور رغبت سے نیکی کو بجالاتے اور طواف کو زیادہ کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کا شکر گزار ہوگا۔
 کہ اس کو اس کی نیکی کی بہت اچھی جزا دیگا اور وہ اسکی نیت کا حال جانتا ہے اور اسی کے موافق
 اس کے ثواب کو بڑھائے گا اور اپنی طرف اسکے واپس آنے کے وقت اس کا اکرام کریگا۔ اے مادر گرامی
 رسول اللہ نے مجھ کو علی ابن ابی طالب کے فرزند ہونے کے سبب شرف بخشا آپ کو بھی چاہیے کہ
 خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں کیونکہ جو کوئی نعمتوں کا شکر کرتا ہے وہ زیادہ نعمتوں کا مستحق ٹھہرتا
 ہے جس طرح کفران نعمت کرنا زیادہ محرومی کا استحقاق رکھتا ہے اس بات کی خبر بھی
 رسول اللہ کو پہنچانی گئی پس رسول خدا نے فرمایا کہ اس سے کئی بزرگوار پیدا ہوں گے اور
 وہ عنقریب کسی ائمہ اطہار کا اور قائم آل محمد کا باپ ہوگا جو زمین کو عدل و داد سے معمور
 کرے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے پڑ ہو گئی ہوگی۔

قوله عز وجل إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَاللَّهُدَى
 مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ
 إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَهْلَحُوا وَبَيَّنَّوْا فَإِنَّكَ أَتُوبٌ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
 ترجمہ: جو لوگ کہ ان ظاہر اور روشن دلیلوں اور رہنمائی کو جو ہم نے نازل کی ہے بعد اس کے
 کہ ہم نے ان کو لوگوں کے واسطے کتاب توہریت میں بیان کر دیا ہے پوشیدہ کرتے ہیں ان پر خدا
 لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی کہ وہ ملائکہ اور مومنین جن و انس ہیں لعنت کرتے
 ہیں۔ مگر جن لوگوں نے کہ توبہ کی اور نیکی اختیار کی اور حق کو بیان کیا ان کی توبہ کو میں قبول کرتا
 ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ
 مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَاللَّهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ جو لوگ کہ محض اور
 علی کے اوصاف و محمد کی ظاہر نشانیوں کو جو ہم نے نازل کی ہے اور اس ہدایت اور

رہنمائی کو جو ہم نے نازل کی ہے بعد اسکے کہ ہم نے اسکو لوگوں کے واسطے کتاب میں بیان کر دیا ہے
 پوشیدہ کرتے ہیں اور وہ ہماری نشانیاں ہیں جو ان کے فضائل اور مراتب کو ظاہر کرتی ہیں مثلاً بادل
 جو سفروں میں رسول خدا پر سایہ کرتا تھا کنوؤں اور چٹھوں کے کھاری پانی جو حضرت کے آب ہونے
 سے شیریں ہو جاتے تھے اور وہ درخت جو حضرت کے ان کے نیچے قیام کرنے کے سبب اپنے
 میوے لٹکا دیتے تھے اور وہ آفتیں اور بلائیں جو آفت زدوں اور بلا نصیبوں کے جسموں پر دربارک
 پھیرنے یا آب دہن لگانے سے زائل ہو جاتی تھیں اور اسی طرح وہ معجزات جو علی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے
 جیسے پہاڑوں اور پتھروں اور درختوں نے بایں الفاظ سلام کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَرِيبَ اللّٰهِ السَّلَامُ
 عَلَيْكَ يَا حَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور وہ نہر لائے قائل جن کو ایک شخص نے اس ولی خدا کا نام
 لے کر تناول کیا اور ان سے اس کو کچھ بھی اذیت نہ پہنچی اور بڑے بڑے کام جو آپ سے ظاہر ہوئے
 جیسے ٹیلوں اور پہاڑوں کو اکھاڑا اور ایک چھوٹی ٹکڑی کی طرح اٹھا کر پھینک دیا اور آفات بلیات
 جو آپ کی دعا کی برکت سے زائل ہوئیں اور وہ آفتیں اور مصیبتیں جو آپ کی بددعا سے تندرستوں پر پڑیں
 علاوہ انہیں دیگر فضائل جو حق تعالیٰ نے جناب امیر سے مخصوص کئے ہیں پس یہی وہ امور ہدایت ہیں
 جن کو اللہ نے لوگوں کے لیے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اُولَئِكَ وہ لوگ جو محمد اور علی کی ان صفات
 کو پوشیدہ کرتے ہیں اور ان کو ان کے طالبوں سے چھپاتے ہیں جن کو زوال تقیہ کی صورت میں ان صفات
 کا بتانا لازم ہے ان کو يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ الْعَظِيْمَةُ اور انکو لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں اور اسکی کئی صورتیں
 لعنت کرتا ہے وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ اور انکو لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں اور اسکی کئی صورتیں
 ہیں منجملہ ان کے اول یہ کہ ان کو لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں یعنی ہر ایک شخص خواہ اہل حق ہو یا اہل
 باطل کہتا ہے کہ خدا ان ظالموں پر جو ان آیات و دلائل کو پوشیدہ کرتے ہیں لعنت کرے اس صورت
 میں وہ تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت میں اور خود اپنے نفسوں کی لعنت کے تحت میں داخل ہیں۔
 دوم یہ کہ جب دو آدمی باہم ایک دوسرے سے ناراض اور تنگ دل ہوتے ہیں اور ایک دوسرے
 پر لعنت کرتے ہیں تو دونوں کی لعنتیں آسمان کی طرف بلند ہوتی ہیں اور اپنے پروردگار سے اس
 شخص پر پڑنے کی اجازت طلب کرتی ہیں جس کے لیے ان کو بھیجا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ اپنے
 فرشتوں سے فرماتا ہے دیکھو اگر لعنت کرنے والا خود ہی قابل لعن ہے اور جس پر اس نے لعنت کا

ارادہ کیا ہے وہ اس قابل نہیں ہے تو دونوں لعنتوں کو اسی لعنت کرنے والے پر ڈال دو اور اگر
 مشاراً الیہ قابل لعن ہے اور لعنت کرنے والا قابل لعنت نہیں تو دونوں لعنتوں کو اسی کی طرف
 واپس کر دو اور اگر دونوں شخص قابل لعنت ہوں تو اس کی لعنت اس پر اور اس کی لعنت اس پر ڈال دو
 اور اگر دونوں مومن ہونے کی وجہ سے قابل لعن نہیں ہیں اور صرف ناراضی اور جھگی کے باعث اس
 امر پر آمادہ ہوتے ہیں تو ان دونوں لعنتوں کو یہودیوں کی طرف جو محمد کی صفت و ثنا اور علی کے
 ذکر و اوصاف کو پوشیدہ کرتے ہیں اور نواصب کی طرف جو علی کے فضائل کو چھپاتے ہیں اور اسکی
 فضیلتوں کا انکار کرتے ہیں پلٹا دو۔

بعد ازاں خدا فرماتا ہے **إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا** مگر جن لوگوں نے ان آیات الہی کے پوشیدہ کرنے
 سے توبہ کی و **وَأَصْلَحُوا** اور اپنے اعمال کو درست کیا اور خراب تاویلیں کر کے جو جو فساد اور خرابیاں
 برپا کی تھیں کہ صاحب فضیلت کے فضائل اور حقہ دار کے حقوق کے منکر ہو گئے تھے ان کی اصلاح کی
وَيَتَنَبَّأُوا اور محمد کے نعت و صفات جو خدا نے ذکر کئے ہیں اور علی کے ذکر و صفات جو محمد نے
 بیان کئے ہیں ان کو بیان کیا۔ **فَأُولَئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ** ایسے لوگوں کی توبہ کو میں قبول کر لیتا ہوں
وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ اور میں توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوں۔

قوله عز وجل **إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارًا أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ**
لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ
وَالَهُمْ يُنظَرُونَ ترجمہ جن لوگوں نے کفر کیا اور حالت کفر ہی میں مر گئے ان پر خدا کی اور
 فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے اور وہ ہمیشہ اس لعنت میں مبتلا رہیں گے۔ ان پر سے
 عذاب کم نہ کیا جائیگا اور نہ ان کو کچھ ہملت اور فرصت ملے گی۔ (کہ کچھ عذر معذرت کریں)
 امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ **إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا**
تُؤَدُّهُمْ كُفَّارًا جو لوگ کہ محمد کی نبوت اور علی اور ان دونوں کی آل اطہار کی ولایت کی تردید کر کے
 کافر ہوئے اور حالت کفر ہی میں مر گئے **أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ** ان پر خدا کی لعنت ہے یعنی وہ ان کے
 لیے اپنی رحمت اور ثواب کے استحقاق سے دور ہونا لازم کرتا ہے **وَالْمَلَائِكَةِ** اور ان پر فرشتوں کی لعنت ہے
 یعنی وہ ان پر لعنت کرتے ہیں **وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ** اور تمام آدمیوں کی ان پر لعنت ہے یعنی وہ

سب کے سب ان پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ جو لوگ کہ اوامرِ نبوی کے قبول کرنے والے ہیں سب کے سب کافر و
 لعنت کرتے ہیں اور کافر خود بھی کہتے ہیں کہ خدا کا فرول پر لعنت کرے اس لیے وہ خود بھی اپنی لعنت میں
 داخل ہیں **خَالِدِينَ فِيهَا** آتش جہنم میں اس لعنت میں ہمیشہ مبتلا رہیں گے **لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ**
الْعَذَابُ اور ایک دن اور ایک ساعت بھی وہ عذاب ان پر سے کم نہ کیا جائیگا **وَالَهُمْ يُنظَرُونَ**
 اور نہ ان کو ذرا سی ہملت اور تاخیر ملے گی اور عذاب خدا ان پر نازل ہوگا۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب سالتماہب نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ
 محمد رسول خدا کے صفات کو چھپاتے ہیں اور علی ولی خدا کے اوصاف کا انکار کرتے ہیں جب ملک الموت
 نفوس رُوح کے لیے ان کے پاس آتا ہے تو نہایت فیح اور شفیق صورت کے ان کے سامنے وارد ہوتا ہے
 اور جاگتی کے وقت ان کے سرکش شیاطین جو ان کو شناخت کرتے ہیں اگر ان کو گھیر لیتے ہیں پھر ملک الموت
 اس مرنے والے کافر سے کہتا ہے کہ نفس نجسیت تو اپنے نبی کی نبوت اور اس کے وصی علی نبی امامت
 کا انکار کر کے اپنے پروردگار کا منکر اور کافر ہو گیا ہے تجھ کو خدا کی لعنت اور اس کا قہر و غضب مبارک ہو
 پھر اس سے کہتا ہے اپنا سر اٹھا اور آنکھ اٹھا کر دیکھ جب وہ اوپر کی طرف نظر کرتا ہے تو دیکھتا ہے
 کہ محمد ایک تخت پر جو عرش کے سامنے ہے بیٹھے ہیں اور علی ان کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھے ہیں اور
 باقی آئمہ اطہار علیہم السلام اپنے اپنے مراتب شریفہ پر ان کے حضور میں حاضر ہیں پھر دیکھتا ہے کہ بہشت
 کے دروازے کھلے ہیں اور ایسے عمل اور دے اور منزلیں دیکھتا ہے جن سے متناکر نبیوں کی متنائیں بھی علمبر
 اور قاصر ہیں اس وقت ملک الموت اس سے کہتا ہے اگر تو اپنے ان سرداروں کا دوست ہوتا تو تیری روح
 ان بہشتوں میں ان حضرات کی بارگاہ کی طرف بلند کی جاتی اور یہ جنت تیرا مقام ہوتا اور اس میں تیری منزلیں
 ہوتیں اور چونکہ تو ان کا مخالف ہے اس لیے ان کی حضوری سے محروم ہوا اور انکی ہمسائیگی اور ان منزلوں
 سے منع کیا گیا اور دیکھ یہ لوگ تیرے ہمسائے اور قریبی ہیں اس وقت ہادیہ کے پردوں کو اٹھا دیا جاتا ہے
 اور وہ وہاں کی بلاؤں اور آفتوں اور کچھو وچ اور سانپوں اور اژدہاؤں اور انواع و اقسام کے
 عذابوں اور کلیفوں کو دیکھتا ہے اور اسکو بتایا جاتا ہے کہ یہ تیرے مقامات ہیں بعد ازاں اس کے
 شیاطین جو اسکو فریب دیتے تھے اور یہ ان کی باتوں کو قبول کرتا تھا بیڑوں اور طوقوں میں جکڑے ہوتے
 اس کو دکھائے جاتے ہیں اور اس کی موت نہایت سخت اور دشوار ہوتی ہے۔

ماحول اور ناہستیوں کے پاس ملک الموت کا آنا

قوله عز وجل وَاللَّهُمَّ اللَّهُ وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ترجمہ :

اور تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے اس رحمن و رحیم کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔
امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَاللَّهُمَّ اور تمہارا خدا جس نے محمد اور علی کو فضیلت کے ساتھ مكرم کیا ہے اور انکی آل اطہار کو خلافت کیساتھ معزز فرمایا ہے اور ان کے شیعوں کو نسیم و رحمان اور کرامت اور اپنی خوشنودی سے مشرف کیا ہے اِلَهُ وَاحِدًا ایک خدا ہے کہ کوئی اس کا شریک اور نظیر اور ہمسر نہیں ہے اِلَّا اللَّهُ اِلَهُ هُوَ اُس کے سوا اور کوئی قابل پرستش نہیں ہے اور وہ خالق اور باری اور مصور اور رازق اور باسط اور مغنی اور مُعِز اور مُنْزِل ہے اور الرَّحْمَنُ رَحْم کریم والا ہے کہ مومن اور کافر اور نیک اور بد سب کو رزق دیتا ہے اپنے فضل و کرم اور رزق کو ان سے بند نہیں کرتا۔ اگرچہ وہ اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کر دیں۔
التَّحْمِيْمُ اور اپنے مومن بندوں پر کہ وہ شیعہ آل محمد میں مہربان ہے کہ ان کو تقیہ کی گنجائش عطا کی ہے کہ جب عاجز ہوں تو اپنے اس عقیدے کو پوشیدہ رکھیں۔

اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تقیہ کو تم پر حرام کرتا اور اطہار حق کے وقت جو مُصِيبَتیں تمہارے دشمنوں کے ہاتھ سے تم پر پڑتیں ان میں صبر و تحمل کرنی حکم تم کو دیتا مگر اے ہمارے شیعو اور محبوا! ہماری محبت اور ہمارے دشمنوں کی عداوت کے فرض ہونے کے بعد خدا کا جو سب سے بڑا فرض تم پر ہے وہ یہ ہے کہ اپنے نفسوں کے لیے اور اپنے مومن بھائیوں کے لیے تقیہ کا استعمال کرو۔ آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد ہر ایک گناہ کو مُعَاف کرے گا اور اس کا پورا بدلہ نہ لے گا مگر یہ دونوں امر ایسے ہیں کہ ان سے عذاب شدید میں مبتلا ہوتے بغیر کم ہی نجات پائیں گے مگر ہاں اس صورت میں جبکہ ان کے مظلمے نواصب اور کفار کے ذمے ہوں تو ان حقوق کے عوض میں ان دونوں امروں کی تقصیر کا عذاب انھیں نواصب و کفار پر ڈال دیا جائیگا جبکہ اُن کا کوئی مظلمہ تمہارے ذمے نہ ہو تم کو چاہیے کہ خدا سے ڈرو اور تقیہ کو ترک کر کے اور اپنے مومن بھائیوں کے حقوق میں تقصیر کر کے خدا کی دشمنی کا سامنا مت کرو۔

قوله عز وجل اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفَلَائِكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ يَمَّا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ

فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَيَّنَّا فِيهَا مِنْ كُلِّ آيَةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَّاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرَاتِ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ آيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ترجمہ : البتہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی آمد و رفت میں اور کشتیوں میں جو دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اور اللہ نے آسمان سے جو بارش کو نازل کیا ہے اور اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مُردہ ہونے کے بعد زندہ کیا ہے اور زمین میں ہر قسم کے چوپائے پھیلانے اس میں اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہراتے گئے ہیں سمجھاؤ اور عقلمند لوگوں کیلئے خدا کی شناخت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرت نے یہودیوں اور نصیبیوں کو انکارِ نبوتِ خلافت کے باب میں سرزنش کی تو سرکشان یہود و نواصب نے کہا کہ ایسا کون شخص ہے جو محمد علی کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ آيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ اور زمین کی پیدائش میں کہ ان کے نیچے کوئی ستون نہیں دیا جو انکو گرنے سے بچائے اور زمان کے اوپر کوئی بندش ایسی ہے جو انکو تم پر گرنے نہیں دیتی اور اے میرے بندو اور کینز و تم میرے قیدی ہو اور میرے قبضے میں ہو اور زمین تمہارے نیچے ہے اور تم اس میں سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے اور آسمان تمہارے اوپر ہے اگر تم جاؤ تو تم کو کہیں اس سے فرار اور خلاصی کی صورت نہیں ہے اگر میں چاہوں تو تم کو ان سے ہلاک کر دوں پھر آسمانوں میں سُورج ہے جو تمہارے دن کو روشن کرتا ہے تاکہ تم اپنی معاش کی تلاش میں دھرا دھر پھرو اور تمہارے لیے راتوں کو روشن چاند ہے تاکہ اندھیری رات میں تم کو نظر آئے اور کاروبار کی محنت جو تمہارے جسم کو تھکا دیتی ہے تازگی کو ان کے ترک کرنے کا باعث بنا کر تم کو آرام لینے پر مجبور کیا جائے وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور رات اور دن کی آمد و رفت میں جو ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں اور نیک بختی اور بد بختی اور عزت اور ذلت اور فراخی اور تنگی اور گرمی اور سردی اور فصلِ خریف اور زرع اور ارنانی اور قحط سالی اور خوف اور امن طرح طرح کے عجائبات ظاہر کرتے ہیں جنکو تمہارا پروردگار عالم میں حادث کرتا ہے وَالْفَلَائِكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ يَمَّا يَنْفَعُ النَّاسَ اور ان کشتیوں میں جو کہ دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اللہ نے وہ ایسی سواریاں بنائی ہیں کہ رات دن کبھی نہیں

قوله عز وجل وَاللَّهُمَّ اللَّهُ وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ترجمہ :

اور تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے اس رحمن و رحیم کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔
امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَاللَّهُمَّ اور تمھارا خدا جس نے
محمد اور علی کو فضیلت کے ساتھ مكرم کیا ہے اور انکی آل اطہار کو خلافت کیساتھ معزز فرمایا ہے اور
ان کے شیعوں کو نسیم و رحمان اور کرامت اور اپنی خوشنودی سے مشرف کیا ہے اَللّٰهُ وَاحِدًا يَك
خدا ہے کہ کوئی اس کا شریک اور نظیر اور ہمسر نہیں ہے اَللّٰهُ الْاَهْوٰ اُس کے سوا اور کوئی قابل
پرستش نہیں ہے اور وہ خالق اور باری اور مصور اور رازق اور باسط اور مغنی اور مُعِز اور مُذِل
ہے اور الرَّحْمٰنُ رَحْمٌ كَرِيْمًا اے کہ مومن اور کافر اور نیک اور بد سب کو رزق دیتا ہے اپنے فضل و
کرم اور رزق کو ان سے بند نہیں کرتا۔ اگرچہ وہ اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کر دیں۔
الرَّحِيْمُ اور اپنے مومن بندوں پر کہ وہ شیعہ آل محمد میں مہربان ہے کہ ان کو تقیہ کی گنجائش عطا
کی ہے کہ جب عاجز ہوں تو اپنے اس عقیدے کو پوشیدہ رکھیں۔

اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تقیہ کو تم پر حرام کرتا اور اطہار حق کے وقت جو
مُصِيبَتِيں تمھارے دشمنوں کے ہاتھ سے تم پر پڑتیں ان میں صبر و تحمل کرنی حکم تم کو دیتا مگر اے ہمارے
شیعو اور محبوا! ہماری محبت اور ہمارے دشمنوں کی عداوت کے فرض ہونے کے بعد خدا کا جو سب سے بڑا
فرض تم پر ہے وہ یہ ہے کہ اپنے نفسوں کے لیے اور اپنے مومن بھائیوں کے لیے تقیہ کا استعمال
کرو۔ آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد ہر ایک گناہ کو مُعَافِ كَرَمًا اور اس کا پورا بدلہ نہ لیا مگر یہ
دونوں امر ایسے ہیں کہ ان سے عذاب شدید میں مبتلا ہوتے بغیر کم ہی نجات پائیں گے مگر ہاں
اس صورت میں جبکہ ان کے مظلمے نواصب اور کفار کے ذمے ہوں تو ان حقوق کے عوض میں ان
دونوں امروں کی تقصیر کا عذاب انھیں نواصب و کفار پر ڈال دیا جائیگا جبکہ اُن کا کوئی مظلمہ
تمھارے ذمے نہ ہو تم کو چاہیے کہ خدا سے ڈرو اور تقیہ کو ترک کر کے اور اپنے مومن بھائیوں
کے حقوق میں تقصیر کر کے خدا کی دشمنی کا سامنا مت کرو۔

قوله عز وجل اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
وَالْفَلَکِ الَّتِيْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ مِمَّا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَيَّنَّا فِيْهَا مِمِّنْ كُلِّ آيَةٍ وَ تَصْرِیْفِ الرِّیَاحِ وَالسَّحَابِ
الْمُسَخَّرٰتِ بَیْنِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا یَاتِی الْقَوْمَ یَعْقِلُوْنَ ترجمہ : البتہ آسمانوں
اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی آمد و رفت میں اور کشتیوں میں جو دریا میں چلتی ہیں اور
لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اور اللہ نے آسمان سے جو بارش کو نازل کیا ہے اور اس کے ذریعہ زمین
کو اس کے مُردہ ہونے کے بعد زندہ کیا ہے اور زمین میں ہر قسم کے چوپائے پھیلانے اس میں
اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہراتے گئے ہیں سمجھاؤ
اور عقلمند لوگوں کیلئے خدا کی شناخت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرت نے یہودیوں اور نصیبیوں کو انکارِ نبوت
خلافت کے باب میں سرزنش کی تو سرکشان یہود و نواصب نے کہا کہ ایسا کون شخص ہے جو محمد علی کی ان کے
دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَ الْاَرْضِ اٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَبْصٰرِ اور زمین کی پیدائش میں کہ ان کے نیچے کوئی ستون نہیں دیا جو انکو گرنے سے
بچائے اور زمان کے اوپر کوئی بندش ایسی ہے جو انکو تم پر گرنے نہیں دیتی اور اے میرے بندو اور
کینز و تم میرے قیدی ہو اور میرے قبضے میں ہو اور زمین تمھارے نیچے ہے اور تم اس میں سے بھاگ کر
کہیں جا نہیں سکتے اور آسمان تمھارے اوپر ہے اگر تم جاؤ تو تم کو کہیں اس سے فرار اور خلاصی کی صورت
نہیں ہے اگر میں چاہوں تو تم کو ان سے ہلاک کر دوں پھر آسمانوں میں سُورج ہے جو تمھارے دن کو روشن
کرتا ہے تاکہ تم اپنی معاش کی تلاش میں دھرا دھر پھرو اور تمھارے لیے راتوں کو روشن چاند ہے تاکہ
اندھیری رات میں تم کو نظر آئے اور کاروبار کی محنت جو تمھارے جسم کو تھکا دیتی ہے تارکی کو ان کے
ترک کرنے کا باعث بنا کر تم کو آرام لینے پر مجبور کیا جائے وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ اور
رات اور دن کی آمد و رفت میں جو ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں اور نیک بختی اور بد بختی اور
عزت اور ذلت اور فراخی اور تنگی اور گرمی اور سردی اور فصلِ خریف اور زیم اور ارنانی
اور قحط سالی اور خوف اور امن طرح طرح کے عجائبات ظاہر کرتے ہیں جنکو تمھارا پروردگار عالم میں
حادث کرتا ہے وَالْفَلَکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ مِمَّا یَنْفَعُ النَّاسَ اور ان کشتیوں میں جو کہ
دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اللہ نے وہ ایسی سواریاں بنائی ہیں کہ رات دن کبھی نہیں

پھر جاننا ملے تو ہم ان سے اسی طرح بیزار ہوں جس طرح (آج) یہ ہم سے بیزار ہوئے اسی طرح خدا ان کو ان کے اعمال کو ان پر باعثِ حسرت و افسوس کر کے دکھلائے گا۔ اور وہ کبھی آتشِ دوزخ سے نہ بچیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب مومن ایمان لائے اور عقول نے محمد اور علی کی ولایت کو قبول کیا اور معاندوں نے ان دونوں سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا *وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا*۔ اے محمد بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا اس کے اور شریک قائم کرتے ہیں اور ان کو اللہ کی نظیر قرار دیتے ہیں *يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ* ان بتوں کو جن کو وہ خدا کا شریک اور ہمسر سمجھتے ہیں اس طرح دوست رکھتے ہیں جس طرح وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں *وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ* اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وہ ان مشرکوں کے ان شریکوں کو جن کو انھوں نے خدا کا ہمسر قرار دیا ہے۔ دوست رکھنے کی نسبت اللہ کو زیادہ تر دوست رکھتے ہیں کیونکہ مومنین پروردگاری اور قدرتِ خاص خدائے واحد ہی کے لیے مخصوص سمجھتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے پس ان کی محبتِ خدا کے لیے خالص ہے۔ بعد ازاں خدا فرماتا ہے کہ *اے محمد و ابویوسف الذین ظلموا اذ یرون العذاب اگر وہ لوگ جنھوں نے بتوں کو اللہ کا شریک ٹھہرا کر اور کافروں اور فاجروں کو محمد اور علی کا ہمسر قرار دے کر اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے دیکھیں جبکہ ان کے کفر و عناد کی وجہ سے ان پر عذاب وارد ہوگا اور اس عذاب کو دیکھ کر وہ معلوم کریں گے کہ *اِنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا* سب قسم کی قوت اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور کفار کو کسی قسم کی قوت نہیں ہے کہ وہ اس کے ذریعہ اس کے عذاب محفوظ رہیں *وَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ* اور جانیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کیسے شریکوں کو قرار دیتے ہیں سخت عذاب دیگا۔ بعد ازاں خدا فرماتا ہے کہ *اِذْ تَبَرَّءَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوا* اگر وہ کفار جو خدا کیساتھ شریک قرار دیتے ہیں دیکھیں جبکہ سرور اور مقبول لوگ اپنی رعایا اور تابعدار لوگوں سے بیزار ہوئے *وَرَاۗءَ الْعَذَابِ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ* اور ان کے باہمی تعلقات اور رابطے جن سے وہ باہم ملتے جلتے ہیں قطع ہو جائیں گے اور ان کے جیسے اور فریبے جاتے رہیں گے اور عذابِ خدا سے نجات پانے پر کسی طرح قادر نہ ہوں گے *وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوا الْوَاۗءِ اَلَا لَنَا**

کُوۡتًا اور وہ لوگ جو ان کے تابع تھے متنا کر بیٹھے اور کہیں گے کہ کاش ہم کو دنیا میں دین بھیجا جاتا *فَلْتَبَرَّءَ مِنْهُمْ کَمَا تَبَرَّءُوۡا مِنْهُمْ* وہاں جا کر ان سے اسی طرح بیزار ہوئے جس طرح یہ لوگ ہم سے یہاں بیزار ہوئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے *كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ* حسراتِ علیہم اسی طرح جیسا کہ وہ باہم ایک دوسرے سے بیزار ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ان پر ان کے حسرتوں کا باعث ظاہر کرے گا اور اس کا باعث یہ ہے کہ انھوں نے دنیا میں غیر خدا کے لیے عمل کئے تھے اور وہ اور لوگوں کے اعمال کو دیکھیں گے جو خدا کیلئے کئے گئے تھے کہ اللہ نے ان کو ان عملوں کا بہت بڑا ثواب عطا فرمایا ہے اور ہمارے اعمال چونکہ غیر خدا کیلئے کئے گئے تھے۔ یا وہ حکمِ خدا کے موافق نہ کئے گئے تھے۔ اس لیے ہم کو ان کا کچھ بھی ثواب نہیں ملا اس طرح ان کی حسرت زیادہ ہوگی۔ مگر حسرت سے کیا حاصل (اب خدا فرماتا ہے *وَمَا هُمْ بِمُخَارِجِیْنَ مِنَ النَّارِ* اور وہ آتشِ جہنم سے نہ بچیں گے کیونکہ ان کا عذاب دائمی اور پدید ہوگا اور ان کے گناہ کفر کے حکم میں ہونگے اور ان کو کسی نبی اور وصی اور ان کے کسی برگزیدہ شیعہ کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

امام زین العابدین نے فرمایا ہے کہ جناب رسالتاً نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مرد یا عورت ہماری ولایت کو ترک کر دے اور ہمارے طریق کی مخالفت اختیار کرے اور ہمارے ناموں اور ہمارے اہمیت کے نیک اور برگزیدہ شخصوں (جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین دنیا کے قائم کرنے کیلئے منتخب کیا ہے) کے ناموں سے ہمارے غیر کو نامزد کرے اور ہمارے القاب ہمارے غیر کو لقب کرے اور اس کا یہ عمل دلی اعتقاد سے ہو تقیہ یا کسی دینی مصلحت کی تدبیر کرنیکی وجہ سے نہ ہو اسکو اور اس غیر شخص کو جسکو اس نے اللہ کے سوا اپنا دلی اختیار کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زندہ کر کے اٹھائے گا اور جو شیاطین اسکو گمراہ کیا کرتے تھے وہ بھی اس کے پاس جمع کیے جائیں گے پھر پروردگار عالم اس سے فرمائے گا اے میرے بندے آیا میرے ساتھ کوئی پروردگار ہے تو ان ہی کی عبادت کرتا تھا اور ان ہی کو طلب کرتا تھا آج ان ہی سے اپنے عملوں کا ثواب طلب کر تو ان کیساتھ ہی اپنے جرموں کی سزا پائیگا بعد ازاں حکم ہوگا کہ ان شیعوں کو لاؤ جو محمد اور علی کی ولایت رکھتے تھے خواہ وہ تقیہ کرتے تھے اور اپنے اعتقادات کو ظاہر نہ کرتے تھے خواہ تقیہ نہ کرتے تھے اور اپنے عقیدوں کو ظاہر کرتے تھے اس کے بعد فرشتوں کو ندا ہوگی کہ شیعیانِ محمد و علی کے حسنات کو دیکھو اور ان کو مضاعف کر دو تب ان کے حسنات چند در چند

زیادہ کر دیئے جائیں گے پھر ارشاد ہوگا کہ اے فرشتو شیعیان محمد و علی کے گناہوں کو دیکھو تب وہ
 دیکھیں گے پس بعض کے گناہ تو بہت تھوڑے ہونگے اور اسکی طاعتوں اور عبادتوں میں دیے ہوئے
 ہونگے پس یہ لوگ اپنے اولیا و اصفیاء کیساتھ سعادت پائیوالے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہوں گے
 کہ ان کے گناہ نہایت کثیر اور عظیم ہونگے۔ اس وقت خدا فرمائے گا کہ دوستان محمد و علی میں سے
 ان لوگوں کو لاؤ جن پر کسی قسم کا تقیہ واجب نہ تھا۔ تب وہ حاضر کئے جائیں گے اس وقت اللہ
 تعالیٰ حکم دے گا کہ میرے ان ناصبی بندوں کے حسنات کو دیکھو جنہوں نے محمد اور علی اور
 ان دونوں کے جانشینوں کو چھوڑ کر غیروں کو ان کا ہمسرہ بنایا تھا اور ان نیکوں کو ان مومنوں کے
 لیے مقرر کرو۔ کیونکہ جب یہ مومن ان ناصبیوں کے ہاتھوں میں جا پڑتے تھے تو یہ ملعون ان کو ہلاک
 کر دیتے تھے اور ان کی ایذا رسانی کا قصد کرتے تھے فرشتے ایسا ہی کریں گے اور ان ناصبیوں کی
 نیکیاں ہمارے ان شیعوں کو مل جائیں گی جن پر تقیہ واجب نہ تھا بعد ازاں پروردگار عالم فرشتوں
 سے فرمائے گا کہ اب ان شیعوں کے گناہوں کو دیکھو اگر ان نواصب کے ذمے ان کے اب بھی کچھ حقوق
 باقی رہ گئے ہیں اس سبب سے کہ وہ ان کی بدگوئیاں کیا کرتے تھے تو ان حقوق کے موافق ان
 شیعوں کے گناہ ناصبیوں کی گردلوں پر دھرو فرشتے ایسا ہی کریں گے پھر حکم ہوگا کہ ان
 شیعوں کو لاؤ جو دشمنوں کے خوف سے تقیہ کرتے تھے اور ان کی نیکیوں اور بدیوں اور ان
 نواصب کی نیکیوں اور بدیوں کے بارے میں وہی طریق عمل میں لاؤ جیسا کہ فرق اول کے باب
 میں کیا گیا ہے اس وقت وہ ناصبی عرض کریں گے کہ اے پروردگار یہ لوگ ہمارے جلسوں میں شریک ہوتے
 تھے اور ہماری باتوں کے قائل تھے اور ہمارے مذاہب کے معتقد تھے جواب ملیگا اے ناصبیو خدا
 کی قسم وہ ہرگز تمہارے مذاہب کے معتقد نہ تھے بلکہ محض رضائے خدا کیلئے دل سے تمہارے مخالف تھے اگرچہ
 وہ ظاہر میں از روئے تقیہ تم جیسی باتیں کیا کرتے تھے اور تمہاری طرح سے اعمال بجالاتے تھے اے
 گروہ کفار ہم نے ان کے ان اقوال و اعمال کے عوض اپنے فرما بردار اور نیک بندوں کے سے ثواب
 مہیا کئے ہیں کیونکہ یہ لوگ ہمارے حکم سے ایسا کرتے تھے الغرض جب وہ ناصبی اپنی نیکیاں ہمارے
 شیعوں کے میزان اعمال میں دیکھیں گے اور ان کے گناہوں کو اپنی پیٹھوں پر لدا ہوا پائیں گے
 تو ان کو نہایت حسرت اور اسوس لاحق ہوگا چنانچہ خدا نے فرمایا ہے كَذَلِكَ يَرِيهِنَّ اللّٰهُ

اعمالہم حسرات علیہم۔

قوله عز وجل يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلالًا حَلِيبًا وَلَا تَتَّبِعُوا
خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمُ عَدُوٌّ مُّبِينٌ اِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ
 وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ترجمہ : اے لوگو! جو چیزیں کہ زمین میں ہیں ان
 کو کھاؤ۔ درآنحالیکہ وہ تم پر حلال اور پاکیزہ ہوں اور شیطان کے قدموں (رفقار اور چال ڈھال)
 کی پیروی مت کرو۔ کیونکہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے وہ تم کو یہی حکم دیتا ہے کہ گناہ اور بدکاریاں
 کرو۔ اور اللہ کے حق میں وہ باتیں کہو جو تم کو معلوم نہیں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ
 حَلالًا حَلِيبًا اے لوگو! زمین میں جو قسم قسم کے میوے اور طرح طرح کے کھانے موجود ہیں ان میں سے
 کھاؤ درآنحالیکہ وہ تمہارے لیے حلال اور پاکیزہ ہوں دروہ حلال اور طیب جب ہوں گے جبکہ
 تم اپنے پروردگار کی اطاعت کرو گے اس طرح پر کہ جس کو اس نے معظّم اور معزز کیا ہے اسکی تعظیم اور
 عزت کرو اور جس کو اس نے ذلیل اور حقیر کیا ہے اس کو ذلیل اور حقیر سمجھو وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ
 الشَّيْطَانِ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ایسا پیغمبر کیا ہے جو تمام پیغمبروں سے افضل ہے اور جس کو اس نے
 حکم دیا ہے کہ اس شخص کو اپنا وصی مقرر کر کے جو افضل جمع اوصیاء سے اس افضل پیغمبر کی مخالفت اور اس
 افضل اوصیاء کی معاندت میں جسکی طرف شیطان تم کو لیجاتا ہے اور اس کے ساتھ مکور و غلاتا ہے اسکے قدموں
 کی پیروی مت کرو اِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ کیونکہ شیطان تم کو صرف سؤ و مذہبی اور

محمد رسول اللہ خیر خلق اللہ کے باب میں باعتمادی اور محمد رسول اللہ کے بعد بہترین ولیا اللہ کی ولایت کے
 انکار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ اور یہ حکم دیتا ہے کہ جس شخص کا
 امامت میں خدا نے کوئی حصّہ مقرر نہیں کیا اور جس کو اپنا ذلیل تر دشمن اور سب سے بڑا اپنا کافر قرار
 دیا ہے اسکی امامت کے باب میں اللہ تعالیٰ کے حق میں وہ باتیں کہو جو تم کو معلوم نہیں ہیں۔
 امام زین العابدین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 مجھ کو مخلوقات پر فضیلت دی ہے اور تمام پیغمبروں پر مجھ کو شرف عنایت فرمایا ہے اور قرآن عظیم کے
 ساتھ مجھ کو خاص کیا ہے اور سید اوصیاء علی ابن ابیطالب کیساتھ مجھ کو عزت بخشی ہے اور شیعوں کے ساتھ تمام

انبیاء و اوصیاء کے شیعوں سے بہتر میں مجھ کو معظم اور مکرم فرمایا ہے اور مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ اے محمدؐ میں نے جو نعمتیں تجھ کو عطا کی ہیں ان کے عوض میں میرا ایسا شکر ادا کرو جو زیادتی نعمات کا باعث ہو اس وقت میں نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار وہ افضل چیز کیا ہے جس سے تیرا شکر بجا لاؤں فرمایا اے محمدؐ میرا افضل شکر یہ ہے کہ اپنے بھائی علیؑ کے فضائل کو پھیلانا اور میرے اور بندوں کو رغبت دلا کر وہ اسکی اور اسکے شیعوں کی تعظیم و تکریم کریں اور ان کو حکم دے کہ وہ سب طرح کی محبتیں و رعایتیں صرف میری رضا کے لیے کریں اور ابلیس اور سرکش نافرمانوں سے جو میری مخالفت کی طرف لوگوں کو دعوت کرتے ہیں۔ جنگ برپا کریں اور محمدؐ اور علیؑ کے دشمنوں سے دشمنی کرنے کو ان سے بچنے کیلئے اپنی سپہنمائیں و ابلیس اور اسکے لشکروں کے مقابلے میں سب عمدہ ہتھیار اس بات کو بنائیں کہ محمدؐ کو تمام پیغمبروں سے افضل جانیں اور علیؑ کو اسکی تمام امت سے اشرف سمجھیں اور یہ اعتقاد رکھیں کہ وہ فخر انبیا ایسا راست گو ہے کہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور ایسا ادا انار صاحب حکمت ہے کہ کبھی جہالت اور نادانی نہیں کرتا اور ایسا ہوشیار اور صائب الرائے ہے کہ کبھی غافل نہیں ہوتا اور وہ ایسا شخص ہے کہ اسکی محبت کے سبب مومنوں کے میزان ہائے اعمال گرا نبار ہو جائیں گے اور اسکی مخالفت تو اصب کے اعمال کے ترازوں کو ہلکا کرنے کی جب وہ اس طرح کریں گے تو ابلیس اور اس کے سرکش لشکروں کو بہت بڑی شکست ہوگی اور وہ نہایت ہی ضعیف ہو جائیں گے۔

قوله عز وجل واذا قاتلتموهما اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما آلفينا عليا باءنا اولادك انما يعقلون شيئا ولا يهلكون ہر جہ اور جب ان سے کہا جائے کہ اس چیز کی پیروی کرو جس کو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں (کہ نہیں) بلکہ ہم تو اسی طریق کی پیروی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اب خدا ان کا جواب دیتا ہے (کیا اگر انکے باپ (دین میں) کچھ نہ سمجھتے ہوں اور ہدایت یافتہ نہ ہوں تو بھی یہ انکی پیروی کریں گے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا حال بیان کرتا ہے جو شیطان کے قدموں (رفتار) کی پیروی کرتے ہیں اور فرماتا ہے **وَإِذَا قَاتِلْتُمُوهُمْ اتَّبَعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ** کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنی کتاب میں محمدؐ کے وصف و علیؑ کی تعریف اور اسکے فضائل و مناقب نازل کئے ہیں اس کی پیروی کرو۔ اور رسولؐ کی طرف آؤ تاکہ وہ جو کچھ حکم تم کو دے اس کو قبول کرو۔

قالوا بل نتبع ما آلفينا عليا باءنا تا تب وہ جواب دیتے ہیں کہ بلکہ ہم تو اسی طریق کی پیروی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور وہی ہم کو کافی ہے پس انھوں نے رسولؐ کی مخالفت اور علیؑ ولی اللہ کی دشمنی ظاہر طور پر کرنے میں اپنے باپ دادا کے طریق کی پیروی اختیار کی ہے اب حق تعالیٰ فرماتا ہے **أُولَٰئِكَ كَانُوا لِيَٰسِرًا مِّمَّا لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ** اگر ان کے باپ دادا کسی بات کو نہ سمجھتے ہوں اور راہ صواب کی طرف ذرا بھی ہدایت یافتہ نہ ہوں تو کیا پھر بھی یہ ان کی پیروی کریں گے۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اے بندگانِ خدا! محمدؐ خدا سے میرے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کی متابعت کرو اور ان لوگوں کے مشابہت ہو جنھوں نے اپنے جاہل اور کافر باپ دادا کی پیروی کر کے اللہ کے سوا اور پروردگار مقرر کئے ہیں کہ جو کوئی دین میں ایسے شخص کا پیرو ہوتا ہے جو دین حق سے بالکل بے خبر ہے وہ عذابِ خدا میں گرفتار ہوتا ہے اور ابلیس لعین کا قیدی بنتا ہے اور آگاہ ہو کہ خدا نے بزرگ بڑے میرے بھائی علیؑ کو میری محبت طاہرہ کی اعلیٰ زینت بنایا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی اسکو اور اس کے دوستوں کو دوست رکھے اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کرے میں اسکو اپنی جنت کی اعلیٰ زینت بناؤں گا اور اپنا بزرگ تر دوست اور مخلص قرار دوں گا۔ بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ہم اہلبیت کی محبت پر قائم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے واسطے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا۔ اور سب کو اس کے لیے مباح کر دے گا کہ جس دروازے سے اس کا جی چاہے داخل ہو اور جنت کے تمام دروازے اس کو پکاریں گے اے خدا کے دوست! خدا کے دوست کی تو مجھ سے داخل نہ ہوگا اور ہم سب میں سے مجھ کو خصوصیت نہ بخشے گا۔

قوله عز وجل ومثل الذين كفروا كمثل الذي ينعق بما لا يسمع الا دعاءه **ویندأ حسد بكم عني** فلہم لا یعقلون ترجمہ: اور جو لوگ کہ کافر ہوتے ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایسی آواز سے بولتا ہے جو صرف ایک پکارا اور آواز سنائی دیتی ہے اور جو کچھ سمجھ میں نہیں آتی وہ بہرے گونکے اور اندھے ہیں پس وہ کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ **مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا** جو لوگ کہ کافر ہوتے ان کی مثال بتوں کی پرستش کرنے اور محمدؐ و علیؑ کے سوا شکر قرار دینے میں کہ **مَثَلُ الَّذِي يَنْعِقُ**

بِمَا لَا يَسْتَحِقُّ إِلَّا دَعَاءَهُ وَرَبْدَاءَهُ اس شخص کی کسی ہے جو ایسی آواز سے بولتا ہے جو محض ایک پکار اور آواز سنائی دیتی ہے اور اس کا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا جو کوئی فریادیں اس کی فریاد کو پہنچے اور جس سے وہ مدد طلب کرے وہ اس کی امداد کرے صُمُّ بِكُمْ وَعُمِّي وہ ہدایت کے باب میں بہرے اور گونگے اور اندھے ہیں کیونکہ وہ اللہ کے سوا بتوں کی جن کو انھوں نے خدا کا شریک بنا ہے عبادت کرتے ہیں اور دوستان خدا کے مخالفوں کی متابعت کرتے ہیں جن کو انھوں نے خدا کے پسندیدہ خلفاء کے ناموں سے نامزد کیا ہے اور بہترین ائمہ (جن کو خدا نے اپنے دین کے قائم کرنے کے لیے نصب کیا ہے) کے القاب سے ملقب کیا ہے فَلَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ پس وہ امر خدا کو نہیں سمجھتے ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت بت پرستوں اور نواصب اہلبیت محمد اور ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جو اس سے باغی اور سرکش ہیں عنقریب فرشتے ان کو جہنم میں لے جائیں گے۔

پھر رسول خدا نے فرمایا کہ ہم شیطان جیم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کیونکہ جو کوئی اس ملعون سے خدا کی پناہ مانگتا ہے۔ خدا اس کو پناہ دیتا ہے نیز ہم اسکے ہزات اور نفحات اور نفحات سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ کیا تم جانتے ہو وہ کونسی چیزیں ہیں جنہوں سے ہم اہلبیت کا بغض ہے جو وہ ہمارے دلوں میں ڈال دیتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم کیونکر تم سے بغض رکھیں گے جبکہ ہم نے خدا کے نزدیک تمہارے مراتب کو پہچان لیا فرمایا اس طرح سے کہ ہمارے دوستوں سے بغض رکھو۔ اور ہمارے دشمنوں سے دوستی کرو۔ پس تم کو چاہیے کہ ہمارے دشمنوں کی محبت اور دوستوں کی عداوت سے اللہ کی پناہ مانگو تب تم ہمارے بغض اور ہماری عداوت سے بچے رہو گے کیونکہ جو کوئی ہمارے دشمنوں کو دوست رکھے وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اس سے بیزار ہیں اور خدا کے بزرگ و برتر بھی اس سے بیزار ہے (نفحات و نفحات کے معنی آیت ذیل کے ضمن میں درج ہیں۔) (مترجم عفی عنہ)

قوله عز وجل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كَلِمَاتٍ مَا زَنَقْنَكُمْ وَأَشْكُرُوا لِلَّهِ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْ آيَاتِهِ تَعْبُدُونَ ۚ إِنَّهَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ أُمَّيَّتَهُ وَذَمَّ الْخَيْزِيرَ

وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ صَفَاتٍ أَضْطَرَّ غَيْرُ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا أئِمَّةَ عَلَيْهٍ طَائِبَاتِ اللَّهِ غَفُورًا رَّحِيمًا ترجمہ : اے ایمان والو! کہ جو چیزیں کہ ہم نے تم کو دی ہیں ان میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ اور خدا کا شکر کرو۔ اگر تم خاص اس کی عبادت کرتے ہو اس نے صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ چیز جس پر غیر خدا کا نام پکارا جائے تم پر حرام کی ہے پس جو شخص کہ مضطر ہو اور زیادتی کرنے والا اور حد سے گزرنے والا ہو تو اس کو ان حرام چیزوں کے کھانے میں کچھ گناہ نہیں ہے کیونکہ خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو جو اللہ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ کی نبوت اور علی ولی اللہ کی امامت پر ایمان لائے ہو كَلِمَاتٍ طَيِّبَاتٍ مَا زَنَقْنَكُمْ وَأَشْكُرُوا لِلَّهِ ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ اور ہماری عطا کردہ نعمتوں پر ہمارا شکر ادا کرو منجملہ ان نعمتوں کے جو ہم نے تم کو دی ہیں ایک یہ ہے کہ تم کو محمد اور علی کی ولایت پر قائم کیا تاکہ تم کو اس کی بدولت شیاطین کی شرارتوں سے محفوظ رکھے جو اپنے پروردگار عزوجل کے انفران میں اس لیے کہ جب تم اپنے نفسوں پر ولایت محمد و علی کو تازہ کرتے ہو تو خدا کی لعنتیں ان سرکش شیطانوں پر از سر نو پڑتی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے نفحات اور نفحات سے تم کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے جب حضرت اس مقام پر پہنچے تو کسی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ نفحات شیطان کی پناہ میں بیان فرمائیے فرمایا نفخہ وہ چیز ہے جسکو شیاطین غصہ کے وقت انسان میں چھونک دیتے ہیں جو اسکے دین و دنیا کی بربادی اور تباہی کا باعث بنتی ہے اور کبھی عدم غضب کے وقت بھی ایسا عمل کرتے ہیں جس سے وہی نتائج پیدا ہوتے ہیں پھر فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ سخت تر نفخہ شیطان کی پناہ ہے؟ وہ چیز ہے جسکو کسی آدمی میں چھونک کر اس کو دہم میں ڈال دیتے ہیں کہ اس اُمت کا ایک آدمی ہم اہلبیت سے افضل ہے یا ہمارا ہمسر اور ہم رتبہ ہے۔ خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہے کہ اُمت کا کوئی آدمی ہم سے افضل یا ہمارا ہم رتبہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اول تو محمد کو اور اسکے بعد آل محمد کو اس ساری اُمت پر فوقیت دی ہے جیسے آسمان کو زمین پر فوقیت بخشی ہے اور جسے سورج اور چاند کی روشنی کو شہاستارہ کی روشنی پر فوق دیا ہے اور نفحات شیطان میں یہ بات داخل ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں

منفحات و نفحات

سمجھ لیتا ہے کہ قرآن کے بعد ہم اہلبیت کے ذکر کرنے اور ہم پر درود و سلام بھیجنے کی نسبت زیادہ تر اس کو شفا دینے والی کوئی اور چیز بھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم اہلبیت کے ذکر کو سینوں کے لیے باعث شفا اور ہم پر درود بھیجنے کو گناہوں اور قصوروں کا مٹانے والا اور عیبوں سے پاک کرنے والا اور نیکیوں کا بڑھانے والا بنایا ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے **إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ** اگر تم خاص اسی خدا کی عبادت کرتے ہو تو تم کو جس کی اطاعت کرنے کا اُسے حکم دیا ہے اس کی اطاعت بجا لا کر اس کا شکر ادا کرو اور جسکی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے وہ محمد اور علی اور ان کے خلفائے طاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں

پھر خدا فرماتا ہے **إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْدَ الْخَيْزُورِ وَمَا أَهْلُ بَيْتِ اللَّهِ** خدا نے تم پر صرف مردہ جو کہ حکم خدا کے موافق ذبح کیے بغیر خود سی مر گیا ہو اور خون اور سُور کا گوشت اور جو چیز کہ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کی گئی ہو ان سب کا کھانا حرام کیا ہے اور **مَا أَهْلُ بَيْتِ اللَّهِ** میں وہ ذبايح داخل ہیں جنکو کفار اپنے بتوں کے نام پر جن کو وہ خدا کا شریک کہتے ہیں اور اللہ کے سوا ان کو اختیار کرتے ہیں قربانی کرنے میں **فَمَنْ اضْطُرَّ خَيْرَ بَإِخٍ وَلَا عَادٍ فَلَا آثَمَ عَلَيْهِ** مگر جو کوئی ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے کھانے پر مضطر اور مجبور ہو اور وہ ضرورت کے وقت امام ہدایت کنندہ سے باعنی نہ ہو اور جو شخص کہ پیغمبر نہ ہو اس کی پیغمبری کے باب میں اور جو امام نہ ہو اس کی امامت کے بارے میں جھوٹی بات کہہ کر حد سے تجاوز نہ کر گیا ہو تو اس کو ان حرام چیزوں کے کھانے میں کچھ گناہ نہیں ہے **إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ** بے شک اللہ اے مومنو تمہارے عیبوں کا چھپا نیوالا اور تمہارے حال پر رحم کر نیوالا ہے کہ جن چیزوں کا کھانا فرغیالی کے وقت حرام کیا ہے ضرورت کے وقت ان کو تمہارے لیے حلال کر دیا ہے۔

اور امام زین العابدین نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے **أَمَّا مَنْ تَمَّ حَرَامٌ** حرام سے پرہیز کرو اور یہ سمجھ لو کہ شیعیان آل محمد میں سے اپنے کسی دینی بھائی کی غیبت کرنی حرام نہیں مردہ کھانے سے بھی پرہیز کرے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے **وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُمُ بَعْضًا أَيُّهَا** **أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ** یعنی تم ایک دوسرے کی غیبت مت کرو **وَأَيُّكُمْ** میں سے کوئی شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اور اگر مردہ بھائی کا

گوشت تمہارے سامنے پیش کیا جائے تو تم کراہت کرو گے اور ہرگز نہ کھاؤ گے اور خون کی حرمت (حرام ہونا) شیعیان محمد و آل محمد میں سے کسی مومن کی بادشاہ جابر کے پاس چغلی کھانے کی حرمت سے بہت ہی کم ہے کیونکہ اس حالت میں اس چغلی خور نے اپنے نفس کو بھی اور اپنے برادر دینی اور اس بادشاہ کو بھی ہلاک کیا۔

اور سُور کے گوشت کی حرمت خدا کے ذلیل و خوار کے لئے شخص کو معزز و معظم سمجھنے اور جن لوگوں کو خدا نے فاسقوں کے نام سے نامزد کیا ہے ان کو ہمارے ناموں سے نامزد کرنے اور جنکو خدا نے فاجر و لقب سے لقب کیا ہے ان کو ہمارے القاب سے لقب کرنیکی حرمت سے بہت ہی خفیف ہے۔ **سُورٌ** اور **مَا أَهْلُ بَيْتِ اللَّهِ** یعنی غیر خدا نام لے کر ذبح کی گئی چیز کی حرمت تمہارے واسطے اس فعل کی حرمت سے بہت ہی کم ہے کہ عدم تقیہ کی صورت میں ہمارے دشمنوں کے ناموں کو جو ہمارے حقوق کے غصب کرنے والے ہیں خطیہ نکاح یا خطیہ نماز جمعہ میں داخل کرو۔

پھر خدا فرماتا ہے **فَمَنْ اضْطُرَّ خَيْرَ بَإِخٍ وَلَا عَادٍ فَلَا آثَمَ عَلَيْهِ** کہ جو کوئی ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے کھانے پر مجبور ہو بشرطیکہ وہ باعنی اور حد سے گزرنے والا نہ ہو تو اس کے کھانے میں کوئی گناہ اسکے ذمے نہیں ہے جس شخص کو حالت تقیہ ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے تناول کرنیکی طرف مضطر کرے اور تقیہ کے زائل ہونے کی حالت میں طاعت الہی کا معتقد ہو تو کچھ گناہ اُس کے ذمے نہیں ہے اسی طرح اگر کسی کو مجبوراً اپنے کسی دینی بھائی کی بدگوئی کرنی پڑے تاکہ اس عمل سے اپنے نفس یا اپنے اس دینی بھائی پر سے کفار و نواصب کے ہاتھ سے مائے جانے کی بلا کو دفع کرے اور اگر کوئی شخص مومن بھائیوں کی یا بہت سے مسلمانوں کی انکے ہلاک کرنے کی نیت سے چغلی کھائے اور وہ لوگ اُس سے انتقام لینا چاہیں اور اسکی چغلی کھائیں اور وہ عیب بیان کریں جو فی الواقع اس میں موجود ہوں اور جو کوئی کسی ایسے شخص کو بزرگ اور قابل تعظیم سمجھے جو حکم خدا میں ذلیل و خوار ہے یا کسی ایسے شخص کی حقارت کا خیال دلائے جو دین خدا میں معظم اور مرقم ہے یا اس غرض کہ وہ شخص اور خود اپنا نفس دشمنوں کے سر سے محفوظ رہے اور جو کوئی دشمن دین کو اپنے نفس کے خون سے بزرگ ناموں سے نامزد کرے اور جو کوئی از روئے تقیہ کے مخالفان دین کے احکام کو قبول کرے ان تمام صورتوں میں اس شخص پر کسی قسم کا گناہ عائد نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے واسطے تقیہ کو وسیع کیا ہے

افضل یعنی علی ابن ابی طالب کی ولایت سے الگ ہو سکی وچہرے ان کے گناہوں اور جرموں کے عوض ان کے لیے لازم کیا گیا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو حق کیساتھ نازل کیا اور اس میں ان لوگوں کو جو اہل حق کی مخالفت کریں اور صادق لوگوں سے علیحدگی اختیار کریں اور فاسقوں کے مطیع ہوں عذاب کا وعدہ دیا ہے اور جو کچھ وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور ان کو پہنچے گا اور اس میں ذرا بھی خطا نہ ہوگی۔ **وَاتَّ الَّذِينَ اختلفوا فی الکتاب اور جن لوگوں نے کہ کتاب خدا میں اختلاف کیا وہ اس پر ایمان نہیں لائے اور بعض نے کہا کہ یہ جاؤ وہے اور بعض نے اس کو شعر بتلایا اور بعضوں نے کہا کہ یہ تو کمانت یعنی فال گوئی ہے لہذا لفظی شقاق بعید وہ کتاب خدا میں اختلاف کرنے والے لوگ حق کے بڑے مخالف ہیں کہ جس شق میں حق ہے وہ اس کی مخالفت شق میں ہیں۔**

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ حال ہے اس شخص کا جو ہمارے فضائل کو پسند کرے اور ہمارے حقوق کا منکر ہو اور ہمارے ناموں کو اپنے نام مقرر کرے اور ہمارے القاب سے ملقب ہو اور ہم پر ظلم کرنے والوں کی ہمارے حقوق کے غضب کرنے میں امداد کرے اور ہمارے دشمنوں کو ہم پر برا بھلا کہنے کرے اور تقیہ اس کو ان امور پر مجبور نہ کرتا ہو اور اپنی جان اور مال کے خوف سے ایسا کرنا اس کے لیے ضروری نہ ہوتے ہمارے شیعوں خدا سے ڈرو کہ جب تقیہ پر واجب نہ ہو تو ہم ہماری خواہش کے موافق عمل نہ کرو اور جب تقیہ کو منع کرے تو ہم سے علیحدگی اختیار نہ کرو (یعنی تقیہ کی صورت میں ہم سے علیحدگی اختیار کرو اور عدم تقیہ کے وقت ہمارا ساتھ دو اور علیحدہ مت ہو) اور اب میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جو تم کو امرنا جاننے سے مانع ہوگا اور اس سے تم کو نصیحت حاصل ہوگی۔

ایک روز دو شخص جو جناب امیر المومنین علیہ السلام کے صحابہ میں تھے حضرت کین خدمت میں حاضر ہوئے کہ ان میں سے ایک کا تو سانپ پر پاؤں پڑ گیا تھا اور اس ٹوڈی نے اسکو کاٹ کھایا تھا اور دوسرے کو راستے میں کسی دیوار پر سے پھٹو کر کاٹ گیا تھا اور وہ دونوں گر پڑے اور اس صدمے سے انکی کیفیت تھی کہ گویا قتل کر کے زمین پر ڈال دیئے ہیں اور ذبح کئے گئے ہیں لوگوں نے حضرت کو ان کے احوال سے مطلع کیا فرمایا ان کو جانے دو کیونکہ ابھی ان کا وقت نہیں آیا اور انکی محنت پوری نہیں ہوئی لوگ ان کو اٹھا کر گھر لے گئے اور وہ دو مہینے تک بیمار رہے اور سخت تکلیف اٹھائی اور بہت درد دکھ جھیلے اس کے بعد جناب امیر نے ان کو بلوایا لوگ اٹھا کر حضرت کین خدمت میں لائے اور سب یہی کہتے تھے کہ یہ

دونوں مرنے کے قریب ہیں اور اٹھانیوالوں کے ہاتھوں میں ہی مرجائیں گے امیر المومنین علیہ السلام نے ان سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے انھوں نے عرض کی یا امیر المومنین ہم نہایت درد اور سخت عذاب میں گرفتار ہیں فرمایا تم دونوں خدا سے اپنے گناہ کی بخشش طلب کرو جس کے سبب تمہاری یہ حالت ہوئی ہے اور ایسی خطا سے اللہ کی پناہ مانگو جس سے تمہارے ثواب باطل ہو جائیں اور عذاب اور وبال بڑھ جائے۔ انھوں نے عرض کی یا امیر المومنین آپ یہ کیا فرماتے ہیں فرمایا تم میں سے ہر ایک کو یہ حادثہ اپنے کسی گناہ کے سبب پہنچا ہے پھر ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے فلاں تجھ کو یاد ہوگا کہ فلاں روز فلاں شخص نے سلمان فارسی کی عیبت جینی کی اور ہماری دوستی کے سبب اس پر طعن کیا۔ حالانکہ تجھ کو اپنی جان یا اہل و عیال یا اولاد یا مال کے بارے میں کسی قسم کا خوف اس ملعون کی تردید سے مانع نہ تھا مگر حیا کے سبب خاموش رہا اس لیے یہ صدمہ تجھ کو پہنچا مگر میں چاہتا ہوں کہ اللہ تیری اس تکلیف کو دفع کرے اس لیے اب تو اپنے دل میں عہد کر کہ اس کے بعد پھر کبھی کسی محبت اہلیت کی حقارت کو گوارا نہ کروں گا جبکہ اسکی غیبت میں اسکی نصرت پر قادر ہو گا تو ضرور نصرت کروں گا بشرطیکہ اپنی جان یا اہل و عیال اور اولاد اور مال کے بارے میں کسی قسم کا خوف نہ ہو۔

پھر دوسرے سے فرمایا تجھے معلوم ہے کہ تجھ کو یہ صدمہ کس لیے پہنچا؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا کیا تجھ کو یاد نہیں ہے کہ ایک دن تو فلاں ناصبی کے ہاں موجود تھا اور میرا خادم قبضہ ہاں گیا اور تو میری تعظیم کے سبب اسکی تعظیم کو کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر وہ ناصبی بولا تو میرے سامنے اس شخص کی تعظیم کرتا ہے اس وقت تو نے جواب دیا کہ میں کیونکر اسکی تعظیم کیلئے کھڑا نہ ہوں۔ جبکہ فرشتے راہ میں اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پو پھاتے ہیں اور یہ ان پر پاؤں رکھ کر چلتا ہے جب تو نے یہ بات کہی تو اس ناصبی نے کھڑے ہو کر قبضہ کو مارا اور نہایت ایذا دی اور اس کو اور مجھ کو نہایت خوف دلانے والی باتیں کہیں اور اسکے غضبناک ہونے سے میرے دل پر سخت صدمہ پہنچا۔ اس لیے تجھ پر پھوگرا اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تجھ کو اس مرض سے شفا عنایت کرے تو عہد کر لے کہ کبھی ہمارے دشمنوں کے روبرو ہمارے ساتھ یا ہمارے کسی دوست کیساتھ ایسا برتاؤ نہ کریگا کہ جس سے تجھ کو ہم پر یا ہمارے دوستوں پر ہمارے مخالفوں کی طرف سے کسی قسم کے ضرر پہنچنے کا خوف ہو دیکھو جناب رسول خدا حالانکہ تجھ کو سب افضل جانتے تھے مگر جب میں انکی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو کبھی میری تعظیم کے لیے

کھڑے نہ ہوتے تھے جیسا کہ بعض اشخاص کے یہی عین کو ان فضائل کا کرداروں حصہ بھی حاصل تھا جو آنحضرت میرے لیے ثابت کرتے تھے کھڑے ہو جاتے تھے کیونکہ حضرت کو معلوم تھا کہ یہ بات بعض دشمنانِ خدا کو اس امر پر ابلیختہ کرتی ہے جو آنحضرت میرے مومنین کے لیے غم و ملال کا باعث ہوتا ہے اور جن لوگوں کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونے میں اپنے لیے اور ان کیلئے کسی قسم کی خرابی کا اندیشہ نہ ہونا تھا جیسا کہ میری تعظیم کرنے میں ہوا کرتا تھا ان کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

قوله عز وجل لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولَدُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَئِنْ آتَيْنَا مِنْ آيَاتِنَا اللَّهُ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوَالْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنِينَ يَحُكِّمُهُمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالضَّالِّينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحَيْثُ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ترجمہ: نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق اور مغرب کی طرف اپنے منہ پھيرو لیکن نیکی یہ ہے کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں اور کتاب خدا اور تمام پیغمبروں پر ایمان لائیں اور باوجود مال کی محبت کے اپنا مال قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور ذوالقربی اور سالوں کو دیں اور یتیموں اور غلاموں کے آزاد کرانے میں صرف کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جب عہد کریں تو اس کو پورا کریں اور مصیبتوں اور تنگیوں میں اور سختی کے وقت میں صبر کریں یہ لوگ صادق ہیں اور یہی لوگ متقی اور پرہیزگار ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جب جناب سالتاب نے علی کو سب پر فضیلت دی اور عدائے عز و جل کے نزدیک اسکی جلالت کا حال بیان کیا اور اس کے شیعوں اور اسکی دعوت میں اسکی نصرت کو خواہی فضیلتیں ظاہر ہوئیں اور یہود و نصاریٰ کو ان کے کافر ہونے اور انکی کتابوں میں جو محمد و علی کے فضائل اور محاسن کا ذکر ہے اسکے چھپانے پر زجر و توبیخ کی تو یہود و نصاریٰ فخر کرنے لگے اور یہودیوں نے فخر یہ بیان کیا کہ ہم نے اس قدر بیشمار نمازیں اپنے قبلی کی طرف پڑھی ہیں اور بعض لوگ ہم میں لیے ہیں جو ادھر کو منہ کر کے شب بھر نمازیں پڑھتے ہیں اور وہ قبلہ موسیٰ ہے جسکی طرف منہ کرنا اس نے ہم کو حکم دیا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم نے اپنے قبلی کی

طرف بیشمار نمازیں پڑھی ہیں اور ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اسکی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے ہیں رات گزار دیتے ہیں اور وہ عیسیٰ کا قبلہ ہے جس کے لیے اس نے ہم کو حکم دیا ہے بعد ازاں مومنین فریقوں نے کہا کہ اے محمد کیا تیری رائے میں ہمارا پروردگار ہمارے ان اتنے عملوں اور اپنے قبلہ کی طرف ہماری اس قدر ادا کی ہوئی نمازوں کو باطل کر دینا اس سبب کہ ہم خود محمد اور اس کے بھائی کو جس کو وہ اپنی رائے کے موافق حکم خدا کہتا ہے متابعت نہیں کرتے اس وقت حق تعالیٰ نے آیت نزل کی کہ اے محمد ان سے کہو کہ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولَدُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ یعنی طاعتِ خدا جو تم کو جنت میں پہنچائے اور جس کے باعث تم و بخشش اور غوثی خدا کے مستحق ٹھہرو یہ نہیں ہے کہ تم نمازوں میں اے نصاریٰ مشرق کی طرف اور اے یہودیوں مغرب کی طرف منہ کرو۔ حالانکہ تم امر الہی کے مخالف ہو اور وہی خدا پر غضبناک ہو لیکن الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ بَلَدَ وَهُوَ طَاعَتٌ (جسکی تعریف اوپر بیان ہوئی) یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لائیں یعنی اس بات پر کہ وہ واحد و احد اور ذوالقربی اور صدقہ دینے والے ہیں اور جس کو چاہتا ہے عظمت عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کرامت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل و خوار کرتا ہے کوئی اس کے امر کو رد کر نیوالا اور اسکے حکم کو موڑنے والا نہیں ہے وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور اس روز قیامت پر ایمان لائیں جس کے قیام کرنے والوں میں سب افضل سردار نبیاء محمد ہیں اور ان کے بعد سب افضل انکے بھائی اور صفی تیا و صبیاء علی ابن ابی طالب ہیں اور اس روز قیامت پر ایمان لائیں کہ اس میں جب کوئی شیعہ محمد و علی حاضر ہوگا اس کے انوار اس میدان میں روشن ہوں گے اور اسی روشنی میں وہ خود اور اس کے بھائی اور اسکی بیویاں اور اسکی اولاد اور اسکے ساتھ نیکی کرنے والے اور دنیا میں اسکی تکلیفوں و سختیوں کو دفع کرنے والے جنت میں جا داخل ہونگے اور اس روز قیامت پر لائیں کہ جس میں جب کوئی دشمن محمد وارد ہوگا تو وہاں کے اندھیرے اس کو گہرے ہونگے اور وہ خود اور وہ لوگ جو اعتقاد اور دین اور مذہب میں اس کے شریک تھے اور دیگر متفرق لوگ جو دنیا میں عدم تفریق کی حالت میں ان سے ملحق تھے۔ انہی تارکیوں میں گھرے ہوئے جہنم میں دردناک عذاب میں جا پہنچیں گے اور اس روز قیامت پر ایمان لائیں جس میں جنت محمد اور علی کے دوستوں اور ان کے شیعوں کو ندا کرے گی کہ ہماری طرف آؤ۔ اور محمد اور علی کے دشمنوں اور ان کے مخالفوں کو کہے گی ہم سے دور ہو۔ ہم سے دور ہو۔

اور جنت و دوستاں و شیعیان محمد علی سے کہے گی کہ ہم سے پہلے ہٹو، ہم سے پہلے ہٹو۔ اور محمد اور علی اور ان کے شیعوں کے دشمنوں و مخالفوں کو پکارے گی۔ ہماری طرف آؤ، ہماری طرف آؤ۔ جس سے کہ بہشتیں آواز دیں گی یا محمد یا علی اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ دونوں حضرات کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اور جس کو تم ہمارے اندر داخل کرو اسکے داخل کرنے کی اجازت دی ہے پس آپ اپنے شیعوں سے ہم کو بھردو۔ ان کو مبارک اور گوارا ہو۔ اور سب کو پکارے گی یا محمد یا علی اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ دونوں حضرات کی اطاعت کرنے اور جس کے جلانے کا آپ ہم کو حکم کریں اسکے جلانے کا حکم دیا ہے پس آپ دونوں حضرات اپنے دشمنوں سے ہم کو پکارتیں وَالْمَلَائِكَةُ اور فرشتوں پر ایمان لائیں کہ وہ محضوم اور یگانہ بند ہیں اور کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو دیا گیا ہے اسی کو کرتے رہتے ہیں اور انکے سب سے بڑا عمل ان مراتب میں جن میں وہ تشریف لے کر عرش تک مرتب کئے گئے ہیں یہ ہے کہ محمد و آل محمد پر درود بھیجیں اور ان کے پرہیزگار اور متقی شیعوں کے لیے خدا کی رحمت اور اسکی خوشنودی طلب کریں اور انکے ظاہری دشمنوں و منافقوں کی پیروی اور متابعت کرنا بولوں پر لعنت کریں وَالْكِتَابِ اور اس کتاب کے ایمان لائیں جس کو خدا نے نازل کیا ہے اور اس میں محمد تبارک و تعالیٰ اور علی تبارک و تعالیٰ کا ذکر ہے اور ان کے وہ خصائص اس میں بیان کئے ہیں جن سے اہل عالم میں سے کسی کو مخصوص نہیں کیا اور ان دونوں کی متابعت اور اطاعت کرنا اے مومنوں کی فضیلت اور ان کے مخالفین و منافقین کے بغض کا ذکر اس میں درج ہے وَالنَّبِيِّنَ اور تمام پیغمبروں پر ایمان لائیں کہ وہ تمام مخلوق خدا سے افضل ہیں اور ان سب نے محمد تبارک و تعالیٰ اور علی تبارک و تعالیٰ کی فضیلت اور ان کے شیعوں کے تمام پیغمبروں پر ایمان لایا اور ان سے افضل ہونے پر ہمتی کی ہے اور وہ سب محمد اور علی کی فضیلت کے مقرر تھے اور انکے خصائص کو تسلیم کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے محمد کو وہ فضل و شرف عطا فرمایا ہے کہ جس نبی کے نفس نے اسکی طرف رغبت کی اللہ تعالیٰ نے اسکو منع کیا اور اسکو باز رکھا اور اسے حکم دیا کہ محمد اور علی اور ان دونوں کی آل اطہار کے فضائل کو تسلیم کرے اور اللہ تعالیٰ نے محمد کو سورۃ فاتحہ کے ساتھ تمام پیغمبروں پر فضیلت دی ہے اور اس سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں فرمایا مگر ہاں سلیمان ابن داؤد کو اس میں سے فقط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عنایت کی گئی جس کو اس نے اپنی تمام سلطنت سے جو خدا کی طرف سے اسکو عطا ہوئی تھی اشراف اور اعلیٰ سمجھا اور عرض کی اے میرے پروردگار یہ کلمات کس قدر بزرگ تر ہیں۔

کہ میں ان کو اپنی تمام سلطنت سے جو تو نے مجھ کو عطا کی ہے بہتر سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سلیمان یہ کلمات کیونکر ایسے بزرگ اور شریف نہ ہوں جبکہ انکی شرافت اس وجہ کو پہنچی ہے کہ جب کوئی بندہ یا کنیز ان کلمات سے مجھ کو موسوم کرتا ہے تو میں اس کے لیے اس شخص کی نسبت ہزار گنے ثواب دیتا کرتا ہوں جو تیری سلطنت سے ہزار گنی بادشاہی کو میری راہ میں تصدق کرے اے سلیمان یہ کلمات سورۃ فاتحہ کا جس کو میں مکمل طور پر محمد کو عطا کرول گا سا تو اس حصہ میں نبی سلیمان نے عرض کی اے پروردگار آیا مجھ کو اجازت ہے کہ میں اس کی تکمیل کی درخواست کر دوں۔ فرمایا اے سلیمان جو کچھ میں نے تجھ کو عطا کیا ہے اسی پر قناعت کر کیونکہ تو محمد کے شرف و منزلت کو ہرگز نہیں پہنچے گا خبردار محمد کے درجہ اور اسکی فضیلت اور جلال کی کبھی درخواست نہ کرنا ورنہ میں تجھ کو تیری سلطنت سے نکال دوں گا جس طرح آدم کو حنت سے نکال دیا تھا کیونکہ اس نے درخت کی خواہش کر کے محمد کے درجہ کی آرزو کی تھی جسکی خبر محمد اور سب بڑا سنا علی اور باقی سب نے علی حسب مراتب آل محمد اور اسکی شاخیں درجہ بدرجہ اسکے شیعوں اور اسکی امت کے لوگ ہیں اس لیے کہ کسی کو محمد کے سے درجات اور مراتب حاصل نہیں ہیں جتنے ان نے یہ ارشاد باری تعالیٰ سنا تو عرض کی کہ یا اللہ مجھ کو اسی چیز پر جو تو نے مجھ کو مرحمت فرمائی ہے قناعت عطا کر اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی پر قانع کر دیا تب اس نے عرض کی میں نے قبول کیا اور رضامند ہوا اور قناعت کی اور مجھ کو معلوم ہو گیا کہ تیری درگاہ میں محمد کے سے مراتب اور درجات اور کسی شخص کو حاصل نہیں ہیں۔

وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ خَدِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ

اور اپنا مال باوجود محبت اور شدت ہاضہ ورت کے کہ ان کو اپنی زندگی کی آرزو ہے اور فقیری کا خوف ہے اس لیے کہ تندرست اور بخیل میں راہ خدا میں مستحق مومنوں کو جنکی تفصیل ذیل میں ہے اے اللہ میرے محتاج اور تنگ دست قریبی رشتہ داروں کو بطور ہدیہ اور نیکی کے دین کہ بطور تصدق کے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صدقہ سے ان کو بزرگ و بزرگوار کیا ہے اور اپنے قریبوں کو صدقہ اور نیکی جس طرح پرچا ہیں میں اور محتاج یتیموں کو دین بنی ہاشم کے یتیموں کو بطور نیکی کے دین اور صدقہ کر کے نہ دین اور دیگر یتیموں کو صدقہ اور صلہ رحمی کے طور پر دین اور مسکینوں کو اور مسافروں کو جو راستے میں ہوں اور زادراہ ان کے پاس نہ ہو عطا کریں اور ان ساتلوں کو دین جو لوگوں سے روزی طلب کریں اور صدقات کا سوال کریں اور ان غلاموں کی جو مکاتبہ کر چکے ہوں (یعنی اپنے آقا کو لکھ کر دے چکے ہوں) کہ اگر ہم اس قدر روپیہ دے دیں

تو ہم کو آزاد کیا جائے اعانت کریں تاکہ وہ اپنا مقدرہ پوپہ ادا کر کے آزاد ہو جائیں۔
 بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس مال نہ ہو جس سے وہ کسی کی بخواری اور ہمدردی
 کرے اس کو چاہیے کہ اللہ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ کی نبوت کا از سر نو اقرار کرے اور ہم طبیعت
 کے واجب حقوق کا مقرر ہو کر ہمارے فضائل کا اعلان کرے اور ہم کو تمام پیغمبروں کی آل پر اور محمد کو
 جملہ انبیاء پر فضیلت دے اور ہمارے دوستوں کی دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی کو ظاہر کرے اور
 ہمارے دشمنوں سے بیزار ہو خواہ وہ ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور دوست ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ
 ولایت الہی حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے دوستوں کو دوست اور اس کے دشمنوں کو دشمن نہ رکھے۔
 وَأَقَامَ الصَّلَاةَ اور نماز کو قائم کریں حضرت نے فرمایا کہ اس شخص کی نیکی (بڑی) نیکی شمار ہوتی
 ہے جو نماز کو باشرائط ادا کرے اور یہ جانے کہ نماز کی سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ اسکے شروع سے لے کر
 آخر تک سردار انبیا محمد کی فضیلت اور سردار اوصیاء افضل اتقیا علی ابن ابی طالب (جو نبی کی مختار
 کے بعد تمام نبیوں کے سردار اور تمام اہل خیر کے پیشوا اور تمام اہل بہشت سے افضل ہیں) کی ولایت کا اقرار
 و اعتراف رکھے وَآتَى الزَّكَاةَ اور زکوٰۃ واجب اپنے مومن بھائیوں کو دیں اور اگر کسی کے پاس
 مال نہ ہو جس کی وہ زکوٰۃ نکالے تو اپنے بدن اور عقل کی زکوٰۃ نکالے اور وہ یہ ہے کہ جب مقدور اور قدرت
 ہو تو محمد و آل محمد کی فضیلت کو ظاہر کرے اور جب بلائیں عام ہوں اور مصیبتیں نازل ہوں اور ہمارے
 دشمن غالب ہوں تو نقیہ کا استعمال کرے اور بندگان خدا سے اس طرح معاشرت کرے جس سے اس
 کے دین میں رختہ نہ پڑے اور اس کی آبرو میں فرق نہ آئے اور اسکے دین اور دنیا دونوں محفوظ رہیں ایسا
 شخص نقیہ کے استعمال کے سبب اپنے مولا کی عبادت میں اپنے نفس کو زیادہ کرتا ہے اور اپنی آبرو
 کو جس کا بچانا اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے محفوظ رکھتا ہے اور اپنے مالوں کی جگہ خدا نے اسکے نفس
 اور دین اور آبرو اور بدن کے قیام کا باعث بنا لیا ہے حفاظت کرتا ہے اور خدا کی لعنت ہرمان لوگوں پر
 جن پر خدا غضب ناک ہے جنہوں نے رسول خصال اور قابل عذاب عادات کو اختیار کر لیا ہے اس لیے کہ
 انہوں نے اہل حقوق سے ان کے حقوق کو الگ کیا اور ولایت علی کو ان لوگوں کے پیر کیا جو اس کے مستحق نہ تھے۔
 بعد ازاں فرمایا ہے وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعَثْنَهُمْ إِذَا عَاهَدُوا اور جب کسی سے عہد کریں تو
 اپنے عہد کو پورا کریں اور حضرت نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑا عہد جان سے لیا گیا ہے یہ کہ جس شخص کو اللہ نے

شرف اور فضیلت عطا کی ہے اس کے شرف اور فضیلت کو جان کو معلوم ہیں پوشیدہ نہ کریں اور بزرگ
 ناموں سے ان خطا کاروں اور حد سے گزرنے والوں اور گمراہوں کو نامزد نہ کریں جان پاک ناموں کے
 مستحق نہیں ہیں پس جن کی طرف کہ خدا نے اپنی دلیل اور نشانیاں دکھا کر رہبری کی تھی ان کے ناموں سے
 جن لوگوں نے ایسے خطا کاروں اور سرکشوں کو جو کسی طرح ان خاصان خدا کے ہمسر نہ تھے نامزد کیا،
 وہ راہ خدا سے گمراہ ہو گئے۔ اب خدا فرماتا ہے وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ
 لَظَنَانٍ میں صبر کریں اور ابلیس اور اس کے سرکش شیاطین سے بڑھ کر لڑو اللہ دشمن اور کوئی نہیں ہے
 اس کو اور ان کو محمد اور آل محمد پر درود بھیجنے سے لگا لیں اور اپنی طرف سے دفع کریں وَالضَّرَّاءِ
 اور فقری اور سختی میں صبر کریں اور کوئی محتاجی اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ مومن کو دشمنان آل محمد
 کے ہاتھ سے روزی مانگنے کی ضرورت پڑے۔ اس مصیبت پر صبر کرے اور جو کچھ کہ ان کے مال میں
 سے لیتا ہے اس کو غنیمت جانے اور اس کے عوض میں ان پر لعنت کرے اور جو کچھ کہ لیتا ہے اس
 سے ہادیان طیبین و طاہرین کی ولایت کا از سر نو ذکر کرنے میں مدد لے۔ وَحِينَ الْبَأْسِ اور
 شدت قتال و جدال کے وقت صبر کریں اس طرح سے کہ اللہ کا ذکر کریں اور محمد رسول اللہ اور علی ولی اللہ
 پر درود بھیجیں اور اپنے دل اور زبان سے دوستانہ خدا کو دوست رکھیں اور دشمنان خدا کو دشمن۔
 أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ سَبِيْلَهُمْ لِيُخْرِجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ اور یہ ہیں جو اللہ نے اپنے اقوال کی اپنے افعال سے تصدیق کر دی
 اور یہی لوگ وہ ہیں جو مستحق اور پرہیزگار ہیں کہ عذاب دوزخ اور شرور و نواصب و کفار سے ڈرتے
 اور بچتے ہیں جن سے بچنے کا ان کو حکم دیا گیا ہے۔
قوله عز وجل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ الْحَرْبِ بَاطِلٍ
وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأَنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتَّبِعْهُ بِالْمَعْرُوفِ
وَإِذَا عَزَا إِلَيْهِ بِالْحَسَنِ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ
عَذَابَ الْيَمِينِ وَكُلُّكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيوةٌ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ترجمہ
 اے ایمان والو! مقتولوں کے باب میں قصاص لینا تم پر واجب کیا گیا ہے۔ آزاد کے عوض میں آزاد سے
 اور غلام کے عوض میں غلام سے اور عورت کے عوض میں عورت سے قصاص لینا چاہیے اگر کسی (قالت) کو

اس کا دینی بھائی یعنی وارث مقتول (قصاص) معاف کرے تو اس سے خون طلب کرنے میں نیکی کی پوری
 کرنی چاہیے (یعنی زیادہ نہیں لینا چاہیے) اور اس قاتل کو بھی خونبہا کے ادا کرنے میں مقتول کے وارثوں
 سے نیکی کرنی چاہیے کہ اس میں کمی نہ کرے اور پورا ان کو پہنچانے یہ قصاص کو معاف کر کے خونبہا لینا تھا اسے
 پروردگار کی طرف سے تخفیف اور مہربانی ہے پس جو شخص کہ اس کے بعد حد سے تجاوز کرے (یعنی خونبہا
 لینے کے بعد قاتل کو قتل کرے یا قاتل اسکی ادائیگی کے بعد اور قاتل کرے) اس کے لیے عذاب دردناک نہیں کیا
 گیا ہے اور اے صاحبان عقل قصاص میں تمہارے واسطے زندگی ہے تاکہ تم (ماتمی قتل کرنے سے) پرہیز کرو اور پڑو
 امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ ائْتُوا بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ الْمَعْلُومُ لَكُمْ فِيهِ حُكْمٌ وَأُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكُونَةُ أَكْبَرُ حَقِّ الْقَتْلِ فَدَمُوا بِأَقْبَلِ
 تم پر قصاص بطور مساوات واجب کیا گیا ہے اور اس بات کو واجب کیا ہے کہ قاتل نے جس طرح سے
 مقتول کو قتل کیا ہے اس کیساتھ بھی وہی طریقہ تریاجا الْحَرْبُ بِالْحَرْبِ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأَنْثَىٰ بِالنَّثَىٰ آزاد کے
 عوض میں آزاد قتل کیا جائے اور غلام کے عوض میں غلام اور عورت کے عوض میں عورت جبکہ عورت کو
 عورت قتل کرے فَتَمَنَّ يَحْفَىٰ لَهُمْ مِنْ أَحْيَيْهِ شَيْءٌ پس جس کسی کو اس کا دینی بھائی کچھ معاف
 کرے یعنی قاتل کو اگر مقتول کا وارث قتل معاف کرے اور وہ دونوں اس مر پر راضی ہو جائیں کہ قاتل
 خونبہا ادا کرے اور اس کے عوض میں قتل اس کو معاف کر دیا جائے فَايْتَابِعْ بِالْمَعْرُوفِ تو وارث
 مقتول کو خونبہا کے مطالبہ میں نیکی کی پیروی کرنی چاہیے کہ قاتل پر زیادہ خونبہا کے ظلم نہ کرے اور
 اس کو تنگ نہ کرے (یہ وصیت وارث مقتول کے لیے ہے) وَأَذَاءُ إِلَيْهِ بِأِحْسَانٍ وَقَاتِلْ
 جس کو خونبہا کے عوض خون معاف کیا گیا ہے خونبہا نیکی کیساتھ اسکو یعنی وارث مقتول کو پہنچانے نہ تو
 اسکے خلاف کرے اور نہ اس کے ادا کرنے میں دیر کرے ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكَ وَرَحْمَةٌ مِّن رَّبِّكَ
 (ولی مقتول کا خونبہا کے عوض میں قاتل کو خون معاف کرنا) پروردگار کی طرف سے تخفیف اور رحمت
 ہے کہ اس نے اس امر کی اجازت دی ہے کہ مقتول کا وارث خونبہا لیکر قاتل کو خون معاف کرے
 کیونکہ اگر قتل یا معافی کے سوا اور کوئی صورت نہ ہوتی تو مقتول کے وارث کم ہی اس بات پر رضامند
 ہوتے کہ قاتل سے خون کا بدلہ لیں اور اس کو معاف کر دیں ورنہ یہی ایسا ہوا کرتا کہ قاتل قتل کے جانے
 سے محفوظ رہے فَهِنِ اعْتَذَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ پس جو کوئی کہ اس معاملہ کے بعد

حد سے تجاوز کرے۔ اس لیے عذاب دردناک نہیں کیا گیا ہے یعنی جو وارث مقتول کو خونبہا لیکر معافی سے
 درگزر کرے اور خونبہا لینے اور اس پر رضامند ہونیکے بعد پھر اس قاتل کو قتل کر ڈالے اس کے واسطے آخرت
 میں خدائے بزرگ و بڑتر کے پاس عذاب دردناک نہیں کیا گیا ہے اور دنیا میں اس شخص کے قتل کے عوض
 قتل کیا جائیگا جس کا قتل کرنا اس کے لیے حلال نہ تھا۔ وَكَفَّرْنَا فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةً اے اُمتِ
 محمدی قصاص میں تمہارے واسطے زندگی ہے کیونکہ جو کوئی کسی شخص کے قتل کا ارادہ کرتا ہے تو یہ
 سمجھ کر کہ مجھ سے اس کا قصاص لیا جائے گا (یعنی اس کے عوض میں مارا جاوے گا) اس کے قتل سے
 باز رہنا ہے۔ ایک تو وہ شخص زندہ رہا جس کو وہ قتل کرنا چاہتا تھا اور ایک وہ گنہگار جو اس کے
 قتل کا ارادہ کرتا تھا جیتا رہا اور ان دونوں کے سوا اور لوگوں کے لیے بھی باعث زندگی ہے کیونکہ جب
 ان کو معلوم ہوگا کہ قصاص واجب ہے تو وہ اس کے خوف سے کسی کے قتل کرنے کی جرأت نہ کریں گے۔
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَأْتِيَنَّكُمْ عَاقِبَةُ الْأَعْمَالِ إِنَّهُم مُّقْتَدِرُونَ تاکہ تم مباحث کرنے سے پرہیز کرو اور اس سے ڈرو۔
 امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے اے بندگان خدا یہ اس شخص کے قتل کا قصاص جس کو
 تم دنیا میں قتل کرتے ہو اور اسکی روح کو فنا کرتے ہو یا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو اس قتل سے مطلع کروں جو
 اس قتل سے عظیم تر ہے اور اللہ تعالیٰ جو قصاص اس کے قاتل پر واجب کرتا ہے وہ تمہارے اس قصاص
 سے بہت بھاری ہے اصحاب نے عرض کی اے فرزند رسول ضرور ارشاد فرمائیے فرمایا اس قتل سے
 بڑھ کر وہ قتل ہے کہ تو ایسا قتل کرے کہ پھر اس کا انجبار یعنی بستگی اور اصلاح نہ ہو سکے اور نہ وہ
 اس کے بعد کبھی زندہ ہو سکے۔ اصحاب نے عرض کی وہ کونسا قتل ہے حضرت نے فرمایا وہ یہ ہے کہ
 کوئی کسی شخص کو محمد کی نبوت اور علی ابن ابی طالب کی ولایت سے گمراہ کرے اور اسکو خدا کے مخالف
 طریق پر چلائے اور اس کو اس بات پر برا بگبختہ کر دے کہ دشمنان علی کے طریق کی پیروی کرے اور ان کی
 امامت کا قاتل ہو اور علی کے حق اور اسکی فضیلت کا منکر ہو اور اسکی تعظیم واجبی کے ادا کرنے کی پروا نہ
 کرے یہ ہے وہ قتل جو اس مقتول کو ہمیشہ آتش جہنم میں رکھے گا اور اسی طرح اس قتل کا عوض بھی
 یہی ہے کہ اس کا قاتل بھی مقتول کی طرح ہمیشہ آتش جہنم میں جلتا رہے گا۔
 ایک دن ایک شخص ایک اور شخص کو امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں لایا جسکو وہ اپنے
 باپ کا قاتل سمجھتا تھا۔ وہاں آکر اس شخص نے اقرار کر لیا کہ میں نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے حضرت نے قصاص کو

اس پر لازم کیا اور وارث مقتول سے ارشاد فرمایا کہ اس کو قصاص معاف کر دے تاکہ اللہ تعالیٰ تجھ کو
 ثواب عظیم عطا فرمائے مگر اس شخص نے منظور نہ کیا حضرت نے اس معنی نکلنے سے جو خون کا وارث اور
 قصاص لینے کا مستحق تھا فرمایا اسے شخص اگر تجھ کو یا ہے کہ اس قاتل کا تجھ پر کچھ حق ہے تو اس کا گناہ
 معاف کرے اور اسکی یہ خطا بخشدے اس نے عرض کی اے فرزند رسول خدا اس شخص کا مجھ پر حق تو ضرور ہے
 مگر وہ اس درجہ کا نہیں ہے کہ میں اسکے عوض میں اسکو اپنے باپ کا خون معاف کر دوں فرمایا تو پھر تو اور کیا چاہتا
 ہے اس نے عرض کی کہ خونہا لینا چاہتا ہوں اگر یہ چاہے کہ میں خونہا لیکر اسکے اس حق کے سبب اس سے
 صلح کروں تو میں صلح کروں گا اور اسکی خطا معاف کر دوں گا حضرت نے فرمایا تجھ پر اس کا حق کیا ہے
 اس نے جواب دیا اے فرزند رسول اس نے مجھ کو اللہ کی وحدانیت اور رسول خدا کی نبوت اور علی ابن
 ابی طالب کی امامت تلقین کی ہے فرمایا کیا یہ امر تیرے باپ کے قتل کے برابر نہیں ہے ہاں خدا کی قسم
 یہ تو اول دنیا سے لے کر آخر دنیا تک جملہ اہل عالم کے خونوں کا عوض ہو سکتا ہے سو پیشوا یا ان دین کے
 اگر وہ قتل کئے جائیں کیونکہ ان کے خونوں کی کوئی چیز برابری نہیں کر سکتی اسے شخص کیا تو اس سے خونہا
 لینے پر قناعت کرتا ہے اس نے عرض کی کہ ہاں تب حضرت نے اس قاتل سے فرمایا کہ آیا تو اپنی اس
 تعلیم کا جو تو نے اس شخص کو دی ہے ثواب مجھ کو دیتا ہے تاکہ میں اسکے عوض تیری طرف سے خونہا ادا
 کروں اور تو قتل کئے جانے سے نجات پائے اس نے عرض کی اے فرزند رسول مجھے تو اسکی ضرورت ہے
 یہ آپ اس سے مستغنی ہیں کیونکہ میرے گناہ بہت بڑے ہیں و میں نے جو اس مقتول کا گناہ کیا ہے اس کا
 حاملہ بھی میرے اور اس مقتول کے درمیان ہے نہ کہ میرے اور اس وارث مقتول کے درمیان حضرت نے
 فرمایا تو کیا تجھ کو اپنا قتل ہونا اس تلقین کے ثواب کے برابر کرنے کی نسبت زیادہ پسند ہے اس نے
 عرض کی کہ اے فرزند رسول ہاں ایسا ہی ہے تب حضرت نے وارث مقتول سے فرمایا اے بندہ خدا
 میں نے جو گناہ تیرا کیا ہے اس میں اور اس نے جو تجھ پر احسان کیا ہے اس میں باہم مقابلہ کر اس نے تیرے
 باپ کو قتل کر کے اسکو لذت دنیوی سے اور تجھ کو اس سے دنیاوی فائدہ حاصل کرنے سے محروم کر دیا۔
 جو تو اس حادثہ میں صبر کر گیا اور خدا کی رضا پر راضی ہو گا تو جنت میں اپنے باپ کا رفیق ہو گا اور
 اس شخص نے تجھ کو ایمان سکھایا ہے اور اس کے ذریعہ سے تیرے لیے جنت خدا کے ملنے کا جو دار الہی ہے با
 ہے اور خدا کے ابدی عذاب سے تجھ کو نجات دی ہے پس اس نے جو احسان تجھ پر کیا ہے وہ اس خطا سے

جو اس نے تیرے حق میں کی ہے چند و چند زیادہ ہے اب یا تو تو اس کے احسان کے عوض میں اسکی خطا
 کو معاف کر دے اور اگر تو معاف کر دے گا تو میں تم دونوں کو فضائل رسول خدا کی ایک حدیث سنناؤ
 جو تمہارے واسطے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور یا اسکی خطا کے معاف کرنے سے انکار کر دے اس صورت میں
 میں خود خونہا ادا کروں گا اور تمہاری صلح کر دوں گا پھر میں وہ حدیث صرف اسی شخص کو سنناؤ سنا اور اس حدیث
 میں اس حدیث کے نہ سننے سے جو نقصان تجھ کو ہو گا وہ اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اگر تو اس سے
 عبرت حاصل کرتا تو تیرے واسطے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا حضرت کا یہ ارشاد سن کر اس جوان نے عرض
 کی کہ اے فرزند رسول خدا میں نے خونہا اور کوئی اور شے لیے بغیر شخص جو شہود ہی خداوند متعال اور
 حضرت کی سفارش سے اسکی خطا معاف کی اب جناب اس حدیث کو بیان فرمائیں۔
 اس وقت جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رسول خدا تمام آدمیوں کی طرف
 سے بشارت فرمائی اور خدا کے حکم سے اس کی طرف دعوت کرنے والے اور ہدایت کیلئے روشن چراغ مقرر
 ہوئے تو ادھر ادھر سے لوگ آنے شروع ہوئے اور بحث کرنا ہوا لوگ بہت کثرت ہوئی پس جو شخص
 طالب حق اور منصف ہوتا تھا وہ رسول خدا کی ان نشانیوں کو جو آنحضرت اسکو دکھاتے تھے اور ان
 معجزوں کو جو آپ اس کے سامنے ظاہر کرتے تھے قبول کر کے حضرت کے نزدیک خلق خدا سے محبوب
 اور زیادہ معتز ہو جاتا تھا اور جو کوئی معاند (دشمن حق) ہوتا تھا وہ جس بات کو جانتا تھا اس کا انکار
 کرتا تھا اور جس بات کو وہ سمجھتا تھا اس میں آنحضرت سے فضول جھگڑا کرتا تھا اور ایک لعنت پرورد
 لعنت کا سزا وار بنتا تھا کیونکہ اس نے اپنے عناد کو ظاہر کیا اور باوجود عالم ہونیکے جاہل بن کر آیا تھا۔
 القصد ایک دفعہ چند گروہ جمع ہو کر حضرت سے مناظرہ کرنے آئے ان میں بعض تو شخص معاند اور
 مکاری تھے اور بعض منصف مزاج اور حق کی طرف رجوع کر نوالے اور صاحبان فہم و ہوش تھے ان میں
 سات یہودی پانچ نصرانی چار ستارہ پرست، دس مجوس دس تنوئی دس براہمہ دس واسرہ اور معطلہ
 اور دس عرب کے مشرک تھے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے سب کے سب ایک منزل
 میں جمع ہو گئے اسی منزل میں کچھ نیکو کار مسلمان بھی آئے تھے کہ ان میں عمار ابن یاسر جناب
 ابن اریق بن مقداد ابن اسود اور بلالؓ موجود تھے الغرض تمام کفار جمع ہو کر رسول خدا کی نسبت باتیں
 کرنے لگے اور حضرت کے معجزات و آیات کا ذکر شروع کیا تب ان میں سے کسی نے کہا

کہ اس منزل میں ہمارے ساتھ اسکے کچھ اصحاب بھی فرودش میں آسکے مشاہدہ کرنے سے پہلے ان چل کر اس کے کچھ حالات دریافت کریں شاید ہم کو ان کے ذریعہ اس کے صدق اور کذب کے کچھ حالات معلوم ہو جائیں آخر کار انھوں نے ان کے پاس جا کر آداب سلام و پیام کے بجالانے کے بعد کہا کہ کیا تم محمد کے اصحاب ہو وہ بولے کہ ہاں ہم محمد کے اصحاب ہیں جو سردار اولین و آخرین ہیں اور قیامت کے دن افضل شفاعت سے مخصوص ہے اور ایسا شخص ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے تمام پیغمبر کو زندہ کرے اور وہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوں تو سب کے سب انکے علوم سے مستغنی اور ان کے علم و حکمت سے بہرہ ور ہوں اللہ تعالیٰ نے ان کو خاتم الانبیاء کیا ہے اور بزرگیوں اور خوبیوں کا آپ پر خاتمہ کر دیا ہے پھر ان کافروں نے پوچھا کہ محمد نے تم کو کیا حکم دیا ہے وہ بولے کہ حضرت نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم خدائے واحد کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور صلہ رحمی کریں یعنی قریبیوں سے احسان و مروت سے پیش آئیں اور خلق خدا سے انصاف کریں اور بندگان خدا سے ایسا سلوک نہ کریں جس کو ہم انکی طرف سے اپنے واسطے پسند نہ کریں اور یہ اعتقاد رکھیں اور اس امر کا اقرار کریں کہ محمد سردار اولین و آخرین ہے اور ان کا بھائی علی سردار اوصیاء ہے اور اسکی ذریت طاہرہ جو امامت سے مخصوص ہیں وہی تمام مکلفین کے امام ہیں اور سب مکلفین پر اللہ تعالیٰ نے ان حضرات علیہم السلام کی اطاعت اور محبت اور متابعت کو واجب اور لازم کیا ہے یہ سن کر وہ کفار کہنے لگے کہ یہ امور ایسے ہیں کہ ظاہری جتنوں اور روشن دلیلوں اور واضح امور کے بغیر سمجھ میں نہیں آتے اور کسی شخص کو مناسب نہیں ہے کہ کوئی نشانی دکھائے اور کوئی دلیل دیتے بغیر ان امور کو دوسرے شخص پر لازم کر دے کیا تم نے اس سے ایسی نشانیاں اور معجزے دیکھے ہیں کہ انھوں نے تم کو عاجز کر کے ان امور کا ماننا تم پر لازم کر دیا صحابہ نے جواب دیا کہ ہاں ہم نے ایسے معجزات اور علامات دیکھے ہیں جن سے ہم کو کسی طرح جائے گریز باقی نہیں رہی اور منکر کیلئے عذاب خدا سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے تب ہم نے معلوم کر لیا کہ وہ اللہ کی رسالتوں سے مخصوص اور خدا کی نشانیوں سے مودد (تائید کیا گیا) اور اللہ کے ان علوم سے جن سے خدا نے اسکو خاص کیا ہے مشرف اور معزز ہے انھوں نے پوچھا وہ نشانیاں کیا ہیں تو ہم نے دیکھی ہیں تب عمار بن یاسر نے کہا کہ میں نے جو نشانی دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ میں ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر

ہوا اور اس وقت مجھ کو آپ کی نبوت میں شک تھا اور عرض کی کہ میں آپکی تصدیق کیونکر کروں جبکہ شک میرے دل پر غالب ہو رہا ہے آیا کوئی دلیل ہے جو مجھ کو راہ حق کی طرف رہبری کرے۔ فرمایا ہاں ہے میں نے عرض کی وہ کیا ہے فرمایا اپنے گھر واپس جا اور پتھروں اور درختوں سے میری بابت سوال کرو میری رسالت کی تصدیق کریں گے اور تیرے سامنے میری نبوت کی شہاد دیاں گے یہ سن کر میں واپس چلا۔ راستے میں جس پتھر کے پاس سے گزرا اور جس درخت کو دیکھا اس سے یہی کہا کہ اے پتھر اور اے درخت محمد اپنی نبوت کے لیے تیری شہادت طلب کرتا ہے اور اپنی رسالت کے واسطے تیری تصدیق چاہتا ہے اب تو کیا شہادت دیتا ہے اس وقت ہر ایک پتھر اور درخت یہی کہتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ہمارے پروردگار کا رسول ہے۔ حصہ دوم یہاں پر ختم ہوا۔ افسوس صد افسوس خدائے کریم و رحیم اپنے فضل و کرم سے باقی حصوں کا مطالعہ ہم کو نصیب کرے خصوصاً اس حدیث کا تتمہ دستیاب ہو جو عجیب و غریب معجزات پر مشتمل ہے آمین تم آمین۔

حصہ سوم تفسیر

امام حسن عسکری علیہ السلام

یہ حصہ آیہ لیس علیکم و محتاج ان تبتغوا فضلا من ربکم کی تفسیر کے آخری حصہ سے دستیاب ہوا۔ شروع حصہ نہیں ملا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قوله عز وجل لیس علیکم و محتاج ان تبتغوا فضلا من ربکم ترجمہ اس بات میں تم پر کچھ گناہ نہیں ہے کہ تم اپنے پروردگار کا فضل طلب کرو (اس آیت کی تفسیر کا شروع حصہ دستیاب نہیں) حضرت نے فرمایا کہ ایک مومن جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اس سے فرمایا کہ اے شخص تو اپنے دل کو اپنے ان بی بھائیوں کیلئے کیسا پاپا ہے جو محمد اور علی کی محبت اور انکے دشمنوں کی دشمنی میں تیرے موافق ہیں اس نے عرض کی کہ میں ان کو اپنے نفس کے برابر سمجھتا ہوں جس چیز سے ان کو

رنج ہوتا ہے اس سے مجھ کو بھی رنج ہوتا ہے اور جس بات سے انکو خوشی حاصل ہوتی ہے اس سے میں
 بھی خوش ہوتا ہوں اور جو چیز ان کو غمگین کرتی ہے اس سے میں بھی غمگین ہوتا ہوں حضرت نے فرمایا
 اگر یہ بات ہے تب تو خدا کا دوست ہے دنیاوی تنگیوں اور بلاؤں کی کچھ پروا نہ کر کہ حق تعالیٰ اس عمل
 کے سبب جو تو نے بیان کیا تجھ کو اس قدر نعمت عطا کرے گا کہ میں تمام خلق خدا میں کسی کو نہیں دیکھتا جو
 تیرے برابر فائدہ اٹھائے سوائے اس شخص کے جس کی حالت تیری مانند ہو۔ اے شخص جس اعتقاد پر تو قائم
 ہے وہ بیشک تیرے لیے اموال اور اولاد اور عیال کے عوض ہے تو اس پر خوشنود اور مسرور رہ۔
 کیونکہ تو اس حال نیک میں جو کہ تیرا ہے سب تو نگر و اور مالداروں سے زیادہ غنی ہے پس تو محمد
 اور علیؑ اور ان کی آل اطہار پر درود بھیجنے سے اپنے اوقات کو زندہ رکھو وہ شخص حضرت کا یہ رشتہ
 سن کر نہایت خوش ہوا اور ہر وقت درود کا ورد کرنے لگا۔ ایک دن ابن ابی ہرثمہ اور ابوالشور
 اس سے ملے۔ اول نے کہا کہ اے شخص محمدؐ نے تجھ کو بھوک اور پیاس کا توشہ عطا کیا ہے اور ابوالشور
 نے کہا کہ بے بندہ خدا محمدؐ نے جھوٹی آرزوؤں کا توشہ تجھ کو دیا ہے خواہ تو کتنا ہی ان کلمات کا ورد
 کیا کرے۔ مگر اس سے تجھ کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ دوسرے روز وہ شخص بازار میں گیا اور وہ دونوں
 بھی وہاں موجود تھے جب انھوں نے اس مومن کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے او چیلے اس شخص سے جو محمدؐ
 کے فریب میں گیا ہے مسخرین کریں عرض اس کے پاس گئے اور ابوالشور نے اس سے کہا اے بند خدا
 آج اس بازار میں لوگوں نے سوداگریاں کی ہیں اور نفع کماتے ہیں تو بتا تو نے کیا تجارت کی ہے اس نے
 جواب دیا میں تو سیر کرنے اور دیکھنے آیا ہوں میرے پاس کچھ موجود نہ تھا جو میں کچھ خرید و فروخت کرتا
 ہاں محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار پر درود بھیجتا ہوں یہ سن کر ابوالشور نے اس سے کہا تو نے
 نامرادی کا نفع کیا ہے اور مجرمی اور بے نصیبی کا سرمایہ حاصل کیا ہے اور تیرے واسطے گھڑین بھوک
 کا دسترخوان تجھ سے پہلے پہنچ گیا ہے کہ اس پر آرزوؤں کے طعام اور نامرادی کے انواع و اقسام کے
 کھانے اور سالن موجود ہیں جن کو وہ فرشتے لے کر آتے ہیں جو محمدؐ کے اصحاب پر نامرادی۔ بھوک۔
 پیاس۔ برہنگی اور ذلت لے کر نازل ہوتے ہیں اس شخص نے جواب دیا ہرگز ایسا نہیں ہے قسم خدا کی محمدؐ خدا
 کا رسول ہے اور جو کوئی اس پر ایمان لائے وہ اہل حق اور سعادت مند ہے اور جو لوگ اس پر ایمان لائے
 میں حق تعالیٰ ان کو بہت جلد جس چیز سے چاہے گا معزز اور مکرّم فرمائے گا خواہ وہ اپنے فضل و کرم سے

فراخی عطا کرے اور خواہ اپنے عدل و احسان سے تنگی میں مبتلا کرے تاکہ معلوم ہو کہ اس کے نزدیک سب
 لوگوں سے افضل اور اس کے احکام کو سب بڑھ کر تسلیم کرنا والا کون ہے یہی ذکر تھا کہ اتنے میں ایک
 شخص وہاں سے گزرا جس کے ہاتھ میں ایک مچھلی تھی جو بڑھ کر گئی تھی ابوالشور نے طنزاً اس مچھلی والے
 سے کہا کہ اس مچھلی کو ہمارے اس رفیق کے ہاتھ جو اصحاب رسولؐ ہے بیچ ڈال مومن کہا کہ میرے
 پاس دام موجود نہیں مچھلی والے نے اذرتے طنز کے اس مومن سے کہا کہ اس مچھلی کو خرید لے کہ اس کی
 قیمت رسول خداؐ دیدینگے۔ کیا تو رسول خداؐ پر اتنا بھی اعتماد نہیں کرتا اور اتنی سی چیز کی بھی اس کی طرف
 جرات نہیں کرتا اس مومن نے کہا کہ ہاں یہ مچھلی میرے ہاتھ فروخت کر دے مچھلی والے نے کہا کہ میں دو
 دانگ میں تیرے ہاتھ میں فروخت کی۔ مگر اس شرط پر کہ اس کی قیمت رسول خداؐ سے ملے اس مومن نے
 مچھلی لے لی اور مچھلی والے کو لیکر حضرت کی خدمت میں آیا حضرت نے اسامہ سے فرمایا کہ اسکو ایک درہم
 دیدے وہ شخص درہم لے کر نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مجھ کو مچھلی کی کسی گنا قیمت رسولؐ ہو گئی پھر اس
 مومن نے مچھلی کو ان کے روبرو چیرا اور اس کے پیٹ میں سے دو نفیس جواہر نکلے جن کی قیمت دو لاکھ
 درہم تھی یہ بات ابوالشور اور ابن ابی ہرثمہ کو نہایت شاق گزری اور مچھلی والے سے جا کر کہا کہ کیا تو
 نے وہ دو جواہرات نہیں دیکھے تو نے تو مچھلی ہی فروخت کی ہے نہ کہ اس کے پیٹ کی اندر کی چیزیں اب
 جا کر وہ جواہرات اس سے لے لے اس نے اسے اگر خریدار سے وہ جواہرات لے لیے اور ایک کو دائیں ہاتھ میں رکھ دیا
 اور دوسرے کو بائیں ہاتھ میں اِنَّہ تعالیٰ نے ان کو چھوڑنے کی صورت میں بدل دیا اور انھوں نے مچھلی والے
 کو کاٹ کھایا۔ اس نے آہ کی اور چیخ مار کر انکو ہاتھ سے پھینک دیا اور بولا کہ محمدؐ کا جادو کیسا عجیب ہے
 بعد ازاں پھر جو اس مومن نے مچھلی کے پیٹ کی طرف نگاہ کی تو اسکو دو جواہر اور نظر آئے ان کو اٹھا کر مچھلی والے
 سے کہا لے میاں یہ بھی تیرے ہی ہیں وہ ان کے لینے کو آگے بڑھا۔ ناگاہ وہ دونوں جواہر دوسا پنوں کی صورت
 میں تبدیل ہو کر اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کو کاٹ لیا تب وہ جینے چلانے اور آہ و زاری کرنے لگا۔
 اور اس مومن سے کہا ان کو میرے پاس سے لیجا مومن نے جواب دیا کہ یہ تو تیرے گمان میں تیرا ہی مال میں
 اور تو ہی ان کا زیادہ تر مستحق ہے مچھلی والے نے کہا خدا کے واسطے ان کو کپڑے میں نے بھی گودے
 اس مرد مومن نے ان دونوں کو اسکے پاس سے اٹھالیا اور اس کو ان کے ہاتھ سے نجات دی ناگاہ وہ دونوں
 مومن کے ہاتھ میں آکر جواہر بن گئے پھر دونوں چھوڑنے کو اٹھایا وہ بھی ہاتھ میں آئے ہی جواہر ہو گئے۔

یہ واقعہ دیکھ کر ابوالمشرور نے ابوالدواہی سے کہا تو نے محمد کا جاؤ اور اس کام میں اس کی مہارت اور ہشیاری دیکھی اس مرد مومن نے اس سے کہا میں دشمن خدا تو اس کو جاؤ سمجھتا ہے اگر یہ جاؤ ہے تو بہشت اور دوزخ بھی جاؤ وہی ہوں گے پھر اس نے کہا تم دونوں کا اسل میں تکذیب کرنا گویا بہشت اور دوزخ پر تمسخر کرنا ہے آخر کار مچھلی والا وہاں سے چلا گیا اور وہ چاروں جوارہات اس مومن کے لیے ثروت کا باعث ہوئے پھر اس مومن نے ابوالشرور اور ابوالدواہی سے کہا کہ وائے تم پر تم اس شخص پر ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو اس پر اور ان لوگوں پر جو اس پر ایمان لائیں تمام کرتا ہے کیا تم نے یہ عجیب واقعہ نہیں دیکھا اس کے بعد وہ چاروں جوارہات لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور باہر کے سوداگر تجارت کے لیے وہاں آئے اور چار لاکھ درہم دے کر ان جوارہات کو خرید لے گئے۔ اس مومن نے عرض کی یا رسول اللہ آج کا دن میرے لیے کیسا مبارک تھا حضرت نے فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ تو محمد رسول اللہ کی توقیر کرتا ہے اور اسکے بھائی اور وصی علی ابن ابی طالب کی تعظیم بجالاتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے اس کا ثواب تجھ کو عطا کیا ہے اور تیرے اس عمل کا یہ نفع ہے جو تو نے کیا۔ آیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو ایسی تجارت بتاؤں جس میں تو اس مال کو صرف کرے اس نے عرض کی یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے فرمایا اس کو جنت کے درختوں کے بیج بنا اس نے عرض کی کہ کس طرح کروں فرمایا اس سے اپنے دو بیٹی بھائیوں کی جو ہماری اور ہمارے دوستوں کی دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی میں تیرے برابر ہیں بخوار می اور ہمدردی کر اور اس میں ان مومنوں کو جو ہمارے حق کی معرفت اور ہماری شان کی توقیر کرنے اور ہمارے امر کو عظیم جاننے میں تجھ سے افضل ہیں اپنے نفس پر ترجیح دے تاکہ یہ مال جنت کے درختوں کا بیج بن جائے آگاہ ہو کہ ہر جتہ جو تو اپنے ان مومن بھائیوں پر جن کا میں نے ذکر کیا ہے خرچ کر لگا وہ تیرے لیے بڑھایا جائیگا یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے کوہ البقیس و احد و ثور و تیسرے ہزار گنا ہو جائے گا۔ پھر اس سے تیرے واسطے جنت میں محل تعمیر کئے جائیں گے جن کے کنگرے یا قوت کے ہونگے اور سونیکے محل تیار کیے جائیں گے ان کے کنگرے تیرے جہد کے ہونگے اس وقت ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میں تو فقیر ہوں اور اہلک طرح سے مال مجھ کو میسر نہیں ہوا فرمائیے میرا کیا حال ہوگا حضرت نے فرمایا مجھ کو ہماری خالص محبت اور شفاعت نافع حاصل ہے جو کہ تجھ کو بلند ترین مراتب کو

پہنچائیں گی کیونکہ تو ہم اہلبیت کو دوست رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے۔
قوله عز وجل فَإِنَّمَا أَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوا كَمَا هَدَاكُمْ بِهِ وَإِنَّ كُنتُمْ مِّنَ الضَّالِّينَ ه ثُمَّ أَفِيضُوا مِمَّنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا لِلَّذِينَ أَنَا اللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ فَإِذَا أَقْبَبْتُمْ مَمَنَّا سِوَكُم فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ وَأُوْشَدَّ ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ أُولَئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ترجمہ : جب تم عرفات سے مشعر الحرام کی طرف پھرو تو مشعر الحرام کے قریب پہنچ کر خدا کا ذکر کرو اور اس کو یاد کرو جیسا کہ اس نے تم کو ہدایت کی ہے اور بیشک تم اس سے پہلے ضرور گمراہ تھے پھر تم اٹھے پھر وہاں سے کہ

سب لوگ پھرتے ہیں اور اللہ سے بخشش طلب کرو بیشک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے پس جس وقت کہ تم اپنے حج کے اعمال کو پورا کرو تو تم اللہ کا ذکر اس طرح سے کرو جس طرح اپنے باپوں کا ذکر کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ ذکر کرو۔ پس آدمیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں دے (کہ دنیا میں راحت سے رہیں اور آخرت کی ان کو کچھ پرواہ نہیں) اور ان طالبان دنیا کے واسطے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور بعض آدمی ان میں سے ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی عطا کر اور ہم کو آتش دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ ان ہی لوگوں کو اپنے اعمال کا حصہ ملے گا اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔
 امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجیوں سے ارشاد فرماتا ہے **فَاذْأَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ** کہ جب تم عرفات پھرو اور منوں کی طرف جاؤ **فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ** تو مشعر الحرام کے پاس پہنچ کر اللہ کا ذکر کرو کہ اسکی نعمتوں اور بخششوں کو یاد کرو اور اسکے تمام نعمیوں کے سردار محمد پر اور اس کے تمام برگزیدہ بندوں کے سردار علی ابن ابی طالب پر درود بھیجو **وَاذْكُرُوا كَمَا هَدَاكُمْ بِهِ** اور اللہ کو یاد کرو جس طرح کہ اس نے تم کو اپنے دین اور اپنے رسول پر

ایمان لانے کے لیے ہدایت کی ہے۔ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الضَّالِّينَ اور اللہ تم سے پہلے کہ تم کو دین خدا کی طرف ہدایت کیجائے اسکے دین سے گمراہ تھے۔ ثُمَّ آفَيْضُوا مِنَ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ بِحَقِّ مَشْعَرِ الْحَرَامِ سے روانہ ہو جیسا کہ اور لوگ (یعنی اور حاجی) جمع سے عرفات کو روانہ ہوئے ہیں (جمع منزلت کا نام ہے) اور اس کے لفظ سے یہاں حجاج یعنی حاجی مراد ہیں جو آئے عتات خمس کے کہ وہ جمع سے آگے نہ جلتے تھے وَاسْتَغْفِرُوا لِلذَّنِّ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو البتہ خدا تو بے کرنے والوں کو بخشنے والا اور مہربان ہے فَإِذَا أَقَضْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَادْعُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا پس جب تم مناسک حج (اعمال حج) کو جو تمہارے لیے حج میں مقرر کئے گئے ہیں پورے کر چکو تو تم اللہ کا ذکر کرو اس طرح سے کہ اس کی نعمتوں کو جو اس نے تم کو عطا کی ہیں ذکر کرو اور اس کے اس حسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے کہ تم کو سردار مخلوقات محمد کی نبوت پر ایمان لانے اور اسکے بھائی زینت اہل اسلام علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی وصایت کے معتقد ہو سکی تو فریق دی جس طرح کہ اپنے آباؤ اجداد کے افعال و آثار کو یاد کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ اللہ کو یاد کرو اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اختیار دیدیا ہے اور یہ لازم نہیں کیا کہ مجھ کو اپنے باپ دادا کی نسبت زیادہ یاد کرو۔ اگرچہ اللہ نے جو نعمتیں ان کو عطا کی ہیں وہ ان نعمتوں سے بہت زیادہ و عظیم تر ہیں جو ان کے باپ دادا نے ان کو دی ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِن خَلْقٍ پس بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا کے مال و اسباب اور اسکی نادر اور نفیس اشیاء عطا فرما اور آخرت میں ان کو کچھ حصہ نہ ملیگا۔ کیونکہ وہ وہاں کے لیے کوئی عمل نہیں کرتے اور وہاں کی بہتری طلب نہیں کرتے وَمِثْلَهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً أُولَئِكَ يَكُونُ لِيَوْمِهِمُ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا کی نعمتیں اور اس کی نفیس اور عمدہ چیزیں عطا فرما اور آخرت میں بھی جنت کی نعمتیں عطا کر و قِنَاعِ عَذَابِ النَّارِ اور آتشِ دونخ کے عذاب سے نجات دے اور وہ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کو عمل میں لاتے ہیں اور اس کے نافرمان اور سرکش بندوں سے پرہیز کرتے ہیں وَاللَّيْلُ لِلَّهِم

نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ یہ لوگ جو اس طریق (آخر) پر دعا کرتے ہیں۔ ان کو دنیا اور آخرت میں ان کے اعمال کا ثواب ملے گا اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے کیونکہ اس کو ایک کام دوسرے کام سے نہیں روکتا اور ایک کا محاسبہ دوسرے شخص کے حساب لینے سے باز نہیں رکھتا اس لیے کہ جب وہ ایک شخص سے حساب لیکتا تو اسی وقت وہ سب حساب لیکتا اور ایک شخص کا حساب ختم ہونیکے ساتھ ہی سب کا حساب ختم ہو جاتا چنانچہ حق تعالیٰ اور مقام میں ارشاد فرماتا ہے مَا خَلَقَكُمْ وَلَا نَعْتَمُكُمْ إِلَّا كَفَّةً وَاحِدَةً تَمَّ حَرْمَ لَمَّكَرٍ وَارْتِمَا لِقِيَامَتِ كِ دِنِ زِنْدَه كِر كِ اُتْحَانَا اِيك نَفْس كِ پيدا كِر نِے اور ايك نَفْس كِ زِنْدَه كِر كِ اُتْحَانِے كِ مانندِے اور ايك كِ پيدا كِر نَا دُوسرے كِ پيدا كِر نِے اور ايك كِ زِنْدَه كِر كِ قِيَامَتِ كِ دِنِ اُتْحَانَا دُوسرے شخص كِ اُتْحَانِے ميں حارجِ نِهِيں هِے۔ امام زين العابدين عليه السلام نے جبكہ آپ مقام عرفات ميں تشریف آركھتے تھے۔ زہری سے فرمایا اے زہری تیرے حساب میں یہاں کس قدر آدمی (حاجی) موجود ہونگے اس نے عرض کی کہ میرے حساب میں پینتالیس لاکھ آدمی ہونگے جو سب کے سب حاجی ہیں اور انھوں نے اپنے مالوں کو راہِ خدا میں صرف کیا ہے اور اپنی فریاد و زاری کی آوازوں سے خدا کو پکارتے ہیں حضرت نے فرمایا اے زہری فریاد و زاری کرنے والے تو بیشمار ہیں مگر حاجی بہت ہی کم ہیں زہری نے عرض کی یا حضرت یہ تو سب کے سب حاجی ہیں۔ کیا یہ تھوڑے ہیں فرمایا اے زہری اپنا منہ میرے پاس لا اس نے جب اپنا منہ حضرت کے نزدیک کیا تو حضرت نے اپنا دست حق پرست اس کے منہ پر پھیر کر فرمایا۔ اب ان لوگوں کی طرف دیکھ زہری کہتا ہے میں نے دیکھا کہ وہ تمام خلقت بندر معلوم ہوتے ہیں اور ان میں فی دین ہزار ایک شخص انسان نظر آتا ہے بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا۔ اب پھر اپنا منہ میرے قریب لا جب میں اپنا منہ حضرت کے نزدیک کیا تو اپنا ہاتھ میرے منہ پر پھیر کر فرمایا۔ اب پھر ان کو دیکھ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سب کے سب نور نظر آتے ہیں پھر فرمایا کہ پھر اپنا منہ میرے پاس لا جب میں نے اپنا منہ حضرت کے نزدیک کیا تو اپنا ہاتھ اس پر پھیر کر فرمایا۔ اب پھر دیکھ جب میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان خاص قدرے قلیل آدمیوں کے سوا سب کے سب چھ ہیں اس وقت میں نے عرض کی اے فرزند رسول خدا ایکی نشانیوں نے مجھ کو مدہوش کر دیا اور آپ کے عجائبات نے مجھ کو عالم میں ڈال دیا۔ فرمایا اے زہری اس تمام جم غفیر اور خلق کثیر میں ان چند نفر کے سوا جن کو تو نے انسانی صورت

سیدھا ۲۱
سورۃ لقمان
۳ ع

میں دیکھا اور کوئی حاجی نہیں ہے بعد ازاں مجھ سے فرمایا کہ اپنے منہ پر ہاتھ پھیر لے جب میں نے ایسا کیا تو وہ تمام مخلوقات میری نظر میں بدستور سابق آدمی معلوم ہونے لگے پھر حضرت نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے زہری جو کوئی حج کرے اور ہمارے دوستوں کو دوست رکھے اور ہمارے دشمنوں کو ترک کرے اور اپنے نفس کو ہماری متابعت پر قائم کرے اور اللہ نے ہماری امامت کا قلاوہ (گلوبند) جو اسکی گردن میں ڈالا ہے اسکو حجرِ اسود کے سپرد کرے (یعنی اسکے سامنے اقرار کرے) اور ہمارے جو معاہدے اس پر لازم کئے تھے ان پر وفا کرے پھر اس مقام میں حاضر ہو وہ شخص حاجی ہے اور باقی لوگ وہ ہیں جو تو نے دیکھے ہیں۔ اے ہری میرے الدیاجد نے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ منافق لوگ جو محمد اور علیؑ اور ان کے ان محبتوں سے عناد رکھتے ہیں جو محمد اور علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں کو دشمن۔ وہ حاجی نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ یوں جو ہمارے دوست ہیں اور ہمارے دشمنوں کے دشمن میدانِ حشر میں انکے ہم کو دوست رکھنے کے درجہ کے موافق انکے نورِ ساطع ہونگے بعض کا نور تو ہزار برس کی راہ تک اپنی روشنی پھیلائیگا اور بعض کا نور تین لاکھ برس کی راہ تک جو اس میدان کی کل مسافت ہے اپنی روشنی ڈالے گا اور بعض کے انوار بیچ کی مسافتوں تک اپنی روشنی پھیلا دیں گے اور انکی مسافت کی کمی زیادتی ان لوگوں کے ہم کو دوست رکھنے اور ہمارے دشمنوں کو دشمن نہ کھنے کے موافق ہوگی اور تمام اہلِ محشر خواہ مسلمان ہوں یا کفار ان کو شناخت کرینگے کہ وہ ہمارے دوست ہیں اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو آواز دی جائیگی۔ اے ولیِ خدا اس میدان میں نظر کر اور جس کسی نے دنیا میں تیرے ساتھ کسی قسم کی بھلائی کی ہے یا تیری کسی تکلیف کو دفع کیا ہے یا مظلومی کے وقت میں تیری اعانت کی ہے یا کسی دشمن کو تجھ سے باز رکھا ہے یا کسی معاملہ میں تجھ پر کچھ احسان کیا ہے اسکو آج کے دن شفیع ہے پس گروہ شخص (جسکی وہ مومن شفاعت کرے گا) مومن اور اہلِ حق ہوگا تو اسکی شفاعت سے خدا کی نعمتیں اس پر زیادہ کی جائیں گی اور اگر تقصیر وار ہوگا تو اس کی شفاعت اسکی تقصیر میں معاف ہو جائیں گی اور اگر وہ بندہ کافر ہوگا تو اس کے احسان کے موافق اس کے عذاب میں تخفیف ہو جائیگی اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ہمارے شیعہ اس میدان میں بازوں اور شکروں کی طرح اڑتے پھرتے ہیں اور اپنے محسنوں پر اس طرح چھپتے ہیں جس طرح باز اور شکرے گوشت کے اٹھانے اور اچکے کر لیجانے کیلئے بچھٹا کرتے ہیں اور اس طرح سے ان لوگوں کو جنھوں نے دنیا میں

ان کے ساتھ احسان کیا تھا اور ان کو اٹھا کر جنت میں لے جاتے ہیں۔ اور ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی اے فرزندِ رسولؐ جب تم عرفات اور منیٰ میں ٹھہرتے ہیں اور خدا کو یاد کرتے ہیں اور اس کی بزرگیوں کا ذکر کرتے ہیں اور محمد و آلِ محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں نیز اپنے باپ دادا کے آئینہ و مناقب اور انکے افعالِ شریفہ کو یاد کرتے ہیں اس فعل کے بجالانے سے ہم کو ان کے حقوق کا ادا کرنا مقصود ہوتا ہے حضرت نے اس کے جواب میں حاضرین سے خطاب ہو کر فرمایا۔ آیاتم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو حقوق کے ادا کرنے میں اس سے بڑھ کر اور بہتر ہو انھوں نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ خدا ہاں ارشاد فرمائیے۔ فرمایا اس سے بہتر یہ طریقہ ہے کہ تم خدا کی توجیہ اور اسکی شہادت اور محمدؐ رسول اللہ کے ذکر اور اس کے لیے اس امر کی شہادت کہ وہ سردارِ انبیا ہے اور علیؑ ولی اللہ کے ذکر اور اس کے لیے اس امر کی شہادت کہ وہ سردارِ اصیاب ہے اور محمدؑ کی اکل اطہار کے آئمہ طاہرین کے ذکر اور ان کے لیے اس امر کی شہادت کہ وہ خدا کے مخلص بندے ہیں اپنے نفسوں میں تازہ کرو۔ کیونکہ جب عرفہ کی شام اور یومِ منیٰ کی دوپہر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ کرام کے سامنے جو عرفات و منیٰ میں مقیم ہیں فخر و مباحثات کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے اور کینز ہیں بال پریشان کئے اور گردوغبار میں بھرے ہوئے دور دراز کے شہروں سے میرے دربار میں حاضر ہوئے ہیں اور محض میری خوشنودی کے حاصل کرنے کیلئے اپنی نفسانی خواہشوں اور وطنوں اور دوستوں کو ترک کیا ہے تم ان کے دلوں و رائے کی خیالات کو دیکھو اے میرے فرشتوں میں تمھاری نظروں کو ان کے دلوں پر واقع ہونے کے لیے قوی کر دیا ہے اس وقت وہ فرشتے ان کے دلوں پر مطلع ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم ان کے دلوں سے واقف ہو گئے بعض کے دل تو نہایت سیاہ اور تاریک ہیں کہ ان میں سے جہنم کا دھواں اٹھتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو یہ وہ اشقیاء ہیں جنکی دنیاوی زندگی کی کوشش بیکار گئی۔ حالانکہ وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نیک عمل کرتے ہیں۔ ان کے یہ دل نیکیوں سے خالی اور طاعتوں سے عاری ہیں اور نہ پاک گناہوں پر مصر ہیں اور جس کو ہم نے ذلیل کیا ہے اس کو بزرگ جانتے ہیں اور جس کو ہم نے بزرگی عطا کی ہے اسکو کم درجہ سمجھتے ہیں اگر اسی حالت میں یہ لوگ مجھ سے ملاقات کرنے میں ضرور عذاب کو شدید اور سخت کرونگا اور ان کے حساب کو طول دوں گا اے فرشتو یہ وہ دل ہیں جن کا اعتقاد

یہ ہے کہ محمد رسول اللہ نے خدا پر جھوٹ بانڈھا یا خدا کی طرف سے اپنے بھائی اور وحی کو بندگان خدا کی کجیوں (ٹیرٹھاپن) کو سیدھا کرنے اور ان کی سیاستوں کا مختار کرنے کے لیے اپنا جان نشین کرنے میں غلطی کھائی آخر ان لوگوں نے اپنے دین کی درستی میں ہلاک ہوئی والوں کی پیروی اور جابلوں کی تعلیم اور ان غافلوں اور بے خبروں کی تنبیہ میں امن دیکھا جن کی نہایت بُری سواریاں ہوں گی جو انھیں جہنم میں لے جائیں گی۔ (یعنی ان کے اعمال بد)

بعد ازاں اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم پھر نظر کرو۔ تب وہ دیکھ کر عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم نے ان باقی لوگوں کے دلوں کو دیکھا یہ تو سفید اور چمکدار ہیں ورنہ ان سے نورِ ساحل ہو کر آسمانوں اور جابلوں کی طرف بلند ہوتا ہے اور اے خدا تے رحمن وہ نور ان کو چیر کر تیرے عرش کی قساق تک پہنچتا ہے تب خدائے بزرگ و بزرگوار شاہ فرماتا ہے اے فرشتو یہ وہ سعادت مند اور نیک بخت بندے ہیں جن کے اعمال اللہ نے قبول کر لیے ہیں اور وہ ان کی دنیوی زندگی کی کوشش کا ممنون ہے کیونکہ انھوں نے دنیا میں نیک عمل کئے ہیں اے فرشتو یہ دل نیکوں کے حصول کرنے کے لیے طاعاتِ خدا بجالاتے ہیں اور نجات دینے والے اور مشرف کون والے اعمال پر ہمیشہ کار بند ہیں جسکو ہم نے معظم اور مشرف کیا ہے اسکی عظمت اور شرافت کے معتقد ہیں ورحس کو ہم نے ذلیل و خوار کیا ہے اسکی ذلت کا اعتقاد رکھتے ہیں اگر یہ لوگ اسی حالت میں مجھ سے ملاقات کریں گے تو میں ان کے حسنات کی میزائل کو گرنیا کر دوں گا اور ان کے گناہوں کی میزائل کو ہلکا کر دوں گا اور ان کے انوار کو زیادہ کر دوں گا۔ اور اپنے رحمت و کرامت کے گھر میں ان کا محل و منزل مقرر کر دوں گا یہ وہ دل ہیں جو معتقد ہیں کہ محمد رسول اللہ اپنے تمام اقوال میں سچا اور اپنے تمام افعال میں حق پر ہے اور سب حالتوں میں شریف اور بزرگ اور اپنی تمام خصائل میں نیک اور پسندیدہ ہے اور امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کو امام اور دین خدا کا روشن نشان مقرر کرنے میں عینِ درستی پر ہے اور امیر المؤمنین کو ہدایت کا پیشوا اور ہلاکت سے بچانے والا جانتے ہیں جس امر کی طرف وہ دعوت کرتا ہے وہ حق اور درست ہے اور جس بات کی طرف وہ نہیری کرتا ہے وہ عین حکمت اور صواب اور نیک بخت وہ شخص ہے جو اپنی رستی کو اسکی رستی کے ساتھ جوڑے اور بد بخت اور ہلاک ہوئی والا وہ شخص ہے جو اس پر ایمان لانے والوں اور اس کی اطاعت کرنیوالوں کی شمار سے خارج ہو جائے جو سواریاں انکو جنت میں لے جائیں گی وہ بہت اچھی

سواریاں ہیں عنقریب ہم ان کو جنت کے غرفوں (بالا خانوں) میں آتاں گے اور کینوں اور غلاموں کے ہاتھوں سے ٹھکرہ شراب سے ان کو سیراب کریں گے اور بہت جلد ان کو دارالسلام میں زمین الاسلام یعنی محمد علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کا رفیق بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ بہت جلد انکو بزرگ مہمانی میں شیخوئی جماعت سے ملحق کرے گا پھر اس کے ساتھ ان کو جنت نعیم کا بادشاہ بنائے گا اور یہ وہاں عیش سلیم اور نعیم مقیم میں ہمیشہ رہیں گے اور ان اعتقادات اور اقوال کی جزا میں یہ تمام نعمتیں ان کے لیے گوارا اور مبارک ہیں اور خدائے کریم و رحم کے فضل و کرم سے یہ سب کچھ ان کو حاصل ہوا ہے

قوله عز وجل **وَإِذْ كَرَّمْنَا فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِنَّهُ عَلَيْهِ وَهَنٌ تَأَخَّرَ فَلَا أِنَّهُ عَلَيْهِ لِيَنِ اتَّقَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْنِ تَحْشُرُونَ** ترجمہ : اور اللہ کو شمار کئے گئے دنوں میں یاد کرو پس جو کوئی دو دنوں میں جلدی کرے تو اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہے اور یہ اس شخص کے لیے ہے جو اللہ سے ڈرے اور جو کوئی تاخیر کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور تم اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ تم اس کی طرف جمع کئے جاؤ گے (قیامت کے دن)

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **وَإِذْ كَرَّمْنَا فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ** اور اللہ کو گنے ہوئے دنوں میں یاد کرو۔ اور وہ تین دن ہیں جو قربانی کے دن (دسویں) کے بعد آتے ہیں (یعنی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ماہ ذی الحجہ) اور ایام تشریق کہلاتے ہیں اور ذکر سے مراد اس آیت میں تکبیر ہے جو واجب نمازوں کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ روز قربانی کے ظہر سے پڑھنا شروع کرتے ہیں اور آخر روز تشریق کی نماز صبح تک پڑھتے ہیں اور وہ تکبیر ہے **اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ عَلَىٰ مَا هَدَانَا اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَىٰ مَا رَزَقْنَا مِنَّا بِلَهْمِهِ إِلَّا نَعَامٌ** بعد ازاں خدا فرماتا ہے **فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِنَّهُ عَلَيْهِ لِيَنِ اتَّقَىٰ** پس جو کوئی کہ ایام تشریق کے دو روز (گیارہویں، بارہویں) میں جلدی کرے اور حج سے فارغ ہو کر (اور دو روز منامیں رہ کر) اپنے ملک کی طرف واپس چلا جائے اور تیرہویں تک منامیں نہ پڑھے تو اس کے پچھلے گناہوں میں سے کوئی گناہ اس شخص کے ذمے باقی نہیں رہتا کیونکہ وہ اس حج کرنے کے سبب معاف ہو جاتے ہیں جس میں اس نے اپنے گناہوں سے ہدایت اور شیمانی کا اظہار کیا ہے اور

ان سے توبہ کر لی ہے لیکن یہ رعایت اس شخص کے لیے ہے جو ہلک گناہوں میں پڑنے سے ڈرے اس لیے کہ اگر ان میں پڑ گیا تو یہ گناہ (جدید) اس کے ذمے لکھے جائیں گے اور گزشتہ گناہ اس توبہ کے سبب جو اس نے کی ہے معاف نہ ہونگے کیونکہ اس نے اس توبہ کو ان ہلک گناہوں میں پڑنے کے سبب جو اس توبہ کرنے کے بعد کئے ہیں باطل کر دیا ہے اور اب از سر نو توبہ کرنے سے ہی معاف ہوگا **وَاتَّقُوا اللَّهَ** اور اے حاجیو کہ تمہارے تمام گزشتہ گناہ اس حج کے سبب جو مقرون بہ توبہ تھا معاف ہو گئے ہیں خدا سے ڈرو اور پھر ہلک گناہوں کی طرف رجوع نہ کرو نہیں تو گزشتہ گناہ پھر عود کر آئیں گے اور ان کا اٹھانا تم کو گرانبار اور بوجھل کر دیگا اور بعد میں وہ گناہ از سر نو توبہ کئے بغیر کبھی معاف نہ ہوں گے **وَاعْلَمُوا أَنكُمُ إِلَهِكُمْ تَحْشَرُونَ** اور جان لو کہ قیامت کے دن زندہ ہو کر اسکی طرف جاؤ گے اور وہ تمہارے اعمال کو دیکھے گا اور ان کے موافق وہ تمہارا پروردگار تم کو بدلادے گا۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے حج کو مقبول اور سرور بناؤ اور خبردار ایسا نہ کرنا کہ وہ بُری طرح سے تم ہی کو واپس کر دیا جائے اور قیامت کے دن بہشت میں جانے سے بہت بُری طرح پر رو کے جاؤ آگاہ ہو جو چیز کہ حج کو محل قبول میں پہنچاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کیساتھ محمد اور علی اور ان کی آل اطہار کی موالات (دوستی) شامل ہو اور جو چیز کہ اس (حج) کو پستی میں ڈالتی ہے اور زائل کر دیتی ہے وہ پیشوایان حق اور والیان صدق یعنی علی ابن ابی طالب اور اسکی ذریت اور اہلبیت کے نجیب پسندیدگان خداوند متعال کو ترک کر کے اوروں کو ان کا ہمسر مقرر کرنا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے دوستوں کو جو محمد پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے قول کی تصدیق کرتے ہیں جو شجر نبوی کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش معلیٰ پر نہایت اشرف اور اعلیٰ ذکر سے ان کو یاد فرماتا ہے اور عرش اور کرسی اور جبابوں اور آسمانوں اور زمین اور ہوا اور اس کے بیچ کے فرشتے اور زمین کے نیچے پڑنے تک کے فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں اور بادلوں اور بارشوں اور تری اور خشکی کے فرشتے اور آسمان کے سورج چاند اور ستارے اور زمین کے سنگریزے اور ریت کے ذرے اور باقی تمام اقسام کے زمین پر چلنے والے حیوانات بھی ان پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک شے کے درود کے عوض میں نئے مراتب منازل کو اوج شرف عطا فرماتا ہے اور اپنے نزدیک انکی عظمت اور جلال کو بڑھاتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن حاضر بارگاہ ایزدی ہوں گے

اور سب کے سامنے کرامت ہائے الہی سے مشہور کئے جائیں گے اور محمد اور علی صغریٰ پروردگار عالمین کے رفیق بنائے جائیں گے اور وائے ہوان معاندوں پر جنسوں نے محمد کی نبوت کا انکار کیا اور آنحضرت کے اقوال کو جھٹلایا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر نہایت رسوائی کیساتھ ان پر لعنت کرتا ہے اور حالان عرش اور کرسی اور حجابہائے نور اور آسمانوں اور زمین اور ہوا اور اس کے بیچ کے فرشتے اور زمین سے نیچے پڑنے تک کے فرشتے بہت بُری طرح سے ان پر لعنت بھیجتے ہیں اور بادل اور بارش اور خشکی اور تری کے فرشتے اور آسمان کے سورج چاند اور ستارے اور زمین کے سنگریزے اور ریت کے ذرے اور باقی تمام اقسام کے زمین پر چلنے والے حیوانات بھی ان پر لعنت کرتے ہیں اور ہر ایک شے کی لعنت سے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو پست کرتا جاتا ہے اور ان کے اعمال اس کے نزدیک بدتر ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ کے حضور میں حاضر ہونگے اور سب کے روبرو اللہ کی لعنت اور عداوت کے ساتھ مشہور کئے جائیں گے اور دشمنان خدا ابلیس فرود اور فرعون کے رفیق بنائے جائیں گے اور وہ عظیم الشان عمل جس کے ذریعہ فرشتگان خیار اور حجابہائے نور اور آسمان قرب خدا حاصل کرتے ہیں وہ ہم اہلبیت کے دوستوں پر درود بھیجنا اور ہمارے دشمنوں پر لعنت کرنا ہے۔

قوله عز وجل وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُ قَوْلَهُ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللّٰهُ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهِ وَهُوَ الَّذِيْ خِصَامٌ ۗ وَاِذَا تَوَلٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفٰسِقَ ۗ **وَاِذَا تَوَلٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفٰسِقَ ۗ**

یا اے تمہارے حسنہ جہلتہم و لیستہ الیہما ذہ قرہ جمہ : اور بعض آدمیوں میں سے وہ شخص سے کہ زندگانی دنیا میں سکی بات تجھ کو (اے محمد) بھلی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے دل کی بات پر خدا کو گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ بہت سخت جھگڑنے والا اور کفر خدا ہے اور جب مجلس نبوی سے پھر کر جاتا ہے تو وہ زمین سے دوڑتا ہے اور سعی کرتا ہے کہ اس میں فساد کرے اور کھیتی اور نسل حیوانی کو ہلاک اور برباد کرے اور خدا فساد کو دوست نہیں رکھتا اور جب اس (منافق) سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو عزت (غیرت اور حیثیت جاہلیت) اس کو گناہ پر لگاتی ہے (یعنی بھول بھول مریخ کر زیادہ گناہ کرتا ہے) پس ہم اس کو کافی ہے اور البتہ وہ بہت بُرا چھوٹا ہے

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ آیت میں ظاہری اور باطنی پر مہر گاری

حکم فرمایا تھا اب حضرت کو مطلع فرماتا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو ظاہر میں تو پرہیزگاری کرتے ہیں اور اس کے خلاف کو باطن میں پوشیدہ رکھتے ہیں اور خدا کے گناہوں کے ترک میں چنانچہ فرماتا ہے وَمَنْ اتَّيَسَّرَ مِنْكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِمَا كَرِهَ اللَّهُ لِعِبَادِهِ سَاءَ مَا يَحْكُمُ بِهِمْ يُحِبُّونَ مَا لَمْ يَحْكُمُ بِهِمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

کہ زندگانی دنیا میں اس کی بات تجھ کو بھی لگتی ہے کہ دین اسلام کو تیرے سامنے ظاہر کرتا ہے اور تیرے آگے پرہیزگاری اور نیکی سے آراستہ بنتا ہے وَكَيْفَ لِيُذَكِّرَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور اپنے دل سے عقائد پر خدا کو گواہ کرتا ہے اور تیرے سامنے قسمیں کھاتا ہے کہ میں خالص مومن ہوں اور اپنے قول کی اپنے فعل سے تصدیق کرتا ہوں وَإِذَا تَوَلَّى سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا أَوْ حِسْبَةٌ لَهُ يَمْسُحُ بِلِجَّتَيْهِ وَتَوَلَّى مُخْتَالًا فَخُورًا ہے تو زمین میں دوڑتا ہے اور سعی کرتا ہے کہ اس میں فساد کرے یعنی اپنے اس قول کے برخلاف جو اس نے تیرے سامنے ظاہر کیا ہے کہ میں مومن ہوں کفر کر کے اور ظلم اختیار کر کے جو اس وعدے کے مخالف ہے جو اس نے تیرے روبرو کیا ہے عاصی اور گنہگار بنتا ہے وَيَهْلِكُ الْحَسْرَةَ اور کوشش کرتا ہے کہ کھیتی کو ہلاک کر دے کہ اسکو جلا دے یا خراب کر دے وَالشَّعَلُ أَوْرَاسٌ مِّنْ سَعْيِهِ يَوْمَئِذٍ کہ حیوانات کو قتل کر کے انکی نسل کو قطع کرے وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا اور اسکے عوض میں عذاب کرنے اور سزا دینے کو ترک نہ کریگا۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَعَزَّوْا بِهِ الْأَرْضَ وَارْتَبِطُوا بِهَا حَتَّىٰ إِذَا تَوَلَّى سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا أَوْ حِسْبَةٌ لَهُ يَمْسُحُ بِلِجَّتَيْهِ وَتَوَلَّى مُخْتَالًا فَخُورًا اس کو اس گناہ پر لگاتی ہے جسکو وہ پوشیدہ رکھتا ہے پس وہ اپنے شر میں اور شر زیادہ کر لیتا ہے اور اپنے ظلم میں اور ظلم بڑھا لیتا ہے فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَيْسَ إِلَّا جَهَنَّمُ اسکی بدکاریوں کے عوض میں آتش جہنم اسکے جلانے اور عذاب دینے کیلئے کافی ہے اور وہ بیشک بہت برا بھوننا ہے اور وہ ہمیشہ اسی میں پڑا رہیگا۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اس ظالم کی مذمت کرتا ہے جو ظاہر میں مخالفان دین پر تعدی کرتا ہو اور جو کچھ زبان سے کہے اس کے برخلاف دل میں پوشیدہ رکھتا ہو اور جو کچھ سے بدی کرنے کا ارادہ دل میں چھپائے رکھتا ہو اسے بندگان خدا جو ہماری محبت کا دعویٰ کرتے ہو خدا سے ڈرو اور ان گناہوں سے پرہیز کرو جن پر اصرار کرنے والا شاید ہی اس رسوائی سے بچا ہو جو محمد اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کی دوستی سے خارج کر دیتی ہے اور انکے دشمنوں کی محبت میں داخل کرتی ہے اور جو کوئی اس امر پر مصر ہو تو اس کی رسوائی اور ذلت اسکو بدترین شقاوت پر پہنچا دیتی ہے کہ وہ صلحیان

عقل و دانش کے سردار (علی ابن ابی طالب) کی ولایت کی مفارقت سے اور ایسا شخص سب سے زیادہ نقصان اٹھایا ہوا ہے۔ حاضرین نے عرض کی اے فرزند رسول وہ کون سے گناہ ہیں جو خدا ان عظیم (بزرگ رسوائی) پر پہنچا دیتے ہیں حضرت نے فرمایا تمہارا اپنے ان دینی بھائیوں پر جو علیؑ کو فضیلت دینے اور اس کی امامت اور اسکی ذریت طاہرہ علیہم السلام کی امامت کے قائل ہوئے اور مخالفان و نواصب اہلبیت کو دشمن رکھتے ہیں تمہارے ساتھ متفق ہیں ظلم کرنا اور اللہ تعالیٰ جو تمہارے ساتھ عمل اولیٰ بردباری کرتا ہے اور تم کو بہت مہلت دیتا ہے اس پر مغرور اور فریفتہ مت ہو اگر تم ایسا کرو گے تو تم اس شخص کی مثل ہو جاؤ گے جس کے بارے میں خدا ارشاد فرماتا ہے كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِحْتُ غِيْبَتِي فَأَخَافُ أَنَّكَ رَبِّي اللَّهُ لَعَلِّي مُؤَيَّدٌ بِكَ إِنَّكَ بَرِحْتَ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِحْتُ غِيْبَتِي فَأَخَافُ أَنَّكَ رَبِّي اللَّهُ لَعَلِّي مُؤَيَّدٌ بِكَ إِنَّكَ بَرِحْتَ الشَّيْطَانِ

کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کیونکہ میں اللہ پروردگار عالمین سے ڈرتا ہوں۔ یہ شخص جس کا اس آیت میں ذکر ہے زمانہ سابق میں بنی اسرائیل میں ایک عابد اور زنا بد آدمی تھا اور اس کو یہ بتایا گیا تھا کہ سب سے عمدہ نذیر ہے کہ اپنے بھائیوں پر جو محمد اور علیؑ اور ان کی آل اطہار پر ایمان لائے ہیں ظلم کرنے سے کنارہ کشی کرے اور سب سے بزرگتر عبادت یہ ہے کہ تو اپنے برادران ایمانی کی خدمت کرے جو سید الوری محمد مصطفیٰ اور علی مرتضیٰ اور ان پر گزیدگان مختار کو جو مخلوق خدا کی حفاظت اور حکومت کے قائم کرنے کیلئے منتخب کئے گئے ہیں سب افضل جانتے ہیں تیرے ساتھ متفق ہیں اس شخص نے حقیقت حال کو سمجھ لیا اور زہد ظاہر کرنے لگا اور اس کے مومن بھائی اس کے پاس مانتیں رکھتے تھے اور وہ ان سے کہہ دیتا تھا کہ وہ مال چوری چلے گئے حالانکہ اسی مال کو خود خورد برد کر جاتا تھا اور جب کبھی مال کے خیراتے جانے کا دعویٰ اس کو ممکن نہ ہوتا تھا تو امانت سے منکر ہو جاتا تھا اور خود ہیپ (ہضم) کر جاتا تھا اور وہ برابر اسی طرح کرتا رہا اور اسکے بارے میں کسی کا دعویٰ قبول نہ ہوتا تھا اور لوگوں کو اس کی نسبت نیک گمان تھا اور اسکی جھوٹی اور خلاف حق قسموں پر لوگ اس سے درگزر کرتے تھے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس کو مخدول و منکوب کیا اور یہ واقعہ اس طرح ظہور میں آیا کہ ایک نہایت خوبصورت لڑکی تھی جس کو جنون ہو گیا تھا اس کے وارثوں نے اس کو اس غرض سے اس عابد کے پاس چھوڑ دیا کہ وہ کچھ افسون پڑھ کر اس پر دم کرے اور کسی دوا سے

پاؤ ۲۸ سورہ حشر ۲

قصہ عابد بنی اسرائیل

اس کا علاج کے الغرض خذلان نے اس زائد کو اس مخمور لڑکی سے غلبہ جنون کے وقت زنا کرنے پر آمادہ کیا اور وہ حاملہ ہو گئی جب وضع حمل کا وقت قریب آیا تو شیطان نے اس زائد کے پاس آ کر دوسو سو اس کے دل میں ڈالا کہ اب یہ جنے گی اور اس کے ساتھ تیرے زنا کرنے کا حال سب کو معلوم ہو جائیگا اور اس مجرم میں تجھ کو قتل کروالیں گے اس لیے تو اسکو قتل کر کے اپنے جانماز کے نیچے دفن کرے آخر کار اس نے اغوائے شیطانی سے اس لڑکی کو قتل کر کے دفن کر دیا اور جب اسکے وارثوں نے اسکو طلب کیا تو کہنے لگا کہ اس پر جنون کا غلبہ ہو گیا تھا اس لیے وہ مگرسی لوگوں نے اسکو متہم کیا اور جانماز کے نیچے کی زمین کو جو کھودا تو معلوم ہوا کہ اس کو قتل کر کے دفن کیا ہے اور وہ حاملہ قریب وضع تھی تب انھوں نے اس زائد کو گرفتار کر لیا اور اس دعویٰ کیساتھ اور بہت سے لوگوں کے دھمکے شامل ہو گئے جنکی ماتوں کا اس نے انکار کیا تھا اور اس طرح وہ تہمت اس پر بہت قوی ہو گئی اور اسکو بہت تنگ کیا گیا آخر اس نے اس لڑکی کے ساتھ زنا کرنے اور اسکے قتل کرنے کا اقرار کر لیا پھر تو اسکے پیٹ اور پیٹھ پر سجدہ کوٹے لگائے گئے اور ایک درخت کے اوپر سولی پر چڑھا دیا اسوقت ایک انسانی شیطان اسکے پاس آ کر کہنے لگا تجھ کو تیرے بیوی کی عبادت اور محمد اور علی اور ان کی آل اطہار کی محبت نے کیا نفع دیا جن کے باب میں تو گمان کرتا تھا کہ وہ تیرے ناصر و مددگار ہیں اور مصیبتوں میں تیرے معاون ہیں جو کچھ کہ تو تمنا میں کرتا تھا وہ سب خاک میں مل گئیں اور انکی باتیں تجھ پر تکشف ہو گئیں اور تجھ کو انکا طمع دلانا بہت بڑا فتنہ اور محض باطل اور سراسر جھوٹ نکلا اور میں ہوں وہ امام جسکی طرف تجھ کو دعوت کیجاتی ہے اور میں ہوں وہ صاحب حق جسکی طرف تجھ کو رہنمائی کیجاتی ہے اور تو اس سے پہلے میرے غیر کی امامت کا معتقد ہو کر دھوکے میں ہا اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ تجھ کو ان لوگوں کے ہاتھ سے چھڑا کر کسی دور کے ملک میں لے جاؤں اور وہاں لے جا کر تجھ کو تیس دنوں اور سوار بناؤں اب تو مجھ کو خوشنوع و خضوع اور اس امر کا متعترف ہو کر کہ میں تجھ کو نجات دینے پر قادر ہوں سجدہ کر تو میں بیشک تجھ کو نجات دوں گا اسوقت اس زائد پر شقاوت اور خذلان غالب ہوئی اور اس کے قول کا معتقد ہو کر اسکو سجدہ کیا پھر اس سے کہا کہ لے اب مجھ کو نجات دے تب شیطان نے اس سے کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کیونکہ میں پروردگار عالمین سے ڈرتا ہوں اور اس کی ہنسی اڑانے لگا اور اس پر طنز کرنا شروع کیا یہ حال دیکھ کر وہ مصلوب نہایت حیران ہوا اور اس کا اعتقاد بگڑ گیا اور نہایت بد انجامی کے ساتھ مرا

پس اس بات نے اس زائد کو اس خذلان پر پہنچایا۔

قوله عز وجل وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ
 رُؤْفًا بِالْعِبَادِ ترجمہ : اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنی جان کو خوشنودی خدا کے طلب کرنے کیلئے بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ اور بعض لوگ اپنی جان کو خوشنودی خدا کے طلب کرنے کیلئے بیچ ڈالتے ہیں اور طاعت خداوندی کو بجالاتے ہیں اور لوگوں کو اس کے بجالانے کا حکم دیتے ہیں اور طاعت خدا میں جو جو ایذا میں ان کو لاسق ہوتی ہیں ان پر صبر کرتے ہیں گویا انھوں نے اپنے نفسوں کو فروخت کر دیا ہے اور ان کے عوض میں خدا کی خوشنودیوں کو تسلیم کر لیا ہے اور جب ان کو اپنے پروردگار کی خوشنودیاں حاصل ہوجاتی ہیں تو جو مصیبتیں اور بلائیں ان کی جانوں پر وارد ہوتی ہیں ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے وَاللَّهُ رُؤْفًا بِالْعِبَادِ اور اللہ اپنے تمام بندوں پر مہربان ہے ان میں سے جو لوگ اس کی رضا مندی کے طالب ہوتے ہیں ان کو ان کی آرزوں کے انتہا پر پہنچاتا ہے اور ان کے علاوہ اپنے فضل و کرم سے اور نعمتیں اتنی زیادہ کرتا ہے جو ان کی حد آرزو و تمنا سے بڑھ کر ہوتی ہیں اور جو لوگ اس کے دین میں فسق و فجور کرتے ہیں ان کو مہلت دیتا ہے اور نرمی اور مدارات سے ان کو اپنی اطاعت کی طرف بلاتا ہے اور جس شخص کی نسبت اسکو یہ معلوم ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے ایسی توبہ کریگا جو اس کے واسطے اسکی کرامتہائے عظیمہ کے حصول کا باعث ہوگی اس سے جدا نہیں ہوتا (یعنی اس سے قطع تعلق نہیں کرتا)

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ رسول خدا کے نیک اصحاب ہیں جنکو انکے دین کی تکلیف میں ڈالا گیا ہے منجملہ انکے بلالؓ صہیبؓ جنابؓ اور عمارؓ ابن یاسرؓ اور اسکے ماں باپ ہیں بلالؓ کی سرگزشت اس طرح ہے کہ اسکو ابو بکرؓ ابن ابوقحافہ نے اپنے دو حبشی غلاموں کے عوض میں خرید لیا تھا اور جب وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا تو علیؓ ابن ابی طالبؓ کی تعظیم ابو بکرؓ کی نسبت چند در چند زیادہ کرتا تھا مفسد لوگوں نے اس سے کہا کہ اے بلالؓ تو نے کفر ان نعمت کیا اور ترتیب فضیلت کو مچھلا دیا۔ ابو بکرؓ تیرا آقا ہے جس نے تجھ کو خرید لیا اور عذاب سے چھڑایا اور تیری جان

اور کسپال کو تجھے آزاد کر کے زیادہ کیا اور علی ابن ابی طالب نے ان میں سے کوئی کام بھی نہیں کیا اور
 تو ابوالحسن علی کی اتنی بڑی توقیر کرتا ہے جتنی ابوبکر کی نہیں کرتا۔ یہ امر تیرے کفران نعمت اور جہالت
 ترتیب میں داخل ہے۔ بلال نے جواب دیا کہ کیا مجھ پر لازم ہے کہ ابوبکر کی رسول خدا سے بڑھ کر توقیر کروں
 انھوں نے جواب دیا کہ تو یہ تو یہ بلال نے کہا کہ تمہارا یہ قول تمہارے پہلے قول کے برخلاف ہوا جو تم نے کہا
 تھا کہ تیرا علی کو ابوبکر سے افضل جانا جائز نہیں ہے کیونکہ اس نے تجھے آزاد کیا ہے۔ اسی طرح سے
 میرا رسول خدا کو ابوبکر سے افضل جانا بھی درست نہ ہوا۔ کیونکہ اس نے مجھ کو آزاد کیا ہے وہ بولے کہ
 محمد اور علی دونوں یکساں نہیں ہیں کیونکہ رسول اللہ تمام مخلوق خدا سے افضل ہیں بلال نے جواب دیا
 کہ ابوبکر اور علی بھی یکساں نہیں ہیں اس لیے کہ علی افضل مخلوقات الہی کا نفس ہے تو وہ بعد پیغمبر خدا
 کے تمام مخلوقات سے افضل ہے اور خدا کے نزدیک تمام خلق خدا سے زیادہ تر محبوب ہے کیونکہ اس
 نے رسول خدا کیساتھ شامل ہو کر اس پر پردہ کو کھایا ہے جس کے باب میں رسول خدا نے دعا کی تھی اے
 اللہ اس وقت میرے پاس اس شخص کو بھیج دے جو مجھ کو اپنی تمام مخلوقات سے زیادہ پیارا ہو اور
 وہی (علی) تمام مخلوق خدا میں رسول خدا سے زیادہ تر مشابہ ہے کیونکہ خدا نے اس کو دین خدا میں
 آنحضرت کا بھائی بنایا ہے اور ابوبکر مجھ سے یہ بات نہیں چاہتا جو تم چاہتے ہو کیونکہ وہ علی
 کے ان فضائل کو جانتا ہے جن سے تم ناواقف ہو یعنی اس کو معلوم ہے کہ مجھ پر علی کا حق اس
 کے حق سے زیادہ ہے کیونکہ اس نے مجھ کو عذاب ابدی کی غلامی سے چھڑایا ہے اور میرے اس
 کو دوست رکھنے اور اس کو سب پر فضیلت دینے کے سبب سے جنت کی ابدی نعمتیں
 میرے واسطے واجب ہو گئیں۔

اور صہیب کا واقعہ اس طرح پر ہے کہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ میں ایک بوڑھا آدمی ہوں میری
 موافقت یا مخالفت سے تم کو کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا میرا مال و اسباب مجھ سے لے لو اور مجھ کو چھوڑ دو۔
 انھوں نے اس کا مال لے کر اس کو چھوڑ دیا جب رسول خدا کی خدمت میں (مدینہ میں) حاضر ہوا تو
 حضرت نے اس سے فرمایا اے صہیب تیرا مال کس قدر تھا جو تو وہاں چھوڑ آیا ہے اس نے عرض کی کہ
 سات ہزار فرمایا اس کے چھوڑنے پر تیرا دل خوش ہے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اس ذات کی قسم ہے
 جس نے حضرت کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ اگر تمام دنیا سرخ سونا ہو جائے تو میں اس تمام کو حضرت پر

ایک نظر کرنے اور حضرت کے بھائی اور وصی علی ابن ابی طالب کو ایک آنکھ بھر کر دیکھنے کے عوض
 میں دس ڈالوں حضرت نے فرمایا اے صہیب اللہ تعالیٰ نے تیرے اس مال اور اس عقائد کے عوض
 میں جو مال جنت میں تیرے واسطے مقرر کیا ہے بخازن جنت اس کے شمار اور حساب کرنے سے
 عاجز ہیں اور خدا کے سوا اور کوئی اس کا حساب نہیں جانتا۔

اور جناب ابن اریث کو کفار مکہ نے بیڑی اور طوق میں قید کر لیا تھا اس نے محمد اور علی کو
 ان کی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے بیڑی کو اس کے سوار ہونے کے لیے
 گھوڑا بنا دیا اور طوق کو کمر میں لگانے کے لیے تلوار کر دیا اور وہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا جب انھوں
 نے محمد کی ان نشانیوں کو جو جناب پر ظاہر ہوئی تھیں مشاہدہ کیا اور کسی کافر کو اس کے پاس آنے
 کی مجرات نہ ہوئی اور جناب نے تلوار کھینچ کر آزدی جس کا جی چاہے میرے پاس آئے کیونکہ میں
 محمد و آل محمد کا نام لے کر اگر کوہ ابوقیس پر بھی تلوار ماروں تو اس کے ڈونگڑے کر ڈالوں تمہاری
 تو بساط ہی کیا ہے اس پر کوئی کافر اس کا مزاحم نہ ہو اور وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

اور عمار کے باپ اور ماں دونوں صبر کے ساتھ راہ خدا میں قتل ہو گئے
 اور عمار کو ابوہیل ملعون تکلیفیں دیتا تھا تب اللہ تعالیٰ نے اس ملعون کی انگوٹھی کو اسکی انگلی
 میں ایسا تنگ کیا کہ اس کو زمین پر گرا دیا اور نہایت ذلیل و خوار کیا اور اس کے کرتے کو اسکے بدن
 پر اتنا بھاری کر دیا کہ لوہے کی زد ہوں سے بھی زیادہ بوجھل معلوم ہوتا تھا یہ حال دیکھ کر وہ ملعون
 عمار سے کہنے لگا مجھ کو اس سے چھڑا جو تیرے ساتھ تھی (محمد) ہی کا کام ہے تب عمار نے اسکی انگوٹھی
 کو انگلی سے اور اسکے کرتے کو اسکے بدن سے اتار دیا اور وہ ملعون عمار سے کہنے لگا کہ میں تیرا کوئی بہنا پسند
 نہیں کرتا تو محمد کے پاس چلا جا کسی شخص نے عمار سے پوچھا کیا سبب کہ جناب کو تو ان نشانیوں کے ذریعے
 قید کفار سے چھڑایا اور تیرے ماں باپ کو اس عذاب میں پڑا رہنے دیا یہاں تک کہ وہ قتل کئے گئے۔
 عمار نے جواب دیا کہ یہ اس ذات پاک کا حکم ہے جس نے حضرت ابراہیم کو تو آگ سے نجات دی اور
 یحییٰ ابن زکریا کو قتل کی بلا میں ڈالا جناب رسول خدا نے فرمایا اے عمار تو بڑا فقیہ ہے عرض کی یا رسول اللہ
 مجھ کو اتنا ہی علم کافی ہے کہ میں پہچانتا ہوں کہ تو پروردگار عالم کا رسول ہے اور تمام مخلوقات کا سردار
 ہے اور تیرا بھائی علی تیرا وصی اور تیرا جانشین ہے اور تیرے بعد سب سے بہتر ہے اور قول حق تیرا اول

اس کا قول ہے اور فعل حق تیرا اور اس کا فعل ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسی لیے تم سے محبت کرنے اور تمہارے دشمنوں کو دشمن رکھنے کی توفیق عطا کی ہے کہ وہ اس امر کا ارادہ کر چکا ہے کہ مجھ کو دنیا اور آخرت میں آپ دونوں حضرات کے ہمراہ رکھے حضرت نے فرمایا کہ اے عمارؓ ایسا ہی ہے جیسا کہ تو کہتا ہے البتہ حق تعالیٰ تیرے ذریعہ سے اپنے دین کی حمایت کریگا اور ہر کشتوں کے غم کو قطع کریگا اور معاندوں کے عناد کو واضح کریگا جبکہ تجھ کو ایک گروہ قتل کریگا جو کہ امام حق سے باغی ہوگا بعد ازاں حضرت نے فرمایا اے عمارؓ تو نے علم ہی سے اس قدر فضیلت حاصل کی ہے پس ہماری طرف سے اپنی فضیلت کو اور زیادہ کر کیونکہ جب کوئی شخص علم کی تلاش میں نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ عرش پر سے اس کو آواز دیتا ہے کہ میرے بندے شبائش کی تجھ کو معلوم ہے کہ تو کس درجہ کی تلاش میں نکلا ہے اور کونسا درجہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو ملائکہ مقررین کا قرین ہونے کیلئے انکی مشابہت کو تلاش کرتا ہے میں تجھ کو تیری مراد کو پہنچاؤں گا اور تیری حاجت کو پورا کر دینگا کسی نے امام زین العابدین سے عرض کی کہ خدائے یہ جو فرمایا ہے کہ تو ملائکہ مقررین کے مشابہ ہونا چاہتا ہے تاکہ تو ان کا قرین ہو اس کے معنی کیا ہیں حضرت نے جواب دیا کہ کیا تو نے خدا کا یہ قول نہیں سنا کہ قرآن میں فرماتا ہے **شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ** اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتوں اور صاحبان علم نے بھی وحدانیت خدا کی گواہی دی اور وہ قابل ہیں کہ وہ حق سبحانہ عادل اور منصف ہے اور اس خدائے غالب حکیم کے سوا اور کوئی معبود یعنی قابل عباد نہیں ہے اس آیت میں خدائے پہلے اپنا ذکر کیا پھر ملائکہ کا پھر صاحبان علم کا جو ملائکہ کے قرین ہیں اور ان کا ہر ارٹھ ہے اور اس سے دوسرے درجہ پر علی ہے اور تیسرے درجہ پر وہ لوگ ہیں جو اس کے اہلیت میں اس کے زیادہ قریبی اور اس کے بعد اس کے مرتبہ کے زیادہ تر حقدار ہیں اس کے بعد حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ہمارے شیعوں کے بعد وہ علماء ہیں جو ہمارے پیرو ہیں اور ہمارے اور خدا کے مقرب فرشتوں کے فریق ہیں اور اللہ کی توحید اور اسکے عدل اور کرم وجود کے شاہدین اور معاندوں کے غمروں کو قطع کرتے ہیں اور اسکی خاص کنیزوں اور غلاموں میں سے ہیں پس تم نے اپنے نفس کے لیے بہت اچھی رائے پسند کی اور خوب بہرہ وافر اختیار کیا اور بہت بڑی سعادت سے کامیاب ہوئے جبکہ تم محمد اور اسکی آل اطہار کے قرین ہوئے اور خدا کی زمین میں اسکی توحید

اور توحید کو مشہور کر کے خدا کے نزدیک عادل اور منصف قرار پائے اور تم کو مبارک ہو کہ محمد سرور اولین و آخرین ہے اور اسکی آل اطہار تمام انبیاء کی آل سے بہتر ہے اور اصحاب محمد جو محمد اور علی کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں سے ہزار میں تمام پیغمبروں کے اصحاب افضل ہیں اور امت محمدی جو محمد اور علی کی دوستدار اور ان کے دشمنوں سے ہزار سے تمام پیغمبروں کی امتوں سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کسی شخص کے اعمال کو اس عقائد کے بغیر قبول نہیں فرماتا اور نہ اس کا کوئی گناہ معاف کرتا ہے اور نہ اسکی کوئی نیکی قبول فرماتا ہے اور نہ اس کا کوئی درجہ بلند کرتا ہے۔

قوله عز وجل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَلْجَأِكُمْ إِلَى السِّنَاتِ فَاغْلُظُوا إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ اے (ظاہر میں) ایمان لانیو الیہ تم سب دل سے اسلام میں داخل ہو اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے اور اگر تم بعد اس کے کہ خدا کی نشانیاں تمہارے پاس آچکیں لغزش کھا جاؤ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غالب اور صاحب حکمت ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اوپر کی دو آیتوں **وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْجِبُكَ قَوْلُهُ الْإِنَّمَا حِسَابُ نَفْسِهِ** الخ میں دو فرقیوں کا حال ذکر کر چکا اور ان کے حالات کو بیان فرما چکا تو لوگوں کو اس شخص کے حال کی طرف دعوت کی جس کے افعال پسندیدہ ہیں اور ارشاد فرمایا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً** اے ایمان والو مجتمع ہو کر سلم یعنی دین اسلام کی مسالمت میں داخل ہو یعنی باہم مصالحت رکھو اور کامل اسلام میں داخل ہو پس اس کو قبول کرو اور اس کے موافق عمل کرو اور اس شخص کی مانند مت ہو جو اسلام کی بعض باتوں کو قبول کرے اور ان پر عمل کرے اور بعض باتوں کا منکر ہو اور ان کو ترک کرے پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح اسلام میں داخل ہونے کے لیے محمد رسول اللہ کی نبوت کا قبول کرنا ضروری ہے اسی طرح علی ابن ابی طالب کی ولایت کا قبول کرنا بھی اس میں داخل ہونے کے لیے لازم ہے پس وہ شخص مسلمان نہیں ہے جو اس بات کا قائل ہو کہ محمد رسول خدا ہیں اور اس کا اقرار کرے اور وہ اس بات کا مقرر نہ ہو کہ علیؓ آنحضرت کے

وصی اور ان کے جانشین اور آپ کی امامت میں سے بہتر میں بلکہ مسلمان وہی شخص ہے جو محمد کی رسالت کے قائل ہونے کے بعد یہ اقرار کرے کہ علیؑ آنحضرت کے وصی اور ان کے جانشین اور آپ کی امت میں سے بہتر ہیں وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اور شیطان جو تم کو گمراہی اور ضلالت کے راستوں کی طرف لے جاتا ہے اور اس طرح تم کو ہلک گناہوں کے مرتکب ہونے کا حکم دیتا ہے اسکی پیروی اور متابعت مت کرو إِنَّهُ لَكُمُ عَدُوٌّ مُّبِينٌ کیونکہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے کہ اپنی عداوت کے باعث تم کو ثواب عظیم کے حاصل کرنے سے محروم رکھنا چاہتا ہے اور سخت عذاب سے تمہارے ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے فَإِنَّ مَرَكَلْتُمْ مَقْرَبًا بَعْدَ مَا جَاءَتْكُمْ الْبَيِّنَاتُ پس اگر تم سلم اور اسلام سے جس کی تکمیل ولایت علیؑ ابن ابی طالب کے معتقد ہونے سے ہوتی ہے لغزش کھا جاوے تو انکار نبوت کی حالت میں اقرار توحید تم کو کچھ نفع نہ دے گا۔ اگر تم لغزش کھا جاوے بعد اس کے کہ تمہارے پاس قول رسول اللہ اور اس کی فضیلت کی نشانیاں آئیں اور اس باب میں واضح اور روشن دلیلیں تم پر ظاہر ہو گئیں کہ محمد جو علیؑ کی امامت کی طرف رہبری کرتا ہے سچا پیغمبر ہے اور اس کا دین سچا دین ہے فَاعْلَمُوا أَنَّمَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تُوعَدُ لَكُمْ جَنَّاتُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ اور اپنے دین کے مخالفوں اور اپنے پیغمبر کی تکذیب کرنے والوں کے عذاب دینے پر قادر ہے اور کوئی اس کو اپنے مخالفوں سے انتقام لینے سے روک نہیں سکتا نیز اپنے دین سے موافقت کرنے والوں اور اپنے نبی کی تصدیق کرنے والوں کو ثواب دینے پر قادر ہے اور کسی کی مجال نہیں ہے کہ اس کو اپنے اطاعت گزاروں اور فرمانبرداروں کو ثواب کے عطا کرنے سے منع کر سکے جیکہ وہ یعنی عذاب دینا اور ثواب عطا کرنا جو کام کہ کرتا ہے وہ عین حکمت اور دانائی پر مبنی ہے اگر وہ اپنے مطیع اور فرمانبردار بندے کو بہت سی نعمتیں اور کرامتیں عطا فرمائے تو وہ اس میں زیادتی اور فضول پر عمل نہیں کرتا اور ان خیرات و کرامات کو بیجا مقام میں نہیں رکھتا اور اگر اپنے نافرمان اور سرکش بندے پر سخت عذاب بھی کرے تو بھی وہ ظلم نہیں کرتا۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ان آیات کو دیگر آیات سمیت روز شورش نے ان لوگوں کے سامنے بطور حجت پیش کی

۱۔ شوریٰ اس کیٹی کا نام ہے جو خلیفہ دوم نے اپنی وفات کے وقت اپنا جانشین انتخاب کرنے کے لیے مقرر کی تھی اس میں چھ آدمی تھے۔ علی بن عثمان طلحہ زبیر بن عبد الرحمن بن عوف سعد بن ابی وقاص ۱۲ (مترجم معنی عنہ)

پیش کیا تھا جنہوں نے اس وصی رسول کو اپنے حق سے باز رکھا اور ان کو اپنے مرتبے سے سچے سچے اگرچہ ان لوگوں نے اس میں پناہ ہی نقصان کیا کیونکہ علیؑ بمنزکہ کعبہ کے ہے کہ جسکی طرف نماز میں منہ کرنا حکم دیا گیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو امیر المومنین اور امام مقرر کیا ہے جیسا کہ کافرو کعبہ سے منحرف ہونا اسکے فضل و شرف میں کچھ کمی نہیں کرتا۔ اسی طرح اگر مقصود اور کوتاہ اندیشوں کے علیؑ کو اس کے حق سے ہٹایا اور ظالموں نے اس وصی رسول کو اسکے درجے سے باز رکھا علیؑ کی شان و منزلت میں کچھ نقصان نہیں کرتا۔ روز شوریٰ جب جناب امیر المومنین علیہ السلام عذرات بیان کر چکے اور خوف خدا سے ڈرا چکے اور اپنے بیانات کو واضح اور شرح طور پر بیان فرما چکے تو بعد از ان اپنی اثنائے تقریر میں ارشاد فرمایا اے عقلمند دوستو کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کیا کہ ان چیزوں کو جو عقل رکھتی ہیں اور نہ سنتی اور دیکھتی ہیں اور نہ سمجھتی ہیں اس کا شریک و شریک قرار دو۔ کیا رسول خدا نے مجھ کو تمہارے دین اور دنیا کا قوام یعنی درست کرنا اور محافظ مقرر نہیں کیا کیا آنحضرت نے مجھ کو تمہارا جگتے پناہ قرار نہیں دیا کیا حضرت نے تم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ علیؑ حق کیساتھ ہے اور حق علیؑ کیساتھ ہے کیا حضرت نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں شہر علوم ہوں در علیؑ اس شہر کا دروازہ ہے کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ مجھ کو تمہارے علوم کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور تم میرے علوم کے محتاج ہو کیا علم کو حکم سے کر وہ جاہلوں کی متابعت اور پیروی کریں یا جاہلوں کو علمائے پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ اے لوگو! عقلمندوں کی ترتیب کو کیوں توڑتے ہو اور جس شخص کو خدائے کریم و وہاب نے مقدم کیا ہے اس کو موخر کیوں کرتے ہو کیا رسول خدا نے جبکہ تم میں سے بڑے افضل اور معتز آدمی نے فاطمہ کے ساتھ نکاح کرنے کی درخواست کی تھی اور آنحضرت نے اسکی درخواست نامنظوری تھی میری درخواست درباب نکاح فاطمہ قبول نہ کی تھی اور جبکہ آنحضرت نے مجھ کو اپنے ساتھ پرندے کا گوشت کھلایا تھا تو کیا اللہ تعالیٰ نے اس وقت مجھ کو اپنی تمام مخلوقات سے محبوب تر نہیں بنایا تھا کہ اس نے مجھ کو تمام مخلوق سے زیادہ آنحضرت کے مشابہ نہیں کیا یہ کیا بات ہے کہ تم اس شخص کو جو آنحضرت سے سب لوگوں کی نسبت زیادہ تر مشابہ ہے موخر کرتے ہو اور جو شخص آنحضرت سے مشابہت رکھنے میں سب لوگوں سے کمتر ہے اس کو مقدم کرتے ہو تم کو کیا ہو گیا کہ تم غور و فکر نہیں کرتے اور سوچ بچار سے کام نہیں لیتے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام برابر ان حج ویراہین مثل ان کی اور

بعض صحیحائے حدیث میں روز شوریٰ

دلیلوں سے ان لوگوں پر احتجاج کرتے تھے مگر وہ اپنی تدبیروں کی وجہ سے جن کو وہ قائم کر چکے تھے حضرت کے کلام کو نہ سمجھے اور جس چیز کو انھوں نے اختیار کر لیا تھا اس کے سوا اور بات کو پسند نہ کیا (یعنی علی علیہ السلام کو خلافت سے محروم رکھا اور عثمان کو خلیفہ کر دیا۔ مترجم)

قوله عز وجل هل ينظرون الا ان ياتيه الله في ظلل من الغمام والملائكة وقضى الامر والى الله ترجع الامور ترجمہ : وہ لوگ نہیں انتظار کرتے ہیں مگر اس بات کا کہ عذاب خدا سفید بادل کے سائبانوں میں ان کے پاس آئے اور عذاب کے فرشتے ان کے پاس آئیں اور حکم خدا ادا کیا جائے اور سب امور خدا کی طرف رجوع کریں گے۔

امام حسن عسکری نے فرمایا کہ جب آنحضرت نے اپنی نشانیوں سے کفار کو ساکت اور لاجواب فرمایا اور اپنے معجزات سے ان کے عذروں کو قطع کیا تو ان میں سے بعض نے ایمان لانے سے انکار کیا اور آنحضرت سے باطل درخواستیں کیں چنانچہ حق تعالیٰ ان کی درخواستوں کو قرآن میں نقل فرماتا ہے وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِكَ حَتَّى تُفْرغَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَبْسُوتًا۔ الخ (اس کا ترجمہ مع تفسیر پہلے گزرا) پس خدا نے فرمایا کہ اے محمد! هل ينظرون الا ان ياتيه الله في ظلل من الغمام والملائكة یا ایں ہمہ کہ ہم نے اپنی نشانیوں کو ان کے سامنے ظاہر اور واضح کیا اور معجزات دکھا کر ان کے عذروں کو قطع کر دیا مگر یہ تکذیب کر نیوالے اسی بات کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کے سائبانوں میں ان کے پاس آئے اور فرشتے ان کے پاس آئیں اس سبب کہ انھوں نے تجھ سے درخواست کی ہے کہ اللہ کو دنیا میں لاجس کا آنا جائز نہیں ہے اور فرشتوں کے لانے کا باطل سوال تجھ سے کیا ہے جو کہ صرف اس وقت آتے ہیں جبکہ اس تعبد یعنی بندگی لینے کا وقت جاتا رہتا ہے اور ظالموں کے ظلم کی وجہ سے انکی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے اور اے محمد! یہ تیرا وقت بندگی لینے کا وقت ہے نہ کہ ہلاکت کے فرشتوں کے آنے کا وقت ہے پس یہ لوگ جو فرشتوں کے آنے کی تجھ سے درخواست کرتے ہیں جاہل ہیں وَقَضَى الْأَمْرَ إِلَى اللَّهِ تَرْجِعُ الْأُمُورُ اور سب امور خدا ہی کی طرف گے تو ان کی ہلاکت کا حکم نافذ ہو جائیگا وَاللَّيْلُ تَرْجِعُ الْأُمُورُ اور سب امور خدا ہی کی طرف رجوع کریں گے اور وہ جملہ امور میں حاکم ہے اپنے نافرمان بندوں کے لیے عذاب کا حکم دیتا ہے اور جو کوئی اس کو خوشنود کرتا ہے اس کے لیے آخرت کی تعظیم و تکریم لازم کرتا ہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان کافروں نے نشانیاں طلب کیں اور جو معجزے حضرت نے ان کو دکھائے حالانکہ وہ ان کے لیے کافی دانی تھے ان پر انھوں نے قناعت نہ کی یہاں تک کہ ان سے کہا گیا هل ينظرون الا ان ياتيه الله یعنی جبکہ انھوں نے واضح دلیلوں اور ان کے عذروں کو دفع کر نیوالی محنتوں پر قناعت نہ کی تو بس وہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ اللہ ان کے پاس آئے اور یہ مجال اور ناممکن ہے کیونکہ اللہ کے لیے آنا جائز نہیں ہے ایسا ہی جناب رسالت مآب نے امیر المؤمنین علی کو عہدہ امامت پر نصب فرمایا تو نواصب نے حضرت سے سوالات کئے اور وہ بھی مجال سوال تھے چنانچہ جب رسول خدا نے علی کی فضیلت اور امامت پر نص کیا اور مومنوں کے دل اس بات مطمئن اور خوش ہوئے اور منکروں نے جو اہل عناد میں سے تھے اس باب میں اپنے عناد کو ظاہر کیا اور شک کر نیوالے ضعیف مسلمانوں نے اس میں شک کیا اور حضرت کے دشمنوں میں سے منافقوں کی ایک جماعت نے آنحضرت اور آپ کے اصحاب خیار سے دونوں مستیوں کی صلح کے باب میں جھگڑا کیا اور ان کے سینوں میں عداوت اور حسد اور دشمنی کی یہاں تک زیادتی ہوئی کہ ایک منافق نے کہا کہ محمد نے اول تو اپنی مدح میں خوب مبالغہ کیا پھر اپنے بھائی علی کی مدح سرائی میں خوب زیادتی کی اور یہ بات پروردگار عالم کی طرف سے ہرگز نہیں ہے بلکہ وہ اسکی محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور اسکی محبت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ اسکو اپنی وفات کے بعد ہم پر سرور بنایا جائے اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے محمد! ان سے کہو کہ تم ان باتوں میں سے کس بات کا انکار کرتے ہو وہ خدا نہایت عظیم اور کریم اور حکیم ہے اس نے اپنے بندوں میں سے چند بندوں کو منتخب کیا ہے اور چونکہ ان کی حسن طاعات کو معلوم کر چکا ہے اور اپنے امر میں ان کی فرمانبرداری کو دیکھ لیا ہے۔ اس لیے انکو اپنی کرامتوں سے مخصوص کیا ہے اور اپنے بندوں کے کاروبار ان کے سپرد کئے ہیں اور اس حکیمانہ تدبیر کیساتھ جس کی انکو توفیق دی گئی ہے اپنی خلقت کی حکومت ان کے لیے مقرر کی ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ دنیا کا کوئی بادشاہ جب اپنے کسی خدمتگار کی خدمت کو پسند کرتا ہے اور سلطنت کے جس کام پر اس کو لگاتا ہے اس میں اسکی قرارداد اور تجویز پر بھروسہ کر لیتا ہے تو اسکے علاوہ اور امور کو بھی اس کے حوالے کر دیتا ہے اور اپنے لشکروں اور رعایا کے انتظامات میں اس پر اعتماد کرتا ہے محمد کا اس تدبیر میں جو پروردگار عالم نے اسکے سپرد کی ہے ایسا ہی جاہل ہے اور بعینہ وہی حال علی کا ہے جس کو محمد نے اپنا وصی اور اپنی

اہمیت میں اپنا جائزہ لیں اور اپنے قرضوں کا ادا کر نیوالا اور اپنے وعدوں کو پورا کر نیوالا اور اپنے دوستوں کا مددگار اور اپنے دشمنوں کا دشمن مقرر کیا ہے۔ مگر ان منافقوں نے ان دلیلوں پر قناعت نہ کی اور انکو تسلیم نہ کیا اور کہنے لگے کہ جو کام محمد نے علی سے منسوب کیا ہے وہ کوئی چھوٹا سا کام نہیں ہے وہ خلقت کے غولوں اور انکی عورتوں اور اولادوں اور مالوں اور حقوق اور حصوں اور ان کی دنیا اور آخرت کے معاملات ہیں اس لیے اسکو چاہیے کہ ایسے شخص کو ہمارے سامنے پیش کرے کہ جو اس حکومت کی جلالت کی قابلیت رکھتا ہو تب رسول خدا نے فرمایا کیا تم کو علی کا وہ نور کافی نہیں ہے جو اس تاریکی میں تھا اور جس کو تم نے اس رات کو دیکھا تھا جبکہ وہ میرے پاس اپنے گھر گیا تھا کیا تم کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ اپنے سامنے کی دیواروں میں سے گزر گیا اور وہ اس کے سامنے سے شوق ہو گئیں اور راستہ میں گیا پھر از سر نو آکر باہم مل گئیں۔ کیا تم کو غدر و جرم کا واقعہ کافی نہیں ہے جبکہ میں نے علی کو اپنا جائزہ لیا تھا اور تم نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے تھے اور فرشتے ان میں سے سزکالے جھانک رہے تھے اور تم کو پکار رہے تھے یہ ولی خدا ہے اسکی متابعت کرو۔ ورنہ تم پر عذاب خدا نازل ہوگا۔ اس سے ڈرو کیا تم کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ تم نے دیکھا کہ علی چلتا تھا اور پہاڑ سامنے سے بٹتے جاتے تھے تاکہ ٹور کھانے کی ضرورت نہ پڑے جب وہ گزر گیا تو پہاڑ پھر اپنی جگہ پر آگئے۔ بعد ازاں علی نے دعا کی کہ اے خدا ان لوگوں کو پھر اپنی نشانیاں دکھا کہ یہ امتیرے نزدیک سہل ہے تاکہ تیری حجت ان پر اور زیادہ تاکید کرے الغرض جب وہ لوگ اپنے گھر وں کی طرف واپس گئے تو اندر داخل ہونا چاہا زمین نے انکے پاؤں پکڑ لیے اور ان کو اندر جانے سے روک دیا اور آواز دی کہ ہمارے اندر قدم رکھنا تم پر حرام ہے جب تک کہ ولایت علی ابن ابی طالب پر ایمان نہ لاؤ تب انھوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور یہ کہہ کر گھروں میں داخل ہوئے پھر اندر جا کر دوسرے کپڑے بدلنے کے لیے اپنے لباس اتارنے کا ارادہ کیا تب وہ لباس ان پر بھاری ہو گئے اور وہ ان کو نہ اتار سکے اور کپڑوں نے انکو آواز دی کہ تم پر ہمارا اتارنا آسان نہ ہوگا جب تک کہ ولایت علی ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرو۔ تب انھوں نے اس کی ولایت کا اقرار کیا اور کپڑوں کو اتار دیا۔ پھر رات کا لباس پہننے کا ارادہ کیا تب وہ بھاری ہو گئے اور ان کو آواز دی کہ تم پر ہمارا پہننا حرام ہے جب تک کہ ولایت علی ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرو اس وقت

انھوں نے اقرار کیا پھر کھانا کھانے لگے اس وقت کتمہ ان کے لیے بھاری ہو گیا اور جو کتمہ بھاری نہ ہوئے تھے وہ ان کے منہ میں جا کر پتھر بن گئے اور ان کو آواز دی کہ تم پر ہمارا کھانا حرام ہے کہ جب تک کہ ولایت علی ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرو۔ تب انھوں نے ولایت علی کا اقرار کیا بعد ازاں وہ پیشاب و پاخانہ کی ضروریات کو رفع کرنے گئے۔ تب وہ عذاب میں مبتلا ہوئے اور ان کا دماغ ان کو متعذر ہوا اور ان کے پیشوں اور آکالت تناسل نے آواز دی کہ ہمارے ہاتھ سے خلاصی پانا تم کو حرام ہے جب تک کہ ولایت علی ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرو اس وقت انھوں نے اس ولی خدا کی ولایت کا اقرار کیا پھر ان میں سے بعض نے دلنگ ہو کر اس طرح پر دعا کی اللہم ان کان هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء واثبتنا بعذاب الیم اے خدا اگر یہ وہی حق ہے جو میری طرف سے ہے تو ہمارے اوپر آواز دینا بعذاب الیم۔ کوئی عذاب دردناک ہم پر نازل کر اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی اور یہ آیت بھیجی وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ اور اللہ کو شایاں نہیں ہے کہ ان کو عذاب کرے حالانکہ اے محمد تو ان میں موجود ہو کیونکہ عام بیخ کنی کر نیوالا عذاب اس وقت نازل ہوگا جبکہ تو ان میں سے نکل جائیگا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ اور اللہ ان کو عذاب نہیں دیتا حالانکہ وہ طلب بخشش کرتے ہوں اور توبہ اور رجوع و عتبت ظاہر کرتے ہوں کیونکہ دنیا میں اس نے حکم جاری کیا ہے کہ ظاہری ایمان قبول کرنا کافی ہے اور باطن کی تلاش اور تفتیش کو ترک کرو کیونکہ دنیا فرست اور مہلت کا گھر ہے اور آخرت جہنم کا گھر ہے وہاں کوئی عبادت نہ کرانی جائیگی۔ حضرت نے فرمایا اور اللہ انکو عذاب نہیں کرتا در آنحالیکہ طلب مغفرت کرنے والے لوگ ان میں موجود ہیں کیونکہ یہ لوگ موم ہیں کہ یا تو ان میں بعض لوگ ایسے ہیں جنکی بابت خدا کو معلوم ہے کہ وہ عنقریب ایمان لائیں گے یا انکی نسل سے کوئی پاک اولاد پیدا ہوگی اور تیرا پروردگار ان کو ایمان اور اپنا ثواب عطا فرمائے گا اور ان کے کافر باپ دادا کے گناہوں کے سبب سے ان کو ایمان و ثواب سے محروم نہ رکھیگا اگر یہ مانع نہ ہوتا تو ضرور ان کو ہلاک کر دیتا۔ پس آنحضرت کے قول کا یہی مطلب ہے جو حضرت نے فرمایا ہے کہ اسی طرح ناصیبوں نے علی کے باب میں احکام خدا کی توافقیات کی وجہ سے خدا کی نسبت لغویات اور باطلات کی

پارہ ۹
سورہ انفال
۴۶

پارہ ۹
سورہ انفال
۴۶

درخواست کی تھی جو کسی حکم عقلی میں کسی طرح جائز الوقوع نہیں ہیں۔
قوله عزوجل سل بنی اسرائیل... یہاں پر یہ حصہ بھی ختم ہوا۔

تفسیر امام علیہ السلام کا آخری حصہ

اس میں سورۃ بقرہ کی چند آیات کی تفسیر مندرج ہے سورۃ بقرہ پارہ سوم ص ۳۹۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قوله عزوجل فان كان الذي عليه الحق سفيها او ضعيفا او لا يستطيع ان يبل هو فليمل وليه بالعدل واستشهدوا شهيدين من رجالكم فان لم يكونا رجلين فرجل وامرء تان ممن ترهون من الشهداء ان تضلل احداهما فتدخر احداهما الاخرى ولايات الشهداء اذا ما دعوا ترجمہ: پس اگر وہ شخص جس کے ذمے حق ہے بے عقل ہو یا ضعیف ہو یا وہ لکھ نہ سکتا ہو اس وقت چاہیے کہ اس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھے اور تم اپنے معاملہ پر دو مردوں کو گواہ کرو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔ اور یہ گواہ ان شخصوں میں سے ہوں جن کو تم پسند کرو۔ اور دو عورتیں اس لیے ہیں کہ اگر ایک عورت اس معاملہ کو بھول جائے تو دوسری اسکو یاد دلا دے اور گواہ گواہی قبول کرنے میں انکار نہ کریں۔ جبکہ ان کو گواہ ہونے کے لیے بلایا جائے۔

التماس مترجم۔ اصل کتاب میں فان كان عليه الحق سفيها کی تفسیر موجود نہیں اس لیے مجبوراً ترک کرتا ہوں صرف ربط کے لیے ترجمہ میں کل آیت کو درج کر دیا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ آیۃ اَوْ ضَعِيفًا اَوْ لَا يَسْتِطِيعُ اَنْ يُبَلِّهُهُ فَلْيَمْلِكْ وَلِيَّهُ بِالْعَدْلِ کی تفسیر میں جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ شخص جس کے ذمے حق ہے بیوقوف ہو یا ضعیف ہو یعنی بدن کا کمزور ہو کہ لکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا اپنے فہم اور علم میں کمزور ہو کہ لکھنے پر قادر نہ ہو۔ اور ان لفظوں میں جو اس کے حق میں مفید ہوں اور ان لفظوں میں جو اس کے یا اس کے دوست کے حق میں مضر ہوں تمیز نہ کر سکتا ہو اَوْ لَا يَسْتِطِيعُ اَنْ يُبَلِّهُهُ لَوْ يَأُوهُ لَكُنْهِ كِي اسطاعت نہ رکھتا ہو یعنی وہ زندگانی دنیا کے لیے

اپنے بدن کو درست کر رہا ہو یا عاقبت کے لیے کچھ سامان اور زاد راہ مہیا کرنے میں مصروف ہو یا کسی حلال لذت میں مشغول ہو کیونکہ یہ تشغل ایسے ہیں کہ عقلمند کو مناسب نہیں ہے کہ ان کو ترک کر کے اس وقت اور کام کو شروع کرے جبکہ وہ شخص جس کے ذمے حق ہے صفات مذکورہ بالا سے موصوف ہو تو چاہیے کہ اس کا نائب اور مختار کار عدل وانصاف سے تحریر کرے جس میں مکتوب لہ (قرضخواہ) اور مکتوب علیہ (قرضدار) کسی پر ظلم نہ ہو۔

اور جناب رسالتناہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی ضعیف بدن آدمی کی اسکے کام میں مدد کرے اللہ تعالیٰ اسکے کام میں اسکا معین و مددگار ہوگا اور قیامت کے دن فرشتوں کو مقرر کرے گا جو اس روز کے خوفوں اور بولوں کے قطع کرنے اور آتش جہنم کی خندقوں پر سے عبور کرنے میں اسکی امداد کریں گے۔ یہاں تک کہ صراط سے گزرتے وقت اسکا دھواں درگم ہوا تک بھی اس تک نہ پہنچے گی اور وہ صحیح سلامت با امن و امان بہشت میں جا داخل ہوگا اور جو کوئی ایسے آدمی کی مدد کرے جو فہم اور معرفت میں ضعیف ہو اور سخت دشمن کے مقابلے میں جو باطل کا خواہاں ہے اسکو محبت تعلیم کرے اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ نزع کے وقت اسکی مدد کرے گا لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَنْ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدًا وَرَسُولًا کی شہادت اور جو چیز ان دونوں شہادتوں کے متصل ہے (یعنی ولایت علی) اسکے اقرار کرنے اور متفق ہونے کی توفیق عطا فرمائے گا یہاں تک کہ اس کا دنیا سے نکلنا اور خدا کی طرف رجوع کرنا ایسی صورت میں واقع ہوگا کہ اسکے اعمال نہایت افضل اور اس کا احوال نہایت پسند ہوگا اسوقت اسکو روح ویرجان کا تحفہ مرحمت ہوگا اور یہ مشرودہ اس کو دیا جائیگا کہ اس کا پروردگار اس سے رضامند اور نہایت خورسند ہے اور جو کوئی کسی ایسے شخص کی امداد کرے جو اپنے دنیاوی یا دینی مصلحتوں میں مصروف ہو یہاں تک کہ اس کو اپنے امور میں منتشر نہ ہونے دے اسکے صلے میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جبکہ بادشاہ جبار کے روبر ایک تشغل دوسرے تشغل کا مزاحم ہوگا اور احوال منتشر ہونگے اسکا معین و مددگار ہوگا اور اس کو شری بندوں سے الگ کر کے اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے گا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام چند عوام مسلمانوں کے پاس سے گزے جو مہاجرین و انصار میں سے تھے اور وہ مسجد میں بیٹھے تھے اور اس دن ہاشمیان کی پہلی تاریخ تھی اور وہ لہ سب اپنے اپنے تشغل میں گئے ہوئے اور کسی کو دوسرے کا دکھ بٹانے کی فرصت نہ ہوگی۔ مترجم

لوگ مسئلہ قضا و قدر اور دیگر مختلف فیہ مسائل میں غرض و فکر کر رہے تھے اور شور و غل بلند ہو رہا تھا۔ اور ان کا مباحثہ اور مجادلہ نہایت زور پر تھا یہ حال دیکھ کر حضرت وہاں ٹھہر گئے اور ان کو سلام کیا انھوں نے جواب سلام دیا اور جبکہ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور حضرت سے بیٹھنے کی التماس کی مگر آپ نے بیٹھنے اور ان سے پکار کر فرمایا۔ اے ایسے امر میں گفتگو کرنے والو جو تم کو کچھ فائدہ نہیں دیتا اور نہ کسی فائدہ کو تمھاری طرف رجوع کرتا ہے کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو حقیقت اندھے اور گونگے نہیں ہیں اور اس کے خوف نے انکو ساکت اور صامت کر دیا ہے اور وہی لوگ فصیح قل وانا اور اسکی مخلوق کے عالم ہیں لیکن ان کا یہ حال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی عظمت انکو یاد دلائی جاتی ہے تو اسکی عظمت و جلال کے باعث ان کی زبانیں سکستہ ہو جاتی ہیں اور ان کے دل پاش پاش اور پارہ پارہ ہو جاتے ہیں اور ان کی عقلیں حیران اور سرگشتہ ہو جاتی ہیں اور جب انکو اس حال سے آفاقہ برتا ہے تو پاک اعمال کیسا تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سبقت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ظالموں و رخطاکاروں میں شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ لوگ افراط اور تقریط کر نیوالے لوگوں سے بیزار ہیں آگاہ ہو کہ وہ خدا کے لیے تقریط (کمی) کو پسند نہیں کرتے اور نہ اس کے لیے افراط (زیادتی) کرنا چاہتے ہیں اور وہ اپنے اعمال کے سبب اس پر ناز نہیں کرتے بلکہ جب کوئی ان کو دیکھتا ہے تو وہ نمکین اور خوفزدہ اور خائف و ترساں نظر آتے ہیں۔ اے بدعت کر نیوالے لوگو تم ان میں کب داخل ہو سکتے ہو کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ مسئلہ قضا و قدر کو وہ شخص سب سے زیادہ جانتا ہے جو سب سے زیادہ اس میں ساکت اور خاموش رہتا ہے اور اس مسئلہ میں سب سے جاہل وہ شخص ہے جو اس میں سب سے زیادہ گفتگو کرتا ہے اے بدعتیوں کے گروہ آج شعبان مہرم کی پہلی تاریخ ہے۔ ہمارے پروردگار نے اس مہینے کو اس لیے شعبان کے نام سے نامزد کیا ہے کہ اس میں سب قسم کی نیکیاں منسحب ہوتی ہیں یعنی پھلتی ہیں اور تمھارے پروردگار نے اس میں اپنی جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور اس کے محلوں و تمام نفیس چیزوں کو نہایت ارزاں قیمتوں اور نہایت سہل امور کے عوض میں تمھارے سامنے پیش کیا ہے پس تم مگر ابھی اور سرکشی میں برابر ساعی ہو اور ابلیس کی راہوں کو نہایت مضبوطی سے اختیار کرتے ہو اور غیر کے راستوں سے جس کے دروازے تمھارے واسطے کھولے گئے ہیں الگ رہتے ہو یہ شعبان کی پہلی تاریخ ہے اور اسکی نیکیوں کی راہ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر والدین و رقبہ کی شکر و ان

۲ پس تم ان کے منکر ہو اور ابلیس ملعون نے اپنی بیویوں اور بلاؤں کی شاخوں کو تمھارے سامنے پیش کیا ہے۔

اور مسالیوں سے نیکی کرنا باہم اصلاح کرنا اور فقیروں اور مسکینوں کو صدقہ دینا ہے جو چیز تمھارے ذمے نہیں رکھی گئی ہے اور جس میں غرض و فکر کرنے سے تم کو منع کیا گیا ہے یعنی اسرار خدا کو نہ کھولو اور جو کوئی ان کو کھوتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے تم خواہ مخواہ اس کی تفتیش کرنے کی تکلیف اٹھانے ہو سنا ہمارے پروردگار نے اپنے فرمانبردار بندوں کے لیے جو امور آج کے دن میں مقرر کئے ہیں اگر تم ان سے واقف ہوتے تو تم اس بحث و مباحثہ سے جس میں تم مبتلا ہو بازرہتے اور جن امور کا تم کو حکم دیا ہے ان کو بجالاتے انھوں نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین وہ کیا چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار بندوں کے لیے مقرر کی ہے حضرت نے فرمایا کہ میں وہی بیان کروں گا جو میں نے رسول خدا سے سنا ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت نے ایک لشکر نہایت سخت کافر و کئی ایک قوم کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا تھا اتفاقاً ان کی خبر کے آنے میں دیر لگی اور خاطر اقدس کو انکی خبر سننے کا نہایت خیال تھا آخر کار ارشاد فرمایا کہ کاش کوئی ایسا ہو جو ان کے حالات کو معلوم کرے اور انکی خبریں مجھ کو پہنچائے ابھی حضرت یہ فرما ہی رہے تھے کہ ناگاہ ایک شخص یہ خوشخبری لایا کہ انھوں نے اپنے دشمنوں پر فتح پائی اور ان کے اسباب ٹوٹ لیے اور ان میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو زخمی و بعض کو اسیر کر لیا ان کے مال و نو غارت کیا اور ان کے عیال و اطفال کو قید کر لیا آخر کار جب وہ لشکر دیتے کے قریب پہنچا تو حضرت اپنے صحابہ سمیت انکی ملاقات کے لیے مدینہ سے باہر تشریف لائے جب ان سے ملاقی ہوئے تو زید بن حارثہ نے جو ان کا سردار تھا اور آگے آگے آ رہا تھا جب حضرت کو دیکھا تو اپنے ناقہ پر سے اتر پڑا اور حضرت کی طرف آیا اور حضرت کے پاؤں و رہا ہتھوں کا بوسہ لیا حضرت نے اسکو بغل میں لیا اور اس کے سر پر بوسہ دیا پھر عبداللہ ابن رواحہ اپنی سواری سے اتر آئے اور آگے بڑھ کر حضرت کے پاؤں اور ہاتھوں کا بوسہ لیا حضرت نے اسکو بھی گلے لگایا پھر قیس بن عامر منقری پیادہ پا حاضر ہوا اور آکر حضرت کے دست و پا کا بوسہ لیا حضرت اس سے بھی بغلیں ہوئے بعد ازاں باقی اہل لشکر اپنی اپنی سواریوں سے اتر کر حاضر ہوئے اور حضرت پر درود و سلام بھیجا حضرت نے انکو دعائے خیر دی پھر ان سے ارشاد فرمایا کہ اب تم اپنے حالات سے مطلع کرو کہ دشمنوں سے کیونکہ گزر و اور اس وقت ان کے ساتھ کفار کے قیدی اور ان کے اسیر شدہ عیال و اطفال اور زروع اور دیگر مال و متاع بیشمار موجود تھے۔ تب انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر آپ کے حالات سے آگاہ ہوتے تو نہایت متعجب ہوتے

حضرت نے فرمایا کہ میں ان حالات سے ناواقف تھا مگر اب جبریل امین نے مجھ کو مطلع کر دیا ہے اور
 میں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے دین سے بھی اس وقت تک ناواقف تھا جب تک کہ میرے پروردگار
 نے اس سے مجھ کو واقف نہ کیا تھا چنانچہ خدا ارشاد فرماتا ہے **وَكذٰلِكَ اَدۡخِیۡنَاۤ اِلَیۡكَ رُوحًا مِّنۡ
 اٰمُرِنَا مَا كُنْتَ تَدۡرِیۡهِ مَا الۡكِتٰبُ رَاۤیَ الۡاٰیۡمٰنُ وَاٰلِیۡنَآءُ بَعۡثِنَاۤهُ نُوۡرًا نُّهۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ
 نَّشَآءُ وَاٰمِنۡ بَعۡبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَلٰہِدُنَا اِلٰی ہٰٓمِرٰطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ** یعنی اسی طرح ہم نے رُوح کو اپنے
 حکم سے تیری طرف وحی کیا تو وحی سے پہلے یہ نہ جانتا تھا کہ قرآن کیا چیز ہے اور نہ ایمان کو جانتا
 تھا لیکن ہم نے اس (قرآن) کو نور کیا ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس بندے کو چاہتے ہیں اس سے
 ہدایت کرتے ہیں اور البتہ تو اسے محمد راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے مگر تم اس واقعہ کو اپنے
 ان مومن بھائیوں سے بیان کرو تاکہ یہ تمہاری تصدیق کریں کیونکہ جبریل نے مجھ کو تمہاری اس
 بات سے مطلع کر دیا ہے کہ تم سچ سچ بیان کر دو گے تب انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جب ہم
 دشمن کے قریب پہنچے تو ہم نے اپنے جاشوس کو انکی طرف بھیجا کہ انکے حالات اور تعداد کو معلوم کرے
 اس نے آکر ہم کو خبر دی کہ وہ ایک ہزار آدمی ہیں اور ہم دو ہزار تھے اور یکایک دشمن کے ہزار آدمی شہر سے
 باہر نکلے اور میں ہزار آدمی اندر چھوٹے اور تم کو خیال ہوا کہ یہ ہزار ہی آدمی ہیں اور ہم کو جاشوس نے
 خبر دی تھی کہ وہ باہم گفتگو کرتے تھے کہ ہم ایک ہزار آدمی ہیں اور وہ دو ہزار ہیں اور ہم ان کے مقابلہ
 کی طاقت نہیں رکھتے اور اس کے سوا اور کچھ چارہ نہیں ہے کہ ہم شہر کے اندر قلعہ بند ہو جائیں
 تاکہ یہ لوگ ہماری لڑائی سے تنگ ہو کر واپس چلے جائیں اس سبب سے ہم نے دلیری کر کے
 ان پر حملہ کیا اور وہ شہر میں داخل ہو گئے اور دروازے بند کر لیے تب ہم نے ان کے مقابلے
 کے ارادے سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا جب آدمی رات گزر گئی تو انھوں نے شہر کے دروازے کھولے
 اور ہم بے خبر پڑے سوتے تھے اور چار شخصوں کے سوا اور کوئی نہ جاگتا تھا ایک تو زیاد بن حارثہ
 تھا جو لشکر کے ایک طرف نماز اور تلاوت قرآن میں مشغول تھا اور دوسرا عبداللہ ابن رواحہ
 لشکر کے دوسری طرف نماز اور تلاوت قرآن میں مصروف تھا تیسرا قتادہ ابن نعمان دوسری
 طرف نماز پڑھتا اور قرآن کی تلاوت کرتا تھا ایک طرف قیس بن عاصم نماز اور تلاوت کلام مجید میں
 مصروف تھا الغرض وہ لوگ اس اندھیری رات میں شہر سے نکلے اور ہم پر تیروں کا مینہ برسایا

چونکہ ان کا شہر تھا اور وہ اس کی راہوں اور گزرگاہوں سے واقف تھے اور ہم بالکل ناواقف اور
 نا آشنا اس لیے ہم نہایت خائف و ترساں ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ ہم پروردگار کی ہدایت میں آئیے اور
 اور اس شب تاریک میں ہم کسی طرح دشمنوں کے تیروں سے نہیں بچ سکتے کیونکہ ان کے تیر ہم کو نظر نہیں آتے
 اسی اثنا میں ناگاہ ہم نے دیکھا کہ قیس بن عاصم کے منہ سے ایک بہت بڑی روشنی نمودار ہوئی جو
 جلتی آگ کی طرح روشن تھی اور دوسری طرف ایک روشنی قتادہ ابن نعمان کے منہ سے نمایاں ہوتی
 ہم کو نظر آئی جو زہرہ اور شتر ہی کی طرح چمک رہی تھی اور عبداللہ ابن رواحہ کے منہ سے ایک روشنی
 نکل جو اس طرح معلوم ہو رہی تھی جیسے اندھیری رات میں ماہتاب روشن ہوا کرتا ہے اور ایک تو زیاد بن حارثہ
 کے منہ سے ساطع ہوا جو آفتاب تاباں سے بھی زیادہ تر روشن ان چاروں نوروں نے ہمارے لشکر گاہ کو ایسا نور
 کر دیا کہ دن سے بھی زیادہ تر روشنی وہاں پر ہو گئی اور ہمارے دشمن نہایت تاریکی میں تھے اور ہم ان کو
 دیکھتے تھے اور وہ ہم کو نہ دیکھتے تھے پس زید نے ہم کو کسی طرف تقسیم کر دیا اور ادھر ادھر بھیلادیا اور
 ہم نے ان کو گھیر لیا اور ہم ان کو دیکھتے تھے اور وہ ہم کو نہ دیکھتے تھے اور ہم گویا آنکھوں والے تھے
 اور وہ گویا اندھے تھے تب ہم تلواریں کھینچ ان پر جا پڑے بعض کو قتل کیا اور بعض کو زخمی اور باقیوں کو قید کر لیا اور
 بعد ازاں ہم انکے شہر میں داخل ہوئے اور جا کر انکی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور ان کے مال و اسباب پر قبضہ
 ہو گئے اور یہ ان کی عورتیں اور بچے اور مال لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہیں اور یا رسول اللہ ہم نے
 ان نوروں سے جو ان چار شخصوں کے منہ سے ظاہر ہوا عجیب کوئی چیز نہیں دیکھی کہ ان سے ہمارے دشمنوں پر ایسا اندھا
 چھا گیا کہ ہم ان کے قتل کرنے پر قادر ہو گئے یہ حال لشکر حضرت نے ان سے فرمایا کہ تم پروردگار عالمین کا شکر ادا کرو
 کہ اس نے ماہ شعبان کی وجہ سے تم کو فضیلت دی اور یہ ماہ شعبان کی پہلی رات تھی اور جب ماہ حرام ہے تم ہو چکا
 تھا اور وہ نور تمہارے ان برادران ایمانی کے غزہ ماہ شعبان میں عمال بجالانے کے باعث ظہور میں آئے ہیں اور
 حق تعالیٰ نے ان اعمال کے وقوع میں ایسے پہلے ان کو وہ انوار اس رات کو عطا فرمائے تھے اصحاب نے عرض کی
 یا رسول اللہ فرمائیے وہ کونسے اعمال ہیں تاکہ ہم بھی بجالائیں در ثواب پائیں حضرت نے فرمایا کہ قیس بن عاصم منقری نے
 ماہ شعبان کی پہلی تاریخ کو کوکوئی (امر بالمعروف) کرنے کا حکم دیا اور برائی (نہی عن منکر) سے منع کیا اور ان کو
 خیر و صلاح کی طرف رہنمائی کی اس لیے حق تعالیٰ نے ان اعمال کے بجالانے سے پہلے اس کو اس رات
 وہ نور عطا فرمایا جبکہ وہ تلاوت قرآن میں مصروف تھا اور قتادہ ابن نعمان نے اپنا قرص جو

اس کے ذمے تھا ماہ شعبان کی پہلی تاریخ (دن کو) ادا کیا اس لیے خدائے جل شانہ نے اسکو اس پہلی رات کو وہ نور عنایت فرمایا اور عبداللہ ابن رواحہ جو کہ اپنے والدین سے بہت نیکی کرتا تھا اس سبب اس رات کو اس نیکی کا ثواب اور زیادہ مرحمت ہوا جب ان ہوا تو اس کے والدین نے اس کے کہا کہ تم مجھے دوست کہتے ہو اور تیری فلاں بیوی ہم کو بہت ستاتی ہے اور بڑا بھلا کہتی ہے اور ہم کو خوف ہے کہ کسی لڑائی میں ہم کو زک پہنچے اور دشمن ہم پر غالب ہوں اور تو مارا جائے اور تیری وہ عورت تیرے مال میں تارے ساتھ شریک ہو اور اس سبب سے وہ اور زیادہ ظلم و ستم ہم پر کرنے لگے اور زیادہ ضرر پہنچائے عبد شمر نے جواب دیا کہ مجھ کو پہلے سے معلوم نہ تھا کہ وہ تم پر ظلم کرتی ہے اور تم اس سے ناراض ہو اور اگر مجھ کو معلوم ہوتا تو میں اس کو طلاق دیدیتا مگر خیر اب میں اسکو طلاق دیدیتا ہوں اور اگر تم اس کے شر سے بخوف ہو جاؤ اور یہ بات ہرگز نہیں ہو سکتی کہ میں اس شخص کو دوست رکھوں جس سے تم ناراض ہو اس سبب سے حق تعالیٰ نے یہ نور اسکو عطا فرمایا اور زید ابن حارثہ جو سردار قوم اور ان سب سے افضل ہے اسکے منہ سے جو آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن نور طالع ہوا اس کا باعث یہ تھا کہ حق تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اس سے ایک بہت بڑا عمل صادر ہوگا۔ اس لیے حق سبحانہ نے اس کو خاص کیا اور اس عمل خیر کے باعث جو اس کے منہ سے نور کے ساطع ہو گیا سبب ہوا اسکو اور لوگوں پر فضیلت عنایت فرمائی یہاں تک کہ مسلمانوں نے اس نور کی وساطت سے منشر کوں پر فتح پائی اور وہ عمل یہ تھا کہ جس رات اس آفتاب کی مدد سے جو اسکے منہ سے طلوع کر رہا تھا مسلمانوں نے کافروں پر فتح پائی اسکے دن میں (روز اول ماہ شعبان) ایک شخص اسی لشکر کے منافقوں میں سے اسکے پاس آیا جس کا قصیدہ تھا کہ اسکے اور علی ابن ابی طالب کے درمیان نزاع ڈلوادے اور ان کے باہمی رابطہ الفت کو فاسد کرے اور اگر کہنے لگا مجھ کو مبارک ہو مبارک ہو اے وہ شخص کہ اہلبیت پر صحابہ رسول اللہ میں کوئی تیرا نظیر اور ہمسر نہیں ہے تیری تلاوت قرآن اور یہ نور جسکو ہم نے تجھ سے مشاہدہ کیا سبحان اللہ زید نے اس سے کہا اے بندہ خدا خدا سے ڈر اور خدا سے بڑھ کر بات نہ کر اور میری قدر و منزلت سے زیادہ میری تعریف مت کر کیونکہ اس بات سے تو مخالف خدا اور کافر ہو جائے گا۔ اور اگر میں بھی تیری اس گفتگو کو قبول کروں تو میں بھی تیری طرح کافر بن جاؤں۔ اے بندہ خدا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو ان واقعات سے آگاہ کروں جو ابتدائے اسلام میں اور اس کے بعد وقوع میں آئے یہاں تک کہ حضرت مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور فاطمہ زہرا کا جناب امیر المؤمنین

علی ابن ابی طالب کیساتھ نکاح کیا اور حسن و حسین اس معصومہ کے بطن سے پیدا ہوئے اس منافی نے کہا کہ ہاں زید نے کہا کہ جناب رسالت مآب مجھ کو نہایت دوست رکھتے تھے یہاں تک کہ مجھ کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور لوگ مجھ کو زید ابن محمد کہتے تھے یہاں تک کہ جناب امیر کے گھر میں امام حسن اور امام حسین پیدا ہوئے اس وقت میں نے ان دونوں حضرات کی خاطر سے آل حضرت کا فرزند کہلا کر اپنا پند نہ کیا اور جو کوئی مجھ کو آنحضرت کا فرزند کہہ کر پکارتا تھا۔ میں اس سے کہتا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ تم مجھ کو اس طرح پکارو۔ بلکہ یوں کہو کہ زید کا زاد کردہ رسول خدا کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں حسن اور حسین کے مشابہ ہوں اور برابر ایسا ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے میرے گمان کی تصدیق کی اور یہ آیت نازل فرمائی مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرِجَالٍ مِنَ الْقَبَلِينَ فِي جَوْفِهِ یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے اندر دو دل نہیں بنائے کہ ایک دل سے تو محمد و آل محمد کو دوست رکھے اور انکی تعظیم کرے اور دوسرے دل پر انکو فضیلت دے اور دوسرے دل سے انکے دشمنوں کو دوست رکھے اور انکو ان پر فضیلت دے بلکہ واقعی بات یہ ہے کہ جو کوئی انکے دشمنوں کو دوست رکھتا ہے وہ ان سے بغض رکھتا ہے اور انکا دوست نہیں درج ہوتا انکے دوستوں کو انکے مساوی جانتا ہے وہ بھی ان سے بغض رکھتا ہے اور انکا دوست نہیں ہے وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهَرُونَ مِثْلًا لَكُمْ وَأَرْحَامُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَا كُنْتُمْ مِثْلًا لَّهُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ اور تمہاری مائیں قرار نہیں دیا وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ كَمَا أَبْنَاءَكُمْ اور تمہارے متبنیہ لڑکوں کو تمہارا بیٹا نہیں کیا بعد ازاں چند آیات کے بعد فرمایا وَأُولَ الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَآءِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا کتاب خدا اور اس کے فقرات میں بعض رشتہ دار بعض رشتہ داروں سے نسبت اور مومنوں اور مہاجرین کے زیادہ سزاوار اور مستحق ہیں یعنی حسن و حسین رسول خدا کی نبوت کے زیادہ تر سزاوار ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے نیکی اور اکرام کرو۔ یہ یہ اولاد کے مرتبے کو نہیں پہنچتے۔ یہ بات کتاب خدا یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تب سے لوگوں نے مجھ کو فرزند رسول اللہ کہنا چھوڑ دیا اور زید اور رسول خدا کہتے لگے اور لوگ ایسا ہی کہتے تھے اور مجھ کو یہ بات بھی ناپسند تھی یہاں تک کہ آنحضرت نے علی ابن ابی طالب کو اپنا بھائی

سورہ احزاب
پارہ ۲۱
صفحہ ۱

۱۔ لے ظہار کے معنی یہ ہیں کہ شوہر اپنی عورت سے کہے کہ تیری پشت میری ماں کی پشت کی مانند ہے۔ ۱۲۔ متزحم

بنایا اس کے بعد کسی نے مجھ کو رسول خدا کا بھائی نہ کہا پھر زید نے اس منافق سے کہا کہ بندہ خدا زید علی کا آزاد کردہ غلام ہے۔ جیسے رسول خدا کا آزاد کردہ اس لیے تو زید کو علی کا نظیر اور ہمسر مت سمجھو اور اس کے مرتبے کو علی کے مرتبے سے بڑھ کر مت گمان کرو ورنہ تو نصاریٰ کے مشابہ ہو گا لکن انھوں نے عیسیٰ کو اسکے درجہ سے بڑھ کر سمجھا اور کافر ہو گئے اس تقریر کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ حق تعالیٰ نے اس جہ سے وہ فضیلت عطا کی اور اس نور و ضیاء سے اسکو متور کیا کہ اس نے علی کے مرتبے کو پہچانا اور خود کو اسکی محبت میں کامل کیا مجھ کو اس ندا کی قسم ہے جسے مجھ کو اپنی خلقت کی طرف استی کیسا تھ بھیجے کہ حق تعالیٰ نے زید کے اس عقائد کی بدولت جو نورانی مرتبہ اسکے لیے آفرین میں دیا کیا ہے اس کے مقابلے میں وہ نور جس کو تم نے دنیا میں مشاہدہ کیا ہے نہایت ہی کمتر ہے جب زید میدان قیامت میں وارد ہو گا تو اس کا نور اس کے آگے پیچھے دائیں بائیں اور سر کے اوپر اور پاؤں کے نیچے کی طرف ہزار برس کی راہ تک اس کے ساتھ ساتھ چلتے گا۔

بعد ازاں آنحضرت نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں اس ہزیمت کا حال بیان کروں جو ابلیس و اس کے اعوان و انصار اور لشکریوں میں پٹی ہے اور تمہارے ان دشمنوں کی ہزیمت سے زیادہ تر سخت ہوتی ہے انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ بیان فرمائیے۔ فرمایا مجھ کو اُس فات کی قسم ہے جسے مجھ کو خلقت کی طرف راستی کیسا تھ معوث کیا ہے کہ جب ماہ شعبان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو ابلیس اپنے لشکروں کو اطراف زمین اور آفاق عالم میں پھیلا دیتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ آج تم بعض بندگان خدا کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو اطراف زمین و آفاق عالم میں پھیلاتا ہے اور ان کو حکم دیتا ہے کہ اے فرشتو میرے بندوں کو راستی پر لاؤ اور انکو راہ راست کی طرف لبرسی کرو کہ وہ سب تمہارے ذریعے سے سعادت حاصل کریں گے مگر ہاں جو کوئی انکار کریگا اور سرکشی اور طغیان اختیار کریگا۔ وہ ابلیس کے گروہ اور اُس کے لشکر میں سے ہو گا اور جب ماہ شعبان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو حکم خدا سے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور درخت طوبے کی شاخیں دنیا کی طرف جھک جاتی ہیں نیز حکم خدا سے دوزخ کے دروازے کھل جاتے ہیں اس کے حکم سے درخت زقوم کی شاخیں دنیا کی طرف جھکتی ہیں۔ پھر ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اے بندگانِ خدا یہ طوبے کی شاخیں جھک رہی ہیں ان میں چمٹ جاؤ کہ یہ تم کو اٹھا کر جنت میں لے جائیگی اور یہ درخت زقوم کی شاخیں لٹک رہی ہیں خبردار ان سے بچنا ورنہ یہ تم کو جہنم میں لے جائیں گی

بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ میں اُس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ جو کوئی اس روز کسی قسم کی نیکی حاصل کرتا ہے وہ طوبے کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے۔ اور وہ اس کو جنت میں پہنچا دیتی ہے اور جو کوئی اس روز کسی قسم کی بدی کا مرتکب ہوتا ہے وہ زقوم کی ایک شاخ میں چمٹ جاتا ہے کہ وہ اس کو دوزخ میں لے ڈالتی ہے۔

پھر آنحضرت نے فرمایا جو کوئی اس روز ایک سنسنی نماز بجالائے وہ طوبے کی ایک شاخ میں چمٹ جاتا ہے اور جو کوئی اس روز روزہ رکھے وہ اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی میاں بیوی یا باپ بیٹے یا دورشتہ داروں یا دوہمسالیوں یا دو اجنبیوں میں صلح کرائے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی محتاج کے قرض کو ہلکا کرے یا اسکو ادا کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اپنے حساب میں غور کرے اور پُرانا قرض دیکھے کہ قرضخواہ اس سے نا امید ہو گیا ہو اور اس کو ادا کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی یتیم کا کفیل ہو وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی سفید اور بے سمجھ آدمی کو کسی مومن کی بے عزتی کرنے سے باز رکھے۔ وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی بھٹھ کر اللہ کی نعمتوں کو یاد کرے اور ان نعمتوں کے عوض میں اس کا شکر یہ ادا کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کسی جو کوئی کسی بیمار کی عیادت کو جائے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اس روز کسی جنازے کی مشایعت کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اس روز اپنے والدین سے یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ نیکی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی نے اس دن سے پہلے اپنے والدین کو ناراض کیا ہو اور اُس روز انکو روزنامہ نہ کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں اُس ذات پاک کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ جو کوئی اُس روز کسی قسم کا شریانا فرمائی پروردگار بجالائے۔ وہ درخت زقوم کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور وہ اس کو دوزخ میں پہنچائے گی۔

پھر ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اُس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو نبی برحق کر کے بھیجا ہے کہ جو کوئی نماز واجبہ میں کوتاہی کرے اور اسکو ضائع کرے وہ اس (زقوم) کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی شخص کے فوتے کوئی واجبہ روزہ ہو اور وہ اس کے ادا کرنے میں اس روز کمی کرے اور اسکو ضائع کرے وہ بھی اس کی ایک شاخ

میں لٹک جاتا ہے اور جس کھی کے پاس اس روز ایک ضعیف محتاج آدمی آکر اپنی بد حالی بیان کرے اور وہ اس شخص کے خوشحال کرنے پر بلا اپنے کسی قسم کے ضرر کے قادر ہو اور وہاں کوئی اور شخص ایسا نہ ہو جو اس کا قائم مقام ہو سکے با اینہم وہ اسکو نسیخ اور ہلاک ہونے دے اور اسکی دستگیری نہ کرے۔ وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس شخص کے پاس کوئی خطا کار اپنا عذر بیان کرے اور وہ اسکی عذر قبول نہ کرے اور اس کی خطا کے موافق سزا دینے پر بھی اکتفا نہ کرے بلکہ اس پر زیادتی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی بیوی اور میاں یا باپ اور بیٹے یا دو بھائیوں یا دو رشتہ داروں یا دو عساکروں یا دو دوستوں یا دو اجنبی شخصوں میں نزاع ڈلا دے۔ وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی سنگدست آدمی پر سختی کرے اور اسکی تنگدستی کا حال اسکو معلوم ہو اس پر بھی اس غیظ و غضب اور سختی کرنے میں زیادتی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کے ذمے کچھ قرض ہو اور وہ قرض خواہ کے حق کو نسیخ کرنا چاہے اور اس پر ظلم و تعدی کرے یہاں تک کہ اس قرض کو کا اعدم کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی یتیم پر ظلم کرے اور اسکو اذیت پہنچائے اور اس کا مال ہضم کر جائے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی برادر ایمانی کی عزت کے لیے ہوا اور لوگوں کو اس کی ہتک حرمت پر برا لکھنے کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس شخص کا ہمسایہ بیمار ہو اور وہ اسکے حق کو ضعیف و حقیر سمجھ کر اسکی عیادت کو ترک کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کا ہمتا مرجائے اور وہ اسکو ذلیل و حقیر جان کر اسکے جنازے کیساتھ نہ جائے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی مصیبت زدہ اور آفت رسیدہ شخص سے روگردانی کرے اور اسکو ذلیل و حقیر جان کر اس پر جوہر و تم کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی ماں باپ یا ان میں کسی کی نافرمانی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اس وز سے پہلے عاق والدین ہو اور اس ان کو رضامند نہ کرے حالانکہ انکی رضامند کرنے پر قادر ہو وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے۔

بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرا اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جسے مجھ کو سچا پیغمبر بنایا ہے کہ جو لوگ طویل کی شاخوں میں لٹکتے ہیں وہ شاخیں انکو اٹھا کر جنت میں لے جاتی ہیں اور جو لوگ کہ زقوم کی شاخوں میں لٹکتے ہیں وہ ان کو درخت میں لٹکا کر اڑھتی ہیں پھر حضرت نے ہر مبارک ٹھاکر آسمان کی طرف نگاہ کی اور خندہ فرمایا اور خوش ہوئے اس کے بعد زمین کی طرف سر جھکا یا اور نہایت ترش رو اور چین برچیں ہوئے بعد ازاں اصحاب کی طرف

متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں اس ذات باری تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ میں درخت طویل کو دیکھا کہ اس کی شاخیں بلند ہوتی ہیں اور جو لوگ ان میں لٹکتے ہوئے ہیں ان کو جنت میں لے جاتی ہیں اور میں نے دیکھا کہ بعض شخص تو ایک شاخ میں لٹکتے ہیں اور بعض طامات و حسنات کے موافق دو یا زیادہ شاخوں میں لٹکتے ہیں اور میں نے زیادہ حارثہ کو دیکھا کہ وہ اس کی سب سے بڑی درختوں پر چھائی ہوئی شاخوں میں لٹکا ہوا ہے اور وہ اس کو جنت کے بلند تر محلوں میں پہنچاتی ہے یہی دیکھ کر میں ہنسنا اور خوش ہوا تھا پھر میں نے زمین کی طرف نگاہ کی میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھ کو برحق پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ میں نے درخت زقوم کو دیکھا کہ اسکی شاخیں نیچے کو جھکتی ہیں اور جو لوگ ان میں لٹکتے ہیں ان کو جہنم کی طرف جھکاتی ہیں اور میں نے بعض شخصوں کو دیکھا کہ وہ ایک ایک شاخ میں لٹکتے ہیں اور بعض کو دیکھا کہ اپنی برائیوں اور گناہوں کے موافق دو یا زیادہ شاخوں میں لٹک رہے ہیں اور ایک منافق کو میں نے دیکھا کہ وہ اس درخت کی سب سے بڑی شاخ میں لٹکا ہوا ہے اور وہ اس کو جہنم کے درجہ اسفل کی طرف

جھکا رہا ہے اسی لیے میں ترش رو اور چین برچیں ہوا تھا۔
 امام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد پھر حضرت نے آسمان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا اور دیکھ کر نہایت خود بخود ہنس کر ہوئے پھر زمین کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا اور نہایت ترش رو اور چین برچیں ہوئے پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے بندگان خدا جو کچھ تمھارے پیغمبر محمد نے دیکھا ہے اگر تم اسکو دیکھو تو تم بیشک اسکے لیے دنوں میں اپنے جگروں کو پیاسا اور اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو اور اسکی خاطر راتوں کو بیدار ہو اور ان میں اپنے قدموں اور بدنوں کو سختی میں ڈالو اور اپنے مالوں کو صدقات میں خرچ کرو اور جہاد میں اپنی جانوں کو معرض تلف میں جا ڈالو پھر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ اولاد اہل و عیال اور خویش و اقارب آپ پر خدا ہوں کو کسی چیز ہے جو حضرت نے مشاہدہ فرمائی ہے فرمایا مجھ کو اس ذات مقدس کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا نبی کر کے بھیجا ہے کہ میں نے طوبی کی ان پہنموں کو دیکھا کہ جب ہٹ کر جنت میں گئیں تو ہمارے پروردگار بزرگ و برتر کے منادی نے جنت کے خزانچوں کو ندا دی کہ اے میرے فرشتو اے میرے فرشتو ان لوگوں کو جو آج طوبی کی شاخوں میں لٹک رہے ہیں دیکھو اور نگاہ کرو کہ وہ شاخ کہاں تک پہنچتی ہے جہاں تک وہ ختم ہوتی ہے اس کے موافق اسکے اطراف کی سیالیت کر کے محل اور مکان عطا کرو اور فرشتوں نے حسب الحکم محل اور مکان عطا کئے بعض کو ہر طرف سے ہزار برس کی راہ کے موافق عطا ہوئے اور بعض کو اس سے دگنے

اور بعض کو ان کے ایمان اور بزرگی اعمال کے موافق مانگنے اور چونگنے اور اس سے بھی زیادہ عطا کئے گئے اور میں نے دیکھا کہ تمہارے رفیق زید بن ساریہ کو ان سب کے عطیات کے مجموعے سے ہزار گتے محل و مکانات عطا ہوئے۔ کیونکہ اسکی قوت ایمانی اور جلالت عملی ان سب سے اسی قدر بڑھ کر اور بڑھتی تھی اسی لیے میں خود رسد اور شاہد ہوا تھا اور پھر میں نے زقوم کی شاخوں کو دیکھا کہ وہ پھر کر جہنم کی طرف گئیں اور ہمارے پروردگار کے منادی نے جہنم کے غزائچیموں کو پکارا کہ اے میرے فرشتو! تم ان لوگوں کو دیکھو جو آج زقوم کی ان شاخوں میں لٹک رہے ہیں اور ان شاخوں کے سائے اور اس کے اندھیرے کی انتہا کی طرف نظر کرو جہاں پر وہ ختم ہوتا ہے اسکی پیمائش کے موافق ہر طرف میں آگ کی نشست گاہیں محل گہری جگہیں سانپ پھونڈے اور نیرنگی طوق بڑیاں اور انواع اقسام کے عذاب نکال اسکے لیے تیار کرو الغرض کسی کیلئے ایک سال کی راہ کے موافق جہنم میں مذکورہ بالا عذاب کے سامان تیار ہوتے ہیں اور کسی کیلئے دو سال کی راہ کے موافق کسی کیلئے تیسویں کی راہ کے موافق اور کسی کیلئے ہزار برس کی راہ کے برابر بعض کیلئے اس سے بھی زیادہ برسوں کی راہ کے رافق اور انکی پیشی انکے ضعف ایمان اور بد عملیوں کے مراتب کے موافق ہوتی ہے اور میں نے ایک منافق کو دیکھا کہ اسکے لیے ان سب ہزار گنا عذاب تیار کیا گیا ہے جو کہ اسکے کفر اور شرارت کی زیادتی موافق ہے اسی لیے میں ترش رو اور چین جھین ہوا تھا۔

اس کے بعد حضرت نے زمین کی طرف لوگوں کی طرف نگاہ کی کبھی متوجہ ہوتے تھے اور کبھی مخالفت و ترساں پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا قرآن بردار بندو کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے ان کی کسی تکلیف و تکرم کرتا ہے اور عذاب ہونا مقول و زنا فرماؤں پر کہ اللہ تعالیٰ کیسے ان کو چھوڑ دیتا ہے اور انکے شیطانوں کے حوالے کر دیتا ہے مجھ کو اس بات پاک کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جو لوگ طویل کی شاخوں میں لٹکے ہیں شیاطین ان کو ان شاخوں سے اتار لینے کیلئے کیسے ان پر حملہ آور ہوتے ہیں دیکھو فرشتے ان پر چھپتے ہیں اور انکو قتل کر ڈالتے ہیں اور نیچے گرا دیتے ہیں اور ان لوگوں سے ہٹا دیتے ہیں اس وقت ہمارے پروردگار کا منادی ان فرشتوں کو ندا کرتا ہے اے میرے فرشتو جو زمین میں مقرر ہو خبردار ہر ایک فرشتہ اس حد تک نگاہ کرے جہاں تک اس شاخ کی جس میں کوئی مومن لٹکا ہوا ہے ہوا پہنچتی ہے اور شیطانوں سے مقابلہ کرکے اس مومن سے پیچھے ہٹا دے۔ کیونکہ میں کوئی حصہ ان شیطانوں کے لیے اس مومن میں نہیں پاتا ہوں پس اس مومن کے پاس بعض فرشتے آئے اور شیاطین پر اسکو نصرت دی اور کوشش شیطانوں کو

اس سے ہٹا دیا ہے گو برا آگاہ ہو تم شعبان کے اُس دن کی بڑی عظمت کرو علاوہ اسکے کہ تم مطلق شعبان کے عینے کی عظمت بھی کرو کیونکہ بہت سے لوگ اس عینے میں خدا کے سعید بندے ہوں گے اور بہت سے محروم اور بے نصیب پس تم سعیدوں میں داخل ہو اور بے سخت نہ بنو۔

قوله عز وجل واستشهدوا شہدائین من رجالکم واور اپنے مڑوں میں دو گواہ کرو
 جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ شہدائین من رجالکم سے مراد ہے کہ عادل اور آزاد مسلمانوں میں سے دو مردوں کو گواہ کرو۔ پھر فرمایا کہ ان کو گواہ کرو تا کہ انکے سبب اپنے دینوں اور مالوں کو بچاؤ اور اللہ کی تعلیم اور اسکی وصیت کو استعمال کرو۔ کیونکہ ان دونوں مردوں کی پابندی میں نفع اور برکت ہے اور انکی مخالفت کرو ورنہ تم کو ندامت لاحق ہوگی اور اس وقت ندامت کچھ نفع نہ ہوگا اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین شخصوں کی دعا قبول نہیں کرتا بلکہ ان سے روگردانی کرتا ہے اور انکو سزائش اور جزا تو بیخ فرماتا ہے ایک تو وہ شخص جو کسی بڑی عورت کیساتھ مقبلا ہو اور وہ اسکو ایذا دیتی اور ضرر پہنچاتی ہو اور اسکی دنیا کو اسکے لیے خراب اور فاسد کرتی ہو اور اسکی آخرت کو خراب کرتی ہو اور وہ شخص دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو اس عورت کے پیچھے سے نجات دے (اور ایسا وجود صورت طلاق اسکو طلاق نہ دیتا ہو) اللہ تعالیٰ اسکے جواب میں ارشاد فرماتا ہے اے منکر میں نے تجھ کو خلاصی دیدی اور اسکے طلاق دینا اور اسکے پیچھے سے رہائی پانیکا تجھ کو اختیار دیا ہے تو اس کو طلاق دے اور اسکو اپنے سے اس طرح الگ کر دے جیسے پرانی جراب کو پاؤں سے اتار کر پھینک دیتے ہیں۔ اور ساتھ شخص ہے جو کسی شہر میں رہتا ہو اور وہاں رہنے میں اسکو تکلیف ہو اور جن چیزوں کی اسکو ضرورت ہو وہاں اسکو دستیاب نہ ہوتی ہوں اور جس چیز کی وہ خواہش کرتا ہو اس سے محروم رہتا ہو اور وہ دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو اس شہر سے چھڑا جس میں رنج و وبال میں پڑا ہوں (اور وہاں سے نکلتا نہ ہو) اللہ تعالیٰ اسکو جواب دیتا ہے کہ اے میرے بندے میں نے تجھ کو اس شہر سے خلاصی دیدی اور اس سے باہر جانے کے راستے تجھ پر واضح کر دیئے ہیں اور تجھکو اس بات کی قدرت بھی عطا کی ہے پس تو کسی اور شہر میں چلا جا اور میری عافیت اور آرام میں مدد رفت کر اور مجھ سے رزق طلب کر تیسرا وہ شخص ہے جس کو خدا نے وصیت کی ہے کہ اپنے قرض کو گواہوں اور نوشتہ سے استوار اور پختہ کرے اور اس نے اس وصیت پر عمل نہ کیا ہو۔ اور اپنا

یہ شخصوں کی دعا قبول نہیں ہوتی

مال بلا تمسک اور وثیقہ تحریر کرے کسی غیر معتبر شخص کو دیدیا ہو اور وہ اس سے منکر ہو گیا ہو، اور اس کے مال کو ضبط کر لیا ہو تب وہ قرض خواہ دعا کرے کہ اے میرے پروردگار میرا مال مجھ کو واپس کر اللہ تعالیٰ اس کو جواب دیتا ہے اے میرے بندے میں نے تجھ کو تیرے مال کے استوار کرنے کا طریقہ تعلیم کیا تھا تاکہ وہ محفوظ رہے اور قرضدار اس سے متنزل نہ ہو اور وہ تلف نہ ہو مگر تو نے اس طریق کو اختیار نہ کیا اب تو مجھ سے دعا کرتا ہے۔ حالانکہ خود تو نے ہی اپنے مال کو ضائع اور تلف کیا ہے اور میری وصیت کی مخالفت کی ہے اب میں تیری دعا کو قبول نہیں کرتا۔

بعد ازاں آنحضرت نے ارشاد فرمایا اے بندگانِ خدا خبردار اللہ تعالیٰ کی وصیت پر عمل کرو، اور فلاح و نجات حاصل کرو اور اس کی مخالفت نہ کرو ورنہ نادم اور پشیمان ہو گے۔

پھر فرمایا اے لوگو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے کہ اپنی جانوں اور قرضوں اور مالوں کی گواہوں کے ذریعے حفاظت کرو اسی طرح اپنے برائیوں سے بچنے اور محافظ مقرر کئے ہیں اور اس کے آگے اور پیچھے نگہبان قائم کئے ہیں جو خدا کے حکم سے اسکی حفاظت کرتے ہیں اور اسکے اعمال اقبال الفاظ اور اسکے آنکھ بھردیکھنے کی نگہبانی کرتے ہیں اور جن جن مقاموں پر وہ جاتا ہے وہ ان مقامات میں اس کے پروردگار کے گواہ ہیں جو اس شخص کے موافق یا مخالف گواہی دینگے اور رات دن اور مہینے بھی گواہ ہیں جو اسکے موافق یا مخالف شہادت دینگے اور تمام بندگانِ مومن بھی اس کے گواہ ہیں جو اس کے موافق یا مخالف گواہی دینگے اور اسکے محافظ فرشتے جو اس کے اعمال کے کاتب ہیں وہ بھی اس کے گواہ ہیں جو اس کے موافق یا مخالف گواہی دینگے الغرض قیامت کے دن بعض لوگ تو ان گواہوں کے موافق گواہی دینے سے سعادت مند اور کامگار ہونگے اور بعض لوگ انکی مخالفت شہادت سے بدبخت و زنا کا متیاب ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں اور کنیزوں کو ایک ہی زمین پر مبعوث کر گیا اور ان کی نظر کو تیز کر گیا اور پکارنے والے کی آواز انکو سنایا گیا اور راتوں اور دنوں کو محسوس کر گیا اور مقامات اور مہینے بندوں کے اعمال پر گواہی دینگے جس نے نیک اعمال کئے ہونگے اس کے اعضا اور اس کے مقامات اور اس کے مہینے اور سال اور دن اور جمعہ کی راتیں اور اسکی گھڑیاں و ردن اس کے موافق گواہی دینگے اور وہ انکی شہادت سے سعادت ابدی سے بہرہ ور ہوگا اور جس نے بُرے اعمال کئے ہونگے اسکے اعضا اور مقامات اور اسکے مہینے اور سال اور گھڑیاں و ردن اور جمعہ کی راتیں اور اسکی گھڑیاں و ردن اس کے

ذکر محافظان و شامان اعمال

برخلاف گواہی دینگے اور وہ ان کی گواہی سے شقاوت ابدی میں گرفتار ہوگا۔ اے بندگانِ خدا آگاہ ہو روز قیامت کے لیے عمل کرو اور اس دن کے واسطے جو روز جمع اور یوم تناد ہے گوشہ اور سامان مہیا کرو۔ اور گناہوں سے پرہیز کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کو عمل میں لانے سے نجات کرو۔ امید ہو سکتی ہے۔ پس جو کوئی ماہِ رجب شعبان کی حرکت کو سچانے گا اور انکو ماہِ رمضان سے جو خدا کی امید ہو سکتی ہے۔ پس جو کوئی ماہِ رجب شعبان کی حرکت کو سچانے گا اور انکو ماہِ رمضان سے جو خدا کا بزرگ مہینہ ہے وصل کریگا تو قیامت کے دن یہ مہینے اسکے حق میں شہادت دینگے اور چونکہ اس نے مہینوں کی تعظیم کی ہے اس لیے وہ اسکے گواہ ہونگے اور ایک دی نذر کریگا کہ اے رجب شعبان آماہِ رمضان اس بند نے تم میں کیسے اعمال کئے تھے اور یہ بندہ کیسی طاعت خدا بجالاتا تھا۔ اسوقت رجب و شعبان و رمضان کے مہینے عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار اس بندے نے ہم سے تیری طاعت کی استعا اور تیرے اسباب فضل کی طلب امداد کا سامان حاصل کیا ہے اور اپنے مقدر کے موافق تیری رضامندی کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے اور اپنی طاقت کے مطابق تیری محبت کا ذکر کیا ہے۔ تب ان فرشتوں کو جو ان مہینوں پر مکمل ہونگے خطاب ہوگا کہ اے فرشتو یہ مہینے جو اس بندے کی بابت شہادت دیتے ہیں تم اس میں کیا کہتے ہو وہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار رجب شعبان اور ماہِ رمضان نے سچ کہا ہم نے بھی دیکھا ہے کہ تیرا یہ بندہ تیری طاعت میں سرگرم اور مصروف اور تیری رضامندی اور خوشنودی کا طالب رہتا تھا اور نیکی اور احسان کو عمل میں لاتا تھا اور ان مہینوں کے آنے سے نہایت خوش ہوتا تھا ان میں تیری رحمت کی طرف متوجہ ہوتا تھا اور تیرے عفو اور مغفرت کو ان میں نگاہ رکھتا تھا اور جن امور سے تو نے اسکو منع کیا تھا ان سے باز رہتا تھا اس نے اپنے پیٹ اور شرمگاہ اور کان آنکھ اور باقی اعضا کا روزہ رکھا ان کے دنوں میں تیری عبادت کے لیے نکلا اور راتوں کو نماز میں کھڑا رہا اور ان مہینوں میں فقیروں اور مسکینوں پر بہت اچھی طرح مصاحبت رکھی اور نہایت پسندیدہ طور پر ان کو وداع کیا انکے ختم ہونے پر بھی تیری طاعت پر قائم رہا کرتا تھا اور تیری عمرتوں کی پرہہ دہی نہیں کرتا تھا الغرض تیرا بہت اچھا بندہ ہے اسوقت اللہ تعالیٰ اس بندے کے لیے جنت میں لے جانے کا حکم فرمائے گا اور فرشتگانِ خدا بخشش و کرامات الہی لے کر اس سے ملاقات کریں گے اور نور کے ناقول اور برق کے گھوڑوں پر اس کو اٹھائیں گے اور وہ ایسی نعمتوں میں داخل ہوگا جو کبھی ختم اور تمام نہ ہونگی اور وہاں کے رہنے والے کبھی وہاں سے نکالے نہ جائیں گے اور وہاں کے جو ان کبھی ادھیڑ اور وہاں کے بچے کبھی بوڑھے نہ ہونگے اور وہاں کی خوشیاں اور نعمتیں

م کچھ فرشتے کی اور تیرے بندوں سے نہایت احسان و کرامت میں آیا اس نے ان مہینوں سے بہت

کبھی ختم نہ ہوں گی اور وہاں کی نئی چیزیں برائی نہ ہوں گی اور وہاں کی خوشی کبھی غم سے تبدیل نہ ہوگی وہاں کے رہنے والوں کو وہاں پر کسی قسم کی سختی اور تکلیف محسوس نہ ہوگی اور نہ کسی طرح کی سختگی اور تکلیف محسوس ہوگی اور وہ عذاب سے امن میں اور سختی عذاب اور کربت آمد و رفت قیام سے محفوظ و مضنون رہیں گے۔

قوله عز وجل فان لم يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٍ وَاَمْرًا تَارَةً اور اگر گواہی کیلئے دو مرد موجود نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہونی چاہئیں جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گواہی میں دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہیں جب مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی میں تو ان کی شہادت پر فیصلہ ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں جناب امیر نے فرمایا کہ ہم جناب اہلبیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آنحضرت آیت وَاَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ كَمَا تَذَكَّرُ فَرَمَا رَسُوهُ تَحْتِ اس کے ضمن میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت میں مردوں سے مراد آزاد مرد ہیں نہ کہ غلام کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غلاموں سے اپنے آقاؤ کی خدمت میں مشغول رہنے کے باعث بار شہادت اٹھانے اور ان کے ادا کرنے کی تکلیف سے بڑی کر دیا ہے اور گواہ تم مسلمانوں میں سے ہونے چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عادل مسلمانوں کو یہ شرف عطا کیا ہے کہ ان کی شہادیت قبول کی جاتی ہیں اور ان کے عالم آخرت میں وارد ہونے سے پہلے یہ شرف بزرگ اور ثواب دنیوی ان کیلئے مقرر فرمایا ہے۔ اسی شان میں ایک عورت ہاں آئی اور حضرت نے سامنے کھڑی ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فلا ہوں میں عورتوں کی طرف آپ کی طرف ایچی بن کر حاضر خدمت ہوتی ہوں جس عورت کو میرے دل کی خدمت میں حاضر ہونے کا حال معلوم ہوگا وہ اس حال کو دشمن کر نہایت خوش ہوگی یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ تمام مردوں اور عورتوں کا پروردگار ہے اور سب مردوں اور عورتوں کا خالق ہے اور کل مردوں اور عورتوں کا رازق ہے اور آدم سب مردوں اور عورتوں کا باپ ہے اور خوا سب مردوں اور عورتوں کی ماں ہے اور حضرت سب مردوں اور عورتوں کی طرف پیغمبر ہو کر آئے ہیں پھر کیا سبب کہ شہادت اور میراث میں دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر رکھا گیا ہے حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا ہے۔ اے عورت یہ اس بادشاہ عادل و حکیم کا حکم ہے جو کسی پر ظلم نہیں کرتا اور نہ کسی پر بیجا مشقت رنج و آت ہے جو چیز کا نئے نم سے روک لکھی ہے اسے اسکو کچھ نفع نہیں اور جو کچھ نئے دیا ہے اسے اسکو کچھ نقصان نہیں لیکن اس عورت کو چونکہ اسکو معلوم ہے کہ تمھارا دین اور عقل دونوں

عورتوں کی منزلت

ناقص ہیں اس لیے وہ اپنے علم کے موافق تذبذب کرتا ہے اس نے عرض کی یا رسول اللہ فرمائیے ہمارے دین میں کیا نقص ہے فرمایا کہ تم میں سے بعض عورتیں اپنے آدھے زمانے میں میٹھی رہتی ہیں اور حیض کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتیں اور غم و غصہ بہت کرتی ہو اور قوم کی ناشکری اور کفران نعمت کرتی ہو ایک عورت کسی مرد کے پاس میں یا زیادہ مدت تک رہتی ہے کہ وہ اس سے نیکی اور احسان سے پیش آتا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں سے اسکو مالا مال کرتا ہے جب کبھی کسی ن وہ مرد تنگ دست ہو جاتا ہے تو وہ اس سے لڑنے لگ جاتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی کسی قسم کی بھلائی نہیں دیکھی پس جس عورت کی عادت اس قسم کی نہ ہو اسکو جو اس طرح کا نقصان اسکے امتحان اور آزمائش کے لیے پہنچے اسکو چاہیے کہ صبر کرے اللہ تعالیٰ اس صبر کے عوض میں اسکو ثواب عظیم عطا فرمائے گا پس تو خوش ہو پھر حضرت نے فرمایا کہ کوئی بد عمل مرد ایسا نہیں ہے جس سے بد عمل عورت زیادہ تر بد عمل نہ ہو اور کوئی نیکو کار عورت ایسی نہیں ہے جس سے نیکو کار مرد زیادہ تر نیک اور افضل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو مرد کے برابر نہیں کیا سوائے فاطمہ کے کہ اسکو علی کے برابر اور اس سے ملحق کیا ہے جو تمام عالم کے مردوں سے افضل ہے اور حسن اور حسین کا بھی ایسا ہی حال ہے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو انھیں و اول اور اکرم شخصوں (علی و فاطمہ) کیساتھ ملحق کیا جبکہ فاطمہ کو میاں میں داخل کیا پس اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کو محمد اور علی کیساتھ شہادت میں شامل کیا اور حسن اور حسین کو ان سب کیساتھ ملحق کیا چنانچہ ارشاد فرماتا ہے فَمَنْ حَا جَبَّكَ فَبِي هِمٍ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ آبَاءَنَا وَابْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَاذِبٌ جَنِينٌ یعنی اے محمد جو کوئی کہ تجھ کو عیسیٰ کے باپ

بزرگی اور فضیلت عیسیٰ کا بیان

سورہ آل عمران ۳

بلاؤ پھر ہم بہ تصریح و زاری دعائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ اس موقع پر بیٹوں میں حسن اور حسین تھے کہ حضرت ان کو اپنے ہمراہ لائے تھے اور دونوں کو دو شیر بچوں کی طرح اپنے سامنے بٹھایا تھا اور عورتوں میں فاطمہ زہرا علیہا التحیۃ والتنا کو ساتھ لائے تھے اور ان کو شیر کی شیرنی کے اپنے پیچھے بٹھایا تھا اور نفسوں کی جگہ علی ابن ابی طالب کو ہمراہ لائے تھے اور ان کو شیر کی طرح اپنے دائیں طرف بٹھایا تھا اور خود بمنزلہ ایک شیر کے بیچ میں مقیم ہوئے اور اہل خیران سے

اِنَّ اللّٰهَ يُبَيِّنُ لَكَ يٰحَسْبُكَ مَقْصِدًا بِمَقْلَمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ سَيِّدًا وَحَصُوْرًا لِّسْ فَرَشْتُوْنَ نَعِي
 زَكَرِيَّا كُوْا اُوْزُوْدِيْ جَبِكُمْ وَهُوَ مَحْرَابٌ مِّمَّ مَظْهَرًا لِّمَظْهَرٍ اَتَقَالِيْ اَتَقَالِيْ اَتَقَالِيْ اَتَقَالِيْ اَتَقَالِيْ
 جُوْكَ كَلِمَةً مِّنْ عِلْمِيْ عِلْمِيْ كِيْ تَصْدِيْقٍ كَرِيْمًا اَوْ طَاعَتٍ خُلَا فِيْ سِرِّ رَاوْرِيْسِيْ رُوْكَ اُوْر حَصُوْرًا لِّعِيْنِيْ كَبِيْ
 عُوْرُوْنَ كِيْ زَرِيْكٌ نَّ جَانِيْكَ وَتِيْبِيَّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ اُوْر نَبِيْ نِيْكَوْنَ سِيْ بِيْدَا نَبِيْوَالَا هُوْكَ

اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ عیسیٰ کی پہلی دفعہ تصدیق کی ہے اس کا قصہ اس طرح
 پر ہے کہ مریم کے حجرے میں زکریا کے سوا اور کوئی شخص نہ جاتا تھا وہی بیٹھی لگا کر وہاں چڑھا کرتے
 تھے جب وہاں سے اترتے تو قفل لگا جاتے اور ہوا کے آنے کے لیے ایک چھوٹا سا سوراخ کھول
 جایا کرتے تھے جب زکریا کو معلوم ہوا کہ مریم حاملہ ہے تو وہ نہایت تمکین ہوتے اور دل میں کہتا کہ اس
 کے پاس میرے سوا اور کوئی شخص نہیں آتا اور یہ حاملہ ہو گئی ہے۔ اب بنی اسرائیل مجھ کو رسوا کرینگے
 اور وہ یہی جانیں گے کہ وہ مجھ ہی سے حاملہ ہوئی ہے اور یہ سارا حال اپنی بیوی سے جا کر بیان کیا اس
 نے کہا کہ اے زکریا کچھ خوف نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ نیک ہی سلوک کریگا۔ مریم کو میرے
 پاس لاتا کہ میں اسکو دیکھوں اور اس سے اسکا حال دریافت کروں لغرض زکریا مریم کو اپنی بیوی کے
 پاس لائے اور اللہ تعالیٰ نے مریم کو اس سوال کے جواب دینے کی تکلیف سے بچایا جب مریم اپنی
 بڑی بہن مریم کبریٰ کے زوجہ زکریا کے پاس آئیں تو مریم کبریٰ نے اپنی چھوٹی بہن مریم صغریٰ کی تعظیم کے لیے
 کھڑی نہ ہوئیں اس وقت چھٹی نے جو ماں کے پیٹ میں تھے اپنے ہاتھ سے پیٹ میں اشارہ کیا اور
 اس کو مضطرب کیا اور قدرت خدا سے پکارتے کہ اے ماں زناں عالم کی سردار تیرے پاس آتی ہے جس
 کے پیٹ میں مردان عالم کا سردار ہے اور تو اسکی تعظیم کیلئے کھڑی نہیں ہوتی اور اپنی ماں کو حرکت میں
 لائے اور وہ مریم کی تعظیم کو کھڑی ہو گئی اور چھٹی نے ماں کے پیٹ میں عیسیٰ کو سجدہ تعظیمی کیا یہ پہلا
 موقع تھا کہ عیسیٰ نے حضرت عیسیٰ کی تصدیق کی پس قول رسول خدا سے یہی مراد ہے جو انھوں نے
 حسن اور حسین کے باب میں فرمایا کہ وہ دونوں جو انان بہشت کے سردار ہیں سوائے دو خالہ زاد
 بھائیوں عیسیٰ اور عیسیٰ کے۔

پھر جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان چار شخصوں عیسیٰ اور عیسیٰ اور حسن اور
 حسین کو سن طفولیت میں اپنی حکمت عطا کی ہے اور انکو صدق کے سبب کا ذریعوں سے جدا کیا ہے۔

اور اپنے زمانہ میں سب صادقوں سے افضل قرار دیا ہے اور ان کو باغ اور صاحب فضیلت مردوں
 کے ساتھ شامل کیا ہے اور فاطمہ کو سب صادقوں سے افضل گردانا ہے جبکہ صادقوں کو
 کا ذریعوں سے جدا کیا اور علی کو نفس رسول اللہ کیا اور محمد رسول اللہ کو اپنی تمام مخلوقات سے
 بہتر قرار دیا۔

اس کے بعد شخصت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں سے
 اپنے واسطے چند چیزوں کو منتخب کیا ہے بعض مقاموں اور بعض راتوں اور بعض دنوں اور بعض مہینوں
 اور بعض بندوں کو انتخاب فرمایا ہے پھر ان منتخب شایہ میں سے بھی انتخاب کیا ہے مقامات میں سے تو مکہ
 مدینہ اور بیت المقدس کو منتخب کیا ہے اور میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز پڑھنا ہزار نمازوں سے
 بہتر ہے جو سوائے مسجد الحرام اور بیت المقدس کے اور مسجدوں میں پڑھی جائیں اور راتوں میں شب جمعہ
 اور شب نصف شعبان (ماہ شعبان کی پندرہویں رات) اور شب قدر اور شب عید کو برگزیدہ کیا ہے
 اور دنوں میں روز جمعہ اور روز عید کو منتخب فرمایا ہے اور مہینوں میں سے رجب شعبان اور ماہ رمضان
 کو پسند فرمایا ہے اور بندوں میں سے بنی آدم کو برگزیدہ کیا اور بنی آدم میں سے جن کو منتخب کیا
 ہے وہ لوگ ہیں جن کو اس نے بخوبی معلوم کر لیا ہے کہ وہ کیسے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے جب اپنی مخلوق
 کو برگزیدہ کیا تو بنی آدم کو برگزیدہ کیا پھر بنی آدم میں سے عرب کو انتخاب فرمایا پھر عرب میں سے قبیلہ
 بنی مضر کو منتخب کیا پھر بنی مضر میں سے قریش کو پھر قریش میں سے نبی ہاشم کو پھر بنی ہاشم میں سے
 محمد کو اور میرے طبیعت کو منتخب فرمایا پس جو کوئی عرب کو دوست رکھتا ہے وہ مجھ کو اور ان کو بھی
 دوست رکھتا ہے اور جو کوئی عرب سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے اور ان سے بھی بغض رکھتا اور
 حق تعالیٰ نے مہینوں میں سے رجب شعبان اور ماہ رمضان کو منتخب فرمایا ہے پس ماہ شعبان
 سوائے ماہ رمضان کے باقی سب مہینوں سے افضل ہے اور ماہ رمضان شعبان سے بھی افضل ہے
 اور اللہ تعالیٰ ماہ رمضان میں اپنی رحمت کو اور مہینوں کی نسبت ہزار گنی نازل فرماتا ہے اور قیامت
 کے دن ماہ رمضان نہایت پسندیدہ صورت میں محشور ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو ایک قلعہ پر مقیم
 کریگا کہ تمام اہل محشر اس کو دیکھ سکیں گے پھر حکم سے اس کو بہشتی لباس و زینت اور انواع و
 اقسام کے سندس اس قدر پہنائے جائیں گے کہ وہ اس قلعہ عظیم ہو جائیگا کہ اسکو کوئی طرح دیکھ نہ

سکے گی اور کان اُس کی مقدار کے علم کو سُن نہ سکے گا اور کوئی دل اس کے کسر (حقیقت) کو معلوم نہ کر سکے گا پھر وسط عرض سے ایک مُنادی کو ندا کرنے کا حکم ہوگا اور وہ ندا کرے گا کہ گروہائے خلاق کیا اس کو نہیں پہچانتے تمام مخلوق جواب دیگی اے ہمارے پروردگار کی طرف سے پکارنے والے بتیکت سعدیک ہم اسکو نہیں پہچانتے تب وہ مُنادی کہے گا کہ یہ ماہ رمضان ہے بہت سے قوم میں سے اس کے سبب سجد اور نیک بخت ہو گئے ہیں اور بہت سے اسکے باعث بد بخت اور ترقی بن گئے ہیں گاہ بہ تمام مومن جو اس مہینے میں طاعتِ خدا بجالا کر اسکی تعظیم کرتے تھے وہ اس کے پاس آئیں اور ان خلعتوں سے اپنا اپنا حصہ لے لیں اور اس مہینے میں طاعتِ خدا بجالانے اور اس میں سعی کر نیکی موافق ان کو آپس میں تقسیم کر لیں یہ ندا سُن کر تمام مومن جو اس مہینے میں طاعتِ خدا میں مصروف ہے ہونگے اسکے پاس آئیں گے اور ان خلعتوں کو اپنی زندگی دنیا میں طاعتِ خدا بجالانے کے موافق لے لیں گے ان میں سے بعض کو تو ہزار خلعت ملیں گے بعض کو دس ہزار بعض کو اس سے زیادہ اور کم پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنی کرم تو سے مشرف فرمائے گا اُس وقت ایک قوم اپنے دلوں میں یہ خیال کرے کہ ہم بھی تو اللہ پر ایمان رکھتے تھے اور اسکی وحدانیت کے قائل تھے اور اس مہینے کی فضیلت کے مقر (اقراری) تھے ان خلعتوں کو لیں گے اور یہ پہن لینگے تب وہ خلعت انکے بدنوں پر آگ کے ٹکڑے اور قطران کے پیرا بن ہو جائیں گے اور ہر ایک شخص پر ان کپڑوں کے تاروں کی شمار کے موافق افخی اور چھو اور سانپ نکلیں گے اور ان لوگوں نے اپنے اپنے گناہوں کی تعداد کے موافق ان کپڑوں کی مختلف تعداد لی ہوگی جس کے گناہ بہت عظیم ہونگے اس کے کپڑوں کی تعداد بھی زیادہ اور وہ ان کے بدنوں پر اسکی نسبت زیادہ بھاری معلوم ہونگے جیسے کمزور ضعیف شخصیت اور بچے پہاڑ گراں بار معلوم ہوتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے نہ مرنے کا حکم نہ دیا ہوتا تو وہ اس بوجھ اور عذاب کے نہایت کمتر حصے سے بھی مر جاتے پھر ان لوگوں پر قطران کے ان پیرا ہنوں کی تاروں اور آگ کے ٹکڑوں کی تعداد کے موافق افخی اور سانپ اور چھو اور آگ کے درندوں میں سے شیر اور چیتے اور کتے نکلیں گے اور افخی اور سانپ انکو ڈسیں گے اور چھو کاٹیں گے اور شیر بھاڑیں گے اور چیتے اور کتے ان کو کڑے کڑے کریں گے تب وہ آگ فریاد کریں گے افسوس یہ کیا ہوا یہ کپڑے تو سندس اور استبرق کے اور جنت کے نہایت عمدہ اور نفیس لباسوں میں سے تھے ہم پر آگ کے ٹکڑے اور قطران کے پیرا بن کیوں بن گئے اور یہی خلعت ان لوگوں (مومنوں) پر نہایت فاجرہ یا کس معلوم ہوتے ہیں۔

اور وہ ان میں لذت پار سے ہیں اور چین کر رہے ہیں اُس وقت انکو کہا جائیگا کہ اس کا باعث یہ ہے کہ یہ لوگ ماہ رمضان میں خدا کی اطاعت کرتے تھے اور تم سرکشی اور نافرمانی عمل میں لاتے تھے یہ عقیف اور پاکیزہ رہتے تھے اور تم دنا کرتے تھے یہ لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے تھے اور تم دلیری اور جرات کرتے تھے یہ چوری سے بچتے تھے اور تم چوری کرتے تھے یہ بندگانِ خدا پر ظلم کرنے سے پرہیز کرتے تھے اور تم لوگوں پر ظلم و ستم کرتے تھے پس یہ ان کے نیک عملوں کے نتیجے ہیں اور یہ تمہارے بد فعلوں کے نتیجے وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے نہ اس میں کبھی بدھے ہونگے نہ اذیت اور نہ کبھی وہاں سے تبدیل کئے جائیں گے اور نہ کبھی وہاں سے خارج ہونگے اور وہ کبھی قتل و غم میں مبتلا نہ ہونگے بلکہ ہمیشہ اس میں مسرور اور خوشحال اور فرحناک اور با امن اور مطمئن رہیں گے اور انکو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا اور وہ کبھی محزون و غموم نہ ہونگے اور تم ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہو گے اور اس میں ذلیل و خوار ہو گے اور اس طبقہ نیران سے طبقہ زہر پر کیطیف منتقل ہو گے اور دوزخ کے گرم پانی میں ڈبوئے جاؤ گے اور اس کا زقوم تم کو کھلایا جائیگا اور اسکے کوزوں سے تم کو خوب مارا جائیگا اور وہاں کے انواع و اقسام کے عذابوں تم کو نرادی کی اور تم ابد الابد جہنم میں کبھی زندہ ہو گے اور نہ کبھی مرو گے آگاہ ہو کہ تم میں سے جس کسی سے پروردگار عالمین کی رحمت ملتی ہوگی وہ محمد افضل انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے عذاب الیم اور نکال شدید کے بعد جہنم سے نجات پائے گا بعد ازاں جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بندگانِ خدا وہاں بہت لوگ رہتے ہیں جو عبادت ماہ شعبان کے سبب سجد اور نیک بخت ہونگے اور بہت سے وہاں لیسے ہونگے جو اسکے سبب بخت ہونگے کیا میں تم کو محمد و آل محمد کی مثال سے اطلاع دوں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہاں مطلع فرمائیے تب حضرت نے فرمایا کہ محمد کی مثال تمام بندوں میں ایسی ہے جیسے تمام مہینوں میں ماہ رمضان اور تمام بندوں میں آل محمد کی مثال ایسی ہے جیسے تمام مہینوں میں ماہ شعبان اور آل محمد میں علی ابن ابی طالب ماہ شعبان کے افضل شیعہ روز کی مانند ہے کہ وہ نصف ماہ شعبان کی رات اور دن ہے یعنی پندرہ رات اور پندرہ رات اور آل محمد کی نسبت باقی مہینوں ایسے ہیں جیسے ماہ شعبان کی نسبت ماہ رجب اور اللہ کے نزدیک درجہ بدرجہ اور طبقہ بہ طبقہ ہیں جو کوئی ان میں سے طاعتِ خدا کے بجالانے میں زیادہ سعی و کوشش کرتا ہے وہی انکی نسبت آل محمد سے زیادہ ترقی پیک پھر ارشاد فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسے شخص کے حال سے مطلع کروں جسکو اللہ تعالیٰ نے آل محمد سے ایسی نسبت دی ہے جیسے

ماہِ رجب کے ابتدائی دنوں کو ماہِ شعبان کے ابتدائی دنوں سے نسبت صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
ہاں مطلع فرمائیے فرمایا وہ ایسا شخص ہے کہ عرشِ خدا اس کے مرنے سے حرکت میں آئے گا اور اس کے آنے
سے آسمانوں کے فرشتے نہایت خوش ہونگے اور میدانِ قیامت اور جنت میں اس قدر فرشتے اس کے
خدمت گزار ہونگے جن کی تعداد تمام اہلِ دنیا سے جو اہلِ دنیا سے لیکر آخر دنیا تک ہونگے ہزار گنی ہوگی اور
اللہ تعالیٰ اس دنیا میں سکون مارے گا جب تک کہ اسکو اور اسکے ساتھی اور اسکے دوست اور برادرِ بھائی
کو جو آلِ محمد کی تعظیم و تکریم کے باب میں اس کا حمد و معاون ہے اس کے دشمنوں و مخالفوں کی طرف سے
مطہنت اور خوش دل نہ کرے صحابہ نے عرض کی کہ وہ شخص کون ہے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو غضبِ غصہ کی
حالت میں تمہاری طرف آ رہا ہے تم اس سے اسکے غضبناک ہونے کی وجہ دریافت کرنا اس کا غضبِ آلِ محمد
خاص کر علیؑ ابن ابی طالب کی خاطر ہوگا جب انھوں نے حضرت کا پر ارشاد سنا تو اپنی گردنیں اٹھائیں اور
آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس طرف دیکھنے لگے ناگاہ اول ہی اول جو شخص انکی طرف آیا وہ سعدؓ ابن معاذ
تھا اور وہ غیظ و غضب میں بھرا ہوا تھا جب وہ سامنے آیا اور آنحضرتؐ نے اسکو دیکھا تو فرمایا اے سعدؓ
جس سبب سے تو غضبناک ہوا ہے اسی سبب سے اللہ تعالیٰ بھی نہایت غضبناک ہے۔ اب اپنے غضبناک
ہونے کی وجہ بیان کر اور حالتِ غضب میں جو تو نے کہا ہے اس کو میرے سامنے ذکر کر پھر میں تجھ کو
بتاؤں کہ فرشتوں نے اس شخص سے کیا کہا ہے جسکو تو نے کہا ہے اور ملائکہ نے اللہ تعالیٰ سے کچھ عرض
کیا ہے اور اس نے انکی درخواست کو قبول فرمایا ہے تب سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے ماں
باپ آپ پر فدا ہوں میں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا تھا اور اس وقت چند انصار میرے پاس
موجود تھے کہ ان میں سے دو شخص باہم جھگڑ پڑے اور ان میں سے ایک شخص میں نے نفاق کو محسوس
کیا اور ان میں دخل دینا مجھ کو بُرا معلوم ہوا کہ مبادا ان کا شر کہیں بڑھ نہ جائے اور میں نے چاہا کہ وہ
دونوں لڑائی سے باز آجائیں اور صلح کر لیں مگر وہ باز نہ آئے اور انکی شرارت اور زیادہ ہو گئی اور
یہاں تک نوبت پہنچی کہ دونوں نے ایک دوسرے پر تلواریں کھینچ لیں اور ہر ایک اپنی اپنی تلوار
اور ڈھال پر روکتا رہا اور میں نے اس خوف سے ان میں دخل دینا پسند نہ کیا کہ کہیں کسی کا ہاتھ غلطی سے
مجھ پر نہ پڑ جائے اور میں نے اپنے دل میں دعا کی کہ اے خدا ان دونوں میں سے جو کوئی محمدؐ و آلِ محمدؐ کو زیادہ تر
دوست رکھتا ہے تو اسکی امداد کر القمہ وہ دونوں لڑتے رہے اور کسی ایک نے دوسرے پر قابو نہ پایا یہاں تک کہ

حضرت کے بھائی علیؑ ابن ابی طالب نے ہاں آنکھیں تیریں نہ سچ کر ان دنوں سے کہا کہ یہ علیؑ ابن ابی طالب موجود
ہیں اور تم ان کی تعظیم نہیں کرتے ان کی عزت کرو اور ایک دوسرے سے الگ ہٹ جاؤ کیونکہ یہ رسولِ خدا
کے بھائی اور آلِ محمدؐ میں سب افضل ہیں ایک شخص نے جب میری یہ بات سنی اپنی تلوار اور ڈھال ہاتھ
سے پھینک دی مگر دوسرے نے میری اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی اور اپنے رفیق کے گردن جھکائے
اور میری بات ماننے کے سبب اسکو اپنی تلوار سے ٹکڑے کر ڈالنے پر قابو پایا اور اسکو بائیس زخم لگا دیے اور
دیکھ کر میں اس شخص پر نہایت غضبناک ہوا اور اس حالت سے نہایت غمگین اور اندوہناک ہو کر اس سے
کہا کہ اے بندہ خدا تو بہت بد آدمی ہے کہ تو نے برادرِ رسول اللہؐ کی تعظیم نہ کی اور جس شخص نے ان کا وقتاً
کیا تھا اسکو تو نے زخمی کر دیا حالانکہ وہ اپنے نفس سے تجھ کو دفع کرنے میں تیار ہم پہ تھا اور تو اس پر
صرف اس وجہ سے قابو پایا کہ اس نے برادرِ رسول اللہؐ کا وقتاً کیا۔ یہ بات سن کر حضرت نے سعدؓ سے
پوچھا کہ جب تیرے اس رفیق نے اپنا ہاتھ روک لیا اور دوسرے نے اس پر تعذی کی تو علیؑ ابن ابی طالب نے کیا کیا
سعدؓ نے عرض کی کہ وہ اس شخص کو اپنی تلوار سے مارتا تھا اور علیؑ دیکھتے تھے اور کچھ نہ کہتے تھے اور نہ اسکو
مارنے سے منع کرتے تھے اور اسی حال میں ان کو چھوڑ کر آگے چلے گئے اور اس زخمی شخص میں اس وقت شاید
کچھ آخری رتق باقی ہوگی تب حضرت نے فرمایا اے سعدؓ شاید تو نے سمجھا ہوگا کہ اس باغی نے اس (مومن) کو
پر فتح پائی ظلم سے فتح حاصل نہیں سکتی۔ اس لیے کہ ظالمِ مظلوم کی دنیا سے جس حصے لیتا ہے مظلوم اس ظالم کے
دین میں سے اسکی نسبت زیادہ حصہ پاتا ہے کیونکہ جہنمی سے شیرینی حاصل نہیں ہوتی اور شیرینی سے تلخی نہیں ملتی
اور تو جو اس مظلوم کی خاطر اس ظالم پر غضبناک ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس (ظالم) پر اس تیرے
غضب سے زیادہ تر غضبناک ہوا ہے اور فرشتے بھی اس پر غضبناک ہیں اور علیؑ ابن ابی طالب نے جو اس
مظلوم کی مدد کرنے سے اپنا ہاتھ روکا سو اس کا یہ باعث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں محمدؐ کی
نشانیوں کے اظہار کا ارادہ کیا ہے اور اے سعدؓ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اور فرشتوں نے اس ظالم اور مظلوم
اور تجھ کو کہا ہے اسکو ضرور تجھ سے بیان کرونگا جبکہ تو اس مجروح آدمی کو میرے پاس لے آئے گا تاکہ تو
اس میں ایسی نشانیاں مشاہدہ کرے جو محمدؐ کی تصدیق کرینگی سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس کو
کیونکہ لایا جائے کہ اسکی گردن تو کٹی ہوئی ایک تپلی سی کھال کیسا تھ لٹک رہی ہے اور اسکے ہاتھ اور
پاؤں کا بھی یہی حال ہے اور اگر میں نے اسکو لایا تو اس کے اعضا جدا جدا ہو کر گر پڑیں گے حضرت نے

فرمایا کہ جو خدا کہ بادل کو پیدا کرتا ہے جبکہ اس کا کوئی حصہ بھی موجود نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ گاڑھا اور تہ در تہ ہو کر آسمان کے گوشوں اور اس کے کناروں میں قائم ہو جاتا ہے پھر اسکو برانگہ کرتا ہے تیکے وہ معدوم اور ناپید ہو جاتا ہے اور اس کا نشان بھی باقی نہیں رہتا وہی بان اعضا کے اگر چہ وہ الگ الگ ہو گئے ہیں جوڑنے اور وصل کرنے پر بھی قادر ہے جس طرح پہلے سے جبکہ ان میں سے کچھ بھی موجود نہ تھا۔ انکو وصل کیا تھا سعد نے عرض کی یا رسول اللہ آپ سچ فرماتے ہیں یہ کہہ کر اسکے لانے کیلئے وہاں سے روانہ ہوا اور اس زخمی کو لاکر حضرت کے سامنے رکھ دیا اور اس میں غری رقی باقی تھی جب تک اسکو رکھا تو اس کا سر کندھے سے اور ہاتھ کلائی سے اور ران اپنی جڑ سے الگ ہو گئی حضرت نے سر ہاتھ اور پاؤں کو اپنے اپنے مقام پر رکھا پھر اپنا لعاب دہن اس شخص پر ڈالا اور دست حق پرست زخموں کی جگہ پر پھیرا اور اس طرح دعا کی اے خدا تو مردوں کو زندہ کر سوا اور زندوں کو مارنے والا ہے اور ہر شے پر جسکو تو چاہے قادر ہے اور تیرا بندہ ان زخموں سے اس لیے گھال ہوا ہے کہ اس نے پیغمبر خدا کے بھائی علی ابن ابی طالب کی توقیر کی تھی اے خدا اپنی شفا سے اسے شفا عنایت فرما اور اپنی دوا سے اس کا علاج کر اور اپنی عافیت سے اسکو عافیت عطا کر جناب امیر روایت فرماتے ہیں کہ مجھکو اس ذات کی قسم ہے جس نے آنحضرت کو پیغمبر برحق مبعوث فرمایا ہے کہ جب حضرت نے اس طرح دعا کی تو اس شخص کے سارے اعضا اپنے اپنے مقام پر جوڑ گئے اور خون رگوں میں دورہ کرنے لگا اور وہ صبح و سالم ہو کر اٹھ کھڑا ہوا کہ کچھ تکلیف اسکے جسم میں باقی نہ تھی اور جو زخم اس کو لگے تھے ان کا کوئی نشان بدن پر ظاہر نہ ہوتا تھا۔

بعد ازاں رسول خدا نے سعد اور دیگر صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب جبکہ محمد کی تصدیق کر سوا خدا کی نشانیاں ظاہر ہو چکیں تو میں تم کو وہ باتیں سناتا ہوں جو فرشتوں نے اے سعد تجھ کو اور تیرے اس رفیق کو اور اس ظالم کو کہی ہیں اے سعد جبکہ تو نے اس شخص (مظلوم) سے کہا کہ اے شخص تو نے خوب کیا کہ برادر رسول خدا کی توقیر و تعظیم کے باعث لڑائی سے ہٹ گیا اور اس کے حریف سے کہا کہ اے شخص تو نے بڑا کیا کہ اس شخص پر ظلم و تعدی کی جو علی ابن ابی طالب کی توقیر کے باعث تیرے مقابلہ سے ہٹ گیا حالانکہ وہ تیرا ہم پلہ اور ہمسر تھا اس وقت تمام فرشتوں نے بھی اسکو کہا تھا کہ دشمن خدا تو نے بہت بُرا کیا اور تو بہت بد آدمی ہے کہ تو نے اس شخص پر تعدی کی جو برادر رسول اللہ علی ابن ابی طالب کی توقیر کو جو تیرے رونا چنے نفس سے لڑ کر میسے باز رہا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے فرمایا تو بڑا بندہ ہے کہ تو نے اس شخص پر دست درازی کی جو برادر

رسول خدا کی تعظیم کے باعث تیرے مقابلہ سے ہٹ گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش پر اس ظالم لعنت کی اور اے سعد تجھ پر اور تیرے اس رفیق پر اپنی رحمت بھیجی اس لیے کہ تو نے علی ابن ابی طالب کی توقیر کرنے کی رعیت دلائی اور اس نے تیری بات کو قبول کیا بعد ازاں فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار اگر تم کو اجازت ہو تو ہم اس ظالم سے انتقام لیں اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا اے میرے بندو میں عنقریب سعد ابن معاذ کو ان ظالموں سے انتقام لینے کی قدرت عطا کروں گا اور اس کے عنقب کو ساکن کروں گا یہاں تک کہ وہ اپنے ولی منشا کو ان کے باب میں جاری کرے اور اس مظلوم کو اس ظالم اور اس کے اصحاب پر ایسی قدرت دوں گا جو تمہارے اس ظالم کو ہلاک کرنے کی نسبت انکو زیادہ مرغوب اور محبوب ہوگی تب فرشتوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار کیا تو ہم کو اجازت دیتا ہے کہ ہم اس زخمی کے پاس جنت کی شراب اور ریحان لے کر جائیں جس سے وہ تندرست ہو جائے اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ میں عنقریب محمد کے لعاب دہن کو ان بہتر قرار دوں گا جسکو وہ اس شخص پر ڈالے گا اور اپنا ہاتھ اس شخص پر پھیرے گا اور اس سے وہ شفا پائے گا۔ اے میرے بندو میں ہی تندرست کر دے اور زندہ کرنے اور مارنے اور غنی و زنگدست اور سبک اور زنگدست کرنے اور بے لذت و پست کرنے اور ذلیل کرنے اور عزت دینے کا مالک و مختار ہوں تم اور میری باقی مخلوقات فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار تو ایسا ہی ہے پھر سعد نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری رگ ہفت اندام (اکھل) میں صدمہ پہنچا ہے اور کبھی کبھی اس سے غلن جاری ہو جاتا ہے اور مجھے خوف ہے کہ میں پیشتر اسکے کہ بنی قریظہ سے اپنا دل ٹھنڈا کروں مَر جوں یا ضعیف ہو جاؤں حضرت نے اپنا ہاتھ اس مقام پر پھیرا اور وہ تندرست ہو گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بنی قریظہ سے اسکے دل کو ٹھنڈا کیا کہ ان کے تمام مرد تو مارے گئے اور ان کے مال غارت ہوئے اور عیال و اطفال قید ہو گئے اس واقعہ کے بعد سعد کا وہ زخم بہنے لگا اور ملک بقا کو راہی ہوا اور اللہ تعالیٰ کی رضوان اور خوشنودی کی طرف چلا گیا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

جبکہ سعد کی ہفت اندام کا خون بند ہو گیا تو حضرت نے فرمایا اے سعد اللہ تعالیٰ عنقریب تیرے سبب سے مومنوں کے غنیمت کو رنج کرے گا اور منافقوں کا غنیمت تیرے باعث زیادہ ہوگا۔

اس واقعہ کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ سعد بنی قریظہ کے معاملہ میں حکم (منصف) مقرر ہوا جبکہ انھوں نے اسکا حکم ہونا منظور کیا اور وہ سات سو تپاس مردان دلیر اور شہسازان جوان تھے سعد نے

ان سے کہا کہ کیا تم میرے حکم پر راضی ہو وہ بولے کہ ہاں اور وہ سمجھتے تھے کہ سعد بن معاذ کو زندہ رکھے گا کیونکہ اس کے اور ان کے درمیان قربت اور رضاعت اور دامادی کا رشتہ تھا۔ اس وقت سعد نے ان سے کہا کہ اپنے ہتھیار رکھ دو انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے پھر سعد نے ان سے کہا کہ ایک طرف ہو جاؤ وہ الگ ہو گئے پھر کہا کہ اپنے قلعہ کو حوالہ کر دو۔ انھوں نے حوالہ کر دیا۔ تب حضرت نے فرمایا کہ اے سعد ان کے بارے میں حکم کر سعد نے عرض کی کہ میں نے حکم کیا ہے کہ ان کے مردوں کو قتل کیا جائے اور انکی عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے اور ان کے مال لوٹ لیے جائیں جب مسلمانوں نے تلواریں کھینچ کر ان کو قتل کرنا چاہا تو سعد نے کہا کہ یا رسول اللہ میں ان کو اس طرح سے قتل کرانا نہیں چاہتا حضرت نے فرمایا کہ کس طرح قتل کرنا چاہتے ہو مگر عذاب کی درخواست نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز میں نیکی درج کرتا ہے یہاں تک کہ قتل میں بھی سعد نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں کیا شخص کے سوا اور کسی کے لیے عذاب کی درخواست نہیں کرتا اور وہ شخص ہے جس نے ہمارے اس فتنے پر اس وقت جبکہ اس نے علی ابن ابی طالب کی توقیر و تعظیم کے سبب اس کے مقابلہ سے اپنا ہاتھ روک لیا تھا ظلم کیا اور وار چلایا اور وہ اپنے یہودی بھائیوں سے میل جول رکھتا ہے اس لیے وہ ان ہی میں شامل ہے۔ اب انکو ایک ایک کر کے لایا جائے اور شمشیر تیز سے قتل کیا جائے سوا اس شخص کے کہ اسکو اس مومن (مظلوم) کے ہاتھ سے عذاب چکھا یا یا بئنا کتاب حضرت نے فرمایا آگاہ ہو خواہ کوئی اپنے دشمن کے لیے عذاب نہ اسحق کی درخواست کرے۔ مگر تو نے حق عذاب کی درخواست کی ہے اس وقت سعد نے اس جوان (مظلوم) سے کہا کہ یہ اپنی تلوار لے کر اپنے رفیق کی طرف جا جس نے تجھ پر ظلم کیا تھا اور اس سے قصاص لے یہ سنتے ہی وہ جوان اس ظالم کی طرف بڑھا اور اسکو اپنی تلوار سے مارنے لگا۔ یہاں تک کہ ستائیس ضربیں اس کو لگائیں جیسے اس نے اس کو لگائیں تھیں پھر لولا کہ اسے اسی قدر میں مجھ کو لگانی تھیں ورنہ یہی مجھ کو کافی ہیں پھر اسکی گردن کاٹ ڈالی پھر وہ جوان ان لوگوں کو جو اس سے دور کھڑے تھے قتل کرنے لگا اور جو نزدیک تھے ان کو چھوڑ دیا۔ پھر اپنا ہاتھ روک لیا اور پکارا کہ اب تم قتل کرو یہ سن کر سعد نے اس سے کہا کہ تلوار مجھ کو دے اس نے تلوار سعد کے حوالے کی۔ اور اس نے کچھ تیز زد کی اور جو لوگ اس کے بہت نزدیک تھے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا جب تھک گیا تو تلوار کو پھینک کر پکارا کہ اب تم قتل کرو۔ القصة مسلمان

ان کو قتل کرتے رہے اور آخر کار سب کو قتل کر دیا پھر حضرت نے اس جوان سے دریافت کیا کیا سبب ہے کہ تو نے ان لوگوں کو قتل کیا جو تجھ سے دور کھڑے تھے اور نزدیک والوں کو چھوڑ دیا۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے قربت والوں کو چھوڑ دیا اور غیروں کو قتل کیا اور حضرت نے فرمایا کہ ان میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جو تیرے قریبی نہ تھے۔ اور پھر بھی تو نے ان کو چھوڑ دیا۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ زمانہ جاہلیت میں انھوں نے کچھ احسان مجھ پر کئے تھے اس لیے مجھ کو مکروہ معلوم ہوا کہ میں ان کو قتل کروں حالانکہ ان کے احسان مجھ پر تھے تب حضرت نے فرمایا کہ اگر تم ہم سے ان کی سفارش کرتے ہو تو ہم ضرور قبول کر لیتے اس نے عرض کی کہ میں عذاب خدا کو اس کے دشمنوں پر سے ٹالنا نہیں چاہتا تھا۔ اگرچہ میں خود اس کام کو سراخام دینا پسند نہیں کرتا تھا۔ بعد ازاں حضرت نے سعد سے فرمایا کیا سبب ہے کہ تو نے ان کو قتل کرنے میں کسی قسم کی تمیز نہ کی۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں ان کو خدا کے لیے دشمن رکھتا تھا اور ان کے ساتھ میری عداوت محض خدا کے واسطے تھی اس لیے میں حضرت اور حضرت کے دوستوں کے سوا اور کسی کا لحاظ کرنا نہیں چاہتا۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ اے سعد تو ان لوگوں میں سے ہے جو راہ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پرواہ نہیں کرتے الغرض جب اس قوم کا آخری مرد قتل ہو چکا تو سعد کا وہ زخم پھٹ گیا اور وہ راہی جنت ہوا رحمہ اللہ اس وقت حضرت نے فرمایا۔ یہ دوستان خدا میں سے ایک دوست ہے کہ عرش رحمن اس کی موت سے حبش میں آیا اور جنت میں جو مند ملیں اس کو رحمت ہوں گی وہ تمام دنیا سے افضل اور بہتر ہیں یہ سب محض اس سبب سے ہیں کہ رسول خدا کے بھائی (علی) کی توقیر کرتا تھا۔

قوله عز وجل **مَنْ تَرَفَّنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ** ان لوگوں میں سے جنکو تم گواہ بنانا پسند کرو (دومرنگو گواہ بناؤ) جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ **مَنْ تَرَفَّنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ** کے معنی یہ ہیں کہ جسکی دینداری۔ امانت گزاری۔ نیکی۔ پارسائی اور اسکے بیان شہادت میں سکے تین اور اسکی تحقیق اور تیز گوئی پسند کرو (اسکو اپنا گواہ بناؤ) کیونکہ ہر ایک نیکو کار صاحب تیز و دانش اور واقفکار نہیں ہوتا اور نہ ہر ایک صاحب علم و تیز نیکو کار اور صالح ہوتا ہے اور بعض بندگان خدا تو ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی نیکی و پارسائی

کے سبب اہل جنت سے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر وہ گواہی دیں تو قلتِ تمیز کے باعث انکی گواہی قبول نہیں کی جاتی۔ مگر جبکہ وہ نیک۔ پارسا اور صاحبِ تمیز اور دانشمند ہوں۔ اور گناہ اور ہوا و ہوس اور خواہشِ نفسانی اور ظلم سے پرہیز کرتے ہوں۔ بابِ شہادت میں وہی شخص افضل ہیں۔ پس تم ایسے ہی شخص کا دامن مضبوط کر کے پکڑو، اور اُس کی ہدایت کی پیروی کرو۔ اگر بارش نہ برے تو اُس کے واسطے سے بارش کو طلب کرو اور اگر تمہارے لیے نباتات کا اگانا بند ہو جائے تو اس کے ذریعے سے اُس کے اگانے کی درخواست کرو اور اگر تم پر رزق متعذر اور تنگ ہو جائے تو اُس کے واسطے سے اُس کی فراخی اور وسعت کو طلب کرو کیونکہ وہ اُن لوگوں میں سے ہے جو اپنی مراد میں کبھی ناکامیاب اور محروم نہیں ہوتے اور جن کا سوال کبھی رد نہیں ہوتا۔

نیز جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول خدا لوگوں کے دعوؤں کا فیصلہ گواہوں اور قسموں پر فرمایا کرتے تھے اس طرح کرنے سے دعوؤں اور دعویداروں کی کثرت ہو گئی تب حضرت نے فرمایا کہ اے لوگو! میں صرف ایک بشر ہی ہوں و تم آپس میں جھگڑتے ہو اور شاید تم میں سے ایک شخص دوسرے شخص کی نسبت اپنی دلیل و حجت کے بیان کرنے میں غلطی کرے اور میں اس کے بیان کے موافق ہو کر اس سے سنتا ہوں فیصلہ کروں پس جس کسی کے لیے میں اسکے بھائی کے حق میں سے کسی شے کا حکم دے دوں وہ اس کو نہ لے کیونکہ میں اُس کیلئے آگ کا ایک ٹکڑا قطع کرتا ہوں۔

اور جب وہ شخص کسی معاملہ میں جھگڑتے ہوئے حضرت کے پاس آتے تھے تو حضرت مدعی سے فرماتے تھے کہ اپنے دعوہات اور دلائل بیان کر۔ اگر وہ ایسی دلیل قائم کرتا تھا جس کو آنحضرت پسند کرتے تھے اور اس کو پہچانتے تھے تو مدعا علیہ پر حکم جاری فرماتے تھے اور مدعی کوئی دلیل پیش نہ کرتا تھا تو مدعی سے فرماتے تھے کہ خدا کی قسم کھا کر کہہ دے کہ مدعی نے جو دعویٰ مجھ پر کیا ہے وہ میرے فتنے نہیں ہے اور نہ اسکا کچھ میری طرف ہے اور جب مدعی ایسے گواہ پیش کرتا تھا جنکے نیکے بد کا حال معلوم نہ ہوتا تھا تو گواہوں سے فرماتے تھے کہ تم کس قبیلے کے ہو اور کس بازار میں رہتے ہو اور تمہارا گھر کہاں ہے جب بیان کر چکے تھے تو مدعی دروغا اور گواہوں کو اپنے سامنے سے رخصت فرماتے تھے پھر دوسرے وقت بلواتے تھے۔ بعد ازاں اس معاملہ کو

۱۰ یعنی اس دلیل اور ان گواہوں وغیرہ سے حضرت واقف ہوتے تھے ۛ

اپنے نیک اصحاب میں سے جدا جدا و شخصوں کے سپرد کرتے تھے اور ہر ایک فرماتے تھے کہ تم اس طرح سے اُنکے قبیلوں بازاروں محلوں اور بستوں میں جہاں یہ رہتے ہیں جاؤ کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہو۔ اور وہاں جا کر اُن کا حال دریافت کرتے تھے۔ اگر ان لوگوں کی نیکی اور فضیلت کا حال معلوم ہوتا تھا تو حاضر خدمت ہو کر حضرت سے اُن کا حال بیان کرتے تھے اور جن لوگوں سے انکی بابت دریافت کیا جاتا تھا ان کو حضرت کے سامنے حاضر کرتے تھے اور گواہوں کو بھی بلا جاتا تھا اور جن لوگوں سے ان کا حال تحقیق کیا جاتا تھا کہ یہ فلاں ابن فلاں ہے اور یہ فلاں ابن فلاں تم ان کو پہچانتے ہو؟ وہ جواب دیتے تھے ہاں پھر ان سے فرماتے تھے کہ فلاں در فلاں شخصوں نے تمہاری طرف سے ان دونوں شخصوں کی بابت نیک خبر اور پسندیدہ ذکر بیان کیا ہے کیا یہ بات جو انہوں نے بیان کی ہے درست ہے؟ جب ہاں کہتے تھے تو اسوقت ان دونوں کی شہادت کے موافق مدعا علیہ کے اوپر حکم جاری کیا جاتا تھا اور اگر وہ دونوں اصحاب انکی بابت بری خبر لاتے تھے اور انکو عیب بیان کرتے تھے تو ان لوگوں کو بلا کر ان سے دریافت کرتے تھے کہ تم فلاں فلاں شخصوں کو پہچانتے ہو۔ وہ کہتے تھے ہاں پھر ان فرماتے تھے کہ بیٹھ جاؤ یہاں تک کہ دونوں جائیں تب وہ بیٹھ جاتے تھے پھر ان کو وہاں حاضر کیا جاتا تھا پھر ان لوگوں سے فرماتے تھے کہ یہ دونوں وہی ہیں تب کہتے تھے کہ ہاں جب حضور کے نزدیک ان دونوں کی بڑائی ثابت ہو جاتی تھی تو سب کے سامنے انکی پردہ درسی نہ فرماتے تھے اور نہ ان پر ناراض ہوتے تھے اور نہ کچھ زجر و توبیخ کرتے تھے بلکہ مدعی اور مدعا علیہ کو باہم صلح کر لینے کے لیے فرماتے تھے اور پراہان کو فہمائش کرتے تھے یہاں تک کہ وہ باہم صلح کر لیتے تھے اور اس سے حضرت کی یہ غرض ہوتی تھی کہ وہ گواہ رسوا نہ ہوں اور انکی پردہ پوشی فرماتے تھے اور آنحضرت اپنی امت پر نہایت بخشش کر بوالے اور مہربان اور پردہ پوش تھے اور اگر وہ گواہ عام لوگوں میں اور غریب الوطن ہوتے تھے کہ انکو کوئی نہ پہچانتا تھا اور انکا کوئی قبیلہ اور بازار اور گھر وہاں نہ ہوتا تھا تو مدعا علیہ کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ تو ان دونوں کی بابت کیا کہتا ہے۔ اگر وہ کہتا تھا کہ میں یوں تو ان کو نیک ہی جانتا ہوں مگر یہ ضرور ہے کہ انہوں نے جو میرے مخالف گواہی دی ہے اس میں غلطی پر ہیں اس وقت ان کی گواہی کے موافق فیصلہ کیا جاتا تھا اور اگر مدعا علیہ ان گواہوں پر چرح کرتا اور ان کو مطعون ٹھہراتا تو مدعی مدعی علیہ کے درمیان یا تو صلح کر دیتے تھے یا مدعا علیہ کو حلف دیتے تھے اور باہمی جھگڑے کو قطع فرماتے تھے۔

۳ دونوں کی بابت دریافت کر اور اگر وہ دونوں اصحاب حسب الامر گواہوں اور ان کا صلح کر دینا

قوله عز وجل ان تفضل احدهما فانذركم احدهما الاخرى (اور دو عورتیں اس لیے مقرر کی گئی ہیں) کہ اگر ایک عورت اس معاملہ کو بھول جائے تو دوسری اسکو یاد دلائے۔

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اگر ایک عورت شہادت میں گمراہ ہو جائے اور اس کو بھول جائے تو دوسری عورت اس کو یاد دلائے اور دونوں عورتیں شہادت کے ادا کرنے میں درست اور مستقیم ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر اس لیے رکھا ہے کہ عورتوں کی عقلیں اور ان کا دین ناقص ہوتا ہے۔ بعد ازاں جناب امیر نے فرمایا ہے۔ اے عورت تو تم ناقص العقول پیدا کی گئی ہو۔ اس لیے تم کو چاہیے کہ شہادتوں میں غلطی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ شہادت کے یاد رکھنے والے مردوں اور عورتوں کو ثواب عظیم عطا فرماتا ہے اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو دو عورتیں شہادت میں احتیاط کریں اور ایک عورت دوسری عورت کو یاد دلا دے یہاں تک کہ وہ دونوں حق کو قائم کریں اور باطل کو فرج کر دیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب ان دونوں کو محشور کرے گا تو ان کے ثواب کو عظیم کرے گا اور ان پر اللہ کی نعمتیں برابر پہنچتی رہیں گی اور فرشتے ان کی عبادتوں کو جو دنیا میں انہوں نے کی ہوگی اور طرح طرح کے دنیاوی عنوم و ہوم کو جو طاعت خدا کے منافی ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے جس قدر عنوں و ریخوں کو ان سے نازل کیا ہوگا ذکر کریں گے یہاں تک کہ ان دونوں عورتوں کو جنت میں ہمیشہ کے لیے داخل فرمائے گا اور قیامت کے دن بعض عورتیں ایسی محشور ہونگی کہ ان میں سے بعض کو کتاب اعمال کے دینے سے پہلے منہ پھیر کر دیکھنے کا حکم ہوگا پس وہ دیکھے گی کہ بدیاں اسے گھیرے ہوئے ہیں اور نیکیاں بہت کم ہیں اس وقت خطاب ہوگا اے کثیر خدایہ تو بدیاں ہیں تیری نیکیاں کہاں ہیں وہ کہے گی کہ مجھ کو اپنی نیکیاں تو یاد نہیں ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اس عورت کے حافظان اعمال فرشتوں سے فرمائے گا۔ اے میرے فرشتو اسکی نیکیاں اور اعمال ایک دوسرے کو یاد دلاؤ۔ تب وہ فرشتے اس عورت کی نیکیاں ایک دوسرے کو یاد دلائیں گے اور دائیں طرف والا فرشتہ بائیں طرف کے فرشتے سے کہے گا کہ تجھ کو اسکی فلاں فلاں نیکیاں یاد نہیں ہیں؟ وہ جواب دے گا کہ ہاں یاد ہیں مگر مجھ کو اس کی فلاں بدیاں یاد ہیں اور سب بدیوں کو بیان کریں گے۔ اس وقت دائیں طرف والا فرشتہ اس سے کہے گا کہ کیا تجھے یاد نہیں ہے کہ اس نے ان بدیوں سے توبہ کر لی تھی وہ جواب دے گا کہ مجھ کو یاد نہیں۔ تب دائیں طرف والا فرشتہ اس سے کہے گا کہ کیا تجھ کو یاد نہیں ہے کہ اس نے اور اسکے ساتھ والی

عورت نے اس شہادت کو جو ان کے ذمے تھی ایک دوسری کو یاد دلا دیا تھا۔ یہاں تک کہ دونوں کو اس کا یقین ہو گیا تھا اور دونوں نے گواہی دی تھی اور راہ خدا میں ملامت کرنیوالوں کی ملامت کی کچھ پروا نہ کی تھی تب وہ فرشتے کہے گا کہ ہاں مجھ کو یاد ہے۔ پھر دائیں طرف کا فرشتہ بائیں طرف کے فرشتے سے کہے گا کہ اس عورت کی یہ گواہی دینا ایسی توبہ ہے جو ان دونوں کے گذشتہ گناہوں کو محو کرتی ہے پھر ان دونوں عورتوں کو انکے نامائے اعمال دائیں ہاتھ میں دینے جائیگے تب وہ دیکھیں گی کہ ان کی تمام نیکیاں ان میں درج ہیں اور ان کی بدیاں سب محو ہو گئی ہیں اور ہر ایک اپنی کتاب اعمال کے اخیر تمام نیکیاں ان میں درج ہیں اور ان کی بدیاں سب محو ہو گئی ہیں اور ہر ایک اپنی کتاب اعمال کے اخیر میں لکھا پائے گی۔ اے میری کثیر تونے اہل باطل کے برخلاف ضعیفوں کے حق میں گواہی دی اور راہ حق میں ملامت کرنیوالوں کی ملامت کی کچھ پروا نہ کی اس لیے میں نے تیرے اس عمل کو تیرے گذشتہ اعمال کا کفارہ کیا اور تیرے پہلے گناہوں کے محو کرنے کا ذریعہ بنایا۔

قوله عز وجل ولا يأت الشهاداء اذ امارا مسجوا اور جب گواہوں کو گواہ ہونے کے لیے بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جو شخص کسی معاملہ میں گواہ ہو جب اسکو گواہی ادا کرنے کے لیے طلب کیا جائے تو وہ انکار نہ کرے اور اسکو چاہیے کہ گواہی کو کامل طور پر ادا کرے اور اس میں کسی قسم کی رو رعایت نہ کرے اور ملامت کرنیوالے کی ملامت کی پروا نہ کرے اور لازم ہے کہ نیکی کرنے کا حکم دے اور امر بد سے منع کرے۔

اور دوسری حدیث میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ آیت **ولا يأت الشهاداء اذ امارا مسجوا** اس شخص کے لیے نازل ہوئی ہے کہ جب اسکو شہادت کے سُننے (یعنی گواہ بننے) کے لیے بلایا جائے تو وہ انکار کر دے اور جو کوئی کہ شہادت کے ادا کرنے سے باز رہے جبکہ شہادت اس کے پاس موجود ہو۔ اس کے باب میں آیت ذیل نازل ہوئی ہے **ولا تحتوا الشهاداة و من يتكتمها فائمه اثم قلبه** اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو کوئی گواہی کو پوشیدہ کرتا ہے البتہ اس کا دل آثم یعنی کافر ہے۔

تمت بالخیر

التماس مترجم

اس ذات احدود حقیقی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کتاب اشارہ حیدری یعنی اردو ترجمہ تفسیر عربی فتویٰ امام حسن عسکری علیہ علی آباء السلام اختتام کو پہنچی اصل کتاب مطبوعہ ایران لکھنؤ ہے اور قلمی نسخہ نایاب دونوں نسخوں میں بہت سے مقام ایسے مشکوک ہیں کہ جن کا ترجمہ اسی حالت میں نہایت مشکل ہے اور کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا چنانچہ ناظرین تفسیر مذکورہ پر بخوبی روشن ہے اور صاحبان طبع نے تبرکاً و تمنا جو کچھ نقل کر دیا ہے تحقیق و تصحیح سے ذرا بھر کام نہیں لیا اگرچہ یہ کام مجھ بے بضاعت کی لیاقت سے باہر تھا مگر اس معطلی مطلق کے فضل و کرم اور محمد و آل محمد علیہم السلام کی تائید سے تمام شبہات رفع ہو گئے اکثر مقامات کو کتاب احتجاج طبرسی و تفسیر صافی سے مقابلہ کیا اور جو جو مقام فخر المتقین و المتأخرین ملا محمد باقر مجلسی علیہ السلام نے اپنی کتاب حیات القلوب میں ترجمہ فرمائے ہیں ان سے بھی مدد لی اور ترجمہ میں حتی الامکان اصل کتاب کے الفاظ اور محاورہ اردو کا بہت لحاظ رکھا بعد ازاں اصل مسودہ کو نظر اصلاح بخیریت اقدس علیہ السلام فیضیاً سیادت انتساب نجمۃ العلماء زبدۃ الفقہاء عالم کمال فخر الامثال ممتاز الافاضل مولانا و مقتدا مولانا مولوی محمد ہارون صاحب زنگی پوری مدظلہ العالی پیش کیا آنجناب نے اول سے آخر تک اس مسودہ کو اصل مسودہ سے مقابلہ کر کے دیکھا اور جا بجا مناسب اصلاح و حواشی سے مزین فرمایا حقیر جناب قبلہ و کعبہ کا تہ دل سے شکر گزار ہے اور صدق نیت سے دعا کرتا ہے کہ پروردگار عالمین بحق محمد و آلہ الطاہرین علیہم السلام اپنی رحمت بکراں و فضل بے پایاں سے اس جناب کو دین دُنیا میں شاد کام اور بہرور فرما کر آپ کے سایہ بہا پایہ کو ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

اب حضرات ناظرین کتاب ہذا کی خدمت بابرکت میں التماس ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی یا نہیں قلم غفوسے اس کی تصحیح فرمائیں اور اس حقیر سرِ پا تقصیر کو دعائے خیر سے یاد کریں۔

وَاجْرِدْ عَوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَهَلٰى اللّٰهُ سَعٰلٰى
مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَخِيَارِ اَهْلِ اَجْمَعِيْنَ

العبد

حقیر سید شریف حسین بھڑلوی عفی عنہ

صوۃ ماکتبہ افضل العلماء کمل الفضلا فقہا اسوۃ المتکلمین

التمنا لہدین زبدۃ المتورین العارفين مولانا و مقتدا مولانا مولوی سید

نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر الزمان مدرس اعلا سے

مشارع الشرائع لکھنؤ مدظلہ العالی مقرظاً علی هذا الكتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي جعل القرآن ذمياً يلهتد به المهتدون والفتاوى على محمد

آله الذين هم وشيعتهم هم الفائزون يا مخرّب واضح ہے کہ قرآن مجید اگرچہ زبان نبوی

میں ہے اور جو مطالب اس میں مندرج ہیں وہ عرب کے محاورات میں بیان ہوئے ہیں لیکن چونکہ

فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ درجہ جس تک کلام بشر کسی طرح نہیں پہنچ سکتا اسکے لیے حاصل ہے اور تقصیر

ثابت ہو چکا کہ بعض آیات کا ظاہری مطلب ہرگز مراد نہیں ہے پس لازم ہوا کہ فہم مطالب میں ان حضرات

کی طرف رجوع کی جائے جو ضبط قرآن اور واقف اسرار خدا ہیں جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا فان

اہل البیت اور اور نبی بمانی البیت اور تفسیر جلیل الشان جو کہ منسوب ہے حضرت امام حادی عشر جناب امام حسن

عسکری علیہ السلام کی طرف منتقل ہے ان رموز خفیہ اور اسرار الہیہ پر جس کے ملاحظہ سے چشم دل روشن و

منور ہو جاتی ہے بہت ضرورت تھی کہ تفسیر مذکورہ زبان اردو ترجمہ ہو کہ فیض رسالہ عامہ مومنین ہو۔

الحمد لله کہ سید جلیل و فاضل نبیل جناب مولوی سید شریف حسین صاحب نے کتاب مذکور کا سلیس و با محاورہ

ترجمہ اردو میں کر کے اجر و ثواب حاصل کیا۔ اس ترجمہ کو تحریف نے بھی دیکھا اور مطابق بھی پایا۔ لیکن

اتنی مہلت نہ ملی کہ تمام پر نظر کر سکتا خداوند عالم مومنین کو اس سے انتفاع حاصل کرنے کی توفیق

عطا فرمائے فقط نقل مہر

لا اله الا الله و له المنون
بخدمت الحسن ۱۳۰۸ھ
عبد

نقل تقریظ عالیجناب معتمد القاب عالیجناب فضیلت
 ممتاز الافاضل زبده الامثال مولانا مقتدانا
 سید محمد ہارون صاحب زنگی پوری مدظلہ العالی

باسمہ سبحانہ

واقعی امر یہ ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے بندوں میں بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور اس باب میں خود اس کا کلام محکم شاہد صادق ہے کبھی کسی سے ایک نیک کام انجام پاتا ہے اور جو اس سے اہم سے دوسرے کا حصہ ہوتا ہے۔ دیکھئے یہی تفسیر ماثم جو باوجود اپنے بہت سے اجزا کے تلف ہو جانے کے جن میں معلوم نہیں کیسے کیسے جو اہر معانی ہے ہونگے جن سے آج ہم محروم ہیں اب بھی جتنے مطالب نفیسہ مشتعل ہے ان کا احصا ایک تیم آل کی دستگیری کے لیے اس سے زیادہ کافی ہے جو گنج شائگان سے ہو سکتا تھا۔ جاہل کو عالم غیر متدین کو متدین ضعیف الاعتقاد کو قوی الاعتقاد بنا دینا اس کا ذمہ ہے مگر چونکہ مقتضیات زمانہ ہمیشہ بتدل ہوتی رہتی ہیں اس سبب سے عقلا کا دستور بھی اسی کے بموجب بدلتا رہا ہے۔ ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ عربی کتابیں عام طور سے ہر شخص سمجھ سکتا اور ان سے بحسب استعداد کام لے سکتا تھا۔ پھر فارسی کا دور ہوا اور عربی فہم یا کم ہو گئے یا دوسرے شہروں کی ضرورتوں نے اس بات پر مجبور کیا کہ عربی کتابوں کا ترجمہ فارسی میں کیا جائے۔ چنانچہ مجلسی علیہ الرحمہ نے ایسا ہی فرمایا۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کا ترجمہ مستقل علیحدہ فارسی میں کر کے اردو عام فہم میں پبلک پسند کتابیں شائع کیں۔ چنانچہ اب ایسا ہی ہوتا جاتا ہے اور ہونا بھی یہی چاہیے اسی لحاظ سے ہمارے مخلص کرم فرما جید فاضل کامل جناب مولوی سید شریف حسین صاحب جو فی الحقیقت اپنے ثقہ اور متدین اور خیر خواہ ایمان و اسلام ہونے میں علاوہ اپنی روشن خیالی اور ذکاوت نظریہ کے اپنی آپ ہی نظیر ہی کہے جاسکتے ہیں اس طرف متوجہ ہوتے ہیں پروردگار ان کی توفیقات کو زیادہ کرے

اور دین کی حمایت پر ان کو پوری مدد دیتا رہے اس تفسیر کا ترجمہ جسے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں، انہیں جناب مجاہد کی حمایت ایمانی کا ایک نمونہ ہے اگرچہ اس تفسیر عظیم القدر کا پورا ترجمہ سلیس اردو عام فہم میں کر دینا ہر شخص کا کام نہیں ہے اور یہ بات وہی شخص خوب سمجھ سکتا ہے جو اصل تفسیر کو من اولہ لے آخرہ دیکھ چکا ہو۔ کتب نسخوں کی نایابی ایک طرف کتابوں کے تصرفات بجا ایک طرف محاورات عرب یا اس کے کافی ترجمہ کرنے کے لئے بہت بڑے مانع تھے اور جو شخص اس کا قصد کرتا اس کے لئے ان تمام مرحلوں کا طے کرنا بھی ضروری تھا۔ مگر سبحان اللہ اور ماشاء اللہ کس خوبی سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ شاید وہاں بجز اللہ المترجم خیر المجرم اس لیے بصناعت کم علم کم فہم سید محمد ہارون غازی پوری نے تمام ترجمہ لفظ بلفظ غائر نظر سے دیکھا ہے۔ الامازغ البصر لینی کوتاہ نظر میں تو ضرور کل عیوب سے پاک پایا ہے خدا بھی ایسا ہی کرے۔ تمام مومنین کو جناب مولوی صاحب قبلہ کا ممنون ہونا چاہیے۔ کہ ایسا عظیم الشان ہدیہ حضرات کی خدمت میں جناب مدوح کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے جس کی مثل پر کامیابی دشواری ہی نہیں بلکہ محال ہے اور اس بات کی دعا کرنی چاہیے کہ مولوی صاحب قبلہ کی عمر میں پروردگار از دیاد عطا فرمائے اور دینی حمایت پر ہمیشہ اسی طور سے اعانت کرتا رہے میں بھی اپنے اس کلام کو اسی دعا پر ختم کرتا ہوں اور تمام مومنین کی خدمت میں اس کتاب کی قدر دانی کی درخواست دیتا ہوں۔ والسلام۔ کتبہ اقل الناس عملاً و اکثرہم زلاً محمد ہارون عفی اللہ عنہ جبرائیلہ عفر ماتمہ

نقل تقریظ جناب فضیلت مآب فاضل جلیل عالم
 بنیل مولانا و مقتدانا مولوی سید احمد کبیر صاحب
 مدظلہ العالی مدرس گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول لاہور

یہ امر مسلم ہے کہ دنیا میں ایک تو وہ محسن ہیں جو ہماری جسمانی تربیت کے متکفل ہیں دوسرے وہ جن سے ہماری اخلاقی اور روحانی تعلیم کے متعلق ہے جسمانی تربیت کے فائدے محدود

اور فانی میں اخلاقی اور روحانی تعلیم کے فوائد ابدی اور غیر فانی بسا اوقات جسمانی تربیت بہلاکت و غیابت ہو جاتی ہے مگر روحانی تعلیم ہمیشہ مہالک و مخاطرات ابدی سے بچاتی ہے۔ اس روحانی تعلیم کے سرچشمے انبیاء و اوصیاء و آئمہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ شہم حقیقی نے ان کو مبعوث و منصوب فرما کر اپنے بندوں پر اتمام نعمت فرمایا۔ اور اپنے دین کو ان پر کامل کیا۔ علائکہ الشکر والحمد علی اتمام نعمت و اکمال دینہ علینا ان روحانی معلموں کے بعد وہ بزرگ ہمارے عظیم ترین شکر یہ کے مستحق ہیں جو اپنی عمریں ترویج دین و حمایت ملت میں صرف کرتے ہیں علوم معارف و مقاتل مدون فرماتے ہیں۔ تحقیق و تدقیق کے آسمان پر نجوم ہدایت بن کر چمکتے ہیں اور عوایت و ضلالت کی تاریکیوں کو ایمان و یقین کے نور سے زائل کرتے ہیں زمانہ کا رخ دیکھ کر مختلف زمانوں میں تالیف و تصنیف کا بار گراں اپنے سر پر اٹھاتے ہیں۔ تاکہ ہدایت کا فائدہ عام و تمام ہو اور ایمان کی گراں قیمت جنس کی خریداری مایہ دار و کم مایہ سب پر آسان ہو جائے۔ چنانچہ اس زمانہ کی ضرورت محسوس کر کے عالم محقق و فاضل مدق و مناد و مخدوم الکوئین جناب مولوی سید شریف حسین صاحب ادا م اللہ فیوضہ نے تفسیر عربی منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام کو با محاورہ اردو زبان میں محض برادران ایمانی کے فائدے کے لئے ترجمہ فرمایا۔ تاکہ اس تفسیر کثیر المنفعت کے فوائد سے اردو دان بھائی بھی مستفیض ہوں مولوی صاحب کا ہم سب پر ایک یہ بڑا روحانی احسان ہے۔ اور اس پر وہ کل مومنین کے شکر یہ کے مستحق ہیں۔ اپنے اس مقدس ترجمہ کو اول سے آخر تک بنظر غور دیکھا۔ حق یہ ہے کہ جس صحت اور حسن و خوبی سے یہ ترجمہ مولوی صاحب نے کیا ہے۔ وہ انہیں کا حصہ تھا۔ فیض اللہ منا خیر الجزا خدا مولوی صاحب کی عمر و توفیق میں برکت عطا کرے اور ایسے ہی اور بہت سے کام دینی بھائیوں کے فائدہ کے ان کے ہاتھ سے انجام کو پہنچائے۔

المفتقر یہ القدر سید احمد کبیر عفا اللہ عن ذنبہ الکثیر مورخہ یکم جمادی الاول ۱۳۲۰ھ

فہرست کتب عباس بک ایجنسی اردو مطبوعات

۱۸۰/-	مترجمہ مولانا فرمان علی (رنگین آرٹ پیپر)	قرآن مجید
۱۵۰/-	” ” ” ” (بلیک آرٹ پیپر)	قرآن مجید
۲۵۰/-	ترجمہ امداد حسین کاظمی مشہدی	قرآن امین تفسیر المتقین
۷۵/-	مترجمہ مولانا ہارون صاحب زرگی پوری	صحیفہ کاملہ
۵۵/-	مترجمہ مولانا فرمان علی صاحب	و ظائف الابرار (آرٹ پیپر)
۱۷۰/-	مترجم علامہ مفتی جعفر حسین	سج البلاغہ مع خطبہ معجزہ (بغیر الف بغیر نقطہ)
۲۰/-	آیۃ اللہ و مستغیب شیرازی	توبہ
۳۵/-	” ” ” ”	استعاذہ
۱۲۵/-	” ” ” ” (مجلد)	قلب سلیم
۳۲۵/-	” ” ” ” (مجلد)	گناہان کبیرہ اول دوم
۳۰/-	مولانا جان علی شاہ کاظمی	تربیت اولاد (اضافہ شدہ اڈیشن)
۷/-	مولانا راحت حسین ناصری	جناب فضلہ
۲۵/-	مولانا سید قلب عابد صاحب	مجالس عظیمہ آخری عشرہ (۱۲ مجلس)
۲۸۰/-	مفتی جعفر حسین صاحب	سیرت امیر المؤمنین جلد اول، دوم
۵۰/-	ترجمہ جامع الاخبار شیخ صدوق	تختہ الابرار
۱۰۰/-	(بجواب المرئی) فروغ کاظمی	الخطباء اول، دوم
۷۰/-	فروغ کاظمی	تفسیر کر بلا (مجلد)
۲۵/-	فروغ کاظمی	حضرت عائشہ کی تاریخی حیثیت
۷۰/-	” ” ” ”	قدنہ و ہایت (مجلد)
۳۵/-	” ” ” ”	سیدہ سکینہ
۱۲/-	” ” ” ”	حقیقت تبرا
۱۰/-	” ” ” ”	جدید شریعت
۲۵۰/-	(ابتدائی افریش سے ظہور امام تک کے حالات)	تفسیر اسلام
۶۰/-	(معاویہ ابن ابوسفیان کے حالات)	لعین ابن لعین
۷۰/-	(حالات امام زمانہ) ظفر عباس کشمیری	عرفان امامت (مجلد)
۲۰/-	سیدہ عابدہ زوجہ	آل محمد کا دیوانہ بہلول دانا
۲۵/-	(حالات حضرت عباس مع تاریخ درگاہ حضرت عباس لکھنؤ)	تاجدار وفا
۳۰/-	سید ابوالقاسم الخوئی	البیان (تفسیر سورۃ الحمد)
۸۰/-	ڈاکٹر شبلیہ الحسن نونہروی	احسن المجالس
۶۰/-	سید امتیاز حیدر پرتاب گڑھی	حکومت الہیہ
۶۰/-	اقبال حیدر حیدری می	شفاعت
۳۵/-	آیۃ اللہ خاتمہ ای دام ظلہ	نماز کی گہرائیاں
۱۰۰/-	محمد الحسن کراروی	چودہ ستارے
۵۰۰/-	علامہ مجلسی	حیات القلوب (۳ جلدیں)
۸/-	سید محمود گیلانی (سابق اہل حدیث)	اوم اور علی